

تاریخ ابن خلدون

۳۵۰ھ اور ۸۰۰ھ کے درمیان دنیائے عرب میں پائے جانے
والے مختلف قبیلوں اور ان کی حکومتوں کے حالات

تصنیف:

رئیس المؤرخین علامہ عبدالرحمن ابن خلدونؒ

(۷۳۲ھ - ۸۰۸ھ)

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

تاریخ ابن خلدون

دوازدہم

نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ

تاریخ ابن خلدون

حصہ دوازدہم

۳۵۰ھ اور ۸۰۰ھ کے درمیان دنیائے عرب میں
پائے جانے والے مختلف قبیلوں اور ان کی حکومتوں کے
حالات

{ ۳۵۰ھ سے ۸۰۰ھ تک دنیائے عرب میں پائے جانے والے ان قبیلوں کے سربراہوں اور ان کی
قائم شدہ حکومتوں کا حال بیان کیا گیا ہے۔ جن کو مورخوں نے تاریخ میں بہت کم جگہ دی ہے }

تصنیف: رئیس المؤرخین علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدونؒ
(۷۳۲-۸۰۸)

ترجمہ و تبویب: مولانا اختر فتح پوری

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

كتاب العبد وديوان المبتداء والخبر
من احوال العرب والعجم والبربر ومن عاصرهم من
ملوك التتر یعنی علامہ ابن خلدون کی کتاب التواریخ
کے

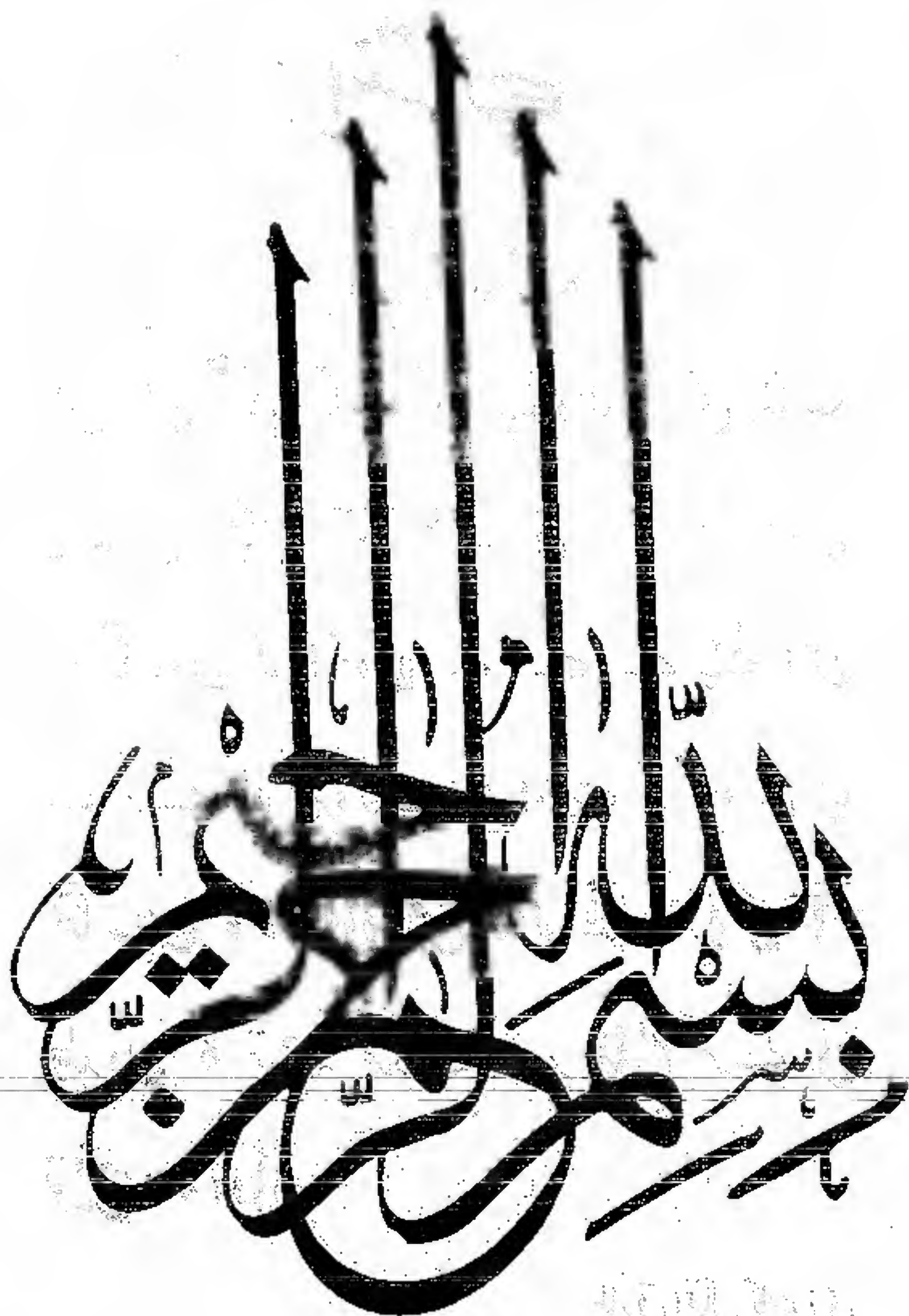
نام کتاب: ــــــ تاریخ ابن خلدون
مصنف: ــــــ رئیس المورخین علامہ عبدالرحمن بن خلدون
ناشر: ــــــ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
طبع: ــــــ جدید کمپیوٹر ایڈیشن جنوری ۲۰۰۳ء
ایڈیشن: ــــــ آفسٹ

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

اِنتساب

میں اِس ضخیم کتاب کو اپنے والد گرامی جناب چوہدری اقبال سلیم گاہندری کے نام معنون کرتا ہوں کہ انہوں نے سب سے پہلے اِس کے ترجمے کی ضرورت اور اہمیت کو محسوس کیا تھا یہ ان کا رُوحانی فیض تھا کہ مجھے اِس کی تمام جلدوں کا ترجمہ کروانے اور شائع کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔

طارق اقبال گاہندری



عرضِ ناشر

۳۵۰ھ اور ۸۰۰ھ کے درمیان

دُنیائے عرب میں پائے جانے والے مختلف قبیلوں اور اُن کی حکومتوں کے حالات

یہ ابنِ خلدون کی تاریخ کی بارہویں اور آخری جلد ہے۔ اس سے پہلے کہ اس کے بارے میں کسی قسم کی گفتگو کی جائے' ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ نویسی کی ابتداء اور ابنِ خلدون کے سوانحی حالات لکھ دیے جائیں۔

رسول کریمؐ کی بعثت کے وقت سے مسلمانوں میں تاریخ سے دلچسپی پیدا ہوگئی تھی اس کی ابتدا کس طریقے پر ہوئی۔ یہ سوال کرتے وقت ہمارا ذہن ان واقعات اور غزوات کی طرف جاتا ہے جن کو صحابہؓ سینہ بہ سینہ مختلف شہروں کے لوگوں تک پہونچاتے تھے اور اس طرح واقعات وکوائف کا ایک مستند ذخیرہ فراہم کردیا جاتا تھا جمع حدیث وتدوین حدیث اسی نوعیت کا واقعہ ہے اس کے بعد لوگوں نے سیرت ومغازی رسولؐ پر توجہ کی اور اس سلسلے میں سب سے پہلا نام محمد بن اسحاق اور ابنِ ہشام کا لیا جاتا ہے جن کی تصانیف تفوقِ زمانی اور بیانِ مطالب کے لحاظ سے دنیا بھر میں مستند سمجھی جاتی ہیں اس کے بعد بنوامیہ کے دور میں ملوک وسلاطین کے بارے میں کتابیں لکھی جانے لگیں اور پھر ان کی اتنی کثرت ہوگئی کہ ان کی صحیح تعداد بتانا مشکل ہے اس دور میں بعض شہروں میں ایسے بھی کتب خانے تھے جن میں تاریخ کے موضوع پر سینکڑوں کی تعداد میں کتابیں موجود تھیں لیکن زمانے نے ان کو محفوظ نہیں رکھا۔ جو محفوظ رہ گئیں اس میں اُن کی مقبولیت کا سب سے بڑا دخل تھا۔ ان کی نقلیں شہروں شہروں پہنچ گئی تھیں' لوگ ان کو بڑے بڑے کاتبوں سے لکھواتے اور اپنے اپنے کتب خانوں میں محفوظ کرتے رہتے تھے۔

ابنِ خلدون نے مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ کا سفر کیا تھا وہاں کے رہنے والوں سے ملاقاتیں کی تھیں۔ سلاطین اور حاکموں کے درباروں میں شریک ہوا تھا اس لئے اس کو جو معلومات مہیا ہوسکتی تھیں۔ دوسروں کے لئے ممکن نہیں تھا' یہی وجہ ہے کہ اس قسم کے بیانات ہر قسم کے شکوک وشبہات سے بالاتر ہیں۔ خصوصاً یہ جلد جو اس عہد کے حالات اور واقعات پر ہے

اگرچہ اس میں کہیں کہیں آپ بیتی کا بھی گمان ہوتا ہے لیکن یہ واقعہ ہے کہ اس سے پہلے اس طرح کی کوئی ہم عصر تاریخ نہیں لکھی گئی اور اس طرح تاریخ اور اسکے مقدمہ کی بناء پر ابن خلدون کو فلاسفہ تاریخ کا امام کہا جاتا ہے۔

ابن خلدون کے آباؤ اجداد نے ساتویں صدی ہجری میں اشبیلیہ سے تیونس کی طرف ہجرت کی تھی اور وہاں آباد ہو گئے۔ ابن خلدون وہیں ۷۲۲ھ میں پیدا ہوا۔ بعض تذکرہ نویسوں نے اس کی تاریخ ولادت یکم رمضان ۷۳۲ھ بتائی ہے۔ ابن خلدون نے تیونس ہی میں نشوونما پائی اور علوم مروجہ کی طرف متوجہ ہوا۔ ابھی وہ تحصیل علم میں مصروف تھا کہ تیونس میں ایک وبا پھیلی اس وباء کے خوف سے لوگ شہر چھوڑنے لگے۔ ابن خلدون نے بھی دوسروں کی طرح تیونس کو چھوڑا اور ہوارد کی طرف چل پڑا۔ یہ اس کی زندگی کا پہلا سفر اور پہلا تجربہ تھا۔ اس تجربے نے اس میں مشاہدہ کی گہرائی اور تجربے کی بصیرت پیدا کی۔ وہ ہوارد پہونچ کر وہاں کے حاکم کا مہمان ہوا۔ اس نے اس کی بہت خاطر تواضع کی اور بہت ناز ونعم سے رکھا' کچھ عرصہ کے بعد اس کو مغربی شہروں کے سفر کے لئے مالی امداد فراہم کی گئی چنانچہ اوائل عمر میں ہی اسے سیر وسیاحت کا چسکا پڑ گیا۔ اس نے والئ تیونس کے دربار میں پہونچ کر اظہار بندگی کی۔ اس نے اس کی خوش سلیقگی سے متاثر ہو کر اسے اپنے دربار میں ملازم رکھ لیا اور عہدۂ کتابت اس کو تفویض کیا۔ کسی نو وارد کا اس طرح ترقی پا جانا اس کے حاسدوں پر بہت شاق گزرا اور وہ اس کے خلاف سازشیں کرنے اور اس کو نقصان پہنچانے کی کوششیں کرنے لگے۔ بالآخر انہوں نے والئ تیونس کو یہ باور کروا دیا کہ ابن خلدون محض مکر وفریب سے کام لے رہا ہے اور اس کا یہی حال رہا تو وہ چند دنوں میں والئ تیونس کے اقتدار کو خطرہ میں ڈال دے گا۔ والئ تیونس نے اس امر کو درست خیال کرتے ہوئے ابن خلدون کو قید میں ڈال دیا۔

بالآخر اس نے ۷۵۹ھ میں وفات پائی۔ اس کے وفات پانے کے بعد اس کے وزیر ابن عمر نے ابن خلدون کو آزاد کر دیا اور اس کے ساتھ انعام واکرام سے پیش آنے میں کسی قسم کی کمی نہیں کی۔

ابن خلدون نے اپنی زندگی بڑی عشرتوں اور بڑی مصیبتوں کے ساتھ گزاری' وہ کبھی رنج وبلا میں گرفتار ہوتا اور کبھی ناز ونعم میں پلتا رہا' کبھی اس کی تقدیر اس کو ایذا پہنچاتی اور کبھی شاد کام کرتی رہی' اس نے تیونس اور اندلس کے کئی سلاطین کی دربارداری اور مصاحبت کی۔ ان کے حالات اور واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا' کبھی کاتب اور کبھی قاضی القضاۃ کے فرائض انجام دیئے۔ ۷۸۴ھ میں حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوا۔ راستے میں اسکندریہ اور قاہرہ میں قیام کیا۔ جامع ازہر میں مسند درس بچھائی ۷۸۶ھ میں اسے قاضی القضاۃ مقرر کیا گیا۔ ۸۰۳ھ میں اس نے دمشق کی سیاحت کی اور اس موقع پر تیمور کے مقابلے پر بھی گیا اس نے تیمور سے ملاقات کی اور مصر کو اس کے ہاتھوں تباہ ہونے سے بچا لیا اور آخر دم تک جامع ازہر میں درس دیتا رہا۔ اسی زمانے میں اس نے اندلس اور شمالی افریقہ کی سیاحت میں بھی حصہ لیا اور ۲۵ رمضان ۸۰۸ھ میں وفات پائی۔

ابن خلدون نے اپنی تاریخ کو تین حصوں میں لکھا ہے لیکن بعد میں خود ہی اس کی سات جلدیں کر دیں۔ جس وقت ہم نے ان کی اشاعت کا ارادہ کیا تھا اس وقت اس کی ضخامت اور حجم کا ٹھیک سے اندازہ نہیں تھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہم اس میں کسی قسم کی کمی بیشی کرنے کے بجائے اسے بارہ حصوں میں چھاپنے پر مجبور ہوئے۔ بارہواں حصہ اس کی تاریخ کا آخری حصہ ہے اس طرح یہ تاریخ مکمل ہو کر اختتام کو پہونچ جاتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ابن خلدون کا اپنی تاریخ کے حوالے سے کوئی

حصہ ایسا نہیں رہتا جس کو ہم نے شائع نہ کر دیا ہو۔

ابنِ خلدون کی تاریخ کا پہلا حصہ مقدمہ ابنِ خلدون کے نام سے مشہور ہے۔ اس حصے میں ابنِ خلدون نے عمرانیات' اجتماعیات' اقتصادیات اور سیاسیات کے مسائل پر معلومات افزاء بحث ہی نہیں کی بلکہ ان کے بعض ایسے پہلوؤں اور گوشوں کا ناقدانہ انداز میں پوری بصیرت کے ساتھ جائزہ لیا ہے۔ جس پر اس سے پہلے کسی نے نظر نہیں ڈالی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ بعد کے آنے والے ہر مؤرخ اور ہر وقائع نویس نے اسے اپنے لئے سند بنایا اور اس کی موجودگی کو فلسفۂ تاریخ کی بنیاد قرار دیا۔

یہ واقعہ ہے کہ تاریخ پر ایسا مقدمہ اس سے پہلے کبھی لکھا گیا ہے اور نہ آئندہ لکھا جائے گا۔ ساری دنیا کے تذکرہ نویس اور تاریخ نگار اس سے استفادہ کر رہے ہیں اور اسے ہی اپنی رہنمائی اور منزل سمجھتے ہیں۔

ابنِ خلدون نے دوسرے حصے میں مختلف عرب قبیلوں کی روایات اور اخبارات کو جمع کیا ہے اور عربوں نے زمانہ قدیم سے اس کے زمانے تک دنیا کے مختلف علاقوں اور حصوں میں جو حکومتیں اور سلطنتیں قائم کی ہیں۔ ان کے تفصیلی حالات لکھے ہیں۔ اسی کے ساتھ اس نے اس بات کا بھی اہتمام کیا ہے کہ عرب قبیلوں کے ساتھ ساتھ دنیا کی دوسری متمدن اور مہذب قوموں کے حالات بھی منظر عام پر آ جائیں' چنانچہ اس حصہ میں ایرانیوں ترکوں' یونانیوں' رومیوں اور بنی اسرائیل کے حالات بھی پوری تفصیل اور وضاحت کے ساتھ ملتے ہیں۔

ابنِ خلدون کی اس تاریخ کا تیسرا حصہ اقوامِ بربر کے حالات سے تعلق رکھتا ہے بربر قبائل نے شمالی افریقہ میں مختلف حکومتیں قائم کی تھیں اور نظم و نسق پر اقتدار پایا تھا۔ ابنِ خلدون نے ان حکومتوں کو بنتے' پروان چڑھتے اور روبہ زوال ہوتے دیکھا تھا۔ ان کے واقعات اور حالات اس کے مشاہدے میں موجود تھے۔ ان کے لئے اس کو کسی اور سے چھان بین کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ چنانچہ اس نے اپنی ذاتی تحقیق کو معیار مقرر کر کے شمالی افریقہ کی مسلم حکومتوں کے بارے میں معلومات اکٹھی کر دیں اس طرح تاریخ کا ایک تشنہ اور پنہاں گوشہ اس کی معلومات کی روشنی سے مالا مال ہو گیا۔

ابنِ خلدون نے جس طرح اپنی تاریخ کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے اسی طرح اس کی عملی اور سیاسی زندگی بھی تاریخ کے تین ادوار کا احاطہ کرتی ہے اور پتہ چلتا ہے کہ اس نے اپنے حالات کو تاریخ کی بدلتی ہوئی قدروں کے ساتھ کس قدر ہم آہنگ کر لیا تھا اور کس طرح اپنی تاریخ نویسی کی بنیاد رکھی تھی اس کی عملی زندگی کا پہلا دور اس کی ۱۲ برس کی عمر سے شروع ہوتا ہے اور اکتالیس برس کی عمر تک باقی رہتا ہے۔ یہ دور اس کی زندگی کا اہم دور ہونے کے علاوہ متعدد سیاسی تبدیلیوں اور حکومتوں کے عزل و نصب کے دعوے داروں کا دور ہے۔ اس دور میں ابنِ خلدون کو مختلف سیاسی مرحلوں سے گزرنا پڑا۔ حالات کے تھپیڑوں اور طوفانوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اس دور میں اس نے فارس' اندلس اور دیگر ملکوں کے بادشاہوں اور امیروں کی نیابت کی۔ ان کے حاشیہ نشینوں اور تراد یہ گزینوں کی حیثیت سے کام کیا۔ ان کے نظام حکمرانی کے طور طریقے دیکھے۔ ان کی معاملہ فہمی اور تدبر پر ناقدانہ نظر ڈالی' اس کا ایک نتیجہ اس کی عملی زندگی میں یہ نکلا کہ وہ کبھی قید خانوں اور عقوبت خانوں میں محبوس رہا۔ کبھی اس پر دربار شاہی سے انعام و اکرام کے موتی برسائے گئے' کبھی اس کو جلاوطنوں کی طرح دشت و بیابان عبور کرتے ہوئے ملکوں اور شہروں شہروں آوارہ خراموں کی طرح گھومنا پڑا۔ کبھی اس نے مسافرت کی اذیت اٹھائی

کبھی ایوانوں میں عیش و عشرت میں انہماک رہا۔

ابن خلدون کی عملی اور سیاسی زندگی کا دوسرا رخ اندلس کے قلعہ ابن سلامہ میں خانہ نشینی اور تنہائی کا دور ہے۔ اس دور نے اس کے دل میں تاریخ نویسی کی مشعل روشن کی اور اس نے تنہائی اور خاموشی مسلسل کے جاں سوز لمحوں میں پوری سنجیدگی سے اس امر پر غور کیا کہ اسے قدیم اور جدید حالات و کوائف کو قلم بند کرنا چاہیے اس نے سوچا اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو اس کے تمام مشاہدے اور اس کے تمام حالات اور واقعات طاقِ نسیاں پر چلے جائیں گے اور پھر اس تیز رفتار دنیا کو ان کی بازگشت بھی سنائی نہیں دے گی۔ دراصل یہی دور اس کی تصنیف و تالیف سے عبارت ہے۔ اس دور ہی میں اس نے اپنی تاریخ نویسی کا آغاز کیا تھا اور حالات و واقعات کو مدون کرنے کی سعی کی تھی۔

ابن خلدون کی زندگی کا تیسرا اور آخری دور اس کی زندگی کے دوسرے دور سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ اس دور میں اس نے مقدمے کی تکمیل کی۔ اس کے بعد اپنی تاریخ کے تین حصے' جن کو سات جلدوں میں تقسیم کیا گیا ہے' لکھے اور پھر انتہائی اطمینان و آرام اور فراغت کے ساتھ جامع ازہر میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیے۔ اور وقتاً فوقتاً اپنی تحریروں پر نظر ثانی کی۔

جب ہم ابن خلدون کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمارے سامنے اس کی بعض ایسی خصوصیات آتی ہیں جو دوسری تاریخوں میں پائی جاتی ہیں۔ چونکہ اس کی تاریخ پہلی آٹھ صدیوں پر محیط ہے اور پورے وسطی ایشیا کے مسلم سلاطین اور ملوک کے حالات پر روشنی ڈالتا ہے اس کو زمانی اور موضوعاتی تقدم اور فوقیت بھی حاصل ہے' ابن خلدون نے ایک طرف تسلسل زمانی کو ملحوظِ خاطر رکھا ہے دوسری طرف حکمرانوں اور سلاطین کا ذکر زمانے کے تسلسل اور ترتیب کے مطابق کیا ہے جس کے باعث پڑھنے والوں کو کسی قسم کی دشواری اور الجھن نہیں ہوتی' ابن خلدون کے واقعات اور حوادث کے اسباب و علل کا باہمی ربط متعین کرتا ہے' ان سے اس کی مورخانہ حیثیت ہی ظاہر نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کے اور اس سے پہلے کے لکھنے والوں کے درمیان خطِ فاصل پیدا ہو جاتا ہے۔ ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں تاریخ نویسی کے جو اصول اور قوانین مدون اور مرتب کیے ہیں اور قدیم مورخوں کی جن کوتاہیوں کا ذکر کیا ہے اپنی تاریخ میں ان سے احتراز کیا ہے اور روایت کے ساتھ ساتھ درایت سے کام لیا ہے' ابن خلدون کے یہاں اس کے ہم عصر اور پیش رو مورخوں کی طرح تکلف اور پر از شوکتِ الفاظ نثر نہیں ملتی ہے۔ مطالب میں ابہام اور الجھن پیدا نہیں ہوتی ہے۔ وہ قدیم روش کے مطابق لکھنے کے بجائے آسان اور سلیس زبان کا سہارا لیتا ہے جس کی وجہ سے اس کے بیانات میں حقیقت کی چاشنی پیدا ہو جاتی ہے۔

ابن خلدون کی تاریخ کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ وہ ایک حکومت کے اختتام کے بعد دوسری حکومت کا بیان نئی فصل سے کرتا ہے۔ اس نئی فصل کے شروع میں فلسفیانہ تمہید ہوتی ہے۔ جو یقیناً اس کے فلسفیانہ مقدمہ کا حصہ ہوتی ہے۔

ابن خلدون نے سیاست سے کنارہ کش ہو کر اس کتاب کا آغاز حلقہ بن سلامہ میں اپنے قیام کے دوران کیا تھا۔ کتاب کا نی یعنی تاریخ عالم لکھنے کی ابتداء بھی کی تھی' لیکن اسے تکمیل کے مراحل تک پہونچانے کے لیے مختلف کتب خانوں سے رجوع کرنا پڑا۔ چنانچہ تیونس میں پہنچ کر اس نے اپنے مواد کو آخری صورت دی۔

میں خدائے تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مجھے اس نے مقدمہ ابن خلدون اور تاریخ ابن خلدون کو اس شایان شان

طریقے سے شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور زیرِ نظر جلد سے اس کا پورا تاریخی سرمایہ سامنے آ گیا ہے اور آٹھویں صدی ہجری تک عالمِ اسلام کی مختلف سلطنتوں اور مملکتوں کا احوال آ گیا ہے۔ اس سے پہلے صرف اس کا مقدمہ اردو میں ملتا تھا' لیکن اب پوری تاریخ کی موجودگی سے اس مقدمہ کو سمجھا جا سکتا ہے اور اس میں ابنِ خلدون نے جس فلسفۂ تاریخ کی وضاحت پیش کی ہے اور اپنے نظریات افکار اور احوال و طریق کو سمجھایا ہے۔ یہ تاریخ اس کی دلیل اور ثبوت ہے۔

نفیس اکیڈمی نے ہمیشہ اس امر کو پیشِ نظر رکھا ہے کہ وہ اپنے پڑھنے والوں کے سامنے مستند کتابیں پیش کرے چنانچہ اب تک اس کی جانب سے جتنی کتابیں چھاپی گئی ہیں' وہ سب ہماری تاریخ اور بالخصوص تاریخ اسلام کا ایک اہم اور بنیادی ماخذ کا درجہ رکھتی ہیں۔ ان تاریخوں میں تاریخِ طبری' تاریخ مسعودی' طبقات ابنِ سعد اس لحاظ سے بہت اہم ہیں کہ ان سے چوتھی صدی تک عالمِ اسلام کے خد و خال سامنے آتے ہیں لیکن ابنِ خلدون کی اس تاریخ کے ساتھ ہی مزید چار سو سال کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح یہ تاریخ مسلمانوں کے آٹھ سو سالہ دور کی بھرپور طریقے پر ترجمانی کرتی ہے۔

اور یہ واقعہ ہے کہ اس دور کے لئے اس کے مقابلے پر کسی دوسری کتاب کو پیش نہیں کیا جا سکتا۔

ہمیں امید ہے کہ ہمارے پڑھنے والے ہماری کوششوں کی قدر کریں گے کہ ہم نے اس تاریخ کو جس سرکاری سطح پر مختلف اداروں کی مدد سے شائع کیا جا سکتا تھا' اسے تنہا ہم نے شائع کیا اور ایک بہت بڑے طبقے کی آرزو پوری کی ہے۔

ابنِ خلدون آٹھویں صدی کا نابغۂ روزگار شخص تھا ان کی دوسری کتابوں پر اپنے فلسفیانہ مقدمات کے لحاظ سے تفوق رکھتی ہیں' اگرچہ بعض دانش وروں نے جو مغرب کے زیرِ اثر رہے ہیں' اس کمالِ فن کی ویسی قدر و منزلت نہیں کی جیسی کہ کرنی چاہیے تھی۔ اس کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ اس کی تاریخ اور مقدمہ دونوں کا دنیا کی ہر بڑی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس کے ترجمے' انگریزی کے علاوہ فرانسیسی میں بھی ملتے ہیں۔ ہمیں ایسی کوئی تاریخ نظر نہیں آتی ہے جس میں اتنی جامعیت اور تفصیل کے ساتھ اہلِ فارس' اہلِ ہند' اہلِ نبط' اہلِ حبش' اہلِ سریان' اہلِ یونان' اہلِ زدبا اور اہلِ مصر کے حالات ملتے ہیں۔ ان حالات پر ناقدانہ اور مبصرانہ نظر بھی ڈالی گئی ہے ابنِ خلدون جہاں تاریخی حالات اور واقعات کو قلم بند کرتا ہے' وہاں سماجی' اقتصادی اور معاشرتی تقاضوں کی ترجمانی بھی کرتا ہے' بعض اوقات اس کے مباحث اس قدر تیکھے اور جامع ہوتے ہیں کہ ان پر فلسفہ کا گمان گزرنے لگتا ہے' ابنِ خلدون کی تاریخ کا سب سے اہم حصہ' حالات و کوائف کے علاوہ فلسفۂ اجتماع ہے جس سے اس کی تاریخ ذہنی کے تار و پود درست ہوئے ہیں' چنانچہ اس نے مدنیت کے ظواہر خارجی اور ظواہر باطنی پر تفصیل سے گفتگو کی ہے اور یہ تفصیل ایسی ہے کہ اس سے پہلے اس کی مثال نہیں ملتی ہے۔ اسی لئے تاریخ کے بزرگ ترین علماء اور ماہرین نے اس کو جدید علمِ اجتماع کا بانی قرار دیا ہے' اس نے اپنے فلسفے کی بنیاد اس نظریے پر رکھی ہے کہ انسان فطرتاً اجتماع کی طرف میلان رکھتا ہے اور اس نظریے کے اثبات کے لئے اس نے ان عوامل سے جو اجتماع سے پیدا ہوتے ہیں سب سے پہلا عامل قرار دیا ہے۔ اس نے اقالیم کو سات حصوں میں تقسیم کیا ہے' جن کی آب و ہوا میں برودت نے ہونے کر انتہائی ضرورت تک نشو و نما کے تمام خواص پائے جاتے ہیں۔ اس کا کہنا ہے کہ اطراف و جوانب کے ممالک کے رہنے والے تمازت سے عاری ہوتے ہیں اور اقلیم رابع جس کو حرارت کا نام دیا گیا ہے متعدی ہوتی ہے اور اس کے باشندوں' مدنیت' علوم' نشو و نما اور ان کا ظہور قوانین اور احکام کی تشکیل ہوتی ہے اور اس لحاظ سے اس کو تمام طبقوں پر تفوق اور برتری حاصل ہے۔

ابن خلدون نے قوموں کے ارتقا اور ان کے تہذیبی اور فکری نشوونما کا غور سے مشاہدہ اور مطالعہ کیا ہے اور اس مطالعے اور مشاہدے سے اس نے جو رائے اخذ کی ہے۔ وہ انتہائی حقیقت پسندانہ ہے اس کا کہنا ہے کہ عصبیت اور فضیلت قبائل کی قوت کو محفوظ رکھتی ہے' لیکن ان دونوں کے ساتھ ایک اختیار کی ضرورت پڑتی ہے اس اختیار کو ہم مذہب یا سیاست سے تعبیر کر سکتے ہیں' یہی اختیار قبیلے کو مثبت سمت میں ابھارتا ہے فروغ دیتا ہے اور اسی سے فتح و نصرت حاصل ہوتی ہے۔

قبیلہ کیسا ہی ہو قوی اس کے لئے ایک با اختیار کی ضرورت ہر لحہ ہوتی ہے اور وہ اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔

ابن خلدون نے قومی قبیلوں یا قوموں کی ترقی اور زوال کے اسباب وعلل پر بھی بحث کی ہے اور ان کا تفصیل سے جائزہ لیا ہے اس نے کسی قوم یا قبیلے کے زوال کے جو اسباب بتائے ہیں ان میں ضعف اشراف سپاہ کا تشدد اور عیش پسندی سرفہرست ہے' یہی تین اسباب ایسے ہیں جو قوموں کو ترقی کی ڈگر سے ہٹا کر زوال اور فلاکت کی پستی میں لے جاتے ہیں' اسی بناء پر اس نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ کوئی سلطنت کتنی ہی مستحکم اور پائیدار کیوں نہ ہو' تین صدی سے زیادہ عرصے تک ترقی پذیر نہیں رہ سکتی ہے یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اپنے ابتدائی دور میں روبہ زوال ہو جائے۔ اگر ہم مختلف سلطنتوں کے قیام اور ان کے قیام اور ان کے ادوار کا جائزہ لیں تو ابن خلدون کی یہ رائے درست ثابت ہوگی۔

اگرچہ مسلمان علماء اور اہل فلاسفہ نے ابن خلدون کو فلسفیوں کے دائرے میں شامل نہیں کیا ہے۔ لیکن مغرب کے دانش وروں نے ایک فلسفی کی حیثیت سے اس کے علمی اور تاریخی کارناموں کو پرکھا اور جانچا ہے اور وہ ان لئے اس کی قدر کرتے ہیں کہ اس نے علوم اجتماعی کو فلسفہ کا درجہ دیا ہے اور ایک خاص مکتبہ فکر کی بنیاد رکھی ہے' اس لحاظ سے وہ فلسفہ تاریخ کا بانی بھی ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ابن خلدون فلسفہ سے واقف تھا' جب ہم اس کی تصانیف کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات پوری طرح ظاہر ہو جاتی ہے کہ وہ فلسفہ سے واقف تھا اس کو فلسفہ کی اولیات سے پوری آگاہی تھی یہی وجہ ہے کہ

وہ علوم جو تہذیبوں میں پیدا ہوتے ہیں اور جن کی تمدن میں کثرت ہوتی ہے' مذہب کے لئے بہت مضر ہیں پس ضروری ہے کہ ان کی حقیقت کو واضح کیا جائے اور ان کی سچائی کے جو لوگ معترف ہیں ان کی آنکھ سے پردہ اٹھایا جائے۔

یہ امر واقعہ ہے کہ ابن خلدون کا مقدمہ اور تاریخ اپنی مرکزی فکر کے گرد گھومتی ہے' اس نے جہاں قبیلوں' امیروں' بادشاہوں کے حالات اور ان کے عزل ونصاب کی داستانیں لکھی ہیں' وہیں اس بات کا بھی خیال رکھا ہے کہ ان کی سلطنتوں کے تہذیبی اور تمدنی مظاہر کیسے تھے۔ ابن خلدون سے پہلے آٹھ صدیوں میں کسی بھی مؤرخ کو اس امر کا خیال نہیں تھا کہ وہ اپنے دور بلکہ اپنے موضوع کے تمدنی اور تہذیب یہاں خانوں میں جھانکے' ابن خلدون نے جہاں روایتیں جمع کی ہیں' وہیں مختلف دستاویزوں' خاندانوں روایتوں' مقبروں اور دوسرے آثار نے اپنے بیانات کا خمیر اٹھایا ہے' ابن کو فلسفہ سے قطع نظر تاریخ کی شکل وصورت دی ہے' یہی وجہ ہے کہ تاریخ کے ذکر کے ساتھ اس کا نام بھی ذہن میں آتا ہے۔

ابن خلدون کے مقدمہ اور تاریخ کو دنیا میں جو اہمیت دی گئی ہے اور جس طریقے سے سراہا گیا ہے اس نے تاریخ نویسی کے بہت سے اہم گوشے نمایاں کر دیئے ہیں جن پر پہلے کبھی نظر نہیں گئی تھی اور ابن خلدون کو اس فلسفہ تاریخ کا امام تسلیم کیا گیا۔ اور دنیا کے مختلف عالموں' دانش وروں نے اس امر کا اعتراف کیا ہے لسان الدین ابن خطیب' ابن خلدون کو شاندار

الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ وہ علوم عقلیہ اور نقلیہ کا باکمال محقق تھا اور اس کے ثبوت کے طور پر اس کے مقدمے کے مندرجات اور موضوعات دیکھے جاسکتے ہیں' استاد احمد حسن زیات لکھتے ہیں کہ ابن خلدون پہلا شخص ہے جس نے فلسفۂ تاریخ کا استنباط کیا اور تاریخ نویسی کے میدان میں حقیقت نگاری کی طرح ڈالی ۔ڈاکٹر طہٰ حسین کا کہنا ہے کہ ابنِ خلدون کا مقدمۂ تاریخ یہ حق رکھتا ہے کہ دورِ جدید کے فلاسفہ اور علمائے اجتماعیات اس سے استفادہ کریں کیونکہ اس کے مطالعے کے بغیر اجتماعیات کے فلسفہ سے کما حقہٗ آگاہی نہیں ہوتی ہے۔

سید سلیمان ندوی اظہار خیال کرتے ہیں کہ ابن خلدون درحقیقت اس زمانے تک کے انسانی علوم اور خیالات پر سب سے پہلے تبصرہ کرتا ہے اور تاریخ کے واقعات کو سائنس بنانے کی سب سے پہلے کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ اقتصادیات اور اجتماعیات پر ایک فن کی حیثیت سے سب سے پہلے اس کی نگاہ پڑتی ہے۔

ڈاکٹر عنایت اللہ کہتے ہیں کہ ایک فلسفی مؤرخ کی حیثیت سے کسی عہد یا کسی ملک میں ابنِ خلدون سے پہلے اس کا کوئی مقابل پیدا ہوا اور نہ ہی اس کی مثال ملتی ہے۔ بوشیودہ سلان کا بیان ہے کہ علمی دنیا میں ابنِ خلدون ہی پہلا شخص ہے جس کے دل میں پوری انسانیت کی تاریخ لکھنے کا ایک فلسفیانہ تصور پیدا ہوا اور اس نے اس تصور کو عملی شکل دے کر اپنے لیے تاریخ نویسی کی صف میں نمایاں جگہ پیدا کر لی۔ اس لحاظ سے وہ فلسفہ تاریخ کا بانی ومبانی ہے۔ فلنٹ کا کہنا ہے کہ فلسفۂ تاریخ میں افلاطون' ارسطو اور اگسٹائن ابنِ خلدون کے ہم رتبہ نہیں تھے۔ ان میں اور ابنِ خلدون میں کوئی ایسی مماثلت نہیں پائی جاتی ہے کہ ان کو ابنِ خلدون کا ہم آہنگ قرار دیا جا سکے اور یہ غلط ہوگا کہ ابنِ خلدون کا نام کسی دوسرے مؤرخ کے ساتھ لیا جائے۔ میکس میر ہاف کا کہنا ہے کہ ابنِ خلدون تاریخ کا سب سے عظیم فلسفی اور اپنی صدی کے جید عالم تھے۔ان کی مثال ان سے پہلے کسی تاریخی دور میں نہیں ملتی ہے۔ چارلس عیسوی نے ابنِ خلدون کو علومِ عمرانی کی تاریخ میں ارسطو اور میکالے کا حریف قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ علومِ عمرانی پر ابنِ خلدون سے بڑی کوئی شخصیت دکھائی نہیں دیتی ہے۔ یہ اور اس قسم کی آراء دنیا کے تمام ہی دانش وروں' فلسفیوں' تاریخ نویسوں نے ابنِ خلدون کے بارے میں دی ہیں۔ ان کے بعد یہ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے کہ تاریخ نویسی میں ابنِ خلدون کا کیا مقام ہے۔

طارق اقبال گاہندری

کراچی

فہرست عنوانات

حصہ دوازدہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل

بربری قبائل میں سے زناتہ اوران کی غالب اقوام اوران میں یکے بعد دیگرے قائم ہونے والی جدید و قدیم حکومتوں کے حالات

یہ قوم مغرب کی ایک معزز اور صاحب اثر و رسوخ قدیم قوم ہے اور اس زمانے تک یہ لوگ خیموں میں سکونت اختیار کرنے اور گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار ہونے اور زمین پر غلبہ حاصل کرنے اور دونوں سفروں سے مانوس ہونے اور آبادیوں سے لوگوں کو اُٹھا کر لے جانے اور خادموں کی اطاعت اختیار کرنے سے انکار کرنے کی اُن عادات پر قائم ہیں جو عربوں کا شعار ہیں اور بربریوں کے درمیان ان کا شعار وہ عجمی زبان ہے جس کے ذریعے وہ بات چیت کرتے ہیں اور وہ زبان اپنی نوع میں دیگر بربری زبانوں سے اور ان کے مواطن افریقہ اور مغرب میں دیگر بربری مواطن سے مشہور و معروف ہیں پس ان میں سے کچھ لوگ غدامس اور سوس اقصیٰ کے درمیان بلاد نخیل میں رہتے ہیں حتیٰ کہ ان کے صحرائے لوگ بے گیاہ بستیوں کے عوام بھی انہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن کا تذکرہ ہم آئندہ کریں گے۔

اوران میں سے ایک قوم طرابلس کے پہاڑوں میں اور افریقہ کے نواح میں رہتی ہے اور ان کے بقیہ لوگ اس زمانے میں جبل اوراس میں ہلالی عربوں کے ساتھ سکونت پذیر ہو گئے ہیں اور ان کی حکومت کے اطاعت گزار ہیں اور ان کی اکثریت مغرب اوسط میں رہتی ہے یہاں تک کہ مغرب اوسط انہی میں سے منسوب اور معروف ہے اور اسے زناتہ کا وطن کہا جاتا ہے اور ان میں سے کچھ دیگر اقوام مغرب اقصیٰ میں رہتی ہیں اور وہ اس زمانے میں مغرب میں صاحب حکومت ہیں اور قدیم زمانے میں ان کی یہاں کچھ اور حکومتیں بھی تھیں اور حکومت ہمیشہ انہی کے قبائل میں باری باری آتی رہی جیسا کہ ہم ان میں سے ہر قبیلے کے حالات کو بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

زناتہ کی نسبت اور اس کے بارے میں پائے جانے والے اختلاف اور ان کے قبائل کی تعداد کے حالات کا بیان

بربریوں کے درمیان ان کے نسب کے بارے میں ان کے نسابوں کے درمیان کوئی اختلاف پایا جاتا کہ وہ شانا کی اولاد سے ہیں اور شانا کے بارے میں ابو محمد بن حزم نے اپنی کتاب ؟ میں بیان کیا ہے کہ بعض کا قول ہے کہ وہ جانا بن یحیٰی بن صولات بن درماک بن ضری بن رجیک بن مادغیس بن بربر ہے۔

اسی طرح وہ کتاب الجمہرۃ میں بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس یوسف الوراق نے ایوب بن ابی یزید سے جب وہ ناصر کے دور حکومت میں اپنے انقلابی باپ کی جانب سے قرطبہ آیا تھا بیان کیا جاتا ہے کہ وہ جانا بن یحیٰی بن صولات بن درساک بن ضری بن مقبود بن قرذال بن یملا بن مادغیس بن رحیک بن ھمرحق بن کراد بن مازیغ بن ھراک بن ھرک بن برا بن بربر بن کنعان بن حام ہے اس بات کو ابن حزم نے بیان کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مادغیس بربر سے کوئی نسبت نہیں رکھتا اور قبل ازیں ہم اس کے متعلق پائے جانے والے اختلاف کو بیان کر چکے ہیں اور اس بارے میں جو کچھ منقول ہے یہ اس سے اصح ہے۔ کیونکہ ابن حزم ثقہ ہے اور کوئی دوسرا اس کی برابری نہیں کر سکتا۔

اور زناتہ کے عظیم شخص ابن ابی یزید سے جو کچھ منقول ہے اس کی بناء پر بربریوں کو فقط برنس کی نسل سے قرار دیا جا سکتا ہے۔

البتر اء: البتراء وہ لوگ ہیں جو مادغیس الابتر کے بیٹے ہیں اور یہ بربریوں میں سے نہیں ہیں اور جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ زناتہ وغیرہم انہی میں سے ہیں لیکن یہ بربریوں کے بھائی ہیں کیونکہ یہ سب کنعان بن حام کی طرف رجوع کرتے ہیں جیسا کہ اس نسب سے ظاہر ہوتا ہے۔

زناتہ کا نسب: اور ابو محمد بن قتیبہ سے ان زناتہ کے نسب کے بارے میں منقول ہے کہ یہ زناتہ جالوت کی اولاد میں سے ہیں

اور ایک روایت میں ہے کہ زناتہ جانا ابن یحییٰ بن ضریس بن جالوت ہے اور جالوت' ونور بن جزنیل بن جدیلان بن جالد بن دیلان بن حصی بن باد بن رحیک بن مادغیس بن الابز بن قیس بن عیلان ہے۔

اور اسی سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ جالوت بن جالود بن بردنال بن قحطان بن فارس ہے اور فارس مشہور آدمی ہے اور ایک اور روایت میں ہے کہ وہ جالوت بن بردنال بن بالود بن دیال بن برنس بن سفک ہے اور سفک تمام بربریوں کا باپ ہے۔

زناتہ کے نسابوں کا خیال: اور خود زناتہ کے نسابوں کا خیال ہے کہ یہ لوگ حمیر سے تعلق رکھتے ہیں اور پھر ان میں سے کچھ لوگ تبابعہ میں سے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ عمالقہ میں سے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ جالوت' عمالقہ میں سے ان کا جد ہے اور ان کے بارے میں سچ بات وہی ہے جسے سب سے پہلے ابو محمد ابن حزم نے بیان کیا ہے اور جو کچھ بعد میں بیان کیا گیا ہے اس میں سے کچھ بھی صحیح نہیں ہے۔

پہلی روایت: پہلی روایت جسے ابو محمد بن قتیبہ سے بیان کیا گیا ہے وہ مختلط ہے اور اس میں متداخل شامل ہیں اور مادغیس کا نسب جسے قیس عیلان تک بیان کیا گیا ہے اس کے متعلق کتاب البربر کے شروع میں ان کے انساب کے تذکرہ کے موقع پر پہلے بیان ہو چکا ہے اور نسابوں کے ہاں قیس کے بیٹے مشہور و معروف ہیں۔

اور جالوت کا نسب جسے قیس تک بیان کیا گیا ہے یہ ایک دور از قیاس بات ہے اور اس کی شہادت اس امر سے ملتی ہے کہ معد بن عدنان خامس' قیس کے آباء میں سے ہے جو بخت نصر کا معاصر تھا جیسا کہ ہم نے کتاب کے شروع میں اس کا ذکر کیا ہے۔

بخت نصر: اور جب بخت نصر' عربوں پر غالب آ گیا تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نبی ارمیا کی طرف وحی کی کہ وہ معد کو رہائی دلائے اور اسے اپنے علاقے میں لے جائے اور بخت نصر' حضرت داؤد علیہ السلام کے تقریباً چار سو پچاس سال بعد ہوا ہے اور اس نے بیت المقدس کو حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کے تعمیر کرنے کے بعد اتنی ہی مدت میں تباہ و برباد کر دیا تھا۔

پس معد' اتنی ہی مدت حضرت داؤد سے متاخر ہے اور اس کا بیٹا قیس خامس' حضرت داؤد علیہ السلام سے اس سے بھی زیادہ مدت متاخر ہے' اور جالوت جسے قیس کے بیٹوں میں سے بیان کیا گیا ہے وہ اس سے بھی دگنا زمانہ حضرت داؤد علیہ السلام کے متاخر ہے اور یہ بات کیونکر درست ہو سکتی ہے حالانکہ نص قرآنی کے مطابق حضرت داؤد علیہ السلام نے ہی جالوت کو قتل کیا تھا۔

بربریوں کے نسب میں جالوت کو شامل کرنا: اب رہی بات جالوت کو بربریوں میں شامل کرنے کی' کہ وہ مادغیس یا سفک کی اولاد میں سے ہے تو یہ ایک غلط بات ہے اور اسی طرح جن لوگوں نے اُسے عمالقہ کی طرف منسوب کیا ہے انہوں نے بھی غلطی کی ہے' حق بات یہ ہے کہ جالوت بنی فلسطین بن کسلوحیم بن مصرایم بن حام میں سے ہے جو حام بن نوح کا ایک قبیلہ ہے اور یہ لوگ قبط' بربر' حبشہ اور نوبہ کے برادران ہیں جیسا کہ ہم نے حام کے بیٹوں کے نسب میں اس کا ذکر

کیا ہے۔

بنو فلسطین اور بنو اسرائیل میں جنگ: ان بنو فلسطین اور بنو اسرائیل میں بہت سی جنگیں ہوتی رہتی تھیں اور شام میں ان کے بہت سے بربری بھائی تھے اور کنعان کی دیگر اولاد بھی کثرت میں ان کے مشابہ تھی اور اس زمانے میں فلسطینی اور کنعانی قوم اور ان کے قبائل ہلاک ہو گئے اور بربریوں کے سوا اور کوئی باقی نہ بچا اور فلسطین کا نام ان کے اس وطن سے مخصوص ہو گیا اور جالوت کے ذکر کے ساتھ بربریوں کا نام سننے والے نے خیال کر لیا کہ جالوت ان میں سے تھا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

زناتہ کے نسابوں کا انہیں حمیر سے قرار دینا: اور زناتہ کے نسابوں کا جو یہ خیال ہے کہ وہ حمیر سے تعلق رکھتے ہیں اس کا انکار دو حافظوں ابو عمرو بن عبدالبر اور ابو محمد بن حزم نے کیا ہے اور ان دونوں کا کہنا ہے کہ بلاد بربر کی طرف حمیر کے آنے کا ذکر صرف مورخین یمن کی اکاذیب میں ہی پایا جاتا ہے اور مورخین زناتہ کو بربری نسب سے ترفع حاصل کرنے نے ہی حمیر کی طرف منسوب ہونے پر آمادہ کیا ہے کیونکہ وہ اس زمانے میں خراج کے اکٹھا کرنے کے لئے خادم اور غلام بنے ہوئے تھے۔ حالانکہ یہ ایک وہم ہے۔ جب کہ بربری قبائل میں ایسے لوگ بھی تھے جو عصبیت میں زناتہ سے مقابلہ کرتے تھے یا اُن سے بھی زیادہ سخت تھے جیسا کہ ہوارہ اور مکناسہ ہیں اور ان میں ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے عربوں کی حکومت پر قبضہ کر لیا تھا جیسے کتامہ اور صنہاجہ ہیں اور وہ بھی تھے جنہوں نے صنہاجہ کے ہاتھوں سے ایک مدت تک حکومت چھین لی تھی جیسے کہ مصامدہ میں یہ سب قبائل زناتہ سے بہت زیادہ طاقت ور اور زیادہ جمعیت والے تھے پس جب یہ لوگ فنا ہو گئے تو یہ مغلوب ہو گئے اور انہیں تاوان کی تکلیف برداشت کرنی پڑی اور اس دور میں بربریوں کا نام تاوان ادا کرنے والوں سے مخصوص ہو گیا پس زناتہ نے مظلومیت سے فرار کرتے ہوئے اس نام سے برا منایا اور عربی نسب کے خالص ہونے کی وجہ سے نیز اس وجہ سے کہ اس میں متعدد انبیاء کی فضیلت بھی پائی جاتی ہے اس میں داخل ہونے کو اچھا سمجھا خصوصاً مضر کے نسب میں شامل ہونے کو بہتر خیال کیا کیونکہ وہ اسماعیل بن ابراہیم بن نوح بن شیث بن آدم یعنی پانچ انبیاء کی اولاد میں سے ہیں لیکن بربری جب حام کی طرف منسوب ہوتے ہیں تو ان میں یہ فضیلت نہیں پائی جاتی حالانکہ وہ بھی اس ابراہیم کی نسل سے ہیں جو مخلوقات کا تیسرا باپ ہے جب کہ اس دور میں دنیا کی اکثر اقوام آپ کی نسل سے تعلق رکھتی ہیں اور اس دور میں آپ کے نسب سے بہت تھوڑے لوگ نکلے ہیں حالانکہ صحرا میں الگ رہنے کی وجہ سے حربیوں میں بھی مخلوق کی مذموم عادات سے وحشت اور بچاؤ کا جذبہ پایا جاتا ہے پس زناتہ کو یہ نسب اچھا لگا اور ان کے نسابوں نے ان کے سامنے اسے خوبصورت کر کے پیش کیا حالانکہ حقیقت کچھ اور ہے اور عمومی نسب کے لحاظ سے ان کا بربر ہونا ان کے عزت و غلبہ کے شعار کے منافی نہیں ہے جب کہ بہت سے بربری قبائل اس کی مانند اور اس سے بہت بڑے بھی ہیں۔ اسی طرح مخلوق کئی اوصاف میں ممتاز اور متباین ہے حالانکہ سب بنو آدم ہیں اور حضرت نوح آپ کے بعد ہوئے ہیں اسی طرح عرب اور ان کے قبائل بھی ممتاز اور متباین ہیں حالانکہ سب سام کی اولاد ہیں اور حضرت اسماعیل ان کے بعد ہوئے ہیں۔

تعداد انبیاء علیہم السلام: اب رہی بات نسب میں متعدد انبیاء کے آنے کی تو یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے اپنے عطا کرتا ہے اور جب حالات کے بدل جانے سے لوگوں میں رنگی نہ پائی جائے تو کسی قوم کے عمومی نسب میں اشتراک سے تجھے کچھ نقصان نہ ہوگا حالانکہ بربریوں کو جو ذلت حاصل ہوئی وہ قلت تعداد اور ان حکمران اقوام کے ہلاک ہو جانے کی وجہ سے حاصل ہوئی تھی جو حکومت اور ترفہ کی راہ میں جام مرگ نوش کر گئے تھے جیسا کہ قبل ازیں ہم نے آپ کے لئے اپنی مولفہ پہلی کتاب میں بیان کیا ہے' ورنہ انہیں کثرت' غلبہ' حکومت اور دولت سب کچھ حاصل تھا۔

زناتہ کا عمالقہ سے ہونا: اور زناتہ قوم کا شامی عمالقہ سے ہونا ایک مرجوح قول اور حقیقت سے دور بات ہے کیونکہ شام میں رہنے والے عمالقہ کی دو قسمیں ہیں ایک عمالقہ وہ ہیں جو عیصو بن اسحاق کی اولاد سے ہیں جنہیں نہ کثرت حاصل ہے اور نہ حکومت' اور نہ ہی ان میں سے کسی کے بارے میں یہ منقول ہے کہ وہ مغرب کی طرف گیا تھا بلکہ وہ اپنی تعداد کی کمی اور اپنی اقوام کی ہلاکت کی وجہ سے پوشیدہ سے پوشیدہ تر ہیں اور دیگر عمالقہ بنی اسرائیل سے قبل شام میں صاحب حکومت و دولت تھے اور اریحا ان کا دارالسلطنت تھا اور بنی اسرائیل نے ان پر غلبہ پا کر شام اور حجاز میں ان سے حکومت چھین لی اور وہ ان کی تلواروں کا کھاجا بن گئے پس یہ قوم ان ہلاک شدہ عمالقہ میں سے کیسے ہو سکتی ہے اور اگر یہ روایت بیان کی جاتی تو اس سے شک پڑ جاتا ہے' پس جب اسے بیان ہی نہیں کیا گیا تو یہ شک کیسے پیدا ہو سکتا ہے اور یہ عادۃً بھی بعید ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اپنی مخلوق کو بہتر جانتا ہے۔

زناتہ کے قبائل و بطون: زناتہ کے قبائل اور بطون بہت سے ہیں اب ہم ان میں سے مشہور قبائل و بطون کا ذکر کرتے ہیں زناتہ کے نساب اس امر پر متفق ہیں کہ ان کے تمام بطون' جانا کے تین بیٹوں کی طرف راجع ہیں اور وہ ورسیک' فرنی اور الدیرات ہیں' زناتہ کی انساب کی کتب میں ایسا ہی لکھا ہے۔

ورسیک کے بیٹے: اور ابو محمد بن حزم نے اپنی کتاب الجمہرۃ میں ورسیک کے بیٹوں کے متعلق لکھا ہے کہ ان کے نسابوں کے نزدیک وہ مسارت' رغائی اور واشرد جن ہیں اور واشرد جن سے دار یطن بن واشرد جن ہے اور ابو محمد بن حزم ورسیک کے بیٹوں کے متعلق کہتا ہے کہ وہ مسارت' تاجرت اور واسین ہیں۔

فرنی بن جانا کے بیٹے: اور زناتہ کے نسابوں کے نزدیک فرنی بن جانا کے بیٹے یبرمرتن' مرنجیصہ' ورکلہ' نمالہ اور سبرترہ ہیں اور ابو محمد بن حزم نے سبرترہ کا ذکر نہیں کیا اور باقی چاروں بیٹوں کا ذکر کیا ہے۔

الدیرت بن جانا کے بیٹے: اور زناتہ کے نسابوں کے نزدیک الدیرت بن جانا کا بیٹا جداو بن الدیرت ہے' لیکن ابن حزم نے اس کا ذکر نہیں کیا' اس نے الدیرت کے ذکر پر صرف اتنا کہا ہے کہ اس کے قبائل میں سے بنو ورسیک بن الدیرت بھی ہیں جو دمر بن ورسیک کے دو بطن ہیں' وہ بیان کرتا ہے کہ دمر لقب ہے اور اس کا نام العانا ہے۔

زاکیا کے بیٹے: وہ بیان کرتا ہے کہ زاکیا کے بیٹوں میں سے بنو یفراد' بنو یفرن اور بنو واسین ہیں اس کا کہنا ہے کہ ان کی ماں واسین' مفراد کی ماں کی مملوکہ تھی اور یہ بنو یصلتن بن مسرا بن زاکیا اور یزید کا تیسرا حصہ ہیں اور ان میں زناتہ کے نساب

مقراد کے بھائی یرنیات بن یصلتن' یفرن اور داسین ہیں اور ابن حزم نے واسین کا ذکر نہیں کیا۔

دمر کے بیٹے: وہ بنو ورنید بن وانتن بن واردیرن بندمر کو دمر کے بیٹے قرار دیتا ہے اور اس نے بنی دمر کے سات قبائل کا ذکر کیا ہے اور وہ غرازول' لغورۃ اور زناتین ہیں اور یہ تینوں دمر' برزال' یصدر بن وضعان اور لطوفت کے نسب کے ساتھ مخصوص ہیں' ابو محمد بن حزم نے اسی طرح بیان کیا ہے اور اس کا خیال ہے کہ یہ ابوبکر بن یکنی البرزالی الاباضی کی تحریر ہے۔

ابوبکر کے حالات: ابوبکر بن یکنی کے متعلق ابن حزم کا کہنا ہے کہ وہ ایک زاہد تھا جو ان کے انساب کا عالم تھا اور اس نے بیان کیا ہے کہ بنو داسین اور بنو برزال اباضی تھے اور بنی یفرن اور مقرادہ سنی تھے اور سابق بن سلیمان مطماطی اور ہانی بن یصدور الکومی اور کہلان بن ابی لوا جیسے بربری نسابوں کے نزدیک ان کی کتب میں لکھا ہوا ہے کہ بنی ورسیک بن الدیرت بن جانا تین بطن ہیں جو بنو زاکیا' بنو دمر اور آنشہ ہیں۔

بنو آنش: بنو آنش اور وہ سب کے سب بنو واردیرن بن ورسیک ہیں اور زاکیا داروبرن سے تین بطن مقرادہ' بنو یفرن اور بنو یرنیان ہیں۔

بنو واسین: اور بنو واسین سب کے سب بنو اسیلتن بن مسر بن زاکیا بن آنش بن واردیرن ہیں۔

دمر واردیرن: اور دمر واردیرن سے تین بطن' بنو لغورت' بنو غزرول اور بنو ورتاتین ہیں یہ سب کے سب بنو ونید بن دمر ہیں۔ اس بات کا تذکرہ بربری نسابوں نے کیا ہے جو ابن حزم کے بیان کے خلاف اور دیگر زناتہ کے نساب بھی جو ان کے قبائل ہیں سے یہی بات بیان کرتے ہیں اور وہ مکنفش کی طرح ان کا نسب بیان نہیں کرتے حالانکہ وہ جبل قاذاز کے باشندے ہیں جو مکناسہ' سجاسن' ربعان' تحلیلہ' قیسیات' واغمرت' تیفراض' وجدیجن' بنو بلولو اور بنو دمانی اور بنو توجین کے قریب ہے۔

بنو توجین: بنو توجین بلاشک وشبہ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہے ظاہری طور پر صحیح نسب کے لحاظ سے بنی واسین کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور وجدیجن' واغمرت اور بنو ورتنیص کے بارے میں بعض کا قول ہے کہ وہ برانس میں سے ہیں۔ جو بربر کا ایک بطن ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور ابن عبدالحکم نے اپنی کتاب فتح مصر میں خالد بن حمید زناتی کا ذکر کیا ہے اور اس کے متعلق بیان کیا ہے کہ وہ شورہ میں سے ہے جو زناتہ کا ایک بطن ہے اور ہماری بھی اس کے متعلق یہی رائے ہے۔

یہ زناتہ کے قبائل اور انساب کے متعلق مختصر بیان ہے جو کسی کتاب میں موجود نہیں۔ واللہ الھادی الی مسالک التحقیق لا رب غیرہ

برزال بن ورنيد بن واتتين بن وارديران بن دمر بن ورسيك بن الديرت بن جانا

يزران بن يصلتن بن مسرا بن زاكيا

وارگله

ورتاجن

حبادة

وارليعين بن ولشرودجين بن ورسيك

ماجرت

سبارت

فصل

زناتہ کے نام اور اِس لفظ کے مبنیٰ کے بیان میں

بہت سے لوگ اس لفظ کے مبنیٰ اور اشتقاق کے بارے میں اس طور پر تحقیق کرتے ہیں جو نہ ہی عربوں اور نہ ہی خود اہل قوم کے نزدیک معروف ہے' کہتے ہیں کہ یہ ایک نام ہے جسے عربوں نے اس قوم کے لئے وضع کیا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خود اس قوم نے اس نام کو اپنے لئے وضع کیا ہے اور اس پر اتفاق کیا ہے' کہتے ہیں کہ وہ نام زانا بن جانا ہے اور وہ نسب میں بھی کچھ اضافہ کرتے ہیں جس کا نسابوں نے ذکر نہیں کیا۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ مشتق ہے اور عربوں کی زبان میں اسماء میں سے کوئی ایسا مستعمل معلوم نہیں ہوتا جو اپنے مادی حروف پر موجود ہو اور بعض اوقات بعض جہلاء زنا کے لفظ سے اس کا اشتقاق کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کی تائید ایک معمولی سی حکایت سے کرتے ہیں جسے حقیقت دھکے دیتی ہے اور یہ سب اقوال اس طرح اشارہ کرتے ہیں کہ عربوں نے ہر چیز کے لئے اسماء وضع کئے ہیں اور ان کا استعمال صرف ان اوضاع کی وجہ سے ہوتا ہے جو ان کی لغت نے ارتجالاً اور اشتقاقاً قائم کئے ہیں اور اکثر یہی ہوتا ہے۔

دگرنہ عربوں نے بہت سے ان اسماء کو بھی استعمال کیا ہے جو اپنی مسمیٰ میں ان کی زبان سے تعلق نہیں رکھتے' پس ابراہیم' یوسف اور اسحاق جیسے ناموں کو علم ہونے کی وجہ سے عبرانی زبان سے تبدیل نہیں کیا جائے گا اور یا زبان زد عام ہونے کی وجہ سے استعانت و تخفیف کے لئے ایسا نہیں کیا جائے گا جیسے لجام' دیباج' زنجبیل' نیروز' یاسمین اور آجر جیسے نام ہیں' پس یہ عربوں کے استعمال کی وجہ سے یوں ہو گئے ہیں گویا یہ ان کے اوضاع میں سے ہیں اور وہ انہیں معربہ کا نام دیتے ہیں اور کبھی وہ حرکات یا حروف میں کچھ تبدیلی بھی کرتے ہیں اور یہ بات ان کے ہاں مشہور و معروف ہے کیونکہ یہ بمنزلہ وضع جدید کے ہیں۔

اور کبھی لفظ کا حرف ایسا بھی ہوتا ہے جو ان کی زبان کے حروف میں سے نہیں ہوتا تو وہ اسے قریب المخرج حرف سے بدل دیتے ہیں' بلاشبہ حروف کے مخارج' کثیر اور منضبط ہوتے ہیں اور ان میں سے عربوں نے صرف اٹھائیس حروف ابجد کو بولا ہے اور ان میں سے ہر دو مخرجوں کے درمیان ایک سے زائد حروف آتے ہیں جن میں سے کچھ کو اقوام نے بولا ہے اور کچھ کو نہیں بولا نیز ان میں سے کچھ کو چند عربوں نے بولا ہے جیسا کہ اہل زبان کی کتب میں مذکور ہے۔

زناتہ کی تحقیق: پس جب یہ بات ثابت ہو گئی تو جان لیجئے کہ زناتہ کے لفظ کی اصل جانا کے صیغے سے ہے جو سب کے قوم کے باپ کا نام ہے اور وہ جانا بن یحییٰ ہے جس کا ذکر ان کے نسب میں مذکور ہے اور جب وہ تعمیم میں جنس کا ارادہ کرتے ہیں تو مفرد اسم کے ساتھ تاء ملا دیتے ہیں اور کہتے ہیں جانات اور جب تعمیم چاہتے ہیں تو تاء کے ساتھ نون زائد کر دیتے ہیں اور وہ

جاتا تن بن جاتا ہے اور ان کا اس جیم کو بولنا عربوں کے نزدیک جیم کے مخرج سے نہیں ہوتا بلکہ وہ اسے جیم اور شین کے درمیان بولتے ہیں جو سین کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے اور بعض چھوٹوں سے ان مخارج کو سننا آسان ہوتا ہے پس انہوں نے سین کے ساتھ زاء کے مخرج کے اتصال کی وجہ سے اسے زاء میں بدل دیا اور وہ جنس پر دلالت کرنے والا مفرد لفظ زانات بن گیا۔ پھر انہوں نے اس کے ساتھ ھاء نسبت لگا دی اور زبان زد عام ہونے کی وجہ سے تخفیف کی خاطر زاء کے بعد الف کو حذف کر دیا۔ واللہ اعلم

فصل

اس قوم کی اولیت اور طبقات کے بیان میں

افریقہ اور مغرب میں اس قوم کی اولیت طویل صدیوں سے بربریوں کی اولیت سے مساوی ہے جس کے آغاز کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور ان کے قبائل شمار سے زیادہ ہیں جیسے مغراوہ بنی یفرن جراوہ بنی یرسان وجدیجن مغرۃ تحصر ورتید اور بنی زنداک وغیرہ اور ان میں ہر ایک قبیلے کے متعدد بطن ہیں اور اس قوم کے مواطن اطراف طرابلس سے لے کر جبل اوراس تک اور الزاب سے تلمسان کی جانب تک اور پھر وادی ملویہ تک ہیں۔

اور اسلام سے قبل جراوہ کو ان میں کثرت اور ریاست حاصل تھی پھر وہ مغراوہ اور بنی یفرن کو حاصل ہوئی۔

افرنگی: اور جب افرنگیوں نے ان کے نواح میں بلاد بربر پر قبضہ کر لیا تو یہ انہیں مقررہ ٹیکس ادا کرنے لگے اور ان کی اطاعت کرنے لگے اور ان کی جنگوں میں ان کے ساتھ پڑاؤ کرنے لگے اور دیگر امور میں بھی ان کی حمایت کرنے لگے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام کو لے آیا اور مسلمانوں نے دھیرے دھیرے افریقہ کی طرف بڑھنا شروع کیا' ان دونوں افرنگیوں کا بادشاہ گریگوری تھا پس زناتہ اور بربریوں نے مسلمانوں کے مقابلہ میں گریگوری کو مدد دی مگر یہ سب پراگندہ اور منتشر ہو گئے اور گریگور قتل ہو گیا اور ان کے اموال غنائم بن گئے اور ان کی عورتیں قیدی بن گئیں اور سبیطلہ فتح ہو گیا۔

فتح جلولاء: پھر مسلمان افریقہ کی جنگ سے واپس آ گئے اور انہوں نے جلولاء اور دیگر شہروں کو فتح کیا اور وہ افرنگی بھی جوان کی اولادوں پر حکومت کرتے تھے سمندر کے پیچھے اپنے وطنوں کو واپس لوٹ آئے اور بربریوں نے اپنے آپ کو عربوں کے لیے مقاومت خیال کر لیا اور وہ اکٹھے ہو کر پہاڑی قلعوں میں قلعہ بند ہو گئے اور زناتہ کا یہ اور ان کی قوم جراوہ کے ساتھ جبل اوراس میں جا ملے جیسا کہ ہم بیان کریں گے پس عربوں نے ان میں خوف' خونریزی کی اور میدانوں' پہاڑوں اور جنگلوں میں ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ وہ طوعاً و کرہاً اسلام میں داخل ہو گئے اور مصری حکومت کے مطیع ہو گئے اور انہوں نے ان امور کو سنبھال لیا جنہیں افرنگی سنبھالا کرتے تھے یہاں تک کہ مغرب میں عربی حاکم کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور اس نے انہیں کتامہ وغیرہ بربریوں کے افریقہ سے نکال دیا اور اس زناتی قوم نے زناد الملک پر قدح کی پس اس نے ان سے پوشیدگی اختیار کی اور اسکے دو طبقوں میں نسلاً بعد نسلٍ باری باری حکومت چلتی رہی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

فصل

کاہنہ اور زناتہ میں سے ان کی قوم جراوہ کے حالات اور فتح کے وقت مسلمانوں کے ساتھ اُن کا سلوک

افریقہ اور مغرب میں یہ بربری قوم بڑی قوت وکثرت اور جمعیت کی مالک تھی اور یہ لوگ اپنے شہروں میں افرنگیوں کے اطاعت گزار تھے اور نواح کے تمام حکمران بھی ان کے ساتھ تھے اور بوقت ضرورت افرنگیوں کی امداد کرنا ان پر واجب تھا' جب مسلمان افریقہ کی فتح کے لئے اپنی فوجوں کے ساتھ سایہ فگن ہوئے تو انہوں نے مسلمانوں پر چڑھائی کرنے کے لئے گریگوری کو مدد دی' یہاں تک کہ مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا اور ان کی جمعیت پراگندہ ہو گئی اور ان کی حکومت منتشر ہو گئی اور اس کے بعد افریقہ میں مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے اور ان کو جمع کرنے والی کوئی جگہ نہ رہی' کیونکہ وہ تمام بربری اقوام سے ان کے مواطن ونواح میں جنگ کر رہے تھے اور جو لوگ افرنگیوں میں سے ان کے ساتھ آ ملے تھے ان سے بھی برسرِ پیکار تھے۔

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی جنگ: اور جب مسلمان حضرت علیؓ اور معاویہؓ کی جنگ میں مشغول ہو گئے تو انہوں نے افریقہ کے معاملہ کو خیر باد کہہ دیا پھر حضرت معاویہؓ نے عام الجامعہ کے بعد عقبہ بن نافع فہری کو اس کا والی بنایا تو اس نے اپنی ولایت ثانیہ میں مغرب میں خونریزی کی اور سوس تک پہنچ گیا اور واپسی پر الزاب میں قتل ہو گیا اور بربریوں نے اوربہ کے عظیم آدمی کسیلہ پر اتفاق کر لیا اور اس کے بعد عبدالملک بن مروان کے زمانے میں زہیر بن قیس بلوی نے اس پر چڑھائی کی تو اس نے اسے شکست دی اور قیروان پر قابض ہو گیا اور اس نے مسلمانوں کو افریقہ سے نکال باہر کیا۔

حسان بن نعمان: پھر عبدالملک نے حسان بن نعمان کو مسلمان فوجوں کے ساتھ بھیجا تو انہوں نے بربریوں کو شکست دی اور کسیلہ کو قتل کر دیا اور قیروان' قرطاجنہ' افریقہ' افرنجہ اور روم کو سسلی اور اندلس تک واپس لے لیا اور رومیوں کی حکومت ان کے قبائل میں بکھر گئی اور زناتہ' بربریوں کے تمام قبائل سے بڑے اور جموع وبطون کے لحاظ سے زیادہ تھے۔

جراوہ کا موطن: اور ان میں سے جراوہ کا موطن' جبل اوراس میں تھا۔ جو کہ گراد بن الدیرت بن جانا کی اولاد میں سے ہیں اور ان کی حکومت کاہنہ کے پاس تھی اور دہیا بنت ۔۔۔ بن نیغان بن باروبن مصکری بن افرد بن وصیلا بن جراد ان کی حکمرانی تھی' جس کے تین بیٹے تھے جنہوں نے اپنی قوم کی حکومت کو اپنے اسلاف سے وراثت میں حاصل کیا اور اس کی گود

میں پرورش پائی' پس وہ ان کی وجہ سے ان پر اور ان کی قوم پر اپنے آپ کو ترجیح دینے لگی نیز اس وجہ سے بھی کہ اسے کہانت و معرفت سے ان کے احوال غیبیہ اور عواقب امور کو جاننے کا ادعا تھا پس اس نے ان کی حکومت حاصل کر لی۔

ہانی بن بکور ضریسی بیان کرتا ہے کہ اس نے ان پر پینتیس سال حکومت کی اور ایک سو ستائیس سال تک زندہ رہی اور جبل اور اس کی جانب عقبہ بن نافع کا قتل بھی میدان اور اس کی انگیخت سے ہوا تھا کیونکہ اس نے برابرہ کو اس کے خلاف اکسایا تھا اور مسلمانوں کو اس کی یہ بات معلوم تھی۔

کسیلہ کا قتل: پس جب تمام بربریوں کا خاتمہ ہو گیا اور کسیلہ قتل ہو گیا تو انہوں نے جبل اور اس میں اس کاہنہ کی پناہ کی طرف رجوع کیا اور بنو یفرن اور افریقہ کے قبائل زناتہ اور البتر اء کے باقی ماندہ لوگ اس سے آ ملے پس اس نے اپنے پہاڑ کے سامنے ان سے میدان میں ملاقات کی اور مسلمانوں کو شکست ہو گئی اور اس نے اپنی فوجوں کے ساتھ ان کا تعاقب کیا' یہاں تک کہ انہیں افریقہ سے نکال دیا۔

اور حسان نے برقہ پہنچ کر اقامت اختیار کر لی یہاں تک کہ عبدالملک کی طرف سے مدد آ گئی' پس اس نے ۷۴ھ میں ان پر چڑھائی کر کے ان کی فوجوں کو منتشر کر دیا اور ان پر حملہ کر کے کاہنہ کو قتل کر دیا اور بزور قوت جبل اور اس میں گھس گیا اور اس میں تقریباً ایک لاکھ آدمیوں کو قتل کیا اور کاہنہ کے دو بیٹے' حسان سے جا ملے تھے جو اچھی طرح اسلام لائے تھے اور ان دونوں کی اطاعت بھی ٹھیک ٹھاک تھی اور حسان نے انہیں ان کی قوم جراوہ پر اور جو لوگ جبل اور اس میں اُن کے ساتھ آ ملے تھے ان پر حاکم مقرر کر دیا۔

پھر اس کے بعد ان کی جمعیت پریشان ہو گئی اور ان کی حکومت جاتی رہی اور جراوہ' بربری قبائل کے درمیان مختلف جماعتوں میں بٹ گئے اور ان میں سے ایک قوم ملیلہ کے سواحل پر رہتی تھی' جس کے آثار ان کے پڑوسیوں کے درمیان موجود ہیں اور جب چوتھی صدی کے شروع میں تلمسان میں موسیٰ بن ابوالعافیہ نے ابوالعیس کی حکومت پر غلبہ حاصل کیا تو وہ بھی انہی کی طرف گیا تھا جیسا کہ ہم بیان کریں گے پس یہ ان کے ہاں مہمان بن کر اترا اور اس نے وہاں ایک قلعہ تعمیر کیا یہاں تک کہ وہ بعد میں تباہ و برباد ہو گیا اور اس دور تک اس وطن کی ایک جماعت اس کے بطون اور ان کی اس طرف آنے والے قبائل غمارہ میں داخل ہیں۔ واللہ وارث الارض و من علیہا۔

فصل

اسلام میں زناتہ کی حکومتوں کے آغاز کے حالات

اور مغرب اور افریقہ میں انہیں حکومت کا ملنا

جب وہ افریقہ اور مغرب میں مرتدین کے معاملات سے فارغ ہوئے اور بربری' اسلام کی حکومت کے مطیع ہو گئے اور عرب

قابض ہو گئے اور بنو امیہ دمشق میں کرسی اقتدار پر بیٹھ کر عربوں کی حکومت اور خلافت کے بلاشرکت غیرے حکمران بن گئے اور دیگر اقوام اور علاقوں پر بھی قابض ہو گئے تو انہوں نے مشرق میں ہندو چین' اور شمال میں فرغانہ' اور جنوب میں حبشہ اور مغرب میں بربر اور اندلس میں بلاد افرنجہ اور جلالقہ تک خوب خونریزی کی اور اسلام نے اپنے قدم جما لئے اور عربوں کی حکومت' اقوام پر چھا گئی۔

پھر بنی امیہ نے بنو ہاشم کی ناک کاٹ دی جو عبد مناف کے نسب میں ان کے حصہ دار تھے اور وصیت کے مطابق حکومت کے استحقاق کے مدعی تھے' انہوں نے دوبارہ ان کے خلاف خروج کیا تو انہوں نے ان میں خوب خونریزی کی اور انہیں قیدی بنایا یہاں تک کہ سینے کینے سے بھر گئے اور عداوت مستحکم ہو گئی اور حضرت علیؓ سے لے کر ان کے بعد آنے والے ہاشمی خلیفوں کی خلافت کے مسئلہ میں اختلاف کے باعث' شیعہ متعدد فرقے بن گئے۔

پس کچھ لوگ خلافت کو آلِ عباسؓ کی طرف اور کچھ آلِ حسنؓ کی طرف لے گئے اور دیگر لوگ اسے آلِ حسینؓ کی طرف لے گئے۔

<u>یمنی حکومت</u>: پس شیعہ آلِ عباس نے خراسان میں حاضر ہونے کا پروپیگنڈہ کیا اور وہاں یمنی حکومت قائم ہو گئی۔ یہ عظیم حکومت خلافت کی جامع تھی' انہوں نے بغداد آ کر امویوں کے قتل کرنے اور انہیں قیدی بنانے کو مباح قرار دے دیا اور ان کے مسافروں میں سے عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بچ کر اندلس چلا گیا اور اس نے وہاں پر از سرِ نو امویوں کی دعوت دی اور ہاشمی بادشاہ سے ماوراء البحر کا علاقہ لے لیا پس ان کا جھنڈا وہاں نہیں لہرایا۔

<u>آلِ ابوطالب کا آلِ عباس سے حسد</u>: اللہ تعالیٰ نے آلِ عباس کو جس خلافت و حکومت سے سرفراز فرمایا تھا' آلِ ابو طالب اس پر حسد کرنے لگے تو آلِ ابوطالب میں سے مہدی محمد بن عبداللہ نفس زکیہ نے ابوجعفر منصور کے خلاف خروج کیا جس کے حالات بیان ہو چکے ہیں۔ بنی عباس کی فوجوں نے متعدد معرکوں میں انہیں گاجر مولی کی طرح کاٹ دیا اور مہدی کا بھائی ادریس بن عبداللہ ایک جنگ میں مغرب اقصیٰ کی طرف بھاگ گیا' پس اور یہ اور قبیلہ کے بربریوں نے اس کی دعوت کا جواب دیا اور وہ اس کی دعوت اور اس کے بعد اس کے بیٹوں کی دعوت کے ذمہ دار بن گئے اور انہوں نے اسے حکومت دے دی اور مغرب اقصیٰ اور اوسط پر غالب آ گئے اور انہوں نے ادریس کی دعوت کو وہاں کے باشندوں میں پھیلایا اور اس کے بعد اس کے بیٹوں کی دعوت کو زناتہ کے باشندوں میں پھیلایا جو بنی یفرن اور مغراوہ میں سے تھے اور انہوں نے بنی عباس کے مقبوضات میں سے بھی کچھ علاقہ اُسے لے کر دیا اور ان کی حکومت عبیدیوں کے ہاتھوں تباہ ہونے تک قائم رہی اور اس دوران میں طالبی ہمیشہ ہی مشرق میں خلافت کے مشتاق رہے اور اپنے داعیوں کو قاصیہ سے بھیجتے رہے یہاں تک کہ ابوعبداللہ محتسب نے افریقہ میں امام اسماعیل بن جعفر صادق کے بیٹے مہدی کی طرف دعوت دی تو کتامہ کے بربری اور ان کے ساتھ صنہاجہ کے جو آدمی تھے انہوں نے کھڑے ہو کر اغالبہ کے ہاتھوں سے افریقہ کو چھین کر اس پر قبضہ کر لیا اور عرب مشرق میں اپنی حکومت کے مرکز کی طرف واپس آ گئے اور مغرب کے نواح میں ان کی حکومت باقی نہ رہی اور جب عربوں میں مذہب راسخ ہو گیا تو اس کے بعد انہوں نے مغرب کی حکومت اور معزز کو پامال کرنے کی ذمہ داری کو اپنے کندھوں سے اتار پھینکا اور ایمانی بشاشت ان کے دلوں میں رچ بس گئی اور انہوں نے خدائے برحق کے وعدے پر یقین کر لیا کہ

''زمین اللہ کی ملکیت ہے اور وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے''۔

پس حکومت کے جانے سے مذہب نہیں جاتا اور نہ ہی حکومت کے نشانات مٹنے سے مذہب کی بنیادیں اکھڑتی ہیں۔

یہ اللہ کا وعدہ ہے جسے وہ اپنے امر کی تکمیل اور تمام ادیان پر اپنے دین کے غالب کرنے کے بارے میں ضرور پورا کرے گا' پس اس وقت بربریوں نے حکومت کے حاصل کرنے اور بنی عبد مناف میں سے اعیاص کی دعوت کے قیام کے لئے ایک دوسرے سے مقابلہ کیا' وہ ان کے ارتقاء سے حسد کے باعث لوگوں کو روکتے تھے یہاں تک کہ وہ افریقہ میں کتامہ جیسے اور مغرب میں مکناسہ جیسے قبیلوں کو ساتھ ملانے میں کامیاب ہو گئے۔

زناتہ کا حسد: اور اس بارے میں زناتہ نے ان سے حسد کیا اور یہ جمعیت اور قوت کے لحاظ سے ان سب سے بڑھ کر تھے پس انہوں نے اس کے لئے تیاری کی یہاں تک کہ ان کے ساتھ حصہ دار بن گئے اور مغرب اور افریقہ میں بنی یفرن کو صاحب الحمار اور پھر یعلی بن محمد اور اس کے بیٹوں کے ہاتھ پر عظیم حکومت حاصل تھی' پھر مغراوہ کو بنی خزر کے ہاتھ پر ایک دوسری حکومت حاصل تھی جس کے بارے میں انہوں نے بنی یفرن اور صنہاجہ سے تنازعہ کیا پھر یہ اقوام مٹ گئیں اور ان کے بعد مغرب میں ان کی ایک اور قوم نے حکومت حاصل کر لی اور مغرب اقصیٰ میں بنی مرین کو ایک حکومت حاصل تھی اور مغرب اوسط میں بنی عبدالواد کو ایک دوسری حکومت حاصل تھی جس میں بنو توجین اور مغراوہ کی ایک جماعت بھی ان کی حصہ دار تھی جیسا کہ ہم اسے مفصل بیان کریں گے اور ہم ان کے ایام اور بطون کو اس طریق پر بیان کریں گے جیسے ہم نے بربریوں کے حالات میں اختیار کیا ہے۔

واللّٰہ المعین سبحانہ لا رب سواہ و لا معبود الا ایاہ۔

فصل

زناتہ کا طبقہ اُولیٰ ــــ ہم اسی سے بنی یفرن اور اوران کے انساب وقبائل کے حالات اورافریقہ اور مغرب میں ان کی حکومتوں کے واقعات سے آغاز کرتے ہیں

بنو یفرن' زناتہ کے قبائل میں سے ہیں اور ان سے وسیع تر بطون والے ہیں اور ان کے نسابوں کے نزدیک یہ بنو یفرن بن یصلتن بن مسرا بن زاکیا بن ورسیک بن الدیرت بن جانا ہیں اور مغراوہ اور بنو یرنیان اور بنو واسین کے بھائی ہیں اور بربریوں کی زبان میں تمام بنو یصلتن اور یفرن' تارکول ہیں اور ان کے بعض نسابوں کا قول ہے کہ یفرن' ورتیند بن جانا کا بیٹا ہے مغراوہ اور غمرت اور وجدیجن اس کے بھائی ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ یفرن بن مرہ بن ورسیک بن جانا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ جانا کا صلبی بیٹا ہے اور صحیح بات وہی ہے جسے ہم نے ابوبکر محمد بن حزم سے بیان کیا ہے۔

<u>ان کے قبائل</u>: ان کے قبائل بہت سے ہیں جن میں سب سے زیادہ مشہور بنو وارکو اور مرنجیصہ ہیں اور فتح کے زمانے میں بنو یفرن' زناتہ کے سب سے بڑے اور طاقتور قبائل تھے اور افریقہ اور جبلی اوراس اور مغرب اوسط میں بھی ان کے بطون قبائل موجود تھے۔ جب افریقہ فتح ہوا تو افریقہ اور وہاں کے رہنے والے بربریوں پر اللہ کی فوجیں یعنی عرب مسلمان چھا گئے اور انہوں نے ان کی قوت کا خاتمہ کر دیا یہاں تک کہ دین نے اپنے قدم جما لئے اور وہ لوگ اچھی طرح اسلام لے آئے۔

<u>خوارج کے دین کی اشاعت</u>: جب عربوں میں خوارج کے دین کی اشاعت ہوئی اور مشرق میں خلفاء نے عربوں کو غالب کر دیا اور انہوں نے ان سے جنگیں کیں تو یہ قاصیہ کی طرف آ گئے اور وہاں پر بربریوں میں اپنے دین کی اشاعت کرنے لگے تو ان کے رؤسا نے اس دین کے مذاہب کے اختلاف کے باوجود اسے جلدی جلدی اختیار کر لیا' کیونکہ خوارج کے رؤسا' اباضیہ اور صفریہ وغیرہ نے اپنے احکام میں اختلاف رکھتے تھے جیسا کہ ہم نے اس کے باب میں اسے بیان کیا ہے'

پس بربریوں میں یہ دین پھیل گیا اور یفرن نے بھی اس میں حصہ لیا اور اسے اختیار کر لیا اور اس کی خاطر جنگیں کیں۔

ابو قرہ: اور مغرب اوسط کے باشندوں میں سے سب سے پہلے ابو قرہ نے ان میں سے لوگوں کو اس امر کے لئے اکٹھا کیا پھر اس کے بعد ابو یزید صاحب الحمار اور اس کی قوم بنو داز کو اور مرنجیصہ نے انہیں اکٹھا کیا پھر انہیں خوارج کے دین کو چھوڑنے کے بعد مغرب اقصیٰ میں یعلی بن محمد صالح اور اس کے بیٹوں کے ہاتھ پر دو حکومتیں ملیں جسے ہم مفصل بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

ح
الیفرن

مرنجیصہ بن یفرن بن یصلتن بن مسرا بن زاکیا بن ورسیک بن الدیرت بن جانا

مزاد
ح
الیفرن

فصل

ابوقرہ اور اُس کی قوم کو تلمسان میں جو حکومت حاصل تھی اُس کے حالات اور اُس کا آغاز و انجام

مغرب اوسط میں بنی یفرن کے بہت سے بطون' تلمسان کے نواح میں جبل بنی راشد تک پائے جاتے ہیں اور وہ اس زمانے تک انہی سے معروف و مشہور ہے' اور یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے تلمسان کی حد بندی کی تھی جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے اور جس زمانے میں خلافت بنو اُمیہ سے بنو عباس میں منتقل ہوئی اس وقت ان کا سردار ابوقرہ تھا اور ہمیں اس کے نسب کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ معلوم نہیں کہ وہ انہی میں سے تھا۔

میسرہ کا قتل: اور جب مغرب اقصیٰ میں برابرہ کی حالت خراب ہوگئی اور میسرہ اور اس کی قوم خوارج کی دعوت دینے لگے تو برابرہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کی جگہ زناتہ میں سے خالد بن حمید کو اپنا لیڈر بنا لیا اور جیسا کہ مشہور ہے اس نے کلثوم بن عیاض سے جنگیں کیں اور اسے قتل کر دیا اور اس کے بعد ابوقرہ' زناتہ کا لیڈر بن گیا اور جب بنی امیہ کی حکومت مضبوط ہوگئی تو خارجیت' بربریوں' لمک' ربخومۃ القیر دان' ہوارہ' طرابلس کے زناتہ' سجلماسہ کے مکناسہ اور ابن رستم تاہرت میں بکثرت پھیل گئی۔

ابن الاشعث: اور ابوجعفر منصور کی جانب سے ابن الاشعث افریقہ آیا تو بربر اس سے خوفزدہ ہوگئے پس اس نے تمام اسباب کا خاتمہ کر کے جنگوں کو بند کر دیا' پھر بنو یفرن' تلمسان کے نواح میں بگڑ گئے اور خارجیت کی دعوت دینے لگے اور انہوں نے ۱۴۸ھ میں اپنے عظیم لیڈر ابوقرہ کی بیعت خلافت کر لی' ابن الاشعث نے ان کی طرف اغلب بن سوادہ تمیمی کو بھیجا تو وہ الزاب تک پہنچ گیا اور ابوقرہ مغرب اقصیٰ کی طرف بھاگ گیا اور اغلب کے واپس آجانے کے بعد پھر وہ اپنے وطن میں واپس آ گیا۔

برابرہ کی بغاوت: اور جب ۱۵۰ھ میں برابرہ نے عمرو بن حفص بن ابی صفرہ جس کا لقب ہزار مرد تھا' کے خلاف بغاوت کی اور طبنہ میں اس کا محاصرہ کر لیا تو محاصرہ کرنے والوں میں ابوقرہ الیفرنی بھی اپنی صفریہ قوم کے چالیس ہزار جوانوں کے ساتھ شامل تھا جب اس پر محاصرہ تنگ ہو گیا تو اس نے ابوقرہ سے سازباز کی کہ وہ اس سے اس شرط پر اپنے بیٹے کے ہاتھ پر چھوڑ دے کہ وہ اسے چالیس ہزار اور اس کے بیٹے کو چار ہزار دے دے گا' پس وہ اپنی قوم کے ساتھ چلا گیا اور برابرہ طبنہ سے منتشر ہو گئے۔

پھر اس کے بعد انہوں نے قیروان میں اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کے خلاف اکٹھے ہو گئے اور ابوقرہ بھی تین لاکھ

پچاس ہزار تین سو جوانوں کے ساتھ ان میں شامل تھا' جن میں پچاس ہزار گھڑ سوار تھے۔

عمرو بن حفص کی وفات: اس محاصرہ میں عمرو بن حفص مر گیا اور یزید بن حاتم افریقہ کا والی بن کر آیا پس اس نے ان کی فوجوں کو اور ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا اور جب خوارج کا لیڈر ابو حاتم کندی قتل ہو گیا تو اس کے بعد ابو قرہ اور بنو یفرن تلمسان میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ چلے گئے اور اس نے بنی یفرن سے جنگ کی اور یزید بن حاتم' مغرب کے نواح میں دور تک چلا گیا اور اس کے باشندوں میں اس قدر خونریزی کی کہ وہ مطیع اور سیدھے ہو گئے' اس کے بعد بنی یفرن نے کوئی بغاوت نہیں کی اور ابو یزید کو افریقہ میں بنی دارکو اور مرنجیصہ میں بڑی قدر و منزلت حاصل ہو گئی۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

بنی یفرن میں سے ابو یزید خارجی صاحب الحمار کے حالات اور شیعوں کے ساتھ اس کے معاملے کا آغاز و انجام

یہ شخص بنی دارکو میں سے تھا جو مرنجیصہ کے بھائی ہیں اور یہ سب بنی یفرن کے بطون میں سے ہیں' اس کی کنیت ابو یزید اور نام مخلد بن کیداد تھا' اس کے نسب کے بارے میں اس کے سوا اور کچھ معلوم نہیں ہوا۔

''ابو محمد بن حزم بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابو یوسف الوراق نے ایوب بن ابی یزید سے بیان کیا ہے کہ اس کا نام مخلد بن کیداد بن سعد اللہ بن مغیث بن کرمان بن مخلد بن عثمان بن ورغمت بن حویفر بن سمران بن یفرن بن جانا ہے جسے زناتہ کہتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بعض بربریوں نے بھی زاکرہ بن یفرن اور جانا کے ناموں کے بارے میں بتایا ہے''۔

ابن الرقیق: اور اسی طرح ابن الرقیق نے بھی اسے بنی واسین بن ورسیک بن جانا کی طرف منسوب کیا ہے اور ان کے نسب کے متعلق اس فصل کے آغاز میں بیان کیا جا چکا ہے۔

کیداد: اور اس کا باپ کیداد' بلاد سوڈان میں تجارت کے لئے آیا جایا کرتا تھا' وہیں پر کرکو شہر میں ابو یزید اس کے ہاں پیدا ہوا اس کی ماں ام ولد تھی جس کا نام سیکہ تھا' یہ اسے ساتھ لے کر بلاد قسطیلیہ میں قیطون زناتہ میں واپس آیا اور توزر اور تقیوس کے درمیان پھرتا پھراتا توزر میں فروکش ہو گیا اور اس نے قرآن پڑھا اور تربیت پائی اور نکاریہ سے میل ملاپ کیا اور ان کے

مذاہب کی طرف مائل ہو گیا اور ان سے ان کے مذاہب کا علم حاصل کیا اور ان کا لیڈر بن گیا اور تیہرت میں ان کے مشائخ کے پاس گیا اور جن دنوں عبید اللہ مہدی سلجماسہ میں قید تھا اس نے ان میں سے ابو عبیدہ سے علم حاصل کیا اور اس کا باپ کیداد اُسے فقر وافلاس کی حالت میں ہی چھوڑ کر مر گیا۔

اور اہل قیطون اسے اپنے زائد اموال دینے لگے اور یہ ان کے بچوں کو قرآن اور مذاہب نکاریہ کی تعلیم دینے لگا اور اس کے متعلق یہ بات مشہور ہو گئی کہ یہ اہل ملت کی تکفیر کرتا ہے اور حضرت علیؓ کو گالیاں دیتا ہے تو یہ خوف زدہ ہو کر تقیوس چلا گیا اور توزر اور تقیوس کے درمیان پھرتے پھراتے والیوں پر حملے کرنے لگا اور اس کے متعلق یہ بات مشہور ہو گئی کہ یہ سلطان کے خلاف بغاوت کا اعتقاد رکھتا ہے تو والیوں نے اسے قصطیلہ میں قتل کرنے کی منت مانی تو یہ ۳۱۰ھ میں حج کو چلا گیا مگر اس کو تلاش وتعاقب نے زچ کر دیا تو یہ طرابلس کے نواح سے تقیوس واپس آ گیا۔

ابو یزید کی گرفتاری: اور جب عبد اللہ وفات پا گیا تو قائم نے اہل قصطیلہ کو اس کے گرفتار کرنے پر مجبور کیا تو یہ مشرق میں چلا گیا اور اپنا مقصد پورا کر کے اپنے وطن واپس آ گیا اور ۳۲۵ھ میں پوشیدہ طور پر توزر میں داخل ہو گیا اس کے متعلق ابن فرقان نے والی کے پاس شکایت کی تو اس نے اُسے گرفتار کر لیا اور زناتہ فوراً اپنے علاقے میں آ گئے اور ان کے ساتھ نکاریہ کا لیڈر ابو عمار نابینا بھی تھا اور جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے اس کا نام عبد الحمید تھا اور وہ ان لوگوں میں سے تھا جن سے ابو یزید نے علم حاصل کیا تھا پس انہوں نے والی سے اُسے رہا کرنے کا مطالبہ کیا تو اس نے ان سے بہانہ کیا کہ وہ اس سے ٹیکس لینا چاہتا ہے پس وہ ابو یزید کے بیٹوں فضل اور یزید کے پاس گئے اور قید خانے پر حملہ کر کے محافظوں کو قتل کر دیا اور اسے قید خانے سے نکال کر لے گئے پس وہ بنی دارکلا کے علاقے میں چلا گیا اور ایک سال تک وہاں ٹھہرا رہا اور جبل اوراس میں اور بنی برزال کے موطن میں جو جبال میں مسیلہ کی جانب واقع ہیں آتا جاتا رہا نیز مغراوہ میں سے بنی زنداک کے پاس آتا رہا یہاں تک کہ انہوں نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا۔

اور اس میں آنا: پس یہ بارہ سواروں کے ساتھ ابو عمار کی معیت میں اوراس آیا اور یہ لوگ تو الات میں نکاریہ کے ہاں فروکش ہو گئے اور اس کے اقرباء اور خوارج اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس کے ساتھی ابو عمار نے ان کی ان شرائط پر اس کی بیعت لی وہ شیعوں سے جنگ کریں گے اور غنائم کو لوٹیں گے اور انہیں قیدی بنائیں گے نیز اگر وہ مہدیہ اور قیروان میں کامیاب ہو گئے تو ان کی حکومت شوریٰ سے ہو گی۔ یہ واقعہ ۳۳۱ھ کا ہے۔

حاکم باغیہ کی نگرانی: اور یہ لوگ حاکم باغیہ کی پوشیدہ طور پر بعض راستوں پر نگرانی کرنے لگے اور انہوں نے اس کے علاقے پر قبضہ کر لیا اور ۳۳۲ھ میں وہاں کے بعض محلات کو بھی لوٹ لیا اس طرح اس نے بربریوں کو بھی فتنہ میں ملوث کر دیا پھر یہ انہیں ساتھ لے کر حاکم باغیہ کی طرف بڑھا اور اسے اور اس کے ساتھیوں کو شکست ہوئی لیکن وہ جبل کے علاقے میں چلے گئے اور حاکم باغیہ نے ان پر چڑھائی کی اور شکست کھا کر اپنے علاقے کی طرف واپس آ گیا تو ابو یزید نے اس کا محاصرہ کر لیا۔

اور ابو القاسم نے باغیہ کے حکمران کانون کی مدد کے لئے قائم کو مجبور کر کے کتامہ کی طرف بھیجا' جب فوجوں کی

مڈبھیڑ ہوئی تو ابو یزید اور اس کے ساتھیوں نے ان پر شبخون مارا اور انہیں شکست دی لیکن وہ باغیہ کو سر نہ کر سکا۔

اور ابو یزید نے بنی واسین کے ان بربریوں کو خط لکھا جو قسطیلیہ کے ارد گرد رہتے تھے تو انہوں نے ۳۳۳ھ میں توزر کا محاصرہ کر لیا اور وہ تبسہ کی طرف چلا گیا اور اس میں صلح سے داخل ہو گیا پھر اسی طرح وہ مجانیہ اور مرماجنہ میں بھی داخل ہو گیا اور انہوں نے اُسے سیاہی مائل سفید رنگ گدھا ہدیۃً دیا پس وہ ہمیشہ اس پر سوار ہوتا رہا یہاں تک کہ صاحب الحمار مشہور ہو گیا۔

اربص پر قبضہ: اور اربص میں اس کی اطلاع کتامہ کی فوجوں کو پہنچی تو وہ منتشر ہو گئیں اور اس نے اربص پر قبضہ کر کے اس کے امام الصلوٰۃ کو قتل کر دیا اور اس نے تبسہ کی طرف بھی ایک فوج بھیجی جس نے اس پر قبضہ کر کے اس کے گورنر کو قتل کر دیا اور مہدیہ میں قائم کو خبر پہنچی تو وہ خوفزدہ ہو گیا اور اس نے شہروں اور سرحدوں کے کنٹرول کے لئے فوجوں کو بھیجا۔

بشری الصقلی: اور اس نے اپنے غلام بشری الصقلی کو باجہ کی طرف بھیجا اور میسور کو فوجوں کا سالار مقرر کیا تو اس نے مہدیہ کی جانب پڑاؤ ڈال دیا اور خلیل بن اسحاق کو قیروان کی طرف بھیجا تو اس نے وہاں پڑاؤ ڈال دیا اور ابو یزید باجہ میں بشری کی طرف گیا اور ان کے درمیان سخت جنگ ہوئی اور ابو یزید اپنے گدھے پر سوار ہوا اور اپنا عصا پکڑا تو نکاریہ اس کی طرف مائل ہو گئے اور انہوں نے پڑاؤ تک بشری کی مخالفت کی تو وہ شکست کھا کر تونس کی طرف چلا گیا اور ابو یزید باجہ میں داخل ہو گیا اور اسے لوٹا اور بشری تونس کی طرف چلا گیا اور ہر طرف کے بربری مرتد ہو گئے پس اس نے تونس کو خیر باد کہہ دیا اور سوسہ چلا گیا اور اہل تونس نے ابو یزید سے امان طلب کی تو اس نے انہیں امان دے دی اور ان پر والی مقرر کر کے وادی مجدرہ میں پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیا اور وہاں اسے فوجیں آ ملیں اور لوگ اس سے ڈر کر قیروان کی طرف بھاگ گئے اور جھوٹی افواہوں میں اضافہ ہو گیا۔

نواح افریقہ پر فوج کشی: اور ابو یزید نے اپنی فوجوں کو نواح افریقہ کی طرف بھیجا تو انہوں نے وہاں پر غارت گری کی اور بے شمار لوگوں کو قتل کیا اور قیدی بنایا پھر وہ رقادہ کی طرف گیا تو وہاں کے کتامہ منتشر ہو کر مہدیہ چلے گئے اور ابو یزید ایک لاکھ فوج کے ساتھ رقادہ گیا پھر وہ قیروان کی طرف بڑھا تو وہاں پر خلیل بن اسحاق محصور ہو گیا پھر اس نے اسے صلح کا چکمہ دے کر پکڑ لیا اور اسے قتل کرنا چاہا تو ابو عمار نے اسے مشورہ دیا کہ اسے زندہ رہنے دیا جائے مگر اس نے اس کی بات نہ مانی اور اُسے قتل کر دیا اور انہوں نے قیروان میں داخل ہو کر اسے لوٹ لیا اور مشائخ نے اس سے ملاقات کی تو اس نے ڈانٹ ڈپٹ کے بعد اس شرط پر انہیں امان دے دی کہ وہ شیعوں کے مددگاروں کو قتل کر دیں۔

اہل قیروان کا وفد: اور اس نے اہل قیروان میں سے اپنے ایلچیوں کا ایک وفد قرطبہ کے حاکم ناصر اموی کے پاس بھیجا۔ جو اس کا اطاعت گزار اور اس کی دعوت قائم کرنے والا اور اس کی مدد کا طالب تھا تو وہ وفد کامیابی کے ساتھ اور کچھ وعدے لے کر اس کے پاس واپس آیا اور فتنہ کے دیگر ایام میں بھی وہ ہمیشہ ہی ان باتوں کو دہراتا رہا۔ یہاں تک کہ ۳۳۵ھ کے آخر میں اس نے اپنے بیٹے ایوب کو بھیجا اور ناصر کے باقی ماندہ عہد میں بھی اس کا اس کے ساتھ رابطہ رہا۔

میسور کی روانگی: اور میسور مہدیہ سے فوجوں کے ساتھ گیا اور ہوارہ کے بنو کلان بھاگ کر ابو یزید سے جا ملے اور انہوں

نے اسے میسور سے جنگ کرنے کی ترغیب دی تو وہ اس کے مقابلہ میں گیا اور خوب جنگ ہوئی اور ابو یزید اور نکاریہ نے بے جگری سے جنگ کی پس میسور کو شکست ہوئی اور ابو کملان نے میسور کو قتل کر دیا اور اس کے سر کو قیروان اور پھر مغرب کی طرف بھیج دیا اور اس کی چھاؤنی کو لوٹ لیا۔

اور ابو یزید نے اپنی فوجوں کو شہر کی طرف بھیجا جو بزور قوت اس میں داخل ہو گئیں اور انہوں نے بہت قتل عام اور مثلہ کیا اور افریقہ کے نواح میں بھی بہت قتل عام ہوا اور بستیاں اور گھر خالی ہو گئے اور جو تلوار سے بچ گئے انہیں بھوک نے تباہ کر دیا میسور نے قتل کے بعد ابو یزید لوگوں کو حقیر سمجھنے لگا پس وہ ریشم پہننے لگا اور چالاکیاں کرنے لگا اس کے ساتھیوں نے اس بات سے برا منایا اور شہروں کے رؤسا نے بھی اسے لکھا اس دوران میں قائم مہدیہ میں پیچ وتاب کھا رہا تھا اور کتامہ اور غنہاجہ کو اپنے ساتھ محاصرہ کے لئے جمع کر رہا تھا اور ابو یزید بھی چل کر مہدیہ میں فروکش ہو گیا اور اس کی فوجوں نے جنگ کی اور انہیں ہمیشہ غلبہ حاصل ہوا اور اس نے رذیلہ پر قبضہ کر لیا اور جب وہ مصلیٰ میں ٹھہرا تو قائم نے اپنے اصحاب سے کہا کہ وہ یہاں سے واپس چلا جائے گا اور اس نے مہدیہ کے محاصرہ کو جاری رکھا اور قابس طرابلس اور نفوسہ کے بربری اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس نے ان پر تین بار چڑھائی کی اور تیسری بار شکست کھائی مگر باز نہ آیا اور چوتھی بار بھی یہی ہوا پھر مہدیہ کا محاصرہ سخت ہو گیا اور بھوک نے انہیں آ لیا اور کتامہ نے قسطنطینہ میں اکٹھے ہو کر قائم کی امداد کے لئے پڑاؤ کر لیا تو ابو یزید نے یکموس المزاتی اور زفجومہ کو ان کی طرف بھیجا تو قسطنطینہ سے کتامہ کی چھاؤنی کا خاتمہ ہو گیا اور قائم ان کی مدد سے مایوس ہو گیا اور ابو یزید کی فوجیں لوٹ مار کے لئے بکھر گئیں اور چھاؤنی ہلکی ہو گئی اور وہاں پر ہوارہ اور بنی کملان کے سردار کے سوا کوئی آدمی باقی نہ رہا قائم نے بربریوں سے بہت مراسلت کی اور ابو یزید نے انہیں شک میں ڈال دیا۔ تو ان میں سے بعض مہدیہ کی طرف بھاگ گئے اور دیگر لوگ اپنے اپنے وطنوں کی طرف کوچ کر گئے تو اس کے دوستوں نے اُسے مہدیہ سے چلے جانے کا مشورہ دیا تو انہوں نے ان کی چھاؤنی کو چھوڑ دیا اور ۳۳۴ھ میں قیروان آ گئے اور اہل قیروان نے اسے گرفتار کرنے کی سازش کی تو اس نے ان کے مقابلہ میں کوئی مستعدی نہ دکھائی۔

ابو عمار کا ابو یزید کو ملامت کرنا: ابو یزید نے جو بکثرت دنیاوی مال حاصل کر لیا تھا اس پر ابو عمار نے اسے ملامت کی تو اس نے توبہ کی اور باز آ گیا اور دوبارہ اس نے زہد و تقشف اور اُون پہننا شروع کر دیا اور مہدیہ سے اس کے بھاگ جانے کی خبر پھیل گئی تو نکاریہ نے تمام شہروں میں قتل عام شروع کر دیا اور اس نے بھی اپنی فوجوں کو بھیجا جنہوں نے نواحی علاقوں میں تباہی مچا دی اور شہری باشندوں پر حملے کئے اور ان میں سے بہت سے شہروں کو تباہ و برباد کر دیا۔

ایوب کی باجہ کو روانگی: اور اس نے اپنے بیٹے ایوب کو باجہ کی طرف بھیجا جس نے وہاں پر بربریوں اور دیگر نواحی علاقوں کی مدد کے انتظار میں چھاؤنی ڈال دی اچانک حاکم مسیلہ علی بن حمدون اندلسی کتامہ اور زوارہ کی فوجوں کے ساتھ وہاں پہنچا اور قسطنطینہ ارنفعن اور سقنبار یہ کے پاس سے بھی گزرا اور اس نے ان میں سے فوجوں کو اپنے ساتھ لیا۔ تو ایوب نے اس پر شب خون مارا اور اس کی فوج تتر بتر ہو گئی اور اس کے گھوڑے نے اسے سخت زمین میں گرا دیا اور وہ ہلاک ہو گیا۔ پھر ایوب اپنی فوج کے ساتھ تونس کی طرف گیا اور تونس کا راہنما حسن بن علی شیعہ کے داعیوں میں سے تھا پس اس نے شکست کھائی پھر دوبارہ اُسے حملے کا موقع ملا۔

حسن بن علی: اور حسن بن علی نے کتامہ کے علاقے میں جا کر ان کے ساتھ قسنطینیہ میں چھاؤنی ڈال دی اور ابویزید نے بربریوں کی فوج کو اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا پھر ہر جانب سے بربریوں کی فوجیں ابویزید کے پاس جمع ہو گئیں اور اس کی قوت مستحکم ہو گئی۔

سوسہ کا محاصرہ: تو اس نے سوسہ کی طرف جا کر اس کا محاصرہ کرلیا اور وہاں منجنیقیں نصب کر دیں اور شوال ۳۳۴ھ میں قائم ہلاک ہو گیا اور اس کا بیٹا اسماعیل منصور خلیفہ بن گیا اس نے بنفس نفیس سوسہ کی طرف جانا چاہا مگر اس کے اصحاب نے اسے روکا تو اس نے سوسہ کی طرف فوج بھیج دی جب وہ فوج سوسہ پہنچی تو انہوں نے ابویزید سے جنگ کی جس میں ابویزید کو شکست ہوئی اور وہ قیروان چلا گیا جہاں اس کی ناکہ بندی ہو گئی تو اس کے ساتھی ابو عمار نے اسے ان کے ہاتھوں سے رہائی دلوائی اور وہاں سے کوچ کر گیا۔

قیروان پر منصور کا قبضہ: اور منصور نے مہدیہ سے سوسہ اور پھر قیروان جا کر اس پر قبضہ کرلیا اور وہاں کے باشندوں کو معافی اور امان دے دی اور اس نے ابویزید اور اس کے عیال سے حسن سلوک کیا اور ابویزید کو تیسری بار مدد پہنچائی تو اس نے حاکم قیروان کے خلاف جنگ کا عزم کرلیا اور منصور کی فوج کے پڑاؤ پر چڑھائی کر دی اور ان پر شب خون مارا اور گھمسان کا رن پڑا اور دوستوں نے نہایت بے جگری سے جنگ کی مگر دن کے آخری حصے میں پراگندہ ہو گئے پھر انہوں نے بار بار حملے کئے اور منصور کو بھی جہات سے مدد مل گئی حتیٰ کہ ۱۵ محرم کو اسے فتح حاصل ہو گئی اور ابویزید شکست کھا گیا اور بہت سے بربری مارے گئے اور منصور نے اس کا تعاقب کیا۔

محمد بن خزر کا اطاعت کرنا: پھر وہ تہمہ سے گزر کر باغایہ جا پہنچا وہاں پر اسے محمد بن خزر کا خط ملا جس میں اس نے اطاعت و دوستی اور مدد دینے کے لئے تیاری کا اظہار کیا تھا' منصور نے اسے ابویزید کی نگرانی کرنے اور اسے گرفتار کرنے کے متعلق لکھا اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ اسے اس کام کے کرنے پر مال سے بیسواں حصہ دے گا۔

طنبہ کی طرف روانگی: پھر وہ طنبہ کی طرف کوچ کر گیا' جہاں اس سے مسیلہ کے گورنر جعفر بن علی نے تحائف و اموال کے ساتھ ملاقات کی اور اسے اطلاع ملی کہ ابویزید بسکرہ میں مقیم ہے اور اس نے خط لکھ کر محمد بن خزر سے مدد طلب کی ہے مگر اسے اس کی مرضی کے مطابق جواب نہیں ملا۔

بسکرہ کی طرف روانگی: پس منصور بسکرہ کی طرف چلا گیا تو وہاں کے باشندوں نے اس کا استقبال کیا اور ابویزید جبل سالات میں بنی برزال کی طرف بھاگ گیا' پھر جبل کتامہ کی طرف بھاگ گیا جسے اس زمانے میں جبل عیاض کہتے ہیں اور منصور بھی اس کے تعاقب میں دمرہ تک گیا' وہاں ابویزید نے اس پر شب خون مارا' مگر شکست کھائی اور کامیاب نہ ہوا' اور جبل سالات تک آ گیا پھر رمال چلا گیا اور بنو کملان نے اسے چھوڑ دیا اور منصور نے انہیں محمد بن خزر کے ہاتھ پر امان دے دی۔

منصور کا تعاقب جاری رکھنا: اور منصور بھی اس کے تعاقب میں جبل سالات میں جا اترا پھر اس کے پیچھے رمال تک گیا

پھر واپس آ کر ضہاجہ کے علاقے میں داخل ہو گیا' یہاں اسے اطلاع ملی کہ ابو یزید جبل کتامہ کی طرف واپس آ گیا ہے تو منصور بھی اس کی طرف پلٹا اور کتامہ عجیبہ' زدادہ' بنی زنداک' مزاتہ' مکناسہ اور مکلاثہ کی فوجوں کے ساتھ اس کی طرف بڑھا' پس انہوں نے ابو یزید اور نکاریہ کی فوجوں کے ساتھ جنگ کر کے انہیں شکست دی اور انہوں نے جبل کتامہ کی پناہ لے لی اور منصور مسیلہ کی طرف کوچ کر گیا۔

قلعہ جبل میں ابو یزید کا محصور ہونا: اور ابو یزید قلعہ جبل میں محصور ہو گیا اور منصور نے اس کے سامنے ڈیرے ڈال دیئے اور محاصرہ سخت ہو گیا اور اس نے کئی دفعہ قلعہ پر چڑھائی کی اور ابو یزید نے ایک محل میں پناہ لے لی جو قلعہ کی چوٹی پر واقع تھا پس اس کا گھیراؤ کر لیا گیا اور بالآخر وہ اس میں داخل ہو گیا۔

ابو عمار نابینا کا قتل: اور ابو عمار نابینا اور یکموس المزاتی قتل ہو گئے اور ابو یزید اس حالت میں کہ اسے اس کے تین اصحاب کے درمیان لوگوں نے اسے اٹھایا ہوا تھا اور اس کے زخموں سے خون ٹپکتا تھا' بچ گیا' پس وہ سخت زمین کے ایک گڑھے میں گر پڑا اور کمزور ہو گیا' صبح کو اسے منصور کے پاس لایا گیا تو اس نے اس کے علاج کرنے کا حکم دیا پھر اس نے اسے بلا کر اسے زجر وتوبیخ کی اور اس پر حجت قائم کی اور اس کا خون بہانے سے پہلوتہی کی اور اسے مہدیہ کی طرف بھیج دیا اور اس کا وظیفہ مقرر کر دیا اور اس سے اچھا سلوک کیا۔

ابو یزید کی وفات: اور اسے پنجرے میں لے جایا گیا پس وہ ۳۳۵ھ میں اپنے زخموں کے باعث مر گیا اور اس کے حکم سے اس کی کھال کھینچی گئی اور اس کی کھال کو توڑی سے بھر دیا گیا اور اسے قیروان میں پھرایا گیا اور اس کے اصحاب کی ایک جماعت بھاگ کر اس کے بیٹے فضل کے پاس چلی گئی جو معبد بن خزر کے پاس رہتا تھا پس انہوں نے منصور کی فوج کے پچھلے حصے پر حملہ کر دیا اور ضہاجہ کے امیر زیری بن مناد ین چھپ کر ان پر حملہ کر دیا اور منصور مسلسل ان کے تعاقب میں رہا یہاں تک کہ مسیلہ جا اترا اور معبد کا اثر ختم ہو گیا اور وہاں پر اسے پڑاؤ میں تیہرت کے گورنر حمید بن یصل کی بغاوت کی خبر ملی جو ان کے دوستوں میں سے تھا اور وہ یہ کہ وہ تنس سے سمندر پر سوار ہو کر وادی کی ایک جانب تک آ گیا ہے پس وہ تیہرت کی طرف گیا اور تیہرت اور تنس پر اس نے والی مقرر کر دیا۔

لواتہ کا فرار: پھر اس نے لواتہ کا قصد کیا تو وہ ربال کی طرف بھاگ گئے اور وہ ۳۳۵ھ میں افریقہ کی طرف واپس آ گیا پھر اسے اطلاع ملی کہ فضل بن ابو یزید نے قسطیلہ کی جہات پر غارت گری کی ہے تو اسی سال وہ اس کی تلاش میں گیا اور قفصہ پہنچ گیا پھر وہاں سے الزاب کے نواح میں چلا گیا اور اس کے پاس ماداس کا جو قلعہ تھا اسے فتح کر لیا۔

فضل کا فرار: اور فضل ربال کے علاقے میں بھاگ گیا اور اس نے منصور کو عاجز کر دیا اور یہ ۳۳۶ھ میں قیروان واپس آ گیا اور فضل جبل اوراس کی طرف چلا گیا پھر وہاں سے اس نے باغایہ جا کر اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کے ساتھیوں میں سے طیط بن یعلیٰ نے اس سے غداری کی اور اس کے سر کو منصور کے پاس لے آیا اور ابو یزید اور اس کے بیٹوں کے معاملے کا خاتمہ ہو گیا اور ان کی فوج بکھر گئی۔

ایوب بن ابو یزید کا قتل: اس کے مغراوہ کے رؤساء میں سے عبداللہ بن بکار نے ایوب بن ابو یزید کو قتل کروا دیا اور اس کے سر کو منصور کے پاس لے آیا تا کہ اس کا قرب حاصل کرے۔ اس کے بعد منصور نے بنی یفرن کے قبائل کا تعاقب کیا یہاں تک کہ ان کی دعوت کے اثرات کا خاتمہ ہو گیا۔

والبقاء اللہ تعالیٰ وحدہ

فصل

مغرب اوسط اور اقصیٰ میں بنی یفرن کی پہلی حکومت کے حالات اور ان کے امور کا آغاز و انجام

زناتہ کے بنی یفرن کے بہت سے بطون ہیں جو مختلف وطنوں میں متفرق ہیں اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں ان میں سے بنی وارکو اور مرنجیصہ افریقہ میں رہتے تھے اور ان میں سے کچھ تلمسان کے نواح میں رہتے تھے' تلمسان اور تاہرت کے درمیان بھی کچھ اقوام رہتی ہیں جن کی تعداد بہت ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے تلمسان شہر کی حد بندی کی تھی جیسا کہ ہم ابھی ان کا ذکر کریں گے۔

ابو قرہ المغترنی: اور انہی میں سے عباسی حکومت کی ابتداء میں اس جانب ابو قرہ المغترنی بھی تھا جس نے طنبہ میں عمر بن حفص کا محاصرہ کیا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور جب ابو یزید کا معاملہ ختم ہو گیا اور منصور نے افریقہ میں رہنے والے بنی یفرن کو قتل کروا دیا تو ان لوگوں نے جو تلمسان کے نواح میں رہتے تھے اپنے وفد بنانے اور ابو یزید کے زمانے میں ان کا لیڈر محمد بن صالح تھا۔

محمد بن خزر: اور جب منصور نے محمد بن خزر اور اس کی قوم مغراوہ کے معاملے کو سنبھالا تو اس کے اور بنی یفرن کے درمیان جنگ بھی جس میں محمد بن صالح' بنی یفرن کے عبداللہ بن بکار کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا جو بنی یفرن کے ہاں مقیم تھا اس کے بعد اس کے بیٹے یعلیٰ نے اس کا کام سنبھال لیا تو اس کی بہت شہرت ہو گئی اور اس نے یفکان شہر کی حد بندی کی۔

عبدالرحمٰن الناصر: اور جب عبدالرحمٰن الناصر نے وادی کے کنارے پر رہنے والے زناتہ کو امویوں کی اطاعت کی دعوت دی اور ان کے بادشاہوں سے دوستی کرنی چاہی تو یعلیٰ نے جلدی سے اس کی بات کو قبول کر لیا اور خیر بن محمد بن خزر اور اس کی قوم مغراوہ نے بھی اس معاملے میں اس سے اتفاق کیا اور اس نے وہران پر چڑھائی کر کے ۲۹۸ھ میں محمد بن عون سے اُسے

چھین لیا' جسے کتامہ کے ایک آدمی صولات اللمیطی نے ۲۹۸ھ میں وہاں پر حاکم مقرر کیا تھا پس یعلی نے اس میں بزور قوت داخل ہو کر اسے برباد کر دیا۔

تاہرت پر چڑھائی: اور یعلی نے خیر بن محمد کے ساتھ تاہرت پر چڑھائی کی تو میسور الحصی لمایا سے اپنے پیروکاروں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا پس انہوں نے انہیں شکست دی اور تاہرت پر قبضہ کر لیا اور میسور اور عبداللہ بن بکار کو گرفتار کر لیا پس خیر نے اُسے یعلی بن محمد کی طرف بھیجا تا کہ وہ اس سے بدلہ لے لے مگر اس نے اپنے خون کا ہم پلہ ہونے کی وجہ سے پسند نہ کیا اور اسے بنی یفرن کے ان لوگوں کی طرف بھیج دیا جن پر اس نے حملہ کیا تھا۔

سلطان یعلی کی عظمت: اور مغرب کی طرف سلطان یعلی کی عظمت بڑھ گئی اور اس نے تاہرت سے طنجہ تک کے منابر پر عبدالرحمٰن الناصر کا خطبہ دیا اور اس نے الناصر سے استدعا کی کہ وہ اپنے گھرانے کے آدمیوں کو مغرب کے شہروں پر والی مقرر کرے پس اس نے فاس پر محمد بن الخیر بن محمد بن عشیرہ کو مقرر کیا اور محمد نے اپنی حکمرانی کے ایک سال میں درویشی اختیار کئے رکھی اور اندلس میں جہاد اور پڑاؤ کے لئے اجازت طلب کی تو اس نے اُسے اس کی اجازت دے دی اور اس کے عمزاد احمد بن ابوبکر بن احمد بن عثمان بن سعید کو اس کا جانشین مقرر کیا جس نے ۳۴۴ھ میں مادنتہ القرویتین کی حد بندی کی تھی جیسا کہ ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں اور سلطان یعلی بن محمد ہمیشہ ہی مغرب میں بڑی عظمت کا حامل رہا یہاں تک کہ ۳۴۷ھ میں المعز الدین اللہ کے بعد اس کے کاتب جوہر الصقلی نے قیروان سے مغرب تک جنگ کی۔

جوہر الصقلی اور امیر زناتہ: جب جوہر فوجوں کے ساتھ نکلا تو مغرب کے امیر زناتہ یعلی بن محمد الیفرنی نے اس کی ملاقات کرنے اور اس کی اطاعت کو قبول کرنے اور اس کے ساتھ مل جانے اور اپنی قوم بنی یفرن اور زناتہ کے عہد بیعت کو توڑنے میں جلدی کی پس جوہر نے ان باتوں کو قبول کر لیا اور دل میں اس کو قتل کرنے کی ٹھان لی اور اس کے لئے اس نے اپنے شہروں سے نکلنے کے لئے دن کو منتخب کیا اور اس نے خفیہ طور پر اپنے بعض مخلص پیروکاروں کو یہ بات بتا دی جنہوں نے فوج کے عقب میں ایک پارٹی پر حملہ کر دیا پس کتامہ صنہاجہ اور زناتہ کے لیڈر نہایت سرعت سے ان کی طرف گئے اور یعلی کو گرفتار کر لیا اور وہ اس وسیع زمین میں ایک تنور میں ہلاک ہو گیا اور کتامہ اور صنہاجہ کے جوانوں نے نیزوں سے اس کا کچومر نکال دیا اور قبائل میں ان کا خون رائیگاں چلا گیا اور جوہر نے یفکان کے شہر کو برباد کر دیا اور زناتہ اس کے سامنے سے بھاگ گئے اور ان کے مطالبات کی حقیقت واضح ہو گئی۔

بعض مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جب جوہر تاہرت سے جنگ کر کے واپس آ رہا تھا تو یعلی اسے ملا اور وہاں ایک نے شلف کی جانب اس پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا' جس کے بعد بنی یفرن کی جماعت منتشر ہو گئی اور ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور وہ کچھ عرصہ کے بعد اس کے بیٹے بدوی کے پاس مغرب میں اکٹھے ہوئے جیسا کہ ہم اسے بیان کریں گے۔

اور ان میں بہت سے لوگ اندلس چلے گئے جیسا کہ اپنے موقع پر ان کے حالات بیان ہوں گے اور بنی یفرن کے ان لوگوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور کچھ مدت کے بعد یہ حکومت یعلی کے ہاتھ پر دوبارہ فاس پر قائم ہوئی پھر بالآخر سلا میں مستقل طور پر قائم ہو گئی اور وہاں ان میں باری باری حاکم مقرر ہوتے رہے جیسا کہ ہم ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

مغربِ اقصیٰ میں سلاطین بنی یفرن کی دوسری حکومت کے حالات اور اس کی اولیت اور گردشِ زمانہ

جب جوہر نے المعز کے لیڈر یعلی بن محمد بن امیر بنی یفرن پر حملہ کیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نے ۳۴۷ھ میں مغرب پر قبضہ کر لیا اور بنی یفرن کی جمعیت پریشان ہو گئی تو اس کا بیٹا بدوی بن یعلی مغرب اقصیٰ چلا گیا اور اس نے جوہر کے پیچھے سے اس کے حالات معلوم کیے تو وہ دور بھاگ گیا اور صحرا میں چلا گیا یہاں تک کہ جوہر مغرب سے واپس آ گیا کہتے ہیں کہ جوہر نے اُسے گرفتار کر لیا تھا اور اسے قید کر دیا یہاں تک کہ وہ کچھ عرصہ بعد اپنے قید خانے سے بھاگ گیا اور اس کی قوم بنی یفرن نے متفقہ طور پر اسے اپنا لیڈر بنا لیا اور جوہر نے مغرب سے واپسی پر سبزہ زار کی طرف پناہ لینے والے اوارسہ اور بلادِ تمارہ پر ان میں سے بنی محمد کے شیخ حسن بن کنون کو حاکم مقرر کیا۔

الحکم المستنصر: اور الحکم المستنصر نے ۳۵۰ھ میں اپنی حکومت کے ابتداء میں ہی اپنے وزیر محمد بن قاسم بن طملس کو مغرب کے پامال کرنے اور اوارسہ کے جرثومہ کے قلع قمع کرنے کے لئے فوجوں کے ساتھ بھیجا پس وہ فوجوں کے ساتھ گیا اور ان کے شہروں پر غالب آ گیا اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے کہ اس نے ۳۶۵ھ میں ان سب کو مغرب سے اندلس کی طرف بھگا دیا۔

مغرب میں امویوں کی دعوت: اور اس نے مغرب میں امویوں کی دعوت کے لئے راہ ہموار کی اور اس کا آقا الحکم اپنے غلام غالب کے پاس آیا اور اسے سرحد کی ناکہ بندی کے لئے واپس بھیج دیا اور مغرب پر یحییٰ بن محمد بن ہاشم التجیبی کو حاکم مقرر کیا' جو سرحد کا اعلیٰ حاکم تھا اور اس نے اسے اجازت دی کہ وہ عرب فوجوں اور سرحدی فوجوں کے ساتھ غالب کی مدد کرے' یہاں تک کہ الحکم کو فالج کی بیماری نے آ لیا اور مغرب میں مروانیہ کی ہوا تھم گئی اور حکومت سرحدوں کی ناکہ بندی اور دشمن کے دفاع کے لئے اپنے جوانوں کی محتاج ہو گئی اور اس نے یحییٰ بن محمد بن ہاشم کو وادی کے کنارے سے طلب کیا اور حاجب مصحفی کو اثر اب اور مسیلہ کے امیر جعفر بن علی حمدون کے ذریعے مدد دینے کو کہا جو شیعوں کے بلانے پر ان کی طرف آ رہا تھا اور انہیں حکومت سے وادی کے کنارے میں جس فائدے اور راحت کی امید ہو سکتی تھی اس پر اتفاق کر لیا اور دلکش جنگلات میں جو بربری رہتے تھے ان سے بھی بدمطلب کی کیونکہ انہوں نے بھی منفیت سے اسے توڑ کر رکھ دیا تھا اور تکلیف اس کے گلے میں ڈال دی تھی۔

قرطبہ میں بربری فوج کا اجتماع: جب قرطبہ میں بربری فوجیں جمع ہو گئیں تو انہوں نے اسے اور اس کے بھائی یحییٰ کو مغرب کا حاکم مقرر کیا اور انہوں نے ان دونوں کو وادی کے کنارے کے ملوک کو خلعتیں دینے کے لئے خلعتیں' بہت سامال

اور لباسِ فاخرہ دیئے پس جعفر ۳۶۵ھ میں مغرب کی طرف گیا اور اس کا نظم و ضبط قائم کیا اور زناتہ کے ملوک میں سے بدوی بن یعلی امیر بنی یفرن اور اس کا عم زاد بخت بن عبداللہ بن بکار اور محمد بن الخیر بن خزر اور اس کا عم زاد بکساس ابن سید الناس اور عطیہ بن تبادھا کے دونوں بیٹے زیری اور مقاتل اور خزرون اور ابن سعید امیر مغراوہ اور اسماعیل بن البوری امیر مکناسہ اور محمد اور ابن محمد الادانی وغیرہ اکٹھے ہو گئے اور ان میں سے بدوی بن یعلی قوت و طاقت اور حسنِ اطاعت میں سب سے بڑھ کر تھا' الحکم نے اس کی جگہ ہشام المؤید کو حاکم مقرر کر دیا اور محمد بن ابی عامر حجابت کا تنہا کام کرنے لگا اس نے وادی کے شہر سبتہ پر اپنے حاکم مقرر ہونے کے آغاز سے ہی اسی پر اکتفا کرتے ہوئے سلطان کی فوجوں اور حکومتوں کے آدمیوں کے ساتھ اس کا انتظام کیا اور اسے اربابِ تیغ و قلم سے زینت دی اور اس کے ماوراء علاقے پر کنٹرول کے لئے ملوکِ زناتہ پر اعتماد کیا اور انہیں انعامات اور خلعتوں سے نوازا اور ان کے وفود کا اکرام کرنے لگا اور جو شخص ان میں سے سلطان کے وظیفہ خواروں کے رجسٹر میں نام لکھانے میں رغبت کرتا اس کی عزت کرنے لگا پس وہ حکومت کی حکمرانی اور دعوت کے پھیلانے میں کوشش کرنے لگے اور اس نے وادی کے کنارے امیر جعفر بن علی اور اس کے بھائی یحییٰ کے درمیان بگاڑ پیدا کر دی اور یحییٰ نے شہر کو اپنے لئے حاصل کیا اور اکثر آدمیوں کو بھی لے گیا۔

جعفر پر مصیبت: پھر جعفر پر بھی وہیں مصیبت آ پڑی جو اس نے جنگ کے ایام میں برغواطہ پر ڈالی تھی اور محمد بن ابی عامر نے اسے اس کی استقامت اور چوکسی دیکھ کر اپنی حکومت کے آغاز میں اسے بلایا اور اندلس میں الحکم نے جو تکلیف اسے پہنچی تھی اسے ملیامیٹ کر دیا اور اس کے بھائی کے لئے مغرب کی عملداری سے الگ ہو گیا اور وہ سمندر پار کر کے ابن ابی عامر کے پاس چلا گیا اور ایک اچھی جگہ پر اتر گیا اور زناتہ تابعداری کے ذریعے حکومت کا تقرب حاصل کرنے کے لئے مقابلہ کرنے لگے۔

سجلماسہ پر چڑھائی: پس خزرون بن فلفول نے ۳۶۶ھ میں سجلماسہ پر چڑھائی کی اور اس میں داخل ہو کر آلِ مدرار کی حکومت کا خاتمہ کر دیا اور منصور نے اسے وہاں کا حاکم مقرر کر دیا جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں۔

بلکین بن زیری: اور اس فتح کے بعد افریقہ کے لیڈر بلکین بن زیری نے ۳۶۹ھ میں شیعہ کے لئے مغرب پر اپنا مشہور حملہ کیا اور محمد بن ابی عامر بنفسِ نفیس قرطبہ سے جزیرہ کی طرف اس کے دفاع کے لئے گیا اور اس نے بیت المال سے سو بوجھ اٹھائے اور لاتعداد فوج لے کر گیا اور جعفر بن علی بن حمدون سبتہ کی طرف بڑھ گیا اور ملوکِ زناتہ بھی اس کے ساتھ مل گئے اور بلکین ان کو چھوڑ کر برغواطہ سے جنگ کرنے کے لئے واپس آ گیا۔۔۔ اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں ۳۷۳ھ میں وفات پا گیا اور جعفر اپنے مقام کی طرف ابن ابی عامر کے پاس لوٹ آیا مگر اس نے اس کے قیام سے موافقت نہ کی اسی دوران میں حسن بن کنون قاہرہ سے عبدالعزیز بن نزار بن معد کا خط لے کر افریقہ کے حاکم بلکین کے پاس آیا کہ وہ مغرب کے بادشاہ کی مدد کرے اور اسے مال اور فوج سے مدد دے پس بلکین نے اسے اس کے راستے پر چلا گیا اور اسے مال عطا کیا اور اسے اس سے دگنا مال دینے کا وعدہ بھی کیا اور مغرب کی طرف چلا گیا اس نے دیکھا کہ وہاں پر مروانیہ کی اطاعت مستحکم ہو چکی ہے اور اس کے بعد بلکین فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے منصور نے اس کے کاموں سے بے رغبتی کی پس اس نے حسن بن کنون کو اپنے ہاں بلایا۔

عسکلاجہ: اور ابومحمد بن ابی عامر نے اپنے عم زاد محمد بن عبداللہ کو جس کا لقب عسکلاجہ تھا ۳۷۵ھ میں اس کے ساتھ جنگ کرنے کو بھیجا اور وہ اس کے پیچھے پیچھے جزیرہ کی طرف آیا تا کہ رالقصہ پر چڑھائی کرے اور حسن بن کنون کا گھیراؤ ہو گیا۔ تو اس نے امان طلب کی اور عمرو اور عسکلاجہ اس کے آلات کے ضامن ہوئے اور اس نے اسے الحضرۃ کی طرف واپس کر دیا پس ابھی ابن ابی عامر اس کے آگے نہ چلا تھا کہ اس نے دیکھا کہ اس کی بکثرت عہد شکنی کی وجہ سے اس کا کوئی اعتبار نہیں تو اس نے اپنے ایک قابل اعتبار آدمی کو اس کا سر لانے کو بھیجا اور ادارسہ کی حکومت اور اثر کا خاتمہ ہو گیا پس اس نے اس بات سے عمرو اور عسکلاجہ کو برافروختہ کر دیا اور منصور کے پاس اس کے متعلق جن باتوں کی چغلی کی گئی ان سے سکون حاصل کرنے کے لئے وہ فوج کی طرف چلا گیا تو منصور نے اسے وادی کے کنارے سے بلایا اور اسے اس کے مقتول ابن کنون کے ساتھ ملا دیا۔

حسن بن احمد: اور وادی کے کنارے پر وزیر حسن بن احمد بن عبدالودود سلمی کو حاکم مقرر کر دیا اور اس کی تعداد میں اضافہ کر دیا اور اس نے اپنے ہاتھوں سے خوب مال دیا اور ۳۷۶ھ میں اپنی عملداری میں پہنچ گیا اور اس نے مغرب کو نہایت اچھی طرح کنٹرول کیا اور بربر اس سے خوفزدہ ہو گئے اور وادی کے کنارے پر یہ فاس مقام پر اترا تو اس کے سلطان نے اس کی مدد کی اور اس کی فوج میں اضافہ ہو گیا اور مضافات کے ملوک بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئے یہاں تک کہ اس نے ابن ابی عامر کو اس کی ہٹ دھرمی کے انجام سے ڈرایا اور اسے اس کی اطاعت کی آزمائش کرنے کے لئے بلایا تو وہ جلدی سے اس کے ساتھ مل گیا پس اس نے ان کی عزت میں اضافہ کر دیا اور اسے دوبارہ ان کے کام پر مقرر کر دیا۔

بدوی بن یعلی: اور ملوک زناتہ میں سے بدوی بن یعلی امویوں کے متعلق بڑا مضطرب اور ان کی اطاعت سے بہت خوفزدہ تھا اور منصور بن ابی عامر اس کے اور اس کے ساتھی زیری بن عطیہ کے درمیان ملاپ کراتا تھا اور دونوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کے مقابلہ میں مسلسل استقامت دکھاتا تھا اور منصور زیری کی طرف بہت میلان رکھتا تھا اور اس کے خلوص کی وجہ سے اس کی اطاعت اور نیک نیتی اور اس کے پاس چلے آنے کی وجہ سے اس پر بہت اعتماد کرتا تھا اور امید رکھتا تھا کہ وہ بدوی بن یعلی کا مقابلہ کر کے اس سے قیادت حاصل کرے گا پس اس نے ۳۷۷ھ میں زیری کو الحضرۃ بلایا اور وہ جلدی سے اس کے پاس آیا اور اس کی ملاقات کی اور اس نے اس کا نہایت شاندار طریق پر اعزاز و اکرام کیا اور اسے عظیم انعامات سے نوازا اور اس نے بدوی کو بھی یہی زحمت دی مگر وہ نہ آیا اور اس نے اس کے ایلچی سے کہا کہ ابن ابی عامر سے کہنا کہ اس نے جنگلی گدھوں کو کبھی نسل بندوں کی اطاعت کرتے دیکھا ہے اور اس نے خوب کھل کر فساد شروع کر دیا۔

حسن بن عبدالودود: اور اس کے مقابلہ میں حسن بن عبدالودود حاکم مغرب اپنی فوجوں اور اندلسی فوجوں اور وادی کے بادشاہوں کے ساتھ اس کے دشمن زیری بن عطیہ کی مدد کے لئے گیا اور بدوی نے بھی ان کے مقابلہ میں فوج اکٹھی کی اور ۳۸۱ھ میں ان سے جنگ کی اور اسے غلبہ حاصل ہوا اور سلطان کی فوج اور مغراوہ کی فوجیں شکست کھا گئیں اور انہوں نے خوب قتل عام کیا اور وزیر حسن بن عبدالودود کو بھی کئی زخم آئے جن سے وہ کچھ راتوں بعد ہلاک ہو گیا اور ابن ابی عامر کو یہ خبر پہنچی تو وہ غمگین ہو گیا اور اس نے زیری کو فاس پر کنٹرول کرنے اور حسن کے اصحاب کو مدد دینے کے لئے لکھا اور اسے مغرب کا والی مقرر کر دیا ہم اس کا مفصل تذکرہ ان کی حکومت کے ذکر میں کریں گے اور بدوی نے متعدد بار فاس میں اس کا مقابلہ کیا۔

ابوالبہار بن زیری: اور ابوالبہار بن زیری بن مناد ضہاجی اپنی قوم سے الگ ہو کر اور شیعوں کی اطاعت کو خیر باد کہہ کر اور اپنے بھائی منصور بن بلکین حاکم قیروان کا باغی بن کر سواحل تلمسان میں چلا آیا اور اس نے ابن ابی عامر کے ساتھ ماوراء کے علاقے سے گفتگو کی اور اپنے بھتیجے اور اپنی قوم کے سرداروں کو اس کے پاس بھیجا تو اس نے فاس میں زیری کے ساتھ اسے اموال وعطیات دیئے جیسا کہ ہم اسے بیان کریں گے اور دونوں کو بدوی کی مدافعت پر اکٹھا کر دیا پس ان دونوں کے درمیان اس کی حالت خراب ہوگئی یہاں تک کہ ابوالبہار اپنے بھتیجے منصور کی حکومت میں واپس چلا گیا جیسا کہ ہم ابھی اس کا ذکر کریں گے اور زیری نے اس کے ساتھ جنگ کی اور اسے اس پر فتح حاصل ہوئی اور ابوالبہار سبتہ چلا گیا پھر اپنی قوم کی طرف واپس آیا اور اس کے بعد زیری کو بڑی عظمت حاصل ہوگئی۔

زیری اور بدوی کے درمیان جنگ: اور زیری اور بدوی کے درمیان جنگ ہوئی جس میں زیری نے اس کی چھاؤنی اور سب مال لوٹ لیا اور اس کی بیوی کو قید کر لیا اور اس کی قوم کے تقریباً تین ہزار سواروں کو قتل کر دیا اور وہ ۳۸۳ھ میں بھگوڑا بن کر صحراء کی طرف چلا گیا اور وہیں مر گیا اور اس کی قوم کی امارت اس کے بھائی زیری بن یعلیٰ کے بیٹے حبوس نے سنبھال لی۔

اور اس کے عم زاد ابویداس بن دوناس نے امارت کے لالچ میں اسے قتل کر دیا اور اس کی قوم نے اس کے بارے میں اختلاف کیا اور وہ اپنی آرزو میں ناکام ہو گیا اور اپنی قوم کی ایک عظیم فوج کے ساتھ سمندر پار کر کے اندلس چلا گیا۔

حمامہ بن زیری: اور اس کے بعد بنی یفرن کی امارت حبوس مذکور کے بھائی حمامہ بن زیری بن یعلیٰ نے سنبھالی جس سے بنی یفرن کی حالت درست ہوگئی اور بدوی کے حالات میں اس کا ذکر کئی دفعہ بیان ہو چکا ہے اور وہ یہ کہ اس کے اور زیری بن عطیہ کے درمیان جنگ کا پانسہ پلٹتا رہتا تھا اور یہ دونوں باری باری فتح حاصل کر کے فاس کی حکومت حاصل کرتے تھے اور جب زیری منصور کے پاس گیا تو بدوی نے فاس آ کر اس پر قبضہ کر لیا اور مغراوہ کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور جب زیری واپس آیا تو بدوی فاس میں قلعہ بند ہو گیا تو زیری نے اس سے جنگ کی اور مغراوہ اور بنی یفرن کے بہت سے لوگوں نے اس محاصرہ سے برا منایا' پھر زیری نے بزور قوت فاس میں داخل ہو کر اسے قتل کر دیا اور ۳۸۳ھ میں اس کے سر کو دارالخلافہ قرطبہ میں بھیجا واللہ اعلم۔

اور جب بنو یفرن نے حمامہ پر اتفاق کر لیا تو وہ انہیں مغرب میں شالہ کے مقام پر لے گیا اور اس پر اس کے اردگرد کے علاقے تادلہ پر قبضہ کر لیا اور اسے زیری سے چھین لیا اور بنی یفرن کا سردار ہمیشہ اسی عملداری میں رہا اور اس کے اور زیری اور مغراوہ کے درمیان مسلسل جنگ جاری رہی اور اس کے اور حاکم قیروان کے درمیان محبت تھی پس اس نے جب کہ وہ قلعہ میں اپنے چچا حماد کا ۲۰۴ھ میں محاصرہ کئے ہوئے تھا' منصور کو ہدیہ بھیجا اور اس نے اس ہدیہ کے ساتھ اپنے بھائی زادی بن زیری کو بھیجا تو اس نے ڈھولوں اور جھنڈوں کے ساتھ اس سے ملاقات کی۔

امیر ابوالکمال تمیم بن زیری: اور جب حمامہ فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کے بھائی امیر ابوالکمال تمیم بن زیری بن یعلیٰ نے بنی یفرن کی امارت سنبھال لی' پس اس نے ان کی حکومت کے لئے خود کو مخصوص کر لیا اور وہ اپنے دین میں مستقیم اور جہاد کا دلدادہ تھا پس وہ برغواطہ سے جہاد کے لئے واپس گیا اور اس نے مغراوہ سے صلح کر لی اور ان کے ساتھ جنگ کرنے

سے اعراض کیا اور جب ۴۲۴ھ کا سال آیا تو ان دونوں قبیلوں بنی یفرن اور مغراوہ کے درمیان از سر نو عداوت پیدا ہوگئی اور قدیم کینے بھڑک اٹھے اور حاکم شالہ اور تادلہ ابوالکمال نے یفرن کی فوجوں کے ساتھ چڑھائی کی اور حمامۃ بن المعز قبائل مغراوہ کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا اور ان کے درمیان سخت جنگیں ہوئیں اور مغراوہ پراگندہ ہو گئے اور حمامۃ وجدہ کی طرف بھاگ گیا اور امیر ابوالکمال تمیم اور اس کی قوم فاس پر قابض ہو گئے اور مغراوہ مغرب کی عملداری پر غالب آ گئے اور تمیم نے فاس شہر کے یہودیوں کو لوٹا اور ان کے جانوروں کو مارا اور ان کی مقدس اشیاء کو مباح قرار دے دیا۔

پھر حمامہ نے وجدہ سے مغراوہ اور زناتہ کے بقیہ قبائل کو جمع کیا اور مغرب اوسط کے تمام علاقے کی قیام گاہوں میں سے لوگوں کو جمع کرنے والے لوگ بھیجے اور وہ تنس کے زعماء سے فریاد کرتا ہوا وہاں پہنچا اور جو لوگ وہاں سے دور تھے ان سے اس نے خط و کتابت کی اور ۴۲۹ھ میں اس نے فاس پر چڑھائی کر دی پس ابوالکمال تمیم وہاں سے دور تھا ان سے اس نے خط و کتابت کی اور ۴۲۹ھ میں اس نے فاس پر چڑھائی کر دی پس ابوالکمال تمیم وہاں سے بھاگ گیا اور اپنے ملک کے دارالخلافہ شالہ میں چلا گیا اور اپنی وفات تک اپنی عملداری میں اقامت پذیر رہا اس کی وفات ۴۲۶ھ میں ہوئی۔

حماد: اس کے بعد اس کا بیٹا حماد والی بنا یہاں تک کہ وہ بھی ۴۴۹ھ میں فوت ہو گیا اس کے بعد اس کا بیٹا یوسف والی بنا اور وہ بھی ۴۵۸ھ میں وفات پا گیا اس کے بعد اس کا چچا محمد بن امیر ابی تمیم والی بنا جو لمتونہ کی جنگوں میں اس وقت مر گیا جب انہوں نے تمام مغرب میں ان پر غلبہ پا لیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

والملک للّٰہ یوتیہ من یشاء من عبادہ و العاقبۃ للمتقین

اور ابویداس بن دوناس نے حبوس بن زیری بن یعلیٰ بن محمد سے جنگ کی جب بنو یفرن نے اس کے متعلق اختلاف کیا اور وہ ان کے اکٹھا کرنے کی امید میں ناکام ہو گیا تو وہ ۳۸۶ھ میں سمندر پار کر کے اندلس چلا گیا تو اس کے بھائی ابوقرہ، ابوزید اور عطاف نے اس کی قدر و منزلت کی اور ان سب کو منصور کے ہاں ترجیح اور عزت حاصل تھی، اس نے اسے بھی جملہ رؤسا اور امراء میں شامل کر لیا اور اسے وظیفہ اور جاگیریں انعام میں دیں اور اس کے جوانوں اور اس کی قوم کے ان لوگوں کے نام رجسٹر میں لکھے جو اس کے ساتھ آئے تھے پس اس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی اور حکومت میں اس کی شان بلند ہو گئی۔

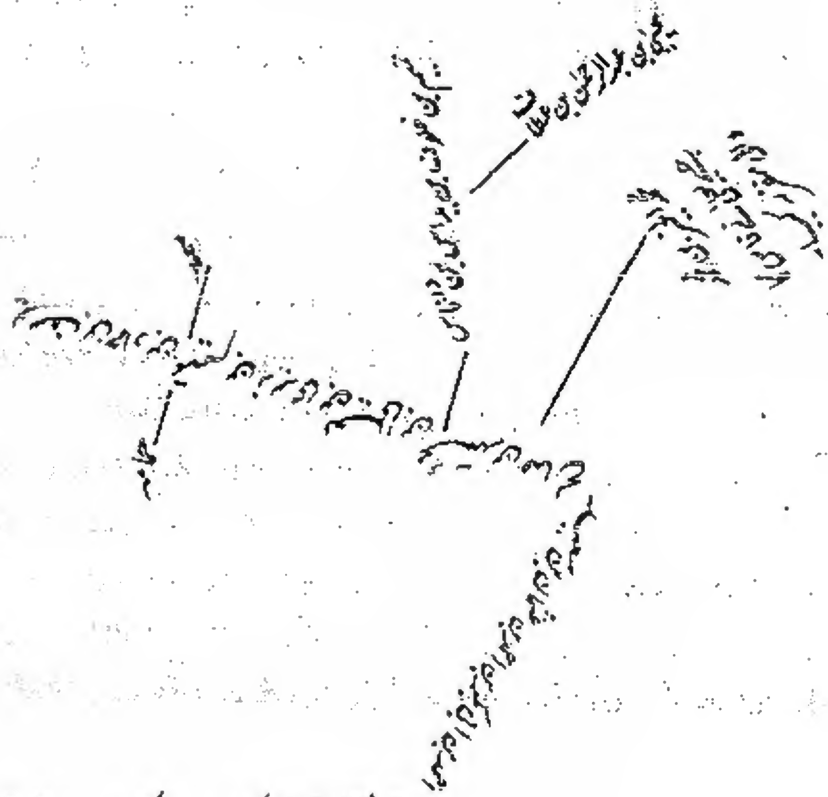
خلافت میں ابتری:

اور جب جماعت منتشر ہو گئی اور خلافت میں ابتری پھیل گئی تو اس نے اندلس کی فوجوں کے ساتھ بربریوں کے ساتھ جنگوں میں بڑے عجیب و غریب کارنامے دکھائے۔

المستعین: اور جب ۴۰۰ھ میں المستعین نے قرطبہ پر قبضہ کیا اور اندلس کے بربری اس کے پاس اکٹھے ہو گئے تو مہدی سرحدوں پر چلا گیا اور جلالقہ کے طاغیہ نے بھی فوجیں جمع کیں پس اس نے ان کے ساتھ غرناطہ پر چڑھائی کر دی اور المستعین بھی اپنی بربری فوجوں کے ساتھ ساحل تک آیا اور مہدی نے بھی اپنی فوجوں کے ساتھ ان کا تعاقب کیا پس وادی ابرہ میں دونوں نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا اور فریقین کے درمیان رن پڑا اور بربریوں کی سخت آزمائش ہوئی اور جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے ابویداس کی شہرت پھیل گئی اور گھمسان کی جنگ کے بعد مہدی، طاغیہ اور ان کی فوجیں شکست کھا گئیں اور ابویداس

بن ددناس کو مہلک زخم آیا جس سے وہ مرگیا اور وہیں دفن ہوا۔

اور اس کے بیٹے خلوف اور اس کے پوتے تمیم بن خلوف کو جو اندلس میں زناتہ کے جوانوں میں سے تھے شجاعت اور امارت حاصل تھی اور یحییٰ بن عبدالرحمٰن جو اس کے بھائی عطاف کا بیٹا تھا وہ بھی ان کے جوانوں میں شامل تھا جسے بنی حمود اور قاسم میں اختصاص حاصل تھا اس نے اسے اپنے دورِ خلافت میں قرطبہ کا والی مقرر کیا تھا۔ والبقاء للّٰہ وحدہ



فصل

ابونور بن ابوقرہ کے حالات اور اندلس میں اسے ایام الطوائف میں جو حکومت حاصل تھی اس کا تذکرہ

اس آدمی کا نام ابونور بن ابوقرہ بن ابویفرن ہے جو ان بربری جوانوں میں سے ہے جن سے ان کی قوم نے فتنہ میں مدد مانگی تھی اس نے فتنہ کے ایام میں رندہ پر غلبہ پالیا اور وہاں سے امویوں کے غلام عامر بن فتوح کو ۴۰۵ھ میں نکال کر اس پر قبضہ کرلیا اور وہاں کا بادشاہ بن گیا۔

ابن عباد: اور جب اشبیلیہ میں ابن عباد کی عظمت بڑھ گئی اور وہ مضافات وسرحدات پر قبضہ کرنے لگا تو اس کے اور ابونور کے درمیان لڑائی چھڑ گئی اور حاکمیت اور انحراف میں اس کے احوال اس سے مختلف ہو گئے اور ۴۳۳ھ میں بربریوں کے ساتھ رندہ اور اس کے مضافات بھی اس کے لئے ثابت ہو گئے اس کے بعد اس نے ۴۵۰ھ میں اسے ایک ولیمے میں بلایا اور ایک خط کے ذریعے اس سے سازش کی اور اسے اپنے محل کی لونڈی کی زبان سے اطلاع دی جس نے اس کے پاس اس کے بیٹے کی حرامکاریوں سے پہنچنے والی تکلیف کی شکایت کی پس اس نے اس کے شہر میں جاکر اس کے بیٹے کو قتل کردیا اور اس کی سازش کو سمجھ گیا تو وہ غم سے مر گیا۔

ابونصر: اور اس کا دوسرا بیٹا ابونصر ۴۵۷ھ تک والی بنا تو اس کے ساتھ اس کے بعض سپاہیوں نے غداری کی اور وہ بھاگتا ہوا باہر نکلا تو دیوار سے گر کر مر گیا اور المعتمد نے اس کے ہاتھ سے رندہ کو لے لیا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ بات ۴۴۹ھ میں حمام کے واقعہ میں ہوئی جس میں ابونور ہلاک ہو گیا اور جب اس کی اطلاع اس کے بیٹے ابونصر کو ملی تو جو ہوا سو ہوا۔ واللہ اعلم۔

فصل

بنی یفرن کے بطون میں سے مرجیصہ کے حالات کی تفصیل

بنی یفرن کا یہ بطن افریقہ کے نواح میں رہتا تھا اور اسے بڑی کثرت وقوت حاصل تھی اور جب ابو یزید نے شیعوں

کے خلاف بغاوت کی تو انہوں نے عصبیت کی وجہ سے اس کی مدد کی اور یہ ان کے ہوادار کو ماموؤں میں سے تھا پھر اس کا معاملہ مضطرب ہو گیا تو شیعوں کی حکومت اور ان کے صنہاجی مددگاروں اور ان کے افریقی حکمرانوں نے انہیں جبر و قہر سے پکڑ لیا اور ان کے مال و جان پر مصائب نازل کیے یہاں تک کہ یہ نیست و نابود ہو گئے اور تاوان ادا کرنے والے قبائل میں شمار ہونے لگے اور ان کے کچھ بقیہ قبیلے قیروان اور تونس کے درمیان اتر پڑے یہ گائیوں بکریوں اور خیموں والے تھے یہ اس کے نواحی علاقوں میں سفر کرتے اور معاش کے لئے کھیتی باڑی کرتے تھے اور جب موحدین نے افریقہ پر قبضہ کیا تو یہ اسی حالت میں تھے ان پر تاوان اور ٹیکس لاگو تھے اور انہیں سلطان کے ساتھ جنگوں میں متعدد فرائض سرانجام دینے پڑتے تھے۔

<u>الکعوب</u>: اور جب بنی سُلیم میں سے الکعوب نے افریقہ کے نواح پر قبضہ کیا اور انہوں نے ریاح کے زواودہ کو جو اس دور میں حکومت کے دشمن تھے وہاں سے نکال دیا تو سلطان نے ان سے ان لوگوں کے خلاف مدد مانگی جنہوں نے قابس سے باجہ تک افریقہ کو اپنا وطن بنا لیا تھا پھر ان کی امارت' حکومت کے لئے سخت ہو گئی اور ان سے مدد طلب کرنا بھی بڑھ گیا تو انہوں نے جو مضافات اور خراج طلب کئے بادشاہ نے انہیں جاگیر کے طور پر دے دیئے اور ان کی جاگیروں میں مرنجیصہ کا خراج بھی تھا۔

<u>بنو مرین</u>: اور جب بنو مرین نے قیروان پر حملہ کیا اور اس کے کچھ عرصہ بعد اس فتنہ کو روکنے کے لئے جس میں عربوں نے بادشاہ اور حکومت پر غلبہ پا لیا تھا ان کے متغلب کعوب کو مرنجیصہ کے قبیلوں میں باربرداری کے گھوڑوں اور جنگوں میں غلبہ کے لئے سواروں کی بڑی قوت حاصل تھی اور یہ ان کے لئے قرابت دار اور خادم بن گئے اور انہوں نے ان پر غلاموں کی طرح قبضہ کر لیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فتنہ کی آگ کو فرو کر دیا اور اس حفصی بادشاہ مولانا سلطان ابو العباس کی بھلائی سے مثنی ہوئی خلافت و حکومت کو قائم کر دیا پس فضا صاف ہو گئی اور اُفق روشن ہو گیا اور اس نے عرب متغلبین کو اپنے مضافات سے دُور کر دیا اور اپنی رعایا سے ان کے ہاتھوں کو روک دیا اور مرنجیصہ کے ان لوگوں کو عربوں کی پناہ لینے اور ان کے ساتھ سفر کرنے کے باعث سزا دینے کے بعد اپنا مقرب بنا لیا پس انہوں نے دوبارہ حق کو پایا اور شمولیت میں اخلاص کا اظہار کیا اور جس تاوان اور خراج کے قوانین سے وہ مالوف تھے اس کی طرف واپس آ گئے اور اس دور تک وہ اسی حالت پر قائم ہیں۔

واللہ وارث الارض و من علیہا۔

فصل

زناتہ کے طبقہ اولیٰ میں سے مغرادہ اور انہیں مغرب میں جو حکومتیں حاصل تھیں ان کے حالات اور اس کا آغاز اور گردشِ حالات

مغرادہ کے یہ قبائل زناتہ کے وسیع تر بطون والے تھے اور یہی ان میں سے جنگجو اور غلبہ والے تھے اور ان کا نسب مغرادہ بن یصلتن بن مسرا ابن زاکیا بن ورسیک بن الدیرت بن جانا تک جاتا ہے جو بنی یفرن اور بنی یرنیان کے بھائی ہیں اور ان کے نسب میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اسے بنی یفرن کے ذکر کے موقع پر پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

ان کے شعوب و بطون: ان کے شعوب و بطون بہت سے ہیں جیسے بنی بلنت بنی زنداک بنی ردا ورتزمیر بنی ابی سعید بنی ورسیفان اغواط اور بنی ریغہ وغیرہ جن کے نام مجھے یاد نہیں رہے اور مغرب اوسط میں ان کی فرودگاہیں شلف سے تلمسان تک جبل مدبولہ تک اور اس کے نواح تک میں اور ان کا اپنے بھائیوں بنی یفرن کے ساتھ اجتماع و افتراق اور صحرائی حالات میں مقابلہ ہوتا رہتا ہے اور ان مغرادہ کی صحرا میں بہت بڑی لڑی پائی جاتی ہے۔ جس نے اچھی طرح اسلام قبول کیا تھا۔

صولات بن وزمار: اور اس کے امیر صولات بن وزمار نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو آپ نے اس کی ہجرت کی وجہ سے اس کے ساتھ نہایت حسن سلوک کیا اور اسے اس کی قوم اور وطن کا امیر بنا دیا اور وہ دین سے خوش ہو کر قبائل مضر کی مدد کرتا ہوا اپنے ملک کو واپس آ گیا اور ہمیشہ اس کی یہی حالت رہی۔

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ بربریوں نے اسلام لانے سے قبل جو عربوں کے ساتھ جنگیں کیں ان میں سے ایک جنگ میں عربوں نے پہلی فتح پر اسے قیدی بنا کر پکڑ لیا اور اسے اپنی قوم میں جو مقام حاصل تھا اس کی وجہ سے اسے حضرت عثمانؓ کی خدمت میں بھیج دیا تو آپ نے اس پر احسان کیا اور اس نے اسلام قبول کر لیا اور آپ نے اس کی عملداری میں اسے امیر مقرر کر دیا۔ پس اس نے حضرت عثمانؓ اور آپ کے اہل بیت کی دوستی کی وجہ سے جو بنی امیہ میں سے تھے صولات اور مغرادہ کے دیگر قبائل کو مخصوص کر دیا اور وہ دیگر قریش کے مقابلہ میں ان کے خاص آدمی تھے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اس دوستی کا لحاظ

کرتے ہوئے اندلس میں دعوت مروانیہ کی مدد کی۔ جیسا کہ آپ کو ان کے بعد کے حالات سے معلوم ہو جائے گا۔

صولات کی وفات: جب صولات فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کے بیٹے حفص نے مفرادہ اور دیگر زناتہ کی امارت سنبھال لی اور جب مغرب اقصیٰ میں خلافت کے سائے سمٹنے لگے اور میسرۃ المقتبر اور مظفر کا فتنہ سایہ فگن ہونے لگا تو خزر اور اس کی قوم قیروان میں مضریوں پر غالب آ گئے اور ان کی حکومت بڑھ گئی اور مغرب اوسط کے صحرائی زناتہ میں ان کے بادشاہ کی شان و عظمت میں اضافہ ہو گیا۔

مشرق میں بنی امیہ کی حکومت کا خاتمہ: پھر مشرق میں بنی امیہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور مغرب میں فتنہ برپا تھا پس یہ لوگ قوت و تکبر میں بڑھ گئے۔ اس دوران میں خزر کی وفات ہو گئی اور اس کی حکومت اس کے بیٹے محمد نے سنبھالی۔

ادریس الاکبر: اور ادریس الاکبر بن عبداللہ بن حسن بن الحسن ۱۷۰ھ میں الہادی کی خلافت کے زمانے میں مغرب کی طرف گیا اور مغرب کے بربر جو اوربہ صدینہ اور مقیلہ سے تعلق رکھتے تھے اس کی حکومت کے ذمہ دار بن گئے اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور بقیہ ایام میں مغرب بنوعباس کی اطاعت سے باہر نکل گئے اور پھر وہ ۱۷۳ھ میں مغرب اوسط کی طرف گیا تو محمد بن خزر نے اس کا استقبال کیا اور اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اپنی قوم کی جانب سے اس کی بیعت کر لی۔

اور اس نے بنی یفرن کے اہل تلمسان پر غالب آ جانے کے بعد اسے تلمسان پر قبضہ کرنے میں مدد دی اور ادریس بن ادریس کے لئے حکومت منظم ہو گئی اور وہ اپنے باپ کی تمام عملداری پر غالب آ گیا اور تلمسان پر قبضہ کر لیا اور بنوخزر اس کی دعوت کے اسی طرح ذمہ دار بن گئے جیسا کہ اس کے باپ کے لئے بنے تھے اور اس کا بڑا بھائی سلیمان بن عبداللہ بن حسن بن الحسن جو مشرق سے اس کے پاس آ رہا تھا ادریس الاکبر کے عہد میں تلمسان میں اترا اور اس نے تلمسان کی ریاست اسے اسی طرح دے دی جس طرح اس کے بیٹے ادریس نے سلیمان کے بعد اپنے عم زاد محمد کو دے دی تھی پس تلمسان کی ریاست اور اس کے شہر اس کی اولاد کے ہاتھ میں رہے اور انہوں نے ریاست کو ساحلی سرحدوں تک آپس میں تقسیم کر لیا۔

ادریس بن محمد: پس تلمسان ادریس بن محمد بن سلیمان کی اولاد کے حصے میں آیا اور ارشکول عیسیٰ بن محمد کی اولاد کو ملا اور تنس ابراہیم بن محمد بن محمد کو ملا اور تلمسان کے بقیہ مضافات بنی یفرن اور مفرادہ کو ملے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں مغرب اوسط کے نواح میں ہمیشہ ہی محمد بن خزر کو حکومت حاصل رہی یہاں تک کہ شیعہ حکومت آ گئی اور ان کے لئے افریقہ کی حکومت ثابت ہو گئی۔

عبیداللہ مہدی: اور عبیداللہ مہدی نے عروبہ بن یوسف کتامی کو ۲۹۸ھ میں فوجوں کے ساتھ مغرب کی طرف بھیجا جس نے مغرب ادنیٰ پر قبضہ کر لیا اور واپس آ گیا پھر اس نے اس کے بعد مصالہ بن حبوس کو کتامہ کی فوجوں کے ساتھ مغرب کی طرف بھیجا تو اس نے ادارسہ کے مضافات پر قبضہ کر لیا اور ان سے عبیداللہ کی اطاعت کا مطالبہ کیا اور فاس پر یحییٰ بن ادریس بن عمر کو امیر مقرر کیا جو ادارسہ کا آخری بادشاہ تھا اور خود الگ ہو گیا اور ان کی اطاعت قبول کر لی۔

مصالہ: اور اس نے مصالہ کو فاس کا امیر مقرر کیا اور موسیٰ بن ابوالعافیہ کو مکناسہ اور صاحب تازہ کا امیر مقرر کیا اور مغرب کے

نواح پر قابض ہو گیا اور قیروان کی طرف واپس آ گیا۔

عمرو بن خزر: اور محمد بن خزر کی اولاد میں سے جو ادریس اکبر کا داعی تھا عمرو بن خزر باغی ہو گیا اور اس نے زناتہ اور اہالیان مغرب اوسط کو شیعہ بربریوں کے خلاف اُکسایا اور عبید اللہ مہدی نے مغرب کے قائد مصالہ کو ۳۰۹ھ میں کتامہ کی فوجوں کے ساتھ بھیجا اور محمد بن خزر نے مغراوہ اور بقیہ زناتہ کی فوجوں کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور اس نے مصالہ کی فوجوں کو شکست دی اور اس کے پاس پہنچ کر اسے قتل کر دیا اور عبید اللہ نے ۳۱۰ھ میں اس کے بیٹے ابوالقاسم کو فوجوں کے ساتھ مغرب کی طرف بھیجا اور اسے محمد بن خزر اور اس کی قوم کے مقابلہ کے لئے سالار مقرر کیا پس وہ صحرا کی طرف بھاگ گئے اور اس نے ملویہ تک ان کا تعاقب کیا اور وہ سجلماسہ چلے گئے۔

ابوالقاسم: اور ابوالقاسم نے مغرب پر حملہ کر کے اس کی اطراف پر قبضہ کر لیا اور اس کے نواح میں چکر لگایا اور اس نے از سرنو ابن ابوالعالیہ کو اس کی عملداری پر امیر مقرر کر دیا اور واپس آ گیا اور کسی سازش کا شکار نہ ہوا۔

الناصر: پھر حاکم قرطبہ الناصر کو کسی وادی کے کنارے کی حکومت کا خیال آیا تو اس نے ادارسہ اور زناتہ کے ملوک کو مخاطب کیا اور ۳۱۷ھ میں ان کی طرف اپنے مخلصین محمد بن عبید اللہ بن ابی عیسیٰ کو بھیجا تو محمد بن خزر نے فوراً اس کی بات کو قبول کر لیا اور اتراب سے شیعوں کے مددگاروں کو نکال باہر کیا اور شلب اور تنس کو ان کے ہاتھوں سے چھین لیا اور وہران پر قبضہ کر لیا اور اس پر اپنے بیٹے الخیر کو حاکم مقرر کیا اور تاہرت کے سوا دیگر مضافات مغرب میں اموی دعوت کو پھیلایا اور حاکم ارشکول ادریس بن ابراہیم بن عیسیٰ بن محمد بن سلیمان اموی دعوت کے قیام میں سرگرم ہو گیا پھر الناصر نے ۳۱۹ھ میں ادارسہ کے ہاتھوں سے سبتہ کو حاصل کر لیا اور موسیٰ بن ابوالعالیہ کو اس کے اطاعت اختیار کرنے کی وجہ سے پناہ دے دی اور محمد بن خزر کے ساتھ اس کی ہتھ جوڑی ہو گئی اور انہوں نے شیعوں کے خلاف مدد کی۔

فلفول بن خزر: اور فلفول بن خزر نے شیعوں کی اطاعت کر کے اپنے بھائی محمد کی مخالفت کی اور عبید اللہ نے اسے مغراوہ کا امیر مقرر کر دیا اور حمید بن یصل ۳۲۱ھ میں کتامہ کی فوجوں کے ساتھ تاہرت پر چڑھائی کرنے کے لئے عبید اللہ کی طرف گیا اور فاس تک پہنچ گیا اور زناتہ اور مکناسہ کے سوا اس کے آگے بھاگ اٹھے اور اس نے مغرب پر قبضہ کر لیا۔

اور اس کے بعد ۳۲۳ھ میں میسور الخصی نے جا کر فاس کا محاصرہ کر لیا مگر اسے سر نہ کر سکا اور واپس آ گیا۔

حمید بن یصل: پھر ۳۲۸ھ میں حمید بن یصل نے بغاوت کر دی اور محمد بن خزر کے پاس چلا گیا پھر الناصر کے پاس گیا تو اس نے اسے مغرب اوسط کا والی مقرر کر دیا پھر شیعہ ابویزید کے فتنہ میں مصروف ہو گئے اور محمد بن خزر اور اس کی مغراوہ قوم کے کارنامے کی عظمت قائم ہو گئی اور انہوں نے ۳۳۳ھ میں امویوں کے قائد حمید بن یصل کے ساتھ تاہرت پر چڑھائی کی اور اس کے ساتھ الخیر بن محمد اور اس کے بھائی حمزہ اور اس کے چچا عبد اللہ بن خزر نے بھی چڑھائی کی اور یعلی بن محمد بھی اپنی قوم بنی یفرن سمیت ان کے ساتھ تھا۔

تاہرت پر قبضہ: اور انہوں نے بزورِ قوت تاہرت پر قبضہ کر لیا اور عبداللہ بن بکار کو قتل کر دیا اور حمزہ بن محمد بن خزر جو تاہرت کی جنگوں میں قتل ہو گیا تھا اسکے قتل ہونے کے بعد انہوں نے تاہرت کے قائد میسور الخصی کو قید کر لیا اور محمد بن خزر اور اس کی قوم نے اس سے قبل بھی بسکرہ پر چڑھائی کی تھی اور اسے فتح کر لیا تھا اور زیدان الخصی کو قتل کر دیا تھا۔

اسماعیل: اور جب اسماعیل ابو یزید کے محاصرے سے باہر نکلا تو محمد بن خزر کے خوف کی وجہ سے اپنے پیروکاروں سمیت مغرب چلا گیا کیونکہ اس سے قبل وہ ان کی دعوت کی مخالفت اور ان کے پیروکاروں کو قتل کر چکا تھا پس اس نے اس کی طرف معروف اطاعت کرنے کے پیغام بھیجا اور اسماعیل نے اسے ابو یزید کی تلاش کا اشارہ کیا اور اسے بیس اونٹ مال دینے کا وعدہ کیا۔

معبد بن خزر: اور اس کا بھائی معبد بن خزر ابو یزید کی وفات تک اس کا دوست رہا اور اس کے بعد اسماعیل نے ۳۴۰ھ میں معبد کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور اس کے سر کو قیروان میں نصب کر دیا اور محمد بن خزر اور اس کا بیٹا الخیر ہمیشہ ہی مغرب اوسط پر متغلب اور یعلیٰ بن محمد کے نائب امیر رہے۔

فتوح بن الخیر: اور فتوح بن الخیر تاہرت اور دہران کے مشائخ کے ساتھ ۳۳۰ھ میں الناصر کے پاس گیا تو اس نے انہیں انعام و اکرام دیا اور انہیں ان کی عملداریوں میں واپس کر دیا پھر مغراوہ اور صنہاجہ کے درمیان فتنہ پیدا ہو گیا اور محمد بن الخیر اور اس کا بیٹا خزران کے ساتھ جنگوں میں مشغول ہو گئے اور یعلیٰ بن محمد نے دہران پر متغلب ہو کر اسے برباد کر دیا اور الناصر نے محمد بن یصل کو تلمسان اور اس کے نواح پر حاکم مقرر کر دیا پس محمد بن خزر نے اپنے مدمقابل یعلیٰ بن محمد کی وجہ سے دوبارہ شیعوں کی اطاعت اختیار کر لی اور ۳۴۲ھ میں المعز کے باپ اسماعیل کی وفات کے بعد اس کے پاس گیا تو اس نے اس کا اکرام کیا اور اس نے بھی ان کی مکمل اطاعت کی یہاں تک کہ جوہر کے ساتھ اس کی جنگوں میں شامل ہو کر ۳۴۸ھ ـ ۳۴۷ھ میں مغرب گیا پھر اس کے بعد ۳۵۰ھ میں المعز کے پاس گیا اور قیروان میں فوت ہو گیا اس وقت اس کی عمر سو سال سے زیادہ تھی۔

الناصر المروانی کی وفات: اور اسی سال الناصر المروانی بھی فوت ہو گیا جبکہ مغرب میں شیعہ کی دعوت پھیل چکی تھی اور امویوں کے مددگار بستہ اور طنجہ کے مضافات میں سکڑ گئے تھے۔

الحکم المستنصر: اس کے بعد اس کا بیٹا الحکم المستنصر کھڑا ہوا اور اس نے ازسرِ نو وادی کے کنارے کے ملوک سے مخاطبت کی تو محمد بن الخیر بن خزر نے اسے جواب دیا کیونکہ اس کے باپ الخیر اور دادا محمد کو الناصر کی حکومت میں ایک مقام حاصل تھا نیز حضرت عثمانؓ نے ان کے جد صولات کو جو وصیت کی تھی اس کے مطابق بھی آلِ خزر کو بنی امیہ سے دوستی تھی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پس اس نے شیعوں میں خوب خونریزی کی اور ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور معد نے اپنے ساتھی زیری بن مناد امیر صنہاجہ کے ذریعے اس پر تہمت لگائی تو اس نے اسے زناتہ کے ساتھ جنگ کرنے پر امیر مقرر کر دیا اور اسے کہا کہ وہ ان کے جن مضافات پر قبضہ کرے گا وہ اسی کے لئے مختص ہوں گے اور وہ بھی ۳۶۰ھ میں جنگ کے لئے اکٹھے ہو گئے۔

بلکین بن زیری: پس ان کی تیاری سے قبل بلکین بن زیری نے دمیسہ مقام پر محمد بن الخیر کی مددگار فوجوں سے جنگ کی تو ان میں سے کچھ لوگوں نے بڑی استقامت دکھائی اور ان کے درمیان شدید رن پڑا اور زناتہ شکست کھا گئے اور جب محمد بن

الخیر نے دیکھا کہ اس کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو اس نے فوج سے ایک طرف جا کر خودکشی کر لی اور اس کی قوم پر شکست برقرار رہی اور اتباع کو چھوڑ کر ان نے اس معرکہ میں سترہ امیر پائے اور ہر امیر اپنے فریق کی جانب چلا گیا اور محمد کے بعد مغراوہ میں اس کا بیٹا الخیر حاکم بنا۔

اور بلکلین بن زیری نے خلیفہ کو معد کے ذریعے الزاب اور مسیلہ کے حاکم جعفر بن علی بن حمدون کے خلاف بھڑکایا کہ وہ محمد بن الخیر سے دوستی رکھتا ہے پس جعفر پریشان ہو گیا اور اس نے اس کی جگہ افریقہ کی حکومت کے لئے معد کو بھیج دیا یہاں تک کہ اس نے قاہرہ جانے کا عزم کر لیا پس اس کی پریشانی میں اضافہ ہو گیا اور وہ الخیر بن محمد اور اس کی قوم کے پاس چلا گیا اور انہوں نے صنہاجہ پر چڑھائی کر دی اور انہیں فتح نصیب ہوئی اور زیری بن مناد کو بہت بڑی جماعت نے مارا اور انہوں نے اس کے سر کو بنی خزرن کے سرداروں کے وفد میں جعفر کے بھائی یحییٰ بن علی کے ساتھ قرطبہ بھیجا۔

جعفر بن علی: پھر اس نے جعفر کو زناتہ کے بارے میں شک پڑ گیا اور وہ اپنے بھائی یحییٰ کے پاس چلا گیا اور وہ الحکم کے پاس گئے اور اس نے اسے بلکلین بن زیری کے ساتھ زناتہ کے ساتھ جنگ کرنے پر امیر مقرر کر دیا اور اسے اموال و افواج سے مدد دی اور اسے کہا کہ وہ ان کے جن مضافات پر قبضہ کرے گا وہ اسی کے لئے مختص ہوں گے پس وہ ۳۶۱ھ میں مغرب کی طرف گیا اور ان میں سے برابر کو ترغیب دی اور باغانیہ مسیلہ' الزاب اور بسکرہ کے مضافات خالی ہو گئے اور زناتہ اس کے آگے بھاگ اٹھے اور وہ تاہرت آیا اور اس نے مغرب اوسط سے زناتہ کے آثار مٹا دیئے اور مغرب اقصیٰ کو چلا گیا اور بلکلین نے الخیر بن محمد اور اس کی قوم کا سجلماسہ تک تعاقب کیا اور ان پر حملہ کیا اور انہیں پکڑا اور الخیر بن محمد کو باندھ کر قتل کر دیا اور ان کی فوج کو تتر بتر کر دیا اور مغرب پر قبضہ کر لیا اور واپسی پر مغرب اوسط سے گزرا اور وادی میں زناتہ اور ان کے ساتھی معاصین سے جنگ کی اور اس نے ہر اس شخص سے جو گھوڑے پر سوار ہو سکتا ہے یا گھوڑے کی خبرگیری کر سکتا ہے' امان اٹھا دی اور ان کے خون کی نذر مانی' پس اس نے مغرب اوسط کو زناتہ سے خالی کر دیا اور بلاد مغرب اقصیٰ میں ملویہ کے باوراء علاقے تک گیا یہاں تک کہ بنی یعلی بن محمد تلمسان واپس آ گئے اور اس نے انہیں وہاں کا حاکم بنا دیا' پھر بنو خزرن سجلماسہ اور طرابلس میں اور بنی زیری بن عطیہ کی فاس کی حکومت میں ہلاک ہو گئے جن کا ہم ذکر کرنے والے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

مفراوہ کے طبقۂ اولیٰ میں سے آلِ زیری بن علیہ کے حالات

جو فاس اور اُس کے مضافات کے بادشاہ تھے اور انہیں

مغربِ اقصیٰ میں بھی حکومت و دولت حاصل تھی اس کا آغاز اور گردشِ حالات

یہ زیری اپنے وقت میں آلِ خزر کا امیر اور ان کی بدوی حکومت کا وارث تھا اور اسی نے فاس اور مغرب اقصیٰ میں حکومت کو استوار کیا اور دورِ لمتونہ تک اپنے بیٹوں کو اس کا وارث بنایا۔ جیسا کہ ہم اسے مفصل بیان کریں گے۔ اس کا نام زیری بن عطیہ بن عبدالرحمٰن بن خزر ہے۔ اس کا دادا عبداللہ الناصر کے داعی محمد کا بھائی ہے جو قیروان میں فوت ہو گیا تھا جیسے کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہ چار بھائی تھے محمد اور معبد جسے اسماعیل نے قتل کر دیا تھا اور فلفول جو محمد کا مخالف بن کر شیعہ حکومت کی طرف چلا گیا تھا اور یہ عبداللہ جو اپنی ماں کے نام سے مشہور تھا اور اس کا نام تبادلت تھا۔

اور بعض کہتے ہیں کہ یہ عبداللہ محمد بن خزر کا بیٹا ہے اور اس کا بھائی حمزہ بن محمد تھا۔ جو فتح تاہرت کے وقت میسور کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے مر گیا تھا۔

اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں جب الخیر بن محمد ۳۶۱ھ میں بلکین کے ہاتھوں مارا گیا اور زناتہ مغرب اقصیٰ میں ملویہ کے ماوراء علاقے میں کوچ کر گئے اور تمام مغرب اوسط صنہاجہ کے لئے ہو گیا تو مفراوہ آلِ خزر کے بقیہ لوگوں کے پاس اکٹھے ہو گئے۔

آلِ خزر کے امراء: ان دنوں ان کے امراء محمد بن الخیر مذکور اور مقاتل بن عطیہ بن عبداللہ کے بیٹے مقاتل اور زیری اور خزرون بن فلفول تھے پھر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں بلکین بن زیری کو افریقیہ کی حکومت حاصل ہو گئی اور اس نے ۳۶۹ھ میں مغرب اقصیٰ پر اپنا مشہور حملہ کیا اور بنی خزر کے ملوک زناتہ اور بنی محمد بن صالح اس کے آگے بھاگ اٹھے اور سب سبتہ آ گئے۔

محمد بن الخیر: اور محمد بن الخیر سمندر پار کر کے منصور بن ابی عامر کے پاس فریاد لے کر گیا تو منصور اپنی فوجوں کے ساتھ بنفسِ نفیس ان کو مدد دینے کے لئے نکلا اور جعفر بن علی کو بلکین سے جنگ کرنے پر امیر مقرر کیا اور اس کو سمندر پار کروا دیا اور اسے سو

اونٹ بوجھ مال دیا' پس ملوک زناتہ اس کے پاس جمع ہو گئے اور سبتہ کے میدان میں ان کا رن پڑا اور بلکین' جبل تطاون سے ان کے پاس آیا' پس اس نے دیکھا کہ وہ اس کے مقابلہ کی سکت نہیں رکھتا تو وہ انہیں چھوڑ کر چلا گیا اور اپنے آپ کو برغواطہ کے ساتھ جہاد میں مشغول کر لیا یہاں تک کہ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے' ۳۷۲ھ میں فوت ہو گیا۔

اور جعفر بن علی الحضرۃ میں اپنی جگہ واپس آ گیا اور منصور نے امارت کا بوجھ اٹھانے میں اس سے قرعہ اندازی کی اور مغرب' امارت کو چھوڑ بیٹھا اور منصور نے سبتہ پر کنٹرول کرنے پر اکتفا کیا اور ضہاجہ اور دیگر شیعہ کے حامیوں کا دفاع کرنا ملوک زناتہ کے سپرد کر دیا اور ان کے نیزہ بازوں کو آزمانے کے لئے کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ مغرب میں ادارسہ میں سے حسن بن کنون کھڑا ہو گیا جسے عزیز نزار نے مصر سے' مغرب میں اپنی حکومت واپس لینے کے لئے بھیجا تھا اور بلکین نے ضہاجہ کی فوج کے ساتھ اسے مدد دی اور علی ہلاک ہو گیا تو یہ بات بلکین کو گراں گزری اور حسن نے مغرب میں اپنی حکومت کی طرف دعوت دی اور بدوی بن یعلی بن محمد الیفرنی اور اس کا بھائی زیری اور اس کا عم زاد ابو بید اس' ان لوگوں کے ساتھ جو بنی یفرن میں سے ان کے ساتھ تھے اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ پس منصور نے اپنے عم زاد ابوالحکم عمرو بن عبداللہ بن ابی عامر کو' جس کا لقب عسکلاجہ تھا' اس کے ساتھ جنگ کرنے کو اموال و افواج کے ساتھ بھیجا اس نے سمندر پار کیا تو آل خزر کے ملوک محمد بن الخیر اور عطیہ کے دونوں بیٹے مقاتل اور زیری اور خزرون بن فلفول تمام مغراوہ کے ساتھ اس کے ساتھ آ ملے اور انہوں نے اس کے کام میں اسے مدد دی۔

ابوالحکم بن ابی عامر: اور ابوالحکم بن ابی عامر' انہیں حسن بن کنون کے پاس لے گیا' یہاں تک کہ انہوں نے اسے اطاعت اختیار کرنے پر مجبور کر دیا اور اس نے اپنے لئے امان طلب کی تو عمرو بن ابی عامر نے جو وہ چاہتا ہے اس کے مطابق اس سے عہد کر لیا اور اس نے اسے اپنی قیادت پر قبضہ دے دیا اور اس نے اسے الحضرۃ کی طرف واپس بھیج دیا اور اس نے ابوالحکم بن ابی عامر سے جو عہد شکنی کی اور اس کے بعد اسے قتل کیا اس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

مقاتل اور زیری: اور ملوک زناتہ میں سے عطیہ کے بیٹے مقاتل اور زیری' منصور کی طرف شدید میلان رکھتے تھے اور مروانیہ کی اطاعت کے قیام کے ذمے دار تھے اور بدوی بن یعلی اور اس کی قوم بنو یفرن ان کی اطاعت سے منحرف تھے اور جب ابوالحکم بن ابی عامر مغرب سے واپس آیا تو منصور نے وزیر بن حسن بن احمد بن عبدالودود سلمی کو وہاں کا حاکم مقرر کر دیا اور اس کے ہاتھوں کو رجال و اموال کے منتخب کرنے میں کھلا چھوڑ دیا اور اس نے ۳۷۶ھ میں اسے اس کی عمل داری میں بھیج دیا اور اسے زناتہ میں سے ملوک مغراوہ کے متعلق وصیت کی اور ان میں سے مقاتل اور زیری کو پیغام پہنچایا کہ وہ حسن کے ساتھ مل جائیں اور اس کی اطاعت کریں اور مغرب الاطاعت اور شدید فریب کار بدوی کے متعلق اسے اکسایا' پس وہ اپنی عملداری میں گیا اور فاس میں اترا اور مغرب کے مقامات کو کنٹرول کیا اور ملوک زناتہ اس کے پاس جمع ہو گئے۔

مقاتل کی وفات: اور مقاتل بن عطیہ ۳۷۸ھ میں فوت ہو گیا اور اس کا بھائی زیری بن عطیہ مغراوہ میں سے صحرائی سواروں کی حکومت کے ساتھ الگ ہو گیا اور ابن عبدالودود کے حاکم مغرب کے ساتھ اس کی بہت اچھی دوستی ہو گئی اور وہ اپنی قوم کے ساتھ اس کے پاس چلا گیا اور منصور نے ۳۸۱ھ میں اسے اس کے اعزاز و اکرام کو زیادہ کرنے کے لئے بلایا اور اسے

بدوی بن یعلیٰ کے متعلق اکسایا کیونکہ وہ اس کی اطاعت کی برتری سے حسد کرتا تھا' پس اس نے مغرب پر اپنے بیٹے المعز کو جانشین بنا کر اس کی بات کو قبول کرنے میں سرعت سے کام لیا اور اسے مغرب کی سرحد تلمسان میں اتارا اور فاس کے قرویین کے کنارے پر علی بن محمود بن ابی علی قشوش کو اور اندلسیوں کے کنارے پر عبدالرحمٰن بن عبدالکریم بن ثعلبہ کو حاکم مقرر کیا اور اپنے آگے آگے منصور کو بھیج دیا اور اس کے پاس گیا تو اس نے ساز و سامان اور فوجوں کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور اس کی ملاقات پر جشن کیا اور اس کی خوب مہمان نوازی کی اور اس کے وظیفہ میں اضافہ کر دیا اور وزارت میں اس کے نام کی تعریف کی اور اسے وزارت کی جاگیر دی اور اس کے جوانوں کے نام رجسٹر میں لکھے اور اس نے اس کے ہدیے کی قیمت کے مطابق اس کے ساتھ حسن سلوک کیا اور اسے اور اس کے وفد کو نہایت اعلیٰ انعامات دیئے اور اسے جلد اس کی عملداری میں بھجوا دیا پس وہ مغرب میں اپنی امارت کی طرف لوٹ آیا اور جو کچھ اس کے متعلق گمان کیا گیا تھا اس کے خلاف اس کی چغلی کھائی گئی کہ وہ حسن سلوک اور احسان کا انکاری ہے اور جس وزارت کے لقب کے ساتھ اس کی تعظیم کی گئی ہے وہ اس سے برا مناتا ہے یہاں تک کہ اس نے اپنے ایک نوکر سے جس نے اسے وزیر کہہ کر پکارا تھا' کہا اے بے وقوف کس کا وزیر' خدا کی قسم میں صرف امیر ابن امیر ہوں' اور ابن ابی عامر اور اس کے جھوٹ کے کیا کہنے' خدا کی قسم اگر اندلس میں کوئی مرد ہوتا تو وہ اسے اس کے حال پر نہ رہنے دیتا اور اسے ایک دن ہم سے واسطہ پڑے گا' قسم بخدا میں نے اسے جو ہدیہ دیا ہے اس نے اس کی قیمت گرانے کے لئے مجھے اس کی مزدوری دی ہے پھر اس نے جو کچھ خرچ کیا ہے اس نے مجھے غلطی میں ڈال دیا ہے کہ یہ عزت افزائی کے لئے ہے مگر وہ اسے اس وزارت کی قیمت سمجھتا ہے جس نے اس نے مجھے میرے رتبے سے گرا دیا ہے۔

ابن ابی عامر کے پاس شکایت: اور ابن ابی عامر کے پاس شکایت کی گئی تو اس نے اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں اضافہ کر دیا اور اس کے مدمقابل بدوی بن یعلیٰ الیفرنی کو زناتہ کی حکومت میں بھیجا کہ وہ اسے آنے کی دعوت دے۔ پس اس نے اسے ناروا جواب دیا اور کہا کہ منصور نے کبھی جنگلی گدھوں کو سالوتریوں کی اطاعت کرتے دیکھا ہے اور راستوں کو خراب کرنے لگا اور قبیلوں پر چڑھائی اور عوام میں فساد برپا کرنے لگا پس منصور نے اپنے مغرب کے گورنر حسن بن عبدالودود کو اشارہ کیا کہ اس کے معاہدے کو توڑ دے اور اس کے دشمن زیری بن عطیہ کی مدد کرے پس وہ ۳۸۱ھ میں اس کے لئے اکٹھے ہوئے اور ان سے جنگ کی مگر انہیں شکست ہوئی اور فوج ہلاک ہو گئی اور ان نے وزیر بن عبدالودود کو زخم لگایا جس سے وہ مر گیا منصور کو یہ خبر ملی تو اسے یہ بات گراں گزری اور مغرب کے حالات نے اسے افسردہ کر دیا اور اس نے اسی وقت زیری بن عطیہ کو مغرب کا امیر مقرر کر دیا اور اس کی طرف اپنا عہد لکھا اور اسے مغرب کو کنٹرول کرنے اور سلطان کی فوجوں اور حسن بن عبدالودود کے اصحاب کی مدد کرنے کا حکم دیا پس وہ اس کی ذمہ داریوں سے مطلع ہوا اور اس نے کام کو نہایت احسن طریق پر سرانجام دیا۔

بدوی بن یعلیٰ اور بنی یفرن: اور بدوی بن یعلیٰ اور بنی یفرن کو عظمت حاصل ہو گئی اور انہوں نے زیری بن عطیہ سے سختی کی اور اسے جنگ کی آگ میں جھونک دیا اور ان کی جنگوں میں پانسہ پلٹتا رہا اور فاس کی رعایا ان کے بکثرت باری باری اس پر قبضہ کرنے اور اس پر حملہ کرنے سے اکتا گئی اور اللہ تعالیٰ نے زیری بن عطیہ اور مقرادہ کو ابوالبہار بن زیری بن مناد کی طرف سے مدد بھیجی کیونکہ اس نے اپنے بھتیجے منصور بن بلکین حاکم قیروان کے خلاف بغاوت کر دی تھی اور شیعوں کی دعوت

ترک کرکے مزوانیہ کی طرف آ گیا تھا اور حاکم تاہرت خلوف بن ابی بکر اور اس کے بھائی عطیہ نے بھی اس معاملے میں اس کی پیروی کی کیونکہ ان دونوں اور ابوالبہار کے درمیان رشتہ داری کا تعلق پایا جاتا تھا پس انہوں نے مغرب اوسط کے ان مضافات کو آپس میں تقسیم کر لیا جو الزاب، تشریس اور حمزان کے درمیان پائے جاتے تھے۔

ہشام المؤید کے نام کا خطبہ: اور ان مضافات کے دیگر منابر پر بھی ہشام المؤید کے نام کا خطبہ دینے لگے اور ابوالبہار نے ماوراء البحر سے محمد بن ابی عامر سے بات چیت کی اور اپنے بھتیجے ابوبکر بن حبوس بن زیری کو اس کے اہل بیت کے ایک گروہ اور اس کی قوم کے سرداروں کے ساتھ اس کے پاس بھیجا پس انہوں نے سو قسم کے ریشمی کپڑوں اور غلاموں سے جن کی قیمت دس ہزار درہم تھی اور برتنوں اور زیورات اور پچیس ہزار دنانیر سے حسن کا استقبال کیا اور اسے دعوت دی کہ وہ بدوی بن یعلیٰ کے خلاف زیری بن عطیہ کی مدد کرے اور اس نے مغرب کے ان مضافات کو جو ابلمہ کی جانب تھے ان دونوں کے درمیان تقسیم کر دیا یہاں تک کہ ان دونوں نے فاس شہر کے کناروں کو بھی یکے بعد دیگرے آپس میں تقسیم کر لیا مگر بدوی نے اس کی پرواہ نہ کی اور نہ ہی اسے فتنہ بپا کرنے اور شہر و دیہات پر چڑھائی کرنے سے روکا اور اس نے جماعت کی وحدت کو پراگندہ کر دیا۔

خلوف بن ابوبکر: اور خلوف بن ابوبکر نے منصور کے خلاف بغاوت کر دی اور منصور بن بلکین کی حکومت سے گفتگو کی اور ابوالبہار نے جس باہمی رابطہ کی بناء پر اس کی مدد کرنی تھی اس کے دوران وہ بیمار ہو گیا اور زیری بن عطیہ خلوف بن ابوبکر کے خلاف جو جنگ کرنا چاہتا تھا اس میں وہ پیچھے رہ گیا اور زیری نے رمضان ۳۸۱ھ میں اس پر حملہ کیا اور اسے اور اس کے بہت سے مددگاروں کو قتل کر دیا اور اس کی فوج پر قبضہ کر لیا اور اس کے عام ساتھی اس کے پاس جمع ہو گئے اور عطیہ تنہا ہی صحرا کی طرف بھاگ گیا۔

بدوی کا قتل: پھر اس کے بعد وہ بدوی بن یعلیٰ اور اس کی قوم کے مقابلہ کے لئے تیار ہوا اور ان کے درمیان کئی جنگیں ہوئیں جن میں بدوی کے ساتھی منتشر ہو گئے اور اس نے ان میں سے تقریباً تین ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا اور اس کی چھاؤنی کو لوٹ لیا اور اس کی عورتوں کو قیدی بنا لیا جن میں اس کی ماں اور بہن بھی شامل تھی اور اس کے باقی ماندہ ساتھی زیری کے پاس اکٹھے ہو گئے اور وہ اکیلا ہی صحرا کو بھاگ گیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس کے عم زاد ابویداس بن دوناس نے اسے قتل کر دیا اور منصور کو یکے بعد دیگرے دونوں فتحوں کی خبر پہنچی تو اس نے ان دونوں فتحوں کو بڑی بات خیال کیا۔

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب زیری قاصد کے فرائض انجام دے کر واپس آیا تو اس وقت بدوی قتل ہوا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب منصور نے اسے بلایا اور یہ اس کے پاس گیا تو بدوی نے اس کی مخالفت میں فاس میں جا کر اس پر قبضہ کر لیا اور مغراوہ کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور وہاں پر اپنی حکومت کو مضبوط کر لیا اور جب زیری اپنے قاصدانہ فرائض سرانجام دے کر واپس آیا تو بدوی فاس میں قلعہ بند ہو گیا تو زیری نے اس کے ساتھ جنگ کی اور محاصرہ لمبا ہو گیا اور فریقین کے بہت سے آدمی مر گئے پھر زیری نے بزور قوت فاس میں داخل ہو کر اس پر حملہ کر دیا اور اس کے سر کو دارالخلافہ قرطبہ میں بھیج دیا۔ یہ بات یاد رہے کہ اس خبر کا راوی زیری کے منصور کے پاس جانے اور اس کے بدوی کو قتل کرنے کو

۳۸۳ھ کا واقعہ بتاتا ہے اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا ہوا تھا۔

زیری اور ابوالبہار کی جنگ: پھر زیری اور ابوالبہار صنہاجی کے تعلقات خراب ہو گئے اور دونوں نے ایک دوسرے پر چڑھائی کر دی‘ پس زیری نے اس پر حملہ کیا اور ابوالبہار شکست کھا کر اپنے فرار کو چھپاتے ہوئے سبتہ چلا گیا‘ پس اس نے جلدی سے اپنے کاتب عیسیٰ بن سعید القطاع کو لکھا کہ وہ ایک دستہ فوج لے کر اس سے مقابلہ کرے مگر وہ اس کے ساتھ جنگ کرنے سے پہلو تہی کر گیا اور جراوہ کے قلعہ کی طرف چلا گیا اور اس نے اپنے بھتیجے منصور حاکم قیروان کی جانب ایلچی بھیجے تا کہ اُسے اس بات کی طرف توجہ دلائے کہ جنگ تو ان دونوں کے درمیان ہے پھر وہ اس کے پاس چلا گیا اور اپنی عملداری میں اپنی جگہ پر واپس آ گیا اور اموییوں کی اطاعت کو خیر باد کہہ کر شیعوں کی اطاعت کی طرف لوٹ آیا پس منصور نے زیری بن عطیہ کو مغرب کے مضافات دے دیئے اور اس سے سرحد کے کنٹرول کا مطالبہ کیا اور دعوت کے دفاع میں ملوک مغرب میں سے اس پر اعتماد کیا اور اسے ابوالبہار سے جنگ کرنے کی تاکید کی اور زیری نے قبائل زناتہ کی متعدد اقوام اور بربری فوجوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی اور وہ اس کے آگے بھاگ اٹھا اور قیروان چلا گیا اور زیری نے تلمسان اور ابوالبہار کے بقیہ مضافات پر قبضہ کر لیا اور سوس اقصیٰ اور الزاب کے درمیانی علاقے پر حکومت کرنے لگا۔ پس اس کی حکومت وسیع ہو گئی اور اس کی قوت و شوکت میں اضافہ ہو گیا۔

منصور کو فتح کی اطلاع: اور اس نے منصور کو فتح کے متعلق لکھا اور اس کے ساتھ دو سو گھوڑے اور پچاس تیز رفتار مہاری اونٹ اور لمط کے چمڑے کی ایک ہزار ڈھالیں اور الزاب کی کمانوں اور خوشبو کی ہنڈیوں اور زرافوں اور لمط کی طرح کے صحرائی جانوروں کے بوجھ اور اس کے علاوہ سو اونٹ کھجوریں اور اعلیٰ ریشم کے بہت سے کپڑے بھیجے تو اس نے مغرب کی امارت پر از سر نو اسے مقرر کیا اور اس کے قبیلوں کو فاس کے نواح میں ان کی قیام گاہوں پر اتارا اور مغرب میں زیری کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس نے بنی یفرن کو فاس کے نواح سے نکال کر سلا کی طرف بھیج دیا۔

وجدہ شہر کی حد بندی: اور ۳۸۴ھ میں وجدہ شہر کی حد بندی کی اور اپنی فوجوں اور نوکروں کو وہاں اتارا اور اس پر اپنے رشتہ داروں کو حاکم مقرر کیا اور اپنے ذخیرہ کو یہاں منتقل کیا اور ایک قلعہ تیار کیا اور یہ شہر مغرب اوسط اور مغرب اقصیٰ کی دونوں عملداریوں کی سرحد تھا۔

منصور اور زیری کے درمیان بگاڑ: پھر اس کے اور منصور کے درمیان اس وجہ سے بگاڑ پیدا ہو گیا کہ اس کے متعلق شکایت ہوئی کہ وہ منصور سے بڑھ کر ہشام سے محبت رکھتا ہے تو منصور نے اسے حق تلفی سمجھا اور اس نے بھی اس کی یہ بات نہ مانی تو اس نے اپنے کاتب ابن القطاع کو فوجوں کے ساتھ بھیجا مگر یہ اس کے مقابلہ میں سخت نکلا اور قلعہ حجر النسر کے مالک نے اسے قوت دی تو اس نے اسے الخضرۃ کی طرف واپس بھیج دیا اور منصور نے اس سے حسن سلوک کیا اور اس کا نام ناصح رکھا اور زیری نے علانیہ طور پر ابن ابی عامر سے عداوت کرنا اور اس کے خلاف اکسانا شروع کر دیا اور مؤید کے ساتھی ہونے اور اس کی حق تلفی اور رکاوٹ سے عام طور پر ناراض ہونا شروع کر دیا‘ پس اس نے ابن ابی عامر کے پاس اس سے سخت برتاؤ کیا اور اس سے وزارت کا وظیفہ روک لیا اور اپنے رجسٹر سے اس کا نام مٹا دیا اور اس سے برأت کا اعلان کر دیا اور اپنے غلام واضح کو

مغرب اور زیری بن عطیہ سے جنگ کرنے پر امیر مقرر کیا اور خرچہ کے لئے اسے اموال دیئے اور ہتھیار اور لباس بھی دیئے اور الحضرۃ میں وادی کے کنارے کے جو ملوک موجود تھے ان میں سے ایک گروہ کو اس کے ساتھ بھیجا ان ملوک میں محمد بن الخیر زیری بن خزر اور ان دونوں کا عم زاد بکساس بن سید الناس اور بنی یفرن میں سے ابو بخت بن عبداللہ بن مدین اور ازولجہ میں سے خزرون بن محمد شامل تھا اور فوج کے سرداروں کے ساتھ اسے مضبوط کیا۔

واضح کی روانگی: اور واضح ۳۸۷ھ میں الحضرۃ سے نکلا اور پوری تیاری کے ساتھ چلا اور سمندر کو پار کر کے طنجہ پہنچ گیا اور وادی ردات میں ڈیرے ڈال دیئے اور زیری بن عطیہ بھی اپنی قوم کے ساتھ نکلا اور اس کے سامنے ڈیرہ ڈال دیا اور دونوں تین ماہ تک ٹھہرے رہے اور واضح نے بنی برزال کے جوانوں پر منافقت کا الزام لگایا اور انہیں الحضرۃ کی طرف واپس کر دیا اور منصور کو ان کے خلاف اکسایا تو اس نے انہیں ڈانٹا اور وہ چلے گئے تو اس نے ان سے درگزر کیا اور انہیں کسی اور طرف بھیج دیا۔

اصیل اور نکور پر قبضہ: پھر واضح نے اصیل اور نکور پر قبضہ کر کے ان کا انتظام کیا اور اس کے اور زیری کے درمیان مسلسل جنگیں ہوئیں اور واضح نے اصیلا کے نواح میں زیری کے پڑاؤ پر شب خون مارا اور ابھی وہ غارت گری کر ہی رہے تھے کہ اس نے ان پر حملہ کر دیا اور ابن ابی عامر؛ واضح کے حالات کا جائزہ لینے اور اس کی امداد کرنے کے لئے الحضرۃ سے نکلا پس وہ فوج کی تیاری کے ساتھ چلا اور جزیرہ میں فرصۃ انجاز کے پاس اترا پھر اس نے مظفر کو اپنے بیٹے کی طرف سے اس کے مقام خلافت الزاہرۃ سے بھیجا اور وادی کے کنارے کی طرف چلا گیا۔

اور بڑے بڑے کارندے اور جرنیل اس کے ساتھ تھے۔

منصور کی قرطبہ کو واپسی: اور منصور قرطبہ کی طرف واپس آ گیا اور مغرب میں عبدالملک کی اطلاع نے گھبراہٹ پیدا کر دی اور بربری ملوک میں سے زیری کے عام اصحاب اس کی طرف واپس آ گئے اور اس نے ان پر اس قدر احسان کئے کہ ان کی مثال نہیں ملتی۔

عبدالملک کی طنجہ پر چڑھائی: اور عبدالملک نے طنجہ پر چڑھائی کی اور وہاں پر واضح کے ساتھ مل گیا اور فوج کی خرابیوں کو دور کرنے کے لئے دیر کرنے لگا پس جب اس کی تدبیر مکمل ہو گئی تو اس نے ایسی فوج کے ساتھ مارچ کیا جس کا کوئی ہم پلہ نہ تھا اور زیری نے شوال ۳۸۸ھ میں اس کے ساتھ طنجہ کے مضافات میں وادی منی میں جنگ کی اور ان کے درمیان شدید جنگیں ہوئیں اور ان میں عبدالملک کے اصحاب غمگین ہو گئے اور بڑی ثابت قدم رہا اور ابھی وہ جنگ کے گھمسان میں تھے کہ زیری کے اتباع میں سے ایک لمتوزی نے اسے نیزہ مارا اور اس نے اس جنگ میں فریب کاری کے ساتھ تین بار اس کے سینے میں نیزہ مارا اور ایسا زخم لگایا جس سے اس کی موت واقع نہ ہوئی اور وہ مظفر کی طرف دوڑتا ہوا گیا اور اسے خوشخبری دی تو اس نے اس کی رویت کی بنا پر تکذیب کی پھر اس کے پاس صحیح خبر آئی تو اس نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں صحیح طور پر شکست ہوئی اور اس نے انہیں خوب قتل کیا اور ان کی فوج میں جو کچھ بھی تھا اس پر قبضہ کر لیا۔

زیری کی فاس کو روانگی: اور زیری زخمی ہو کر ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ فاس چلا گیا تو وہاں کے لوگوں نے

زکادث کی اور اسے ان کی عزت دار چیزوں کے ساتھ دور کر دیا تو اس نے انہیں اٹھالیا اور فوجوں کے آگے آگے صحرا کی طرف بھاگ گیا اور اس کی تمام عملداری نے اطاعت اختیار کر لی اور عبدالملک نے فتح کی خبر اپنے باپ کو پہنچائی تو ان کے ہاں ان کا مقام بڑھ گیا اور اس نے اللہ کا شکر ادا کرنے اور اس کے حضور دعا کرنے کا اعلان کیا اور صدقات دیئے اور غلاموں کو آزاد کیا۔

مغرب پر عبدالملک کی حکمرانی: اور اس نے اپنے بیٹے کو لکھا کہ وہ اسے مغرب کا حکمران مقرر کرتا ہے پس اس نے اس کے نواح کی اصلاح کی اور اس کی سرحدوں کو بند کیا اور اس کی جہات میں کارندوں کو بھیجا اور محمد بن عبدالودود کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ تادلا کی طرف بھیجا اور حمید بن یعلی بکناسی کو تجلماسہ کا عامل مقرر کیا پس یہ سب لوگ اپنی اپنی جانب چلے گئے اور انہوں نے اطاعت کا مطالبہ کیا اور اس کے پاس خراج کو لائے اور منصور نے اپنے بیٹے عبدالملک کو جمادی الاول ۳۸۹ھ میں واپس بلایا واضح کو مغرب کا حاکم مقرر کر دیا پس اس نے اس کا انتظام کیا اور وہ اپنی تدبیر پر قائم رہا پھر اسے اسی سال رمضان میں معزول کر کے اس کے بھائی یحییٰ کے بیٹے عبیداللہ کو مقرر کر دیا پھر اس کے بعد اسماعیل بن البوری کو اس کا حاکم مقرر کیا پھر اسے معزول کر کے ابوالاحوص معن بن عبدالعزیز التجیبی کو مقرر کیا یہاں تک کہ منصور کی وفات ہو گئی۔

مظفر بن المعز بن زیری کی واپسی: اور اس نے مظفر بن المعز بن زیری کو اس کی عزلت گاہ مغرب اوسط سے مغرب میں اس کے باپ کی مدد کے لئے بلایا پس وہ فاس میں اترا اور زیری کے حالات میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب وہ اپنی مصیبت اور عبدالملک کے شکست دینے سے خفیف ہو گیا۔ تو صحرا میں اس کے پاس چلا گیا اور اس نے مغراوہ کو شکست دی اور اسے یہ اطلاع بھی ملی کہ صنہاجہ میں بادیس بن منصور کے بارے میں اس کے باپ کے فوت ہو جانے کے بعد اضطراب و اختلاف پایا جاتا ہے اور اس کے چچاؤں نے ماکس بن زیری کے ساتھ اس کے خلاف بغاوت کر دی ہے تو اس نے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے اس وقت اپنی توجہ صنہاجہ کے مضافات کی طرف پھیر دی اور مغرب اوسط میں داخل ہو گیا اور تاہرت میں جنگ کی اور یطوفہ بن بلکین نے اس کا محاصرہ کر لیا اور بادیس قیروان سے اس کی مدد کے لئے نکلا مگر جب وہ طبنہ سے گزرا تو فلفول بن خزرون اس کے لئے رکاوٹ بن گیا اور اسے افریقہ لے گیا اور اسے جنگ میں مصروف کر دیا۔

ابوسعید بن خزرون: اور ابوسعید بن خزرون افریقہ گیا اور منصور نے اسے طبنہ کا حاکم مقرر کیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے پس جب اس نے بغاوت کی تو بادیس اس کے پاس گیا اور حماد بن بلکین صنہاجہ کی افواج کے ساتھ زیری بن عطیہ کی مدافعت کے لئے گیا تو تاہرت کے قریب وادی خیاس میں دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی اور صنہاجہ کو شکست ہوئی اور زیری نے ان کے پڑاؤ پر حاوی ہو کر ان میں سے ہزاروں آدمیوں کو قتل کر دیا اور تاہرت' تلمسان' شلف اور تنس کو فتح کر لیا اور اس نے ان تمام شہروں میں مؤید ہشام اور اس کے بعد اس کے حاجب منصور کی دعوت کو قائم کیا پھر اس نے ان کے ملک کے دار الخلافہ اشیر تک صنہاجہ کا تعاقب کیا اور وہاں قیام کر لیا۔

زاوی بن زیری کا امان طلب کرنا: اور زاوی بن زیری نے اپنے اہل بیت کے اکابر کے ساتھ جو بادیس کے لئے جھگڑا کرتے تھے اور اس سے امان طلب کی تو اس نے اس سے جو مانگا اس نے اسے دے دیا اور اس نے منصور کی رضامندی کی

حاصل کرنے کے لئے یہ بات اسے لکھ بھیجی اور اپنے متعلق شرط لگائی کہ اگر اسے دوبارہ حکمرانی دے دی جائے تو وہ ثابت قدمی اور استقامت دکھائے گا اور اس نے اس سے زادی اور اپنے بھائی علال کے آنے کی اجازت طلب کی تو اس نے ان دونوں کو اجازت دے دی اور وہ دونوں ۳۹۰ھ میں آئے اور ان دونوں کے بھائی ابوالنہار نے بھی اسی قسم کا مطالبہ کیا اور اس نے اپنے ایلچیوں کو بھیجا جو اس کی تقدیم کا ذکر کرنے لگے تو منصور نے اسے ٹال دیا کیونکہ وہ پہلے عہد شکنی کر چکا تھا۔

زیری بن عطیہ کی علالت: اور زیری بن عطیہ اشیر کے محاصرہ میں اپنی جگہ پر بیمار ہو گیا اور وہاں سے بھاگ اٹھا اور واپسی پر ۳۹۱ھ میں فوت ہو گیا۔

المعز بن زیری کی بیعت: اور اس کے بعد آل خزر اور تمام مغراوہ نے اس کے بیٹے المعز بن زیری پر اتفاق کر کے اس کی بیعت کر لی اور اس نے ان پر کنٹرول کر لیا اور صنہاجہ کے ساتھ جنگ کرنے سے باز رہا پھر اس نے منصور کے لئے بخشش طلب کی اور دعوت عامریہ سے منسلک ہو گیا اور ان کے ہاں اس کی حالت بہتر ہو گئی۔

منصور کی وفات: اس دوران میں منصور کی وفات ہو گئی اور المعز نے اپنے بیٹے عبدالملک مظفر سے چاہا کہ وہ اسے دوبارہ اس شرط پر اس کی عملداری میں بھیج دے کہ وہ اس کے پاس مال لے کر آئے گا اور یہ کہ اس کا بیٹا معنصر قرطبہ میں یرغمال ہو گا تو اس نے اس کی بات کو قبول کرتے ہوئے اس کے لئے معاہدہ لکھا اور اسے اپنے وزیر ابوعلی بن خذیم کو دے کر بھیجا جس کا متن یہ تھا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم صلی اللہ علیٰ سیدنا محمد و آلہ

مظفر سیف الدولہ جو امام خلیفہ ہشام المؤید باللہ امیر المومنین اطال اللہ بقاءہ عبدالملک بن منصور بن ابی عامر کی حکومت ہے۔ کی جانب سے فاس اور اہل مغرب کے تمام شہریوں کی طرف سلمھم اللہ

اما بعد! اللہ تعالیٰ تمہاری حالت کو درست فرمائے اور تمہارے نفوس اور ادیان کو محفوظ فرمائے پس سب تعریف اس خدا کے لئے ہے جو غیوب کا جاننے والا اور ذنوب کا بخشنے والا اور قلوب کا پھیرنے والا اور شدید گرفت کرنے والا اور شروع کرنے والا اور لوٹانے والا ہے اور جو چاہے کرنے والا ہے اس کے حکم کو کوئی ٹالنے والا نہیں اور نہ اس کے حکم کو کوئی پیچھے کرنے والا ہے بلکہ حکومت اور امر اسی کے لئے ہے اور خیر و شر اسی کے ہاتھ میں ہے۔

و صلی اللہ علی سیدنا محمد سید المرسلین و علی آلہ و الطیبین و جمیع الانبیاء و المرسلین و السلام علیکم اجمعین

اللہ تعالیٰ نے المعز بن زیری کو عزت دی ہے اور اس کے ایلچی اور خطوط پے درپے ہماری طرف خوشی و مسرت اور خطاؤں سے استغفار کرتے ہوئے آئے ہیں جنہیں اس کی توبہ کی نیکیوں نے مٹا دیا ہے اور توبہ گناہ کو مٹا دیتی ہے اور استغفار عیب سے بچانے والا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کی اجازت دیتا ہے تو اسے آسان فرما دیتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اس میں تمہاری بھلائی ہو اور اس نے اطاعت کو شعار بنانے اور راہ پر قائم رہنے اور استقامت کا اعتقاد رکھنے اور اچھی مدد کرنے اور کم خرچ کرنے کا وعدہ فرمایا ہے پس ہم نے اسے تم سے پہلے لوگوں پر بھی اسے حاکم مقرر کیا تھا اور اسے

تاکید کی تھی کہ وہ تم میں عدل وانصاف کرے اور تم سے ظالمانہ اعمال کو دور کردے اور تمہارے راستوں کو آباد کرنے اور حدود اللہ کے سوا تمہارے محسن کی بات کو قبول کرے اور تمہارے خطا کار سے درگزر کرے۔

اور ہم نے اس بات پر خدا تعالیٰ کو گواہ بنایا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کافی گواہ ہے اور ہم نے وزیر ابوعلی بن حذیم کو جسے اللہ نے عزت دی ہے اور وہ ہمارے ثقہ آدمیوں اور سرداروں میں سے ہے بھیجا ہے کہ وہ اس کے کام کو سنبھالے اور اس بارے میں پختہ عہد لے اور ہم نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ آپ لوگوں کو اس میں شامل کرلے اور ہم تمہارے معاملے میں فکر مند ہیں اور تمہارے احوال کو دیکھ رہے ہیں کہ وہ ادنیٰ کے حق میں اعلیٰ کے خلاف فیصلہ کرے اور تمہارے بارے میں کسی ادنیٰ چیز سے راضی نہ ہو پس اس بات پر اعتماد رکھو اور تسلی پاؤ اور قاضی ابوعبداللہ اپنے احکام نافذ کرے ان کی پشت ہمارے ساتھ بندھی ہوئی ہے اور اس کی حکومت ہماری حکومت کے ساتھ پیوست ہے اور اللہ کے بارے میں اسے کسی ملامت گر کی ملامت قابو نہ کرے' جب ہم نے اسے والی مقرر کیا ہے تو ہمارا اس کے متعلق یہی ظن ہے اور جب ہم نے اسے قاضی مقرر کیا ہے تو اس کے متعلق یہی اُمید ہے واللہ المستعان وعلیہ التکلان لا الہ الا ھو اور ہماری طرف سے آپ لوگوں کو بہت بہت سلام پہنچے''۔

جب المعز بن زیری کے پاس مظفر کا خط پہنچا جس میں ضلع سجلماسہ کے سواد مغرب پر اس کی حکمرانی کا عہد تھا تو منصور کے غلام واضح نے مغرب میں اپنی حکمرانی کے دور میں واندین بن خزرون بن فلفول سے سجلماسہ کا عہد کیا تھا جیسا کہ ہم بیان کریں گے پس وہ المعز کی اس ولایت میں شامل نہ تھا پس جب اسے مظفر کا عہد ملا تو اس نے اس کے انتشار کو کنٹرول کیا اور اس کی قوت دوبارہ اس کے پاس لوٹ آئی اور اس نے مغرب کے تمام اضلاع میں اپنے کارندے پھیلا دیئے اور اس کے خراج کو جمع کیا اور ہمیشہ اس کی رعایا کی اطاعت مرتب ومنظم رہی۔

المعز کی شکست: اور جب اندلس میں جماعت میں افتراق پیدا ہو گیا اور خلافت کے نشانات مٹ گئے اور طوائف الملوکی پھیل گئی تو المعز از سر نو سجلماسہ پر غلبہ پانے اور اسے بنی واندین بن خزرون کے ہاتھوں سے چھیننے لگا پس اس نے اس کا ارادہ کیا اور ۴۰۷ھ میں اس کی طرف گیا اور وہ بھی اپنی فوجوں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں آئے اور انہوں نے اسے شکست دی تو یہ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ واپس آ گیا اور اپنی حکومت کے بارے میں مضطرب ہی رہا یہاں تک کہ ۴۱۷ھ میں مر گیا۔

حمامہ بن المعز: اور اس کے بعد اس کا عم زاد حمامہ بن المعز بن عطیہ والی بنا مگر وہ اس کا بیٹا نہیں تھا جیسا کہ بعض مؤرخین کا خیال ہے بلکہ یہ صرف ناموں کا اتفاق ہے جس نے یہ غلطی پیدا کی ہے پس اس حمامہ نے ان کی عملداری پر قبضہ کر لیا اور اس کی حکومت مضبوط ہوگئی اور علماء اور امراء نے اس کا قصد کیا اور وفود اس کے پاس آئے اور شعراء نے اس کی مدح کی۔

ابوالکمال تمیم بن زیری کا فاس پر قبضہ: پھر ابوالکمال تمیم بن زیری بن یعلی الیفرنی نے ۴۲۴ھ میں بنی بدوی بن یعلی سے حکومت چھین لی جو سلا کے نواح پر متغلب تھے اور اس نے بنی یفرن کے قبائل اور زناتہ کے جو لوگ ان کے ساتھ آ ملے تھے ان کے ساتھ فاس پر چڑھائی کی اور حمامہ' مغراوہ اور ان کے ہواخواہوں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا اور ان کے درمیان شدید جنگیں ہوئیں جنہوں نے حمامہ کی شکست کا پردہ چاک کر دیا اور مغراوہ میں سے بہت سے آدمی مر گئے اور تمیم'

فاس اور مغرب کے مضافات پر قابض ہو گیا اور جب وہ فاس میں داخل ہوا تو اس نے یہود کو لوٹا اور ان کی عورتوں کو قید کر لیا اور ان کی آسودگی کا خاتمہ کر دیا اور حمامہ دجدہ چلا گیا اور وہاں سے مدیونہ اور ملویہ کے ٹیلوں پر رہنے والے مغرادہ کے پاس چلا گیا اور فاس پر چڑھائی کر کے ۴۲۹ھ میں اس میں داخل ہو گیا اور تمیم سلا میں اپنے دارالامارت میں آ گیا اور حمامہ نے مغرب کی حکومت میں قیام کیا اور ۴۳۰ھ میں القائد بن حماد صاحب القلعہ نے ضہاجہ کی فوجوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی اور وہ بھی اس کے ساتھ جنگ کرنے کی نیت سے نکلا اور القائد نے زناتہ میں اپنے عطیات پھیلا دیئے اور انہیں ان کے حکمران حمامہ کے خلاف غلام بنا لیا اور وہ ان کے ساتھ جنگ کرنے سے کترا گیا اور جب اس نے اس کی اطاعت اور فرماں برداری اختیار کر لی تو القائد اسے چھوڑ کر واپس آ گیا اور وہ فاس لوٹ آیا اور ۴۳۱ھ میں فوت ہو گیا۔

<u>ابو العطاف کا فاس پر قبضہ</u>: اور اس کے بعد اس کا بیٹا دوناس حکمران بنا جس کی کنیت ابو العطاف تھی اور اس نے فاس پر اور اپنے باپ کی بقیہ عملداری پر قبضہ کر لیا اور اس کی حکومت کے آغاز میں اس کے عم زاد حماد بن معنصر بن المعز نے اس کے خلاف بغاوت کی اور اس نے اس کے ساتھ بہت جنگیں کیں اور حماد کی فوجیں بھی بکثرت ہو گئیں اور دوناس نے مضافات پر قبضہ کر لیا اور اسے فاس شہر میں بند کر دیا اور دوناس نے اپنے درے خندق کھود لی جو حماد کی باڑ کے نام سے مشہور ہے اور حماد نے قرویین کے کنارے سے وادی کو جانے والی روک دی یہاں تک کہ وہ اس کے محاصرہ ہی میں ۴۳۵ھ میں فوت ہو گیا اور دوناس کی حکومت قائم ہو گئی اور اس کا زمانہ لمبا ہو گیا اور ملک میں آبادی زیادہ ہو گئی اور اس نے کارخانے بنانے اور باڑوں کی فصیلوں کے بنانے میں بڑے مبالغہ سے کام لیا اور وہاں پر حمام اور ہوٹل بنائے اور اس کی آبادی بڑھ گئی اور سامان کے ساتھ تاجر وہاں آنے لگے۔

<u>دوناس کی وفات</u>: اور ۴۵۱ھ میں دوناس کی وفات ہو گئی اور اس کے بعد اس کا بیٹا الفتوح حکمران بنا اور وہ اندلس کے کنارے پر اترا اور اس کے چھوٹے بھائی عجیہ نے حکومت کے معاملے میں اس سے کشاکش کی اور قرویین کے کنارے پر قلعہ بند ہو گیا اور ان دونوں کے افتراق سے ان کی حکومت منتشر ہو گئی اور ان دونوں کے درمیان جنگ کا پانسہ پلٹتا رہتا تھا اور اس زمانے میں میدان کارزار وہاں تھا جہاں باب الفقبہ قرویین کے کنارے میں پہنچتا تھا اور الفتوح نے اندلس کے کنارے کا دروازہ بنایا اور اب تک اس کا یہی نام ہے۔

<u>باب الجیسہ</u>: اور عجیسہ نے باب الجیسہ کی حد بندی کی اور اب تک اس کا یہی نام ہے اور عین کا حرف کثرت استعمال کی وجہ سے حذف ہو گیا ہے اور وہ اسی حالت پر قائم رہے یہاں تک کہ فتوح نے ۴۵۳ھ میں اپنے بھائی عجیسہ اور اس کے گھرانے سے غداری کی اور اس پر قابو پا کر اسے قتل کر دیا۔

<u>مرابطین لمتونہ</u>: اور اس کے بعد لمتونہ کے مرابطین مغرب پر اچانک حملہ آور ہو گئے اور الفتوح ان کے اموال کے انجام سے ڈر گیا پس وہ فاس سے بھاگ گیا اور صاحب القلعہ بلکین بن محمد بن حماد نے ۴۵۴ھ میں مغرب پر چڑھائی کی اور فاس میں داخل ہو گیا اور ان کے اشراف و اکابر کو اطاعت پر یرغمال بنا لیا اور اپنے قلعہ کو واپس آ گیا۔

<u>معنصر بن حماد</u>: اور الفتوح کے بعد معنصر بن حماد معنصر مغرب کا حکمران بنا اور لمتونہ کے ساتھ جنگوں میں مصروف ہو گیا اور

اس نے ۴۵۵ھ میں ان کے خلاف مشہور جنگ کی اور ضریہ چلا گیا۔

یوسف بن تاشفین: اور یوسف بن تاشفین اور مرابطین نے فاس پر قبضہ کر لیا اور اس نے فاس پر اپنا قائم مقام گورنر مقرر کیا اور غمارہ کی طرف چلا گیا اور معنصر نے اس کے خلاف فاس جا کر اس پر قبضہ کر لیا اور گورنر اور اس کے ساتھ لمتونہ کو قتل کر دیا اور ان کو جلا کر اور صلیب دے کر عذاب دیا پھر اس نے مکناسہ شہر کے حکمران مہدی بن یوسف الکزنائی پر چڑھائی کی اور وہ مرابطین کی دعوت میں شامل ہو چکا تھا پس اس نے اسے شکست دے کر قتل کر دیا اور اس کے سر کو حاکم سبتہ سکوت البرغواطی کے پاس بھیج دیا اور یوسف بن تاشفین کو اطلاع ملی تو اس نے فاس کے محاصرہ کے لئے مرابطین کی فوجیں بھیجیں تو انہوں نے اس کی ناکہ بندی کر دی اور رسد روک دی یہاں تک کہ محاصرہ نے فاس کے باشندوں کو تنگ کر دیا اور انہیں بھوک نے آن لیا اور معنصر ایک میدان میں مقابلہ کو نکلا مگر شکست کھائی اور ۴۶۰ھ کی اس جنگ میں کام آیا۔

تمیم بن معنصر: اور اس کے بعد اہل فاس نے اس کے بیٹے تمیم بن معنصر کی بیعت کر لی پس اس کا دور جنگ محاصرے بھوک اور گرانی کا دور تھا اور یوسف بن تاشفین نے بلادِ غمارہ کو فتح کر کے ان سے اعراض کیا اور جب ۴۶۲ھ کا سال آیا اور وہ غمارہ کی فتح سے فارغ ہوا تو اس نے فاس آ کر کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر اس نے اس میں بزورِ قوت داخل ہو کر تقریباً تین ہزار مغراوہ، بنی یفرن، مکناسہ اور قبائل زناتہ کو قتل کر دیا اور ان میں تمیم بھی مارا گیا یہاں تک کہ انہیں فرداً فرداً دفنانا بھی مشکل ہو گیا پس ان کے لئے خندقیں بنائی گئیں اور انہیں جماعتوں کی صورت میں قبروں میں ڈالا گیا اور ان میں سے جو قتل سے بچ گیا وہ تلمسان چلا گیا اور یوسف بن تاشفین نے ان فصیلوں کو گرانے کا حکم دے دیا جو دونوں کناروں کو جدا کرتی تھیں اور ان دونوں کو ایک شہر پناہ بنا دیا اور ان کے اردگرد ایک ہی فصیل بنا دی اور فاس سے مغراوہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

والبقاء للّٰہ سبحانہ و تعالیٰ

تمیم بن معتصر بن حماد بن معتصر بن المعز بن زیری بن عطیہ بن عبد اللہ بن خزر

جسے القدید بن حماد صاحب القلعہ نے والی مقرر کیا تھا

منصور بن المعال

المعتصم

الفتوح بن دوناس بن المعز

عطیہ

فصل

مفرادہ کے طبقہ اولیٰ میں سے ملوک سجلماسہ بنی خزرون کے حالات اور ان کی حکومت کا آغاز وانجام

خزرون بن فلفول: خزرون بن فلفول کے امراء اور بنی خزر کے اعیان میں سے تھا اور جب بلکین بن زیری نے مغرب اوسط میں ان پر غلبہ پایا تو یہ مغرب اقصیٰ میں ملویہ کے پچھلے علاقے میں آ گئے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں بنو خزر دعوت مروانیہ کے اطاعت گزار تھے اور منصور بن ابی عامر جو المؤید کی حکومت کا قائم کرنے والا ہے اس نے اپنی حجابت کے آغاز میں حکومت کے آدمیوں اور سرکردہ جرنیلوں اور فوج کے طبقات کے ذریعے کنارے کے احوال میں سے صرف سبتہ پر کنٹرول کیا اور جو کچھ علاقہ اس سے ماوراء تھا اسے مفرادہ بنی یفرن اور مکناسہ کے امرائے زناتہ کے سپرد کر دیا اور اس نے اس کے ضلع اور اس کی سرحدوں کے کنٹرول کرنے پر اکتفا کیا اور ان کی بخشش سے ان کی دیکھ بھال کی اور ان پر احسانات کئے اور وہ کئی قسم کی قربانیوں سے اس کے قریب ہو گئے۔

اور ان دونوں خزرون بن فلفول نے سجلماسہ پر چڑھائی کی جہاں پر آل مدرار کی اولاد میں سے المعتز موجود تھا جہاں پر اس کا بھائی المنتصر مغرب سے جوہر کے واپس آنے کے بعد کود پڑا اور اس نے ان کے امیر شاکر اللہ محمد بن فتح پر کامیابی حاصل کر لی پس اس کے بعد ان کی اولاد سے میں المنتصر نے سجلماسہ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا پھر اس کے بھائی ابو محمد نے ۳۵۳ھ میں اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور سجلماسہ کی حکومت سنبھال لی اور دوبارہ وہاں بنی مدرار کی حکومت قائم کر دی اور المعتز باللہ کا لقب اختیار کر لیا پس ۳۶۷ھ میں خزرون بن فلفول نے مفرادہ کی فوج کے ساتھ اس پر چڑھائی کی تو المعتز اس کے مقابلہ میں نکلا تو خزرون نے اسے شکست دی اور سجلماسہ کے شہر پر قبضہ کر لیا اور ہمیشہ کے لئے وہاں سے آل مدرار اور خوارج کی حکومت کا خاتمہ کر دیا اور وہاں پر المؤید ہشام کی دعوت کو قائم کیا۔

مغراویوں کی پہلی حکومت: یہ مغراویوں کی پہلی حکومت تھی جو اس خطے میں قائم کی گئی اور اس نے المعتز کا مال اور ہتھیار سے انہیں اس نے روک لیا اور ہشام کی طرف فتح کا خط لکھا اور المعتز کا سر اس کے پاس بھیجا جسے اس نے اپنے دارالخلافہ کے دروازے پر نصب کر دیا اور محمد بن ابی عامر کے ساتھیوں اور اس کے نصیب پر اس فتح کا اثر دریافت کیا اور اس نے سجلماسہ پر خزرون اور اس کے بعد اس کے بیٹے وانودین کو امیر مقرر کیا۔

زیری بن مناد: پھر ۳۶۹ھ میں زیری بن مناد نے مغرب اقصیٰ پر چڑھائی کی اور زناتہ اس کے آگے بھاگ کر سبتہ چلے گئے اور اس نے مضافات مغرب پر قبضہ کر لیا اور ان پر اپنی طرف سے حاکم مقرر کیا اور سبتہ کا محاصرہ کر لیا پھر وہاں سے چلا گیا اور برغواطہ کے ساتھ جہاد میں مصروف ہو گیا۔

دانودین بن خزرون کی غارت گری: اور اسے اطلاع ملی کہ دانودین بن خزرون نے سجلماسہ کے نواح پر غارت گری کی ہے اور اس میں بزورقوت داخل ہوگیا ہے اور اس کے گورنر اور اموال اور ذخائر کو قابو کرلیا ہے پس وہ ۳۹۳ھ میں اس کی طرف آیا اور وہاں سے نکلا تو راستے ہی میں مرگیا اور دانودین بن خزرون سجلماسہ کی طرف واپس آ گیا اس دوران میں زیری بن عطیہ بن عبداللہ بن خزر نے مغرب پر قبضہ کرلیا اور ہشام کے عہد میں فاس پر قابض ہوگیا پھر آخر میں اس نے منصور کے خلاف بغاوت کردی اور اس نے اپنے بیٹے عبدالملک کو ۳۸۸ھ میں فوجوں کے ساتھ کنارے کی طرف بھیجا پس بنی خزر نے اس پر قبضہ کرلیا اور عبدالملک فاس میں اترا اور اس نے سرحدوں کو بند کرنے اور ٹیکس کو اکٹھا کرنے کے لئے مغرب کے بقیہ نواح میں کارندے بھیجے اور سجلماسہ پر حمید بن یصل مکناسی کو حاکم مقرر کیا جو شیعہ مددگاروں میں سے ان کے پاس آ گیا تھا اس نے اسے اس وقت سجلماسہ کا حاکم مقرر کیا جب بنوخزرون وہاں سے بھاگ گئے تھے۔ پس اس نے سجلماسہ پر قبضہ کرلیا اور اس میں دعوت کو قائم کیا اور جب عبدالملک کنارے کی طرف واپس آیا اور اس نے واضح کو اس کی عملداری فاس میں واپس بھیجا تو بہت سے بنی خزر نے اس سے امان طلب کی۔

دانودین کا امان طلب کرنا: جن میں حاکم سجلماسہ دانودین بن خزرون اور اس کا عم زاد فلفول بن سعید بھی شامل تھا تو اس نے انہیں امان دے دی پھر دانودین اور فلفول بن سعید کے مقررہ مال' متعدد گھوڑے اور ڈھالوں کی ذمہ داری قبول کر کے کہ وہ ہر سال اسے ان کی ادائیگی کیا کریں گے اپنی عملداری سجلماسہ میں واپس آ گیا اور اس بارے میں ان دونوں نے اپنے بیٹوں کو یرغمال رکھا پس واضح نے ان دونوں کو حاکم مقرر کردیا اور اس کے بعد ۳۹۰ھ کے آغاز میں دانودین سجلماسہ کی حکومت کا بلاشرکت غیرے حاکم بن بیٹھا اور وہاں اس نے دعوت مروانیہ کو قائم کیا۔

المعز بن زیری کی مغرب کو واپسی: اور ۳۹۶ھ میں مظفر بن ابی عامر کے عہد میں المعز بن زیری مغرب کی حکومت کی طرف واپس آ گیا اور اس نے دانودین کے مقام کی وجہ سے سجلماسہ کے معاملے کو مستثنیٰ کردیا اور جب قرطبہ میں خلافت میں ابتری پھیل گئی اور طوائف الملوکی کا دور دورہ ہوگیا اور انصار و ثغور کے امراء اور مضافات کے حکمرانوں کے قبضہ میں جو کچھ تھا انہوں نے اسے اپنے لئے مخصوص کرلیا تو دانودین نے سجلماسہ کے مضافات کو اپنے لئے مخصوص کرلیا اور درعہ کی عملداری پر قبضہ کرکے اسے اپنے ساتھ ملالیا اور ۴۰۷ھ میں المعز بن زیری حاکم فاس مغراوہ کی فوجوں کے ساتھ ان مضافات کو دانودین کے قبضہ سے چھیننے کے ارادہ سے گیا پس وہ بھی اپنی فوجوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا اور انہوں نے اسے شکست دی جس سے المعز کی حکومت زوال پذیر ہوگئی اور وہ فوت ہوگیا اور دانودین کی حکومت مضبوط ہوگئی اور اس نے فاس کے مضافات میں سے صبرون اور ہلویہ کے تمام محلات پر قبضہ کرلیا اور اپنے گھرانے کے لوگوں کو ان پر والی مقرر کیا' پھر وہ فوت ہوگیا۔

مسعود بن دانودین: اور اس کے بعد اس کے بیٹے مسعود بن دانودین نے اس کی حکومت سنبھالی مگر مجھے اس کی حکمرانی اور اس کے باپ کی وفات کی تاریخ معلوم نہیں ہوسکی۔

عبداللہ بن یاسین: اور جب عبداللہ بن یاسین غالب آیا اور لمتونہ مسوفہ اور بقیہ ملثمین کے مرابطین اس کے پاس جمع ہو

گئے اور انہوں نے ۴۴۵ھ میں درعہ سے اپنی جنگ کا آغاز کیا اور مسعود بن وانودین کی رکھ میں جو اونٹ موجود تھے انہیں لوٹ کر لے گئے اور جیسا کہ ہم نے لمتونہ کے حالات میں بیان کیا ہے کہ وہ قتل ہو گیا پھر انہوں نے دوبارہ سجلماسہ سے جنگ کی اور آئندہ سال اس میں داخل ہو گئے اور مغراوہ کی جماعت کے جو لوگ وہاں موجود تھے انہیں قتل کر دیا پھر اس کے بعد انہوں نے مغرب کے مضافات بلاد سوس اور جبال مصامدہ کا رُخ کیا اور ۴۵۵ھ میں صفردی کو فتح کر لیا اور وانودین کی اولاد اور مغراوہ کے باقی ماندہ لوگوں کو جو وہاں موجود تھے قتل کر دیا' پھر ۴۶۳ھ میں انہوں نے ملویہ کے قلعوں کو فتح کیا اور بنی وانودین کی حکومت یوں ختم ہو گئی گویا کبھی موجود ہی نہ تھی۔

مسعود بن وانودین بن خزرون بن فلفول بن خزر

— اسے عبداللہ بن یاسین اور مرابطین نے قتل کیا

— اس نے المعتز بن محمد بن مزار کے ہاتھ سے سجلماسہ کو حاصل کیا اور ہشام المؤید نے اسے وہاں کا امیر مقرر کیا

فلفول بن سعید —

فصل

طبقہ اولیٰ میں سے بنی خزرون بن فلفول کے ملوکِ طرابلس کے حالات اوران کا آغاز اور گردشِ احوال

مغراوہ اور بنوخزران کے بادشاہ تھے جو بلکین کے آگے مغرب اقصیٰ آ گئے تھے پھر اس نے ۳۶۹ھ میں اپنے مشہور حملے میں ان کا تعاقب کیا اور انہیں سبتہ کے ساحل پر روک دیا یہاں تک کہ انہوں نے اپنے فریادی کو منصور کے پاس بھیجا اور وہ ان کے حالات کو دیکھنے کے لئے جزیرہ میں ان کے پاس آیا اور انہیں جعفر بن یحییٰ اور ملوک بربروزناتہ میں سے جو لوگ اس کے ساتھ تھے ان کے ساتھ ان کی مدد کی تو یہ بلکین پر بھاری ہو گئے اور وہ واپس آ گیا اور مغرب کے مضافات کا جائزہ لینے لگا اور واپسی کے دوران ۳۷۳ھ میں فوت ہو گیا اور مغراوہ اور بنو لیفرن کے قبائل .... کو جو مقام اس کے ہاں حاصل تھا اس پر واپس آ گئے۔

حسن بن عبدالودود: اور منصور نے ۳۷۶ھ میں وزیر حسن بن عبدالودود کو مغرب کا گورنر مقرر کر کے بھیجا اور عطیہ بن عبداللہ بن خزر کے دونوں بیٹوں مقاتل اور زیری کو مزید اعزاز سے مختص کیا' اس بات سے ان دونوں گھرانوں میں سے جو لوگ ان کے ہمسر تھے انہیں بڑی غیرت آ گئی۔

سعید بن خزر بن فلفول: پس سعید بن خزر بن فلفول بن خزر ۳۷۷ھ میں امویوں کی اطاعت سے منحرف ہو کر صنہاجہ کی طرف چلا گیا اور ایک جنگ سے واپسی پر منصور بن بلکین سے اشیر میں ملا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اس کا غایت درجہ احترام کیا اور اسے ۳۸۱ھ میں طبنہ کی عملداری پر حاکم مقرر کر دیا اور اس کی ملاقات کو گیا اور اس کی آمد اور اعزاز میں ایک جشن کیا اور قیروان میں اسے موت آ گئی اور وہ اسی سال میں فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا فلفول اس کی عملداری سے قاصد بن کر آیا تو اس نے اسے اس کی باپ کی عملداری پر امیر مقرر کر دیا اور اسے خلعت عطا کیا اور اپنی بیٹی اسے بیاہ دی اور اسے تیس اونٹ مال اور تیس تخت کپڑے دیئے اور اسے بوجھل زینوں والی سواریاں پیش کیں اور اسے دس سنہری جھنڈے دیئے اور وہ اپنی عملداری کی طرف واپس آ گیا اور ۳۸۵ھ میں منصور بن بلکین کی وفات ہو گئی اور اس کا بیٹا بادیس حکمران بنا تو اس نے فلفول کو اس کی عملداری طبنہ پر امیر مقرر کر دیا۔

اور جب زیری بن عطیہ نے منصور بن ابی عامر کے خلاف بغاوت کی اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نے اپنے بیٹے مظفر کو اس کی طرف بھیجا اور اس نے مغرب کے مضافات میں اس پر غلبہ پا لیا تو زیری جنگل کو چلا گیا پھر اس نے مغرب اوسط کو للکارا اور صنہاجہ کی سرحدوں سے جنگ کی اور تیہرت کا محاصرہ کر لیا جہاں پر یطوفت بن بلکین موجود تھا اور حماد بن بلکین نے اشیر سے تلکاتہ کی فوجوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی اور محمد بن ابی العرب قائد بادیس کو قیروان میں سے صنہاجہ کی

فوجوں کے ساتھ یطوفت کی مدد کے لئے بھیجا اور وہ فلفول کی طرف بڑھا جو اشیر ان میں ان کے ساتھ تھا اور زیری بن عطیہ نے ان سے جنگ کر کے ان کی فوج کو منتشر کر دیا اور ان کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا اور افریقہ کو جنگ نے پریشان کر دیا اور اس کے نواح میں جو زناتہ قبائل رہتے تھے ان کے لئے صنہاجہ اجنبی بن گئے۔

بادیس بن منصور: اور بادیس بن منصور رقادہ سے فوجوں کے ساتھ مغرب کی طرف گیا اور جب وہ طبنہ سے گزرا تو فلفول بن سعید بن خزرون اسے ملا تا کہ وہ اپنی جنگ میں اس سے مدد مانگے تو اُسے شک پڑ گیا اور اس نے مدد لینے سے معذرت کر دی اور اس نے سلطان کے آنے تک تجدید عہد کا مطالبہ کیا تو اس نے اس کی حاجت پوری کر دی پس اس کے اور اس کے مفرادہ ساتھیوں کا شک پختہ ہو گیا تو وہ طبنہ کو چھوڑ کر چل دیئے اور جب بادیس دور چلا گیا تو فلفول نے واپس آ کر اس کی جہات میں فساد برپا کر دیا پھر اس نے تجن میں بھی یہی کیا پھر باغام کا محاصرہ کر لیا اور بادیس اشیر پہنچ گیا اور زیری بن عطیہ مغرب کے صحرا کی طرف بھاگ گیا اور جب بادیس نے تاہرت اور اشیر پر اپنے چچا یطوفت بن بلکین کو حاکم مقرر کیا تو اس نے دوبارہ بادیس پر حملہ کیا اور مسیلہ تک پہنچ گیا اور اسے اطلاع ملی کہ اس کے چچا ماکس زادی نے خرم اور مقیلین نے بغاوت کر دی ہے تو ابو البہار ڈر گیا اور انہیں ساتھ لے کر اس کے پڑاؤ میں چلا گیا اور بادیس نے ان کے پیچھے اپنے چچا حماد بن بلکین کو بھیجا اور فوجوں کو فلفول بن سعید کی جانب بھیجنے کے بعد خود بھی اس کی طرف کوچ کر گیا جب کہ وہ باغانیہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا پس اس نے انہیں شکست دی اور ان کے سالار ابو اسمٰعیل کو قتل کر دیا پھر اسے بادیس کے پہنچنے کی اطلاع ملی تو وہاں سے بھاگ گیا اور بادیس نے مرماجنہ تک اس کا تعاقب کیا تو دونوں کے درمیان جنگ ہوئی اور فلفول کے پاس زناتہ اور بربر کے قبائل جمع تھے لیکن وہ جنگ میں ثابت قدم نہ رہے اور اسے چھوڑ کر الگ ہو گئے اور وہ شکست کھا کر جبل حناش کو چلا گیا اور قیطون میں اترا اور بادیس نے قیروان کی طرف فتح کا خط لکھا تو جھوٹی خبروں نے ان کو قابو کیا ہوا تھا اور وہاں کے بہت سے باشندے مہدیہ کی طرف بھاگ گئے تھے اور انہوں نے راستے بنانے شروع کر دیئے کیونکہ جب فلفول بن سعید نے ابو اسمٰعیل کو قتل کیا اور صنہاجہ کی فوجوں کو شکست دی تو انہیں فلفول سے یہی توقع تھی' یہ ۳۸۹ھ کے آخر کا واقعہ ہے۔

بادیس کی قیروان کو واپسی: اور بادیس' قیروان واپس آ گیا پھر اسے اطلاع ملی کہ زیری کی اولاد فلفول بن سعید کے پاس اکٹھی ہو گئی ہے اور انہوں نے اس سے معاہدہ کر لیا ہے اور اس نے اکٹھے ہو کر تبہ کا محاصرہ کر لیا ہے پس بادیس ان کے مقابلہ کے لئے قیروان سے نکلا تو وہ پراگندہ ہو گئے اور ماکس اور اس کے بیٹے حسن کے سوا دوسرے چچا زہری بن عطیہ کے ساتھ جا ملے' ماکس اور حسن' فلفول کے پاس ٹھہرے رہے اور بادیس ۳۹۱ھ میں اس کے پیچھے پیچھے واپس لوٹا اور بسکرہ پہنچ گیا تو فلفول رمال کی طرف بھاگ گیا اور اس فتنہ کے دوران زیری بن عطیہ' اشیر کا محاصرہ کئے رہا پس وہ وہاں سے الگ ہو گیا اور ابو البہار وہاں سے بادیس کی طرف واپس آ گیا اور اس کے ساتھ ہی قیروان لوٹ آیا۔

فلفول بن سعید کا طرابلس پر قبضہ: اور فلفول بن سعید' قابس اور طرابلس کے نواح کی طرف آیا اور وہاں کے زناتہ اس کے پاس جمع ہو گئے اور جیسا کہ ہم بیان کریں گے اس نے طرابلس پر قبضہ کر لیا ان دنوں طرابلس' مصر کی عملداری میں شامل تھا اور معد کے قاہرہ چلے جانے کے بعد وہاں کا گورنر عبداللہ بن مخلف کتامی تھا اور جب معد فوت ہو گیا تو نزار العزیز نے بلکین

نے اسے اپنی عملداری میں شامل کرنا چاہا تو اس نے اس کی مدد کی اور اپنے خاص غلاموں میں سے عقولا بن بکار کو وہاں کا گورنر بنایا جسے ذہ یونہ کی عملداری سے تبدیل کر کے لایا تھا پس وہ وہاں کا گورنر بنا رہا یہاں تک کہ اس نے حاکم مصر کو اطلاع بھیجی کہ وہ الحضرۃ میں دلچسپی رکھتا ہے نیز یہ کہ اس سے طرابلس کی عملداری لے لی جائے اور برجوان صقلی حکومت میں خودمختار تھا اور یانس صقلی کو جو مقام وہاں حاصل تھا اس سے رنجیدہ و مغموم تھا پس اس نے اسے الحضرۃ سے ہٹا کر برقہ کی ولایت دے دی پھر جب حاکم طرابلس عقولہ کی دلچسپی میں پے در پے اضافہ ہونے لگا تو برجوان نے یانس کو وہاں بھیجنے کا مشورہ دیا تو اس نے اسے وہاں کا حاکم مقرر کر دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اپنی عملداری میں چلا آئے پس وہ ۳۹۰ھ میں وہاں پہنچا۔

تمصولہ کا مصر جانا: اور تمصولہ مصر چلا گیا اور بادیس کو بھی اطلاع مل گئی تو اس نے قائد جعفر بن حبیب کو فوجوں کے ساتھ بھیجا کہ وہ اسے مصر جانے سے روکے اور یانس نے اس پر چڑھائی کی مگر شکست کھائی اور قتل ہوا۔

فتوح بن علی: اور اس کا جرنیل فتوح بن علی طرابلس جا کر قلعہ بند ہو گیا اور جعفر بن حبیب نے اس سے جنگ کی اور مدت تک وہاں ٹھہرا رہا اور ابھی وہ اس کا محاصرہ کیے ہوئے تھا کہ اسے قابس کے گورنر یوسف بن عامر کا خط ملا جس میں اس نے بتایا کہ فلفول بن سعید قابس آیا ہوا ہے اور وہ طرابلس آیا ہی چاہتا ہے پس جعفر شہر سے جبل کی جانب کوچ کر گیا اور فلفول بن سعید آ کر اس کی جگہ پر اتر پڑا اور جعفر اور اس کے ساتھیوں کا حال خراب ہو گیا تو وہ پختہ عزم کے ساتھ جنگ کے ارادہ سے قابس چلے گئے پس فلفول نے ان کا راستہ چھوڑ دیا اور وہ قابس واپس آ گئے۔

فلفول کی طرابلس میں آمد: اور فلفول طرابلس شہر میں آیا تو وہاں کے باشندوں نے اس کا استقبال کیا اور فتوح بن علی نے اس کی امارت اس کے لئے چھوڑ دی تو اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اپنی زور سے اسے وطن بنا لیا اور یہ واقعہ ۳۹۱ھ کا ہے اور اس نے حاکم کو اپنی اطاعت کی اطلاع دی تو حاکم نے یحییٰ بن علی بن حمدون کو بھیجا اور اسے طرابلس اور قابس کے مضافات کا امیر مقرر کر دیا پس وہ طرابلس پہنچا اور فلفول اور فتوح بن علی بن غصیانان بھی زناتہ کی فوجوں کے ساتھ قابس کے محاصرہ کے لئے گئے پس انہوں نے مدت تک اس کا محاصرہ کیے رکھا اور طرابلس کی طرف واپس آ گئے پھر یحییٰ بن علی مصر کی طرف لوٹ آیا اور فلفول نے طرابلس کی عملداری کو اپنے لئے مخصوص کر لیا اور اس کے اور بادیس کے درمیان جنگ طویل ہو گئی اور وہ مصر کی مدد سے ناامید ہو گیا تو اس نے قرطبہ میں مہدی محمد بن عبدالجبار کو اپنی اطاعت کی اطلاع دے دی اور فریاد رسی اور مدد کے لئے ان کے پاس اپنے ایلچی بھیجے اور فلفول ان کی واپسی سے قبل ہی ۴۰۰ھ میں فوت ہو گیا۔

ورو ابن سعید: اور زناتہ اس کے بھائی ورو ابن سعید کے پاس جمع ہو گئے اور بادیس نے طرابلس پر چڑھائی کی تو ورو اور اس کے زناتہ ساتھی وہاں سے بھاگ گئے اور وہاں جو فوجی سپاہی موجود تھے بادیس ان کے پاس گیا تو وہ اسے راستے ہی میں مل گئے اور یہ طرابلس کی طرف بڑھ کر اس میں داخل ہو گیا اور فلفول کے محل میں اترا اور ورو ابن سعید نے اس کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ اپنے لئے اور اپنی قوم کے لئے امان کا طالب ہے تو اس نے اپنے پروردہ محمد بن حسن کو اس کے پاس بھیجا اور اپنی امان کے ساتھ ان کے وفد کا استقبال کیا اور ان سے حسن سلوک کیا اور ورو کو نفزاوہ پر اور نعیم بن کنون کو قسطیلیہ پر اس شرط کے ساتھ حاکم مقرر کیا کہ وہ طرابلس کے مضافات سے اپنی قوم کے ساتھ چلے جائیں پس وہ اپنے اصحاب کی طرف واپس آ گئے

اور بادیس قیروان کی طرف چلا گیا اور اس نے طرابلس پر محمد بن حسن کو حاکم مقرر کیا اور وروا نفزاوہ میں اور نعیم قسطینہ میں آ گیا پھر ان ۴۰۴ھ میں وروا نے بغاوت کی اور جبال ایدمر میں چلا گیا' پس انہوں نے آپس میں مخالفت کرنے کا معاہدہ کر لیا اور نعیم بن کنون نے نفزاوہ کو اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔

خزرون بن سعید: اور خزرون بن سعید اپنے بھائی وروا کو چھوڑ کر سلطان بادیس کے پاس لوٹ آیا' یہ سن ۴۰۳ھ میں قیروان میں اس کے پاس آیا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اس سے حسن سلوک کیا اور اسے اس کے بھائی کی عملداری نفزاوہ پر حاکم مقرر کیا اور اس کی قوم کے بنی تکلیہ کو قفصہ پر حکمران بنایا۔

وروا ابن سعید کی طرابلس پر چڑھائی: اور وروا نے اپنے زناتی ساتھیوں کے ساتھ طرابلس پر چڑھائی کی اور اس کا گورنر محمد بن حسن اس کے مقابلہ میں نکلا پس دونوں آپس میں گتھ گئے اور ان کے درمیان شدید جنگیں ہوئیں جن میں وروا کو شکست ہوئی اور اس کی قوم کے بہت سے آدمی مر گئے پھر اس نے دوبارہ اس کا محاصرہ کیا اور اس کے باشندوں کو تنگ کر دیا اور بادیس نے خزرون اور اس کے بھائی اور نعیم بن کنون اور الجزید کے زناتی امراء کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اپنے ساتھی کی خاطر جنگ کے لئے نکلیں تو وہ اس کے پاس آئے اور قابس اور طرابلس کے درمیان جبرہ مقام پر ایک دوسرے سے گتھ گئے پھر انہوں نے اتفاق کر لیا اور خزرون کے ساتھی اس کے بھائی وروا کے ساتھ مل گئے اور خزرون اپنی عملداری کی طرف واپس آ گیا اور سلطان نے اس پر اتہام لگایا کہ اس نے اپنے بھائی ورداء کے بارے میں فریب کاری سے کام لیا ہے تو اس نے نفزاوہ کے ساتھ اس کا سامنا کیا تو وہ شک میں پڑ گیا اور مخالفت کرنے لگا۔

اور سلطان نے فوج کے ساتھ فتوح بن احمد کو اس کی طرف بھیجا تو وہ اپنی عملداری سے بھاگ گیا اور نعیم اور بقیہ زناتہ نے اس کا تعاقب کیا اور سب کے سب سن ۴۰۴ھ میں ورداء بن سعید کے ساتھ مل گئے اور مخالفت کرنے لگے اور طرابلس شہر کے خلاف جنگ برپا کر دی اور زناتہ کا فساد بڑھ گیا تو سلطان کے پاس جو زناتہ یرغمال تھے ان کو اس نے قتل کر دیا۔

مقاتل بن سعید: اتفاقاً مقاتل بن سعید اپنے بھائی وردا سے اپنے بیٹوں اور ماموؤں کے ایک گروہ کے ساتھ الگ ہو کر آیا تو یہ سب بھی ان کے ساتھ قتل ہو گئے۔

سلطان اور حماد کی جنگ: اور سلطان اپنے چچا حماد کے ساتھ جنگ میں مشغول ہو گیا اور جب اسی سال اس نے شلب میں اس پر غلبہ پایا تو قیروان کی طرف لوٹ آیا اور وردا نے اس کی طرف اپنی اطاعت کا پیغام بھیجا پھر ۴۰۵ھ میں وردا فوت ہو گیا اور اس کی قوم اس کے بیٹے خلیفہ اور اس کے بھائی خزرون بن سعید میں منقسم ہو گئی اور ان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔

حسن بن محمد کی سازش: اور طرابلس کے گورنر حسن بن محمد نے ان کے معاملات میں دخل دینے کے لئے سازش کی پھر اکثر زناتہ خلیفہ کے پاس چلے گئے اور اس کے چچا خزرون نے اس کے ساتھ جنگ شروع کر دی اور قیطون میں ان پر غالب آ گیا اور زناتہ پر کنٹرول کر لیا اور ان میں اپنے باپ کی حکومت قائم کی اور جہاں پر قلعہ میں محصور تھا وہاں سے سلطان بادیس کو اپنی اطاعت کی اطلاع بھیجی تو اس نے اس کی اطاعت کو قبول کیا پھر بادیس فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا المعز ۴۰۶ھ میں حاکم بن گیا۔

اور خلیفہ بن ورداء نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کا بھائی حماد بن ورداء طرابلس اور قابس کے مضافات کو ذلت سے ہمکنار کرتا رہا اور ۴۳۱ھ تک مسلسل ان پر غارت گری کرتا رہا۔

عبداللہ بن حسن کی بغاوت: پس حاکم طرابلس عبداللہ بن حسن نے سلطان کے خلاف بغاوت کر دی اور اسے طرابلس پر غلبہ دے دیا اور اس کا سبب یہ تھا کہ المعز بن بادیس نے اپنی حکومت کے آغاز سے محمد بن حسن کو اس کی عملداری سے بلایا اور اس نے اپنے بھائی عبداللہ بن حسن کو جانشین بنایا اور المعز کے پاس آیا اور اپنی حکومت کا معاملہ اس کے سپرد کیا اور اس بات پر سات روز قائم رہا اور سلطان کے ہاں اس کی پوزیشن مضبوط ہو گئی اور چغلیاں زیادہ ہو گئیں تو وہ ایک طرف ہو گیا اور اسے قتل کر دیا اور اس کے بھائی کو بھی اطلاع ملی تو جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اس نے بغاوت کر دی اور اس نے خلیفہ بن ورداء اور اس کی قوم کو طرابلس پر قبضہ دے دیا پس انہوں نے ضہاجہ کو قتل کر دیا اور طرابلس پر قابض ہو گئے۔

قصر عبداللہ میں خلیفہ کی آمد: اور خلیفہ قصر عبداللہ میں آیا اور اس نے وہاں سے عبداللہ کو نکال دیا اور اس کے سب اموال اور عورتوں پر قبضہ کر لیا اور طرابلس پر خلیفہ بن ورداء اور اس کی قوم بنی خزرون کی حکومت مسلسل قائم رہی اور ۴۱۲ھ میں خلیفہ نے قاہرہ میں الظاہر بن الحکم سے اطاعت اختیار کرنے، راستوں کی حفاظت کی ضمانت دینے اور جماعتوں کو منزل مقصود تک پہنچانے کے بارے میں گفتگو کی اور یہ کہ وہ طرابلس پر اس کی امارت کی حفاظت کرے گا تو اس نے اس کی یہ باتیں قبول کر لیں اور وہ اس کی عملداری میں شامل ہو گیا اور اس نے اسی سال اپنے بھائی حماد کو تحائف دے کر المعز کے پاس بھیجا تو اس نے تحائف کو قبول کیا اور اسے ان کا بدلہ دیا' ابن الرقیق نے یہ بات ان کے حالات کے آخر میں بیان کی ہے۔

المعز کی زناتہ پر چڑھائی: اور ابن حماد وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ المعز نے ۴۳۰ھ میں جہات طرابلس میں زناتہ پر چڑھائی کی تو وہ اس کے مقابلہ میں نکل آئے اور اسے شکست دی اور انہوں نے عبداللہ بن حماد کو قتل کر دیا اور اس کی بہن ام العلو بنت بادیس کو قید کر لیا اور کچھ عرصہ بعد اس پر احسان کر کے اسے آزاد کر کے اس کے بھائی کے پاس بھجوا دیا۔

پھر اس نے دوبارہ ان پر چڑھائی کی تو انہوں نے اسے شکست دی' پھر اسے خوش قسمتی سے ان پر فتح حاصل ہوئی تو اس نے ان کو مغلوب کر لیا اور انہوں نے اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا اور صلح کے ذریعے اس سے بچاؤ اختیار کیا پس اس طرح ان کا معاملہ درست ہو گیا۔

اور جب خلیفہ بن ورداء نے خزرون بن سعید کو زناتہ کی امارت پر غالب کیا تو وہ مصر چلا گیا اور اس نے دارالخلافہ میں اقامت اختیار کر لی اور وہیں اس کے بیٹوں نے پرورش پائی اور ان میں المنتصر بن خزرون اور اس کا بھائی سعید بھی تھا اور جب مصر میں ترکوں اور مغاربہ کے درمیان جنگ ہوئی اور ترکوں نے ان پر غلبہ پایا تو انہوں نے وہاں سے انہیں جلا وطن کر دیا تو المنتصر اور سعید' طرابلس چلے گئے اور اس کے نواح میں اقامت پذیر ہو گئے پھر سعید نے طرابلس کی حکومت سنبھال لی اور اپنی وفات تک جو ۴۲۹ھ میں ہوئی' وہاں کا والی رہا۔

ابو محمد التیجانی: اور ابو محمد التیجانی' طرابلس کے تذکرہ کے موقع پر اپنے سفر نامہ میں بیان کرتا ہے کہ جب زغبہ نے سعید بن خزرون کو ۴۲۹ھ میں قتل کر دیا تو خلیفہ بن خزرون' قیطون سے اس کی حکومت میں آیا' پس شوریٰ کے صدر نے اسے حکومت پر

قبضہ کرنے کا اختیار دے دیا ان دونوں فقہاء میں سے ابوالحسن بن المنتصر بھی وہاں موجود تھا جو علم فرائض میں بڑی شہرت رکھتا تھا اس نے بھی اس کی بیعت کی اور اس کے بعد خزرون نے ۴۳۰ھ تک حکومت کی ذمہ داری سنبھالی' پس المنتصر بن خزرون ربیع الاول میں زناتہ کی فوجوں کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا تو خزرون بن خلیفہ چھپ چھپا کر طرابلس سے بھاگ گیا اور المنتصر بن خزرون نے طرابلس پر قبضہ کر لیا اور ابن المنتصر پر حملہ کر کے اسے جلا وطن کر دیا اور وہاں اس کی امارت مسلسل قائم رہی۔ التیجانی کا بیان ختم ہوا۔

واقعہ میں اشتباہ: یہ واقعہ کئی لحاظ سے مشتبہ ہے اس لئے کہ زغبہ' ہلالی عربوں میں سے ہیں اور وہ اس صدی سے چالیس سال گزر جانے کے بعد مصر سے افریقہ آئے تھے پس ۴۲۹ھ میں ان کا وجود طرابلس میں نہیں پایا جا سکتا۔ سوائے اس کے کہ ان کے بعض قبائل اس سے قبل افریقہ آ گئے ہوں اور بنومرہ' برقہ میں تھے جنہیں حاکم نے یحیٰی بن علی بن حمدون کے ساتھ بھیجا تھا۔ مگر اس بات کو کسی نے اس سے بیان نہیں کیا اور طرابلس ہمیشہ ہی زناتہ بنی خزرون کے ہاتھوں میں رہا اور جب ہلالی عرب پہنچے اور انہوں نے المعز بن بادیس کو افریقہ کے مضافات پر غالب کیا اور انہیں آپس میں تقسیم کر لیا تو قابس اور طرابلس' زغبہ کے حصے میں اور بلد' بنی خزرون کے حصے میں آیا تھا پھر بنوسلیم نے بیرون شہر پر قبضہ کر لیا اور زغبہ نے ان پر غلبہ پا لیا اور انہیں ان مضافات سے کوچ کروا دیا اور بلد ہمیشہ ہی بنی خزرون کے پاس رہا۔

المنتصر بن خزرون: اور المنتصر بن خزرون نے قبائل ہلال میں سے بنی عدی کے ساتھ بنی حماد پر چڑھائی کر دی اور مسیلہ اور اشیر میں نزول کیا پھر الناصر کے مقابلہ میں نکلا تو اس کے آگے صحرا کو بھاگ گیا اور قلعہ کی طرف لوٹ آیا تو وہ بھی اس کے مضافات میں رہنے والے حلیفوں کی طرف لوٹ آئے' پس الناصر نے صلح کے بارے میں اس سے مراسلت کی اور الزاب اور ریغہ کے مضافات اسے جاگیر میں دے دیئے اور بسکرہ کے رئیس عروس بن سندی کو اس کے عہد کی طرف اشارہ کیا کہ وہ اسے دھوکہ دے جب المنتصر بسکرہ پہنچا تو عروس نے اسے بطور مہمان اتارا اور پھر ۴۶۰ھ میں اسے دھوکہ سے قتل کر دیا اور جو شخص بنی خزرون میں سے آخر میں طرابلس میں حکمران بنا مجھے اس کا نام یاد نہیں رہا۔

ضہاجہ کی حکومت میں اختلال: اور ضہاجہ کی حکومت میں اختلاف پیدا ہو گیا اور ان کی حکومت مسلسل ۵۴۰ھ تک قائم رہی پھر اس سال طرابلس اور اس کے نواح میں قحط پڑا' جس کی شدت سے لوگ ہلاک ہو گئے اور وہاں سے بھاگ گئے اور اس کے حالات کی خرابی اور اس کے حامیوں کا فنا ہو جانا نمایاں ہو گیا۔ پس جب صقلیہ کے طاغیہ نے مہدیہ اور صفاقس پر قبضہ کر لیا اور ان دونوں مقامات پر اس کی حکومت مضبوط ہو گئی تو اس کے بعد اس نے تیار کروا کے بحری بیڑہ دے کر اس کے محاصرہ کے لئے بھیجا اور اہل طرابلس میں اختلاف پیدا ہو گیا تو بحری بیڑے کے امیر جرجی بن میخائل نے ان پر غلبہ پا لیا اور طرابلس پر قبضہ کر کے وہاں سے بنی خزرون کو نکال دیا اور بلد پر ان کے شیخ ابو یحییٰ بن مطروح تمیمی کو حاکم مقرر کر دیا پس وہاں سے بنی خزرون کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور ان میں سے وہی لوگ بچے جو بیرون میں باقی رہ گئے تھے یہاں تک کہ ضہاجی حکومت کے آخر میں موحدین نے افریقہ کو فتح کر لیا۔

والملک للہ وحدہ یوتیہ من یشاء من عبادہ سبحانہ لا الہ الا غیرہ۔

خیر ـــ زرزدان

|

خزرون بن خلیفہ بن وزداربن سعید بن خزرون بن فلفول بن خزر

|

معنصر بن خزرون ـــ ۱۲۰۰ھ

فصل

طبقہ اولیٰ میں سے آلِ خذر کے ملوک تلمسان بنی یعلی کے حالات اور ان کی بعض حکومتوں کی آمد اور ان کا انجام

ہم نے محمد بن خزر اور اس کے بیٹوں کے حالات میں بیان کیا ہے کہ محمد بن الخیر نے معرکہ بلکین میں خودکشی کر لی تھی اس کے بیٹوں میں سے الخیر اور یعلی بھی تھے جنہوں نے اپنے باپ کے بدلے میں زیری کو قتل کیا اور اس کے بعد بلکین نے ان کا تعاقب کیا اور انہیں مغرب اقصیٰ کی طرف جلاوطن کر دیا' یہاں تک کہ ان میں سے محمد کو تلمسان کے نواح میں معد کے قاہرہ پہنچنے سے پہلے اور افریقہ پر بلکین کی حکومت کے قیام سے قبل ۳۶۰ھ میں باندھ کر قتل کر دیا گیا۔

محمد اور یعلی بن محمد: اور الخیر کے بعد زناتہ کی حکومت محمد اور اس کے چچا یعلی بن محمد نے سنبھال لی اور جیسا کہ ہم پہلے بیان

کر چکے ہیں کہ یہ محمد بن الخیر اور اس کا چچا یعلی بار بار منصور بن ابی عامر کے پاس جاتے تھے اور عطیہ بن عبداللہ بن خزر کے دونوں بیٹوں مقاتل اور زیری نے مغراوہ کی ریاست میں ان پر غلبہ پالیا اور مقاتل مر گیا' اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ منصور نے زیری بن عطیہ کو اس کی شرافت کی وجہ سے مختص کر لیا اور اسے مغرب کا حاکم مقرر کر دیا اور اس کے ساتھ ہی بلکین کی وفات ہوگئی اور مغرب اوسط کے حاکم ابوالبہار بن زیری نے بادیس کے خلاف بغاوت کر دی اور زیری اور بدوی بن یعلی کے ساتھ اس کا جو معاملہ تھا اسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

زیری کی خودمختاری اور وفات: پھر زیری خودمختار ہو گیا اور مغرب میں اس نے سب پر غلبہ پا لیا پھر اس نے منصور کے خلاف بغاوت کر دی تو اس نے اس کی طرف اپنے بیٹے منصور کو بھیجا جس نے زناتہ کو مغرب اوسط سے نکال دیا پس زیری' مغرب اوسط میں دور تک چلا گیا اور اس کے شہروں سے مقابلہ کرتا ہوا مسیلہ اور اشیر تک پہنچ گیا اور سعید بن خزرون بھی زناتہ کی طرف آ گیا اور انہوں نے طبنہ پر قبضہ کر لیا' اس کے بعد زناتہ نے افریقہ میں اس کے اور اس کے بیٹے فلفول کے خلاف اتفاق کر لیا اور جب زیری مسیلہ اور اشیر کی طرف روانہ ہوا تو فلفول نے بادیس کے خلاف بغاوت کر دی اور بادیس اور اس کا بیٹا منصور مغرب اوسط میں فلفول اور اس کی قوم کے ساتھ جنگوں میں مصروف ہو گئے اور انہوں نے حماد بن بلکین کو اس کی طرف بھیجا تو اس کے اور زناتہ کے درمیان جنگوں کا پانسا پلٹتا رہا اور زیری بن عطیہ ہلاک ہو گیا۔

المعز کی خودمختاری: اور اس کے بیٹے المعز نے ۳۹۳ھ میں مغرب میں خودمختار حکومت قائم کر لی اور صنہاجہ کو تلمسان اور اس کے اردگرد کے علاقوں پر غالب کر دیا اور وجدہ شہر کی حد بندی کی جیسا کہ ہم اس سے قبل ان سب باتوں کو بیان کر چکے ہیں۔

یعلی بن محمد کی تلمسان میں آمد: اور یعلی بن محمد تلمسان آیا اور یہ شہر خالص اسی کے لئے تھا اور اس کی حکومت اور اس کے بقیہ مضافات اس کی اولاد کے قبضہ میں رہے پھر بلاد صنہاجہ میں آل بلکین پر اپنے آپ کو ترجیح دینے کے بعد حماد فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے بنی بادیس کے ساتھ جنگ میں مشغول ہو گئے اس دوران میں تلمسان میں بنی یعلی کی حکومت مضبوط ہو گئی اور آل حماد کے ساتھ صلح اور جنگ میں ان کے حالات خراب ہو گئے۔

ہلالی عربوں کی افریقہ میں آمد: اور جب ہلالی عرب افریقہ میں آئے تو انہوں نے المعز اور اس کی قوم کو وہاں غالب کر دیا اور اس کے بقیہ مضافات کو آپس میں تقسیم کر لیا پھر انہوں نے بنی حماد کے مضافات کی طرف پیش قدمی کی اور انہیں قلعہ میں روک دیا اور مضافات میں ان پر غالب آ گئے۔ تو انہوں نے ان کی محبت کی طرف رجوع کیا اور اثبج اور زغبہ کو ان سے چھڑا لیا پس انہوں نے مغرب اوسط کے زناتہ کے خلاف ان سے مدد مانگی اور انہوں نے ان کو اپنے ایثار اور اپنے مضافات میں سے بہت سی جاگیریں انہیں دیں' پس ان کے اور تلمسان کے امراء بنی یعلی کے درمیان جنگیں ہوئیں اور زغبہ' مواطن کے لحاظ سے ان کے بہت قریب تھے اور ان کے عہد میں تلمسان کا امیر یعلی کے بیٹوں میں سے بختی تھا۔

ابوسعید بن خلیفہ: اور اس کا وزیر اور اس کی جنگوں کا سالار ابوسعید بن خلیفہ یفرنی تھا اور اکثر یہی اثبج عربوں اور زغبہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے فوجوں کے ساتھ تلمسان سے نکلا کرتا تھا اور مغرب اوسط کے باشندوں میں سے مغراوہ بنی یفرن' بنی یلومنو' بنی عبدالواد' توجین اور بنی مرین جیسے زناتہ ان فوجوں میں جمع ہو جایا کرتے تھے اور یہ وزیر ابوسعید ۴۵۰ھ میں

اپنی جنگوں میں سے کسی جنگ میں ہلاک ہو گیا۔

مرابطین: پھر یحییٰ کی وفات اور تلمسان میں اس کے بیٹے عباس بن یحییٰ کے حکمران بن جانے کے بعد مرابطین نے مغرب اقصیٰ کے مضافات پر قبضہ کر لیا اور یوسف بن تاشفین نے اپنے سالار فرولی کو لمتونہ کی فوجوں کے ساتھ تلمسان میں باقی ماندہ مغراوہ اور بنی زیری کی جو جماعت ان کے ساتھ مل گئی تھی اور ان کی قوم کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا پس اس نے مغرب اوسط پر قبضہ کر لیا اور معلی بن ابوالعباس بن بختی پر فتح پائی جو ان کی مدافعت کے لئے مقابلہ میں نکلا تھا پس اس نے اسے شکست دی اور قتل کر دیا اور مغرب کی طرف واپس لوٹ آیا۔

یوسف بن تاشفین کا تلمسان کو فتح کرنا: پھر یوسف بن تاشفین نے بہ نفس نفیس مرابطین کی فوجوں کے ساتھ ۴۷۳ھ میں تلمسان کو فتح کیا اور بنی یعلیٰ اور جو مغراوہ وہاں موجود تھے انہیں قتل کیا اور اس کے امیر عباس بن بختی کو بھی جو بنی یعلیٰ میں سے تھا قتل کر دیا پھر اس نے وہران اور تنس کو فتح کیا اور جبل انشریس اور شلب پر الجزائر تک قبضہ کر لیا اور واپس لوٹ آیا اور اس نے مغرب اوسط سے مغراوہ کا نشان مٹا دیا اور محمد بن تینعمر السوفی کو مرابطین کی فوج کے ساتھ تلمسان میں اتارا اور اپنے پلٹنے کی جگہ پر تاکرارت شہر کی حد بندی کی جو بربری زبان میں اترنے کی جگہ کا نام ہے اور جو آج کل قدیم تلمسان کے ساتھ مل کر ایک شہر بن گئی ہے جس کا نام اکادیر ہے اور تمام مغرب سے مغراوہ کی حکومت کا اس طرح خاتمہ ہو گیا گویا کبھی ان کی حکومت یہاں موجود ہی نہ تھی۔

والبقاء للہ وحدہ سبحانہ۔

معلیٰ بن العباس بن بختی بن یعلیٰ بن محمد بن الخیر بن محمد بن خزر۔

فصل

مغراوہ کے امرائے اغمات کے حالات

مجھے ان کے ناموں کے متعلق علم نہیں ہو سکا' مگر یہ اغمات کے امراء تھے جو فاس میں بنی زیری کی آخری حکومت تھی اور بنی یعلیٰ یفرنی' بسلا اور تادلہ میں بدہ اور برغواطہ کے پڑوس میں رہتے تھے اور ۴۵۰ھ میں لقوط بن یوسف ان کا آخری امیر تھا جس کی بیوی زینب بنت اسحاق نفزاویہ دنیا کی ان عورتوں میں سے ایک تھی جو حسن و جمال اور ریاست میں مشہور ہیں۔

اغمات پر مرابطین کا غلبہ: جب ۴۴۹ھ میں مرابطین نے اغمات پر غلبہ حاصل کیا تو لقوط ۴۵۱ھ میں تادلہ کی طرف بھاگ گیا اور امیر محمد کو قتل کر دیا اور بنی یفرن کے جو لوگ مارے گئے ان میں یہ بھی شامل تھا اور امیر المرابطین ابوبکر بن عمر زینب بنت اسحاق کے مقابلہ میں اس کا جانشین بنا اور جب یہ ۴۵۳ھ میں صحرا کی طرف کوچ کر گیا اور اس نے اپنے عم زاد یوسف بن تاشفین کو مغرب کا گورنر مقرر کیا تو وہ اس کی بیوی زینب کی خاطر دست بردار ہو گیا اور اسے اس کی ریاست و

حکومت حاصل ہوگئی اور صحراء سے ابوبکر کی واپسی کے موقع پر ان نے اُسے خود مختاری کا اشارہ کیا یہاں تک کہ وہ اس کے ساتھ جنگ کرنے سے کنارہ کش ہوگیا اور اپنی حکومت یوسف بن تاشفین کے لئے چھوڑ دی جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے اور ہم نے لقوط بن یوسف اور اس کی قوم کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس کے سوا ہمیں ان کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوا۔

واللہ ولی العون سبحانہ

فصل

طبقہ اولیٰ کے قبائل مغراوہ میں سے بنی سنجاس کے حالات اور گردشِ احوال

یہ چاروں بطون، مغراوہ کے بطون میں سے ہیں اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ مغراوہ کے سوا زناتہ کے دیگر بطون میں سے ہیں مجھے اس کی اطلاع ثقہ لوگوں نے ابراہیم بن عبداللہ التمر ادرغتی سے دی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ وہ اپنے زمانہ میں زناتہ کا نساب تھا اور ہمیشہ سے ہی یہ چاروں بطون مغراوہ کے وسیع تر بطون میں سے رہے ہیں۔

بنو سنجاس: بنو سنجاس کے مواطن، افریقہ اور مغربین کی تمام عملداریوں میں ہیں پس ان میں سے مغرب اوسط کی جانب جبل راشد، جبل کریکرہ اور الزاب کی عملداری اور بلادِ شلب میں ہیں اسی طرح ان کے بطون میں سے بنو عیار، بلادِ شلب میں بھی ہیں اور مضافاتِ قسطنطنیہ میں بھی اور یہ بنو سنجاس تعداد اور وسعت کے لحاظ سے سب سے بڑے ہیں اور زناتہ اور صنہاجہ کی جنگوں میں انہوں نے افریقہ اور مغرب میں کارنامے دکھائے اور انہوں نے راستوں اور شہروں میں بڑی خرابی اور فساد پیدا کیا اور قصر کی جہات میں فساد پیدا کرنے کے بعد ۵۱۳ھ میں قفصہ سے جنگ کی اور تلکاتہ کی فوج کے جن لوگوں کو انہوں نے وہاں پایا قتل کر دیا اور قفصہ کے محافظوں نے ان کے مقابلہ میں نکل کر ان کا خوب قتلِ عام کیا پھر ان کا فساد بڑھ گیا۔

محمد بن ابی العرب: اور سلطان نے اپنے سالار محمد بن ابی العرب کو فوجوں کے ساتھ الجرید کے علاقے کی طرف بھیجا تو اس نے انہیں وہاں سے بھگا دیا اور راستوں کی اصلاح کی پھر انہوں نے ۵۱۴ھ میں دوبارہ اسی طرح فساد برپا کیا تو الجرید کے علاقے کے سالار نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کا خوب قتلِ عام کیا اور ان کے سروں کو قیروان لے گیا پس بہت بڑی فتح ہوئی اور قتل و خونریزی کے ساتھ حکومت ہمیشہ انہی میں رہی یہاں تک کہ ان کی شوکت جاتی رہی اور ہلالی عرب آ گئے اور مضافات میں جو زناتہ اور صنہاجہ رہتے تھے ان پر غالب آ گئے اور ان کی جماعت قلعوں میں داخل ہوگئی اور بلادِ مغرب قفر میں جبل راشد جیسے علاقے کو چھوڑ کر دوسرے علاقے کے لوگوں پر ٹیکس لگا دیئے کیونکہ وہ حکومت کی منازل سے دور ہونے کی وجہ سے ٹیکس ادا نہیں کرتے تھے، مگر ہلالیوں کے بطون میں سے العمور نے ان پر غلبہ پالیا اور وہ ان کے ساتھ اتر پڑے اور انہوں نے اپنی

حکومت ان پر قائم کر دی اور ان میں ان کے ساتھ شامل ہو گئے اور بنی سنجاس میں سے کچھ لوگ الزاب میں اتر گئے اور وہ اس زمانے تک ان لوگوں کو ٹیکس ادا کرتے ہیں جو ان کے مشائخ میں سے ان کی سرحدوں پر غالب آجاتے ہیں۔

اور جو لوگ ان میں سے بلاد شلیب اور قسنطینہ کے نواح میں اترے اور وہ اس زمانے تک حکومتوں کو ٹیکس ادا کرتے ہیں اور طبقہ اولیٰ کے زناتہ کے طریق پر ان سب کا دین خارجی سے تعلق ہے اور ان میں سے کچھ آج کل الزاب میں رہتے ہیں وہ بھی اسی دین پر ہیں اور ان بنی سنجاس میں سے کچھ لوگ جبل بنی راشد میں المشلین کے علاقے میں رہتے ہیں۔ انہوں نے اس کے پڑوس میں جبل غمرہ کو وطن بنالیا ہے اور وہ ہلالیوں کے غلبہ کے وقت ان کی حکومت میں شامل ہو گئے اور ان سے ٹیکس لینے لگے اور ان میں سے کچھ لوگ جو زغبہ کے عروہ کے بطون میں سے ہیں اس زمانے میں صحرا میں اترے ہیں اور انہوں نے ان کی حکومت پر قبضہ کر کے انہیں غلام بنالیا ہے۔

بنو ریغہ: یہ متعدد قبائل ہیں اور جب زناتہ کی حکومت میں ابتری پیدا ہو گئی تو ان میں سے کچھ لوگ جبل عیاض اور اس کے قرب وجوار میں تھاوس کے علاقے تک آ گئے اور وہاں کے ساکنین کے ساتھ قیام پذیر ہو گئے اور ان میں سے جو لوگ جبل عیاض میں امرائے عیاض کو ٹیکس ادا کرنے والے رہتے تھے وہ اسے بجایہ پر غالب آنے والی حکومت کے لئے وصول کرتے تھے اور جو لوگ تھاوس کے علاقے میں رہتے ہیں وہ اس زمانے میں عربوں کی ٹکڑیوں میں رہتے ہیں اور اسی طرح ان میں سے بہت سے لوگ الزاب اور دارکلا کے محلات کے درمیان فروکش ہو گئے اور انہوں نے اس وادی کے دو کناروں پر جو مغرب سے مشرق کو جاتی ہے بہت سے محلات کی حد بندی کی اور وہ ایک بہت بڑے شہر اور متوسط بستی اور قلعے پر مشتمل ہے۔ جن پر درخت لہلہاتے ہیں اور اُن کے موڑوں پر ترتیب کے ساتھ کھجوروں کے درخت لگے ہوئے ہیں اور ان کے درمیان پانی چلتا ہے اور ان کے چشمے صحرا پر فخر کرتے ہیں اور ان کے محلات میں ریغہ کی بہت آبادی ہے اور وہ اس زمانے تک انہی کے نام سے مشہور ہیں اور وہ زناتہ کے قبائل بنی سنجاس اور بنی یفرن وغیرہ سے بہت زیادہ ہیں اور ان کی جماعت حکومت کے متعلق جھگڑا کرنے کی وجہ سے متفرق ہو گئی ہے پس ان میں سے ہر پارٹی اپنے محلات میں یا ایک محل میں خود مختار ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ اس تعداد سے کئی گنا زیادہ ہیں۔

ابن غانیہ: اور ابن غانیہ المستوفی نے جب کبھی موحدین کے ساتھ اپنی جنگوں میں بلاد افریقہ اور مغرب پر چڑھائی کی اس نے ان کی آبادی کو برباد کر دیا اور ان کے دشمن اکھیڑ دیئے اور ان کے پانی خشک کر دیئے اور اس بات کا پتہ آبادی کے ان نشانات سے ملتا ہے جو گھروں کے کھنڈرات عمارات کے نشانات اور کھجور کے کھوکھلے تنوں میں پائے جاتے ہیں یہ کلام حفصی حکومت کے آغاز میں الزاب کے دور کی طرف راجع ہے جو موحدین میں سے تھا اور اس کے مقرہ کے درمیان بسکرہ میں اترا تھا اور اس کی عملداری میں دارکلا کے محلات بھی شامل تھے۔

اور جیسا کہ ہم المنتصر ہ کے حالات میں بیان کر چکے ہیں کہ جب اس نے مشائخ زداودہ کے ساتھ مل کر جنگ کی اور انہوں نے اس کے بعد موحدین کے مشائخ میں سے الزاب کے عامل ابن لنتو کو قتل کر دیا اور الزاب اور دارکلا کے مضافات پر غالب آ گئے تو اس کے بعد حکومتوں نے انہیں یہ مضافات جاگیر میں دے دیئے تو یہ علاقے ان کی جاگیروں میں شامل ہو گئے پھر اس کے بعد حاکم بجایہ نے تمام عملداری پر منصور بن مزنی کو امیر مقرر کر دیا اور یہ امارت اس کی اولاد میں بھی قائم رہی

اور بسا اوقات قدیم امر کی وجہ سے ان محلات کے باشندے بھی سلطان کو ٹیکس پیش کرتے تھے اور اس وجہ سے الزاب کی انفنٹری اور عرب سواروں کے دستے ان کے پاس پڑاؤ کیا کرتے تھے سلطان زواذرہ کے حکم سے وہاں آتا تھا پھرا سے جس بات کے متعلق شبہ ہوتا اس کے بارے میں انہیں قسم دیتا تھا اور ان شہروں میں سب سے بڑا شہر تقرت تھا جو دیہاتی ماحول کے مطابق آبادی سے بھر پور تھا اور بہت پانیوں اور کھجوروں والا تھا اور اس کی حکومت بنی یوسف بن عبداللہ کے پاس تھی اور اس نے اپنی نوعمری ہی میں ابوبکر بن موسیٰ سے حکومت چھین کر دارکلا پر غلبہ پالیا تھا اور اسے اپنی عملداری میں شامل کر لیا تھا پھر وہ فوت ہو گیا۔

مسعود بن عبداللہ: اور تقرت کی حکومت اس کے بھائی مسعود بن عبیداللہ کو مل گئی پھر اس کے بیٹے حسن بن مسعود اور پھر اس کے بیٹے احمد بن حسن کو ملی جو اس زمانے میں ان کا شیخ ہے اور یہ بنو یوسف بن عبیداللہ ریفہ میں سے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سنجاس میں سے ہیں اور ان شہروں کے باشندوں میں بہت سے خارجی فرقے پائے جاتے ہیں اور ان کی اکثریت العزابیہ کے دین پر قائم ہے اور ان میں سے النکار یہ بھی ہیں جو احکام کی پہنچ سے دور ہونے کی وجہ سے خارجی دین پر قائم ہیں۔

اور تقرت کے بعد تماسین کا شہر ہے جو آبادی کے لحاظ سے اس سے کم ہے اور اس کی حکومت بنی ابراہیم کے پاس آئے جو ریفہ میں سے ہیں اور ان کے بقیہ شہر بھی اسی طرح کے ہیں اور ہر شہر اپنی حکومت اور اس کے دفاع کی جنگ میں خودمختار ہے۔

لقواط: یہ بھی مغراوہ کا ایک قبیلہ ہے اور یہ لوگ اس صحرا کے نواح میں رہتے ہیں جو الزاب کا اور جبل راشد کے درمیان واقع ہے اور وہاں ان کا ایک مشہور محل ہے جس میں ان کی اولاد سے ایک فریق ہے آب و گیاہ جنگل میں دور تک چلے جانے کی وجہ سے تنگ گزران کے باوجود وہاں رہتا ہے اور یہ لوگ عربوں میں قوت و شجاعت کی وجہ سے مشہور ہیں اور ان کے اور زوس کے درمیان جو الزاب کی عملداری کا دورترین مقام ہے دو دن کا سفر ہے اور ان کے میانہ رو لوگ ان سے ضرورت کی اشیاء لینے کے لئے ان کے پاس آتے ہیں۔ واللہ یخلق ما یشاء و یختار۔

بنو ورا: یہ بھی مغراوہ کے قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں اور بعض کا قول ہے کہ یہ زناتہ میں سے ہیں اور یہ نواح مغرب میں متفرق اور پراگندہ ہیں ان میں سے کچھ مراکش اور سوس کی طرف رہتے ہیں اور کچھ بلادِ شلب میں اور کچھ قسطنطینہ کی جانب رہتے ہیں اور زناتہ اولین کے خاتمہ کے زمانے سے یہ اپنے حال پر قائم ہیں اور اس زمانے میں ٹیکس ادا کرنے والے اور حکومتوں کے ساتھ پڑاؤ کرنے والے ہیں اور مراکش میں رہنے والے لوگوں کی اکثریت کے سردار شلب کی جانب منتقل ہو گئے ہیں اور جب اس آٹھویں صدی کے شروع میں بنی مرین کے سلطان یوسف بن یعقوب کو اس جانب میں ان کے معاملہ میں شک گزرا اور اسے ان کے فساد بپا کرنے اور خرابی پیدا کرنے کا خوف ہوا تو وہ انہیں حمایت کے لئے فوج میں شامل کر کے شلب کی چھاؤنی میں لے آیا تو یہ اس جگہ اتر پڑے اور جب یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد بنو مرین کوچ کر گئے تو انہوں نے بلادِ شلب میں اقامت اختیار کر لی اور اس زمانے تک ان کی اولاد وہیں مقیم ہے اور سلطان کے ساتھ پڑاؤ کرتے اور ٹیکس ادا

کرنے میں تمام علاقوں کے حالات ایک جیسے ہی ہیں۔

واللہ الخلق والامر جمیعا سبحانہ لا الہ الا ھو الملک العظیم

فصل

مغراوہ کے بھائیوں بنی یرنیان کے حالات اور گردشِ احوال

یہ مواطن میں زناتہ کے درمیان بہت پھیلے ہوئے ہیں اور ان میں سے جمہور کا وطن مغرب اقصیٰ میں سجلماسہ اور کرسیف کے درمیان ملویہ میں ہے وہاں پر یہ اپنے مواطن میں کرسیف کے درمیان ملویہ میں ہے وہاں پر یہ اپنے مواطن میں مکناسہ کے پڑوسی ہیں اور انہوں نے وادی ملویہ میں دونوں کناروں پر بہت سے محلات کی حد بندی کی ہے جن کا نقشہ ایک جیسا ہی ہے اور یہ وہیں اتر پڑے ہیں اور ان جہات میں ان کے بہت سے بطون اور قبائل پائے جاتے ہیں۔

بنو وطاط: جن میں سے بنو وطاط اس زمانے میں ان پہاڑوں میں متوطن ہیں جو وادی ملویہ پر جھانکتے ہیں جو اس کے اور تازی اور فاس کے درمیان واقع ہے اور اس زمانے میں یہ محلات انہی کے نام سے مشہور ہیں۔

اور ان بنی یرنیان کو بڑی قوت وشوکت حاصل تھی اور الحکم المستنصر اور اس کے بعد منصور بن ابی عامر نے ان میں سے ان لوگوں کو اجازت دی جن کو انہوں نے چوتھی صدی میں زناتہ میں سے اجازت دی تھی اور یہ لوگ اندلس کی سب سے بڑی اور مضبوط فوج تھے اور جب مغرب اقصیٰ میں مکناسہ کو حکومت حاصل تھی تو ان کے اہل مواطن اپنے مواطن میں ان کے ساتھ رہے اور جب ان کے بعد لمتونہ اور موحدین نے قبضہ کر لیا تو ان میں سے کوچ کرنے والے لوگ جنگل میں چلے گئے اور انہوں نے بنی مرین کے دوست قبیلوں کے ساتھ زناتہ کے مغرب کے ٹیلوں میں حد بندی کر لی اور ان کے قبیلوں میں ان کے ساتھ اقامت اختیار کر لی اور ان میں سے جو لوگ اپنے مواطن سے بنی وطاط وغیرہ کی طرح سفر نہ کر سکے ان پر ٹیکس لگا دیئے گئے۔

بنو مرین کی مغرب میں آمد: اور جب بنو مرین مغرب میں آئے تو انہوں نے اس کے مضافات کی تقسیم میں ان سے قرعہ اندازی کی اور ان کے پہلے وطن ملویہ کے ساتھ مزید انہیں ایک اچھا شہر جاگیر میں دے دیا جو سلا اور معمورہ کے مضافات میں واقع تھا اور انہوں نے ان کو جب کہ یہ ان کے پہلے اوطان کے دفاع سے انحراف کر چکے تھے سلا کے نواح میں اتارا پھر وہ رضامند ہو گئے اور بنو عبدالحق کے ساتھ انہیں جو سابقت حاصل تھی اس کی بنو عبدالحق نے رعایت کی اور انہیں وزارت اور جنگ میں تقدم کے لئے منتخب کر لیا اور انہیں عظیم الشان کاموں کی طرف بھیجا اور انہیں اپنے ساتھ ملا لیا۔

الوزیر ابراہیم بن عیسیٰ: اور سلطان ابو یعقوب اور اس کے بھائی ابو سعید کے زمانے میں ان کے اکابر رجال میں سے ایک الوزیر ابراہیم بن عیسیٰ بھی تھا جسے انہوں نے کئی بار وزارت کے لئے چنا اور سلطان ابو سعید نے اسے اپنے بیٹے ابوعلی کی وزارت میں وزیر مقرر کیا پھر اسے اپنا وزیر بنایا اور اس کے بیٹے سلطان ابو الحسن نے اس ابراہیم کے بیٹوں کو بڑی بڑی خدمات سپرد کیں پس اس نے مسعود بن ابراہیم کو جب اس نے ۷۳۰ھ میں افریقہ کو فتح کیا تو اس نے حسون کو الجرید کا عامل مقرر کر دیا اور وہیں پر اس کی وفات ہوگئی اور ان دونوں کے بھائی موسیٰ کو اس نے طبقہ وزارت میں منسلک کیا پھر اسے اپنی مصیبت اور جبل ہشاتہ کو چلے جانے کے زمانے میں وزارت سے الگ کر دیا اس کے بعد سلطان ابو عنان نے اسے العظیمات میں گورنر مقرر کیا اور قسطینہ کے نواح میں اسے سدویکش کے مضافات کی امارت دے دی اور اس کے بیٹے محمد السبیع کو اپنی وزارت کے لئے تربیت دی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا اور اس کے بعد زمانہ ان کے مخالف ہو گیا اور اس کے بعد عبدالحمید نے جو علی بن سلطان ابوعلی کے نام سے مشہور ہے۔ اس وقت اپنی وزارت محمد بن السبیع کے سپرد کر دی جب کہ وہ ۷۶۲ھ میں ان کے دارالخلافہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے مگر کامیابی ان کے مقدر میں نہ تھی پھر اس کے بعد السبیع دارالسلطنت میں اپنے مقام اور طبقہ وزارت کی طرف واپس آ گیا اور وہ ہمیشہ ہی سجلماسہ' مراکش اور تازی' تادہ اور غمارہ کے مضافات کے وہ میان عظیم الشان خدمات سرانجام دیتا رہا اور وہ اس زمانے تک اسی حالت میں ہے۔

والله وارث الارض و من عليها سبحانه لا اله غيره

فصل

قبائل زناتہ میں سے وجدیجن اور اوغمرت کے حالات اور ان کا آغاز اور گردشِ احوال

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ یہ دونوں بطن زناتہ کے بطون میں سے ہیں جو ورتنص بن جانا کے بیٹوں میں سے ہیں اور یہ بڑی قوت اور تعداد والے تھے اور بلاد زناتہ میں ان کے مواطن الگ الگ تھے۔

وجدیجن: وجدیجن کی اکثریت مغرب اوسط میں رہتی تھی اور ان کے مواطن منداس میں تھے جو مغرب کی جانب سے بنی یفرن اور قبلہ کی جانب سے سرسو میں لواتہ اور مشرق کی جانب میں مطماطہ اور وانشریس کے درمیان تھے۔

امیر عنان: اور یحییٰ بن محمد الیفرنی کے عہد میں ان میں سے ایک آدمی ان کا امیر تھا جس کا نام عنان تھا اور ان کے اور سرسو

میں رہنے والے لواتہ کے درمیان مسلسل جنگ جاری رہتی تھی کہتے ہیں کہ یہ جنگ وجدیجن کی ایک عورت کے باعث تھی جس نے لواتہ میں نکاح کر لیا تھا اور ان کے قیطون قبیلہ کی عورتوں نے اس سے جھگڑا کیا اور اسے غربت کا طعنہ دیا تو اس نے یہ بات عنان کو لکھ بھیجی تو وہ غضب ناک ہو گیا اور اس کے ساتھ یعلی نے بنی یفرن کے ساتھ اور کلام بن حیاتی نے مغیلہ کے ساتھ اور غرابہ نے مطماطہ کے ساتھ مل کر چڑھائی کی اور ان کے اور لواطہ کے درمیان لمبا عرصہ جنگ جاری رہی پھر لواتہ بلاد سرسو پر غالب آ گئے اور انہیں عابد کی تحت زمین کے آخر تک لے گئے اور ان جنگوں میں سے کسی ایک جنگ میں وجدیجن کا شیخ جہانت سرسو میں ملا کو مقام پر فوت ہو گیا پھر زناتہ نے سرسو کی جانب جبل کریرہ میں پناہ لی۔ جہاں پر مقرادہ کے کچھ قبائل رہتے تھے اس زمانے میں ان کا شیخ 'علاہم کے نام سے مشہور تھا جو ان کے شیخ عمر بن تامصا کا جو اس سے پہلے فوت ہو چکا تھا' پروردہ تھا اور بربری زبان میں تامصا کے معنے جن کے ہیں' جب لواتہ نے اس سے پناہ لی تو اس نے ان سے دھوکا بازی کی اور اپنی قوم کو بھڑکایا تو انہوں نے انہیں قتل کرنا اور صلیب دینا شروع کر دیا تو یہ بھاگ کر جبل معو داور جبل دراک میں چلے گئے اور ہمیشہ کے لئے وہیں کے ہو رہے اور وجدیجن اپنے مند اس کے مواطن کے وارث ہوئے یہاں تک کہ بنو یلومین اور بنو ومانو میں سے ہر ایک نے ان پر اپنی اپنی جانب سے غلبہ پا لیا پھر دوسروں پہ بنو عبد الواد اور بنو توجین نے اس زمانے تک غلبہ پا لیا ہے۔

والله وارث الارض و من علیها

<u>ازغمرت</u>: اس زمانے میں ان کا نام غمرت ہے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہ ورتنیص بن جانا کے بیٹوں میں سے وجدیجن کے بھائی ہیں' یہ بڑی تعداد والے قبائل میں سے تھے اور ان کے مواطن متفرق تھے اور ان کی اکثریت بلادِ صنہاجہ کی جانب جبال میں المتغل سے الدونس تک آباد تھی اور انہوں نے ابو یزید صاحب الحمار کے ساتھ شیعوں میں بڑے کارنامے کئے تھے اور جب اسماعیل القائم نے ابو یزید پر غلبہ پایا تو اس نے ان پر حملہ کر کے ان میں خوب قتل عام کیا اور اسی طرح اس کے بعد بلکین اور صنہاجہ نے بھی کیا اور جب صنہاجہ کی حکومت میں حماد اور اس کے بیٹوں کی وجہ سے ابتری پھیل گئی تو یہ بلکین کے خلاف ان کے پیروکار تھے اور جب حماد کی ابن ابی علی کے ساتھ جو ان کے مشائخ میں سے تھا' جنگ جاری تھی تو یہ بھی حماد کے پاس جانے سے رکا رہا حالانکہ یہ بادیس کی جانب ان کا خاص آدمی تھا پس اس نے اس سے حسن سلوک کیا اور اس کے ساتھیوں کی مدد کی اور طنبہ اور اس کے مضافات کا امیر مقرر کر دیا' یہاں تک کہ ہلالی عربوں نے آ کر مضافات میں ان پر غلبہ پا لیا اور انہوں نے مسیلہ اور بلادِ صنہاجہ کی جانب پہاڑوں میں پناہ لے لی اور وہیں مقیم ہو گئے اور قیلون کو شہروں میں سکونت کرنے کے لئے چھوڑ دیا اور جب زدادوہ الزاب کے مضافات وغیرہ پر متغلب ہوئے تو حکومت نے ان آباد پہاڑوں کا ٹیکس انہیں جاگیر میں دے دیا اور وہ اس زمانے تک دو حصوں میں ہیں اور یحییٰ بن علی بن سباع کی اولاد ان کے بطون میں سے' ہے جو قدیم زمانے میں غمرت میں سے تھا' یہ لوگ زناتہ کے کاہن موسیٰ بن صالح کی اولاد سے ہیں جو آج تک ان کے ہاں مشہور ہے اور وہ اس کے کلمات کو اپنی عجمی زبان میں رجز کے طریق پر آپس میں بیان کرتے ہیں جن میں اس زناتی قبیلے کے ان حوادث کے حالات ہوتے ہیں جو اسے ملک و دولت اور قبائل اور شہروں پر غلبہ پانے کے لئے پیش آنے والے ہوتے ہیں' بہت سے لوگوں نے ان واقعات کو صحیح طور پر رونما ہوتے دیکھا ہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اس کے ایک لفظ کو نقل کیا ہے جس کے معنی عربی زبان میں یہ ہیں کہ تلمسان کا انجام بربادی ہوگا اور اس کا چکر بل چلتے ہوئے بیل ہوں گے یہاں تک

کہ اس کی زمین کو ایک سیاہ زمیندار پھاڑ دے گا' سیاہ یک چشم جوش میں آئے گا اور ثقہ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ان کلمات کے پھیل جانے کے بعد یہ دور دیکھا ہے جس میں ۷۰۱ھ میں بنی مرین کی دوسری حکومت میں تلمسان برباد ہوا اور اس زناتی قبیلے کے درمیان اس کی پیروی کرنے اور اس پر حملہ کرنے کے بارے میں بہت زیادہ اختلاف ہو گیا۔ ان میں سے بعض اسے نبی اور ولی خیال کرتے تھے اور دیگر لوگ اسے کاہن شیطان کہتے تھے اور ہم واضح طور پر اس کے صحیح حالات سے آگاہ نہیں ہوئے۔

واللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم لا رب غیرہٗ

فصل

بطون زناتہ میں سے بنی وارکلا اور صحرائے افریقہ میں ان کی طرف منسوب شہر کے حالات اور ان کی گردشِ احوال

بنو وارکلا' زناتہ کا ایک بطن ہیں اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے یہ فرنی بن جانا کی اولاد میں سے ہیں جن کا ذکر گزر چکا ہے اور الدیرت' مرنجیعہ' سبرترہ اور نمالہ ان کے بھائی ہیں اور اس زمانے میں ان میں سے بنو وارکلا مشہور و معروف ہیں ان کا گروہ تھوڑا ہے اور ان کے مواطن' الزاب کے سامنے ہیں اور انہوں نے ایک شہر کی حد بندی کی جو اس زمانے تک ان کے نام سے مشہور ہے اور وہ بسکرہ سے آٹھ دن کی مسافت پر قبلہ سے دائیں جانب مغرب کی طرف ہے' وہاں پر انہوں نے ایک دوسرے کے بالمقابل ایک ہی نقشے کے مطابق محلات بنائے پھر ان کی آبادی بڑھ گئی تو وہ مل کر شہر بن گئے۔ اور وہاں پر ان کے ساتھ مغراوہ میں سے بنی زنداک کی ایک جماعت بھی تھی جن کے پاس ۳۲۵ھ میں ابو یزید النکاری گرفتاری سے بچنے کے لئے فرار ہو کر گیا تھا اور ایک سال تک ان کے درمیان ٹھہرا رہا اور مسیلہ کی جانب سالات میں بنی برزال اور جبل اوراس میں بربری قبائل کے پاس آتا جاتا رہا اور انہیں النکاریہ مذہب کی طرف دعوت دیتا رہا یہاں تک کہ اوراس کی جانب کوچ کر گیا اور اس شہر کی آبادی بڑھ گئی اور جب ہلالیوں نے مضافات میں ان پر غلبہ پایا اور اثبج کو القلعہ اور الزاب کے مضافات مخصوص کر دیئے تو بنو وارکلا اور بہت سے زناتی سواروں نے وہاں پناہ لے لی۔

امیر ابوزکریا بن ابی حفص کی خودمختاری: اور جب امیر ابوزکریا بن ابی حفص افریقہ کا خودمختار حاکم بن بیٹھا' ابن غانیہ کے پیچھے اس کے نواح میں گھوماتو اس شہر سے بھی گزرا تو یہ اُسے بہت اچھا لگا تو اس نے اس کو شہر بنانے میں بہت زحمت اٹھائی اور اس کی قدیم مسجد اور اس کی بلند اذان گاہ کی حد بندی کی اور اس پر پتھر میں اپنا نام اور اس کی تاریخ بنیاد لکھی اور اس زمانے میں یہ شہر الزاب سے صحرائی بیابان کے سفر میں داخل ہونے کا دروازہ ہے جو بلادِ سوڈان کی طرف پہنچاتا ہے جہاں پر اس میں داخل ہونے والے تاجر اپنے سامان کے ساتھ قیام کرتے ہیں اور اس زمانے میں اس کے باشندے بنووارکلا اور ان کے بھائیوں بنی یفرن اور مغراوہ کی اولاد میں سے ہیں اور ان کا سردار سلطان کے نام سے معروف ہے جس کی شہرت ان کے درمیان بہت اچھی ہے اور اس دور میں اس کی حکومت بنی ابوعبدل کے ساتھ مخصوص ہے' ان کا خیال ہے کہ وہ بنی واکین سے ہیں جو بنی وارکلا کا ایک گھرانہ ہے۔

اور اس دور میں ابوبکر بن موسیٰ بن سلیمان' بنی ابوعبدل سے ہے اور ان کی ریاست اس جگہ سے قبلہ کی جانب بیس مراحل تک سیدھی چلی جاتی ہے اور تھوڑی سی مغرب کی جانب مڑتی ہے جو تکرت شہر سے قریب ہی ہے جو ملثمین کے وطن کا دارالخلافہ اور سوڈان کے حجاج کے سواریوں کی جگہ ہے ضبھاجہ میں سے ملثمین نے اس کی حد بندی کی اور وہی اس زمانے میں اس کے باشندے ہیں اور ان کے گھرانوں میں سے ایک امیر نے اس کا ساتھ دیا جسے وہ سلطان کے نام سے پہچانتے ہیں' اس کے اور الزاب کے امیر کے درمیان مراسلت اور تحائف کا تعلق پایا جاتا ہے۔

میں ۷۵۴ھ میں سلطان ابوعنان کے زمانے میں بعض حکومتی مقاصد کے پیش نظر بسکرہ آیا تھا اور میں نے حاکم تکرت کے ایلچی سے امیر بسکرہ یوسف بن مزنی کے پاس ملاقات کی تھی اور اس نے مجھے اس شہر کی آبادی میں اضافے اور مسافروں کے گزرنے کے بارے میں اطلاع دی تھی اور اس نے مجھے بتایا کہ اس سال مشرق کے تاجروں میں سے مالی شہر کی جانب جو مسافر ہمارے پاس سے گزرے ہیں ان کی سواریاں بارہ ہزار اونٹنیوں پر تھیں اور اس کے علاوہ بھی اس نے مجھے بتایا کہ ہر سال بھی ہوتا ہے اور یہ شہر مالی کے سلطان کی اطاعت میں ہے جو سوڈانی ہے اور بقیہ صحرائی علاقے اس زمانے میں ملثمین کے نام سے مشہور ہیں۔

فصل

بطون زناتہ میں سے دمر اور ان میں سے اندلس میں حکمران بننے والوں کے حالات اور اس کا آغاز و انجام

بنو دمر زناتہ میں سے ہیں اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ یہ ورسیک بن الدیرت بن جانا کی اولاد میں سے ہیں اور ان کے قبائل بہت سے ہیں اور افریقہ میں ان کے مواطن' طرابلس کے پہاڑوں اور نواح میں ہیں اور ان میں سے کچھ افریقی عربوں میں سے ہیں جو سفر کرتے رہتے ہیں۔

بنو ورغمسہ: اور ان بنی دمر کے بطون میں سے بنو ورغمسہ بھی ہیں جو اس زمانے میں اپنی قوم کے ساتھ جبال طرابلس میں رہتے ہیں اور اسی طرح ان کے بطون میں سے ایک بطن بہت وسیع ہے جس کے بہت سے قبائل ہیں اور وہ بنو ورنیدین ابن واتفن بن وارد یرن بن دمر وان ہیں اور ان کے قبائل میں سے بنی ورتانین' بنی عزرول اور بنی تفورت ہیں اور بسا اوقات یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ قبائل' بنی ورنیدین کی طرف منسوب نہیں ہوتے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

بنی ورنیدین: اور اس زمانے میں بنی ورنیدین کی اولاد' تلمسان پر جھانکنے والے پہاڑ میں رہتی ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ اس کے سامنے کے میدان میں رہتی تھی پس بنو راشد نے ان سے اس وقت مڈ بھیڑ کی جب انہوں نے ان کو ان کے صحرائی شہروں سے اتلل کی طرف جلا وطن کیا تھا اور ان میدانوں میں ان پر غالب آ گئے تھے پس وہ اس پہاڑ کی طرف چلے آئے جو اس عہد میں ان کے نام سے مشہور ہے اور تلمسان پر جھانکنے والا ہے۔

جن دنوں زناتہ باقی ماندہ بربر المنتصر کی دعوت سے وابستہ تھے اس وقت بنی دمر کے سرداروں اور جنگجو جوانوں میں سے کچھ لوگ اندلس گئے تھے اور سلطان نے انہیں اپنی فوج میں شامل کر لیا تھا اور اس کے بعد منصور بن ابی عامر نے اپنے معاملے میں ان سے مدد مانگی اور المستعین نے ان کے ذریعے اپنی حکومت کو مضبوط کیا۔

المستعین کے خلاف بربریوں کی جتھہ بندی: اور جب بربری المستعین اور اس کے بعد بنی حمود کے خلاف جتھہ بند ہو گئے تو انہوں نے اندلس کی عرب فوجوں سے مقابلہ کیا اور ان کے درمیان طویل جنگ نے خلافت کی لڑی کو بکھیر دیا اور جماعت کی شیرازہ بندی کو منتشر کر دیا اور انہوں نے حکومت کی مقبوضہ زمینیں اور مضافات کی حکومتیں باہم تقسیم کر لیں۔

نوح الدمری: اور ان کے جوانوں میں سے نوح الدمری بھی تھا جو منصور کے عظیم اصحاب میں شامل تھا جسے المستعین نے

موروراور ارکش کے مضافات کا حاکم مقرر کیا تھا' اس نے ۴۰۳ھ میں وہاں پر جنگ کے دوران اپنی خودمختار حکومت قائم کر لی اور خود وہاں کا حاکم بن بیٹھا یہاں تک کہ ۴۳۳ھ میں فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے ابو مناد محمد بن نوح کو حاکم مقرر کیا جس نے حاجب کا لقب اختیار کیا اور غرب اندلس میں اس کے اور ابن عباد کے درمیان ایک معاملہ چل رہا تھا۔

<u>المعتضد گرفتاری</u>: اور المعتضد اپنے ایک سفر میں ارکش کے قلعے کے پاس سے گزرا اور اس نے پوشیدہ طور پر اس کا چکر لگایا تو ابن نوح کے ایک ساتھی نے اسے گرفتار کر لیا اور اُسے اس کے پاس لایا تو اس نے اسے چھوڑ دیا اور اس کی عزت کی جس نے اسے احسان خیال کیا اور یہ ۴۴۳ھ کا واقعہ ہے پس وہ اپنے دارالسلطنت کو چلا گیا اور اس کے بعد اس نے ان بربری بادشاہوں کی دوستی کی طرف رجوع کیا جو اس کے اردگرد رہتے تھے اور اس نے اس ابن نوح کے لئے ارکش اور موروز کے کارنامے پر وہ چیزیں مباح کر دیں جو انہوں نے اس کے لئے مباح کی تھیں پس وہ سب اس کے مخلص دوست بن گئے یہاں تک کہ اس نے اس کے بعد ان کو ۴۴۵ھ میں ایک حوض کی طرف بلایا اور اپنے مضافات کے خاص باشندوں کو خصوصی دعوت دی اور اُسے حمام میں داخل ہونے کے لئے مخصوص کیا جو اس نے ان کی حد درجہ تکریم کے لئے تیار کیا تھا اور ابن نوح ان میں سے اس کے پاس پیچھے رہ گیا پس جب وہ حمام کے اندر چلے گئے تو اس نے اسے ان پر بند کر دیا اور اس نے ہوا کے راستے بھی بند کر دیئے یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گئے اور ابن نوح اپنے گزشتہ احسان کی وجہ سے بچ گیا اور اس نے اسی وقت ان لوگوں کو بھیج دیا جنہوں نے ان کے قلعوں کو قبضے میں لے لیا پس اس نے انہیں اپنے مضافات میں شامل کر لیا جن میں رندہ' شریش اور اس کے بقیہ مضافات شامل تھے' اس کے بعد ابو مناد ابن نوح کی وفات ہو گئی اور اس کا بیٹا ابو عبداللہ حکمران بن گیا اور ہمیشہ ہی المعتضد اسے تنگ کرتا رہا یہاں تک کہ وہ ۴۵۸ھ میں حکومت سے الگ ہو گیا تو اس نے اسے اپنی عملداری میں شامل کر لیا اور محمد ابی مناد اس کے پاس چلا گیا یہاں تک ۴۶۸ھ میں فوت ہو گیا اور بنی نوح کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ والبقاء للہ وحدہ سبحانہ۔

ابو عبداللہ بن الحاجب ابی مناد محمد بن نوح الدمری

فصل

بنی دمر کے بطن بنی برزال کے حالات اور اُندلس میں قرموتہ اور اس کے مضافات میں ان کا حال اور آغاز و انجام

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ بنی برزال' ورشیدین بن واتمن بن وارذیرن بن دمر کی اولاد میں سے ہیں اور بنو

بصدر یزن: بنو صمغان اور بنو یطوفت ان کے بھائی ہیں یہ بنی برزال افریقہ میں رہتے تھے اور ان کے مواطن جبل سالات اور اس کے قریب و جوار کے مسیلہ کے مضافات میں تھے اور انہیں عددی برتری اور غلبہ حاصل تھا اور وہ خوارج کے فرقوں میں سے نکاریہ فرقہ سے تعلق رکھتے تھے اور جب ابو یزید اسماعیل منصور کے آگے بھاگا اور اسے اطلاع ملی کہ محمد بن خزر اس کی گھاٹ میں ہے تو اس نے سالات میں پناہ لینے کا ارادہ کیا اور اس کی طرف چلا گیا اور منصور کی فوجوں نے اسے تنگ کر دیا تو وہ وہاں سے کناتہ چلا گیا۔ اس کے حالات ہم پہلے بیان کر چکے ہیں پھر بنی برزال شیعہ کی اطاعت اور مسیلہ اور الزاب کے حاکم جعفر بن علی بن حمدون کی دوستی پر قائم ہو گئے یہاں تک کہ اس کے پیروکار بن گئے۔

جعفر بن معد کی بغاوت: اور جب ۳۶۰ھ میں جعفر بن معد نے بغاوت کی تو یہ بنی برزال اس کے خواص میں شامل تھے اور یہ الحکم المنصر کے زمانے میں اس کے ساتھ سمندر پار کر کے اندلس چلے گئے تو اس نے ان کو ملازمت دے دی اور انہیں اپنی فوج کے ان دستوں میں شامل کر لیا جن دنوں فوج میں منسلک قبائل زناتہ اور باقی ماندہ بربری دعوت اموی سے وابستہ ہو رہے تھے اور اس کی خاطر ادارسہ سے جنگ کر رہے تھے پس یہ سب کے سب اندلس میں ٹھہر گئے اور ان میں سے بنی برزال کو غلبہ اور مشہور تونگری حاصل تھی۔

منصور بن ابی عامر کی خود مختاری: اور جب منصور ابن ابی عامر نے اپنے خلیفہ ہشام کے مقابلہ میں خود مختاری کا ارادہ کیا اور اس نے حکومت کے آدمیوں اور حکمرانوں سے برا منانے کی توقع کی تو اس نے بنی برزال اور دیگر بربریوں پر بہت احسانات کیے جس سے اس کی حکومت اور قوت مضبوط ہو گئی یہاں تک کہ اس نے حکومت کے آدمیوں کو حقیر کر دیا اور اس کے نشانات مٹا دیئے اور اپنی حکومت کے ارکان کو مضبوط کر دیا۔

جعفر بن یحییٰ کا قتل: پھر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس نے ان کے حاکم جعفر بن یحییٰ کو ان کے ساتھ دھڑے بندی کرنے اور اس کے بعد ان کے مائل ہو جانے کے خوف سے قتل کر دیا پس وہ اس کے دھڑے بند ہو گئے اور وہ انہیں نمایاں ریاستوں اور بلند و بالا عملداریوں میں عامل مقرر کرتا تھا اور بنی برزال کے اعیان میں سے ایک اسحاق بھی تھا جسے اس نے قرمونہ اور اس کے مضافات کا والی بنایا اور وہ بنی عامر کے دور میں لگاتار وہاں کا والی رہا اور المستعین نے اسے برابرہ کے ساتھ اپنی جنگ میں از سر نو وہاں کا والی مقرر کیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا عبداللہ وہاں کا والی بنا۔

قرطبہ سے بنی حمود کی حکومت کا خاتمہ: اور جب قرطبہ سے بنی حمود کی حکومت کا خاتمہ ہوا اور اس کے باشندوں نے ۴۱۴ھ میں قاسم مامون کو وہاں سے کوچ کروا دیا تو اس نے اشبیلیہ جانے کا ارادہ کیا جہاں پر اس کا نائب محمد بن ابی زیری جو سرکردہ بربریوں میں سے تھا موجود تھا اور قرمونہ میں عبداللہ بن اسحاق برزالی موجود تھا پس قاضی ابن عباد نے ان دونوں سے قاسم کی اطاعت چھوڑنے اور اسے ان دونوں عملداریوں میں آنے سے روکنے کے لئے خفیہ طور پر مشورہ کیا تو ان دونوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا پھر اس نے عبداللہ بن اسحاق کی جانب سے خفیہ طور پر اسحاق کو انتباہ کیا تو قاسم ان دونوں عملداریوں سے انحراف کر کے شریش کی طرف چلا گیا اور ان میں ہر کوئی اپنی عملداری میں خود مختار بن بیٹھا۔

عبداللہ کی وفات: پھر اس کے بعد عبداللہ فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا محمد حکمران بنا اس کے اور المعتضد کے درمیان جنگ ہو

گئی اور یحییٰ بن علی بن حمود نے ۴۱۸ھ میں اشبیلیہ کی جنگ میں ان کے خلاف مدد دی پھر ان کے بعد ابن عباد کے ساتھ ان کا اتفاق ہو گیا اور ان نے عبداللہ بن افطس کے خلاف ان کی مدد کی اور ان دونوں کے درمیان جو جنگ ہوئی اس میں ابن افطس کے خلاف اس کی مدد کی اور ان دونوں کے درمیان جو جنگ ہوئی اس میں ابن افطس کو شکست ہوئی اور اس کے بیٹے مظفر کو فوج کے سالار نے محمد بن عبداللہ بن اسحاق کے قبضہ میں دے دیا اس کے بعد اس نے اس پر احسان کر کے اسے آزاد کر دیا۔

محمد بن اسحاق اور المعتضد کے درمیان جنگ: پھر محمد بن اسحاق اور المعتضد کے درمیان جنگ ہوئی اور اسماعیل بن المعتضد نے سواروں اور پیادوں کو کمین گاہوں میں بٹھانے کے بعد ایک دن قرموتہ پر حملہ کر دیا اور محمد اپنی قوم کے ساتھ سوار ہو کر اس کے پاس گیا تو اسماعیل نے بھاگنے کا بہانہ کر کے اس پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ وہ کمین گاہوں تک پہنچ گئے تو انہوں نے ان پر حملہ کر دیا اور محمد برزالی کو قتل کر دیا یہ ۴۳۴ھ کا واقعہ ہے۔

اور اس کے بیٹے العزیز بن محمد نے حکومت سنبھال لی اور اپنے عہد کی پارٹیوں کے ملوک کو خوش کرنے کے لئے المستظہر کا لقب اختیار کیا اور المعتضد آہستہ آہستہ مغربی اندلس پر غالب آتا گیا یہاں تک کہ اس نے اسے قرموتہ کی عملداری میں تنگ کر دیا اور اس سے استجہ اور مورور کو حاصل کر لیا پھر ۴۵۹ھ میں العزیز اس کے حق میں قرموتہ سے دستبردار ہو گیا اور المعتضد نے اسے اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا اور اندلس سے بنی برزال کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا پھر اس کے بعد ان کا قبیلہ بھی جبل سالات میں ختم ہو گیا اور وہ گزشتہ لوگوں میں سے ہو گئے۔ والبقاء للّٰہ وحدہ سبحانہ

العزیز محمد بن عبداللہ بن اسحاق البرزالی

فصل

طبقہ اولیٰ میں سے بنی دماتو اور بنی یلومی کے حالات اور مغرب اوسط میں انہیں جو حکومت و سلطنت حاصل تھی اس کا آغاز و انجام

یہ دونوں قبیلے زناتہ کے قبائل میں سے ہیں اور طبقہ اولیٰ کے توابع میں سے ہیں ہمیں جاننا تک ان دونوں کے نسب کے متعلق معلوم نہیں ہو سکا مگر ان دونوں کے نسابہ اس امر پر متفق ہیں کہ یلومی اور ربا جن جسے ابو مزین کہتے ہیں دونوں بھائی ہیں اور مدیون ان دونوں کا ماں جایا بھائی ہے یہ بات ان کے کئی نسابوں نے بیان کی ہے اور اس زمانے میں بنو مزین ان کو اس نسب سے پہچانتے ہیں اور ان کی دھڑے بندی کو ضروری قرار دیتے ہیں اور یہ دونوں قبیلے زناتہ کے بطنوں میں سے بہت

زیادہ بطنوں والے اور بہت شوکت والے ہیں اور ان سب کے مواطن مغرب اوسط میں ہیں۔

اور ان میں سے بنی دماتو' وادی مناس اور مرات سے مشرق کی جانب اور اس کے قریب شلب کے نشیب میں رہتے ہیں اور بنو یلومن اس سے مغربی کنارے پر جعبات' بطحاء' سبد' سیرات' جبل ھوارہ اور بنی راشد میں مقیم ہیں اور کثرت و قوت میں مغرادہ اور بنی یفرن کو ان پر تقدم حاصل ہے اور جب مغرب اوسط میں بلکین بن زیری نے مغرادہ اور بنی یفرن پر قبضہ حاصل کیا تو انہیں مغرب اقصیٰ کی طرف نکال دیا اور یہ دونوں قبیلے اپنے مواطن میں مقیم رہے اور ضہاجہ نے انہیں اپنی جنگوں میں استعمال کیا اور جب مغرب اوسط سے ضہاجہ کی حکومت کے سائے سکڑنے لگے تو یہ ان کی اپنی بڑائی جتانے لگے۔

الناصر بن علناس: اور الناصر بن علناس صاحب القلعہ اور بجایہ کی حد بندی کرنے والے نے بنی دماتو کو دوستی کے لئے خاص کر لیا تو یہ یلومی کو چھوڑ کر اس کی قوم کے پیروکار بن گئے اور بنی دماتو کی حکومت انہی کے ایک گھرانے میں تھی جو بنی ماخوخ کے نام سے معروف تھے اور منصور بن الناصر نے ماخوخ کی ایک بہن سے شادی کر لی اس طرح انہیں حکومت میں مزید حکمرانی حاصل ہو گئی۔

تلمسان پر مرابطین کا قبضہ: اور جب مرابطین نے ۷۲۷ھ میں تلمسان پر قبضہ کیا اور یوسف بن تاشفین نے اپنے عامل محمد بن تنیعمر کو وہاں بھیجا تو اس نے منصور کے شہروں اور مضافات پر قبضہ کر لیا یہاں تک کہ اس نے الجائر سے جنگ کی اور فوت ہو گیا تو تاشفین نے اس کے بھائی کو اس کی عملداری پر عامل مقرر کر دیا تو اس نے اشیر سے جنگ کر کے اُسے فتح کر لیا' ان دونوں قبیلوں نے اس کی جو امداد کی اس نے منصور کو بعد میں غضب ناک کر دیا اور اس نے ضہاجہ کی فوجوں میں سے بنی دماتو کو منصور کے خلاف اُکسایا جسے مافوخ نے اپنی بہن بیاہ دی تھی لیکن اس نے اسے شکست دی اور شکست کھا کر بجایہ کی جانب جاتے ہوئے اس کا تعاقب کیا اور اسے محل میں داخل ہوتے وقت قتل کر دیا' اسنے اس کی بیوی نے دل ٹھنڈا کرنے کے لئے قتل کیا جو مافوخ کی بہن تھی پھر وہ فوجوں کے ساتھ تلمسان کی طرف گیا اور شیخ' زیاح زغبہ کے عرب اور اس کے ساتھ شامل ہونے والے زناتہ اکٹھے ہو گئے اور ۴۸۶ھ کا مشہور معرکہ ہوا' جس میں ابن تنیعمر المسنوفی شہر پر قبضہ کرنے کے بعد بھی زندہ رہا جیسا کہ ہم ضہاجہ کے حالات میں اس کا ذکر کر چکے ہیں۔

پھر منصور فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا العزیز حکمران بنا اور مافوخ نے اپنی حکمرانی اُسے دے دی اور العزیز نے بھی اس کی بیٹی سے رشتہ کیا اور اس نے اسے اس کے ساتھ بیاہ دیا اور مغرب اوسط کے نواح میں' صحرائی لوگ طاقت ور ہو گئے اور دونوں قبیلوں بنی دماتو اور بنی یلومی کے درمیان جنگ کی آگ بھڑک اٹھی اور ان کے درمیان کئی معرکے ہوئے اور ماخوخ فوت ہو گیا اور اس کی قوم کی حکومت کو اس کے بیٹوں تاشفین علی اور ابوبکر نے سنبھالا اور زناتہ ثانیہ کے قبیلوں نے جو بنی عبدالواد' توجین اور بنی راشد میں سے تھے اور مغرادہ میں سے بنی ورسفان نے ان کی مدد کی اور بعض اوقات بنومزین نے قرب مواطن کی وجہ سے اپنے بھائی بنی یلومی کی مدد کی۔ مگر اس زمانے میں زناتہ ثانیہ ان دونوں قبیلوں سے مغلوب تھے اور ان کی امارت ان کے ماتحت تھی یہاں تک کہ موحدین کی حکومت آ گئی۔

عبدالمومن کی مغرب اوسط پر چڑھائی: اور عبدالمومن نے تاشفین بن علی کی اتباع میں مغرب اوسط پر چڑھائی کی

اور بنی دماتو میں سے ابوبکر بن ماخوخ اور یوسف بن زید نے ان کی اطاعت کرنے میں پیشقدمی کی اور سیزہ زار زمین میں اس کے پاس چلے گئے تو اس نے ابن داندین کی نگرانی کے لئے ان کے ساتھ موحدین کی فوج بھیج دی تو انہوں نے بنی یلومی اور بنی عبدالواد کے علاقے میں خوب خونریزی کی اور ان کا فریادی تاشفین بن علی بن یوسف کے پاس گیا تو اس نے فوجوں کے ساتھ انہیں مدد دی اور انہوں نے منداس میں پڑاؤ کیا اور مغراوہ میں سے بنو ورسفان اور بنی بادین میں سے بنی توجین بنی یلومی کے واسطے اکٹھے ہو گئے اور بنو عبدالواد اور ان کا سردار حمامہ بن مظہر اور بنی مزین میں سے بنو یکتاسن بھی ان کے ساتھ شامل تھے۔

بنی دماتو پر حملہ: انہوں نے بنی دماتو پر حملہ کر کے ابوبکر کو چھ سو آدمیوں سمیت قتل کر دیا اور ان کی غنائم حاصل کیں اور موحدین اور بنی دماتو کی ایک جماعت جبل سیرات میں قلعہ بند ہو گئی اور تاشفین بن علی فریادی بن کر عبدالمومن کے پاس گیا اور ان کے ساتھ مل کر آیا یہاں تک کہ تاشفین بن علی تلمسان آیا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ جب وہ اس کے پیچھے دہران کی طرف گیا تو شیخ ابوحفص موحدین کی فوجوں کے ساتھ بلاد زناتہ کی طرف گیا تو انہوں نے ان کے علاقے کے وسط میں منداس میں پڑاؤ کیا اور ان میں خوب خونریزی کی یہاں تک کہ انہوں نے اطاعت اختیار کر لی اور دعوت میں داخل ہو گئے اور وہ دہران کے محاصرہ سے عبدالمومن کے پاس اس کے مقام پر گیا اور ان کے لیڈر شیخ بن یلومی سید الناس بن امیر الناس اور شیخ بنی عبدالواد حمامہ بن مظہر اور شیخ بنی توجین عطیہ الحیو وغیرہ تھے تو اس نے ان کو خوش آمدید کہا۔

زناتہ کی بغاوت: پھر اس کے بعد زناتہ نے بغاوت کر دی اور بنی یلومی بعبابات میں اپنے قلعے میں قلعہ بند ہو گئے اور ان کا شیخ سید الناس اور مدرج جو سید الناس کے بیٹے تھے وہ بھی ان کے ساتھ تھے پس موحدین کی فوجوں نے ان کا محاصرہ کر لیا اور ان پر غالب آ گئے اور انہیں مغرب کی طرف واپس بھیج دیا اور سید الناس مراکش میں اترا۔ اور وہیں پر عبدالمومن کے عہد میں اس کی وفات ہوئی اور اس کے بعد بنو ماخوخ بھی فوت ہو گئے۔

بنو یلومی اور بنو توجین کا جھگڑا: اور جب ان دونوں قبیلوں کے امیر نے بغاوت کی تو بنو یلومی نے ان عملداریوں میں بنو توجین سے کشاکش کی اور اس کے اردگرد کے علاقے کے بارے میں ان سے جھگڑا کیا پھر اس کی اطراف میں ان سے جنگ کی اور بنی توجین کے شیخ عطیہ الحیو نے ان کا کام سنبھال لیا اور اس کی قوم میں سے بنی منکوش بھی اس کے ساتھ اس جنگ کی آگ میں داخل ہو گئے اور انہوں نے ان کے مواطن میں ان پر غلبہ پا لیا اور انہیں رام کر لیا اور انہیں ان کی قیام گاہوں میں ان کا پڑوسی بنا دیا اور موحدین کی دوستی اور مخالفت کی وجہ سے بنو عبدالواد اور توجین ان دونوں قبیلوں وغیرہ پر غالب آ گئے پس ان کی حالت بگڑ گئی اور ان کا بطون ان زناتہ میں بکھر گیا جو بنی عبدالواد اور توجین میں سے ان کے اوطان کے وارث ہوئے تھے۔ والبقاء اللہ سبحانہ۔

بنی دماتو کا بطن بنو یامدس: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ لوگ مغراوہ میں سے ہیں اور ان کے مواطن مغرب اقصیٰ اور اوسط کی جانب اس دشوار گزار پہاڑ کے پیچھے ہیں جو اپنی آبادی کی وجہ سے انہیں گھیرے ہوئے ہے اور جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور انہوں نے اپنے مواطن میں قلعے اور محلات کی حد بندی کی اور وہاں کھجوروں انگوروں اور دیگر پھلوں کے باغات

بنائے اور ان میں سے کچھ باغات سجلماسہ کی جانب تین مراحل پر واقع ہیں جسے وطن توات کہتے ہیں اس میں متعدد محلات ہیں جو دو سو کے قریب ہیں جو مشرق سے مغرب کو جاتے ہیں اور آخری باغ مشرق کی جانب ہے جسے تمنطیت کہتے ہیں اور یہ ایک شہر ہے جو آبادی سے بھر پور ہے اور اس زمانے میں مغرب سے سوڈان کے شہر مالی کی طرف آنے والے تاجروں کی فرودگاہ ہے اور شہر سے اس تک اور اس کے اور مالی کے علاقے کی سرحد کے درمیان ایک راہ نا آشنا جنگل ہے جس میں جانے والا کوئی شخص ملثمین کے خبیر راہ نما کے بغیر جو اس ویرانے میں سفر کرتے رہتے ہیں راستہ معلوم نہیں کر سکتا اور تاجر لوگ راہ نما کو بہت سی شروط کے ساتھ ان کے راستے سے کرائے پر حاصل کرتے ہیں اور سوس کے جنگل سے مغرب کی جانب بلند محلات کا ایک شہر بودی ہے جو مالی کے مضافات کی آخری سرحد ولاتن تک سوار ہونے کی جگہ ہے پھر جب سوس کے صحرائی لوگ اس کے راستوں پر غارت گری کرنے لگے اور اس کے مسافروں سے الجھنے لگے تو انہوں نے اسے ترک کر دیا اور تمنطیت کے بالائی علاقے کے ایک راستے سے ملک سوڈان کو جانے لگے اور ان محلات سے تلمسان کی جانب دس مراحل کے فاصلے پر تیکارین کے بہت سے محلات ہیں جو ایک مغرب سے مشرق کی طرف جانے والی وادی میں ایک سو کے قریب ہیں جو بہت آباد اور باشندوں سے اٹے ہوئے ہیں اور صحرا میں ان عجیب و غریب محلات کے اکثر باشندے بنو یادین ہیں اور ان کے ساتھ بربر کے بقیہ قبائل و تطفیر مصاب' بنی عبدالواد اور بنی مرین بھی رہتے ہیں جو بڑی تعداد اور ساز و سامان والے ہیں اور احکام اور ٹیکسوں کی ذلت سے دور ہیں اور ان میں پیادہ اور سوار بھی ہیں اور ان کی اکثر معاش پکی کھجوریں ہیں اور ان میں بلاد سوڈان کی طرف جانے والے تاجر بھی ہوتے ہیں اور ان کے تمام مضافات عربوں کی جولانگاہ ہیں' جو عبیداللہ سے مخصوص ہیں جنہیں اس نے سفر کے لئے معین کیا ہے اور بسا اوقات بنو عامر بن زغبہ بھی تیکرارین میں ان کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں' جہاں بعض سالوں میں ان کے چراگاہیں تلاش کرنے والے پہنچ جاتے ہیں۔

عبیداللہ: اور عبیداللہ نے ان کے لئے ضروری قرار دیا ہے کہ وہ ہر سال توات کے محلات اور تمنطیت شہر کی طرف سردیوں کا سفر کیا کریں اور ان کے چراگاہوں کے متلاشیوں کے ساتھ تاجروں کے قافلے شہروں اور ٹیلوں سے نکلتے یہاں تک کہ تمنطیت میں اتر پڑتے پھر وہاں سے بلاد سوڈان میں چلے جاتے ہیں اور ان صحرائی بلاد میں جاری پانی کے حصول میں ایک عجیب بات پائی جاتی ہے جو مغرب کے ٹیلوں میں نہیں پائی جاتی اور وہ یہ ہے کہ ایک بہت گہری تہ والا کنواں کھودا جاتا ہے اور اس کی اطراف کو بنایا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ کھدائی سے ٹھوس پتھروں تک پہنچ جاتی ہیں جنہیں کدالوں اور کلہاڑیوں سے گھڑا جاتا ہے یہاں تک کہ ان کا جسم نرم پڑ جاتا ہے پھر کام کرنے والے اوپر آ جاتے ہیں اور اس پر لوہے کا ٹکڑا پھینکتے ہیں جو پانی کے اوپر اس کی سطح کو توڑ دیتا ہے اور وہ اوپر چڑھتا آتا ہے اور کنواں بہتا ہوا سطح زمین پر آ جاتا ہے اور ان کا خیال ہے کہ بسا اوقات ہر چیز سے اپنی سرعت میں بڑھ جاتا ہے اور یہ عجیب بات توات' تیکرارین اور وارکلا اور ریغ کے محلات میں بھی پائی جاتی ہے اور دنیا ابوالعجائب ہے واللہ الخلاق العلیم یہ زناتہ کے طبقہ اولیٰ کے بارے میں آخری بات ہے اب ہم طبقہ ثانیہ کے حالات کی طرف رجوع کرتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی حکومت اس عہد تک قائم ہے۔

فصل

زناتہ کے طبقہ ثانیہ کے حالات اور ان کے انساب وقبائل کا تذکرہ اور ان کا آغاز وانجام

زناتہ کے طبقہ اولی سے حکومت کے خاتمہ سے قبل جو صنہاجہ اور ان کے بعد مرابطین کے ہاتھوں میں تھی' ہم قبل ازیں بہت گفتگو کر چکے ہیں کہ ان اقوام کی دھڑے بندی ان کی حکومت کے خاتمہ سے منتشر ہو چکی تھی اور ان میں سے کچھ بطون باقی رہ گئے تھے جنہوں نے حکومت کے لئے کوئی جدوجہد نہیں کی اور نہ ہی وہ خوشحالی کے قائل تھے پس وہ مغربین کے اطراف میں اپنی قیام گاہوں میں اقامت پزیر ہو گئے اور وہ جنگل اور ٹیلوں کی دونوں جانب چراگاہیں تلاش کرتے آتے تھے اور حکومتوں کا حق اطاعت ادا کرتے تھے اور وہ زناتہ کی پہلی قوموں کی اولاد پر غالب آ گئے حالانکہ اس سے قبل وہ ان سے مغلوب تھے پس انہیں غلبہ اور دبدبہ حاصل ہو گیا اور حکومتوں کو ان کی مدد کرنے اور ان سے دوستی کرنے کی ضرورت ہوئی یہاں تک کہ موحدین کی حکومت ختم ہو گئی تو انہوں نے حکومت کی طرف گردن بلند کر کے دیکھا اور اپنے باشندوں کے ساتھ مل کر اس میں اپنا حصہ مقرر کیا اور انہیں حکومتیں حاصل ہوئیں جن کا ہم ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ۔

اور اس طبقہ کے اکثر لوگ بنی واسین بن یصلتن سے تھے جو مغراوہ اور بنی یفرن کے بھائی تھے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بنی واشتن بن ورسیک بن جانا سے ہیں جو ملسارہ اور ناجدہ کے بھائی ہیں اور ان انساب کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور ان بنی واسین میں سے کچھ لوگ قصطیلہ شہر میں رہتے تھے۔

<u>ابو یزید النکاری</u>: اور ابن الرقیق نے بیان کیا ہے کہ جب ابو یزید النکاری جبل اوراس پر غالب آیا تو اس نے انہیں توزر کے بارے میں لکھا اور انہیں اس کا محاصرہ کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے ۳۳۳ھ میں اس کا محاصرہ کر لیا اور بعض اوقات ان کے کچھ لوگ اس عہد میں الحامہ شہر میں بھی رہتے تھے جو بنی ورتاجن کے نام سے مشہور تھے جو ان کا ایک بطن ہے اور ان کی اکثریت ہمیشہ مغرب اقصیٰ میں ملویہ اور جبل راشد کے درمیان رہی ہے۔

<u>موسیٰ بن العافیہ</u>: اور موسیٰ بن ابی العافیہ نے اپنے خط میں الناصر اموی کو اس جنگ کے بارے میں بتایا وہ ابوالقاسم شیعی کے غلام میسور اور اس کے ساتھی زناتہ قبائل سے کر رہا تھا پس اس نے جن لوگوں کا ذکر کیا ہے ان میں ملویہ کا بھی ذکر کیا ہے اور قبائل بنی واسین' بنی یفرن' بنی یرناتن' بنی ورغت اور مطماطہ میں سے صرف بنی واسین کا ذکر کیا ہے کیونکہ حکومت سے قبل یہ مواطن ان کے مواطن میں سے تھے۔

<u>اس طبقہ کے بطون</u>: اس طبقہ کے بطون میں سے بنو مرین ہیں جو ان سے زیادہ تعداد اور مضبوط سلطنت اور بڑی حکومت

والے تھے اور ان میں سے بنوعبدالواد بھی ہیں جو کثرت وقوت میں ان کے بعد ہیں اور اسی طرح ان کے بعد بنوتوجین ہیں جو اس طبقہ میں صاحب حکومت ہیں اور ان میں بنی یادین کے بھائی بنوراشد بھی ہیں جن کے پاس کوئی حکومت نہیں جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور اسی طرح ان میں صاحبان حکومت بھی ہیں جو ان کے نسب سے نہیں' جو مغراوہ کی اولاد میں سے وادی شلف میں ان کے پہلے مواطن میں رہتے ہیں پس ان کی پہلی قوم کے خاتمہ کے بعد ان میں حکومت کی رگیں حرکت کرنے لگیں تو انہوں نے اس قوم کے ساتھ اس کی رسی میں باہم کشاکش کی اور انہیں اپنے مواطن میں حکومت حاصل تھی جیسا کہ ہم ان کا ذکر کریں گے اور اس طبقہ میں ان کے بہت سے بطون ہیں جنہیں کوئی حکومت حاصل نہیں ہم ان کے قبائل کی تفصیل کے ساتھ ان کا ذکر کریں گے' ان کے سب قبائل زرجیک بن واسین سے نکلتے ہیں' جن میں سے بنو یادین ابن محمد اور بنومرین بن ورتاجن بھی ہیں۔

بنو ورتاجن : اور بنو ورتاجن' ورتاجن بن ماخوخ ابن جریج بن فاتن بن بدر یخفت بن عبداللہ بن ورتنیک بن المعز بن ابراہیم بن زرجیک کی اولاد سے ہیں۔

بنومرین : اور بنومرین بن ورتاجن کے متعدد قبائل اور بطون ہیں جیسا کہ ہم ابھی ذکر کریں گے یہاں تک کہ بنی ورتاجن کے بقیہ قبائل بکثرت ہو گئے اور بنو ورتاجن بھی اپنے جملہ قبائل وشعوب میں شمار ہونے لگے۔

بنو یادین : اور بنو یادین بن محمد' زرجیک کی اولاد میں سے ہیں لیکن اب میں ذکر نہیں کروں گا کہ ان کا نسب کس طرح اس کے ساتھ ملتا ہے اور وہ بہت سے قبائل میں بٹ گئے ہیں جن میں سے بنوعبدالواد' بنوتوجین' بنومصاب اور بنوزردال بھی ہیں اور ان سب کو یادین بن محمد کا نسب اکٹھا کرتا ہے اور اس محمد میں یادین اور بنوراشد اکٹھے ہو جاتے ہیں پھر محمد' ورتاجن کے ساتھ زرجیک بن واسین میں اکٹھا ہو جاتا ہے اور یہ سب کے سب زناتہ اولیٰ کے درمیان ان بطون وقبائل کے بڑھنے سے قبل بنی واسین کے نام سے مشہور تھے اور زمانے کے ساتھ ساتھ پھیلتے جاتے تھے اور ان کے مغرب کی طرف آنے سے قبل ارض افریقہ' صحرائے برقہ اور بلادالزاب میں زناتہ اولیٰ کی اولاد میں سے کچھ گروہ رہتے تھے' ان میں سے کچھ غذامس کے محلات میں رہتے تھے جو سرت کی جانب دس مراحل پر ہے اور عہد اسلام سے اس کی حد بندی ہو چکی ہے یہ سرزمین کئی قلعوں اور محلات پر مشتمل ہے جن میں سے بعض بنی ورتاجن کے ہیں اور بعض بنی واطاس کے ہیں جو بنی مرین کا ایک قبیلہ ہے ان کا خیال ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے ان کی حد بندی کی ہے اور اس زمانے میں ان کی آبادی اور تمدن میں بہت اضافہ ہو چکا ہے کیونکہ یہ سوڈانی حجاج کی فرودگاہ بن چکے ہیں اور تاجر سبزہ زاروں اور ٹیلوں کو چھوڑ کر راستے میں قبائل صحرائے ریگ کو طے کر کے مصر اور اسکندریہ کی طرف آرام کرنے کے لئے لوٹتے ہیں نیز یہ محلات اس جنگل میں داخلے کا دروازہ بن گئے ہیں۔

اور بنی ورتاجن میں سے ایک بہت بڑی قوم قابس کے مغرب میں الحامہ شہر میں رہتی ہے جس کے محافظ بہت ہیں اور انہیں بڑی قوت حاصل ہے اور اس کی آبادی کی زیادتی اور اس کے بازاروں کے چالو ہونے کی وجہ سے تاجر سامانوں کے ساتھ اس کی طرف سفر کرتے ہیں' اس زمانے میں بنی مرین اس سے محروم ہیں اور وہاں پر وہ لوگ رہتے ہیں جنہیں پناہ دی جاتی ہے وہ ٹیکس ادا نہیں کرتے اور نہ تاوان کو برداشت کرتے ہیں گویا وہ اپنی قوت اور جنگجوئی اور عزت کی وجہ سے اس

سے آشنا ہی نہیں ہیں۔

اور ان کا خیال ہے کہ ان کے اسلاف بنی ورتاجن نے ان کی حد بندی کی تھی اور ان کی حکومت ان کے ایک گھرانے میں ہے جو بنی دشاج کے نام سے معروف ہے اور کبھی کبھی عہد خلافت اور حکومت کے دباؤ نے ان کے سرداروں پر فخر کیا پس یہ بھی ان باتوں سے مقابلہ کرتے رہے۔ جو عوام کو تکلیف دیتی ہیں جیسے معبودوں کا بنانا' اور عید کے روز بادشاہ کے لباس سے استہزاء کرتے ہوئے اور اطاعت کی عادت کو بھولتے ہوئے سلطان کے لباس میں باہر نکلتے' ان کے پڑوسیوں کی حالت یہ تھی کہ وہ توزر اور نفطہ کے رؤساتھے اور اس استہزاء میں سب سے بڑھ کر یملالی تھا جو توزر کا پیشرو تھا۔

بنی واسین: اور بنی واسین' مصاب کے محلات میں رہتے تھے جو قبلہ کی جانب جبل تیطر سے پانچ مراحل پر ہے اور مغرب میں بنی ریغہ کے محلات سے تین مراحل پر ریگزار سے ورے ہے اور یہ اس قوم کا نام ہے جنہوں نے ان کی حد بندی کی تھی اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے بنی یادین کے کچھ قبائل ان میں فروکش ہو گئے تھے اب انہوں نے ان کو پتھریلی زمین کے درمیان جو جمادہ کے نام سے معروف ہے العرق کے راستوں میں نہایت مضبوط طور پر بنایا ہے جس میں قبلہ کی جانب کچھ فراسخ پر ان شہروں کے بارے میں دستاویز پڑی ہوئی ہے اور اس زمانے میں ان کے باشندے بنی عبدالواد سے بنی یادین' بنی توجین' مصاب اور بنی برزال اور وہ لوگ ہیں جو زناتہ کے قبائل میں سے آ کر ان کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔ اگرچہ ان کی شہرت مصاب اور اس کی عمارتوں اور پودوں سے مختص ہے اور بنی ریغہ اور الزاب کی طرح حکومت کے انتشار سے جماعتیں بھی منتشر ہو گئی ہیں۔

اور ان میں ایک گروہ جو بنی عبدالواد میں سے ہے افریقہ کے جبل اور اس کے عہد قدیم سے پہلی فتح کے وقت سے وطن بنائے ہوئے ہے اور اس کے باشندوں کے درمیان مشہور لوگ ہیں۔

بنی عبدالواد کے متعلق مورخین کا قول: اور بعض مورخین نے بنی عبدالواد کے متعلق بیان کیا ہے کہ یہ لوگ عقبہ بن نافع کے ساتھ مغرب کی فتح میں شامل تھے جب وہ اپنی دوسری حکمرانی میں دیار مغرب میں داخل ہو کر سوس کے بحر محیط تک چلا گیا تو ان غازیوں میں سے کچھ لوگ اس کی واپسی کے وقت وفات پا گئے اور انہوں نے میدان جنگ میں بڑی بہادری اور شجاعت کا مظاہرہ کیا تھا پس اس نے ان کے لئے دعا کی اور جنگ کی تکمیل سے قبل ہی انہیں واپس جانے کی اجازت دے دی۔

اور جب زناتہ' کتامہ اور صنہاجہ کے سامنے حیرت زدہ ہو گئے تو بنی واسین کے تمام قبائل طلویہ کے درمیان اکٹھے ہوئے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ ان کے بطون اور قبائل متفرق ہو گئے اور مغرب اقصیٰ اور اوسط میں بلادِ الزاب تک اور ان کے قریب جو افریقی صحرا تھے پھیل گئے جب کہ ان تمام میدانوں میں عربوں کے لئے پانچویں صدی تک جانے کے لئے کوئی رکاوٹ نہ تھا جیسا کہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے۔

اور وہ ان علاقوں میں ہمیشہ عزت کا لباس زیب تن کئے غیرت کے ساتھ رہے' ان کی کمائی چوپائے اور مویشی تھے اور وہ مسافروں پر ظلم کر کے اور اٹھے ہوئے نیزوں کے سائے میں رزق تلاش کرتے تھے اور قبائل کے ساتھ جنگیں کرنے اور حکومتوں اور اقوام کے ساتھ تنز کرنے اور بادشاہوں کے ساتھ مقابلہ کرنے میں ان کے بہت سے کارنامے ہیں جن میں سے ہم کچھ بیان کریں گے اور ان کے بالاستیعاب بیان پر زیادہ توجہ بھی نہیں دی گئی۔

اور اس کا سبب یہ ہے کہ عربی زبان عرب حکومت اور عرب قوم کے غلبہ کے لئے زیادہ استعمال ہوتی تھی اور تحریر بھی حکومت اور حاکم کی زبان میں ہوتی تھی اور عجمی زبان ان کے پروں کے نیچے مستور اور اس کے غلاف میں پوشیدہ رہتی تھی اور قدیم صدیوں سے اس زناتی قوم میں کوئی ایسا بادشاہ نہیں ہوا جو لکھنے والوں کو یہ زحمت دے کہ وہ ان کی جنگوں اور حالات کو ضبط تحریر میں لادیں اور نہ شہریوں اور سبزہ زار کے باشندوں سے ان کا میل ملاپ تھا کہ وہ ان کے کارناموں کا مشاہدہ کرتے کیونکہ یہ دور دراز ویرانوں میں رہتے تھے جیسا کہ آپ نے دیکھا کہ یہ لوگ اپنے مواطن میں اطاعت سے وحشت محسوس کرتے تھے پس یہ غفلت میں زندہ رہے یہاں تک کہ ان میں سے بہت سے آدمی فنا ہو گئے اور ان کی حکومت کے بعد ہمارے پاس کوئی نادر بات ہی پہنچی ہے جس کے پیچھے وہی مورخ پڑتا ہے جو ان کے راستوں کا ماہر ہے اور اس کی گھاٹیوں کا جاننے والا اور اس کی کمین گاہوں سے اسے اٹھانے والا ہوتا ہے اور وہ ان جنگلات میں قیام پزیر رہے اور جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ حکومت کی بلندیوں پر چڑھ گئے۔

فصل

حکومت سے قبل اس طبقہ کے حالات اوران کی گردشِ احوال اور سلطنت وحکومت پران کا غلبہ

اس طبقہ کے لوگ بنی واسین اوران کے ان قبائل سے تھے جن کو ہم نے زناتہ اولی کے تابعین کا نام دیا ہے اور جب زناتہ ضہاجہ اور کتامہ کے آگے مغرب اقصیٰ کی طرف آ گئے تو یہ بنی واسین اس جنگل کی طرف چلے گئے جو وصا کے درمیان واقع ہے اور اس زمانے میں یہ لوگ سب سے پہلے مغرب کے بادشاہ کی طرف رجوع کرتے تھے جو ملکناسہ تھے پھر ان کے بعد مغراوہ کی طرف رجوع کرتے تھے پھر بنی ضہاجہ کی لہر مغرب سے ہٹ گئی اور ان کی حکومت بھی کچھ سکڑ گئی پھر قبائل زناتہ کے ساتھ قاصیہ کے خلاف جمع ہونے لگے پس ان کی بجلیاں چمک اٹھیں اور زناتہ کے مقبوضات میں ان کے مناب خوش حال ہو گئے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اس کے مضافات کو بنو وماتو اور بنو یلومی نے دواطراف سے آپس میں تقسیم کر لیا اور ملوک ضہاجہ قلعہ والے تھے جب یہ غرب کے لئے پڑاؤ کرتے تو وہ ان کو اس کے ساتھ جنگ کے لئے جمع کرتے اور ان کی فوجوں کو اس میں دور تک گھس جانے کے لئے اکٹھا کرتے تھے۔

اور بنو واسین کے ساتھ جو مشہور قبائل جیسے بنی مرین بنی عبدالواد بنی توجین اور مصاب تھے متفرق ہو گئے انہوں نے ملویہ اور الزاب کے درمیانی علاقے پر قبضہ کر لیا اور جن زناتہ کا ہم نے ذکر کیا ہے انہوں نے جن علاقوں پر قبضہ کیا ان میں سے المغربان کو حاصل نہ کر سکے۔

اور ان سبزہ زاروں اور مضافات کے علاقوں میں زناتہ میں سے بنی وماتو اور بنی یلومی کو مغرب اوسط میں حکومت حاصل تھی اور بنی یفرن اور مغراوہ تلمسان میں بنی واسین اوران کے قبائل کے لئے فوجیں جمع کرتے تھے اور جو ان سے مزاحمت کرتا یا ملوک ضہاجہ میں سے ان کے ساتھ جھگڑا کرتا تھا اس پر وہ اپنی فوجوں کے ساتھ غالب آ جاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ زناتہ اور دیگر لوگ ان سے اپنے مواطن کے بارے میں جھگڑا کرتے تھے اور وہ ان لوگوں کو جو جنگلات میں ان کے پاس محتاج تھے مال سے قرض حسنہ ہتھیار اور سواری قرض دیتے تھے پس وہ ان سے مال لیتے اور ثروت لیتے تھے۔

بنی ہلال بن عامر: اور جب بنی ہلال بن عامر کے مضبوط عربوں کا تیز جھکڑ بنی حماد پر چلا اور انہوں نے قیروان اور مہدیہ میں المعز اور ضہاجہ کی حکومت کو روند ڈالا تو انہیں بھی ان کی بہت ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ ان کی مدد سے پناہ لیں اور انہوں نے مغرب اوسط پر حملہ کر کے بنی حماد کو ان کے دارالسلطنت سے ہٹا دیا اور وہ اپنی مدافعت میں زناتہ کی طرف بھی بڑھے تو مغراوہ میں سے بنو یعلیٰ ملوک تلمسان اس کے لئے اکٹھے ہوئے اور بنی مرین بنی عبدالواد توجین اور بنی راشد میں سے جو بنو واسین ان کے پاس تھے انہیں جمع کیا اور اپنے وزیر ابوسعدی خلیفہ کو ہلالیوں سے جنگ کرنے پر ان کے مامور کیا اس نے ان

کے ساتھ جنگ کرنے اور انہیں الزاب کے مضافات کے ملحقہ اور افریقی علاقے اور مغرب اوسط سے دور ہٹانے کے لئے بڑے کارنامے دکھائے اور ان کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے ایک جنگ میں ہلاک ہو گیا اور قبائل زناتہ کے ہلالی' تمام مضافات پر غالب آ گئے اور ان کو الزاب اور اس کے ملحقہ افریقی علاقوں سے دور کر دیا اور بنی مرین' عبدالواد اور توجین کے یہ بنو واسین' مغرب اوسط کے صحرا میں اپنے مواطن میں آ گئے جو مصاب اور جبل راشد سے ملویہ تک اور فیکیک سے سجلماسہ تک تھے اور انہوں نے بنی دماتو اور بنی یلومی کی پناہ لے لی جو مغرب اوسط میں مضافات کے ملوک تھے اور ان کے زیر سایہ رہنے لگے اور انہوں نے اس ویرانے کو مواطن کے لئے باہم تقسیم کر لیا' پس ان میں سے بنی مرین مغرب اقصیٰ کی جانب' مغربی طرف تیکوارین میں رہتے تھے اور ملویہ اور سجلماسہ میں داخل ہو کر بنی یلومنہ سے دور ہو گئے ہاں مدد اور طرف داری کے وقت ان کے قریب ہو جاتے تھے اور مغرب اوسط کی جانب مشرقی سمت فیکیک اور مدیونہ کے درمیان سے لے کر جبل راشد اور مصاب تک بنی یادین رہتے تھے ہم عصر ہونے کی وجہ سے ان کے اور بنی مرین کے درمیان مسلسل جنگیں ہوتی رہتی تھیں کیونکہ ان مواضع میں پڑوسی قبائل کا ایک سیلاب آ گیا تھا اور ان جنگوں میں بنی یادین کو اپنے قبائل کی کثرت اور عددی فراوانی کی وجہ سے اکثر غلبہ حاصل ہوتا تھا۔ اس لئے کہ یہ چار قبیلے تھے بنی عبدالواد' بنی توجین بنی زردال اور بنی مصاب اور ان کے ساتھ ایک دوسرا قبیلہ بھی تھا اور وہ ان کے بھائی بنو راشد تھے۔

بنو راشد: اور ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ راشد یادین کا بھائی ہے اور بنی راشد کا موطن' صحرا میں وہ پہاڑ ہے جو ان کے نام سے مشہور ہے اور وہ مسلسل اسی پوزیشن میں رہے یہاں تک کہ موحدین کی حکومت آ گئی اور بنو عبدالواد' توجین اور مفرادہ نے موحدین کے خلاف بنو یلومی کی مدد کی جیسا کہ ان کے حالات میں مذکور ہے۔

مغرب اوسط پر موحدین کا غلبہ: پھر موحدین مغرب اوسط اور اس کے زناتہ قبائل پر غالب آ گئے تو انہوں نے اطاعت اختیار کر لی اور بنو عبدالواد اور توجین' موحدین کی طرف ہو گئے اور ان کے قریب ہو گئے اور موحدین کے خالص خیر خواہ بن گئے تو انہوں نے بنو مرین کو چھوڑ کر انہیں منتخب کر لیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے اور موحدین نے مغرب اوسط کے مضافات کو بنی یلومی اور بنی دماتو کے لئے اسی طرح چھوڑ دیا جیسے کہ وہ تھے تو انہوں نے ان پر قبضہ کر لیا اور مغرب اوسط کے اس صحرا میں بنی یادین کے آنے کے بعد بنو مرین اکیلے رہ گئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس مغرب میں جس میں انہوں نے حکومتوں پر غلبہ پایا اور علاقوں کو شامل کیا اور مشارق سے مغارب تک انتظام کیا اور سوس اقصیٰ سے افریقہ تک حکومتوں کی کرسیوں پر بیٹھے' کئی قسم کی حکومتوں کے لئے منتخب کر لیا تھا۔

والملک للہ یوتیہ من یشاء من عبادہ

بنو مرین اور بنو عبدالواد: پس بنو مرین اور بنو عبدالواد نے بنی واسین کے قبائل سے حکومت کا حصہ لے لیا اور انہوں نے دوبارہ اس بطن زناتہ کو زمین میں حکومت دے دی اور غلبے کی رسی سے اقوام کو کھینچا اور اس صحرائی حکومت میں ان کے بھائیوں بنی توجین نے ان کا مقابلہ کیا اور ان طبقہ ثانیہ میں کچھ اور لوگ بھی تھے جنہیں مفرادہ اور اول کے قبائل میں سے آل خزر نے چھوڑا تھا اور وہ ان کی مرز بوم وادی شلف میں رہتے تھے پس ان قبائل نے حکومت کی ڈوری کو کھینچا اور حکومت کے اطوار میں

ان سے مقابلہ کیا اور جس نے ان قبائل سے تعلق پیدا کیا اس پر احسان کیا پس انہوں نے پانی اور حکومت کے بارے میں اپنے حصے کے متعلق ان سے مقابلہ کیا۔

اور بنو عبدالواد ہمیشہ ان کی قدر کم کرتے اور ان کی ناک کاٹتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے ان کی شدت وقوت کو کمزور کر دیا اور عبدالوادی اور مرینی حکومت ایک جنگ کی وجہ سے جو ان کی زیادتی کے نتیجے میں رونما ہوئی تھی بادشاہت کے نشان سے خاص ہو گئی اور سب کچھ بنی مرین کی خودمختاری اور ان تمام قبائل کو پیچھے چلانے کی وجہ سے ہوا جیسا کہ ہم آپ کے سامنے یکے بعد دیگرے ان کی حکومتوں اور ان چاروں قبائل کے انجام کا ذکر کریں گے جو زناتہ کے طبقہ ثانیہ کے سردار ہیں۔

والملک للّٰہ یوتیہ من یشاء و العاقبۃ للمتقین۔

اب ہم طبقہ اولیٰ میں سے بقیہ مغراوہ اور ان کے سرداروں میں سے اولاد منندیل کو طبقہ ثانیہ میں جو حکومت حاصل تھی اس کے ذکر سے اس کا آغاز کرتے ہیں۔

فصل

طبقہ ثانیہ میں سے اولاد منندیل کے حالات اور انہوں نے اپنی مغراوہ قوم کو ان کے وطن اوّل شلب اور مغرب اوسط کے نواح میں جو دوبارہ حکومت لے کر دی اس کا ذکر

جب آل خزر کے خاتمہ سے مغراوہ کی حکومت جاتی رہی اور تلمسان' سجلماسہ' فاس اور طرابلس میں ان کی حکومت کمزور ہو گئی اور قبائل مغراوہ اپنے پہلے مواطن میں مغرب میں اور افریقہ کے نواح میں صحرا اور تلول میں تتر بتر اور پراگندہ ہو کر رہ گئے اور ان میں سے بہت سے لوگ اپنے مرکز اوّل شلب اور اس کے ملحقہ علاقے میں رہے جہاں بنو ورسیفان' بنو یرنار اور بنو بنلث رہتے تھے' کہتے ہیں کہ وہ ورتر مار' بنو سنجید' بنو زحاک اور بنو سنجاس میں سے ہیں اور بسا اوقات یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ زناتہ میں سے ہیں' اور مغراوہ میں سے نہیں ہیں اور بنو خزرون طرابلس کے بادشاہ تھے جب ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور وہ ممالک میں پراگندہ ہو گئے اور ان میں سے عبدالصمد بن محمد بن خزرون اپنے ان اہل بیت سے جنہوں نے حکومت پر قبضہ کر لیا تھا بھاگ کر جبل اوراس چلا گیا اور اس کا دادا خزرون بن خلیفہ طرابلس میں ان کے بادشاہوں میں سے چھٹا بادشاہ تھا پس وہ

کئی سال تک ان کے درمیان اقامت پذیر رہا پھر ان کے پاس سے کوچ کر کے شلب میں اپنی قوم مغراوہ کے ان باقی ماندہ لوگوں کے پاس آیا جو بنی ورسیفان بنی ورتزمیر اور بنی بوسعید وغیرہ میں سے تھے تو انہوں نے بڑے اعزاز و اکرام سے اس کا استقبال کیا اور اسے اس کے گھرانے کا حق دیا اور اس نے ان سے رشتہ داری کی اور اس کے بہت بیٹے ہوئے جو ان کے درمیان بنی محمد اور پھر اپنے سلفِ اول کی نسب سے خزرنیہ کے نام سے پہچانے جاتے تھے۔

ابوناس اور ورجیج بن عبدالصمد: اور اس کا ایک بیٹا ابوناس بن عبدالصمد بن ورجیج بن عبدالصمد کے لقب سے ملقب تھا اور اس نے عبادت گزاری اور رفاہی کاموں کو اختیار کر لیا تھا اور ناخوخ کے ایک بیٹے نے جو بنی دماتو کا بادشاہ تھا اس نے اپنی بیٹی کا رشتہ اس سے کیا اور وہ بیٹی اسے بیاہ دی تو اس کی قوم نسب اور رشتہ کی وجہ سے ان کے ہاں اس کی عظمت قائم ہو گئی۔

اور جب اس کے بعد موحدین کی حکومت آئی تو انہوں نے اس کے رفاہی کاموں کی وجہ سے اسے عظمت کی نگاہ سے دیکھا اور زوادی خلب اسے جاگیر میں دے دی اور وہ وہاں ٹھہر گیا اور اس کا بڑا بیٹا ورجیج تھا اور غربی لفریات اور ماکور بھی تھے۔

عبدالرحمٰن: اور دختر ناخوخ سے عبدالرحمٰن تھا جو اس کے ہاں پیدا ہونے کی وجہ سے اس کی عزت کرتے تھے اور اس میں اور اس کی اولاد میں بادشاہت کی علامات دیکھتے تھے ان کا خیال تھا کہ جب یہ پیدا ہوا تو اس کی ماں اسے صحرا میں لے گئی اور اسے ایک درخت تلے ڈال کر ایک کام کے لئے چلی گئی اور شہد کی مکھیوں کا بادشاہ اس پر حملہ کرتے ہوئے اس کے اردگرد چکر لگانے لگا' اس نے اسے دور سے دیکھا تو شفقت سے دوڑتے ہوئے آئی تو ایک عارف نے اس سے کہا فکر مند نہ ہو قسم بخدا اس کو بڑی عظمت حاصل ہو گی' اور یہ عبدالرحمٰن اپنے نسب' شجاعت اور اپنے بھائیوں کے خاندان کی کثرت کی وجہ سے مدت تک اس بڑائی کی فضا میں پرورش پاتا رہا اور قبائل مغراوہ اس کے پاس جمع ہو گئے جس کی وجہ سے اسے قوت و شوکت اور موحدین کی حکومت میں تقدم حاصل ہو گیا۔

کیونکہ یہ اطاعت کے راستوں میں ان کے ساتھ مخالطت کرنے اور ان کے پاس جمع ہونے کو ضروری قرار دیتا تھا اور ان کے سردار اپنی جنگوں میں افریقہ جاتے اور آتے ہوئے اس کے پاس سے گزرتے تھے اور وہ ان کی خوب مہمان نوازی کرتا تھا اور وہ اس کے مسلک کی تعریف کرتے ہوئے واپس جاتے تھے پس ان کے خلفاء اس پر بہت رشک کرتے تھے۔

ایک دفعہ ایک سردار کو' جب کہ وہ اپنے علاقے میں تھا مراکش میں خلیفہ کے فوت ہو جانے کی اطلاع ملی تو وہ اونٹوں اور ذخیرہ پر جانشین ہو گیا اور اسے اس عبدالرحمٰن کے سپرد کر دیا۔ اور اس نے اپنے وطن کی سرحدوں تک اس کی مصاحبت کرنے کے بعد اپنے خون بچا لئے' جہاں اسے بڑی دولت حاصل تھی جس نے اسے بڑی قوت دی پس اس نے اپنی قوم اور پارٹی اور خاندان نے سوار حاصل کئے اور اسی دوران میں فوت ہو گیا اور بنی عبدالرحمٰن کا رعب جاتا رہا اور مراکش میں خلیفہ کی حکومت کمزور ہو گئی۔

مندیل اور تمیم: اور اس کے بیٹوں میں سے مندیل اور تمیم بھی تھے ان دونوں میں سے مندیل بڑا تھا' جب جنگ کی آندھی چلی تو مندیل نے اپنی قوم کی امارت سنبھالی اور اسے قرب و جوار کے علاقوں پر غلبہ پانے کی امید ہو گئی تو وہ اپنی کچھار میں شیر

بن گیا اور اپنے بچوں کو بچانے لگا۔ پھر پڑوسی علاقوں کی طرف اس کا قدم بڑھنے لگا پس اس نے جبل وانشریس المریہ اور اس کے نزدیک کے علاقوں پر قبضہ کر لیا اور اس نے مرات گاؤں کی حد بندی کی جو اس دور میں منیجہ کا آباد میدانی علاقہ ہے اور بستیوں اور شہروں کی طرح آباد ہے۔

اہل منیجہ: مورخین نے بیان کیا ہے کہ اس دور میں اہل منیجہ تین شہروں میں اکٹھے ہوتے تھے پس یہ ان میں گھس گیا اور غارت گروں نے اس کے چوکوں کو پامال کر دیا اور اس کی آبادی کو ویران کر کے چھتوں سمیت گرے ہوئے چھوڑ دیا اس بارے میں ان کے متعلق یہ بدگمانی کی جاتی ہے کہ وہ موحدین کی اطاعت سے وابستہ تھا حالانکہ اس نے اس آدمی کے ساتھ صلح کی جس نے اس کے ان کے ساتھ صلح کی اور اس آدمی سے جنگ کی جس نے ان کے ساتھ جنگ کی۔

اور جب سے موحدین نے افریقہ پر غالب آ کر ابن غانیہ کو وہاں سے قابس اور اس کے مضافاتی علاقوں میں نکال دیا تو شیخ ابو محمد بن ابی حفص نے تونس آ کر اسے افریقہ کی طرف نکال دیا یہاں تک کہ وہاں پر وہ ۶۱۸ھ میں فوت ہو گیا۔ تو یحییٰ ابن غانیہ نے اپنی حکومت کو واپس لینے کا طمع کیا اور شہروں اور سرحدوں کی طرف سبقت کر کے وہاں خرابی اور بربادی کرنے لگا پھر افریقہ سے گزر کر بلاد زناتہ کی طرف چلا گیا اور وہاں پر لوٹ مار کی اور زمینوں کو لوٹا اور اس کے اور ان کے درمیان بار بار جنگیں ہوئیں تو مندیل بن عبدالرحمٰن نے فوج جمع کر کے منیجہ میں اس کے ساتھ جنگ کی مگر اُسے شکست ہوئی اور مغراوہ اس سے الگ ہو گئے تو ابن غانیہ نے ۶۲۲ھ یا ۶۲۳ھ میں اسے باندھ کر قتل کر دیا اور اس کی شکست کے بعد اس نے الجزائر پر قبضہ کر لیا اور اس کے اعضاء کو صلیب دی اور دوسروں کے لئے اسے عبرت بنا دیا اور اس کی قوم کی امارت اس کے بیٹوں نے سنبھال لی اور وہ بڑے شریف بیٹوں کا باپ تھا جنہیں بڑا شرف اور تعداد حاصل تھی اور وہ اپنے معاملات میں اپنے بڑے بھائی عباس کی طرف رجوع کرتے تھے پس اس نے اپنے باپ کے طریقوں کو اپنایا اور بلاد منیجہ پر ہی اکتفا کر لیا۔

پھر بنو توجین نے جبل وانشریس اور المریہ کے نواح اور اس کے قرب و جوار کے علاقوں میں ان پر غلبہ پا لیا اور وہ اپنے مرکز اول شلب میں آ گئے اور انہوں نے وہاں پر بدوی حکومت قائم کی اور انہوں نے اس میں سفر خیام مضافات اور زمینوں کو نہیں چھوڑا اور اس نے ملیانہ تنس برشک اور شرشال کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور وہاں پر انہوں نے حفصی دعوت کو قائم کیا اور راز ونہ بستی کی حد بندی کی۔

یغمراسن بن زیان: اور جب تلمسان میں یغمراسن بن زیان کے لئے حکومت ہموار ہو گئی اور وہاں پر اس کی سلطنت مضبوط ہو گئی تو اس نے اپنی جانب سے اس پر اسے اور اس کے بھائی عبدالمومن کو مغرب اوسط کے مضافات پر غلبہ پانے کی علامت کے طور پر امیر مقرر کر دیا اور اس نے مکناسہ کے ساتھ ان بنی توجین اور بنی مندیل سے جنگ کی تو ان سب نے امیر ابوزکریا بن حفص کی طرف توجہ کر لی جس نے افریقہ میں بنی عبدالمومن سے حکومت لی تھی اور انہوں نے یغمراسن کے خلاف اس کی طرف فریادی بھیجا پس اس نے ان کے مقابلہ کے لئے تمام موحدین اور عربوں کو جمع کیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس نے تلمسان پر غالب آ کر اسے فتح کر لیا اور جب وہ الحضرۃ کی طرف واپس لوٹا تو اس نے واپسی پر امرائے زناتہ کو اپنی قوم اور اپنے وطن پر امیر مقرر کیا پس اس نے عباس بن مندیل کو مغراوہ اور عبدالقوی کو توجین اور حورہ سے دوستی کرنے پر مامور کیا اس نے ان کے لئے معبودوں کا بنانا جائز کر دیا تو انہوں نے اس کے ایک حلیے میں معبود بنا دیئے اور عباس

نے یغمراسن کے ساتھ صلح کا معاہدہ کر لیا اور تلمسان میں اس کے پاس گیا تو اس نے بڑے احترام و تکریم کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور اس کے بعد ناراض ہو کر اس سے اعراض کر لیا۔

کہتے ہیں کہ اس نے ایک روز اپنی مجلس میں یہ بات بیان کی کہ اس نے ایک سوار کو دو سو سواروں کے ساتھ جنگ کرتے دیکھا تو بنی عبدالواد میں سے جو آدمی اس کی بات کو سن رہے تھے انہوں نے اس سے برا منایا اور اس کی تکذیب میں تعریض کی پس عباس ناراض ہو کر اپنی قوم کے پاس چلا گیا اور یغمراسن اس کے قول کا مصداق بن کر آیا کیونکہ وہ اپنے آپ کو وہ سوار سمجھتا تھا اور عباس نے اپنے باپ کے پچیس سال بعد ۶۴۷ھ میں وفات پائی۔

محمد بن مندیل: اور اس کے بعد اس کے بھائی محمد بن مندیل نے حکومت سنبھالی اور یغمراسن اور اس کے درمیان حالات روبراہ ہو گئے اور انہوں نے اتفاق اور مصالحت کی راہ اختیار کی اور یہ ۶۴۷ھ میں اپنی قوم مغراوہ کے ساتھ مغرب سے جنگ کرنے کے لئے نکلا جس میں یعقوب بن عبدالحق نے انہیں شکست دی اور یہ اپنے وطنوں کو واپس لوٹ آئے اور دوبارہ ان میں عداوت پیدا ہو گئی اور اہل ملیانہ نے ان کے خلاف بغاوت کر دی اور حفصی اطاعت کا جوا اپنی گردنوں سے اتار پھینکا۔

بغاوت کا واقعہ: اس بغاوت کا واقعہ یہ ہے کہ ابوالعباس ملیانی علم و دین اور روایت کے لحاظ سے اپنے وقت کا بڑا آدمی تھا اور حدیث میں عالی السند تھا اور بڑے بڑے آدمی سفر کر کے اس کے پاس آتے تھے اور ائمہ اس سے علم حاصل کرتے تھے اور شہرت نے اسے بام سیادت تک پہنچا دیا اور یعقوب المنصور اور اس کے بیٹوں کے زمانے میں شہر کی امارت اسے مل گئی اور اس کے بیٹے ابوعلی نے اس عنایت کی فضا میں پرورش پائی اور وہ ریاست کے حصول کے لئے خودسری اور خودمختاری کا بہت حریص تھا اور اس کے باوجود ٹیکسوں سے آزاد تھا' پس جب اس کا باپ فوت ہو گیا تو وہ اپنی ریاست کی دوڑ میں سرپٹ دوڑا' پھر اس نے بنی عبدالواد اور مغراوہ کے درمیان جنگ کے آثار دیکھے تو اس کے دل میں اپنے شہر میں خودمختار ہونے کا خیال آیا تو اس نے حالات کو دیکھ کر فوجوں کو جمع کیا اور ۶۵۹ھ میں خلیفہ المستنصر کے لئے دعا کرنی چھوڑ دی' جب یہ خبر تونس پہنچی تو خلیفہ نے اپنے بھائی کو موحدین کی فوج کے ساتھ بھیجا' جس میں آل اوخوش ملوک جلالقہ میں سے الدیک ابن ہرنزہ شامل نہیں تھا' یہ شخص اپنے باپ کو چھوڑ کر اپنی قوم کی ایک پارٹی کے ساتھ اس کے پاس آ گیا تھا پس اس نے کئی روز تک ملیانہ میں پڑاؤ کیا اور سلطان نے شہر کے مشائخ کی ایک پارٹی سے جو ابن ملیانی سے منحرف ہو چکی تھی' ساز باز کی پس انہوں نے رات کو ان کی طرف فوجیں بھیج دیں اور وہ ایک راستے سے شہر میں داخل ہو گئے اور ابوعلی رات کی تاریکی میں بھاگ گیا اور ایک شہر سے نکل کر ایک عرب قبیلے کے پاس چلا گیا اور یعقوب بن موسیٰ بن العطاب زغبی کے پاس فروکش ہوا تو اس نے اسے پناہ دے دی' اس کے بعد یعقوب بن عبدالحق بھی چلا گیا۔ اس کے حالات ہم نے ان کے حالات میں بیان کر دیئے ہیں اور موحدین کی فوج اور امیر ابوحفص الحضرۃ کی طرف واپس آ گئے اور اس نے محمد بن مندیل کو ملیانہ کا امیر مقرر کر دیا تو اس نے وہاں اپنی قوم کے طریق کے مطابق حفصی دعوت کو قائم کیا۔

محمد بن مندیل کی وفات: پھر محمد بن مندیل ۶۶۲ھ میں اپنی امارت کے پندرھویں سال میں ہلاک ہو گیا۔ اسے اس کے بھائی ثابت اور عابد نے خمیس کے میدان میں مسافروں کی فرودگاہ میں قتل کر دیا اور اس کے ساتھ اپنے بھائی سیتق کے

بیٹے عطیہ کو بھی قتل کر دیا اور عابد واپس چلا گیا اور ثابت نے اسے حکومت میں شریک کیا اور اس کی قوم اس کے پاس جمع ہو گئی اور اولاد مندیل نے اپنے درمیانی معاملے کو باہم تقسیم کر لیا اور ان کے دل سخت ہو گئے اور یغمراسن بن زیان نے ان پر سختی کی اور عمر بن مندیل نے اس سے ساز باز کی کہ وہ اسے ملیانہ پر قبضہ دلائے اور اپنی قوم پر امارت کے حصول میں اس کی مدد کرے پس اس نے اس معاملے میں اس سے شرط کی اور ٦٦٨ھ میں ثابت کو معزول کر کے اور امارت کے بارے میں عمر کی مدد کر کے اسے شہر کے بحران پر قابو پانے میں مدد دی پس ان دونوں نے مغراوہ کے بارے میں جو طے کیا تھا وہ پورا ہو گیا اور یغمراسن اپنی قوم کی قیادت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا پھر اولاد مندیل نے عمر کو اسی طرح قتل کرنے کے لئے یغمراسن کے قریب ہونے کے لئے مقابلہ کیا۔ پس اولاد مندیل ثابت اور عابد نے اتفاق کیا کہ وہ اسے تونس پر حاکم بنائیں گے پس انہوں نے اسے ٦٧٢ھ میں بارہ ہزار کے سونے پر قبضہ دلایا اور عمر کی حکومت قائم رہی یہاں تک کہ وہ ٧٠٠ھ میں فوت ہو گیا۔

ثابت بن مندیل: اور ثابت بن مندیل مغراوہ کا آزاد حکمران بن گیا اور اس کا بھائی عابد پڑاؤ کرنے اور اپنے ساتھی زیان بن محمد بن عبدالقوی اور عبدالملک بن یغمراسن کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے اندلس چلا گیا پس اس نے زناتہ کو پھیر دیا اور ثابت نے تونس اور ملیانہ کو یغمراسن کے قبضے سے واپس لے لیا اور اس سے عہد شکنی کی پھر یغمراسن نے ان پر سختی کی اور تونس کو ٦٨١ھ میں اپنی وفات کے قریب واپس لے لیا۔

یغمراسن کی وفات: جب یغمراسن فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کے بیٹے عثمان نے حکومت سنبھالی تو تونس نے اس کے خلاف بغاوت کر دی پھر وہ جنگ کو بلاد توجین اور مغراوہ کی طرف لے گیا اور ان کے مقبوضات پر غلبہ پا لیا اور بنی لمدینہ کی مداخلت سے المریہ کے باشندوں پر ٦٨٦ھ میں قبضہ کر لیا۔

اور ثابت بن مندیل نے مازونہ پر غالب آ کر اس پر قبضہ کر لیا پھر وہ اس کی خاطر تونس سے دستبردار ہو گیا تو اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور عثمان ہمیشہ ہی ان کو ذلیل کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے ٦٩٣ھ میں ان پر چڑھائی کر دی اور ان کے امصار و مضافات پر قبضہ کر کے ان کو وہاں سے نکال باہر کیا اور انہیں پہاڑوں میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا اور ثابت بن مندیل چاپلوسی کرتا ہوا برشک گیا پس عثمان نے ان پر چڑھائی کر دی اور وہاں پر اس کا محاصرہ کر لیا اور جب اسے یقین ہو گیا کہ اس کا گھیراؤ ہو چکا ہے تو وہ سمندر کے ذریعے مغرب کی طرف چلا گیا اور ٦٩٢ھ میں یوسف بن یعقوب شاہ بنی مرین کے پاس فریادی بن کر گیا تو اس نے اس کی عزت کی اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کے دشمن کے مقابلہ میں اس کی مدد کرے گا اور اس نے فاس میں قیام کیا اس کے اور ابن الاشعب کے درمیان جو بنی عسکر کے جوانوں میں سے تھا دوستی اور تعلق پایا جاتا تھا پس وہ ایک روز اس کے گھر میں اس کے پاس آیا اور بلا اجازت ہی اس کے پاس چلا گیا اور ابن الاشعب شراب میں مخمور تھا پس اس نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور سلطان نے اس پر حملہ کیا اور اسے اس کی موت کا دکھ ہوا اور ثابت بن مندیل نے اپنے بیٹے محمد کو اپنی قوم کا امیر بنایا اور خود مغراوہ کی حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا۔

ثابت اور محمد کی وفات: اور جب اس کا باپ ثابت اپنی قوم کی طرف واپس آیا تو وہ اپنی مغراوہ کی امارت پر قائم رہا

اور یہ اپنے باپ کی وفات کے قریب ہی وفات پا گیا تو اس کے بعد اس کے حقیقی بھائی علی نے ان کی امارت کو سنبھالا اور حکومت کے بارے میں اس کے دو بھائیوں رحمون اور منیف نے اس سے کشاکش کی پس منیف نے اسے قتل کر دیا تو ان دونوں کی قوم نے اس بات سے برا منایا اور انہیں اپنا امیر بنانے سے انکار کر دیا پس یہ دونوں عثمان بن یغمر اسن کے پاس چلے گئے تو اس نے انہیں اندلس بھیج دیا۔

معمر بن ثابت: اور ان دونوں کا بھائی معمر بن ثابت العزۃ میں غازیوں کا سالار تھا تو وہ منیف کی خاطر العزۃ سے دست بردار ہو گیا پس یہ پہلی حکومت تھی جو اسے اندلس میں ملی اور ان کا بھائی عبدالمؤمن بھی ان کے پاس چلا گیا اور یہ سب وہاں پر اکٹھے تھے اور اس دور میں عبدالمؤمن کی اولاد سے میں یعقوب بن زیان بن عبدالمؤمن اور منیف کی اولاد میں سے ابن عمر بن منیف اور ان کی ایک جماعت اندلس میں رہتی تھی۔

راشد بن محمد: اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب ثابت بن مندیل ۶۹۴ھ میں وفات پا گیا تو سلطان نے اس کے اہل وعیال کی کفالت کی جن میں اس کا پوتا راشد بن محمد بھی تھا پس اس نے اسے اپنی بہن کا رشتہ دے کر اسے اس کے ساتھ بیاہ دیا اور ۶۹۸ھ میں تلمسان جا کر وہاں مقیم ہو گیا اور اپنے شہر کے حصار کے لئے اس کی حد بندی کی اور اس کے نواح میں گھومتا پھرا اور مغراوہ اور شلف پر عمر بن ویغزن بن مندیل کو حاکم مقرر کیا اور اس کے ساتھ ایک فوج کو بھیجا پس اس نے ۶۹۹ھ میں ملیانہ' تونس اور مازونہ کو فتح کر لیا اور راشد کو اس بات کا دکھ ہوا کہ اس نے اسے اس کی قوم پر حاکم مقرر نہیں کیا اور وہ اپنے آپ کو اپنے نسب اور رشتہ کی وجہ سے زیادہ حق دار سمجھتا تھا پس وہ سلطان سے الگ ہو گیا اور جبال متیجہ میں چلا گیا اور اپنے مغراوی دوستوں سے سازش کی اور انہیں رازدار بنا کر جلدی سے ان کے پاس پہنچ گیا پس مغراوہ کی حکومت منتشر ہو گئی۔

اہل مازونہ کی سازش: اور اس نے اہل مازونہ سے سازش کی تو انہوں نے سلطان کے خلاف بغاوت کر دی اور عمر بن ویغزن نے ان کے نواحی علاقے ازمور پر شب خون مارا اور اسے قتل کر دیا اور اس کی قوم نے اس پر اتفاق کر لیا اور سلطان نے بنی ورتاجن کے حسن بن علی بن ابی الطلاق اور بنی توجین کے علی بن محمد الحیو' اور ابوبکر بن ابراہیم بن عبدالقوی اور الجند نے اپنے پروردہ علی بن حسان الصبحی کی نگرانی کے لئے بنی عسکر کے دستے بھیجے اور مغراوہ پر محمد بن عمرو بن مندیل کو امیر مقرر کیا اور انہوں نے مازونہ پر چڑھائی کر دی اور راشد نے اس کا کنٹرول کیا ہوا تھا اور اس نے اپنے چچا یحییٰ بن ثابت کے بیٹوں میں سے علی اور حمو کو وہاں پر اپنا جانشین مقرر کیا اور خود بنی بوسعید کی نگرانی کے لئے ان کے پاس چلا گیا اور فوجیں مازونہ میں مقیم رہیں اور سالوں اس کا محاصرہ کئے رہیں جس نے انہیں مشقت میں ڈال دیا اور علی بن یحییٰ نے اپنے بھائی حمو کو بغیر کسی عہد کے سلطان کی طرف بھیج دیا تو اس نے انہیں گرفتار کر لیا' پھر تکلیف نے اسے دھوکہ کرنے پر مجبور کر دیا پس وہ ۷۰۳ھ میں اپنے ہاتھ لٹکائے ہوئے ان کے پاس گیا تو انہوں نے اسے سلطان کے پاس واپس کر دیا تو اس نے اسے معاف کر دیا اور اسے زندہ رہنے دیا اور اس نے اسے بنی بوسعید کے قلعہ میں راشد بن محمد کو مانوس اور مائل کرنے کا ذریعہ بنایا اور اس نے اس کا دیر تک محاصرہ کئے رکھا اور ایک دن اسے فوجوں کے ساتھ العزۃ پر قابض کر دا دیا اور وہ اس پر چڑھائی کرتے ہوئے شہر کی وحشت ناک جگہوں میں پھنس گئے پس اس نے انہیں شکست دی اور اس جنگ میں بنو مرین کے بہت سے آدمی اور بنو عسکر کی

فوجیں ہلاک ہو گئیں۔ یہ واقعہ ۷۰۴ھ میں ہوا۔

علی اور حمو: اور جب سلطان کو یہ اطلاع ملی تو وہ ان پر برافروختہ ہو گیا اور اس نے اپنے عم زاد علی بن یحییٰ اور اس کے بھائی حمو اور ان کی قوم کے جو لوگ ان کے ساتھ تھے انہیں بھیجا تو انہوں نے تیروں سے انہیں قتل کر دیا اور ان سے جنگ کی پھر اس نے دوسری مرتبہ اس کے بھائی ابو یحییٰ بن یعقوب کو ۷۰۴ھ میں بھیجا تو اس نے بلادِ مغرادہ پر قبضہ کر لیا اور راشد اپنے چچا منیف بن ثابت اور اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ متیجہ کے جبال ضہاجہ میں چلا گیا پس ابو یحییٰ بن یعقوب نے ان کے ساتھ جنگ کی اور راشد نے یوسف بن یعقوب سے مراسلت کی ان کے درمیان صلح طے پا گئی اور فوجیں وہاں سے واپس آ گئیں اور منیف بن ثابت نے اس کے ساتھ اپنے بیٹوں اور خاندان کو اندلس بھیج دیا اور وہ زندگی بھر وہیں رہے۔

یوسف بن یعقوب: اور جب یوسف بن یعقوب ۷۰۶ھ کے آخر میں تلمسان میں اپنی اقامت گاہ میں فوت ہو گیا تو اس کے پوتے ابو ثابت اور سلطان بنی عبدالواد ابو زیان بن عثمان کے درمیان اس شرط پر صلح ہو گئی کہ بنو مرین ان تمام امصار و ثغور اور مضافات کو اس کے لئے چھوڑ دیں گے جن پر انہوں نے قبضہ کیا تھا اور انہوں نے اسے اپنے محافظوں اور گورنروں کے ساتھ بھیجا اور ان علاقوں کو بنی زیان کے گورنروں کے لئے چھوڑ دیا اور راشد نے اپنے ملک کی واپسی کی خواہش کی اور ملیانہ پر چڑھائی کر کے اس کا محاصرہ کر لیا۔ جب بنو مرین ابو زیان کے لئے ان علاقوں سے دستبردار ہو گئے اور ملیانہ اور تونس اس کے قبضہ میں آ گئے تو راشد کی سعی ناکام ہو گئی اور وہ شہر سے بھاگ گیا پھر جلد ہی ابو زیان کی وفات ہو گئی۔

ابو حمو موسیٰ بن عثمان: اور اس کا بھائی ابو حمو موسیٰ بن عثمان حکمران بنا اور اس نے مغرب اوسط پر قبضہ کر لیا پس تافریکت فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس نے ملیانہ اور المریہ پر قبضہ کر لیا پھر تونس پر قبضہ کیا اور اپنے غلام مسامح کو اس کا امیر مقرر کر دیا اور اس کے ساتھ حاکم بجایہ سلطان ابو البقاء خالد ابن مولانا امیر ابی زکریا ابن سلطان ابی اسحاق نے بھی الجزائر کو ابن عسلان باغی کے قبضہ سے واپس لینے کے لئے فوج بھیجی۔ وہاں پر راشد بن محمد اسے ملا اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا اور اس کے کام میں اس کی مدد کی اور سلطان اسے نہایت احترام و اکرام سے ملا اور اس نے اس کا اور اس کی قوم کا ضہاجہ سے جو حکومت کے دوست تھے اور بجایہ اور جبال زواوہ پر متغلب تھے معاہدہ کرا دیا پس راشد اور ان کے سردار یعقوب بن خلوف کی یکجہتی حکومت کے آخر تک قائم رہی۔

سلطان کا الحضرۃ کی حکومت کو اپنے لئے مخصوص کرنا: جب سلطان تونس میں الحضرۃ کی حکومت کو اپنے لئے مخصوص کرنے کے لئے اٹھا تو اس نے یعقوب بن خلوف کو بجایہ پر گورنر مقرر کیا اور راشد نے اپنی قوم سمیت اس کے ساتھ پڑاؤ کیا اور جنگوں میں اس کے سامنے دادِ شجاعت دی اور اسے اس کے دوستوں کی مدد سے بے نیاز کر دیا اور جب اس نے ان کے دارالخلافے پر قبضہ کر لیا اور ان کے سلف کے سرداروں پر غالب آ گیا تو حکومت کے حاجب راشد اور اس کی قوم کو اپنے ایک قرابت دار کے بارے میں حکم کے نفاذ سے افسوس ہوا اور وہ مسافروں سے جنگ کرنے لگا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے سلطان کے دربار میں پہنچا دیا تو اس نے اس کے متعلق حکم الٰہی نافذ کر دیا اور راشد ناراض ہو کر چلا گیا اور اپنے

دوست ابن خلوف کے پاس پہنچ گیا جو اسے زرادہ سے لایا تھا۔

یعقوب بن خلوف کی وفات: اور یعقوب بن خلوف فوت ہو گیا تو سلطان نے اس کی جگہ اس کے بیٹے عبدالرحمٰن کو حاکم مقرر کر دیا پس اس نے اپنے باپ کے دوست راشد کے اکرام میں اپنے باپ کے حق کو نہ چھوڑا اور ایک روز اس سے جھگڑا بھی کیا جس میں عبدالرحمٰن نے اس بھلائی کو برا جانا جو اس نے راشد سے کی تھی راشد نے حکومت میں اپنے مقام اور اپنی قوم کی شجاعت کی طرف اشارہ کیا تھا پس اس کی باتوں نے اسے کاٹ کھایا اور عبدالرحمٰن نے اسے اور اس کے قرابت دار کو پکڑ لیا اور انہوں نے اسے تیز سے چھبو چھبو کر اس کی گردن توڑ دی اور تمام مغراوہ خوفزدہ ہو کر القاصیہ کی سرحدوں پر چلے گئے اور شلب اور اس کا گردونواح ان سے خالی ہو گیا۔ گویا وہ یہاں کبھی موجود ہی نہ تھے۔

بنومنیف اور ابن ویعزن: اور ان میں سے بنومنیف اور ابن ویعزن مسلمانوں کی سرحدوں پر پڑاؤ کرنے کے لئے اندلس چلے گئے اور ان میں سے ایک گروہ کی اولاد اس دور تک وہاں آباد ہے اور موحدین کے پڑوس میں ان کی قوم کی ایک شریف جماعت نے اقامت اختیار کی جو حکومت کی فوجوں میں اپنے خاتمے تک بڑی طاقت ور تھی۔

علی بن راشد: اور راشد بن یعقوب بن عبدالحق کے محل میں اپنی پھوپھی کے پاس چلا گیا تو اس نے اس کی کفالت کی اور اولاد مندیل ناراض ہو کر بنی مرین کے وطن کی طرف چلی گئی تو وہ ان کے دوست بن گئے اور ان سے حسن سلوک کیا اور حکومت کے باقی ماندہ لوگوں نے ان سے رشتہ داری کی۔

مغرب اوسط پر سلطان ابوالحسن کا غلبہ اور آل زیان کی حکومت کا خاتمہ: یہاں تک کہ مغرب اوسط پر سلطان ابوالحسن متغلب ہو گیا اور اس نے آل زیان کی حکومت کو مٹا دیا اور زناتہ کو متحد کیا اور بلادِ افریقہ اور موحدین کی عملداریوں کو ان شہروں کے ساتھ منسلک کر دیا اور ۷۴۹ھ میں قیروان پر اس کی مصیبت پڑی جیسا کہ ہم پہلے مفصل طور پر بیان کر چکے ہیں پس اطراف اور عملداریوں نے بغاوت کر دی اور حکومت کی مشکلات ان کے پہلے مواطن میں آ گئیں پس علی بن راشد بن محمد بن ثابت بن مندیل نے بلادِ شلب پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا اور اس کے شہروں تنس، ملیانہ، برشک اور شرشال پر غالب آ گیا اور اس نے اپنے اسلاف کے طریقے کے مطابق وہاں پر دوبارہ بدوی حکومت قائم کر دی اور قبائل میں سے جس نے ان سے تقاضا کیا انہوں نے اس کے لئے اپنی دھار تیز کر لی۔

سلطان ابوالحسن کی افریقہ اور بجایہ کی طرف آمد: اور سلطان ابوالحسن اپنی مشکلات سے نکل کر افریقہ آ گیا پھر الجزائر کی بندرگاہ سے سمندر کی خشکی سے نکل کر اپنی پراگندہ حکومت کی واپسی کی کوشش کرتا ہوا بجایہ آ گیا پس اس نے علی بن راشد کی طرف پیغام بھیجا اور اسے ان کا عہد یاد دلایا پس اس نے عہد کو یاد کیا اور مہربان ہوا اور اپنے لئے یہ شرط لگائی کہ اگر وہ بنی عبدالواد کے خلاف اس کی مدد کرے گا تو وہ شلب میں اس کی خاطر اس کی قوم کی حکومت سے الگ رہے گا تو سلطان ابوالحسن نے اس شرط سے انکار کر دیا پس وہ اس سے الگ ہو کر بنی عبدالواد کے اس گروہ کی طرف چلا گیا جو تلمسان میں پیدا ہوا تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اس نے اس کے برخلاف ان کی مدد کی اور سلطان ابوالحسن الجزائر سے ان کے مقابلہ کے لئے نکلا اور دونوں فوجوں کی ۷۵۱ھ میں شربونہ مقام پر جنگ ہوئی پس سلطان ابوالحسن کی فوجوں کو شکست ہوئی اور

اس کا بیٹا الناصر مارا گیا اور اس کا خون ان مغراوہ میں سرگردان رہا اور وہ صحرا کی طرف نکل گیا اور وہاں سے مغرب اقصیٰ کی طرف چلا گیا' جیسا کہ ہم ابھی ذکر کریں گے۔

اور آل یغمراسن میں سے تلمسان کے ناجمین نے بلادِ مغراوہ میں اپنے اسلاف کی طرح حکومت کے انتظام کرنے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کیا پس ان کے سلطان کا نائب اور اس کا بھائی ابوثابت الزعیم عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن یغمراسن بنی عبدالواد کی فوجوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں گیا اور اس کی قوم نے ۲ ۷ ۴ ھ میں بلادِ مغراوہ کو پامال کر دیا اور اس نے ان کی فوجوں کو شکست دی اور امصار و مضافات میں ان پر غالب آ گیا اور علی بن راشد کو اس کی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ تنس میں روک دیا اور اپنی فوجوں کے ساتھ وہاں ڈیرے ڈال دیئے اور محاصرہ لمبا ہو گیا اور غلبہ ہونے لگا۔

علی بن راشد کی خودکشی: جب علی بن راشد نے دیکھا کہ اس کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو وہ اپنے محل کے ایک کونے میں گیا اور وہاں سے الگ ہو گیا اور اپنی تلوار کی دھار سے اپنے آپ کو ذبح کر دیا اور دوسروں کے لئے ایک عبرت اور مثال بن گیا اور اسی وقت ابوثابت شہر میں داخل ہو گیا اور جن لوگوں کے متعلق اسے پتہ چلا کہ یہ مغراوہ میں سے ہیں انہیں قتل کر دیا اور دیگر لوگوں نے زمین کی اطراف کی طرف بھاگ کر نجات پائی اور اہل حکومت کے ساتھ مل کر ان کی فوجوں کے نوکر اور پیروکار بن گئے اور بلادِ شلب سے ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

بنی مرین کی تلمسان کو دوبارہ واپسی: پھر بنی مرین تلمسان کو دوبارہ واپس آئے اور آلِ زیان پر غالب آ گئے اور ان کے آثار کو مٹا دیا پھر سلطان ابی عنان کی حکومت میں ان کا سایہ پلٹ گیا اور ان کی لہر رک گئی اور آل یغمراسن میں سے ناجمین نے اپنی عملداری میں آخری ابوحمو موسیٰ بن یوسف کے ہاتھ پر از سر نو دوسری حکومت قائم کی جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

بنی مرین کی تلمسان کی طرف تیسری بار آمد: پھر بنی مرین تلمسان کی طرف تیسری بار آئے اور سلطان عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن نے جا کر ۲ ۷ ۷ ھ میں اسے فتح کر لیا اور اس نے اپنی فوجوں کو اس وقت آل یغمراسن کے ابوحمو الناجم کے تعاقب میں بھیجا جب وہ اپنی قوم اور اپنے عرب مددگاروں کے ساتھ فرار ہو گیا تھا جیسا کہ یہ سب حالات بیان ہوں گے۔

اور جب فوجیں بطحاء تک پہنچیں تو انہوں نے ان کی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے کئی روز تک انتظار کیا ان میں علی بن راشد الذبیح کا ایک بیٹا بھی تھا جس کا نام حمزہ تھا اس نے یتیم ہونے کی حالت میں اپنی رشتہ داری کے تعلق کی وجہ سے ان کی حکومت میں پرورش پائی پس ان کی آسائش نے اس کی کفالت کی اور ان کے ماحول نے اس کی حفاظت کی یہاں تک کہ وہ جوان ہو گیا اور ان کے رجسٹر میں اس کا روزینہ کم ہو گیا اور ان کے بچوں میں اس کا حال تنگ ہو گیا' ایک دن وہ فوجوں کے سالار وزیر ابوبکر بن غازی سے شکایت کرتے ہوئے الجھ گیا اور اس کے جواب نے اسے دکھ دیا تو وہ رات کو سوار ہو کر بلادِ شلب میں بنی بوسعید کے پہاڑ میں چلا گیا تو انہوں نے اسے پناہ دے دی اور اس کی حفاظت کی اور اس نے اپنی قوم کی دعوت کا اعلان کر دیا تو انہوں نے اس کی بات مان لی اور سلطان نے اپنے وزیر عبدالعزیز عمر بن مسعود بن منذیل بن حمامہ کو جو چھ لین

کا بڑا سردار تھا' بنی مرین کی بے شمار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لئے بھیجا پس وہ اس پہاڑ کے میدان حولا کر یتا میں اترا پس اس نے ان کا محاصرہ کرلیا اور دونوں ایک دوسرے سے دکھ اٹھاتے رہے اور وہ انہیں سر نہ کر سکا۔

ابوبکر بن غازی: اور سلطان نے اپنے دوسرے وزیر ابوبکر بن غازی پر اتہام لگایا تو وہ بے شمار فوجوں کے ساتھ ان کے مقابلہ پر گیا اور صبح کو ان کے ساتھ جنگ شروع کردی پس اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور اس نے انہیں ان کے پہاڑوں سے اتار لیا اور حمزہ بن علی اپنی قوم کی جماعت کے ساتھ بھاگ گیا اور بلادِ حصین میں اترا جنہوں نے آلِ یغمراسن کے ابوزیان بن ابوسعید الناجم کے ساتھ مل کر بغاوت کی ہوئی تھی جیسا کہ ہم اسے بیان کریں گے۔

اور بنوسعید نے ان کی اطاعت اختیار کرلی اور آخر تک اپنے دلوں کو صاف رکھا پس ان کا مقام اچھا ہوگیا اور حمزہ نے ان کی طرف آنا شروع کیا پس اس نے اپنی قوم کی جماعت کے ساتھ چلنے کی تیاری کی یہاں تک کہ جب وہ ان کے ہاں اترے تو انہوں نے اس جگہ کو اجنبی سمجھا جس سے انہوں نے اطاعت کا عہد کیا تھا پس وہ آسانی کے ساتھ میدانوں کی طرف چلا گیا تیمر دغت جانے کا ارادہ کرلیا جہاں وہ موقع سے فائدہ اٹھانے کا گمان رکھتا تھا۔ پس اس کے محافظ اس کے مقابلے میں نکلے تو انہوں نے اس کی دھار کو کند کردیا اور اسے وزیر بن الغاز بن الکاس کے پاس لے آئے تو سلطان نے اسے اس کے جملہ ساتھیوں سمیت قتل کردینے کا اشارہ کیا۔ پس ان کی گردنیں مار کر انہیں سلطان کے دربار میں بھجوادیا گیا اور بلیانہ کے باہر ایک لکڑی نصب کر کے ان کے اعضاء کو صلیب دیا گیا اور مغراوہ کا نشان مٹ گیا اور ان کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا اور وہ امراء کے نوکر اور حکومتوں کی فوج بن گئے اور اسی طرح اطراف میں متفرق ہوگئے جیسا کہ وہ اس حکومت سے پہلے تھے جن کی کوئی خبر معلوم نہیں۔

حمزہ بن علی بن راشد بن محمد بن ثابت بن مندیل بن عبدالرحمن بن محمد بن عبدالصمد بن ورجیع بن عبدالصمد بن محمد بن تغزردن

عمر

علی بن بادروان

حمزہ بن یحییٰ

عابد

تمیم

ورجیع

عزیہ

فصل

طبقہ ثانیہ میں سے بنی عبدالواد کے حالات اور تلمسان اور بلادِ مغرب میں انہیں جو حکومت و سلطنت حاصل تھی اس کا ذکر اور آغاز و انجام

زناتہ کے طبقہ ثانیہ کے آغاز میں ہمارے سامنے بنی عبدالواد کا ذکر ہو چکا ہے اور یہ یادین بن محمد کی اولاد میں سے ہیں جو توجین' مصاب' زردال اور بنی راشد کے بھائی ہیں اور ان کا نسب رزجیک ابن واسین بن ورسیک بن جانا تک مرتفع ہو جاتا ہے اور ہم نے بتایا ہے کہ حکومت سے قبل ان مواطن میں ان کی کیا حالت تھی اور ان کے بھائی مصاب جبل براشد فیکلیک اور ملویہ میں رہتے تھے اور ہم نے بنی مرین کے ساتھ ان کی جنگ کا حال بیان کیا ہے جو ان کے وہ بھائی ہیں جو نسب میں رزجیک بن وریسز میں ان کے ساتھ اکٹھے ہو جاتے ہیں اور بنو عبدالواد ہمیشہ ہی اپنے ان مواطن میں رہے اور بنو راشد' بنو رزدال اور مصاب' نسب اور حلف میں ان کے ساتھ رہے اور بنو توجین ان کے مخالف رہے اور سب کے سب اکثر اوقات مغرب اوسط کے نواح پر متغلب رہے اور اس معاملے میں جب بنی دماتو اور بنی یلومی کو ان میں تغلب حاصل تھا یہ ان کے پیروکار رہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس دور میں ان کا سردار یوسف بن تکلفا کے نام سے معروف تھا۔

عبدالمؤمن اور موحدین تلمسان کے نواح میں: یہاں تک کہ جب عبدالمؤمن اور موحدین تلمسان کے نواح میں اترے اور ان کی فوجیں شیخ ابوحفص کے جھنڈے تلے بلادِ زناتہ کی طرف گئیں تو جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے انہوں نے ان پر حملہ کر دیا اس کے بعد بنی عبدالواد نے اچھی طرح اطاعت اختیار کر لی اور ان کے ساتھ مل گئے۔

ان کے بطون: ان کے شعوب و بطون بہت سے ہیں جن میں سب سے نمایاں جیسا کہ وہ بیان کرتے ہیں چھ ہیں۔ بنو یاتکلین' بنو ادلوا' بنو ورہطف' نصوحہ' بنو لومرت' بنو القاسم اور وہ اپنی زبان میں ایت القاسم کہتے ہیں اور ان کے ہاں ایت' نسبی اضافت کا حرف ہے۔

بنو القاسم: اور بنو القاسم کا خیال ہے کہ وہ القاسم بن ادریس کی اولاد میں سے ہیں اور بعض اوقات ابن القاسم کے بارے

میں یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ محمد بن ادریس یا محمد بن عبداللہ یا محمد بن القاسم کا بیٹا ہے اور یہ سب کے سب ایک بے سند خیال کے مطابق ادریس کی اولاد میں سے ہیں ہاں بنی القاسم کا اس امر پر اتفاق پایا جاتا ہے حالانکہ صحرا ان انساب کی معرفت سے بہت دور ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اس کی صحت کو بہتر جانتا ہے۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ یغمراسن ابن زیان جوان کے بادشاہوں کا باپ تھا' جب اس کے نسب کو ادریس تک مرفوع کیا گیا تو اس نے (اگر یہ بات صحیح ہے تو) ان کی عجمی زبان میں کہا کہ وہ اللہ کے ہاں ہمیں فائدہ دے گا اور دنیا کو ہم نے اپنی تلواروں کے ذریعے حاصل کیا ہے اور بنی عبدالواد کی امارت قوت وشوکت کی وجہ سے ہمیشہ بنو القاسم میں رہی اور ان میں دیعزن ابن مسعود بن یکمشین اور اس کے دو بھائی یکمشین اور عمر بھی تھے۔ اسی طرح ان میں اعدی بن یکمشین الاکبر بھی تھا اور کہتے ہیں کہ اصغر بھی تھا اسی طرح ان میں عبدالحق بھی تھا جو منفعاد بن ولد دیعزن میں سے تھا اور عبدالمومن کے عہد میں ان کی امارت عبدالحق بن منفعاد اور زاعدری بن یکمشین کو حاصل تھی۔

عبدالحق بن منفعاد: اور عبدالحق بن منفعاد وہ شخص ہے جس نے بنی مرین کے ہاتھوں سے غنائم چھڑائی تھی اور جب عبدالمومن نے' موحدین کے ساتھ المخضب المسوف کو بھیجا تھا تو اس نے اسے قتل کر دیا اور مورخین عبدالحق بن معاد کہتے ہیں مگر یہ غلط ہے یہ لفظ زناتہ کی زبان میں اس طرح نہیں ہے بلکہ یہ تصحیف ہے منفعاد' میں میم اور نون دونوں مفتوح ہیں اور دونوں کے بعد غین معجم ساکن ہے اور فاء مفتوح ہے۔ واللہ اعلم۔

بنو مطہر: اور بنو القاسم کے بطون میں سے بنو مطہر بن یمل بن یزکین بن القاسم بھی ہیں اور عبدالمومن کے عہد میں جماعت بن مطہر ان کے شیوخ میں سے تھا اور اس نے موحدین کے ساتھ حروب زناتہ میں بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا' پھر اس نے اچھی طرح اطاعت اختیار کر لی اور ان کے ساتھ مل گیا۔

بنو علی: اور بنو القاسم کے بطون میں سے بنو علی بھی ہیں اور ان کی امارت انہی پر منتہی ہوتی ہے یہ بڑے جتھہ بند اور زیادہ جمعیت والے ہیں اور یہ چار قبیلے ہیں۔ بنو طاع اللہ' بنو دلول' بنو کمین اور بنو معطی بن جوہر اور چاروں بنو علی ہیں اور بنی طاع اللہ میں سے امارت محمد ابن زکراز بن تید دکس بن طاع اللہ کے حصے میں آئی ہے اور ان کے نسب کے بارے میں یہ مختصر بات ہے۔

بلاد مغرب اوسط پر موحدین کا قبضہ: اور جب موحدین نے بلاد مغرب اوسط پر قبضہ کیا اور اپنی اطاعت اور اکٹھ کا مظاہرہ کیا جو ان کے استخلاص کا سبب تھا تو انہوں نے عموماً ان کو بلاد بنی و ماتو جاگیر میں دے دیئے اور ان مواطن میں اقامت اختیار کر لی اور بنی طاع اللہ اور بنی کمین کے درمیان جنگ رونما ہو گئی یہاں تک کہ کندوز نے بنی کمین میں سے زیان بن ثابت کو قتل کر دیا جو بنی محمد بن زکراز کا عظیم شخص اور ان کا سردار تھا اور اس کے بعد ان کی امارت اس کے عم زاد جابر بن یوسف بن محمد نے سنبھالی اور اس نے اپنے عم زاد زیان کا کندوز سے بدلہ لیا اور اسے ایک جنگ میں قتل کر دیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسے دھوکے سے قتل کیا گیا اور اس نے اس کے اور اس کے اصحاب کے سروں کو یغمراسن بن زیان کے پاس بھیجا تو اس نے اپنے باپ کے انتقام میں ان سے اپنے دل کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ان کے چولہے بنا کر ان پر دیگیں چڑھا دیں۔

بنو کمین کا فرار: اور بنو کمین پراگندہ ہو گئے اور ان کا سردار عبداللہ بن کندوز انہیں ساتھ لے کر بھاگ گیا اور ینبوع تونس چلے گئے اور جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے یہ امیر ابوزکریا کے ہاں اترا۔

جابر بن یوسف: اور جابر بن یوسف نے بنی عبدالواد کو اپنے لئے مخصوص کر لیا اور بنی عبدالواد نے اپنے قبیلے کے مغرب اوسط کے نواح میں اقامت اختیار کر لی یہاں تک کہ عبدالمومن کی ہوا اکھڑ گئی اور یحییٰ بن غانیہ نے قابس اور طرابلس کی جہات کو روند ڈالا اور افریقہ اور مغرب اوسط کے میدانوں پر بار بار غارت گری کی اور جنگیں کیں اور انہیں لوٹ لیا اور ان میں فساد برپا کیا اور شہروں پر حملے کئے اور انہیں لوٹا اور بستیوں کو خراب کر دیا اور کھیتوں کو برباد کر دیا اور آسودگی کو فنا کر دیا گیا یہاں تک کہ وہ برباد ہو گئی اور ۳۰ ۷ ھ میں اس کے نشانات مٹ گئے۔

اور تلمسان محافظین اور القرابہ کے سردار کی فرودگاہ تھا جو اس کی پراگندگی کو مجتمع کئے رکھتا تھا اور اس کی اطراف کا دفاع کرتا تھا۔

سعید ابوسعید: اور مامون نے اپنے بھائی ابوسعید کو تلمسان کا گورنر مقرر کیا جو بڑا بے پرواہ اور ضعیف اللہ بیز تھا اور اس کی قوم کے مشائخ میں سے الحسن بن حیون نے اس پر غلبہ پا لیا جو الوطن کا گورنر تھا اور اس کے دل میں بنی عبدالواد کا کینہ تھا جو الفاخیہ اور ان کے باشندوں پر ان کے متغلب ہو جانے کی وجہ سے پیدا ہوا تھا پس اس نے ابوسعید کو اپنے مشائخ کی ایک جماعت کے خلاف برانگیختہ کیا جو اس کے پاس وفد بن کر گئے تھے اس نے ان مشائخ کو گرفتار کر لیا اور قید کر دیا اور تلمسان کے محافظوں میں لمتونہ کے چیدہ لوگوں کی ایک جماعت رہتی تھی جن سے حکومت تعلق نہ رکھتی تھی اور عبدالمومن نے رجسٹر میں ان کے نام لکھے اور انہیں محافظوں کے ساتھ شامل کر دیا اس عہد میں ان کا سردار ابراہیم بن اسماعیل بن علان تھا پس اس نے بنی عبدالواد کے مقید مشائخ کے بارے میں ان کے پاس سفارش کی تو انہوں نے اسے رد کر دیا تو وہ ناراض ہو گیا اور اس نے پراگندگی کو مجتمع کیا اور ابن غانیہ کی دعوت کو قیام کیا اور شرق کی جانب اپنی قوم کے مرابطین کی از سرنو حکومت قائم کی پس الحسن بن حیون نے اس وقت اچانک حملہ کیا اور سید ابوسعید کو گرفتار کر لیا اور بنی عبدالواد کے مشائخ کو آزاد کر دیا اور ۲۴ ۷ ھ میں مامون کی اطاعت کو توڑ دیا پس ابن غانیہ کو خبر ملی تو وہ جلدی سے اس کے پاس گیا پھر اسے بنی عبدالواد کے معاملے کا پتہ چلا تو اسے معلوم ہو گیا کہ اس کی حکومت کا دار و مدار ان کی شوکت کے خاتمے اور قوت کے توڑنے میں ہے پس اس کے دل میں ان کے مشائخ پر حملہ کرنے کا خیال آیا اور جس دعوت کا اس نے ان سے وعدہ کیا تھا اس میں ان کے ساتھ فریب کرنا چاہا' اس کی اس تدبیر کو بنی عبدالواد کے سردار جابر بن یوسف نے معلوم کر لیا پس اس نے اس سے ملاقات کا وعدہ کر لیا اور دل میں اس پر حملہ کرنے کی نیت کر لی اور ابراہیم بن علان اس کی ملاقات کو گیا تو جابر نے اس پر حملہ کر دیا اور جلدی سے شہر آ کر اپنی اطاعت کا اعلان کر دیا اور ابن علان ان کے ساتھ جو فریب کرنا چاہتا تھا اس کا پردہ چاک کیا تو انہوں نے اس کی سوچ کی تعریف کی اور جابر کے احسان کا شکریہ ادا کیا اور اس کی از سرنو بیعت کی اور اس نے بنی عبدالواد اور ان کے حلیفوں کو جو بنی راشد میں سے تھے ہٹا دیا۔

یہ حکومت دراصل اس سلطنت کی پشت پر سواری کرنا تھا جس پر بعد میں وہ بیٹھے تھے پھر اس کے بعد اہل ارپوز نے اس کے خلاف بغاوت کر دی پس اس نے ان کے ساتھ جنگ کی اور ان کے محاصرہ میں ۲۹ ۷ ھ میں ایک نامعلوم فرد کے تیر

سے ہلاک ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے الحسن نے حکومت سنبھالی اور مامون نے امارت کے بارے میں اس سے تجدید عہد کیا پھر وہ حکومت سنبھالنے سے عاجز ہو گیا اور اپنی امارت کے چھ ماہ بعد اس سے الگ ہو گیا۔

عثمان بن یوسف: اور اسے اپنے چچا عثمان بن یوسف کے سپرد کر دیا جو بہت بد خلق اور ظالم تھا پس تلمسان میں رعایا نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے ۳۱ے ھ میں نکال دیا اور اس کی جگہ اس کے عم زاد زکراز بن زیان بن ثابت کو منتخب کر لیا جو ابوعزت کے لقب سے ملقب تھا پس انہوں نے اسے امارت کی دعوت دی اور اسے اپنے شہر پر حاکم بنا لیا اور اپنی حکومت اسے سپرد کر دی اور اس نے زناتہ کی حکومت سے وافر حصہ پایا اور ان کا خود مختار رئیس تھا اور بقیہ مضافات پر قابض ہو گیا۔

بنو مطہر کا حسد: پس بنو مطہر نے اس پر اور اس کی قوم پر اس حکومت کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی تھی حسد کیا اور زکراز اور اس کے اسلاف پر بھی حکومت کے ملنے کی وجہ سے حسد کیا پس انہوں نے اس سے عداوت کی اور اس کے خلاف بغاوت کرنے کی دعوت دی اور بنو راشد جو صحرا کے دور سے ان کے حلیف تھے انہوں نے ان کی اتباع کی اور ابوعزہ نے بنی عبدالواد کے قبائل کو ان کے مقابلہ میں اکٹھا کر لیا اور ان کے درمیان جنگیں ہوئیں جن میں پانسہ پلٹتا رہتا تھا اور زکراز ۳۳ے ھ میں ایک جنگ میں ہلاک ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بھائی جابر ابن بن زیان نے حکومت سنبھال لی جسے لوگوں نے قبول کر لیا اور شہروں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور خلیفہ رشید نے اسے اس کی عملداری پر تقرر کا خط لکھا اور یہ اس حکومت کے لئے زینہ بن گیا جس کا اس نے بقیہ ایام میں اپنے بیٹوں کو وارث بنایا۔

والملک للہ یوتیہ من یشاء

یغمراسن

دلول

منغاد بن ولیعزن بن مسعود بن سیکس

بنو ورططف

معنوہر وطنا

فصل

تلمسان اور اس کی فتح کے ہم تک پہنچنے والے حالات اور وہاں پر بنی عبدالواد کی مضبوط حکومت کا قیام

یہ شہر مغرب اوسط کا دارالخلافہ ہے اور بلادِ زناتہ کا اصل ہے اس کی حد بندی بنو یفرن نے کی تھی کیونکہ یہ ان کے مواطن میں تھا اور ہم اس کے اس سے پہلے کے حالات سے آگاہ نہیں ہوئے اور اس کے باشندوں کے متعلق جو بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ شہر ازل سے آباد ہے اور قرآن شریف میں جس دیوار کا ذکر حضرت خضر اور حضرت موسیٰ کے قصہ میں آیا ہے وہ یہاں سے اکادیر کی جانب ہے یہ خیال علم سے دور ہے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مشرق کو چھوڑ کر مغرب کی طرف نہیں آئے اور نہ ہی بنی اسرائیل افریقہ میں اپنی حکومت حاصل کر سکے ہیں کجا یہ کہ وہ اس کے ماوراء علاقے تک پہنچ جائیں یہ صرف بکھری ہوئی داستانیں ہیں کیونکہ اہل دنیا کی فطرت میں یہ بات ہے کہ جس شہر' زمین' علم یا پیشے کو ان کی طرف منسوب کیا جائے یا وہ اس کی طرف منسوب ہوں وہ اس کی فضیلت بیان کرتے ہیں اور ابن کے متعلق ابن الرقیق کی بیان کردہ حقیقت سے بڑھ کر قدیم ترین حقیقت سے آگاہ نہیں ہوا۔

<u>ابوالمہاجر</u>: اس لئے کہ ابوالمہاجر جو عقبہ بن نافع کی پہلی اور دوسری حکومت کے درمیان افریقہ کا والی بنا اور دیارِ مغرب میں دور تک گھس گیا اور تلمسان تک پہنچ گیا' تلمسان کے قریب ابوالمہاجر کے چشمے اسی کے نام سے مشہور ہیں اور طبری نے ابوقرہ اور اس کے ابوحاتم کے ساتھ جلا وطن ہونے اور عمر بن حفص کے خلاف بغاوت کرنے والوں کے تذکرہ کے موقع پر ان چشموں کا ذکر کیا ہے پھر وہ بیان کرتا ہے کہ وہ اس کے پاس سے بھاگ گئے اور ابوقرہ تلمسان کے نواح میں اپنے مواطن میں واپس لوٹ آیا اور اسی طرح ابن الرقیق نے ابراہیم بن الاغلب کے افریقہ میں خودمختار ہو جانے سے قبل ان کا ذکر کیا ہے اور وہ ایک جنگ میں مغرب کی طرف دور تک چلا گیا اور تلمسان میں اترا اور زناتہ کی زبان میں اس کا نام دو لفظوں تلم اور سان سے مرکب ہے اور ان دونوں کا مفہوم یہ ہے کہ یہ دو چیزوں کو جمع کرتے ہیں اس سے ان کی مراد بر و بحر کو جمع کرنا ہے۔

<u>ادریس الاکبر</u>: اور جب ادریس الاکبر بن عبداللہ بن الحسن نے مغرب اقصیٰ کی طرف جا کر اس پر قبضہ کر لیا تو ۱۷۴ھ میں مغرب اوسط کی طرف گیا تو محمد بن خزر بن صولات امیر زناتہ و تلمسان نے اس سے ملاقات کی اور یہ اس کی اطاعت میں داخل ہو گیا اور مغراوہ اور بنی یفرن کو اس کے خلاف بھڑکایا اور اس نے اسے تلمسان پر قبضہ دلانے کی قدرت دے دی پس

ابن بنے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کی مسجد کی حد بندی کی اور اس کے منبر پر چڑھا اور کئی ماہ تک وہاں قیام کیا اور اپنے بلاد مغرب کی طرف واپس آ گیا۔

سلیمان بن عبداللہ: اور اس کے پیچھے پیچھے مشرق سے اس کا بھائی سلیمان بن عبداللہ آیا تو وہ اس جگہ اتر پڑا اور اس نے اسے یہاں کا امیر بنا دیا پھر ادریس فوت ہو گیا اور ان کی قوم کمزور ہو گئی اور جب ان کے بعد اس کے بیٹے ادریس کی بیعت کی گئی اور مغرب کے بربر اس کے پاس جمع ہو گئے تو ۱۹۹ھ میں وہ تلمسان گیا اور از سر نو اس کی مسجد تعمیر کی اور اس کے منبر کو ٹھیک کیا اور تین سال وہاں ٹھہرا رہا' جس میں اس نے بلاد زناتہ پر قبضہ کر لیا اور ان کی اطاعت ان کے لئے مرتب ہو گئی اور اس نے تلمسان پر بنی محمد کو امیر مقرر کیا جو ان کے چچا سلیمان کے بیٹے ہیں۔

ادریس الاصغر کی وفات: اور جب ادریس الاصغر فوت ہو گیا اور اس کے بیٹوں نے اپنی ماں کنزہ کے اشارے سے مغربین کے مضافات کو آپس میں تقسیم کر لیا اور تلمسان سیاں عیسیٰ بن ادریس بن محمد بن سلیمان اور اس کے بنی اب محمد بن سلیمان کے حصے میں آئے اور جب مغرب سے ادارسہ کی حکومت کا خاتمہ ہوا اور شیعہ کی دعوت پر موسیٰ بن ابی العافیہ نے اس کی امارت سنبھالی تو وہ ۳۱۹ھ میں تلمسان گیا تو اس دور کے امیر تلمسان الحسن بن ابی العیش بن عیسیٰ بن ادریس بن محمد بن سلیمان پر غالب آ گیا اور وہ وہاں سے بھاگ کر ملیلہ چلا گیا اور اس نے نکور کی جانب اپنی حفاظت کے لئے ایک قلعہ تعمیر کیا پس اس نے مدت تک اس کا محاصرہ کیے رکھا پھر اس نے اپنے قلعہ دینے کی شرط پر اس سے صلح کر لی۔

مغرب اوسط پر شیعوں کا قبضہ: اور جب شیعوں نے مغرب اوسط پر قبضہ کیا تو انہوں نے تلمسان کے باقی ماندہ مضافات سے محمد بن سلیمان کی اولاد کو نکال دیا پس وہ وراء البحر سے بنی امیہ کی دعوت سے وابستہ ہو گئے اور ان کے پاس چلے گئے۔

اور یعلیٰ بن محمد یفرنی بلاد زناتہ اور مغرب اوسط پر متغلب ہو گیا اور الناصر اموی نے اسے ۳۳۰ھ میں وہاں کا اور تلمسان کا امیر مقرر کر دیا اور جب یعلیٰ فوت ہو گیا تو اس کے بعد ۳۶۰ھ میں زناتہ کی امارت محمد بن الخیر بن محمد بن خزر نے سنبھال لی جو تلمسان میں الحکم المستنصر کا داعی تھا اور صنہاجہ کی جنگوں میں فوت ہو گیا اور انہوں نے ان کے بلاد میں انہیں مغلوب کر لیا اور وہ مغرب اقصیٰ کی طرف چلے گئے اور تلمسان صنہاجہ کی عملداری میں شامل ہو گیا' یہاں تک کہ ان کی حکومت منقسم اور متفرق ہو گئی اور زیری بن عطیہ زناتہ اور مغرب کا خود مختار امیر بن گیا اور منصور نے اسے مغرب سے نکال باہر کیا اور بلاد صنہاجہ کی طرف چلا گیا اور ان پر چڑھائی کر دی اور ان کے پہاڑوں اور شہروں جیسے تلمسان' تاہرت' اشیر اور مسیلہ سے جنگ کی۔

المعز بن زیری کی امارت: پھر مظفر نے کچھ عرصے کے بعد ۳۹۱ھ میں اس کے بیٹے المعز بن زیری کو مغرب کے مضافات پر امیر مقرر کر دیا پس اس نے اس کے بیٹے یعلیٰ بن زیری کو تلمسان پر گورنر مقرر کر دیا اور اس کی امارت اس کی اولاد میں بھی قائم رہی یہاں تک کہ لمتونہ کے ہاتھوں ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور یوسف بن تاشفین نے اس پر محمد بن تینعمر المستوفی اور اس کے بعد اس کے بھائی تاشفین کو امیر مقرر کر دیا اور اس کے اور منصور بن الناصر صاحب القلعہ جو بنی حماد

کے ملوک میں سے تھا۔ کے درمیان جنگ ٹھن گئی اور اس نے تلمسان جا کر اس کا ناطقہ بند کر دیا قریب تھا کہ اس پر غلبہ پا جاتا جیسا کہ ہم نے سب حالات کو اپنی جگہ پر بیان کیا ہے۔

عبدالمومن کا لمتونہ پر قبضہ: اور جب عبدالمومن نے لمتونہ پر غلبہ پایا اور تاشفین بن علی کو وہران میں قتل کیا تو اس نے اسے برباد کر دیا اور موحدین نے بھی تلمسان کے عوام کو قتل کرنے کے بعد اسے برباد کر دیا یہ واقعہ ۵۴۱ھ کا ہے۔ پھر اس نے اپنی رائے پر نظر ثانی کی اور لوگوں کو اس کی آبادی کی طرف متوجہ کیا اور اس کی فصیلوں کی شکستگی کی مرمت کے لئے لوگوں کو جمع کیا اور ہتانہ کے مشائخ اور موحدین کے بہترین آدمیوں میں سے سلیمان بن واندین کو اس کا امیر مقرر کیا اور بنی عبدالواد میں سے اس قبیلے کو امیر بنانے کا یہ سبب ہوا کہ انہوں نے اپنی اطاعت و اجتماع کے شاندار مظاہرے کئے تھے۔

سید ابو حفص: پھر اس نے اپنے بیٹے سید ابو حفص کو اس کا امیر مقرر کیا اور اس کے بعد آل عبدالمومن ہمیشہ ہی اپنے اہل بیت اور قرابتداروں کو وہاں کا گورنر مقرر کرتی رہے اور سارے مغرب کی حکومت آل عبدالمومن کی طرف ہی رجوع کرتی رہی اور تمام زناتہ تلمسان کی حکومت کا اہتمام کرتے رہے اور زناتہ بنو عبدالواد بنو توجین اور بنو راشد کے ان قبائل نے تلمسان کے نواح اور مغرب اوسط پر غلبہ پا کر اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے میدانوں میں گشت کی اور حکومت کی زمین میں سے بہت سے علاقے اور اچھے شہر قبضے میں کر لئے اور ان کے قبائل سے بہت سا ٹیکس اکٹھا کیا پس جب وہ صحرا میں اپنے سرمائی مقامات میں چلے جاتے تو اپنی زمین کی آبادی اور کاشت کے لئے اور اپنی رعایا سے ٹیکس جمع کرنے کے لئے اپنی اتباع اور ملازمین کو اپنے پیچھے ٹلول میں چھوڑ جاتے اور بنو عبدالواد اس جگہ پر بطحاء اور ملویہ میں رہتے تھے جس کا ساحل وریفہ اور صحزاوہ تھے۔

اور تلمسان میں موحدین کے حکمرانوں نے اپنی توجہ ان کو مضبوط کرنے اور اس کی فصیلوں کو پلستر کرنے اور لوگوں کو اس کی آبادی میں دلچسپی لینے اور وہاں پر محلات بنانے اور حکومت کے مقاصد کی خاطر جلسے کرنے اور گھروں کی حد بندی کو وسعت دینے کی طرف پھیر دی۔

سید ابو عمران موسیٰ بن امیر المومنین یوسف: اور ان میں سب سے زیادہ اہتمام کرنے والا اور وسیع النظر سید ابو عمران موسیٰ ابن امیر المومنین یوسف تھا وہ اپنے یوسف بن عبدالمومن کے عہد میں ۵۵۶ھ میں اس کا والی مقرر ہوا اور اس کی حکومت مسلسل وہاں قائم رہی پس اس نے اس کی عمارات کو پلستر کیا اور اس کی زمین کو وسیع کیا اور اس کے اردگرد فصیلوں کی باڑ بنا دی اور وہ سید ابوالحسن بن سید ابو حفص بن عبدالمومن کے بعد اس کا حکمران بنا اور اس کا مذہب اس میں قبولیت پا گیا۔

اور جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ جب ابن غانیہ کا معاملہ پیش آیا اور وہ ۵۸۱ھ میں میورقہ سے نکلا اور انہوں نے بجایہ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور الجزائر اور ملیانہ کی طرف بڑھے اور ان پر غلبہ پا لیا تو سید ابوالحسن نے اس کی فصیلوں کو بلند کرنے گہری خندقیں کھودنے کی طرف توجہ دے کر اپنے معاملے کی تلافی کر دی یہاں تک کہ اس نے اسے مغرب کے مضبوط قلعوں اور شہروں میں سے بنا دیا اور اس کے بعد اس شہر کے والیوں نے وہاں محفوظ ہونے کے لئے اس طریق کو قبول کر لیا۔

سید ابو زید: اور یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ اس کا بھائی سید ابو زید ابن غانیہ سے جنگ کرنے کے لئے گیا تھا جس نے

شگاف کے پُر کرنے اور حکومت کی مدافعت کرنے میں کارنامے دکھائے تھے اور ابن غانیہ ہلالیوں میں سے ذویان عربوں کو اس کے مقابلہ میں افریقہ لے کر گیا تھا اور زغبہ' جو ان کا ایک بطن ہیں ان کی مخالفت کر کے موحدین کی طرف چلے گئے اور مغرب اوسط کے زناتہ کے پاس اکٹھے ہو گئے اور ان تمام کی پناہ گاہ اور ان کے جوڑ توڑ کا مرجع' تلمسان کا گورنر تھا' جو السادہ میں سے تھا جو ان کا مہمان نواز اور ان کی قابل حفاظت چیز کا دفاع کرنے والا تھا اور ابن غانیہ' تلمسان کے نواح اور بلاد زناتہ پر اکثر چڑھائی کرتا تھا اور اس کے ساتھ جنگ کے لئے للکارنے والا بھی جاتا تھا یہاں تک کہ اس نے اس کے بہت سے شہروں جیسے تاہرت وغیرہ کو برباد کر دیا پس تلمسان مغرب اوسط کا دارالخلافہ اور زناتہ اور مغرب کے ان قبائل کا اصل بن گیا۔

جنہیں اس نے اپنی گود میں بستر نیند تیار کر دیا تھا کیونکہ وہ دو شہر برباد ہو چکے تھے جو گزشتہ زمانوں میں گزشتہ حکومتوں کے دارالخلافے تھے یعنی ارشکول جو ساحل سمندر پر تھا اور تاہرت' جو بطحا کی جانب سبزہ زار اور صحرا کے درمیان واقع ہے۔

ارشکول اور تاہرت کی بربادی: مغرب اوسط کے شہروں میں سے ان دونوں شہروں کی بربادی' ابن غانیہ کی جنگ' اور زناتہ کے ان قبائل کی چڑھائی اور ان کے باشندوں کی ذلت و رسوائی اور لوٹ مار اور راستوں سے لوگوں کو پکڑ لینے اور آبادی کی بربادی کرنے اور موحدین کی فوجوں میں سے' جو گروہ قصر عجیسہ' زرقہ' الخضر' اشلب' متیجہ' حمزہ' مریٰ الدجاج اور جعبات کے محافظ تھے ان پر غلبہ پا لینے کی وجہ سے ہوئی' اور تلمسان کی آبادی میں ہمیشہ اضافہ ہوتا رہا اور اس کی زمین وہاں کے محلات کی وجہ سے بڑھتی رہی جو اینٹوں اور پتھروں سے بلند کئے جاتے رہے یہاں تک کہ وہاں آل زیان اتر پڑے اور انہوں نے اس کو اپنی حکومت کا دارالخلافہ اور پایہ تخت بنایا۔ پس انہوں نے وہاں پُر رونق محلات اور خوبصورت مکانات کی حد بندی کی اور باغات لگائے اور ان کے درمیان پانی چلایا پس وہ مغرب کے سب سے بڑے شہروں میں سے بن گیا اور القاصیہ کے لوگوں نے اس کی طرف کوچ کیا اور وہاں پر علوم اور ہنر کے بازاروں کی گرم بازاری حاصل ہو گئی اور علماء نے وہاں پرورش پائی اور وہاں کے سرداروں نے شہرت حاصل کی اور وہ اسلامی حکومتوں کے شہروں اور خلافتی دارالخلافوں کے ہم پلہ ہو گئے۔

فصل

تلمسان اور اس کے مضافات میں یغمراسن بن زیان کے خود مختار حکومت قائم کرنے کے حالات نیز اس نے اپنی قوم کے لئے حکومت کو کیسے ہموار کیا اور اسے اپنے بیٹوں کی وراثت بنایا

یغمراسن بن زیان بن ثابت بن محمد اس قبیلے کا سب سے شجاع اور بارعب اور اپنے قبیلے کے مفادات کو سب سے بڑھ کر جاننے والا اور حکومت کے بوجھ اٹھانے کے لئے سب سے مضبوط کندھوں والا اور تدبر و امارت سے وافر حصہ رکھنے والا آدمی تھا ان باتوں کی شہادت اس کے ان کاموں سے ملتی ہے جو اس نے حکومت سے قبل اور بعد سرانجام دیئے اور مشائخ کے نزدیک اسے عظمت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور وہ حکومت کے لئے امیدگاہ تھا اور خواص اس کے کاموں کی وجہ سے اس کو عظیم خیال کرتے تھے اور عوام اپنے مصائب میں اس کی پناہ لیتے تھے۔

یغمراسن بن زیان کی امارت: جب اس نے اپنے بھائی ابوعزہ زکراز بن زیان کے بعد ۶۳۳ھ میں حکومت سنبھالی تو اس نے نہایت احسن رنگ میں اس کا انتظام کیا اور اس کے بوجھوں کو برداشت کیا اور اپنے بھائی کے باغیوں بنی مطہر اور بنی راشد پر غالب آ گیا اور انہیں اپنا ماتحت بنا لیا کیا اور رعیت سے نہایت اچھا سلوک کیا اور اپنے خاندان اور اپنی قوم اور اپنے زغبی حلیفوں کی حسن سیرت حسن سلوک ہمسائیگی فیاضی آلات تیار کرنے اور فوجوں اور پہرے کی جگہوں کو مرتب کرنے کی وجہ سے مائل کر لیا نیز رومی فوجوں کو اپنے ساتھ ملا لیا اور عطیات کو واجب قرار دیا اور وزراء اور کاتب بنائے اور مضافات میں فوج بھیجی اور بادشاہی لباس زیب تن کیا اور تخت پر بیٹھا اور موحدین حکومت کے آثار کو مٹا دیا اور امر و نہی سے اس نے اس کے صدر مقام کو بے کار کر دیا اور اس نے ان کی حکومت کے آداب و رسوم میں سے سوائے دعا کے جو مراکش کے خلیفہ کے لئے کی جاتی تھی اور کوئی بات اپنے منابر پر باقی نہ چھوڑی اور اس نے سب لوگوں کو یا توبن کرنے اور اپنی قوم کے ہمسروں کو رضامند کرنے کے لئے عہد کو اپنے ہاتھ میں لیا اور اس کی حکومت کے آغاز میں موحدین کے بعد ابن دضاح اس کے پاس گیا اس نے مسلمان مسافروں کے ساتھ شرق اندلس سے سمندر کو پار کیا تو اس نے اسے پسند کیا اور اپنا ہمنشین بنایا اور اس کی عزت کی اور اسے دوستی اور مشورہ میں ایک خاص مقام دیا اور اس کے ساتھ جو لوگ گئے ان میں ابوبکر بن خطاب بھی تھا جس نے مرثیہ

میں ان کے بھائی کی بیعت کی تھی اور وہ بلیغ پیغامبر اور بہترین کاتب اور اچھا شاعر تھا پس اس نے اس سے خطوط لکھوائے جن میں مراکش اور تونس کے خلفاء کو ان کے عہد بیعت کے متعلق خطاب کیا گیا تھا۔ انہیں نقل اور حفظ کیا گیا اور یغمر اسن ہمیشہ ہی اپنی کچھار کی حفاظت کرتا رہا اور اپنے دشمنوں سے برسر پیکار رہا اور اس نے آل عبد المومن کے موحد بادشاہوں اور انہیں بادشاہت دینے آل ابی حفص کے ساتھ اپنے ملک کی حفاظت کے لئے بہت سے معرکے کئے جن کا ذکر ہم کرنے والے ہیں اسی طرح اس کے اور اس کے ساتھ جنگ کرنے والے بنی مرین کے درمیان مغرب پر ان کے قابض ہونے سے قبل اور ان کے قابض ہونے کے بعد متعدد جنگیں ہوئیں اور اسے توجین اور مغراوہ کی نسبت زناتہ کی فوجوں کو شکست دینے اور ان کے شہروں کو تباہ کرنے اور ان کے اوطان کو برباد کرنے اور مشہور کارناموں اور جنگوں میں امتیاز حاصل ہے ہم ان سب کی طرف اشارہ کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

امیر ابوزکریا کا تلمسان پر قبضہ کرنا اور یغمراسن کا اس کی دعوت میں شامل ہونا

جب یغمراسن بن زیان' تلمسان اور مغرب اوسط کی حکومت میں خودمختار ہو گیا اور سلطنت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا اور زناتہ کے بقیہ قبائل میں اس کی شان بلند ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے اسے جو عزت وحکومت عطا کی تھی اس کی وجہ سے انہوں نے اس پر حسد کیا۔ پس انہوں نے اس سے عہد شکنی کی اور اس کی نافرمانی کی اور اس کے مخالف اور دشمن بن گئے پس اس نے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے تیاری کی اور ان کے گھروں میں ان کے ساتھ جنگ کی اور انہیں ان کے شہروں اور ان کی پناہ گاہوں میں جو پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر تھیں بند کر دیا اور اس نے ان کے ساتھ مشہور معرکے کئے اور اس عداوت کے بڑے حصے کا متولی بنی توجین کا سردار عبد القوی بن عباس اور اس کے بنی یادین کے دوست اور عباس بن مندیل بن عبد الرحمن اور اس کے بھائی امرائے مغراوہ تھے اور مولیٰ امیر ابوزکریا بن ابی حفص جب سے افریقہ کا خودمختار حاکم بنا تھا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس نے مغرب کی طرف بڑھتے ہوئے اور مراکش کے تخت دعوت پر غلبہ پاتے ہوئے افریقہ کو موحدی حکومت سے ۶۲۵ھ میں حاصل کر لیا تھا اور اس کا خیال تھا کہ اگر زناتہ اس کی مدد کریں تو وہ جس کام کی طرف بڑھ رہا ہے اس کی تکمیل ہو سکتی ہے پس وہ امرائے زناتہ کے ساتھ مشورے کر کے انہیں رغبت دلانے لگا اور کبھی کبھی اس معاملے میں بنی مرین بنی عبد الواد توجین اور مغراوہ کے ساتھ مراسلت بھی کرنے لگا اور یغمراسن نے جب سے بنی عبد المومن کی اطاعت اختیار کی اس نے اپنی عملداری میں ان کی دعوت کو قائم کیا اور ان کے دوستوں سے صلح اور ان کے دشمنوں سے جنگ کی اور رشید نے بھی اس سے حسن سلوک کرنے اور اخلاص رکھنے میں اضافہ کر دیا اور اس سے مزید دوستی اور محبت طلب

کی اور اسے ۶۳۷ھ میں کئی قسم کی نوازشات اور تحائف سے بار بار شاد کام کیا تا کہ وہ ان بنی مرین کے دوستوں سے پہلوتہی کرے جو مغرب اور حکومت پر چڑھائی کرتے ہیں اور اس نے حاکم افریقہ امیر ابوزکریا بن عبدالواحد کو رشید کے ساتھ یغمراسن کو جو تعلق تھا اس کی وجہ سے برافروختہ کر دیا حالانکہ وہ اس کے قریبی پڑوسیوں میں سے تھا اور اس نے اس بات کو برا محسوس کیا۔

یغمراسن کے خلاف فریاد: اسی دوران میں عبدالقوی بن عباس اور منديل بن محمد کے بیٹے یغمراسن کے خلاف اس کے پاس فریادی بن کر آئے اور انہوں نے اس کا معاملہ اس کے لئے آسان کر دیا اور اسے تلمسان پر قبضہ کرنے اور زناتہ کو متحد کرنے کے بارے میں پھسلایا اور ان دونوں نے اس کے لئے سواریاں تیار کیں کہ وہ جب چاہے موحدین کی حکومت پر چڑھ دوڑے اور اپنی حکومت کا انتظام کرے اور جس حکومت کو وہ حاصل کرنا چاہتا ہے اس کے لئے ایک سیڑھی بھی تیار کی اور اس کے باشندوں کے پاس جانے کے لئے ایک دروازہ بھی تیار کیا پس اس کے مددگاروں نے اسے حرکت دی اور ان کا فریادی اسے تکبر کی طرف لے گیا اور اس نے موحدین اور دیگر مددگاروں اور فوجوں کو تلمسان پر چڑھائی کے لئے آمادہ کیا اور اس نے غرض کے لئے ان اعراب کے صحرائی لوگوں کو بھی جمع کیا جو بنی سلیم اور ریاح میں سے اس کی عملداری میں رہتے تھے اور ۶۳۹ھ میں بے شمار فوجوں کے ساتھ گیا اور اس نے اپنی فوج سے آگے عبدالقوی بن عباس اور منديل بن محمد کی اولاد کو بھیجا تا کہ وہ اپنے اوطان میں رہنے والے قبائل زناتہ اور ان کے اتباع اور اپنے عرب حلیفوں میں سے قبائل ذویان اور زغبہ کو جمع کریں اور اپنے ملک کی سرحدوں پر ان سے ملاقات کرنے کے لئے ان کے ساتھ گیا۔

اور جب وہ تیطری کے سامنے زاغر مقام پر اترا جو مغرب میں ریاح اور بنی سلیم کی آخری جولانگاہوں میں سے ہے تو وہاں پر اسے بنی عامر اور سوید کے زغبہ قبائل ملے جو اس کے ساتھ چل پڑے یہاں تک کہ اس نے موحدین اور زناتہ اور مغرب کے سواروں کے ساتھ تلمسان سے جنگ کی اور اس سے قبل اس نے ملیانہ سے یغمراسن کی طرف عذر برأت دعا اور اطاعت کے لئے ایلچی بھیجے تو اس نے انہیں ناکام واپس لوٹا دیا۔

شہر میں موحدین کی فوجوں کا ڈیرہ: اور جب موحدین کی فوجوں نے شہر میں ڈیرہ ڈال دیا اور یغمراسن اور اس کی فوجیں مقابلہ میں نکلیں تو سلطان کے تیر اندازوں نے ان پر تیر برسائے تو یہ منتشر ہو گئے اور دیواروں کی پناہ لینے لگے اور فصیلوں کی حفاظت سے درماندہ ہو گئے پس جنگ اور نے کامیاب ہو گئی اور یغمراسن نے دیکھا کہ شہر کا محاصرہ ہو گیا ہے تو اس نے اپنے خواص اور ساتھیوں میں گھل مل کر تلمسان کے دروازوں میں سے باب عقبہ کا قصد کیا تو موحدین کی فوجیں اسے ملیں تو یہ ان کی طرف بڑھا اور ان کے بعض بہادروں سے جنگ کی تو انہوں نے اسے راستہ دے دیا تو یہ صحرا کی طرف چلا گیا اور ہر بلندی سے فوجیں شہر کی طرف دوڑ کر اس میں داخل ہو گئیں اور عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا اور اموال کو لوٹنا شروع کر دیا اور جب اس گھبراہٹ کی تاریکی دور ہوئی اور مزاحمت کی لہر ختم ہو گئی اور جنگ کی آگ سرد ہو گئی تو موحدین نے اپنی فراست پر نظر ثانی کی اور امیر نے بھی دوراندیشی سے کام لیا کہ وہ کسی شخص کو تلمسان اور مغرب اوسط کی حکومت سپرد کرنے اور اسے اس کی سرحد پر اپنی اس دعوت کے قیام اور حفاظت کے لئے اتارے جو بنی عبدالمومن سے حکومت دلانے والی ہے اور ان کے اشراف نے اس بات کو برا خیال کیا اور اسے ایک دوسرے کے ذمے لگایا اور امرائے زناتہ نے یغمراسن کے مقابلہ میں کمزور

ہونے کی وجہ سے اور یہ جانتے ہوئے کہ وہ ایک ایسا سردار ہے جسے ذلیل نہیں کیا جا سکتا اور نہ دھوکے سے قتل کیا جا سکتا ہے اور نہ اسے اس کے شکار سے روکا جا سکتا ہے اس سے بیزاری کا اظہار کیا۔

یغمراسن کی غارت گری: اور یغمراسن نے فوج کے مضافات میں غارت گر بھیجے جنہوں نے اس کے اردگرد سے لوگوں کو اچک لیا اور ان کے نگرانوں پر احسان کیا اس دوران میں یغمراسن نے امیر ابوزکریا سے گفتگو کی کہ وہ تلمسان میں اس کی دعوت کے قیام میں رغبت رکھتا ہے تو اس نے اسے جواب دیا کہ وہ اس کی مدد کرے گا اور حاکم مراکش کے ساتھ رابطہ کروا دے گا اور جو ٹیکس اس نے وصول کیا تھا اسے اس کے لئے مباح کر دیا اور یغمراسن کے ٹیکس کے لئے اس نے کارندوں کو آزاد کر دیا اور اس کی ماں سوط النساء شرائط قبول کرنے کے لئے آئی تو اس نے اس کی آمد پر اس کی عزت افزائی کی اور اسے انعامات سے نوازا اور اس کی آمد و رفت پر اس سے حسن سلوک کیا اور وہ اپنی آمد کے سترہویں دن الخضرۃ کی طرف کوچ کر گیا راستے میں اس کے بعض حاشیہ برداروں نے اسے یہ وسوسہ ڈال دیا کہ یغمراسن اس کے مقابلہ میں اپنے آپ کو ترجیح دیتا ہے نیز اسے مشورہ دیا کہ زناتہ میں سے جو لوگ اس کے حاسد ہیں وہ انہیں امیر مقرر کرے پس اس نے ان کی بات کو قبول کر لیا اور عبدالقوی بن عطیہ التوجینی' عباس بن مندیل اور علی بن منصور کو اپنی اپنی قوم اور وطن پر امیر مقرر کر دیا اور انہیں تاکید کر دی کہ وہ اپنے مقابل یغمراسن کے طریق پر آلہ اور مراسم سلطانیہ کو قائم کریں تو انہوں نے اس کی اور موحدین کے بادشاہ کی موجودگی میں یہ کام کئے اور مراسم سلطانی کو اس کے دروازے پر قائم کیا اور حکومت کے پھیل جانے اور اپنی خواہش کے پا لینے اور مغرب کے اس کی ذالقیاد کے قریب آ جانے اور عبدالمومن کے اس میں اپنی دعوت کو لانے کی وجہ سے اس نے تونس جانے کے لئے جو اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھا' تیاری کی اور یغمراسن بن زیان نے آ کر امیر ابوزکریا کے عہد کو پورا کیا اور اس کی دعوت کو دیگر منابر پر بھی قائم کیا اور زناتہ میں سے جو لوگ اس کے مخالف تھے اس نے ان کی طرف اپنے عزائم کا رُخ کیا پس اس نے عبدالقوی' اولاد عباس اور اولاد مندیل کو جنگ کی عبرت ناک سزا دی اور انہیں دردناک عذاب دیئے اور ان کے شہروں میں گھس گیا اور ان کے بہت سے مقبوضات پر قبضہ کر لیا اور ان کے والیوں' پیروکاروں اور داعیوں کو ان کے شہروں اور دارالخلافوں سے بھگا دیا اور رعایا کو ان سے جو تکلیف اور دکھ پہنچا تھا اسے دور کر دیا اور وہ مسلسل اسی حالت پر قائم رہا یہاں تک کہ حاکم مراکش نے شخصی حکومت کے ساتھ یغمراسن پر چڑھائی کی جسے ہم بیان کریں گے۔ ان شاءاللہ۔

فصل

حاکم مراکش السعید کی جبل تامزروکت میں یغمراسن کے ساتھ جنگ اور ہلاکت

جب عبدالمومن کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور انقلابی اور داعی اپنے دور دراز کے مضافات میں چلے گئے اور انہیں ان کے مقبوضات سے الگ کر لیا۔ پس ابن ہود نے ماوراء البحر کو جزیرہ اندلس سے الگ کر لیا اور وہاں خود مختار بن بیٹھا اور اپنے دور کے بغداد کے عباسی خلیفہ مستنصر کے لئے تو زبیہ کے ساتھ دعا کرنے لگا اور امیر ابوزکریا بن ابی حفص نے افریقہ سے اسے اپنے لئے بلایا اور وہ زناتہ کو متحد کرنے اور مراکش میں دعوت کی کرسی پر قابو پانے کے لئے مائل ہوا' پس اس نے تلمسان سے جنگ کی اور ۶۴۰ھ میں اس پر غالب آ گیا اور اس کے ساتھ سعید بن علی بن مامون ادریس بن منصور یعقوب بن یوسف بن عبدالمومن کی ولایت کو بھی لیا جو دلیر دانش مند' بیدار مغز اور بلند ہمت تھا پس اس نے اپنی حکومت کے اطراف پر غور کیا اور سرداراس کی اطراف کی مضبوطی اور اس کی کجی کو سیدھا کرنے میں لگ گئے اور بنی مرین نے مغرب کے مضافات اور شہروں میں جو کچھ کیا تھا نیز مکناسہ پر غالب آ کر اور وہاں دعوت حفصی کو قائم کرنے کے لئے جو کچھ انہوں نے کیا تھا اس کے لئے تمہاتوں کو برانگیختہ کیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

<u>طوک وعساکر کی تیاری</u>: پس اس نے طوک وعساکر کو تیار کیا اور ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور مغرب اور اس کے گردونواح کے عربوں اور تمام مصامدہ کو جمع کیا اور ۶۴۵ھ کے آخر میں قاصیہ جانے اور دور ونزدیک کے شہروں سے بنی مرین اور وادی بہت میں جمع شدہ فوجوں کو بھگانے کے لئے اٹھا اور تازی جانے کے لئے تیاری کی تو وہاں پر اسے بنی مرین کے اطاعت اختیار کرنے کی اطلاع ملی جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور ان میں سے ایک فوج بھی ان کے ساتھ نکلی اور وہ تلمسان اور اس کے درے تک گیا اور یغمراسن بن زیان اور بنو عبدالواد اپنے اہل وعیال کے ساتھ وجدہ کی جانب قلعہ تامزروکت میں پناہ گزین ہو گئے۔

<u>یغمراسن کا وزیر سعید کے دربار میں</u>: اور یغمراسن کا وزیر فقیہ عبدون' اطاعت گزار بن کر اور تلمسان میں خلیفہ کی حاجات کا متولی بن کر اور یغمراسن کی آمد کے بارے میں معذرت کرتا ہوا سعید کے پاس گیا۔ پس خلیفہ نے اس کے بارے میں جھگڑا کیا اور اسے معذور قرار نہ دیا اور اس کی اطاعت کے سوا کسی بات کو قبول نہ کیا اور اس بارے میں سعید کے مشیر کانون بن جرمون سفیانی اور وہاں پر موجود سرداروں نے اس کی مساعدت کی اور انہوں نے عبدون کو اس کی آمد کی وجہ سے واپس کر دیا تو اپنی جان کے خوف سے ان کے پاؤں بوجھل ہو گئے اور سعید نے اپنی فوجوں کے بارے میں پہاڑ پر اعتماد کیا اور انہیں میدان میں بٹھایا اور تین دن تک ان کا ناطقہ بند کر دیا اور چوتھے روز وہ لوگوں کی غفلت میں دوپہر کے وقت پناہ گاہوں کا

دورہ کرنے اور اپنی کمین گاہوں کو دیکھنے کے لئے سوار ہو کر نکلا تو قوم کے ایک سوار نے جو یوسف بن عبد المومن شیطان کے نام سے معروف تھا اسے دیکھ لیا وہ پہاڑ کے نشیب میں نگہبانی کے لئے کھڑا تھا اور یغمر اسن بن زیان اور اس کا عمزاد یعقوب بن جابر بھی اس کے قریب ہی تھے تو انہوں نے ایک گھاٹی سے اس پر حملہ کر دیا اور یوسف نے اسے نیزہ مار کر اس کے گھوڑے سے گرا دیا اور یعقوب بن جابر نے اس کے وزیر یحییٰ بن عطوش کو قتل کر دیا پھر اسی وقت انہوں نے اس کے عجمی غلاموں میں سے ناسح اور الخصیان میں سے عنبر اور عیسائی فوجوں کے سالار اخو الممط اور سعید کے بیٹوں میں سے ایک نوجوان بچے کو قتل کر دیا۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ واقعہ اس روز ہوا جب اس نے فوجوں کو ترتیب دی اور جنگ کے لئے پہاڑ پر چڑھ گیا اور لوگوں کے آگے ہو گیا پس اس نے اسے اپنے راستے کی ایک دشوار گزار گھاٹی سے پکڑ لیا تو ان سواروں نے اس پر حملہ کر دیا۔ یہ واقعہ صفر ۶۴۶ھ میں رونما ہوا۔

اور اس خبر کے مشہور ہو جانے سے فوجوں میں جنگ برپا ہو گئی تو وہ بھاگ گئیں اور یغمر اسن جلدی سے سعید کی طرف بڑھا تو وہ مقتول ہو کر زمین پر بکھرا پڑا تھا پس وہ اس کے پاس گیا اور اسے سلام کیا اور قسم کھائی کہ وہ اس کے قتل سے بری ہے اور خلیفہ اس کے مقتل کے پاس سر جھکائے اپنی جان دیے رہا تھا یہاں تک کہ اس کی جان نکل گئی۔

چھاؤنی میں لوٹ مار اور مصحف عثمانی: اور تمام چھاؤنی کو لوٹ لیا گیا اور بنو عبد الواد نے پوشیدہ اور کمیاب چیزوں کو لے لیا اور یغمر اسن نے سلطان کے خیمہ کو مخصوص کر لیا اور وہ خالصۃً اسی کے لئے تھا اور اس کی قوم کا اس میں کچھ حصہ نہ تھا اور اس نے اس ذخیرہ پر قبضہ کر لیا جس میں حضرت عثمان بن عفان کا مصحف بھی تھا ان کا خیال ہے کہ اس نے ان مصاحف کو لے لیا جو آپ کے عہد خلافت میں لکھے گئے تھے اور وہ قرطبہ کے خزائن میں عبد الرحمٰن الداخل کی اولاد کے پاس تھا پھر وہ لمتونہ کے ان ذخائر میں پڑا رہا جو اندلس کے ملوک الطوائف کے ذخائر میں سے ان کے پاس آئے تھے پھر وہ موحدین کے ان ذخائر میں چلا گیا جو لمتونہ کے خزائن میں سے ان کے پاس آئے تھے اور اس دور میں وہ بنی مرین کے ان خزائن میں ہے جن پر انہوں نے تلمسان پر غالب آ کر اور زبردستی اس کی حکومت میں گھس کر ان پر قبضہ کیا تھا ان میں عبد الرحمٰن بن موسیٰ بن عثمان بن یغمر اسن سلطان ابو الحسن کا شکار بھی تھا جو ۷۳۲ھ میں تلمسان میں زبردستی گھس گیا تھا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے اور اس ذخیرہ میں قیمتی یاقوت کے نگینوں کا ہار بھی تھا اور کئی سو پتھروں پر مشتمل موتیوں کے ہار بھی تھے جنہیں ثعبان کہا جاتا ہے اس کے بعد بنو مرین کے ذخائر میں سے جو کچھ ان غالبین نے حاصل کیا ان میں وہ ہار بھی تھا یہاں تک کہ بجایہ کی بندرگاہ پر سلطان ابو الحسن کے بحری بیڑے کے ساتھ جب کہ وہ تونس سے واپس آ رہا تھا جنگ میں وہ ہار سمندر میں تلف ہو گیا اور جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے کہ وہ اس قسم کے ذخائر میں منتقل ہوتا رہا جنہیں بادشاہ اپنے خزائن کے لئے چن لیتے تھے اور اسے بھی وہ اپنے خزائن میں ظاہر کرتے تھے۔

اور جب جنگ رک گئی اور اس گھبراہٹ کی آندھی بھی تھم گئی تو یغمر اسن نے خلیفہ کو دفنانے کے متعلق سوچا پس اس نے تیاری کی اور اسے لکڑیوں پر اٹھا کر عباد میں اس کے مدفن کی طرف لے گیا جو شیخ ابو مدین رضی اللہ عنہ کے مقبرہ میں واقع ہے پھر اس نے اس کی بیوی اور اس کی شہرت یافتہ بہن تاعزونت کے پاس آ کر اور جو کچھ واقع ہوا تھا اس پر معذرت کرنے

کے بعد ان کے متعلق سوچا اور ان کے مامن تک بنی عبدالواد کچھ مشائخ کو ان کے ساتھ کر دیا اور انہوں نے ان کو درعہ پہنچا دیا جو کہ ان کی ماتحت سرحدوں میں سے ہے اور بیوی پر رحم کرنے اور بادشاہ کے حقوق کی رعایت کرنے کی وجہ سے ان کی بہت اچھی شہرت ہے پھر وہ تلمسان واپس آ گیا' اس وقت بنی عبدالمؤمن کی شوکت کا خاتمہ ہو گیا تھا اور اس نے انہیں اپنی حکومت پر امین بنا دیا تھا۔ واللہ اعلم۔

فصل

بقیہ دورِ حکومت میں اس کے اور بنی مرین کے درمیان ہونے والے واقعات کے حالات

طویل زمانوں سے ان دونوں قبیلوں کے درمیان صحرا میں ایک دوسرے کے پڑوس میں رہنے کی وجہ سے جو مقابلہ پایا جاتا تھا ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں اور فریقین کے درمیان ایک وادی سرحد تھی جو کھلی زمین کی طرف چلی جاتی تھی اور بنو عبدالمؤمن حکومت کے کھو جانے اور بنی مرین کے مغرب کے گرد و نواح پر غالب آ جانے پر بنو عبدالواد کو موحدین کی فوجوں کے ساتھ بنی مرین کے خلاف جمع کیا کرتے تھے' پس وہ موحدین کی مدد کرنے اور ان کی اطاعت میں تازی سے فاس کے علاقے کے درمیان مغرب میں القصر تک چلے جاتے تھے' ہم بنی مرین کے حالات میں ان واقعات میں سے بہت کچھ بیان کریں گے۔

سعید کی وفات: جب سعید فوت ہو گیا اور بنو مرین یغمراسن کی نشانی کے طور پر شاہ مغرب کے پاس بھاگ گئے تو اس نے ان کی مزاحمت کرنے کے متعلق سوچا اور اہل فاس پر ابو یحییٰ بن عبدالحق متغلب ہو چکا تھا اور وہ اس کی قوم کی بدسیرتی کی وجہ سے ناراض تھے اور ان کے جوانوں نے خلیفہ مرتضیٰ کی اطاعت اختیار کرنے کی چغلی کھائی تو انہوں نے بھی ابو یحییٰ بن عبدالحق کے گورنر پر حملہ کرنے اور خلیفہ کی اطاعت کی طرف رجوع کرنے میں ان کی سی چال چلی۔

ابو یحییٰ کا حملہ: اور ابو یحییٰ نے ان کی منازل کی طرف جانے کی تیاری کی اور انہیں ان کا محاصرہ کئے رکھا اس محاصرہ کے دوران خلیفہ مرتضیٰ اور یغمراسن کے درمیان ابو یحییٰ بن عبدالحق کو فاس میں روکنے کے لئے مسلسل گفتگو ہوتی رہی تو یغمراسن نے اس کے داعی کی بات کو تسلیم کر لیا اور اس کے لئے اپنے زناتہ بھائیوں کو جمع کیا پس تو جین میں سے عبدالقوی بن عطیہ اپنی قوم کے ساتھ اور زناتہ اور مغرب کے تمام قبائل اس کے ساتھ نکلے اور فاس کی طرف چل پڑے اور ابو یحییٰ بن عبدالحق کو بھی فاس میں اپنے محاصرے کی جگہ پر ان کے متعلق خبر مل گئی تو اس نے بھی اپنی فوجوں کو تیار کیا اور باقی ماندہ فوجوں کے ساتھ ان سے جنگ کرنے کے لئے اٹھا اور وجدہ کی جانب ایسلی کے مقام پر دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی اور اس مقام پر وہ مشہور جنگ ہوئی جو اسی کے نام سے مشہور ہے جس میں یغمراسن وغیرہ کی فوجیں منتشر ہو گئیں اور وہ اپنی جماعت کے ساتھ تلمسان کی

طرف واپس آ گئے اور اس کے بقیہ ایام میں بھی ان کے درمیان مسلسل جنگیں ہوتی رہیں بسا اوقات ان کے درمیان تھوڑے تھوڑے عرصہ کے لئے مصالحتیں بھی ہوتی رہیں اور اس کے اور یعقوب بن عبدالحق کے درمیان ایک دائمی تعلق تھا جس نے اس پر اس کی رعایت کو واجب کیا اور اس کا بھائی ابویحییٰ اکثر اس کی وجہ سے اس کی تعریف کیا کرتا تھا اور ۶۵۵ھ میں ابویحییٰ بن عبدالحق ان سے جنگ کرنے کو گیا اور یغمراسن اس کے مقابلہ میں نکلا اور ابوسلیط میں دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی تو یغمراسن نے شکست کھائی اور ابویحییٰ نے اس کے تعاقب کا ارادہ کیا تو اس کے بھائی یعقوب بن عبدالحق نے اسے روک دیا اور جب وہ مغرب کی طرف واپس لوٹا تو یغمراسن نے اس سازش کی وجہ سے جو اس کے اور معقلی عربوں کے المنباق کے درمیان تھی سجلماسہ جانے کا ارادہ کیا' یہ لوگ اس کے میدانوں کے سوار اور جبایا توں کے بھیڑیے تھے اس نے ان کی وجہ سے سجلماسہ میں موقع سے فائدہ اٹھانے کا سوچا جو تین سال سے ابویحییٰ بن عبدالحق کی حکومت میں شامل ہو چکا تھا جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے اس وجہ سے ابویحییٰ چوکنا ہو گیا اور اپنی قوم کے موجود آدمیوں کو ساتھ لے کر جلدی سے اس کی طرف گیا اور اسے درست کیا اور یغمراسن اس کے بعد اپنی فوجوں کے ساتھ وہاں پہنچا اور وہاں پڑاؤ کیا مگر اس کو سر نہ کر سکا تو وہ وہاں سے تلمسان کو واپس جانے کے لئے بھاگ گیا اور اس کے بعد ابویحییٰ فاس کی طرف واپس جاتے ہوئے فوت ہو گیا پس یغمراسن نے زناتہ اور زغبہ کے قبائل میں سے اپنے دوستوں کو جمع کیا اور ۶۵۷ھ میں مغرب کی طرف گیا اور کلدامان تک پہنچ گیا اور یعقوب بن عبدالحق اپنی قوم کے ساتھ اسے ملا تو اس نے اس پر حملہ کر دیا اور یغمراسن شکست کھا کر بھاگا اور راستے میں تافرسیت سے گزرا تو اسے تباہ کر دیا اور اس کے نواح میں فساد برپا کیا پھر انہوں نے ایک دوسرے کو صلح کرنے اور جنگ کے بوجھ کو اتارنے کی دعوت دی اور یعقوب بن عبدالحق نے اس کام کے لئے اپنے بیٹے ابومالک کو بھیجا اور اس کے حل وعقد کا ذمہ دار بن گیا پھر ۶۵۹ھ میں ان دونوں کی ملاقات بنی یرناس کی ضمانت پر واجر مقام پر ہوئی اور ان دونوں کے درمیان اتفاق کا معاہدہ پختہ ہو گیا اور ان دونوں کے درمیان مصالحت برقرار رہی یہاں تک کہ وہ واقعات رونما ہوئے جنہیں ہم بیان کریں گے۔

فصل

نصاریٰ کے واقعے کے حالات اور

یغمراسن کا ان پر حملہ

سعید کی وفات اور موحدین کی فوجوں کے منتشر ہو جانے کے بعد یغمراسن بن زیان نے نصاریٰ کی ایک فوجی پارٹی سے کام لیا جو اس کی فوج میں شامل تھی اور وہ جنگوں میں ان پر فخر ومباہات کیا کرتا تھا اور ان کے مقام پر اعتماد کرتا تھا اور ان پر اس کی خصوصی توجہ تھی جس سے وہ اپنے آپ کو طاقتور خیال کرتے تھے اور تلمسان میں ان کی اہمیت بڑھ گئی اور اس کی بلاد

تو جین پر چڑھائی سے واپسی کے بعد ۲ ۷ے ھ میں ان کی خیانت کا وہ بد بخت واقعہ پیش آیا جس کا دفاع اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے نہایت عمدہ طریق پر کیا۔

نصاریٰ کا واقعہ: اور یہ واقعہ یوں ہے کہ ایک روز وہ تلمسان کے دروازوں میں سے باب القرمادین میں فوجوں کو رد کرنے کے لئے سوار ہوا۔ اسی اثناء میں وہ اپنے دستے میں دوپہر کے وقت کھڑا تھا کہ ان کے سالار نے اس پر حملہ کر دیا اور نصاریٰ نے یغمراسن کے بھائی محمد بن زیان کی طرف پیش قدمی کر کے اسے قتل کر دیا اور اسے راز داری سے اشارہ کیا تو وہ اس سے خفیہ بات کرنے کے لئے صف سے باہر نکلا اور اسے اپنے کان پر قابو دے دیا تو نصرانی ڈر کے باعث اس سے ایک طرف ہو گیا جس سے یغمراسن نے اس کے فریب کو محسوس کر لیا تو اس سے محتاط ہو گیا اور نصرانی نجات کی جستجو میں اس کے آگے بھاگ اٹھا جس سے خیانت واضح ہو گئی اور محافظوں اور رعایا کی ایک پارٹی نے ان پر حملہ کر دیا اور ہر جانب سے ان کا گھیراؤ ہو گیا اور انہیں نیزوں، تلواروں، ڈنڈوں اور پتھروں سے مار مار کر کچل دیا گیا اور وہ قیامت کا دن تھا اور اس کے بعد اس نے ان کی مصیبت کے خوف سے تلمسان میں نصاریٰ کی فوج سے کام نہیں لیا، کہتے ہیں کہ محمد بن زیان وہ شخص ہے جس نے سالار کے ساتھ اپنے بھائی یغمراسن پر حملہ کرنے کے لئے ساز باز کی تھی۔ مگر جب ان کی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو اس نے اس امر کے اظہار کے لئے کہ اس نے اس کے ساتھ کوئی سازش نہیں کی، اسے قتل کر دیا مگر گھبراہٹ نے اسے سازش پر قائم رہنے کی مہلت نہ دی۔ واللہ اعلم۔

فصل

سجلماسہ پر یغمراسن کے غلبے اور پھر اس کے بعد اس کے بنی مرین کی حکومت میں شامل ہونے کے حالات

مغرب اقصیٰ کے صحرا میں ہلالی عربوں کی آمد کے زمانے سے معقلی عرب زناتہ کے حلیف اور مددگار تھے اور ان میں سے عبید اللہ کے رشتہ داروں کے سوا ان کی اکثریت انہی کے پاس جمع ہوتی تھی کیونکہ ان کی جولانگاہوں کے ساتھ متصل اور مشترک تھیں۔

اور جب ان کی حکومت کے سامنے بنی عبدالواد کی اہمیت بڑھ گئی تو انہوں نے کندھوں کے ساتھ ان کو وہاں سے ہٹا

دیا اور ان سے عہد شکنی کی اور ان کو چھوڑ کر ان کے ہمسر دن المنبات سے الحاق کر لیا جو منصور کے رشتہ داروں میں سے تھے اور وہ یغمر اسن اور اس کی قوم کے حلیف اور مددگار تھے اور سجلماسہ ان کی جولانگاہوں میں شامل تھا اور سفر سے واپسی پر ان کا ٹھکانہ تھا' جو بنی مرین کی حکومت میں شامل ہو چکا تھا۔ پھر وہ قطرانی وہاں پر خود مختار بن بیٹھا پھر انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور مرتضٰی کی اطاعت میں واپس آ گئے اور علی بن عمر نے اس کام میں بڑا پارٹ ادا کرنے کی ذمہ داری لی جیسا کہ ہم نے بنی مرین کے حالات میں بیان کیا ہے پھر المنبات' سجلماسہ پر غالب آ گئے اور انہوں نے اس کے گورنر علی بن عمر کو ۶۶۲ھ میں قتل کر دیا اور یغمر اسن کو اس پر قبضہ کرنے میں ترجیح دی اور اہل شہر اس کی دعوت کے قائم کرنے میں شامل ہو گئے اور انہیں اس پر آمادہ کیا اور یغمر اسن کے پاس جمع ہو گئے تو وہ اپنی قوم کے ساتھ سجلماسہ کی طرف گیا تو انہوں نے اسے اس کی باگ ڈور پکڑا دی تو اس نے اس کا انتظام کیا اور اس پر اپنے بیٹے یحیٰی کو امیر مقرر کیا اور اس کے ساتھ اس کی بہن حنفیہ کے بیٹے کو اتارا جس کا نام عبدالملک بن محمد بن علی بن قاسم بن درہم تھا۔ جو محمد کی اولاد میں سے تھا اور اس نے ان دونوں کے ساتھ یغمر اسن بن حمامہ کو ان لوگوں کی معیت میں جو اس کے ساتھ تھے مع ان کے خاندانوں اور خادموں کے اتارا' پس اس نے اپنے بیٹے یحیٰی کو اس کا امیر مقرر کیا۔ یہاں تک کہ یعقوب بن عبدالحق نے موحدین کو ان کے دارالخلافہ پر غلبہ دلا دیا اور طنجہ اور عام بلاد مغرب نے اس کی اطاعت کی' پس اس نے سجلماسہ کو یغمر اسن کی اطاعت سے نکالنے کا عزم کیا اور زناتہ کی فوجوں' عربوں اور بربریوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی اور وہاں محاصرہ کے آلات نصب کئے یہاں تک کہ اس کی فصیل ایک طرف گر گئی تو وہ صفر ۶۷۳ھ میں زبردستی اس میں داخل ہو گئے اور اسے لوٹ لیا اور دونوں سالار عبدالملک بن حنفیہ اور یغمر اسن بن حمامہ اور ان کے ساتھ بنی عبدالواد کے جو امراء المنبات تھے وہ بھی قتل ہو گئے اور آخری دور تک سجلماسہ بنی مرین کی اطاعت میں شامل رہا۔ والملک بیدہ اللّٰہ یوتیہ من یشاء

فصل

یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ یغمر اسن کی جنگوں کے حالات

بنی عبدالمومن کا اپنی حکومت کی ناکامی کے وقت کیا حال تھا اور بنی مرین نے بنی عبدالواد کی مدد سے ان پر جو غلبہ پایا اور ان کے دشمنوں پر گرفت کرنے کے لئے جو بنی مرین میں سے تھے انہوں نے جو جوڑ توڑ کی اس کا حال ہم بیان کر چکے ہیں اور جب مرتضٰی فوت ہو گیا اور ۶۶۵ھ میں ابودبوس حکمران بنا اور یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ اس کی ٹھن گئی تو اس نے یغمر اسن سے اس کی مدافعت کے بارے میں خط و کتابت کی اور اس سے مضبوط عہد کیا اور قیمتی تحائف دیئے اور یغمر اسن

اس کے پاس گیا اور اس نے مغرب کی سرحدوں پر غارت گری کی اور جنگ کی آگ بھڑکادی اس وقت یعقوب بن عبدالحق مراکش کا محاصرہ کیے ہوئے تھا تو وہ وہاں سے بھاگ گیا اور اس نے مغرب کی طرف واپس آ کر اپنی فوجوں کو جمع کیا اور اس کے مقابلہ کو گیا اور وادی تلاغ میں فریقین کی مڈبھیڑ ہوئی اور اس نے اپنی ہر تیاری کو مکمل کیا جس میں یغمراسن کو شکست ہوئی جس میں اس کی بیوی بھی لوٹ میں آ گئی اور اس کی قوم قتل ہوگئی اور اس کا وہ پیارا بیٹا ابوحفص عمر بھی ہلاک ہو گیا جو اسے اپنے خاندان کے ہم عمروں لوگوں مثلاً اس کے خواہرزادہ عبدالملک بن حنفیہ ابن یحییٰ بن مکی اور عمر بن ابراہیم بن ہشام سے زیادہ عزیز تھا اور یعقوب بن عبدالحق اسے چھوڑ کر مراکش کی طرف آ گیا یہاں تک کہ مراکش پر اس کے تغلب کی حالت کا خاتمہ ہو گیا اور وہاں سے بنی عبدالمؤمن کا نشان مٹ گیا۔

<u>بنی عبدالواد سے جنگ</u>: اور یعقوب بنی عبدالواد سے جنگ کرنے کے لئے گیا اور اس نے اہل مغرب کے تمام مصامدہ افواج اور قبائل کو جمع کیا اور ۶۷۰ھ میں بنی عبدالواد سے جنگ کے لئے گیا پس یغمراسن بھی اپنی قوم اور اپنے مغراوہ اور عرب مددگاروں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں آیا اور وجدہ کے نواح میں ایسلی مقام پر دونوں کی جنگ ہوئی جس میں یغمراسن کو شکست ہوئی اور اس کی فوجیں منتشر ہوگئیں اور اس کا بیٹا فارس قتل ہوگیا اور اس نے اپنی شکست کی ذلت سے بچنے کے لئے اپنے پڑاؤ کو نذر آتش کر دیا اور اس کے بعد اپنے اہل تلمسان کی طرف چلا آیا اور اس میں قلعہ بند ہو گیا اور یعقوب بن عبدالحق نے وجدہ کو تباہ و برباد کر دیا پھر اس نے تلمسان میں اس کے ساتھ جنگ کی اور وہاں پر بنی توجین بھی اپنے امیر محمد بن عبدالقوی کے ساتھ اس کے ساتھ آ ملے اور اس نے یغمراسن اور اس کی قوم کے خلاف سلطان کے ساتھ معاہدہ کر لیا اور کئی روز تک انہوں نے تلمسان کا محاصرہ کیے رکھا مگر اسے سر نہ کر سکے اور وہاں سے چلے آئے اور ہر کوئی اپنی عملداری اور حکومت کی طرف واپس آ گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے اس کے بعد ان دونوں کے درمیان مصالحت ہوگئی اور یعقوب بن عبدالحق جہاد کے لئے اور یغمراسن توجین اور مغراوہ کے بلاد پر قابض ہونے کے لئے فارغ ہو گیا یہاں تک کہ ان کی وہ حالت ہوگئی جس کا ہم ذکر کریں گے۔ واللہ اعلم۔

فصل

مغراوہ اور توجین کے ساتھ یغمراسن کے حالات

اور ان کے درمیان ہونے والے واقعات

مغراوہ نواح شلب میں اپنے پہلے مواطن میں رہتے تھے اور جب ان کی حکومت نیست و نابود ہوگئی تو حکومتوں نے ان سے مصالحت کر لی اور ان پر ٹیکس عائد کر کے انہیں بنی ورسفین بنی یلیت اور بنی ورتزمیر کی طرح تکلیف دی اور ان میں بنی مندیل بن عبدالرحمن کو غلبہ حاصل تھا جو آل خزر کی اولاد میں سے تھے اور فتح کے دور سے اور اس کے بعد ان کے پہلے

بادشاہ تھے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔

پس جب مراکش میں خلافت کا ہار بکھر گیا اور اس کی وحدت پراگندہ ہوگئی اور جہات میں انقلابیوں اور باغیوں کی کثرت ہوگئی تو اس نواح میں مندیل بن عبدالرحمٰن اور اس کے بیٹے خودمختار بن گئے اور انہوں نے ملیانہ تنس شرشال اور اس کے گردونواح پر قبضہ کرلیا اور متیجہ کی طرف بڑھ کر اس پر قابض ہوگئے پھر انہوں نے جبل وانشریس اور اس کے گردونواح کی طرف اپنے ہاتھ بڑھائے اور اس کے بہت سے شہروں کو قابو کرلیا پھر بنوعطیۃ الحیو اور اس کی قوم بنی توجین نے جوان کے مواطن کے پڑوس میں ارضِ سوس کے مشرق میں شلب کے بالائی علاقے میں رہتے تھے ان کو وہاں سے نکال دیا اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب پہلے پہل زناتہ کے چراگاہیں تلاش کرنے والے قبائل ارض قبلہ میں تلول تک داخل ہوئے تھے۔

بنوعبدالواد کا نواح تلمسان پر قبضہ: پس بنوعبدالواد نے نواح تلمسان پر وادیٔ صا تک قبضہ کرلیا اور بنوتوجین نے صحرا اور تل کے درمیان المریہ کے شہر سے جبل وانشریس اور الجعبات کی گزرگاہوں تک قبضہ کرلیا اور سک اور بطحاء بنی عبدالواد کی حکومت کی سرحد بن گئے اور ان دونوں کے سامنے بنی توجین کے مواطن اور ان کے شرق میں مفراوہ کے مواطن تھے اور جب یہ دونوں قبیلے پہلے پہل تلول میں آئے تو ان دونوں کے درمیان اور بنی عبدالواد کے درمیان جنگ ہوگئی۔

امیر ابوزکریا بن ابی حفص: اور مولیٰ امیر ابوزکریا بن ابی حفص ان دونوں قبیلوں سے بنی عبدالواد کے خلاف مدد مانگتا تھا اور انہیں ان کے ذریعے ذلیل کرتا تھا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں کہ اس نے سب کو بادشاہ کا لباس پہنایا اور اس کا ذکر ہم ان کے حالات میں بھی کریں گے پس اس کے بعد انہوں نے یغمراسن کو کندھے مارے اور اس نے جنگ اور ناراضگی کا رخ ان کی طرف پھیر دیا اور مسلسل یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ ان دونوں قبیلوں کی حکومت کا خاتمہ اس کے بیٹے عثمان بن یغمراسن کے عہد میں اس کے ہاتھوں اور پھر اس کے بعد بنی مرین کے ہاتھوں پر ہوگیا جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔

اور جب یغمراسن بن زیان وجدہ کے نواح میں ایسلی کے مقام پر بنی مرین کے ساتھ جنگ کر کے واپس لوٹا اور واپسی پر فوت ہوگیا تو اس نے اپنے بعد اپنے بیٹے محمد الامیر کو حکمران مقرر کیا اور اس نے ان کے ملک پر چڑھائی کی اور اس میں گھس گیا اور اس کے قلعوں سے جنگ کی ٹکر اسے سرنہ کرسکا اور محمد بن عبدالقوی نے نہایت شاندار طریق پر اس کا دفاع کیا۔

پھر اس نے ۶۵۰ھ میں دوسری بار چڑھائی کی اور ان کے قلعوں میں سے تافرکنیت قلعہ کے ساتھ جنگ کی اس قلعہ میں محمد بن عبدالقوی کا پوتا علی بن ابی زیان بھی موجود تھا پس وہ اپنی قوم کی ایک پارٹی کے ساتھ اس میں قلعہ بند ہوگیا۔

اور یغمراسن غصے سے بھر کر پیادہ ہوگیا اور اس کے بعد یغمراسن مسلسل ان کے علاقوں پر غارت گری کرتا رہا اور فوجوں کو ان کے قلعوں پر جمع کرتا رہا اور تافرکنیت بنی عبدالقوی کے احسانات میں سے ایک احسان تھا اور اس کا نسب بجایہ کے نواح میں رہنے والے ضہاجہ میں تھا اس نے اس قلعے کو مختص کرلیا اور اس میں اس کا قدم مضبوط ہوگیا اور وہ کثرت مال و اولاد سے مضبوط ہوگئے اور اس نے اس کا بہت اچھا دفاع کیا اور یغمراسن کے روکنے کے سلسلے میں اس کے یغمراسن کے ساتھ بہت سے مشہور واقعات ہیں یہاں تک کہ بنومحمد بن عبدالقوی نے جب وہ اس کے عذاب سے غضب ناک اور اس کی خودمختاری سے ناراض ہوگئے۔ اس پر حملہ کر کے اسے قتل کردیا اور اس کی دولت کو لوٹ لیا اور اس کی موت سے اس قلعہ کی

موت واقع ہو گئی جیسا کہ آئندہ بیان ہو گا۔

یغمراسن اور محمد بن عبدالقوی کے درمیان جنگ: جب یغمراسن اور محمد بن عبدالقوی کے درمیان جنگ کی آگ بھڑک اٹھی تو محمد نے یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ معاہدہ کر لیا پس جب یعقوب نے وجدہ کے برباد کرنے اور یغمراسن کو ایسلی میں شکست دینے کے بعد ۶۷۰ھ میں تلمسان کے ساتھ جنگ کی تو محمد بن عبدالقوی اپنی قوم توجین کے ساتھ اس کے پاس آیا اور اس کے ساتھ اس نے تلمسان کا محاصرہ کر لیا اور جب وہ اسے سر نہ کر سکے تو وہاں سے کوچ کر گئے پس محمد اپنی جگہ پر واپس آ گیا۔

پھر یعقوب بن عبدالحق نے خرزوزہ میں یغمراسن پر حملہ کرنے کے بعد دوبارہ ۶۸۰ھ میں تلمسان پر حملہ کیا تو محمد بن عبدالقوی اسے قصبات میں ملا اور انہوں نے کچھ عرصہ تک بلاد یغمراسن کو برباد کرنے پر اتفاق کر لیا اور انہوں نے کئی دنوں تک تلمسان سے جنگ کی پھر وہ متفرق ہو گئے اور ہر کوئی اپنے ملک میں واپس آ گیا۔

اور جب یغمراسن نے اس کے محاصرہ سے نجات پائی تو اس نے ان کے بلاد پر چڑھائی کی اور اس کی فوج نے ان کے علاقے کو پامال کر دیا اور گردونواح پر قبضہ کر لیا اور اس کی آبادی کو برباد کر دیا یہاں تک کہ اس کے بعد اس کے بیٹے عثمان نے اس پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

مغراوہ کے ساتھ اس کے واقعات: اور مغراوہ کے ساتھ اس کے واقعات یہ ہیں کہ ان کے مشورے کا ستون یہ تھا کہ بنی مندیل بھی عبدالرحمٰن میں اس حسد کی وجہ سے جو ان کی قوم کی حکمرانی کے بارے میں ان میں پایا جاتا تھا علیحدگی کر دی جائے پس جب وہ ۶۶۶ھ میں تلاغ کی جنگ سے واپس آیا اور یہی وہ جنگ ہے جس میں اس کا لڑکا عمر ہلاک ہو گیا تھا تو اس کے بعد اس نے بلاد مغراوہ پر چڑھائی کی اور ان میں دور تک چلا گیا اور ان کے درے ملکیش اور ثعالبہ تک چلا گیا اور عمر نے ۶۶۸ھ میں اپنے بھائیوں کے خلاف مدد دینے کی شرط پر اسے ملیانہ پر قبضہ دلایا' پس یغمراسن نے اسی وقت قبضہ کر لیا اور بہت سے مغراوہ اس کی حکومت میں آ گئے اور ۶۷۰ھ میں انہوں نے اس کے ساتھ متحرب پر چڑھائی کی پھر ان کے بعد اس نے ۶۷۲ھ میں ان کے علاقوں پر چڑھائی کی پس جب اس نے ان میں خونریزی کی تو ثابت بن مندیل اس کی خاطر تنس سے الگ ہو گیا اور وہاں سے واپس آ گیا پس ثابت نے اسے واپس لے لیا' پھر ۶۸۱ھ میں اپنی وفات کے قریب جب اسے ان پر مکمل غلبہ حاصل تھا اور اس نے ان کے علاقوں میں خونریزی کی تھی وہ دوسری بار اس کے لئے تنس سے دستبردار ہو گیا اور اس کے بیٹے عثمان کو تنس پر غلبہ حاصل ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

فصل

زعیم بن مکن کو مستغانم شہر کا اشتیاق

بنو مکن بنی زیان سے بہت اونچی قرابت رکھتے تھے اور ان کے ساتھ محمد بن زکراز بن یندوکس بن طاع اللہ بھی شامل

ہو جاتے تھے اور اس محمد کے چار بیٹے تھے جن میں سے یوسف بڑا تھا اور اس کے بیٹوں میں سے جابر بن یوسف ان کا پہلا بادشاہ تھا اور دوسرا بیٹا ثابت بن محمد تھا جس کے بیٹوں میں سے زیان بن ثابت بنی عبدالواد میں سے ابوالملوک تھا اور تیسرا بیٹا دررع بن محمد تھا جس کے بیٹوں میں سے عبدالملک بن محمد بن علی بن قاسم بن درع اپنی ماں حتینہ کی وجہ سے مشہور ہے جو یغمر اسن بن زیان کی بہن تھی اور چوتھا بیٹا مکن بن محمد تھا۔ جس کے بیٹے یحییٰ اور عمرس تھے اور یحییٰ کے بیٹوں میں سے زعیم اور علی تھے اور یغمر اسن بن زیان اپنے رشتہ داروں کو مقبوضات میں بکثرت عامل مقرر کیا کرتا تھا اور عملداریوں پر ان کو حاکم بنایا کرتا تھا اور یحییٰ بن مکن اور اس کے بیٹے زعیم سے وحشت محسوس کرتا تھا اور ان دونوں کو اس نے اندلس کی طرف جلاوطن کر دیا تھا پس وہ دونوں وہاں سے اسی سال یعقوب بن عبدالحق کے پاس تلمسان چلے گئے اور اس کے جملہ تابعداروں میں شامل ہو گئے پس ان دونوں کو اپنی قوم پر ناراضگی ہوگئی اور انہوں نے سلطان کی مفارقت کو ترجیح دی تو اس نے انہیں جانے کی اجازت دے دی اور وہ یغمر اسن بن زیان کے پاس چلے گئے یہاں تک کہ اسے ۶۸۰ھ میں خرزوزہ میں شکست ہوگئی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اس کے بعد اس نے بلاد مغراوہ پر چڑھائی کی اور ثابت بن مندیل اس کی خاطر ملیانہ سے دست بردار ہو گیا اور تلمسان کی طرف واپسی پر اس نے مستغانم کی سرحد پر زعیم بن یحییٰ بن مکن کو گورنر مقرر کیا اور جب وہ تلمسان واپس آیا تو اس نے ان کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کی مخالفت کی دعوت دی اور اس کے دشمن مغراوہ کو اس پر غلبہ پانے کے لئے مدد دی پس یغمر اسن اس کی طرف گیا اور اسے وہاں روک دیا یہاں تک کہ اس نے اس کے ساتھ اس شرط پر مصالحت کر کے پناہ لی کہ وہ کنارے کی طرف چلا جائے گا تو اس نے اس سے معاہدہ صلح کیا اور اسے بھجوا دیا پھر اس کے پیچھے اس کے باپ یحییٰ کو بھی اس نے بھجوا دیا اور وہ اندلس میں مقیم رہا یہاں تک کہ ۶۹۲ھ میں یحییٰ فوت ہو گیا اور اس کے بعد زعیم 'یوسف بن یعقوب کے پاس گیا اور اسے ایک طعنہ سے ناراض کر دیا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور وہ اس کے قید خانے سے بھاگ گیا اور ہمیشہ ہی وہ سفر میں پھرتا رہا یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔

اور اس کے بیٹے الناصر نے اندلس میں پرورش پائی اور وہی اس کا ٹھکانہ اور جہاد کا موقف رہا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔

اور اس کے بھائی علی بن یحییٰ نے تلمسان میں قیام کیا اور اس کے بیٹوں میں سے داؤد بن علی بن عبدالواد کے مشائخ کا سردار اور ان کا مشیر تھا اور اسی طرح ان میں ابراہیم بن علی بھی تھا' جس کے ساتھ ابوحمو الاوسط نے اپنی بیٹی کا رشتہ کیا جس سے اس کے ہاں ایک بیٹا ہوا تھا اور داؤد کے بیٹے کا نام یحییٰ بن داؤد تھا' جسے ابوسعید بن عبدالرحمٰن نے اپنی وزارت پر مقرر کیا' اس کے حالات کو ہم ان کے واقعات میں بیان کریں گے۔ والامر للہ۔

فصل

یعقوب بن عبدالحق کی جنگ اور اسکے محاصرہ کے بارے میں یغمراسن کا ابن الاحمر اور طاغیہ کے ساتھ معاہدہ

جب یعقوب بن عبدالحق' جہاد کو گیا تو اس نے دشمن پر حملہ کیا اور ان کے قلعوں کو برباد کیا اور اشبیلیہ اور قرطبہ سے جنگ کی اور ان کے بڑے پہاڑ کی بنیادیں ہلا دیں پھر وہ دوبارہ گیا اور دارالحرب میں دور تک چلا گیا اور ان میں خونریزی کی اور ابن اشقیلولہ نے اس کے لئے مالقہ کو چھوڑ دیا پس اس نے اس پر قبضہ کر لیا ان دنوں اندلس کا سلطان امیر محمد تھا جسے الفقیہ کہتے تھے جو بنی الاحمر کا دوسرا بادشاہ تھا اسی نے یعقوب بن عبدالحق کو جہاد کے لئے بلایا تھا کیونکہ اس کے باپ الشیخ نے اس کے ساتھ اس کا وعدہ کیا تھا' پس جب اندلس میں یعقوب کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس کے پیچھے ثوار اس کی پناہ میں آیا کیونکہ اسے ابن الاحمر سے اپنی جان کے متعلق خوف تھا اور اس نے اس سے اس فعل کی توقع کی جو یوسف بن تاشفین نے ابن عباد سے کیا تھا پس وہ اپنے خیال کے مطابق نجات پانے کے اسباب کو عمل میں لایا اور اس نے طاغیہ کے ساتھ ہتھ جوڑی کرنے اور اس کے خلاف مدد کرنے کے بارے میں سازش کی اور یعقوب بن علی نے ابن علی کو مالقہ پر اس وقت گورنر مقرر کیا تھا جب اس نے اسے اشقیلولہ کے ہاتھ سے چھینا تھا' پس ابن الاحمر نے اسے مائل کیا اور اس کے ساتھ وعدہ کیا کہ وہ اسے شلوبانیہ میں جو مالقہ کے علاقے میں سے ہے ایک وادی دے گا جو خالصۃً اس کے لئے خوراک کا ذریعہ ہو گی پس وہ اس کو چھوڑ کر وہاں آ گیا اور طاغیہ نے سلطان اور اس کی فوجوں کی اجازت سے اپنے بحری بیڑوں کو راستے روکنے کے لئے بھیجا اور انہوں نے سمندر کے پچھواڑے سے یعقوب کو روکنے اور اس کی سرحدوں پر غارت گری کرنے کے لئے یغمراسن کے ساتھ خط و کتابت کی تاکہ یہ امراسے ان سے غافل کر دے پس یغمراسن نے ان کی بات کو قبول کرنے میں جلدی کی اور اس کی طرف سے طاغیہ کی جانب اور طاغیہ کی طرف سے ان کی جانب ایلچی آتے جاتے رہے جیسا کہ ہم ذکر کریں گے' اور ان نے مغرب کے نواح میں دستے بھیجے اور یعقوب کو جہاد سے غافل کر دیا یہاں تک کہ اس نے اس سے مصالحت اور دشمن کے ساتھ جہاد کے لئے فراغت کا سوال کیا تو اس نے اس کی بات کو قبول نہ کیا اور یہ ان کی باتوں میں سے ایک ہے جس نے یعقوب کو اس کی طرف جانے اور خرزوزہ میں اس کے ساتھ جنگ کرنے کی دعوت دی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ مسلسل ان کی یہی کیفیت رہی اور ہر جہت سے ان کے ہاتھ اس کے خلاف متصل رہے اور وہ ان میں سے ہر ایک کے بارے میں مواقع سے فائدہ اٹھاتا رہا کہ وہ کب اس پر قابو پاتا ہے یہاں تک کہ فوت ہو گیا اور وہ بھی فوت ہو گئے۔ واللہ وارث الارض ومن علیھا سبحانہ۔

فصل

خلفائے بنی حفص کے ساتھ یغمراسن کے واقعات جو تلمسان میں ان کی دعوت کو قائم کرتا اور اپنی قوم کو ان کی اطاعت میں لگاتا تھا

جن دنوں زناتہ، جنگلات میں رہتے تھے اور ٹیلوں میں آنے کے بعد بھی وہ بنی عبدالمومن میں سے خلفائے موحدین کے اطاعت گزار رہتے تھے پس جب بنی عبدالمومن کی حکومت ناکام ہوگئی اور امیر ابوزکریا بن ابی حفص نے افریقہ میں اپنی طرف دعوت دی اور تونس میں موحدین کے خلاف سٹیج لگالیا تو دونوں کناروں کی اطراف سے بڑے بڑے لوگ اس کے پاس آگئے اور اسے حملہ کرنے کی امید دلائی اور زناتہ نے ہر قبیلے سے اس کے پاس اپنی اطاعت کے ایلچی بھیجے اور مغراوہ اور بنو توجین نے اس کی دعوت کے سائے میں پناہ لی اور اس کی اطاعت میں داخل ہوگئے اور انہوں نے اسے تلمسان کے متعلق برانگیختہ کیا تو اس نے جا کر اسے ۶۴۰ھ میں فتح کرلیا اور یغمراسن اس کی طرف واپس آ گیا تو اس نے اسے تلمسان اور اس کے بقیہ مقبوضات پر گورنر مقرر کردیا پس وہ مسلسل ان کی دعوت کو قائم کرتا رہا اور اس کے بعد بنو مرین نے جن بلادِ مغرب پر قبضہ کیا ان میں اس کی دعوت کے قیام کے لئے اس کی اتباع کی اور اسے مکناسہ، تازی اور القصر کی بیعت بھجوائی جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے یہاں تک کہ وہ بال دار بنانے اور اطاعت و انقیاد سے واقف کروانے کی تقریب سے اس کے اور اس کے بعد اس کے بیٹے المستنصر کے فرماں بردار بن گئے حتیٰ کہ وہ مراکش پر غالب آگئے اور انہوں نے ایک وقت تک اس کے منابر پر المستنصر کے نام کے خطبات دیئے پھر اس الگ تھلگ علاقے کو حاصل کرنے کے بعد انہیں اس کے متعلق کچھ معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے منابر سے ان کے نام لینے چھوڑ دیئے اور انہیں اپنی دوستی اور محبت سے کچھ حصہ دیا پھر وہ حکومتوں کی طبیعت کے مقتضیٰ کے مطابق مختلف قسم کے شاہی لباسوں اور لقب کے اختیار کرنے کی طرف بڑھے اور یغمراسن اور اس کے بیٹے یکے بعد دیگرے ان کی دعوت سے وابستہ رہے اور ان کے ادب کی وجہ سے لقب اختیار کرنے سے الگ رہے اور ان میں ہر نئے خلیفہ کو از سرِ نو بیعت کرتے رہے اور اپنی قوم کے اکابر اور صاحب الرائے لوگوں کو وہاں بھیجتے رہے اور مسلسل ان کی یہی حالت رہی۔

امیر ابوزکریا کی وفات: جب امیر ابوزکریا وفات پاگیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے المستنصر نے حکومت سنبھالی اور اس کے بھائی امیر ابواسحاق نے ریاح کے زواودہ قبائل میں اس کے خلاف بغاوت کردی پھر المستنصر ان سب پر غالب آ گیا اور امیر ابواسحاق تلمسان میں اپنے اہل کے پاس چلا گیا تو یغمراسن نے ان کو خوش آمدید کہا اور وہ اندلس میں پڑاؤ اور

جہاد کرنے کے لئے چلا گیا۔

امیر ابواسحاق کی وفات: یہاں تک کہ ۶۷۸ھ میں امیر ابواسحاق وفات پا گیا اور اسے بھی اس کی وفات کی خبر مل گئی تو اس نے خیال کیا کہ وہ سب سے زیادہ حکومت کا حق دار ہے پس اسی وقت اس نے سمندر پار کیا اور ۶۷۸ھ میں ہنی کی بندرگاہ پر جا اترا اور یغمر اسن نے نہایت عزت و توقیر کے ساتھ اسے خوش آمدید کہا اور اس کی آمد پر جشن کیا اور لوگوں کو اس کی پیشوائی کے لئے بھیجا اور اس کے جیسا کہ اس نے اس کے اسلاف کی بیعت کی تھی اسی طرح اس کی بھی بیعت کی اور اس کے دشمن کے مقابلہ میں اس کی حکومت میں اس کو مدد دینے کا وعدہ کیا اور یغمر اسن نے اس کی ان بیٹیوں میں سے جو خیام خلافت میں بیٹھی ہوئی تھیں ایک بیٹی کے ساتھ اپنے ولی عہد بیٹے عثمان کا رشتہ کیا اور اس کی مدد کی اور اپنے وعدے کو نہایت شان دار طریق پر پورا کیا۔

محمد بن ابی ہلال کی بغاوت: اور بجایہ کے گورنر محمد بن ابی ہلال نے واثق کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کی اطاعت سے دستبردار ہو گیا اور اس نے امیر ابواسحاق کو بلایا اور اسے آنے پر آمادہ کیا پس وہ جلدی سے تلمسان سے ان کے پاس آیا اور ہم اس کے حالات کو قبل ازیں بیان کر چکے ہیں اور جب ۶۸۱ھ کا سال آیا تو یغمر اسن نے بلاد مغراوہ پر چڑھائی کی اور امصار و مضافات میں ان پر غالب آ گیا اور اس نے اپنے بیٹے ابراہیم کو وہاں سے بھیجا جسے زنانہ برہوم کہتے ہیں اور اس کی کنیت ابو عامر تھی، اس نے اسے اپنی قوم کے آدمیوں کے ساتھ خلیفہ ابواسحاق کے پاس باہمی رشتہ داری کو مضبوط کرنے کے لئے بھیجا پس اس نے انہیں اعلیٰ وظائف دے کر اور زندگی عزت کر کے ان کی بہت اچھی طرح پذیرائی کی اور اس نے ابن ابی عمارہ کی جنگوں میں کچھ کارہائے نمایاں کئے جن کی وجہ سے گردنیں اس کی طرف اٹھنے لگیں اور زناتی اخلاق اسی کے گھر سے خاص ہو گئے پھر بالآخر وہ اپنی عورت کے ساتھ خوش باش واپس آیا اور عثمان نے ان کے پہنچتے ہی اس سے شادی کی اور وہ اس کے محل کی شہزادی بن گئی اور یہ بات ان کی حکومت کے لئے فخر اور ان کے لئے اور اس کی قوم کے لئے شہرت کا باعث بن گئی۔

امیر ابوزکریا اور ابن امیر ابواسحاق کی تلمسان میں ملاقات: امیر ابوزکریا ۶۸۲ھ میں الداعی بن ابی عمارہ کی جنگ سے بچ جانے کے بعد جو مرماجنہ مقام پر ہوئی . . اور اس کی قوم اس میں ہلاک ہو گئی ابن امیر ابواسحاق کے پاس تلمسان چلا گیا تو اس کے داماد عثمان بن یغمر اسن نے اس کی بڑی عزت و تکریم کی اور اس کی ہمشیرہ محل سے انواع واقسام کے تحائف لے کر اس کے پاس آئی اور ان کے دوست بھی جو ان کی حکومت کے پروردہ تھے اس سے ملے جن کا بڑا لیڈر ابوالحسن محمد بن الفقیہ المحدث ابی بکر ابن سید الناس الیعمری تھا پس انہوں نے حکومت کی عزت سے انہیں دوراز سایہ فراہم کیا اور انہوں نے اسے حکومت کی ترداات کے لئے برانگیختہ کیا اور اس نے اپنے میزبان عثمان بن یغمر اسن سے اس بارے میں گفتگو کی تو اس نے اس کا مقابلہ کیا کیونکہ اس نے اسے الحضرۃ کی دعوت کے لئے قابو کیا تھا اور اس نے اپنی حکومت کے آدمیوں کو حسب عادت اس کے پاس بیعت کے لئے بھیجا تھا۔

امیر ابوزکریا کا فرار: امیر ابوزکریا کے دل میں ان کے پاس سے بھاگ جانے کا خیال آیا اور وہ امیر صحرا داؤد بن ہلال بن عطاف کے پاس چلا گیا جو بنی عامر میں سے زغبہ کا ایک بطن ہے پس ان نے اسے پناہ دی اور اسے اس کے مامن

تک پہنچا دیا۔ پس اس نے موحدین کی عملداری سے زواودوہ کو جو صحرا کے امراء تھے سلام کیا اور جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں یہ ان میں سے عطیہ بن سلیمان بن سباع کے ہاں مہمان اترا اور ان مصائب کے بعد جن کا تذکرہ ہم کر چکے ہیں۔ ۶۸۴ھ میں بجایہ پر قابض ہو گیا اور اسے اپنے چچا ابی حفص کے مقبوضات سے الگ کر لیا جو تونس میں صاحب حکومت تھا اور اس نے داؤد بن عطاف سے اپنا عہد پورا کیا اور اُسے بجایہ کے وطن سے بہت بڑی جاگیر دی اور اس کے ٹیکس کے لئے اسے مختص کر دیا۔

اور امیر ابوزکریا' بونہ' قسطینہ' بجایہ' الجزائر' الزاب اور اس کے ماوراء علاقے کے مقبوضات میں مشغول ہو گیا اور یہ رشتہ داری اس کے لئے عثمان بن یغمراسن اور اس کے بیٹوں کے ساتھ تعلق کا ذریعہ تھی اور جب ۶۹۸ھ میں یوسف بن یعقوب نے تلمسان سے جنگ کی تو امیر ابوزکریا نے عثمان بن یغمراسن کو اپنی فوجوں سے مدد دی اور اس کی خبر یوسف بن یعقوب کو بھی پہنچائی تو اس نے اپنے بھائی ابو یحییٰ کو فوجوں کے ساتھ ان سے الجھنے کے لئے بھیجا تو جبل الزاب میں ان کی مڈبھیڑ ہوئی اور موحدین کی فوجوں کو شکست ہوئی اور وہ وہاں مقتول ہوئے اور اس دور میں اس معرکہ کو مرسی الروس کہتے تھے اور اس کی وجہ سے خلیفہ کی قوم تونس میں بنی مرین تک مستحکم ہو گئی اور اس نے موحدین کے مشائخ کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ انہیں بجایہ کے محاصرہ کرنے کی دعوت دیں اور اس نے ان کے ساتھ قیمتی تحائف بھی بھیجے اور عثمان بن یغمراسن کو اپنی دیواروں کے پیچھے سے ان کی اطلاع مل گئی تو وہ اس کے لئے اجنبی بن گیا اور اس نے اپنے منابر سے خلیفہ کا تذکرہ ساقط کر دیا اور اسے اپنی عملداری سے مٹا دیا اور اس عہد کو بھول گیا۔ واللہ مالک الارض سبحانہ۔

فصل

یغمراسن کی وفات اور اس کے بیٹے عثمان کی ولایت اور اس کی حکومت میں ہونے والے واقعات کے حالات

سلطان یغمراسن ۶۸۱ھ میں تلمسان سے نکلا اور وہاں پر اس نے اپنے بیٹے عثمان کو گورنر مقرر کیا اور بلاد مغراوہ میں دور تک چلا گیا اور اس کے مضافات پر قبضہ کر لیا اور ثابت بن مندیل اس کے لئے تنس شہر سے دست بردار ہو گیا تو اس نے اُسے اس کے قبضے سے لے لیا پھر اُسے اطلاع ملی کہ اس کا بیٹا ابوعامر بر ہوم سلطان ابواسحاق کی بیٹی کے ساتھ جو اس کے بیٹے عثمان کی بیوی تھی' تونس سے آ رہا ہے تو وہ وہاں کچھ عرصہ کے لئے ٹھہر گیا یہاں تک کہ وہ ملیانہ کے باہر اس کے ساتھ آ ملا پس وہ تلمسان کی طرف کوچ کر گیا اور راستے ہی میں اُسے درد نے آ لیا اور جب اس کا تخت اتارا گیا تو اس کا درد بڑھ گیا اور وہ وہیں پر اسی سال ذوالقعدہ کے آخر میں فوت ہو گیا۔ پس اس کے بیٹے ابوعامر نے اسے لکڑیوں پر اٹھایا اور اس کے مرض کو چھپاتے ہوئے اسے احتیاط سے دفن کر دیا' یہاں تک کہ وہ بلادِ مغراوہ میں سک تک چلا گیا پھر وہ جلدی سے تلمسان کی طرف

گیا تو اس کا ولی عہد بھائی عثمان بن یغمراسن اپنی قوم کے ساتھ اُسے ملا' پس لوگوں نے اس کی بیعت کی اور اُسے حلفیہ بیان دیا پھر وہ تلمسان میں داخل ہوا تو عوام و خواص نے اس کی بیعت کی اور اس نے اسی وقت تونس کے خلیفہ ابو اسحاق سے گفتگو کی اور اُسے اپنی بیعت ارسال کی تو اس نے اسے قبولیت کا جواب دیا اور اسے دستور کے مطابق اس کی عملداری پر امیر مقرر کر دیا' پھر اس نے یعقوب بن عبدالحق سے مصالحت کی گفتگو کی کیونکہ اس کے باپ یغمراسن نے اُسے اس کی وصیت کی تھی۔

علامہ ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم ایلی نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے سلطان ابو حمو موسیٰ بن عثمان سے سنا اور وہ اس کے گھر میں آمدنی و مصارف کا ذمہ دار تھا وہ بیان کرتا ہے کہ دادا یغمراسن نے دادا عثمان کو وصیت کی' دادا ان کی زبان میں نہایت تعظیم کا لفظ ہے اس نے اسے کہا اے میرے بیٹے! بنی مرین کی حکومت کے مضبوط ہو جانے اور دور دراز کی عملداریوں اور مراکش میں دار الخلافت پر قابض ہو جانے کے بعد ہمیں ان کے ساتھ جنگ کرنے کی طاقت نہیں اور میرے لئے اس پہلو سے جس سے تو دور ہے' واپس آ جانے کی ذلت کی وجہ سے ان کے ساتھ جنگ کرنے سے رکنا ممکن نہیں' لیکن ان کے ساتھ جنگ کرنے سے بچنا اور جب وہ تیرے قریب آئیں تو تجھ پر دیواروں کی پناہ لینا واجب ہے اور مقدور بھر کوشش کر کہ تو موحدین کی ان عملداریوں اور مقبوضات پر قابض ہو جائے جو تیرے قریب ہیں' اس سے تیری حکومت مضبوط ہو گی اور تو اپنی فوجوں کے ساتھ دشمن کی فوجوں کو روک لے گا اور شاید تجھے کسی شرقی سرحد کو اپنے ذخیرے کے لئے محفوظ مقام بنانا پڑے پس شیخ کی وصیت اس کے دل میں پیوست ہو گئی اور اس نے اپنے خیالات اس پر مرکوز کر دیئے اور وہ بنی مرین کے ساتھ مصالحت کرنے کے لئے جھکا تا کہ وہ اپنے عزم کو اس کام میں لگا دے اور اس نے اندلس کی طرف اپنی چوتھی روانگی میں اپنے بھائی محمد بن یغمراسن کو یعقوب بن عبدالحق کے پاس اندلسی کنارے میں اس کی جگہ پر بھیجا پس وہ سمندر پار کر کے اس کے پاس گیا اور اراکش میں اُسے ملا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور جو مصالحت وہ چاہتا تھا اس سے کی' اور وہ اپنے بھائی کی طرف واپس آ گیا پس اس کا دل خوش ہو گیا اور وہ شرقی علاقے کو فتح کرنے کے لئے فارغ ہو گیا جیسا کہ ہم ذکر کریں گے۔

فصل

مغراوہ اور بنی توجین کے ساتھ عثمان بن یغمراسن کے حالات و واقعات اور ان کی بہت سی عملداریوں اور قلعوں پر اس کا قبضہ

جب عثمان بن یغمراسن نے یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ مصالحت کی تو اس نے بلادِ مغراوہ اور توجین کی مشرقی عملداریوں اور اس کے ماوراء موحدین کی عملداریوں کی طرف اپنی توجہ پھیر دی' پس سب سے پہلے وہ بنی توجین اور مغراوہ

کے نواح اور اس کے ماوراء علاقے پر قابض ہوا اور ان کے دور دراز علاقوں سے واقفیت حاصل کی اور اسی طرح وہ بلادِ مغراوہ کی طرف چلا گیا پھر متیجہ کی طرف گیا اور اس کی خوشحالی و آبادگی اور کھیتوں کو تباہ و برباد کر دیا پھر وہاں سے بجایہ جا کر اس کا محاصرہ کر لیا اور اس نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔ یہ ۶۸۶ھ کا واقعہ ہے اور امیر مغراوہ ثابت بن مندیل ان کے لئے تنس سے دست بردار ہو گیا پس اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور بقیہ بلادِ مغراوہ بھی اس کی حکومت میں شامل ہو گئے پھر اسی سال اس نے بلادِ توجین پر حملہ کیا اور اس کے دانوں کو لوٹ کر لے گیا اور انہیں مازونہ میں روک لیا کیونکہ اسے توقع تھی کہ وہ مغراوہ کا محاصرہ کرے گا۔ پھر اس نے تافرکنیت کے قریب ہو کر اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کی ناکہ بندی کر دی اور اس کے لیڈر غالب الخصی سے ساز باز کی جو بنی محمد بن عبدالقوی کے غلاموں میں سے تھا' یہ ان میں سے سید الناس کا غلام تھا پس غالب ان کے لئے تافرکنیت سے دست بردار ہو گیا اور یہ تلمسان واپس آ گیا پھر اس نے ۶۸۷ھ میں بنی توجین پر حملہ کیا اور ان کے دارالخلافہ وانشریس میں انہیں مغلوب کر لیا اور ان کا امیر مولیٰ بنی زرارہ جو محمد بن عبدالقوی کے بیٹوں میں سے تھا اس کے آگے بھاگ اٹھا اور اس نے ان سے حلف لیا پس یہ خاندان اور اپنی قوم کی اولادِ عزیز کے ساتھ المریہ کے نواح میں چلا گیا اور عثمان بن یغمراسن نے ان کا تعاقب کیا اور انہیں اس طرف سے بھگا دیا اور مولیٰ زرارہ جلد ہلاک ہو گیا اور اس سے قبل عثمان نے بنی توجین کے بنی یدللتن کے علاقے پر قبضہ کر لیا تھا اور ان کے رؤسا اور اولادِ سلامہ نے قلعہ میں کئی بار جنگ کی جو ان سے منسوب ہے مگر وہ اس کے آگے نہ جھکے پھر انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اپنی قوم بنی توجین کو چھوڑ کر بنی یغمراسن کی حکومت میں چلے گئے پس ان کے امراء نے محمد بن عبدالقوی کے عہد کو عہدِ اوّل کے دور سے توڑ دیا اور عثمان کے ساتھ معاہدہ کر لیا اور اپنی رعایا اور عمال پر اس کے لئے ٹیکس لگائے یہاں تک کہ اس کے بعد وہ وانشریس پر قابض ہو گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے اور تمام بلادِ توجین اس کی عملداری میں شامل ہو گئے اور قرابت داروں کو جبل وانشریس پر گورنر مقرر کیا پھر اس کے بعد وہ المریہ کی طرف گیا جہاں بنی توجین میں سے اولادِ عزیز رہتی تھی پس اس نے المریہ سے جنگ کی اور اس میں ضباجہ کے کچھ قبائل اس کی دعوت کے ذمہ دار بن گئے جو لمدیہ کے نام سے مشہور تھے اور انہی کی طرف وہ منسوب ہوتا تھا پس انہوں نے ۶۸۸ھ میں اسے المریہ پر قبضہ دلوا دیا اور سات ماہ تک یہ اس کی حکومت میں رہا پھر اس نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اولادِ عزیز کی حکومت میں واپس آ گیا اور انہوں نے اس شہر پر اس سے مصالحت کر لی اور محمد بن عبدالقوی اور اس کے بیٹوں کی طرح اس کی اطاعت کی' پس بنی توجین میں اس کی حکومت قائم ہو گئی اور ان کے بقیہ مضافات بھی اس کے مطیع ہو گئے پھر ۶۸۹ھ میں وہ بلادِ مغراوہ کی طرف گیا کیونکہ بنی مرین کی ایک فوج تلمسان میں رہتی تھی پس اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اپنے بیٹے ابو حمو کو ان کے مرکزِ عمل شلیف میں اتارا پس وہ وہاں ٹھہرا رہا اور خود وہ الجزیرۃ کی طرف واپس آ گیا اور مغراوہ کی جماعت متیجہ کے نواح میں آ گئی اور ثابت بن مندیل ان کا امیر تھا پس وہ ہمیشہ ان کے ساتھ رہے اور اس کے بعد عثمان نے سن ۶۹۳ھ میں ان پر چڑھائی کی تو وہ برشک شہر میں رک گئے اور اس نے وہاں پر چالیس دن تک ان کا محاصرہ کئے رکھا پھر اس نے اسے فتح کر لیا اور ثابت سمندر پار کر کے مغرب کی طرف چلا گیا اور یوسف بن یعقوب کے ہاں اترا جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور عثمان نے مغراوہ کے بقیہ مضافات پر اسی طرح قبضہ کر لیا جیسے کہ اس نے بنی توجین کے مضافات پر قبضہ کیا تھا پس مغرب اوسط کا تمام علاقہ اور زناتہ اولیٰ کے بلاد اس کی عملداری میں شامل ہو گئے پھر

وہ بنی مرین کی جنگ میں مشغول ہو گیا جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

بجایہ سے جنگ کے حالات اور اس کے اسباب

ہم بیان کر چکے ہیں کہ مولیٰ ابوزکریا الاوسط بن المولیٰ ابواسحاق بن ابوحفص الدعی بن ابی عمارہ کے مددگاروں کے آگے بجایہ سے بھاگ کر تلمسان چلا گیا تھا اور عثمان بن یغمراسن کے ہاں آمد پر اس کی خوب پذیرائی ہوئی تھی پھر الدعی بن ابی عمارہ فوت ہو گیا اور اس کا چچا امیر ابوحفص خود مختار خلیفہ بن گیا اور عثمان بن یغمراسن نے حسب عادت اس کی طرف اپنی اطاعت کی اطلاع بھیجی اور اپنی قوم کے سردار اس کے پاس بھیجے اور باشندگانِ بجایہ کے بہت سے لوگوں نے امیر ابوزکریا سے ساز باز کی اور اسے آنے پر آمادہ کیا اور اس سے وعدہ کیا کہ شہر اس کی اطاعت کرے گا اور عثمان بن یغمراسن نے اس بارے میں گفتگو کی تو اس نے اپنے چچا کے حق بیعت کو پورا کرتے ہوئے جو الحضرۃ میں خلیفہ تھا' اس کی بات کو قبول نہ کیا پس اس نے اس سے خبر کو چھپایا اور کئی روز تک نقض بیعت کے متعلق تردد رہا پھر جنگل میں زغبہ کے قبائل کی جولانگاہوں میں چلا گیا اور داؤد بن ہلال بن عطاف کے ہاں اترا اور عثمان بن یغمراسن نے اس کی فرمانبرداری کا مطالبہ کیا تو وہ نہ مانا اور اس کے ساتھ بجایہ کے مضافات کی طرف چلا گیا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں یزدادوہ کے قبائل کے ہاں اترے' پھر اس کے بعد مولیٰ ابوزکریا بجایہ پر قابض ہو گیا۔ یہ ایک طویل داستان ہے جس کا ذکر ہم نے ان کے حالات میں کیا ہے اور عثمان اور اس کے درمیان قطع تعلقی' مستحکم ہو گئی جو عثمان اور خلیفہ تونس کے درمیان دوستی کے استحکام کا سبب بن گئی پس جب عثمان نے ۶۸۶ھ میں اس پر چڑھائی کی اور وہ مشرق کی جانب دور تک چلا گیا تو بجایہ کی عملداری کی طرف بھی گیا اور اس کے بقیہ علاقوں پر قبضہ کر لیا پھر اس کے بعد اس نے بجایہ سے جنگ کی اور جسے وہ سازش سے عملداری بنا کر اپنے خلیفہ تونس کو خوش کرنا چاہتا تھا اور اس طرح وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھنا چاہتا تھا پس اس نے وہاں سات روز تک اپنی فوجیں بٹھائی رکھیں پھر وہاں سے بھاگ کر مغرب اوسط کی طرف پلٹ گیا اور جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ اس نے تافرکنیت اور مازونہ کو فتح کیا۔

فصل

بنی مرین کے ساتھ دوبارہ جنگ کرنے اور

تلمسان کے طویل محاصرے کے حالات وواقعات

جب بنی مرین کا سلطان یعقوب بن عبدالحق اس صلح کے دوران فوت ہو گیا جو اس کے اور بنی عبدالواد کے درمیان اسے جہاد میں مشغول کرنے کے لئے منعقد ہوئی تھی اور اس کے بعد اس کا بڑا بیٹا یوسف اس کی قوم کا امیر بنا اور یغمراسن اور اس کے بیٹے نے طاغیہ اور ابن الاحمر کی مکمل مدد کی تو اسی وقت یوسف بن یعقوب نے طاغیہ کے ساتھ صلح کر لی اور ابن الاحمر کے لئے اندلس کی ان سرحدوں سے جو ان کے لئے تھیں دستبردار ہو گیا اور بنی عبدالواد سے جنگ کے لئے فارغ ہو گیا اور اس کے باپ کی وفات سے چار دن بعد اس کا کام درست ہو گیا اور ۶۸۹ھ میں یہ تلمسان کی طرف بڑھا اور عثمان نے بنے اس کے مقابلہ میں فصیلوں کی پناہ لے لی پس اس نے صبح کو تلمسان سے جنگ کی اور اس کے درختوں کو کاٹ دیا اور وہاں منجنیقیں اور آلات نصب کئے پھر اس نے ان کی قوت کو محسوس کر لیا تو وہاں سے بھاگ گیا اور واپس لوٹ آیا اور عثمان بن یغمراسن نے ابن الاحمر اور طاغیہ سے ساز باز میں اپنے باپ کے طریق کو اختیار کیا اور اس نے اپنے ایلچیوں کو تلمسان بھیجا مگر اسے کچھ فائدہ نہ ہوا۔

مغراوہ کا یوسف بن یعقوب کے پاس جانا: اور مغراوہ تلمسان میں یوسف بن یعقوب کے پاس چلے گئے اور اس سے بہت تکلیف اٹھائی پس جب وہ تلمسان سے بھاگے تو عثمان نے ان کے علاقوں پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا اور ان پر غالب آ گیا اور جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ اس نے اس کے بیٹے ابوحمو کو وہاں اتارا پس جب ۶۹۵ھ کا سال آیا تو یوسف بن یعقوب نے اپنی دوسری چڑھائی کی اور ندرومہ سے جنگ کی پھر وہاں سے وہران کی جانب چلا گیا اور جبل کیدرہ اور تاسکدات کے باشندوں نے اس کی اطاعت کی جو عبدالحمید بن الفقیہ ابی زید الیرناسی کا پڑاؤ تھا پھر اس نے مغرب کی طرف لوٹتے ہوئے حملہ کیا اور عثمان بن یغمراسن مقابلہ میں نکلا تو اس نے ان پہاڑوں میں خوب قتل عام کیا کیونکہ یہ اس کے دشمن کی اطاعت کرتے تھے اور اس کی فوجوں سے الجھتے تھے اور اس نے تاسکدات کے پڑاؤ کو لوٹ لیا یعقوب بن یوسف نے تیسری بار اسے ۶۹۶ھ میں جنگ کے لئے روانہ کیا پھر وہ مغرب کی طرف واپس آ گیا پھر اس نے اسے چوتھی بار ۶۹۷ھ میں جنگ کے لئے روانہ کیا پھر وہ مغرب کی طرف واپس آ گیا پھر اس نے اسے چوتھی بار ۶۹۷ھ میں جنگ کے لئے بھیجا تو وہ تلمسان میں ٹھہر گیا اور اس کے پڑاؤ نے اسے گھیراؤ کر لیا اور تعمیرات میں لگ گئے پھر وہاں سے تین ماہ کے لئے بھاگ گیا اور راستے میں وجدہ کے پاس سے گزرا تو از سر نو اس کی تعمیر کا حکم دے دیا اور کام کرنے والوں کو وہاں اکٹھا کیا اور اپنے بھائی ابو یحییٰ بن یعقوب کو اس کام پر افسر مقرر کیا اور اس کی شان کی خاطر قیام کیا اور یوسف مغرب کو چلا گیا اور بنو توجین نے تلمسان سے یوسف بن یعقوب کے ساتھ جنگ کی اور اس میں اولاد سلامہ نے بڑا پارٹ ادا کیا جو بنی یدللتن کے سردار اور اس قلعہ کے مالک تھے جو ان کی طرف منسوب ہوتا ہے پس جب یہ وہاں سے بھاگا تو عثمان بن یغمراسن نے ان کے پاس جا کر ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور قلعہ میں ان کا محاصرہ کر لیا اور جو کچھ انہوں نے اس سے تکلیف پائی تھی اس نے کئی گناہ زیادہ تکلیف پائی اور وہ طویل عرصہ تک ان کے علاقے میں غائب رہا۔

ابو یحییٰ بن یعقوب کا ندرومہ پر قبضہ: اور ابو یحییٰ بن یعقوب ندرومہ کی طرف گیا اور اس کے لیڈر زکریا بن تخلیف بن المظفر حاکم وقت سے ساز باز کر کے بزور قوت اپنی فوج کے ساتھ اس میں داخل ہو گیا' پس بنو مرین ندرومہ اور توقت پر قابض ہو گئے اور یوسف بن یعقوب اس کے پیچھے آ کر ان سے مل گیا اور سب کے سب تلمسان کی طرف بڑھے اور عثمان کو بھی قلعہ میں اپنے محصور مقام پر خبر پہنچ گئی تو وہ مراحل طے کرتا ہوا تلمسان آیا اور یوسف بن یعقوب کچھ وقت اس سے پہلے وہاں پہنچ گیا پھر اس دن کی شام کو بنی مرین کے ہراول دستے بھی آ گئے جن کو انہوں نے شعبان ۶۹۸ھ میں وہاں پڑاؤ کرا دیا اور فوج نے تمام اطراف سے اس کا گھیراؤ کر لیا اور یوسف بن یعقوب نے اس کے ارد گرد فصیلوں کی ایک باڑ بنا دی جس نے اسے گھیر لیا اور اس میں اس نے جنگ کے لئے راستے بنائے اور اس نے فصیلوں کی جانب اپنی آمد کی داد و دہش کے لئے ایک شہر کی حد بندی کی اور اس کا نام منصورہ رکھا اور کئی سال تک وہاں صبح و شام جنگ کرتا رہا اور اس نے مغرب اوسط اور اس کی سرحدوں کو فتح کرنے کے لئے اپنی فوج بھیجی پس جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کر چکے ہیں اس نے بلادِ مغراوہ اور بلادِ توجین پر قبضہ کر لیا اور تلمسان کے محاصرہ میں اپنی جگہ پر ڈٹ کر بیٹھ گیا اور وہ اپنے شکار کو پھاڑ دینے والے شیر کی طرح اس سے آگے نہیں جاتا تھا یہاں تک کہ عثمان فوت ہو گیا اور اس کے بعد وہ بھی فوت ہو گیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔

والی اللہ المصیر سبحانہ و تعالیٰ لا رب غیرہ۔

فصل

ہلاکت عثمان بن یغمراسن اور اس کے بیٹے ابو زیان کی حکومت کے حالات اور اس کے بعد محاصرہ کا اپنی انتہا تک پہنچنا

جب یوسف بن یعقوب نے اپنی فوجوں کے ساتھ تلمسان کا محاصرہ کیا تو عثمان اور اس کی قوم تلمسان میں محصور ہو گئے اور انہوں نے اطاعت اختیار کر لی اور محاصرہ نے ان کا گلا گھونٹ دیا اور عثمان اپنے محاصرہ کے پانچویں سال ۷۰۳ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے ابو زیان نے حکومت سنبھال لی۔

علامہ محمد بن ابراہیم ایلی: مجھے ہمارے شیخ علامہ محمد بن ابراہیم ایلی نے بتایا جو اس کے بچپن میں ان کے گھر کی آمدنی و مصارف کے وکیل تھے کہ عثمان بن یغمراسن نے دیماس میں وفات پائی اور اس نے اپنے پینے کے لئے دودھ تیار کیا تھا لیکن جب اس نے ان سے دودھ لیا تو اسے پیاس لگی اور اس نے پیالہ منگوایا اور دودھ پیا اور کھڑا ہوا ہی تھا کہ اس کی روح پرواز کر گئی' اور ہم جو اس کے رفقاء تھے ہمارا خیال ہے کہ اس نے دشمن کے غلبہ کی ذلت سے بچنے کے لئے اس میں زہر ملا لیا تھا۔

علامہ بیان کرتے ہیں کہ خادم نے اس کی بیوی دختر سلطان ابواسحاق بن امیر ابوزکریا بن عبدالواحد بن ابی حفص حاکم تونس کو آ کر اس کی خبر دی تو وہ آ کر اس پر گر پڑی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور اس نے دروازوں کی بندش کے لئے ان پر خیمے لگا دیئے پھر اس نے محمد ابوزیان اور موسیٰ ابوحمو کو پیغام بھیجا اور ان دونوں میں سے ان کے باپ کی تعزیت کی اور ان دونوں نے بنی عبدالواد کے مشائخ کو بلایا اور ان کے سامنے سلطان کی بیماری کا حال بیان کیا تو ان میں سے ایک نے سوالیہ انداز میں اور قوم کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا' سلطان ابھی ہمارے ساتھ تھا اور بیماری لگنے پر ابھی کوئی وقت نہیں گزرا پس اگر وہ فوت ہو گیا ہے تو ہمیں بتایئے تو ابوحمو نے اسے کہا کہ جب وہ فوت ہو جائے گا تو تو کیا کرے گا' اس نے کہا ہم تیری مخالفت سے ڈرتے ہیں ورنہ ہمارا سلطان' تیرا بڑا بھائی ابوزیان ہے تو ابوحمو اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے بھائی کے ہاتھ پر جھک کر اسے بوسے دینے لگا اور اسے اپنا عہد دیا اور مشائخ نے بھی اس کی اقتداء کی تو اسی وقت ان کی بیعت منعقد ہو گئی اور بنو عبدالواد نے اپنے سلطان کا احاطہ کر لیا اور اس کے پاس جمع ہو گئے اور دستور کے مطابق اپنے دشمن سے لڑنے کے لئے نکلے گویا عثمان فوت نہیں ہوا۔

زبردست گرانی: اور یوسف بن یعقوب کو ان کے محاصرہ میں اپنے مقام پر اطلاع مل گئی تو وہ دردمند ہوا اور اس کے بعد اس کی قوم کی بہادری سے حیرت زدہ ہو گیا اور اس نے اپنی آمد کے دن سے لے کر مسلسل آٹھ سال تین ماہ تک ان کا محاصرہ جاری رکھا جس میں انہیں ایسی تکلیف پہنچی جو کسی قوم کو نہ پہنچی تھی اور وہ مردے' بلیاں اور چوہے کھانے پر مجبور ہو گئے یہاں تک کہ انہیں خیال ہوا کہ وہ محاصرہ کے دنوں میں مردہ آدمیوں کے اعضاء بھی کھا گئے ہیں اور انہوں نے جلانے کے لئے چھت برباد کر دیا اور خوراک' دانوں اور دیگر ضروریات کی چیزوں کے بھاؤ بہت گراں ہو گئے کیونکہ وہ منفعت کی حدود سے تجاوز کر گئے تھے اور وہ بے بس ہو گئے تھے اور ایک پیمانہ گندم کی قیمت ان کی زبان میں ایک برشالہ تھی' جس کی مقدار سے دو آپس میں بارہ رطل اور دو مثقال کے نصف اور عمدہ سونے کے نصف سے لین دین کرتے تھے اور ایک راس گائے کی قیمت ساٹھ مثقال اور ایک دنبے کی قیمت ساڑھے سات مثقال تھی اور مردہ خچروں اور گدھوں کا ایک رطل گوشت' مثقال کی قیمت میں آتا تھا اور گھوڑوں کا گوشت ان کے سکہ میں دس چھوٹے دراہم کا آتا تھا جو ایک مثقال کے دس ہوتے ہیں اور مردہ یا ذبح شدہ گائے کی کھال تین درہم میں ملتی تھی اور گھریلو بلی' ڈیڑھ مثقال میں اور کتے کی بھی یہی قیمت تھی اور چوہا دس درہم میں اور سانپ بھی اسی قیمت پر ملتا تھا اور مرغی تیس درہم اور ایک انڈہ چھ درہم میں اور چڑیاں بھی اسی قیمت پر ملتی تھیں اور تیل کا اوقیہ (۱/۴ چھٹانک) بارہ درہم میں اور گھی کی بھی یہی قیمت تھی اور چربی کا اوقیہ بیس درہم میں اور لوبیا بھی اسی قیمت پر ملتا تھا اور نمک کا ایک اوقیہ دس درہم میں اور لکڑیوں کا گٹھا بھی یہی بھاؤ تھا اور بند گوبھی کا ایک پھول' مثقال کی تین گنا قیمت میں اور خس کی سبزی بیس درہم میں اور شلجم پندرہ درہم میں اور ایک ککڑی اور ایک خربوزہ چالیس درہم میں اور کھیرہ' دینار کی تین گنا قیمت میں اور تربوز تیس درہم میں اور انجیر اور آلو بخارا دو دراہم میں ملتا تھا۔

اور لوگوں نے اپنے اموال اور موجودہ سامان تباہ کر دیئے اور ان کی حالت خراب ہو گئی اور یوسف بن یعقوب کی حکومت تلمسان کے محاصرہ سے مضبوط ہو گئی اور منصورہ شہر کی مقبوضہ زمین وسیع ہو گئی اور آفاق سے تجار اپنے سامانوں کے ساتھ وہاں آنے لگے اور وہ آبادی سے اس قدر بھرپور ہو گیا کہ کوئی شہر اس طرح آباد نہ تھا اور اس نے بادشاہوں کو مصالحت

اور محبت سے خطاب کیا اور تونس اور بجایہ سے موحدین کے ایلچی اور تحائف ان کے پاس آئے اور اسی طرح مصر و شام کے فرمانرواؤں کے ایلچی اور تحائف بھی آئے اور وہ اس قدر طاقت ور ہو گیا کہ کوئی اس کا ہمسر نہ تھا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہوگا۔

بنی یغمر اسن کے محافظوں کی فوج کی ہلاکت: اور بنی یغمر اسن اور ان کے قبیلے کے محافظین کی فوج ہلاک ہو گئی اور وہ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے تو انہوں نے ہاتھ ڈالنے اور ان کے ساتھ مرنے کے لئے نکلنے کا عزم کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایک عجیب کیفیت پیدا کر دی اور خصی جو عبید میں سے تھا اس کے ہاتھوں سے سلطان یوسف بن یعقوب کو مروا کر ان کی تنگی کو دور کر دیا پس اسے بعض شاہانہ وسوسوں نے ناراض کر دیا تو وہ اسے گھر کے ایک کونے اور اس کی سونے والی کوٹھڑی میں لے گیا اور اسے ایک خنجر مارا جس نے اس کی انتڑیاں کاٹ دیں اور اسے پکڑ کر اس کے وزراء کے پاس لے گیا تو انہوں نے اس کی تکا بوٹی کر دی اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ ان کے عہد کی کوئی چیز بھی باقی نہ رہی اور حکومت خدائے واحد ہی کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ نے آل زیان اور ان کی قوم اور ان کے شہروں کے باسیوں سے تکلیف کو دور کر دیا۔

ابو زیان اور ابو حمو کی ملاقات: اور ہمارے لئے شیخ محمد بن ابراہیم ایلی نے مجھے بتایا کہ کشادگی کے دن کو صبح کو سلطان ابو زیان اپنے محل کے گوشوں میں خلوت میں بیٹھا تھا اور یہ بدھ کا دن تھا تو اس نے کھیتی کے خازن ابن حجاف کو بلا کر پوچھا کہ سر بمہر تہ خانوں میں کتنی خوراک باقی ہے تو اس نے اسے بتایا کہ آج اور کل کی معاش کا سامان باقی رہ گیا ہے تو اس نے اسے اس کے چھپانے کا حکم دیا اسی اثناء میں اس کا بھائی ابو حمو اس کے پاس آیا تو اس نے اسے بتایا تو اس نے غم کے مارے سر جھکا لیا اور بغیر بات کئے خاموش بیٹھے رہے کہ دفعتہً سلطان ابو اسحاق کے گھر کے خادموں میں سے دغد نامی لونڈی جو محل کی آمدنی اور مصارف کی ذمہ دار اور ان کے باپ کی چہیتی لونڈیاں اور زیان کی بیٹیاں جو تمہاری بیویاں ہیں کہتی ہیں کہ ہمیں زندگی سے کیا سروکار آپ کا محاصرہ ہو چکا ہے اور تمہارا دشمن تم پر اتمام لگانے کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور تمہارے قتل پر رونے کے لئے زبانیں باقی نہیں رہیں پس ہمیں قید کی ذلت سے بچاؤ اور ہمارے بارے میں اپنی جانوں کو بھی راحت دلاؤ اور ہمیں ہماری ہلاکت کی جگہوں کے قریب کر دو کیونکہ ذلت کی زندگی ایک عذاب ہے اور تمہارے بعد زندگی موت ہے تو ابو حمو اپنے بھائی کی طرف متوجہ ہوا اور وہ اس وقت بڑے رحم میں تھا اور کہنے لگا اس نے آپ کو صحیح اطلاع دی ہے آپ ان کے متعلق کیا سوچ رہے ہیں اس نے کہا مجھے تین دن کی مہلت دو شاید اللہ تعالیٰ تنگی کے بعد آسائش پیدا کر دے اور اس کے بعد مجھ سے ان کے بارے میں مشورہ نہ کرنا بلکہ یہود و نصاریٰ کو ان کے قتل کرنے کے لئے بھیج دینا اور میری طرف آ جانا ہم اپنی قوم کے ساتھ اپنے دشمن کے مقابلہ میں نکل کر موت کو قبول کریں گے اور اللہ جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے۔

پس ابو حمو ناراض ہو گیا اور اس بارے میں مہلت دینے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا خدا کی قسم ہم اپنے اور ان کے لئے ذلت کا انتظار کریں گے اور اس کے پاس سے غضب ناک ہو کر اٹھا اور سلطان ابو زیان رونے کے لئے تیار ہوا۔

ابن حجاف بیان کرتا ہے کہ میں اس کے سامنے اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا تھا نہ میں آگے ہو سکتا تھا اور نہ پیچھے کہ اسی دوران میں اس پر نیند کا غلبہ ہو گیا اور مجھے دروازے کے چوکیدار نے خوف زدہ کر دیا وہ مجھے اشارہ کر رہا تھا کہ میں سلطان کو اطلاع دوں کہ محل کی شہزادی کا ایک ایلچی بنی مرین کے پڑاؤ سے آیا ہے میں نے اسے صرف اشارہ سے جواب دے سکا اور سلطان

گھبراہٹ کے باعث ہمارے خفیف سے اشارے سے بیدار ہو گیا پس میں نے اسے اجازت دی اور بلایا اور جب وہ اس کے سامنے کھڑا ہوا تو اس نے اسے کہا کہ یوسف بن یعقوب ابھی فوت ہو گیا ہے اور میں اس کے پوتے ابو ثابت کا ایلچی بن کر آپ کے پاس آیا ہوں تو سلطان خوش ہو گیا اور اس نے اپنے بھائی اور اپنی قوم کو بلایا یہاں تک کہ ایلچی نے اپنا پیغام پہنچایا جسے وہ سن رہے تھے اور یہ ان دنوں ایک عجیب بات تھی۔

اور اس پیغام میں ایک یہ اطلاع بھی تھی کہ جب یعقوب بن یوسف فوت ہوا تو اس کے بھائیوں بیٹوں اور پوتوں نے دشوار حکومت کے واسطے مقابلہ کیا اور اس کا پوتا ابو ثابت بن ورتاجن کے پاس چلا گیا کیونکہ ان میں اس کے ماموں ہونے کی رشتہ داری تھی پس اس نے انہیں اکٹھا کیا اور وہ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس نے عثمان بن یغمراسن کی اولاد کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اسے آلہ دیں اور اگر اس کی مساعی ناکام ہو جائیں تو وہ اس کی پناہ گاہ اور مامن بن جائیں اور اگر اس کی کوشش کامیاب ہو گئی تو بنی مرین کا پڑاؤ ان سے منتشر ہو جائے گا پس انہوں نے اس امر پر اس سے معاہدہ کر لیا اور جب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تو اس نے ان سے اپنا وعدہ پورا کیا اور ان کی خاطر ان تمام عملداریوں سے دست بردار ہو گیا جن پر یوسف بن یعقوب نے ان کے علاقے میں قبضہ کیا تھا اور اس نے ان تمام فوجوں کو بھی واپس بلا لیا جنہیں اس نے ان کی سرحدوں پر بٹھایا تھا اور یہ مغرب اوسط میں اپنی عملداریوں میں واپس آ گئے۔ یہاں تک کہ ان کا وہ حال ہوا جسے ہم بیان کریں گے۔

فصل

محاصرہ کے بعد دورِ حکومت تک سلطان ابوزیان کے حالات

محاصرہ کی ذلت سے نکلنے اور بنی مرین کے ہاتھوں سے اپنی عملداریوں کو حاصل کرنے کے بعد سلطان ابوزیان نے اپنی حکومت کا آغاز اس امر سے کیا کہ وہ آخر ذوالحجہ ۷۰۶ھ میں اپنے بھائی ابوحمو کے ساتھ تلمسان سے بلاد مغراوہ میں گیا اور ان کے جو لوگ بنی مرین کی اطاعت میں تھے انہیں وہاں سے بھگا دیا اور ان کے عمال سے سرحدیں لے لیں اور ان کی اطراف پر قبضہ کر لیا پھر اپنے غلام مسامح کو ان پر امیر مقرر کر دیا اور واپس آ گیا۔

السرسو پر حملہ: پھر اس نے السرسو پر حملہ کیا جس پر محاصرہ کے دنوں میں عربوں نے قبضہ کر لیا تھا اور سوید اور دیالم کے زناتہ اور بنی یعقوب بن عامر میں سے جو لوگ ان سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے اس پر قبضہ کر لیا تھا پس وہ اس کے آگے بھاگ اٹھے اور اس نے ان کا تعاقب کر کے ان پر حملہ کر دیا اور واپس آ گیا اور بنی توجین کے علاقے سے گزرا اور بنی عبدالقوی میں سے جو لوگ جبل میں باقی رہ گئے تھے ان کی اطاعت کا تقاضا کیا اور اپنے خروج سے نو ماہ بعد تلمسان کی طرف

واپس آ گیا اور اس نے اپنی حکومت کی اطراف کو مضبوط اور صاف کر دیا پس اس نے اپنے محلات اور باغات کی درستی کی طرف توجہ کی اور اس کے ملک میں جو چیز ٹوٹ پھوٹ گئی تھی اس کی مرمت کی اور اس دوران میں وہ بیمار ہو گیا اور سات ماہ تک اسے شدید تکلیف رہی پھر وہ آخر شوال ۷۰۷ھ میں فوت ہو گیا۔

فصل

تلمسان کے منابر سے حفصی دعوت کے ناپید ہونے کے حالات

افریقہ میں حفصی دعوت تونس بجایہ اور اس کے مضافات میں ان کے شرفاء میں منقسم ہو چکی تھی اور عجیشہ اور وشتاتہ کا شہر ان دونوں کے درمیان سرحد تھی اور تونس میں امیر ابوحفص ابن الامیر ابی زکریا اول خلیفہ تھا اور اسے حاکم بجایہ اور الحضرۃ کی مغربی سرحدوں پر برتری حاصل تھی اور بنی زیان اس کی بیعت تھے اور منابر پر اس کے نام سے حاضری ہوتی تھی اور انہیں مولی امیر ابوزکریا الاوسط حاکم بجایہ کے ساتھ اس رشتہ کی وجہ سے تعلق تھا جو ان کے اور اس کے درمیان پایا جاتا تھا اور جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ جب عثمان بجایہ آیا تو اس کی وجہ سے خوف لاحق ہو گیا پھر انہوں نے دوبارہ اپنے تعلق کی طرف رجوع کیا اور اس پر قائم رہے یہاں تک کہ یوسف بن یعقوب نے تلمسان سے جنگ کی ان دنوں تونس کے خلیفہ سلطان ابوعصیدہ بن واثق کی بیعت ہوتی تھی اور تلمسان کے منابر پر ان کے نام سے حاضری ہوتی تھی اور وہ امیر ابوزکریا الاوسط حاکم سرحد کے ساتھ ان کے دوستی رکھنے کی وجہ سے ان سے کینہ رکھتا تھا پس جب یوسف بن یعقوب تلمسان کے بالائی علاقے میں اترا اور اس نے مشرق کی طرف اپنی فوجیں بھیجیں اور عثمان بن یغمراسن نے حاکم بجایہ سے کمک طلب کی تو اس نے انہیں اس طرف سے ہٹانے کے لئے موحدین کی ایک فوج بھیجی اور جبل الزاب میں انہوں نے ان کے ساتھ جنگ کی تو سخت معرکے کے بعد موحدین منتشر ہو گئے اور بنو مرین نے انہیں قتل کر دیا اور اس زمانے میں معرکہ کی جگہ کو مرسی الرؤس کہتے تھے کیونکہ اس میدان میں بکثرت سر کٹ کر گرے تھے اور یوسف بن یعقوب اور حاکم بجایہ کے درمیان مستحکم فیصلہ ہو گیا پس تونس کے خلیفہ نے اپنے اسلاف کی طرح موحدین کے مشائخ کو یوسف بن یعقوب کے پاس تجدید تعلقات کے لئے اور بجایہ کے حاکم کو اکسانے کے لئے بھیجا پس عثمان بن یغمراسن کو یہ مصیبت پیش آئی اور اسے اس بات نے ناراض کر دیا کہ اس کا خلیفہ اس کے دشمن کی مدد کر رہا ہے پس اس نے اپنے منابر سے اس کا ذکر موقوف کر دیا اور اپنی حکومت اور قوم کو اس کی دعوت سے باہر نکال لیا یہ ساتویں صدی کے آخر کی بات ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل

ابوحموالاوسط کی حکومت کے حالات اور اس میں ہونے والے واقعات

جب امیر ابوزیان فوت ہوگیا تو اس کے بعد ابوحمو نے ۷۰۷ھ کے آخر میں حکومت سنبھال لی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور وہ بڑا بہادر' بیدار مغز' دانش مند' دور اندیش' غیرت مند' سخت طبیعت' بداخلاق' حد سے زیادہ عقل مند اور خود رائے تھا اور وہ زناتہ کا پہلا بادشاہ ہے جس نے حکومت کے مراسم و قواعد کو مرتب و مہذب کیا اور اس بارے میں اس نے اپنے ارباب حکومت کے لئے بھی اپنی تلوار کی دھار کو تیز کیا اور اپنی جنگ کی ڈھال کو ان کے لئے پلٹ دیا یہاں تک کہ وہ اس کی حکومت کے ماتحت ہوگئے اور آداب سلطانی کو سیکھا۔

میں نے عریف بن یحییٰ سے جو زغبہ میں سے سوید کا امیر اور شاہانہ مجالس کا شیخ ہے سنا ہے وہ بیان کرتا ہے اور موسیٰ بن عثمان جو زناتہ کی شاہانہ سیاست کا معلم ہے اسے درماندہ کر دیتا ہے' زناتہ تو صرف صحراء کے رؤسا تھے' یہاں تک کہ ان میں موسیٰ بن عثمان کھڑا ہوا جس نے ان کی حد بندی کی اور اس کے مراسم کی درستی کی اور اس کے ہمسر اس سے روایت کرتے ہیں' پس انہوں نے اس کے طریق کو قبول کر لیا اور اس کی تعلیم کی اقتداء کی۔

اور جب وہ خود مختار حاکم بنا تو اس نے اپنی حکومت کی ابتداء میں اپنے کام کا آغاز سلطان بنی مرین کے ساتھ صلح کرنے سے کیا' پس اس نے اپنی حکومت کے اکابر کو سلطان ابوثابت کے پاس بھیجا اور اس کی مرضی کے مطابق اس سے صلح کی پھر اس نے بنی توجین اور مغراوہ کی طرف توجہ کی اور ان کی طرف فوجیں بھیجیں یہاں تک کہ اس نے ان کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور ان کے سرکشوں کو مطیع بنا لیا اور محمد بن عطیہ اصم کو وانشریس کے نواح سے اور راشد بن محمد کو شلب کے نواح سے چلتا کیا' یہ یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد وہاں چلا گیا تھا پس اس نے اسے وہاں سے دور کر دیا اور دونوں عملداریوں پر قابض ہوگیا اور ان پر عامل مقرر کئے اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔

پھر وہ اپنی فوجوں کے ساتھ بنی توجین کے بلاد کی طرف گیا اور ان کے شہروں کے درمیان ماقرنیت میں اترا' پس اس نے محمد بن عبدالقوی کی اولاد کو وانشریس سے چلتا کیا اور ان کی حکومت بنی توجین میں منحصر ہوگئی اور اس نے ہمیشہ ان میں سے بنی تیغرین سے نوکر بنائے اور ان کے عظیم شخص یحییٰ بن عطیہ کو جبل وانشریس میں ان کی قوم کی امارت عطا کی اور اولاد عزیز میں سے یوسف بن حسن کو ان کے مضافات کی امارت دی اور سعد بن سلامہ کو اس کی قوم بنی یدللتن کی امارت عطا کی جو بنی توجین کا ایک بطن ہیں اور ان کی عملداری کی غربی جانب کے باشندوں کا بھی امیر بنایا اور بنی توجین کے دیگر بطون کو اطاعت اور ٹیکس کی شرط پر برقرار رکھا اور ان سب پر اپنے پروردہ سالار یوسف بن حیون الہواری کو عامل مقرر کیا

اور اسے آلہ بنانے کی اجازت دی اور اپنے غلام مساح کو بلادِ مغراوہ پر امیر مقرر کیا اور اسے بھی آلہ بنانے کی اجازت دی اور اپنے چچا کے بیٹے محمد کو ملیانہ کا امیر مقرر کیا اور اسے وہاں اتارا اور خود تلمسان کی طرف لوٹ آیا۔

فصل

زیرم بن حماد کا برشک کی سرحد سے برطرف ہونا اور اس سے پہلے کے حالات

اس محل کے مشائخ کا یہ جاہل مکلاتہ میں اپنے خاندان کی کثرت کی وجہ سے ان کے اندر اور باہر رہتا تھا اور اس کا نام زیری تھا پس عوام نے اس میں تصرف کر کے اسے زیرم بنا دیا اور جب یغمراسن نے بلادِ مغراوہ پر قبضہ کیا تو اس محل کے رہنے والے اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے اور جب وہ فوت ہو گیا تو اس جاہل کے دل میں خیال آیا کہ میں برشک کی حکومت کا خود مختار حاکم بن جاؤں جو مغراوہ اور بنی عبدالواد کے درمیان ہے اور ایک کو دوسرے سے لڑا دوں' پس اس نے اس امر کا عزم کر لیا اور اسے کر گزرا اور اس نے ۸۳ ۷ھ میں برشک کو اپنے کنٹرول میں کر لیا اور اس کے بعد عثمان بن یغمراسن نے ۸۴ ۷ھ میں اس پر حملہ کیا اور اس سے جنگ کی مگر اسے سرنہ کر سکا پھر ۹۳ ۷ھ میں مغراوہ پر چڑھائی کی تو ثابت بن مندیل نے برشک کی پناہ لے لی اور عثمان نے وہاں پر چالیس روز تک اس کا محاصرہ کیے رکھا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پھر وہ سمندر پار کر کے مغرب کی طرف چلا گیا اور اس کے بعد زیری نے عثمان بن یغمراسن کی اطاعت کر لی جس نے اسے وہاں بھیج دیا تھا اور اس کی تلمسان واپسی پر اس نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کے بعد بنو زیان اپنے محاصرے کی مصیبت میں مشغول ہو گئے تو یہ زیری برشک میں خود مختار بن گیا اور وہاں پر اس کی شان بڑھ گئی اور جب بنی مرین بلادِ مغراوہ پر غالب آئے تو یہ ان سے بچا اور ان کی فوجیں اطاعت و انقیاد کے اخلاص سے وہاں آتی رہیں اور جب یوسف بن یعقوب کی وفات سے بنی مرین کی حکومت پراگندہ ہو گئی اور بنو یغمراسن محاصرے سے باہر آئے تو یہ اپنی اطاعت میں کمزوری دکھانے اور دوری سے اس کے گوشے کو حاصل کرنے کی عادت کی طرف لوٹا۔ یہاں تک کہ جب ابوحمو نے بلادِ مغراوہ پر قبضہ کیا تو اس کی اطاعت اس شہر نے گزر کر اس کے بار بار وطن تک پہنچ گئی جس سے زیری کو اپنی جان کا خوف پیدا ہو گیا اور اس نے اس سے اس شرط پر امان طلب کی کہ وہ اس کی خاطر مصر سے دست بردار ہو جائے گا تو اس نے اپنی حکومت کے مفتی اعظم ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد الامام کو اس کے پاس بھیجا جس کا باپ برشک کا باشندہ تھا اور زیری نے اسے اپنی پہلی بغاوت میں دھوکے سے قتل کر دیا تھا اور اس کا یہ بیٹا عبدالرحمٰن اور اس کا بھائی عیسیٰ بھاگ کر تونس چلے گئے تھے پس ان دونوں نے وہاں تعلیم حاصل کی اور الجزائر کی طرف لوٹ آئے اور اسے اپنا وطن بنا لیا پھر یہ دونوں ملیانہ کی طرف آ گئے اور بنو مرین نے ان دونوں کو ملیانہ میں قضا کا کام دے دیا پھر یوسف بن یعقوب کی وفات کے بعد وہ بنو مرین کے کارندوں اور سالاروں

کے ساتھ ابوزیان اور ابوحمو کے پاس ملیانہ گیا اور ان میں منندیل بن محمد الکنانی اور افسر امور بھی شامل تھا۔ جس کا ذکر ان کے حالات میں آتا ہے اور یہ دونوں ان کے بیٹے محمد کو پڑھاتے تھے پس اس نے ابوزیان اور ابوحمو کے پاس ان دونوں کی علمی حیثیت کی بہت تعریف کی' جس نے ابوحمو پر بہت اثر کیا اور جب وہ بااختیار حاکم بنا تو اس نے طالب علموں کے لئے تلمسان میں المطہر کی جانب ایک مدرسہ تعمیر کیا اور ان دونوں کے لئے اس مدرسہ کی دونوں جانب ان کے گھر بھی بنائے اور ان دونوں کے لئے اس مدرسہ میں درس و تدریس کے لئے دو دفتر بنوائے اور انہیں فتویٰ اور شوریٰ کے لئے مختص کیا اور ان دونوں کو اس کی حکومت میں بڑا مقام حاصل تھا پس جب زیری نے ابوحمو سے امان طلب کی اور یہ کہ وہ اس کی جانب ایسے آدمی کو بھیجے جو اسے پُرامن طور پر اس کے دروازے تک پہنچا دے تو اس نے ان دونوں میں سے ابوزید عبدالرحمٰن الاکبر کو اس کی طرف بھیجا اور وہ ابوحمو سے یہ اجازت لینے کے بعد کہ اگر اس نے اس پر قابو پالیا تو وہ اس سے اپنے باپ کا بدلہ لے گا' اس کے پاس جانے کے لئے تیار ہو گیا' پس جب وہ برشک میں اترا تو اس نے کئی روز تک وہاں قیام کیا اور ان ایام میں صبح و شام زیری اس کا مہمان سرا میں آتا رہا اور وہ اس کے قتل کی اسکیم بناتا رہا' یہاں تک کہ اس کا حیلہ کارگر ہو گیا اور اس نے اسے ایک دن ۸ےے ھ میں قتل کر دیا اور برشک کی حکومت' سلطان ابوحمو کو حاصل ہو گئی اور اس سے خود مختار مشائخ کا اثر مٹ گیا۔ والامـــور بید اللہ سبحانہ۔

فصل

الجزائر کی اطاعت اور وہاں سے ابن علان کی دستبرداری کے حالات اور اس کی اوّلیت کا بیان

الجزائر کا یہ شہر' صنہاجہ کے مضافات میں سے تھا اور بلکین بن زیری اس کی حد بندی کرنے والا تھا اور اس کے بعد اس کے بیٹے اس میں اترے' پھر وہ موحدین کی عملداری میں آ گیا اور بنو عبدالمومن نے اسے مغربین اور افریقہ کے شہروں میں شامل کر لیا اور جب بنوابی حفص موحدین سے بے قابو ہو گئے اور ان کی حکومت بلاد زناتہ تک پہنچ گئی اور تلمسان ان کی سرحد تھی اور انہوں نے یغمراسن اور اس کے بعد اس کے بیٹوں کو تلمسان پر گورنر مقرر کیا اور مغراوہ کے نواح پر بنی منندیل بن عبدالرحمٰن کو اور وانشریس اور اس کے ارد گرد جو توجین کی عملداری تھی' اس پر محمد بن عبدالقوی اور اس کے بیٹوں کو عامل مقرر کیا اور ان عملداریوں سے ماوراء الحضرۃ تک جو علاقہ تھا وہ موحدین کی حکومت میں شامل تھا جو یہاں صاحب حکومت تھے اور الجزائر کا گورنر موحدین میں سے تھا جو الحضرۃ کے باشندے تھے جنہوں نے ۶۳۴ ھ میں مستنصر کے خلاف بغاوت کر دی تھی اور انہوں نے سات ماہ تک یہ بغاوت جاری رکھی اس نے ۶۷۱ ھ میں حاکم بجایہ ابو ہلال کو اشارہ کیا کہ وہ اس پر حملہ کرے

لیکن اس نے کئی ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر وہاں سے بھاگ گیا' پھر ۷۴۳ھ میں ابوالحسن بن یعقوب نے دوبارہ موحدین کی فوجوں کے ساتھ اس کا محاصرہ کیا اور بزورِ قوت اس میں داخل ہو گیا اور اسے لوٹا اور اس کے مشائخ کو گرفتار کر لیا اور وہ مستنصر کی وفات تک قیدی رہے۔

امیر ابوزکریا الاوسط: اور جب بنی حفص کی حکومت منقسم ہو گئی اور امیر ابوزکریا الاوسط اور اس کا باپ مغربی سرحدوں میں خودمختار ہو گئے۔ تو انہوں نے اس کی طرف اپنی بیعت بھیجی اور اس نے ابن اکماز یکوان پر حاکم مقرر کیا اور وہ عمر رسیدہ اور پیر فرتوت ہونے تک ان کا امیر رہا۔

ابن علان: اور ابن علان' الجزائر کے مخصوص مشائخ میں سے تھا اور اس کے اوامر کو قائم کرنے والا اور امارت کا پیشرو تھا اس وجہ سے اسے اپنے بقیہ ایام میں اہل جزائر پر حکومت حاصل رہی اور جب ابن اکماز یفوت ہو گیا تو اسے اپنے شہر میں خودمختار بن جانے کا خیال آیا۔ پس اس نے اس کے امیر کی وفات کی شب اپنے ہمسر صاحب ہتھیار افراد کے لئے فوج بھیجی اور ان کو قتل کر دیا اور صبح خودمختاری کا اعلان کر دیا اور آلہ بنایا اور سوار ہو کر متیجہ عربوں کے ثعالبہ اور غریب الوطنوں سے جا ملا اور اس نے بہت سے پیادہ اور تیر انداز اکٹھے کر لئے اور بجایہ کی فوجوں نے کئی بار اس سے جنگ کی مگر یہ ان کے مقابلہ میں ڈٹا رہا اور مکیلش' بلادِ متیجہ میں سے حمایۃ الکثیر پر غالب آ گیا اور جب وہ بلادِ شرقیہ پر غالب آ گئے اور القاصیہ میں دور تک چلے گئے تو ابو یحییٰ بن یعقوب نے بنی مرین کی فوجوں کے ساتھ اس سے جنگ کی پس اس نے اس کی ناکہ بندی کر دی اور اس پر تنگی وارد کر دی اور ابن علان کے پاس سے امیر خالد کا ایلچی قاضی ابوالعباس الغماری' یوسف بن یعقوب کی طرف جاتے ہوئے گزرا تو اس نے باقی رکھنے پر اسے عاجزی کرتے ہوئے سلطان کی اطاعت امانتاً دی اور اس نے اس کے متعلق یہ اطلاع دے دی کہ اور اس کی سفارش کی اور اس نے اپنے باپ یحییٰ کو اس کے ساتھ مصالحت کرنے کا اشارہ کیا پھر اس کے بعد امیر خالد نے اس سے جنگ کی تو وہ اس کے سامنے ڈٹا رہا اور چودہ سال تک اسی حالت میں رہا اور مصائب کی آنکھیں اسے گھورتی رہیں اور زمانہ اس سے جنگ کرنے کے لئے قوت جمع کرتا رہا اور جب سلطان ابوحمو نے بلادِ توجین پر قبضہ کر لیا تو اس نے وانشریس پر یوسف بن حیون الہواری کو اور بلادِ مغراوہ پر اپنے غلام مباح کو گورنر مقرر کر دیا اور تلمسان واپس آ گیا پھر ۷۱۲ھ میں اس نے بلادِ شلب اور وہاں پڑاؤ کر لیا اور اس کا غلام مساح فوجوں کے ساتھ آیا اور اس نے بقیہ نواح میں سے متیجہ پر قبضہ کر لیا اور الجزائر کو ڈھال بنایا اور اس کا محاصرہ تنگ کر دیا یہاں تک کہ انہیں تکلیف نے آ لیا اور ابن علان نے اپنی جان کی شرط پر اس سے دست برداری کے متعلق پوچھا تو سلطان نے اس کی شرط کو قبول کر لیا اور سلطان ابوحمو نے الجزائر پر قبضہ کر لیا اور اسے بھی اپنی عملداری میں شامل کر لیا اور ابن علان' مساح کی فوج کی حفاظت میں کوچ کر گیا اور یہ شلب میں سلطان کے پاس چلے گئے پس وہ تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور ابن علان بھی اس کی رکاب میں تھا پس اس نے اسے وہاں ٹھہرایا اور اس سے اپنی شرط پوری کی یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔

والبقاء للہ سبحانہ

فصل

فرمانروائے مغرب کی تلمسان پر چڑھائی اور اس کی اوّلیت

جب عبدالحق بن عثمان نے حکومت کی مشکلات کے باعث فاس میں سلطان ابوالربیع کے خلاف بغاوت کی اور بنی مرین کے حاکم حسن بن علی بن ابی الطلاق نے وزیر رحو ابن یعقوب کی مداخلت سے اس کی بیعت کرلی جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں اور تازی پر قبضہ کرلیا تو سلطان ابوالربیع نے ان پر چڑھائی کی تو انہوں نے سلطان ابوحمو کے پاس اپنے فریادی وفد کو بھیجا پھر ابوالربیع نے جلدی سے انہیں جالیا اور تازی میں ان پر غالب آ گیا تو وہ سلطان ابوحمو کے پاس چلے گئے اور اسے مغرب کے خلاف مدد دینے کی دعوت دی تاکہ وہ اپنی قوم کو چھوڑ کر اس کے مددگار ہوں' اس دوران میں سلطان ابوالربیع فوت ہو گیا اور ابوسعید عثمان بن یعقوب بن عبدالحق مغرب کا خودمختار حاکم بن بیٹھا' پس اس نے سلطان ابوحمو سے مطالبہ کیا کہ وہ ان لوگوں کو اس کے سپرد کر دے جو اس کے پاس چلے آئے ہیں تو اس نے ان کے سپرد کرنے اور اپنا عہد توڑنے سے انکار کر دیا اور انہیں سمندر کی طرف کنارے کی جانب بھیج دیا تو سلطان ابوسعید نے اس سے چشم پوشی کرلی اور اس سے صلح کرلی پھر یعیش بن یعقوب بن عبدالحق کو اپنے بھائی سلطان ابوسعید کے ہاں جو مقام حاصل تھا اس کے بارے میں اسے شبہ ہو گیا کیونکہ اس کے متعلق اس کے پاس شکایت کی گئی تھی پس وہ اس سے الگ ہو کر تلمسان چلا گیا اور سلطان ابوحمو نے اسے اس کے بھائی مقابلہ میں پناہ دے دی' جس سے وہ ناراض ہو گیا اور اس نے ۷۱۴ھ میں تلمسان پر حملہ کیا اور اپنے بیٹے امیر ابوعلی کو امیر مقرر کیا اور اسے اپنے ہراول میں بھیجا اور خود ساقہ (پچھلا دستہ) میں چلا اور اسی تیاری میں وہ تلمسان کے مضافات میں داخل ہو گیا اور اس کے میدانوں کو لوٹ لیا اور وجدہ سے جنگ کر کے اسے تنگی میں ڈال دیا پھر وہاں سے تلمسان کی طرف بڑھا اور اس کے میدان میں اترا اور موسیٰ بن عثمان اس کی فصیلوں کے پیچھے قلعہ بند ہو گیا اور اس کے مضافات اور رعایا پر غالب آ گیا اور سلطان ابوسعید اپنی فوجوں کے ساتھ اس کی حکومت کی علامات اور بلاد کو تباہ و برباد کرتا ہوا چلا' پس جب اس کا گھیراؤ ہو گیا اور سلطان کا دباؤ اس پر بڑھ گیا اور وہ اپنے انجام کے متعلق اس سے خائف ہو گیا تو اس نے ان وزراء کو خطاب کرنے کا ایک نہایت لطیف حیلہ اختیار کیا جنہیں وہ اپنے اموال دیا کرتا تھا اور انہیں ان کے سلطان کے مشوروں سے دھوکہ دیا کرتا تھا یہاں تک کہ اس نے اپنے پڑوسی یعیش بن یعقوب سے ان کی مراجعت کا تقاضہ کیا اور یہ کہ وہ اسے اس کے بھائی سے حکومت لے کر دے' پھر اس نے اس بارے میں ان کے خطوط سلطان ابوسعید کے پاس بھیجے تو ان سے اس کا دل خوف اور ڈر سے بھر گیا اور خواص اور دوستوں کے بارے میں اسے شبہ پیدا ہو گیا اور وہ اسی تیاری میں مغرب کی طرف چلا گیا اور اس کی واپسی کے بعد اس کے بیٹے عمر نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور وہ کچھ عرصہ کے

لئے تلمسان اور اس کے باشندوں سے غافل ہو گئے یہاں تک کہ اس بارے میں اپنے وقت پر حکمِ الٰہی آ گیا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

فصل

آغازِ محاصرۂ بجایہ کے حالات اور اس کے سبب کی وضاحت

جب سلطان ابوسعید مغرب کی طرف واپس آیا اور تلمسان سے غافل ہو گیا تو سلطان ابوحمو نے اپنی عملداری کے اہل قاصیہ کے لئے تیاری کی اور راشد بن محمد بن ثابت بن مندیل اس جہالت کے دوران بلادِ زواودہ سے آیا اور شلب میں اتر پڑا اور اس کی قوم کے بوڑھے اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور جب سلطان ابوحمو سے جہالت دور ہوئی تو وہ اپنے بیٹے ابوتاشفین کو تلمسان پر عامل بنانے کے بعد اس پر حملہ کرنے کے لئے گیا اور اس کے لئے فوجیں اکٹھی کیں تو وہ تیزی سے اس کے آگے اپنی مسافرت گاہ بجایہ کی طرف بھاگ گیا اور بنوسعید جبال شلب میں اپنے قلعوں میں اس کی دعوت پر قائم رہے۔ پس سلطان ابوحمو نے وادیٔ تمل میں اتر کر خیمہ لگا لیا اور اس نے اپنی عملداریوں کے باشندوں بنی ابوسعید کے محاصرہ کے لئے اکٹھا کیا جو راشد بن محمد کے پیروکار تھے اور اس نے وہاں پر ایک محل بنایا جو اس کے نام سے مشہور ہے اور اس نے القاصیہ پر قبضہ کرنے کے لئے فوجیں بھیجیں اور وہیں پر ۷۶۶ھ میں حاجب اپنی حج سے واپسی پر اسے ملا۔ پس اس نے اسے بجایہ کے خلاف اکسایا اور اس میں اُسے دلچسپی دلائی اور جب سے مولانا سلطان ابویحییٰ نے اسے خط بھیجا تھا اس وقت سے اس کے دل میں اس کی آرزو تھی اور یہ واقعہ یوں تھا کہ جب اس نے اپنے بھائی خالد کے خلاف بغاوت کی اور قسطنطینہ میں اپنی دعوت دی اور بجایہ پر حملہ کیا تو جیسا کہ ہم ان کے حالات میں پہلے بیان کر چکے ہیں اس نے وہاں سے شکست کھائی اور اس نے اپنی حکومت کے بعض آدمیوں کو سلطان ابوحمو کے پاس اسے ابن خلوف اور بجایہ کے خلاف برانگیختہ کرنے کے لئے بھجوایا' پھر اسی طرح ابن خلوف نے اس کے پاس مدد طلب کرنے کے لئے آدمی بھیجے تو اس بات نے اسے بجایہ کی حکومت کی آرزو دلائی۔

ابن خلوف کی وفات: اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جب ابن خلوف مر گیا تو اس کا کاتب عبداللہ بن ہلال اس کے پاس گیا تو اس نے اسے اکسایا اور ترغیب دی اور اسے الجزائر کے حالات سے غافل کر دیا' پس جب وہ الجزائر پر غالب آ گیا تو اس نے اپنے غلام مساح کو ابن ابی یحییٰ کے ساتھ فوجوں کے ساتھ بھیجا پس وہ جبل الزاب تک پہنچے اور ابن ابی یحییٰ فوت ہو گیا اور مساح واپس آ گیا پھر حملے اور اس کے دشمن کے خوف نے اسے اس کے حالات سے غافل کر دیا اور جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے کہ وہ شلب شہر میں اترا اور عثمان بن سباع بن یحییٰ بن سباع بن سہل امیر زواودہ اس سے ملا اور اسے ان مغربی سرحدوں پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی جو موحدین کی عملداری میں تھیں تو وہ اس بات سے خوش ہو گیا اور فوجیں جمع کیں

اور اس نے اپنے چچا ابو عامر بر ہوم کے بیٹے مسعود کو ایک فوج کا سالار مقرر کیا اور اُسے بجایہ کے محاصرہ کرنے کا حکم دیا اور اپنے چچا یوسف کے بیٹے محمد کو جو ملیانہ کا لیڈر تھا' دوسری فوج کا سالار مقرر کیا اور اپنے غلام مسامح کو ایک اور فوج کا سالار مقرر کیا اور انہیں بجایہ اور اس کے ماوراء علاقے پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا اور موسیٰ بن علی الکردی کو ایک اور بہت بڑے لشکر کا سالار مقرر کیا اور اسے زواودہ اور زغبہ عربوں کے ساتھ صحرا کے راستے بھیجا پس وہ سیدھے چلے گئے اور انہوں نے اس کے قریب علاقوں میں کارنامے دکھائے اور بلادِ شرقیہ میں دُور تک چلے گئے یہاں تک کہ بلاد بونہ تک پہنچ گئے پھر وہاں سے واپس لوٹ آئے اور اپنے راستے میں قسنطینہ سے گزرے اور کئی روز تک اس سے جنگ کرتے رہے' اور ابن ثابت کے پہاڑ پر چڑھ گئے' جو قسنطینہ پر جھانکتا تھا پس انہوں نے اسے لوٹ لیا پھر وہ بنی باورار سے گزرے اور اسے بھی لوٹ لیا اور اسے جلا دیا اور دیگر جن علاقوں سے وہ گزرے انہیں بھی لوٹ لیا اور ان کے درمیان حسد کے باعث مقابلہ بازی پیدا ہوگئی پس وہ پراگندہ ہو گئے اور سلطان کے پاس چلے گئے اور مسعود بن برہوم بجایہ کے محاصرہ کے لئے گیا اور اس نے اپنی قیام گاہ باصفون میں ایک قلعہ تعمیر کیا اور وہ اپنی فوجوں کو اس سے جنگ کرنے کے لئے بھیجتا تھا پس اس نے اس کے میدان میں تدبیر کی پھر وہ قلعے کی طرف واپس آ گیا اور اسی حالت پر قائم رہا یہاں تک کہ اسے محمد بن یوسف کی بغاوت کی اطلاع ملی تو وہ وہاں سے بھاگ گیا۔ جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے مگر وہ ایک مدت کے بعد ہی اس کے محاصرہ کے لئے واپس آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل

بلادِ بنی توجین میں محمد بن یوسف کی بغاوت کے حالات اور سلطان کی اس کے ساتھ معرکہ آرائی

اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب محمد بن یوسف مشرق کی طرف واپس آیا اور موسیٰ بن علی الکردی اس سے پہلے سلطان کے پاس چلا گیا تو غصے سے اس کا دل بھڑک اٹھا اور سلطان کے پاس اس کی شکایت ہوئی تو اس نے اسے ملیانہ سے معزول کر دیا تو اس نے اس غم کی وجہ سے سر جھکا لیا اور اس نے تلمسان میں اپنے بیٹے امیر ابو تاشفین سے ملاقات کرنے کے بارے میں اس سے دریافت کیا اور وہ اس کا خواہر زادہ تھا تو اس نے اسے اجازت دے دی اور اس کے بیٹے کو اسے گرفتار کرنے کا اشارہ کیا تو اس نے ایسا کرنے سے انکار کیا اور اس نے سلطان کے پڑاؤ کی طرف واپس جانے کا ارادہ کیا تو اس نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اور جب وہ اس کے پاس پہنچا تو وہ اجنبی بن گیا اور اسے روک دیا۔ تو وہ شک میں پڑ گیا اور اس کا دل خوف سے بھر گیا اور پڑاؤ سے بھاگ گیا اور المریہ چلا گیا اور سلطان ابو حمو کے عامل یوسف بن حسن بن عزیز کے ہاں اترا تو اس نے اس کی قوم اور ان کے ساتھی عربوں سے اس کی بیعت لی اور انہوں نے سلطان کے پڑاؤ پر چڑھائی کی جو مجلل میں تھا' پس اس نے اپنی فوجوں کے ساتھ ان سے جنگ کی اور سلطان کو شکست ہوئی اور وہ تلمسان چلا گیا اور محمد بن یوسف بنی

توجین اور مغراوہ پر غالب آ گیا اور ملیانہ میں اترا اور سلطان دخول سے کچھ دنوں بعد تلمسان سے نکلا اور اس نے فوجوں کو جمع کیا اور کمزوریوں کو دور کیا اور مسعود بن برہوم کو اس کی جگہ پر اشارہ کیا کہ وہ فوجوں کو لے کر بجایہ کے محاصرہ کے لئے پہنچے تا کہ پیچھے سے اس کی ناکہ بندی کرے اور محمد بن یوسف نے اس سے اُلجھنے کے لئے ملیانہ سے بغاوت کر دی اور اس نے ملیانہ پر یوسف بن حسن بن عزیز کو گورنر مقرر کیا پس اس نے بلاد ملیکش میں اس سے جنگ کی اور محمد بن یوسف کو شکست ہوئی اور اس نے جبل مرصالہ کی پناہ لی اور مسعود بن برہوم نے کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر وہ بھاگ کر سلطان کے پاس چلا گیا اور ان سب نے ملیانہ سے جنگ کی اور سلطان اس میں بزورِ قوت داخل ہو گیا اور یوسف بن حسن کو اس کی کمین گاہ کے ایک راستے سے قید کر کے اس کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے معاف کر کے آزاد کر دیا پھر اس نے المریہ پر چڑھائی کی اور اس پر قبضہ کر لیا اور ان نواح کے لوگوں سے ضمانت لی اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور محمد بن یوسف نے نواح کے لوگوں سے ضمانت لی اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور محمد بن یوسف نے نواح پر احسانات کئے اور اس طرف اس کی دعوت پھیل گئی اور اس نے سلطان ابویحییٰ سے اطاعت کے بارے میں گفتگو کی پس اس نے اس کی طرف تحائف اور آلہ بھیجا اور یغمراسن بن زیان کا افریقہ کا حصہ اس کے لئے مخصوص کر دیا اور اسے مدد دینے کا بھی وعدہ کیا اور بنی توجین کے بقیہ علاقے پر قبضہ کر لیا اور جبل وانشریس کے بنوتیغرین نے اس کی بیعت کر لی' پس یہ ان پر غالب آ گیا پھر سلطان نے ۱۸۷ھ میں مشرق پر حملہ کیا اور المریہ پر قابض ہو گیا اور یوسف بن حسن کو محمد بن یوسف کی مدافعت کے لئے وہاں کا گورنر مقرر کیا اور اس سے اور عملداریوں کے باشندوں سے اور زناتہ کے قبائل اور عربوں سے' حتیٰ کہ اپنی قوم بنی عبدالواد سے ضمانت لینے میں کوئی کمی نہ کی اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور انہیں گاؤں میں اُتارا' جو ایک وسیع نشیب ہے' جو بعض عظیم شہروں کے مشابہ ہے جسے اس نے گروی رکھنے کے لئے بنایا تھا اور وہ اس میں اس تک بڑھ گیا کہ اس نے ایک بطن اور ایک قبیلے اور ایک خاندان سے متعدد ضمانتیں لیں اور یہ معاملہ شہری اور سرحدی باشندوں اور مشائخ اور عوام تک تجاوز کر گیا پس اس نے اس قصبہ کو ان کے بھائیوں اور بیٹوں سے بھر دیا اور اُسے قوموں کے بعد قوموں سے پُر کر دیا اور انہیں گھر بنانے اور عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت دے دی اور ان کے لئے مساجد کی حد بندی کر دی پس انہوں نے وہاں جمعہ کی نماز پڑھی اور وہاں کے بازار اور صنعتیں خوب چلیں اور اس عمارت کا حال اس سے کہیں عجیب تر تھا جو گزشتہ زمانوں میں قید خانے کا بیان کیا گیا ہے اور محمد بن یوسف بلادِ توجین میں اپنے خروج کے مقام پر ہی مقیم رہا' یہاں تک کہ سلطان کی وفات ہو گئی۔ والبقاء للہ۔

فصل

سلطان ابوحمو کے قتل ہونے اور اس کے بعد اس کے بیٹے ابوتاشفین کے حکمران بننے کے حالات

سلطان ابوحمو نے اپنے چچا برہوم کے بیٹے کو اس کی شجاعت اور دانشمندی کی وجہ سے اپنے خاندان اور قرابت داروں میں سے منتخب کر کے اسے اپنا متبنیٰ بنالیا تھا کیونکہ اس کے باپ برہوم جو ابو عامر کنیت کرتا تھا' نے اپنے بھائیوں میں سے عثمان بن یغمراسن کو مختص کر لیا تھا اور وہ اسے اپنے بیٹوں پر ترجیح دیتا تھا اور اپنے معاملات میں اس سے مذاکرات کیا کرتا تھا اور اُسے اپنی خلوتوں میں لے جاتا تھا۔

ابوتاشفین: اور اس نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کی طرف ابوتاشفین کو اس کے عجمی کافر دوستوں کے ساتھ بھیجا جو اس کی تربیت گاہ میں اس کی خدمت کرتے تھے اور ان میں ہلال بھی تھا جو قطانی کے نام سے مشہور تھا اور مسامح بھی تھا جسے صغیر کہتے تھے اور فرج بن عبداللہ ظافر مہدی اور علی بن تاکدرت بھی تھے اور فرج کا لقب شتورہ تھا اور ان سب میں اُسے ہلال بہت مرغوب و محبوب تھا اور اس کا باپ ابوحمو اکثر اُسے دوستی کے بارے میں متہم کرنے کے لئے زجر و توبیخ کیا کرتا تھا اور بسا اوقات وہ اُسے بے ہودہ ڈانٹ ڈپٹ بھی کرتا اللہ اُسے معاف کرے پس اس طرح وہ اسے ناراض کر دیتا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ شدید حملہ آور ...... اور حد سے بڑھ کر عذاب دینے والا اور زجر و توبیخ اور ادب کی حدود سے تجاوز کر جانے والا بھی تھا اور وہ عجمی کافر اس کے رعب تلے تھے' اس وجہ سے وہ اپنے آقا ابوتاشفین کو اس کے باپ کے خلاف اکساتے اور اس کی غیرت کو اُبھارتے اور اسے بتاتے کہ اس نے اُسے چھوڑ کر ابن ابی عامر کو منتخب کر لیا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی ہوا کہ مسعود بن ابی عامر نے ابوحمو کے باغی محمد بن یوسف کے مقابلہ میں جب وہ بجایہ کے محاصرہ سے واپس آ رہا تھا' بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا تو سلطان نے اس بات پر اس کی تعریف کی اور اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو اس کے عمزاد کے مقام نجابت و شجاعت کی وجہ سے عار دلائی' جس سے وہ اس سے از سر نو دوستی کرنا چاہتا تھا اور اُسے کمال کی ترغیب دیتا تھا اور اس کے چچا ابو عامر ابراہیم بن یغمراسن نے بادشاہوں کے پاس جا کر جو انعامات حاصل کئے اور اس کے باپ اور بھائی نے اپنے باقی ماندہ ایام میں جو اسے جاگیر دی اس سے وہ مالدار ہو گیا تھا اور جب ۷۹۶ھ میں اس کی وفات ہوئی تو اس نے اپنے بھائی عثمان کو اپنے بیٹے کے متعلق وصیت کی تو اس نے انہیں اپنے ساتھ ملا لیا اور ان کے ورثہ کو اپنے مال کی جگہ پر رکھا یہاں تک کہ اس نے ان کے حالات میں بہتری محسوس کی اور اس کے بیٹے ابوسرحان کا یہ معرکہ ہوا جس میں اس کی شہرت دُور دُور تک پھیل گئی تو سلطان ابوحمو نے دیکھا کہ وہ اس کی کمزوری کو دُور کرنے کے لئے اس کے باپ کی وراثت اسے دے دے پس وہ امانت کو اس کے پاس لے گیا اور اس کے بیٹے ابوتاشفین اور اس کے بڑے عجمی کافر دوستوں کو بھی اطلاع پہنچ گئی تو انہوں نے سمجھا کہ یہ

حکومت کا مال ہے جو اس کے پاس لے جایا گیا ہے کیونکہ اس کے باپ ابو عامر کے ورثہ پر بہت عرصہ گزر چکا ہے اور انہوں نے سلطان پر اتہام لگایا کہ وہ اپنے بیٹے کو ولی عہد بنانے کی بجائے اسے اس پر ترجیح دے رہا ہے تو انہوں نے ابو تاشفین کو حکومت پر حملہ کرنے کے لئے اُکسایا نیز اُسے اس کے دشمن مسعود بن ابی عامر کو دھوکے سے قتل کرنے اور سلطان ابو حمو کو قید کرنے پر آمادہ کیا تا کہ وہ مکمل طور پر خود مختار ہو جائے اور اس کے لئے انہوں نے دوپہر کا وقت مقرر کیا جب سلطان اپنی مجلس سے واپس لوٹتا تھا اور محل کے بعض کمروں میں اس کے خاص دوست جمع ہو گئے جن میں مسعود بن ابی عامر اور بنی ملاح کے وزراء بھی تھے۔

بنو ملاح: اور ابن بنو ملاح کو سلطان نے اپنے بقیہ ایام میں اپنی حجابت پر مقرر کیا ہوا تھا اور اس کے ہاں حجابت' گھر کی آمدنی و مصارف اور اندرونی اور بیرونی معاملات کی نگرانی کی ذمہ داری کا نام تھا اور وہ قرطبہ کے گھرانے والے تھے اور وہ اس میں دنانیر و دراہم کے سکے کا پیشہ کرتے تھے اور بسا اوقات ان کی امانت پر اعتماد کرتے ہوئے انہیں نگرانی کا کام بھی دے دیا گیا' ان کا پہلا آدمی قرطبہ کے مسافروں کے ساتھ تلمسان آیا تھا پس انہوں نے اپنا پہلا پیشہ اختیار کر لیا اور اس کے ساتھ کاشتکاری کا بھی اضافہ کر لیا اور عثمان بن یغمراسن اور اس کے بیٹے کی خدمت میں لگ گئے اور انہیں ابوحمو کی حکومت میں بڑی اہمیت اور فوقیت حاصل تھی پس اس نے اپنی حکومت کے آغاز میں ان میں سے محمد بن میمون ابن الملاح اور پھر اس کے بیٹے محمد الاشقر پھر اس کے بعد اس کے بیٹے ابراہیم بن محمد کو اپنی حجابت پر مقرر کیا اور اس کے ساتھ اس کے قرابت داروں میں سے علی بن عبداللہ بن الملاح بھی شریک ہو گیا اور یہ دونوں اس کے گھر کے کاموں کے ذمہ دار تھے اور اس کے خواص کے ساتھ اس کی خلوت میں حاضر ہوتے تھے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس روز یہ سلطان کے ساتھ اس کی مجلس کے برخواست ہو جانے کے بعد حاضر ہوئے اور اس کے ساتھ قرابت داروں میں سے مقتول مسعود اور حماموش بن عبدالملک بن حنیفہ بھی تھے اور غلاموں میں سے معروف الکبیر ابن ابی الفتوح بن عنتر بھی تھا جو نصر بن علی کے بیٹوں میں سے تھا جو بنی یزید بن توجین کا امیر تھا اور سلطان نے اسے اپنا وزیر بنایا ہوا تھا۔

ابو تاشفین کا حملہ: جب ابو تاشفین کو ان کے اکٹھے ہونے کا پتہ چلا تو اس نے اپنے دوستوں کے ساتھ ان پر حملہ کر دیا اور انہوں نے حاجب کو دروازے پر قابو کر لیا اور دروازے کو مضبوطی سے بند کرنے کے بعد اس میں ہر طرف سے داخل ہو گئے اور جب گھر کے بیچ میں پہنچ گئے تو انہوں نے سلطان کو اپنی تلواروں پر دھر لیا اور اُسے قتل کر دیا اور ابو تاشفین ان سے الگ رہا اور انہوں نے اسے موقع دے دیا اور ان میں سے ابو سرحان گھر کے ایک کمرے میں چھپ گیا اور اسے مضبوطی سے بند کر لیا تو انہوں نے دروازہ توڑ کر اسے قتل کر دیا اور جو خواص بھی وہاں موجود تھے انہیں قتل کر دیا اور بہت کم لوگ بچ سکے اور بنو ملاح کے وزراء بھی مر گئے اور ان کے گھروں کو لوٹ لیا گیا اور شہر کی گلیوں میں گھوم کر منادی کرنے والے نے کہا کہ ابو سرحان نے سلطان سے خیانت کی ہے اور اس کے بیٹے ابو تاشفین نے اس سے بدلہ لیا ہے اور لوگوں سے کوئی بات پوشیدہ نہیں۔

سالار افواج موسیٰ بن علی: اور سالار افواج موسیٰ بن علی الکردی نے یہ آواز سنی تو وہ سوار ہو کر محل کی طرف آیا تو اُسے بند پایا تو اسے کئی خیالات آئے پس اُسے حکومت پر مسعود کے قبضہ کرنے کا خوف پیدا ہوا تو اس نے بڑے رشتہ دار عباس بن

یغمراسن کی طرف پیغام بھیجا تو اس نے اُسے محل کے دروازے پر بلایا' اتنے میں منادی کرنے والا ان کے پاس سے گزرا تو اُسے ابوسرحان کے مرجانے کا یقین ہو گیا اور عباس کو الٹے پاؤں اس کے گھر کی طرف واپس کر دیا اور خود سلطان ابوتاشفین کے پاس چلا گیا اور اسے جنگ سے بڑی حیرت تھی پس اس نے اُسے تسلی دی اور جرأت دلائی اور اُسے اپنے باپ کی نشست گاہ میں بٹھایا اور اس کے لئے اس کی قوم کی بیعت کی خصوصاً اور عوام کی بیعت کی عموماً ذمہ داری لی یہ اس سال کے ماہ جمادی الاولیٰ کا واقعہ ہے اور سلطان نے قصر قدیم میں ان کے اسلاف کے مقبرہ میں اس کے کفن دفن کا سامان کیا اور وہ دوسروں کے لئے ایک عبرت بن گیا۔ والبقاءللہ۔

اور سلطان نے اپنی حکومت کے آغاز میں بقیہ قرابت داروں کو جو یغمراسن کی اولاد میں سے تلمسان میں موجود تھے بھجوانے کے لئے وقت مقرر کیا اور ان کے نمائندہ بننے کے انجام کے خوف سے اور ان کی جانب سے حکومت میں جو فتنے پیدا ہو سکتے تھے ان کے خوف سے انہیں کنارے کی طرف بھجوا دیا اور اپنی حجابت اپنے غلام ہلال کو عطا کی' پس اس نے اس کے بوجھ کو اٹھالیا اور اس کی حکومت کے آغاز میں سیاہ و سفید کا مالک بن گیا یہاں تک کہ اس نے اُسے برطرف کر دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور اس نے یحییٰ بن موسیٰ سنوسی کو جو ان کی حکومت کا پروردہ تھا' شلب اور مغراوہ کے بقیہ مضافات کا امیر مقرر کیا اور محمد بن سلامہ بن علی کو اس کی عملداری پر امیر مقرر کیا جو توجین کے بنی یدللتن کے علاقے میں تھی اور اس کے بھائی سعد کو معزول کر دیا تو وہ مغرب کی طرف چلا گیا اور موسیٰ بن علی الکردی کو مشرق کی جانب پر امیر مقرر کیا اور اسے بجایہ کے محاصرہ کا کام بھی سپرد کیا اور اس نے اپنی حکومت کو محلات کے تعمیر کرنے اور باغات بنانے پر آمادہ کیا پس جس کام کو اس کے باپ نے شروع کیا تھا اس نے اُسے پورا کیا پس محلات اور قلعے خوبصورتی سے بھرپور ہو گئے اور اس کے حالات و واقعات مشہور ہو گئے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ انشاءاللہ

فصل

سلطان ابوتاشفین کا جبل وانشریس میں محمد بن یوسف پر حملہ کرنا اور اس پر غالب آنا

اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ محمد بن یوسف' سلطان ابوحمو کی واپسی کے بعد جبل وانشریس اور اس کے نواح پر قابض ہو گیا اور مغراوہ کی ایک جماعت بھی اس کے پاس آ گئی تھی' پس اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور ان نواح میں اس کی قوت بڑھ گئی اور ابوتاشفین کو اس کے معاملے نے پریشان کر دیا پس اس نے اس پر حملہ کرنے کا عزم کر لیا اور اس کے لئے فوج اکٹھی کی اور کمزوریوں کو دور کیا اور وانشریس کا محاصرہ کر لیا اور بنوتوجین اس کے پاس اور مغراوہ محمد بن یوسف کے پاس جمع ہو گئے اور بنی توجین میں سے تیغرین' ابن عبدالقوی کے دوست تھے اور اس نے بقیہ بنی توجین میں اُسے چن لیا تھا اور جیسا کہ ہم

بیان کریں گے وہ اپنی ریاست میں عمر بن عثمان کی طرف رجوع کرتے تھے پس اس نے اس بات کی وجہ سے اُسے ناراض کر دیا اور اس نے سلطان ابوتاشفین سے سازباز کی اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کی جانب سے چڑھائی کرے گا پس سلطان نے جبل کے علاقے میں ان پر حملہ کر دیا اور وہ سب کے سب تو کال کے قلعے میں قلعہ بند ہو گئے۔ تو عمر بن عثمان اپنی قوم کے ساتھ آٹھ ماہ کے محاصرہ کے بعد سلطان کی طرف چلا گیا' پس فوج پراگندہ ہو گئی اور حکومت خراب ہو گئی اور لوگ منتشر ہو گئے' پس اس نے قلعہ میں داخل ہو کر محمد بن یوسف کو گرفتار کر لیا اور اُسے قید کر کے سلطان کے پاس لایا گیا اور وہ اپنی سواری پر سوار تھا' پس اس نے اس پر حملہ کیا پھر اسے اپنا نیزہ مارا اور غلاموں نے اُسے اپنے نیزوں سے نوچ کر اس کی گردن توڑ دی اور اس کا سر نیزے پر چڑھا کر تلمسان لایا گیا اور اُسے شہر کی برجیوں پر نصب کر دیا گیا اور اس نے جبل وانشریس اور بنی عبدالقوی کے مضافات پر عمر بن عثمان کو امیر مقرر کیا اور اپنے غلام سعید عربی کو المریہ کی عملداری پر امیر مقرر کیا اور اس نے مشرق پر چڑھائی کی اور وادی الجنان میں جہاں بلاد حمزہ سے قبلہ تک پہنچانے والی گھاٹی ہے' رہنے والے ریاح کے قبائل میں غارت گری کی اور ان کے قبائل کے اموال کو لوٹا اور سیدھا بجایہ کی طرف گیا اور تین دن اس کے میدان میں شب باش ہوا' جہاں اُن دنوں حاجب بن عمر رہتا تھا پس وہ اسے سر نہ کر سکا اور اُسے اپنے دوستوں کے پاس اس کی مضبوطی کے لئے عذر لے گیا اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جسے ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

بجایہ کے محاصرے اور موحدین کے ساتھ اُن طویل جنگوں کا بیان' جن میں اس کی موت واقع ہوئی اور اس کی سلطنت جاتی رہی اور کچھ عرصے کے لئے اس کی قوم سے حکومت کا خاتمہ ہو گیا

جب ۷۱۹ھ میں سلطان ابوتاشفین بجایہ کے محاصرے سے واپس لوٹا تو اس نے مشرق کی جانب فوج بھیجنے اور بلاد موحدین کے ساتھ جنگ کرنے پر اصرار کیا' پس اس کی فوجوں نے ۷۲۰ھ میں ان سے جنگ کی اور بجایہ کے مضافات پر

قبضہ کرلیا اور واپس چلی آئیں پھر دوبارہ ۱۷۱۲ھ میں اس نے ان کے ساتھ جنگ کی اور ان کا سالار موسیٰ بن علی الکردی تھا۔ پس اس نے قسطنطینہ جا کر اس کا محاصرہ کرلیا مگر اسے سر نہ کرسکا اور وہاں سے بھاگ آیا اور اس نے وادی بجایہ کے آغاز میں جو درہ آتا ہے وہاں پر قلعہ بکر بنایا اور شلب کے قائد یحییٰ بن موسیٰ کی نگرانی کے لئے وہاں فوجیں اُتاریں اور خود تلمسان کی طرف واپس آ گیا پھر موسیٰ بن علی نے تیسری بار ۷۲۱ھ میں حملہ کیا اور بجایہ کے مضافات پر قبضہ کرلیا اور کئی روز تک بجایہ سے جنگ کرتا رہا مگر اسے سر نہ کرسکا اور وہاں سے بھاگ گیا اور ۷۲۳ھ میں حاکم افریقہ سلطان ابویحییٰ کے خلاف فریادی بن کر سلطان حمزہ بن عمر بن ابی اللیل کے پاس گیا جو افریقہ میں صحرانشینوں کا بڑا سردار تھا' پس اس نے ان کے ساتھ زناتہ اور بنی توجین اور بنی راشد کے عوام کی فوجیں بھیجیں اور ان پر سالار مقرر کئے اور ان کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ اس کے سالار موسیٰ بن علی الکردی کی نگرانی کریں پس وہ افریقہ کی طرف چلے گئے اور سلطان ان کے مقابلہ کے لئے نکلا اور وہ مرماجنہ کے نواح میں شکست کھا گئے اور ہاتھوں نے انہیں اُچک لیا پس وہ قتل ہو گئے اور اس کا غلام مسامح بھی مارا گیا اور موسیٰ بن علی واپس آ گیا تو سلطان نے اس پر منافقت کا اتہام لگایا اور اس کی مصیبت کا حال ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے اور اس نے ۷۲۴ھ میں فوجیں بھیجیں اور بجایہ کے نواح قبضہ میں آ گئے اور ابن سید الناس نے ان سے جنگ کی تو انہوں نے اسے شکست دی اور وہ شہر کی طرف بھاگ گیا اور ۷۲۵ھ میں سلیم کے مشائخ حمزہ بن عمر بن ابی اللیل اور طالب بن مہلہل الخلان جو کعوب کی امارت کے متعلق آپس میں مزاحمت کرتے تھے اور بنی القوس میں سے محمد بن مسکین جو حکیم کے بڑے آدمی تھے سلطان کے پاس گئے اور انہوں نے اسے چڑھائی کرنے پر آمادہ کیا اور افریقہ کے خلاف اس سے مدد طلب کی اور اس نے اپنے سالار موسیٰ بن علی کی نگرانی کے لئے ان کے ساتھ فوجیں بھیجیں اور ابراہیم بن ابی بکر الشہید کو ان کا امیر مقرر کیا جو حفصیوں کے شرفاء میں سے تھا۔

سلطان ابویحییٰ کا جنگ کرنا: اور مولانا سلطان ابویحییٰ' تونس سے جنگ کرنے کے لئے نکلا اور قسطنطینہ کے بارے میں ان سے خوفزدہ ہوا پس وہ ان سے پہلے وہاں پہنچ گیا اور اس نے موسیٰ بن علی کو اس کی فوجوں کے ساتھ قسطنطینہ پر مقرر کیا اور ابراہیم بن ابی بکر الشہید نے سلیم کے قبائل کے ساتھ تونس کی طرف بڑھ کر اس پر قبضہ کرلیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں اور موسیٰ بن علی' قسطنطینہ کو سر نہ کرسکا اور اس کے محاصرہ کی پندرھویں رات' محاصرہ چھوڑ کر تلمسان کو واپس آ گیا۔

موسیٰ بن علی: پھر سلطان نے ۷۲۶ھ میں اُسے فوجوں کے ساتھ بھیجا اور اسے الفاجیہ پر قبضہ کرنے اور سرحدوں کے محاصرہ کرنے کی تاکید کی پس اس نے قسطنطینہ سے جنگ کی اور اس کے نواح کو برباد کردیا پھر بجایہ واپس آ کر اس کا محاصرہ کرلیا پھر اُسے چھوڑنے کا عزم کیا اور محسوس کیا کہ قلعہ بکر دُوری کی وجہ سے اس کی طرف فوجوں کے بھیجنے کے لئے مناسب نہیں اور اس نے اس سے قریب تر جگہ تعمیر کے لئے تلاش کی پس اس نے وادی بجایہ میں سوق الخمیس کے مقام پر ایک شہر کی حد بندی کی تاکہ وہاں سے فوجیں تیار کر کے بجایہ بھجوائی جائیں اور لوگوں اور فوجوں کو اس کی تعمیر پر اکٹھا کیا پس یہ کام چالیس ماہ میں مکمل ہو گیا اور انہوں نے قدیم قلعہ کا نام پر اس کا نام تامزیزدکت رکھا جو بنی عبدالواد کو وجدہ کی جانب جبل کی حکومت سے قبل حاصل تھا اور اس نے تین ہزار کے قریب اپنی فوج وہاں اتاری اور سلطان نے مغرب اوسط کے علاقوں کے تمام گورنروں کو

اشارہ کیا کہ وہ ان کی طرف دانے چھڑے اور دیگر ضروریات کی چیزیں نمک وغیرہ لائیں اور اس نے دیگر قبائل سے اطاعت کی ضمانت لی اور انہوں نے اپنا ٹیکس پورا کیا اور بجایہ پر ان کا دباؤ بڑھ گیا اور اس کا محاصرہ سخت ہو گیا اور ان کے نرخ بڑھ گئے اور سلطان ابو یحییٰ نے ۷۲۷ھ میں اپنی فوجوں اور سالاروں کو بھیجا اور وہ جبل بنی عبدالجبار پر سے بجایہ کی طرف گئے اور وہاں کا لیڈر ابو عبداللہ بن سید الناس بھی ان کے ساتھ اس قلعے کی طرف گئے اور جب موسیٰ بن علی کو ان کے پہنچنے کی خبر ملی تو اس نے اس کے پیچھے سے فوجوں کو جمع کیا اور اس سے قبل البذار میں فوجوں کو اطلاع بھیجی تو دونوں فوجوں کی تامزیزدکت کے نواح میں مڈبھیڑ ہوئی تو ابن سید الناس بھاگ گیا۔

ظاہر الکبیر کی وفات:

اور عجمی کافروں میں سے موالی کا بیشرو ظافر الکبیر سلطان کے دروازے پر مر گیا اور ان کا پڑاؤ لوٹ لیا گیا اور جب سلطان اپنے سالار موسیٰ بن علی پر ناراض ہوا تو اس نے اُسے برطرف کر دیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے تو اس نے یحییٰ بن موسیٰ سنوسی کو فوجوں کے ساتھ افریقہ کی طرف جنگ کے لئے بھیجا اور اس کے ساتھ دیگر سالار بھی تھے پس انہوں نے قسنطینہ کے نواح میں خرابی کی اور بونہ شہر تک پہنچ گئے اور واپس آ گئے۔

حمزہ بن علی کا ابو تاشفین کے پاس فریاد کرنا:

اور اس کے بعد ۷۲۹ھ میں حمزہ بن عمر سلطان ابو تاشفین کے پاس فریادی بن کر گیا اور اس کے ساتھ یا اس کے بعد عبدالحق بن عثمان جو بنی مرین میں سے شول کا سردار تھا وہ بھی گیا اور وہ سالوں سے مولانا سلطان ابو یحییٰ کے ہاں اترا کرتا تھا پس یہ ان کی کسی بات سے ناراض ہو گیا اور تلمسان چلا گیا' پس سلطان نے یحییٰ بن موسیٰ کی نگرانی کے لئے ان کے ساتھ اپنے تمام سالاروں کو اپنی فوجوں کے ساتھ بھیجا اور ان پر محمد بن ابی بکر بن عمران کو جو حنفی شرفاء میں سے تھا' امیر مقرر کیا اور مولانا سلطان ابو یحییٰ نے بلاد ہوارہ کے نواح میں الدریاس مقام پر ان سے جنگ کی اور اولاد مہلہل میں سے عرب قبائل نے جو اس کے ساتھ تھے اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور اس کی فوج تتر بتر ہو گئی اور اس نے عورتوں سمیت ان کی پالکیوں پر قبضہ کر لیا اور اس کے دونوں بیٹوں احمد اور عمر کو بھی قابو کر لیا اور انہیں تلمسان بھیج دیا۔

منصور ابو یحییٰ:

اور مولانا منصور ابو یحییٰ قسنطینہ چلا گیا' جسے معرکے کے گھمسان میں ایک زخم لگا تھا اور یحییٰ بن موسیٰ اور ابن ابی عمران تونس چلے گئے اور اس پر قبضہ کر لیا اور یحییٰ بن موسیٰ اس میں داخل ہونے کے چالیس روز بعد زناتہ کی فوجوں کے ساتھ انہیں چھوڑ کر واپس تلمسان چلا گیا اور سلطان ابو یحییٰ کو اطلاع ملی کہ زناتہ انہیں چھوڑ کر واپس چلے گئے ہیں تو اس نے تونس پر حملہ کر دیا اور وہاں سے ابن ابی عمران کو ہٹا دیا حالانکہ اس سے قبل اس نے بجایہ سے اس کے بیٹے ابو زکریا یحییٰ کو موحدین کے مشائخ میں سے محمد بن تافراکین کے ساتھ ابو تاشفین کے پاس فریادی بنا کر بھیجا تھا اور یہ بات اس کی حکومت کے خاتمہ کا سبب بن گئی۔ جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔

سلطان ابو تاشفین کے ساتھ اہل بجایہ کی ساز باز:

اور بجایہ کے بعض باشندوں نے سلطان ابو تاشفین کے ساتھ ساز باز کی اور اسے اس کی ایک کمزوری سے آگاہ کیا اور اس کی آمد کی خواہش کا اظہار کیا پس اس نے اس پر حملہ کیا' اور حاجب ابن سید الناس کو اس امر سے متنبہ کیا تو وہ اس سے پہلے وہاں پہنچ گیا اور جس روز وہاں گیا اسی روز اس میں داخل ہو کر

سازش کے ملزموں کو قتل کر دیا' پس بیماری کا قلع قمع ہو گیا اور سلطان ابوتاشفین نے بجایہ کو خیر باد کہا اور بنی عبدالواد کے مشائخ میں سے عیسیٰ بن مزروع کو تامزیزدکت سے بھی بجایہ کے نزدیک تر ہو پس اس نے بجایہ کے سامنے ایک اونچی وادی میں یاقوتہ مقام پر اسے بنایا اور اس نے بجایہ کی ناکہ بندی کر دی اور محاصرہ سخت ہو گیا۔ یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن نے ان کے اجتماع کی جگہ پر کنٹرول کر لیا تو وہ سب کے سب تلمسان کی طرف بھاگ گئے اور بجایہ سے محاصرہ کی تنگی دور ہوئی اور سلطان ابویحییٰ نے ۷۳۲ھ میں اپنی فوجوں کے ساتھ تونس سے تامزیزدکت پر حملہ کیا اور اسے دن کے ایک پل میں یوں برباد کر دیا گویا وہ گزشتہ کل کو یہاں موجود ہی نہ تھا جیسا کہ ہم نے اس بات کو اس کے حالات میں بیان کیا ہے۔

فصل

بنی مرین کے درمیان جنگ کے دوبارہ ہونے اور تلمسان میں ان کے محصور ہونے اور سلطان ابوتاشفین کے قتل ہونے کے حالات اور اس کا انجام

سلطان ابوتاشفین نے اپنی حکومت کے آغاز میں شاہ مغرب سلطان ابوسعید کے ساتھ مصالحت کر لی اور جب اس کے بیٹے ابوعلی نے سجلماسہ میں اپنی خودمختاری سے لے کر طویل مصالحت کے بعد ۷۲۲ھ میں اس کے خلاف بغاوت کی تو اس نے اپنے بیٹے تعقاع کو ابوتاشفین کے پاس بھیجا تاکہ وہ اس کے باپ کی رکاوٹ کو اس سے دور کر دے اور خود وہ مراکش پر حملہ کر کے اس میں داخل ہو گیا اور سلطان ابوسعید نے بھی اس پر چڑھائی کی تو ابوتاشفین نے اپنے سالار موسیٰ بن علی کو فوجوں کے ساتھ تازی کے نواح کی طرف بھیجا' پس اس نے کارت کی عملداری کو لوٹ لیا اور اس کی کھیتوں کو غارت گری کر کے لے گیا اور واپس آ گیا اور سلطان ابوسعید نے اسے اپنے خلاف کارروائی خیال کیا اور ابوتاشفین نے اپنے وزیر داؤد بن علی بن مکن کو ایلچی بنا کر سجلماسہ میں سلطان ابوعلی کے پاس بھیجا تو وہ ناراض ہو کر اس کے پاس ہاں سے واپس آ گیا' اس کے بعد ابوتاشفین' سلطان ابوسعید کی طرف صلح کرنے کے لئے مائل ہوا تو یہ صلح طے پا گئی اور وہ مدت تک اس صلح پر قائم رہے۔

سلطان ابویحییٰ کے بیٹے کا سلطان ابوسعید پر غالب آنا: پس جب مولانا سلطان ابویحییٰ کا بیٹا' سلطان ابوسعید پر غالب آیا اور ان کے درمیان رشتہ داری ہو گئی جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے اور سلطان ابوسعید فوت ہو گیا

تو سلطان ابوالحسن نے اپنے ایلچیوں کو سلطان ابوتاشفین کے پاس بھیجنے کے بعد کہ وہ اپنی فوجوں کے ساتھ بجایہ کا محاصرہ کرنے سے باز رہے اور موحدین کی خاطر تنس کی عملداری سے الگ رہے' تلمسان پر حملہ کر دیا' پس اس نے انکار کیا اور نہایت برا جواب دیا اور اپنی مجلس میں ایلچیوں سے بے ہودہ گوئی کی اور غلاموں نے ابوتاشفین کی موجودگی میں ان کے بھیجنے والے کو گالیاں دے کر انہیں خوف زدہ کر دیا' اس بات نے سلطان ابوالحسن کو غصہ دلایا اور اس نے ۷۳۲ھ میں تلمسان پر حملہ کر دیا اور اسے تاسالت تک پامال کر دیا اور وہاں اپنی چھاؤنی بنائی اور طویل قیام کیا اور اپنے پروردہ حسن بطوی کے ساتھ فوج کو بجایہ کی طرف بھیجا اور وہ ساحل دہران سے اس کے بحری بیڑوں پر سوار ہوئے اور سلطان ابویحییٰ نے بجایہ میں ان سے ملاقات کی اور وہ بنی عبدالواد کے ساتھ جنگ کرنے اور تامزیزدکت کے برباد کرنے کا ارادہ کئے ہوئے تھا اور سلطان ابوالحسن نے اس کے ساتھ جو وعدہ کیا تھا کہ وہ دونوں اپنی فوجوں کو تلمسان کے محاصرہ کے لئے اکٹھا کریں گے اس کے مطابق وہ آ گیا اور بجایہ سے تامزیزدکت کی طرف گیا' پس وہاں سے بنوعبدالواد کی فوجیں بھاگ گئیں اور اُسے خالی چھوڑ گئیں اور موحدین کی فوجوں نے وہاں جا کر خوب لوٹ مار کی اور تخریبی کارروائیاں کیں اور اس کی دیواروں کو پیوند زمین کر دیا اور بجایہ کی محاصرہ کی تنگی دور ہوئی اور بنوعبدالواد اپنی سرحدوں کے ماوراء علاقے میں دوڑ گئے۔

ابوعلی کی بغاوت: اسی دوران میں ابوعلی بن سلطان ابوسعید نے اپنے .... بھائی کے خلاف بغاوت کر دی اور سجلماسہ میں اپنے ہیڈ کوارٹر سے درعہ تک گیا اور گورنر کو دھوکے سے قتل کر دیا اور اس میں اپنی دعوت کو قائم کیا جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے اور سلطان ابوالحسن کو تاسالت میں اپنی فرودگاہ پر خبر پہنچ گئی تو اس نے مغرب کی بیماری کے خاتمہ کے لئے پلٹ کر اس پر حملہ کیا اور سلطان ابوتاشفین نے دوبارہ اس کی عزت کو بحال کر دیا اور اس کی فوجیں اس کی عملداری کے مضافات میں پھیل گئیں اور اس نے دستوں کو ترتیب دیا اور انہیں سلطان ابوعلی کی مدد کے لئے روانہ کیا پھر اس نے قبائل زناتہ کو جمع کیا اور ۷۳۳ھ میں مغرب کی سرحدوں پر چڑھائی کر دی تا کہ سلطان ابوالحسن کی رکاوٹ کو اپنے بھائی سے دور کر دے اور وہ تادریدت کی سرحد تک پہنچ گیا اور وہاں تاشفین بن سلطان ابوالحسن ایک فوج کے ساتھ .... اسے ملا' جسے اس کے باپ نے سرحدوں کی حفاظت کے لئے تیار کیا تھا اور اس کے ساتھ مندیل بن حمامہ بھی اپنی قوم کے ساتھ موجود تھا جو بنی مرین میں سے بنی تیربیغن کا شیخ ہے پس جب یہ اس کے مقابلہ میں نکلے تو وہ بھاگ گیا اور تلمسان واپس آ گیا۔

سلطان ابوالحسن کا اپنے بھائی پر غالب آ کر اسے قتل کرنا: اور جب سلطان ابوالحسن نے اپنے بھائی پر غلبہ پایا تو اُسے ۷۳۴ھ میں قتل کر دیا اور تلمسان سے جنگ کرنے اور اس کا محاصرہ کرنے کا ارادہ کیا اور ۷۳۵ھ میں اس پر حملہ کر دیا اور اس نے اس کام کے لئے فوج جمع کرنے کے لئے مقدور بھر کوشش کی اور وہاں اس کی فوجیں موجیں مارنے لگیں اور اس نے وہاں ان کے ارد گرد فصیلوں کی باڑ اور خندقوں کے شامیانے بنا دیئے یہاں تک کہ ان کا خیال بھی وہاں سے نہیں نکل سکتا تھا اور نہ ان کی طرف آ سکتا تھا اور اس نے ہر جانب سے قاصیہ کی طرف اپنی فوجیں بھیجیں پس اس نے مضافات پر قبضہ کر لیا اور سب شہروں کو فتح کر لیا اور جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا اس نے وجدہ کو تباہ و برباد کر دیا اور صبح و شام اس میں زبردست جنگ کی اور منجنیقوں کو نصب کیا اور وہاں پر سلطان ابوتاشفین کے ساتھ بنی عبدالواد و بنی توجین میں سے زناتہ کے لیڈر محفوظ ہو گئے اور ایک روز وہاں مشہور جنگ ہوئی جس میں ان کے بہادر قتل ہو گئے اور امراء مر گئے اور یہ واقعہ یوں ہوا کہ سلطان

ابوالحسن سحری کے وقت ان پر حملہ کرتا تھا اور جو فصیلیں اس نے ان کے مقابلہ میں بنائی تھیں ان کے پیچھے سے دوڑ کر گشت لگاتا اور اطراف کو درست کرتا اور شگافوں کو بند کرتا تھا۔

ابوتاشفین کے جاسوس: اور ابوتاشفین جاسوسوں کو موقع کی تلاش کے لئے بھیجتا ایک روز اس نے دوسرے لوگوں سے الگ ہو کر چکر لگایا تو انہوں نے اس کی گھات لگائی اور جب وہ پہاڑ اور شہر کے درمیان چلنے لگا تو یہ موقع پا کر اس پر ٹوٹ پڑے اور اس سے سختی کی قریب تھا کہ سب سے آگے کے لوگ اس تک پہنچ جاتے اور چھاؤنی والوں کو بھی اس بات کا پتہ چلا گیا تو وہ اجتماعی اور انفرادی طور پر سوار ہو گئے اور اس کے دونوں بیٹے امیر ابوعبدالرحمٰن اور امیر ابو مالک بھی سوار ہو گئے جو اس کی فوج کے دو بازو اور اس کے لشکر کے دو عقاب تھے اور پوری فضا سے بنی مرین کے لشکر سے ان پر ٹوٹ پڑے اور شہر کی فوجیں منتشر ہو گئیں اور الٹے پاؤں واپس آ گئیں پھر انہوں نے شکست کھا کر پیٹھ پھیر دی اور کوئی کسی کی پرواہ نہ کرتا تھا اور خندق کا گڑھا ان کی راہ میں حائل ہو گیا تو انہوں نے اس کا مقابلہ کیا اور اس کی بندش کے لئے ٹوٹ پڑے اور اس روز جتنے لوگ قتل ہو کر مرے اس سے بہت زیادہ لوگ اسے بند کرتے ہوئے مر گئے۔ نیز اس روز بنی توجین میں سے بڑی شان و شوکت والے اور جبل وانشریس کا گورنر اور محمد بن سلامہ بن علی امیر بنی یدللتن اور قلعہ تاوغزوت اور اس کے اردگرد کی عملداریوں کا مالک وغیرہ مارے گئے اور یہ دونوں ایسے آدمی تھے کہ زناتہ میں ان کی نظیر موجود نہ تھی اور اسی قسم کے لوگ اس معرکہ میں مقتول ہوئے پس اس روز حکومت کا بازو ٹوٹ گیا اور خود حکومت بھی ٹوٹ گئی اور سلطان ابوالحسن نے آخر رمضان ۷۳۷ھ تک اس سے جنگ جاری رکھی اور ۲۷ رمضان کو زبردستی اس میں داخل ہو گیا اور سلطان ابوتاشفین نے اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ اپنے محل کے دروازے کی پناہ لی اور اس کے دونوں بیٹے عثمان اور مسعود اور اس کا وزیر موسیٰ بن علی اور عبدالحق بن عثمان بن محمد بن عبدالحق جو بنی مرین کے شرفاء میں سے تھے اس کے ساتھ تھے اور وہ ان کے ساتھ تونس چلا گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور عنقریب اس کے حالات بیان ہوں گے۔

ابوزیان اور ابوثابت کا قتل ہونا: اور اس روز اس کے ساتھ اس کے بھائی کے دو بیٹے ابوزیان اور ابوثابت بھی تھے اور وہ محل کے آگے نہایت بے جگری سے لڑتے ہوئے قتل ہو گئے اور ان کے سروں کو نیزوں کی لاٹھیوں پر بلند کر کے پھرایا گیا اور شہر کی گلیاں اندر اور باہر سے فوجوں سے بھر گئیں اور اس کے دروازے بھیڑ سے بھر گئے حتیٰ کہ لوگ اپنی ٹھوڑیوں کے بل اوندھے ہو گئے اور ایک دوسرے پر گر پڑے اور گھوڑوں کے سموں سے روندے گئے اور دونوں دروازوں کے درمیان ان کے اعضاء کا ڈھیر لگ گیا یہاں تک کہ چھت اور دروازے کے راستے کے درمیان راستہ تنگ ہو گیا اور لوگ گھروں کو لوٹنے لگے اور سلطان نے جامع مسجد کی طرف جا کر توجین اور شوریٰ کے سرخیل ابوزید عبدالرحمٰن اور ابوموسیٰ عیسیٰ کو جو امام کے بیٹے تھے بلایا اس نے ان دونوں کو اپنی عملداری میں آگے کیا کیونکہ اہل علم میں وہ ان کے مقام کا قائل تھا پس وہ اس کے پاس آئے اور لوگوں کے معاملہ کو ان کے سامنے پیش کیا گیا اور انہیں فوج سے کوئی گزند نہ پہنچا اور انہوں نے اسے نصیحت کی تو اس نے انابت اختیار کی اور اس کے منادی نے لوٹ مار سے ہاتھ اٹھا لینے کا اعلان کیا پس پریشانی دور ہو گئی اور فساد رک گیا اور سلطان ابوالحسن نے مغرب اوسط کے شہروں پر اپنی عملداریوں کو بقیہ عملداریوں کے ساتھ منسلک کر دیا اور موحدین کو اپنی سرحدوں پر بٹھایا اور آل زیان کی حکومت کے نشانات کو ناپید کر دیا اور بنی عبدالواد توجین اور مغراوہ کے زناتہ گروہ در گروہ

اس کے جھنڈے تلے آ گئے اور اس نے انہیں بلادِ مغرب میں وہی حصہ رسدی جاگیریں دیں جو انہیں تلمسان کے مضافات میں ان کے ورثہ میں سے دی تھیں پس کچھ عرصے کے لئے آل یغمراسن کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا یہاں تک کہ ان میں سے شرفاء نے اُسے دوبارہ قائم کیا جو قیروان میں سلطان ابوالحسن کی مصیبت کے وقت اس تک پہنچ گئے تھے جیسا کہ ہم بیان کریں گے پس اس کی بجلی چمکی اور ہوا چلی۔ واللہ یوتی ملکہ من یشاء۔

فصل

اس کی حکومت کے رجال' موسیٰ بن علی' یحییٰ بن موسیٰ اور اس کے غلام ہلال کے حالات اور ان کی اوّلیت اور ان کے امور کا انجام اور ان کی شہرت کی وجہ سے ان کے ذکر کا اختصاص

متوفی موسیٰ بن علی' حاجب' اس کا اصل قبیلہ کرد سے ہے جو مشرق کے اعاجم میں سے ہے اور ہم نے اشارةً بیان کیا ہے کہ قوموں کے درمیان ان کے نسب کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے اور مسعودی نے ان میں سے کئی اصناف کا ذکر کیا ہے اور اپنی کتاب میں ان کا نام الشاھجان' البرسان اور الکیکان وغیرہ رکھا ہے اور ان کے مواطن بلادِ آذربائیجان' شام اور موصل میں ہیں اور یعقوبیہ کی رائے کے مطابق ان میں نصاریٰ بھی ہیں اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے برأت کرنے کی بناء پر خوارج بھی ہیں۔

اور ان کے کچھ گروہ عراق عجم میں جبل شہرزور میں رہتے ہیں اور ان کے عوام سفر میں گھومتے رہتے ہیں اور اپنے مویشیوں کے لئے بارش کے مقامات پر چراگاہیں تلاش کرتے رہتے ہیں اور اپنی رہائش کے لئے اون کے خیمے بناتے ہیں اور ان کی بڑی کمائی گائے اور بکریاں ہیں اور جن دنوں اعاجم نے حکومت پر قبضہ کیا اور خودمختار ریاست قائم کر لی اور ان دنوں انہیں کثرت کے باعث بڑی قوت وشوکت اور بغداد میں امارتیں حاصل تھیں۔

تاتاریوں کا بغداد پر قبضہ: اور جب بنو عباس کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور ۶۵۶ھ میں تاتاری بغداد پر قابض ہو گئے اور بہت سے کرد مجوسی ہونے کی وجہ سے تاتاریوں کے آگے بھاگتے ہوئے دریائے فرات کو عبور کر گئے اور ترکوں کی حکومت میں چلے گئے پس ان کے اشراف اور گھرانوں کو جو مقام حاصل تھا اس کی وجہ سے انہوں نے اس کی حکومت کے ماتحت رہنا

پسند نہ کیا اور ان میں سے دو خاندان جو بنی لوبن اور بنی بابیرہ کے نام سے معروف ہیں اپنے اتباع کے ساتھ مغرب کی طرف چلے گئے اور موحدین کی حکومت کے آخر میں مغرب میں داخل ہو گئے اور مراکش میں مرتضی کے ہاں اترے تو اس نے انہیں خوش آمدید کہا اور انہیں وظائف اور جاگیریں دیں اور انہیں حکومت میں اعلیٰ مقام دیا۔

اور جب ان کے پہنچنے سے موحدین کی حکومت کمزور ہو گئی تو وہ بنی مرین کی ملکیت کی طرف چلے گئے اور ان میں سے بعض یغمراسن بن زیان کے پاس چلے گئے اور ان دنوں مستنصر افریقہ میں بنی بابیر کے ایک گھرانے میں چلا آیا جنہیں میں نہیں جانتا۔

محمد بن عبدالعزیز: اور ان میں سے ایک شخص محمد بن عبدالعزیز بھی تھا جو المزوار کے نام سے مشہور تھا اور مولانا سلطان ابو یحییٰ کا ساتھی تھا اور ان میں سے کچھ لوگ بھی تھے اور ان میں سے جو لوگ بنی مرین کی حکومت میں رہتے تھے ان میں یہ سب سے زیادہ مشہور تھا پھر بنی بابیر میں سے علی بن حسن بن صاف اور اس کا بھائی سلمان بھی تھا اور بنی مرین میں سے لحضر بھی محمد بھی تھا اور جس طرح ان کے پہلے مواطن میں ان کے درمیان جنگ ہوئی تھی اسی طرح یہاں بھی تھی' پس جب یہ جنگ کے لئے تیار ہو جاتے تو ان کے مددگار بھی تلمسان سے ان کے پاس آ جاتے اور ان کی جنگ تیروں کے ساتھ ہوتی اور کمانیں ان کا ہتھیار تھیں اور ان کی سب سے مشہور جنگ وہ ہے جو فاس میں ۶۷۴ھ میں ہوئی جس کے لئے بنولوبن کے سردار جنتر اور بنی بابیر کے سرداروں سلمان اور علی نے تیاری کی تھی اور انہوں نے باب الفتوح کے باہر باہم جنگ کی اور یعقوب بن عبدالحق نے ان سے حیاء کرتے ہوئے انہیں جنگ کی حالت میں چھوڑ دیا اور انہیں تعریض نہ کی۔

سلمان کی وفات: اور اس کے بعد ۶۹۰ھ میں طریف کی سرحد پر پڑاؤ کئے ہوئے ان میں سے سلمان فوت ہو گیا اور علی بن حسن کا ایک بیٹا موسیٰ تھا جسے سلطان یوسف بن یعقوب نے پسند کر لیا تھا اور اس سے اپنے گھر کا پردہ بھی اٹھا دیا تھا اور اس نے اس کی بیویوں کے درمیان پرورش پائی تھی پس اس کی خوب شہرت ہو گئی جس کے باعث وہ کبھی ناراض ہو جاتا جسے وہ پسند نہ کرتا پس وہ ناراض ہو کر چلا گیا اور جن دنوں یوسف بن یعقوب نے تلمسان کا محاصرہ کیا ہوا تھا وہ تلمسان میں داخل ہو گیا پس عثمان بن یغمراسن نے اس کے مقام کے مطابق جو اسے اپنی قوم میں حاصل تھا اور سلطان نے انتخاب کے مطابق اس کی پذیرائی کی اور یوسف بن یعقوب نے بیٹی کو مہربانی کا حکم دیا' پس وہ اسے جنگ کے گھمسان میں ملا اور اس سے گفتگو کی تو اس نے اس عزت کی وجہ سے جو اسے قوم میں حاصل تھی اس کے پاس عذر کیا تو اس نے اسے ان سے وفاداری کرنے کی ترغیب دی تو اس نے واپس آ کر سلطان کو خبر دی تو اس نے برا نہ مانا اور وہ تلمسان میں ہی قیام پذیر رہا اور اس کا باپ علی' مغرب میں ۷۰۷ھ میں فوت ہو گیا اور جب عثمان بن یغمراسن بن زیان فوت ہو گیا تو اس کے بیٹوں نے اس سے زیادہ حسن سلوک اور میل جول شروع کر دیا اور اسے اپنے ساتھ ملا لیا اور اپنے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اسے سالار مقرر کیا اور اسے جلیل الشان کام سپرد کئے اور وزارت اور حجابت کے بلند مناصب عطا کئے۔

اور جب سلطان ابوحمو فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے ابوتاشفین نے اس کی حکومت سنبھالی تو اس نے اسے لوگوں کی بیعت لینے کا کام سپرد کیا اور اس کے مقام سے اس کا غلام ہلال تنگ ہو گیا اور جب ان پر غالب آ گیا تو وہ موسیٰ بن علی سے بہت حسد کرتا تھا اور اس سے سختی کیا کرتا تھا پس اُسے اس سے اپنی جان کا خوف پیدا ہوا اور اس نے اندلس میں پڑاؤ کے لئے

سمندر پار کرنے کا ارادہ کر لیا تو ہلال نے اسے جلدی سے جا لیا اور اسے گرفتار کر لیا اور اسے کنارے کی طرف جلا وطن کر دیا اور وہ غرناطہ میں اتر کر مجاہد غازیوں میں شامل ہو گیا اور سلطان کے وظیفہ کے وصول کرنے سے باز رہا۔ پس اس نے اپنے قیام کے زمانے میں اس کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا اور جو چیزیں اس کے پاس آتی تھیں یہ وظیفہ ان میں سے بہت اچھا تھا اور لوگوں نے اس کے متعلق باتیں کر کے اسے عجیب چیز بنا دیا۔

ہلال کا حسد: تو ہلال کی پسلیاں حسد اور عداوت سے جل اٹھیں پس اس نے اپنے سلطان کو برانگیختہ کیا اور اس نے ابن الاحمر سے اس کے لانے کے متعلق گفتگو کی تو اس نے اس کو اس کے سپرد کر دیا اور سلطان نے اسے اپنی جنگوں میں اپنی جانب پر عامل مقرر کر دیا حتیٰ کہ وہ اس کی فوجوں کے ساتھ افریقہ جا کر مولانا سلطان ابو یحییٰ کے ساتھ ۷۲۹ھ میں جنگ کرنے تک عامل رہا اور اسے شکست ہوئی اور زناتہ قتل ہو گئے اور یہ ایک جماعت کے ساتھ واپس آ گیا' پس ہلال نے سلطان کو بھڑکایا اور اس کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ وہ اس پر تہمت لگاتا ہے اور اس نے اس کی چغلی بھی اس کے پاس کی پس وہ زواودہ عربوں کے پاس چلا گیا اور اس نے اس کی جگہ بجایہ کے محاصرہ پر حاکم شلب یحییٰ بن موسیٰ کو امیر مقرر کیا اور وہ سلیمان اور یحییٰ بن علی بن سباع بن یحییٰ کے ہاں اترا جو زواودہ کے قبائل میں اُن کے امراء تھے تو وہ اس کے ساتھ نہایت تعظیم اور احترام سے پیش آئے اور یہ ایک مدت ان کے قبائل میں قیام پذیر رہا پھر سلطان نے اسے بلایا اور وہ اس کی مجلس میں اپنی جگہ پر واپس آ گیا پھر اس نے چند ماہ بعد اسے گرفتار کر لیا اور الجزائر کی طرف بھجوا دیا' پس اس نے اسے وہاں قید کر دیا اور ہلال کے حسد کی وجہ سے اس کے قید خانے کو تنگ کر دیا۔

ہلال پر ناراضگی: حتیٰ کہ جب وہ ہلال پر ناراض ہوا تو اس نے اسے اس کے قید خانے سے بلایا جو بہت تنگ تھا پس وہ اس کے پاس آیا اور جب اس نے ہلال کو گرفتار کیا تو اس نے موسیٰ بن علی کو اپنی حجابت پر مقرر کیا اور جس روز سلطان ابوالحسن تلمسان میں داخل ہوا تو اس روز تک وہ حجابت کے فرائض سرانجام دیتا رہا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں وہ ابو تاشفین اور اس کے بیٹوں کے ساتھ ان کے محل کے لان میں فوت ہو گیا اور اس کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے سلطان ابوالحسن کے مددگاروں میں شامل رہے جن میں سے سعید بڑا تھا اور اس جنگ میں جو مقتول محل کے دروازے پر پڑے تھے یہ ان میں سے رات کے ابتدائی حصے میں جب کہ اس کے زخموں سے خون ٹپکتا تھا بچ گیا اور اس کے بعد اس کی زندگی عجائبات میں شمار ہوتی ہے اور سلطان نے اسے معافی دے دی یہاں تک کہ بنی عبدالواد کی حکومت واپس آ گئی اور بنو عبدالواد کے بارے میں اس کا بڑا کاروبار تھا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ واللہ غالب علیٰ امرہ۔

یحییٰ بن موسیٰ: اس کا اصل بنی سنوس ہے جو کومیہ کا ایک بطن ہے اور انہیں بنی کمین میں حسن سلوک اور تربیت کی وجہ سے دوستی حاصل ہے اور جب بنو کمین مغرب کی طرف گئے تو یہ ان سے پیچھے رہ گئے اور انہوں نے بنی یغمراسن سے تعلق پیدا کر لیا اور انہوں نے ان سے حسن سلوک کیا اور یحییٰ بن موسیٰ' عثمان اور اس کے بیٹوں کی خدمت اور حسن سلوک میں پروان چڑھا۔

اور جب محاصرہ ہوا تو ابوحمو نے اس کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ رات کو چوکیداروں کے ان ٹھکانوں کی گشت کیا کرے جو فصیلوں میں بنائے گئے تھے اور جانبازوں میں اندازے کے مطابق خوراک تقسیم کرنے اور دروازے بند کرنے اور میدان

جنگ میں آگے رہا کرے اور اس کام پر اس کے خدام میں سے اس کے مددگار بھی تھے جو صبح و شام اور رات دن اس کے ساتھ رہتے تھے اور یہ یحییٰ بھی ان میں سے ایک تھا پس انہوں نے اسے اس کی کارکردگی کے متعلق بتایا اور اس سے حسن سلوک کرنے لگے اور اس کا پہلا کام ان کے محاصرہ سے ابو یوسف کو اس کی جگہ سے لے کر آنا تھا کیونکہ ان کے درمیان جنگ ہو رہی تھی پس یہ اس بارے میں خوف کھاتا تھا اور اپنے بھیجنے والے کی عزت کا پاس بھی کرتا تھا اور جب وہ محاصرہ سے نکلے تو انہوں نے اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کا سلوک کیا اور اس کی تعریف میں اضافہ کیا اور جب تاشفین بادشاہ بنا تو اس نے اسے شلب میں خود مختار حاکم بنایا اور اسے آلہ بنانے کا بھی حکم دیا' پھر جب اس نے موسیٰ بن علی کو موحدین کی جنگ اور مشرق کی جانب سے الگ کیا تو اس کے ساتھ اسے بھی معزول کر دیا اور الزیہ اور تنس اس کی عملداری میں شامل تھے اور جب سلطان ابوالحسن نے تلمسان سے جنگ کی تو اس نے اس کے ساتھ اطاعت اختیار کرنے اور اس کے ساتھ رہنے کے بارے میں خط و کتابت کی تو اس نے اس کی بات کو قبول کر لیا تو یہ اپنی عملداری کے مقام سے اس کے پاس آیا اور تلمسان میں جس جگہ پر وہ خیمہ زن تھا وہاں اس کے پاس پہنچا تو اس نے اس کی آمد پر اسے مختص کر لیا اور اس کے مقام کو بلند کر دیا اور یہ اس کے ہاں ہمیشہ اسی حالت میں رہا یہاں تک کہ وہ تلمسان کے فتح کرنے کے بعد فوت ہو گیا اور اللہ ہی تقدیروں کو پھیرنے والا ہے۔

ہلال: اس کا اصل قطلونین کے نصاریٰ کی قیدیوں میں ہے' اسے سلطان ابن الاحمر نے عثمان کو تحفۃً دیا تھا پھر یہ سلطان ابوحمو کے پاس آ گیا اور اس نے اپنے بیٹے ابو تاشفین کو جو کافر غلام دیے ان میں یہ بھی شامل تھا اور اس نے اس کے ہاں نشو و نما اور تربیت پائی اور یہ اس کے ہاں آنے جانے والے سفری اونٹوں کے لیے مختص تھا اور سلطان ابوحمو کے ساتھ جو انہوں نے کارنامہ کیا اس میں زیادہ پارٹ اسی نے ادا کیا اور جب اس کے بعد اس کا بیٹا ابو تاشفین حکمران بنا تو اس نے اسے اپنی حجابت پر مقرر کیا اور یہ بڑا ہیبت ناک اور بڑا بدخو تھا پس یہ اس کے دروازے پر جوڑ کے مقام پر بیٹھا اور اس نے لوگوں کے لیے اپنی دھار تیز کی اور قابل آدمیوں کو مماثل مناصب سے ہٹا کر اپنے دامن سے وابستہ کرنے کی طرف مائل کیا پس اس نے حکومت پر قبضہ کر لیا اور سلطان کا مدمقابل بن گیا پھر حکومت کے نتیجے اور برے انجام سے ڈر گیا پس اس نے سلطان سے حج کے متعلق اجازت طلب کی اور ہنیز سے ایک کشتی میں سوار ہو کر اس کے پاس آیا جسے اس نے اپنے مال سے خریدا تھا اسے سامان' خوراک اور جانبازوں سے بھر دیا تھا اور اس نے اپنے کاتب الحاج محمد بن حواتہ کو اپنی نیابت میں سلطان کے دروازے پر کھڑا کیا اور ۷۲۲ھ میں چل کر اسکندریہ اترا اور مصر کے الحاج کے ساتھ رہا جوان کا امیر تھا اور راستے میں سوڈان کے سلطان موسیٰ سے بھی ملا جو آل منسی میں سے تھا اور دونوں کے درمیان دوستی مستحکم ہو گئی' پھر وہ اپنے وطن کو روانگی کے بعد تلمسان واپس آ گیا مگر اسے سلطان کے ہاں اپنا مقام نہ ملا اور اس کے بعد وہ ہمیشہ ہی اس کے لیے اجنبی بنا رہا اور وہ مدارات اور بخشش سے اس کی دیکھ بھال کرتا رہا' یہاں تک کہ اس سے ناراض ہو گیا اور ۷۲۹ھ میں اسے گرفتار کر لیا اور اسے قید خانے میں ڈال دیا اور یہ ہمیشہ قیدی رہا یہاں تک کہ فتح تلمسان اور سلطان کی وفات سے چند یوم پہلے درد سے فوت ہو گیا اور ان دونوں کے قریب قریب مرنے اور ان دونوں کی سعادت و نحوست کے قریب آنے میں ایک عجیب نشان پایا جاتا ہے اور سلطان ابوالحسن ان غلاموں کا تعاقب کیا کرتا تھا جو سلطان ابوحمو کے قتل کے موقع پر موجود تھے اور یہ ہلال اس کی موت کی وجہ سے اس کے عذاب سے بچ گیا اور اللہ اپنے حکم کو پورا کرنے والا ہے۔

فصل

قیروان میں سلطان ابوالحسن کی مصیبت کے بعد عثمان بن جرار کے تلمسان کی حکومت پر حملہ کرنے کے حالات

یہ بنو جرار، بندوکس بن طاع اللہ کے قبائل میں سے ہیں اور وہ بنو جرار بن یعلیٰ بن بندوکس ہیں اور بنو محمد بن زکراز حکومت کے آغاز سے ہی ان کے پاس آتے تھے یہاں تک کہ حکومت ان کے پاس آ گئی اور یہ خود مختار ہو گئے اور انہوں نے اپنے تمام قبائل پر حکومت کی چادر ڈال دی اور اس عثمان بن یحییٰ بن محمد بن جرار نے ان میں پرورش پائی اور اسے ریاست اور بڑائی کی آنکھ سے دیکھا جاتا تھا اور سلطان ابوتاشفین کے پاس شکایت کی گئی کہ اس کے دل میں ریاست کے لئے مقابلے کا جذبہ پایا جاتا ہے اور اس نے اسے ایک مدت تک قید کر دیا اور یہ اس کے قید خانے سے بھاگ کر شاہ مغرب سلطان سعید کے پاس چلا گیا تو اس نے اس کا اعزاز و اکرام کیا اور یہ اپنے ٹھکانے پر ٹھہر کر زاہد اور صوفی بن گیا اور جب سلطان نے تلمسان پر قبضہ کیا تو اس نے اس سے لوگوں کے ساتھ حج کرنے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور یہ اپنی بقیہ زندگی میں بھی مغرب سے مکہ تک حاجیوں کے قافلے کا امیر رہا یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن نے موحدین کے مضافات پر قبضہ کر لیا اور اس نے اہل مغرب کے زناتہ اور عربوں کو افریقہ میں داخل ہونے کے لئے جمع کیا ان میں یہ عثمان بھی شامل تھا اور اس نے قیروان سے تھوڑا سا پہلے اس سے مغرب کی طرف واپس جانے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور یہ تلمسان چلا گیا اور اس کے امیر کے ہاں اترا جو امیر ابوعنان کی اولاد میں سے تھا جسے اس نے اس کی عملداری پر امیر مقرر کیا تھا اور اسے تلمسان کی حکومت کی ولی عہدی کے لئے تربیت دی تھی تو وہ اس کے قریب ہو گیا اور اس نے اس کے باپ کے بارے میں نرمی سے یہ بات اس کے کان میں ڈال دی کہ اس کا باپ افریقہ کی جنگوں کی الجھنوں میں پھنس گیا ہے اور اس کے نجات پانے کی کوئی امید نہیں اور اس نے حالات کے واقف کاروں اور کاہنوں کی زبان سے اس سے یہ وعدہ کیا کہ حکومت اس کے پاس آئے گی اور وہ بھی یہ خیال کرتا تھا کہ اس کے پاس بھی اس کا علم بھی ہے اور اسی بناء پر سلطان ابوالحسن کو قیروان میں مصیبت پڑی ہے اور اس کے ظن کا مصداق اور اس کے قیاس کی اصابت واضح ہو گئی ہے پس اس نے اسے اس کے باپ کی حکومت پر حملہ کرنے اور جلدی سے فاس کی طرف جا کر اس کے بھائی ابومالک کے بیٹے منصور پر غلبہ پانے کے لئے اکسایا جسے اس کے دادا ابوالحسن نے وہاں کا گورنر مقرر کیا ہوا تھا اور اس نے اسے اس کی حکومت و سلطنت کی علامات و نشانات دکھائے اور اس نے سلطان ابوالحسن کی ہلاکت کی خبر کی اشاعت کرنے اور اسے زبان زد عوام کرنے میں اس کے

خلاف حیلہ بازی کی یہاں تک کہ اُسے اس کی سچائی کا وہم ہو گیا اور امیر ابو عنان حکومت کے درپے ہو گیا اور بنی مرین کی فوجوں میں سے ایک جماعت اس کے پاس آئی پس اس نے استلحاق کیا اور عطیات دیئے اور ربیع ۷۴۹ھ میں اپنے لئے دعا کا اعلان کیا اور تلمسان کے باہر مغرب پر حملہ کرنے کے لئے چھاؤنی ڈال دی جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے اور جب وہ چلا گیا تو عثمان نے اپنی دعوت دے دی اور ان کی کرسی پر چڑھ بیٹھا اور آلہ بنایا اور بنی عبدالواد کی حکومت کی علامت کو واپس لایا جو آلِ جرار کے لئے نہ تھی اور چند ماہ خود مختار رہا یہاں تک کہ آلِ زیان میں سے عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن یغمراسن کے بیٹوں میں سے ایک آدمی اس کے پاس آیا جس نے اس کے نشانات کو مٹا دیا اور اس کے گھر سمیت زمین میں دھنسا دیا اور بنی عبدالواد کی حکومت کو اس کے اصل کی طرف لوٹا دیا۔

فصل

آلِ یغمراسن میں سے ابوسعید اور ابوثابت کی حکومت کے حالات اور اس میں ہونے والے واقعات کا بیان

ان دونوں کا دادا امیر ابو یحییٰ یغمراسن بن زیان کا سب سے بڑا بیٹا تھا اور اپنے بھائی عمر الاکبر کی وفات کے بعد اس کا ولی عہد تھا اور یغمراسن نے ۶۶۲ھ میں سجلماسہ پر قبضہ کیا تو اسے وہاں کا گورنر بنایا' یہ وہاں پر ایک سال تک مقیم رہا۔ جہاں ان کے ہاں ان کا بیٹا عبدالرحمٰن پیدا ہوا پھر یہ تلمسان واپس آ گیا اور وہیں پر فوت ہو گیا۔

اور عبدالرحمٰن نے سجلماسہ میں پرورش پائی اور اپنی ماں کے بعد تلمسان چلا آیا اور اپنے باپ کے بیٹوں کے ساتھ قیام پذیر ہو گیا یہاں تک کہ سلطان اس کے مقام و منزلت سے تنگ ہو گیا اور اس نے اسے اندلس کی طرف جلاوطن کر دیا اور یہ کچھ عرصہ تک وہاں ٹھہرا رہا اور ایک روز جہاد میں قرمونہ کی سرحد پر اپنی فوجی چوکی میں فوت ہو گیا اور اس کے چار بیٹے تھے' یوسف' عثمان' زعیم اور ابراہیم لیکن یہ تلمسان واپس آ گئے اور انہوں نے سالہا سال تک تلمسان کو اپنا وطن بنائے رکھا یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن نے ان کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور ان کی حکومت کو اپنی حکومت کے ساتھ ملا لیا اور انہیں جملہ شرفاء کے ساتھ تلمسان سے مغرب کی طرف بھجوا دیا۔ پھر انہوں نے اندلس کی ان سرحدوں پر جو اس کی عملداری میں شامل تھیں پڑاؤ کرنے کے بارے میں اس سے اجازت طلب کی تو اس نے انہیں اجازت دے دی اور ان کا وظیفہ مقرر کر دیا اور انہیں جزیرہ میں اتار دیا اور انہوں نے جہاد میں مشہور کارنامے کئے۔

سلطان ابوالحسن کا افریقہ سے جنگ کرنا: اور جب سلطان ابوالحسن نے ۷۴۸ھ میں زناتہ کو افریقہ سے جنگ کرنے

کے واسطے جمع کیا تو یہ بھی اپنی قوم بنی عبدالواد کے ساتھ اپنے جھنڈے تلے اس کے مددگاروں میں شامل تھے اور ان کا مقام ان میں مشہور و معروف تھا۔ پس جب سلطان ابوالحسن کی حکومت خلل پذیر ہوئی اور بنی سلیم کے کعوب جو افریقہ کے اعراب تھے اس کی عداوت میں متحد ہو گئے اور اس سے قیروان سے جنگ کرنے کی شرط لگائی تو بنو عبدالواد اسے چھوڑ کر سب سے پہلے ان کے پاس آ گئے پس اس پر مصیبت پڑی اور یہ قیروان میں پابند ہو گیا اور اعراب نے مضافات کو خوب لوٹا اور اس کے بقیہ مضافات میں سے مغرب نے بغاوت کر دی اور انہوں نے بنی عبدالواد کو اپنے علاقے اور اپنی عملداری میں آنے کی اجازت دے دی' پس یہ تونس سے گزرے اور کئی روز تک وہاں ٹھہرے رہے اور ان کے سردار اپنی حکومت اور اپنا امیر مقرر کرنے کے بارے میں مشورے کے لئے نکلے تو انہوں نے مشورہ کے بعد عثمان بن عبدالرحمن پر اتفاق کر لیا اور ان دونوں وہ اپنے عہد کے لئے اس کے پاس آئے اور اسے صحرا کی طرف لے گئے اور اسے تونس کی عیدگاہ کے دروازے پر چمڑے کی ڈھال پر بٹھایا پھر انہوں نے اس پر اس قدر بھیڑ کی کہ اس کا وجود لوگوں سے چھپ گیا جو اُسے سلام امارت کہتے تھے اور اس کی اطاعت اور بیعت کا عہد کرتے تھے یہاں تک کہ سب نے نعرہ لگایا پھر وہ اس کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے۔

مغراوہ کا اپنے امیر علی بن راشد کے پاس اجتماع: اور اسی طرح مغراوہ بھی اپنے امیر علی بن راشد بن محمد بن ثابت بن مندیل کے پاس جمع ہو گئے جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ دوستی کا معاہدہ کر کے اپنے مضافات کو چلے گئے نیز انہوں نے آخری دنوں تک مصالحت سے رہنے اور اس کی حکومت کو اپنی تمام مملوکات اور اسلاف کی وراثت پر ترجیح دینے کا بھی معاہدہ کیا اور اس کے سائے میں مغرب کی طرف کوچ کر گئے اور ہر جانب سے صحرائی لوگوں نے ان پر غارت گری کی مگر انہیں ونشریس' لونہ اور جبل بنی ثابت کے باشندوں کی طرح معمولی سی کامیابی بھی نصیب نہ ہوئی اور جب یہ بجایہ سے گزرے تو وہاں مغراوہ اور توجین کی ایک جماعت موجود تھی یہ لوگ اس وقت سے وہاں مقیم تھے جب سے انہوں نے اپنی عملداریوں پر قبضہ کر لیا ہوا تھا اور وہ ہی سلطان کی فوج میں شامل تھے پس وہ بھی ان کے ساتھ کوچ کر گئے۔

جبل الزاب میں برابرہ کا ان پر حملہ: اور جبل الزاب میں زواودہ کے برابرہ نے انہیں روکا اور ان پر حملہ کر دیا تو انہوں نے جنگوں میں شجاعت کے وہ کارنامے دکھائے جو ان کے دوستوں میں مشہور و معروف ہیں پھر یہ شلیف چلے گئے تو مغراوہ کے قبائل نے ان سے ملاقات کی اور ان کے سلطان علی بن راشد کی بیعت کر لی پس اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور بنو عبدالواد اور امیر ابوسعید اور امیر ابوثابت' علی بن راشد اور اس کی قوم کے ساتھ پختہ معاہدہ کرنے کے بعد پھر گئے اور ان کے راستے میں بطحاء مقام پر سوید کے قبائل اور ان کے حلیف دہتے تھے اور وہ وہاں پر اپنے شیخ وتر مار بن عریف کے ساتھ اترے تھے جس نے انہیں سلطان ابوعنان کی فوجوں کے آگے تاسالت میں شکست دلائی تھی پس وہ وہاں سے بھاگ گئے اور بنو عبدالواد اپنی جگہ پر اتر پڑے اور ان میں بنی جرار بن یندوکسن کی ایک جماعت بھی تھی جن کا سردار عمران بن موسیٰ تھا۔

ابن عثمان کا تلمسان کی طرف فرار: پس ابن عثمان بن یحییٰ بن جرار تلمسان کی طرف بھاگ گیا اور اس نے اسے ابوسعید اور اس کے اصحاب کے ساتھ جنگ کرنے پر مامور کیا' پس فوج کے وہ لوگ جو اس کے ساتھ سلطان ابوسعید کے پاس

جانے کے لئے نکلے تھے اتر پڑے اور خود وہ تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور وہ لوگ بھی اس کے پیچھے پیچھے تھے پس اسے راستے میں پکڑ کر قتل کر دیا گیا اور سلطان شہر کی طرف گیا تو عوام نے عثمان بن جرار پر حملہ کر دیا تو اس نے سلطان سے اپنی جان کی امان چاہی تو اس نے اسے امان دے دی اور جمادی الآخرہ ۷۴۹ھ کے آخر میں سلطان کے محل میں داخل ہو گیا۔ پس یہ اپنے تخت پر بیٹھا اور اپنے اوامر نافذ کئے اور وزیر بنائے اور کاتب بنائے اور اس نے اپنے بھائی ابو ثابت الزعیم کو اپنے دروازے سے ماوراء علاقے کے مقبوضات اور اطاعت اور جنگوں پر امیر مقرر کیا اور خود اس نے بادشاہ کے لقب اور نام پر اکتفا کیا اور آسودگی و آرام سے وابستہ ہو گیا اور عثمان بن یحییٰ کے پاس پہلی بار جانے پر ہی گرفتار ہو گیا جس نے اسے زمین دوز قید خانے میں ڈال دیا یہاں تک کہ وہ اسی سال رمضان میں فوت ہو گیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ قتل ہو کر مرا تھا۔

سلطان ابو ثابت کی پہلی جنگ: اور سلطان ابو ثابت کی پہلی جنگ کومیہ کی تھی اور اس کا واقعہ یوں ہے کہ ان کا بڑا آدمی ابراہیم بن عبدالملک ایک زمانے سے ان کا سردار تھا اور وہ بنی عابد کی طرف منسوب ہوتا تھا جو عبدالمومن بن علی کی قوم ہیں اور کومیہ کا ایک بطن ہیں۔ پس جب تلمسان میں جنگ ہوئی تو اس نے خیال کیا کہ جنگ کے بادل نہیں چھٹیں گے اور اس کے دل نے اسے چھلانگ لگانے کو کہا تو اس نے اپنی دعوت دے دی اور بلاد کومیہ اور ان کے قریبی سواحل کو آگ اور جنگ سے شعلہ زن کر دیا تو سلطان ابو ثابت نے اس کے لئے تیاری کی اور کومیہ پر حملہ کر دیا اور انہیں قتل اور قید کر کے ان کی بیخ کنی کر دی اور اس کے بعد حنین اور ندرومہ میں داخل ہو گیا اور ابراہیم بن عبدالملک باغی کو پکڑ لیا اور اسے گرفتار کر کے تلمسان لایا اور اسے قید خانے میں ڈال دیا اور چند ماہ کے بعد اسے قید خانے ہی میں قتل کر دیا اور مغرب اوسط کے شہر اور سرحدیں ہمیشہ ہی سلطان ابوالحسن کی مطیع رہیں اور ان کی دعوت کو قائم کرتی رہیں اور وہاں اس کے محافظ اور گورنر بھی تھے اور تلمسان اس کے قریب تر وہران کا شہر تھا جہاں پر بنی مرین کا پروردہ قائد عبد بن سعید بن جانا رہتا تھا' جس نے اسے کنٹرول کیا اور اسے خوراک' ہتھیاروں اور جوانوں اور اس کی بندرگاہ کو بحری بیڑوں سے بھر دیا تھا اور اپنے جن مشاقات کو انہوں نے حملہ کے لئے پیش کیا یہ ان میں سب سے اول درجے پر تھا' پس سلطان ابو ثابت نے قبائل زناتہ اور عربوں کے جمع کرنے کے بعد اس پر چڑھائی کی اور کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا اور ان کے حلیفوں بنی راشد کے دلوں میں مرض تھا پس انہوں نے شہر کے قائد سے سلطان ابو ثابت کے خلاف بغاوت کرنے کے بارے میں ساز باز کی اور جنگ کے وقت اس سے اس سازش کو کامیاب بنانے کا وعدہ کیا پس اس نے مقابلہ میں نکل کر ان سے جنگ کی اور بنو راشد شکست کھا گئے اور ان کے ساتھیوں کو بھی شکست سے دوچار ہونا پڑا اور محمد بن یوسف بن عثمان بن فارس جو کا زین قرابت میں سے یغمراسن بن زیان کا بھائی تھا قتل ہو گیا اور اس نے چھاؤنی کو لوٹ لیا اور سلطان ابو ثابت بچ کر تلمسان چلا آیا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جو ہم بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

الناصر بن سلطان ابوالحسن کے ساتھ ابوثابت کی جنگ اور اس کے بعد فتح وہران کے حالات

قیروان کی جنگ کے بعد سلطان ابوالحسن تونس جا کر وہاں قیام پذیر ہو گیا اور عرب اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اور وہ موحدین میں سے شرفاء کو یکے بعد دیگرے تونس کے حاصل کرنے کے لئے امیر مقرر کرتے تھے جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے' اسی دوران میں کہ وہ فتح کی اور مغرب اقصیٰ سے مدد پہنچنے کی امید لگائے بیٹھا تھا کہ اچانک اسے تمام پیغام رسانوں کے بکھرنے اور اپنے بیٹے اور پوتے کی بغاوت اور بنی عثمان کے تمام مغرب پر قابض ہو جانے کی اطلاع ملی' نیز بنی عبدالواد' مغراوہ اور توجین کے مغرب اوسط میں اپنی حکومت کی طرف اس دعوت کے لئے واپس جانے کی اطلاع ملی جو مغرب اوسط کے شہروں الجزائر' وہران اور جبل وانشریس میں اس کے لئے قائم تھی اور وہاں پر نصر بن عمر بن عثمان بن عطیہ اس کی دعوت کا ذمہ دار تھا اور عریف بن یحییٰ بھی سلطان کے ہاں اپنے مقام کی وجہ سے اور اس کی قوم بھی دوستی کے باعث الناصر کے مددگاروں میں شامل تھی اور عریف کو یہ مقام تونس میں جان نثاری کے باعث ملا تھا' پس سلطان نے اس کی بات کو قبول کیا اور ان سب کو بھیج دیا اور الناصر بلاد حصین میں چلا گیا تو انہوں نے اس کی اطاعت کر لی اور اس کے ساتھ کوچ کیا اور عطاف' دیالم' اور سوید نے بھی اس سے ملاقات کی اور اس کے پاس چلے گئے اور اس کے ساتھ مل گئے اور مندا س جانے کے لئے کوچ کر گئے۔

اور اسی دوران میں امیر ابوثابت دوبارہ جنگ کو وہران کی طرف لے جانا چاہتا تھا کہ اچانک اسے اس کے متعلق خبر ملی تو وہ جلدی سے اسے سلطان ابوعنان کے پاس لے گیا اور بنی مرین کی ایک فوج اس کے بھائی ابوسعید کے بیٹے ابوزیان کے ساتھ اس کے پاس آئی جو ان کے قیروان پر حملہ کرنے کے وقت سے وہاں قیام پذیر تھا اور اس کے باپ نے اس کے متعلق اسے اطلاع دی تو وہ مال اور فوجوں کی کمک کے ساتھ آیا اور ابوثابت یکم محرم کو ۷۵۰ھ کو تلمسان سے حملہ کے لئے گیا اور مغراوہ کو بھی اطلاع بھیجی تو انہوں نے اس کی مدد کی اور یہ بلاد عطاف میں چلا گیا اور وہاں پر ماہ ربیع الاول کے آخر میں الناصر نے اپنی فوجوں کے ساتھ اس سے وادی دلک میں جنگ کی اور عربوں کی فوجیں تتر بتر ہو گئیں اور وہ شکست کھا گئے اور الناصر الزاب چلا گیا اور بسکرہ میں ابومزنی کے ہاں اترا یہاں تک کہ سلیم کے جوانوں میں سے اس آدمی نے اسے اپنا ساتھی بنا لیا جس نے اسے تونس میں اس کے باپ کے پاس پہنچا دیا۔

عریف بن یحییٰ کا مغرب اقصیٰ کو جانا: اور عریف بن یحییٰ مغرب اقصیٰ چلا گیا اور سلطان ابوعنان کے ہاں ان کی مجلس میں اپنے مقام پر اترا اور اس کی خواہش پوری ہو گئی اور تمام عرب ابوثابت کی اطاعت اور خدمت میں واپس آ گئے اور

اسے صغیر بن عامر بن ابراہیم کے متعلق شک ہوا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے قید کر کے قاصد کے ساتھ تلمسان کو بھیج دیا جسے وہاں پر قید کر دیا گیا یہاں تک کہ کچھ عرصہ کے بعد اسے رہا کر دیا اور ابو ثابت تلمسان کی طرف واپس آ کر کچھ دنوں تک وہاں ٹھہرا رہا پھر اس نے اسی سال کے ماہ جمادی الاوّل میں وہران پر چڑھائی کی اور کئی روز تک اس کا محاصرہ کیے رکھا پھر اس میں بزورِ قوت داخل ہو گیا اور علی بن جانا کو جو اپنے بھائی عبوا کی وفات کے بعد قائم تھا اس کے ساتھیوں سمیت معاف کر کے انہیں رہا کر دیا اور وہران اور اس کے نواح پر قابض ہو گیا اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور اس کے اور مغراوہ کے درمیان عداوت مستحکم ہو گئی اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ عداوت اس وجہ سے ہوئی کہ انہوں نے اس کی مدد نہیں کی تھی پس اس نے اسی سال شوال میں ان پر چڑھائی کی اور وادی زہیر کے کنارے ان کی جنگ ہوئی اور یہ کچھ دیر تک لڑتے رہے پھر مغراوہ تتر بتر ہو گئے اور اپنے قلعوں میں چلے گئے اور ابو ثابت نے ان کی چھاؤنی اور نازونہ پر قبضہ کر لیا اور اس کی بیعت اپنے بھائی سلطان ابو سعید کی طرف بھیجی اور یہ سلطان ابوالحسن کے تونس سے پہنچنے کے بعد ہوا جیسا کہ ہم اسے بیان کریں گے۔ انشاء اللہ واللہ اعلم۔

فصل

تونس سے سلطان ابوالحسن کے پہنچنے اور الجزائر میں اُترنے اور اس کے اور ابوثابت کے درمیان ہونے والی جنگوں کے حالات اور

شکست کے بعد اس کے مغرب چلے جانے کے حالات

جنگ قیروان کے بعد سلطان ابوالحسن کا تونس میں قیام اور عربوں نے اس کا جو محاصرہ کیا تھا وہ طویل ہو گیا اور مغرب اقصیٰ کے باشندوں نے اُسے بلایا اور الجرید کے باشندوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور فضل بن مولانا سلطان ابو یحییٰ کی بیعت کر لی' پس اس نے مغرب کی طرف سفر کرنے کی نیت کر لی اور وہ تونس سے عید الفطر ۷۵۱ھ کے دنوں میں کشتیوں پر سوار ہوا' پس ہوا نے اُسے تیزی سے چلایا اور وہ غرق ہونے لگا اور اس کا بحری بیڑہ بجایہ کے ساحل پر غرق ہو گیا اور وہ اپنی زندگی کے باعث وہاں ایک جزیرے میں بچ کر چلا گیا یہاں تک کہ اس کے بحری بیڑوں میں سے ایک بحری بیڑہ اُسے ملا اور وہ اس میں بچ کر الجزائر کی طرف آ گیا جہاں پر اس کا قائد' اور اس کے باپ کا پروردہ حمو ابن مخیاتی العربی رہتا تھا پس یہ اس کے ہاں اُترا اور اس کے نواح کے باشندوں میں سے ملکیش اور ثعالبہ نے اس کی طرف آنے میں جلدی کی پس اس نے انہیں خادم بنا لیا اور انہیں خوب عطیات دیئے اور اس کی اطلاع ونزمار بن عریف کو سوید کے قبائل میں ملی تو وہ اپنی قوم کے مشائخ کے ساتھ اس کے پاس آیا اور اس کے ساتھ بنی یجرین میں سے جبل وانشریس کا مالک نصر بن عمر بن عثمان اور عدی بن یوسف بن زیان بن محمد بن عبد القوی بھی تھا جو عبد القوی کے بیٹوں میں سے المریہ کے نواح میں باغی تھا پس انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کی اور اُسے اپنے ساتھ خروج کرنے کی ترغیب دی تو اس نے انہیں فوج جمع کرنے کے لئے واپس بھیجا تو انہوں نے اپنے ساتھ تعلق رکھنے والے عرب قبائل اور زناتہ کو جمع کیا' اس دوران میں امیر ابوثابت بلادِ مغراوہ میں ان کے قلعوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھا کہ اچانک ربیع الاول ۷۵۱ھ میں اُسے اس بات کے بارے میں اطلاع ملی تو اس نے ان کے ساتھ مصالحت کر لی اور ان سے جنگ کرنے کے لئے واپس آ گیا پس اس نے منداس کی نگرانی کی اور وانشریس کی جانب

السرسو کی طرف گیا۔

ونزمار کا فرار: اور ونزمار اور اس کے ساتھ جو عرب فوجیں تھیں وہ اس کے آگے بھاگ اٹھیں اور وہاں اس کے پاس سلطان ابوعنان کی فوج بھی پہنچ گئی جس کا سالار یحییٰ بن رحو بن تاشفین بن معطی تھا پس اس نے عربوں کا تعاقب کیا اور انہیں بھگا دیا اور حصین کے قبائل جبل تیطری میں اپنے قلعوں میں چلے گئے پھر اس نے المریہ پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا اور اپنے پروردہ عمر بن موسیٰ الجلولی کو اس کا امیر مقرر کیا پھر اس نے حصین پر حملہ کیا اور جبل میں ان پر غالب آ گیا تو انہوں نے اطاعت اختیار کر لی اور اطاعت پر اپنے بیٹوں کو یرغمال رکھا پس وہ انہیں حمزہ کو پامال کرنے کے لئے لے گیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے عرب اور بربر قبائل کو خادم بنا لیا اور اس دوران میں سلطان الجزائر میں مقیم رہا پھر ابوثابت تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور اُسے یحییٰ بن رحو اور اس کی فوج جو بنی مرین میں سے تھی اس کے متعلق شبہ پڑ گیا کہ انہوں نے سلطان ابوالحسن سے سازباز کی ہے اور اس نے اس کے متعلق سلطان ابوعثمان کو اطلاع دی تو اس نے عیسیٰ بن سلیمان بن منصور بن عبدالواحد ابن یعقوب کو مرینی فوج کا سالار بنا کر بھیج دیا تو اس نے یحییٰ بن رحو کو گرفتار کر لیا اور ابوثابت کے ساتھ تلمسان چلے گئے پھر وہ مغرب کی طرف گیا۔

الناصر کا المریہ پر قبضہ کرنا: اور سلطان ابوالحسن نے اپنے بیٹے الناصر کو اس کے زناتہ اور عرب مددگاروں کے ساتھ اشارہ کیا تو اس نے المریہ پر قبضہ کر لیا اور عثمان بن موسیٰ الجلولی کو قتل کر دیا پھر اس نے ملیانہ کی طرف بڑھ کر اس پر قبضہ کر لیا اور اسی طرح تیمر وفت پر بھی قبضہ کر لیا اور اسی طرح اس کا باپ سلطان ابوالحسن بھی اس کے پیچھے پیچھے آیا اور اس کے پاس زغبہ، زناتہ اور افریقی عربوں میں سے محمد بن طالب بن مہلہل کی طرح سلیم اور ریاح کی فوجیں اکٹھی ہو گئیں اور اس کے خاندان کے آدمی اور عمر بن علی بن احمد الذاودی اور اس کا بھائی ابودینار اور ان دونوں کی قوم کے آدمی بھی اکٹھے ہو گئے اور اس نے اس تیاری کے ساتھ مارچ کیا اور اس کا بیٹا الناصر اس کے آگے آگے تھا پس ابن علی بن راشد اور اس کی مغراوہ قوم ان کے شہروں سے بلنجاء کی طرف بھاگ گئے اور ابوثابت کو بھی اطلاع مل گئی تو وہ بھی اپنی قوم اور فوج کے ساتھ اسے ملا اور ان سب نے سلطان ابوالحسن اور اس کی قوم پر چڑھائی کی اور شلب کے علاقے میں تیمغرین کے مقام پر دونوں فوجوں کی جنگ ہوئی۔ کچھ دیر تک دونوں فوجیں ڈٹی رہیں پھر سلطان ابوالحسن اور اس کی قوم بھاگ گئے اور اس کے بیٹے الناصر کو مغراوہ کے ایک سوار نے نیزہ مارا اور وہ اسی دن کے آخر میں فوت ہو گیا اور اس کے بحری بیڑوں کا سالار محمد بن علی العربی اور اس کے دونوں کاتب ابن البنواق اور القبائلی بھی قتل ہو گئے اور اس کی چھاؤنی تمام مال و متاع اور عورتوں سمیت لوٹ لی گئی اور اس کی بیٹیاں وانشریس کی طرف چلی گئیں جنہیں ابوثابت نے جبل پر قابض ہونے کے بعد سلطان ابوعنان کے پاس بھیج دیا اور سلطان ابوالحسن صحرا کی طرف سوید کے قبائل میں چلا گیا اور اس کے ساتھ ونزمار بن عریف بھی سجلماسہ کی طرف چلا گیا جیسا کہ اس کے حالات میں بیان ہوگا اور ابوثابت نے بلاد بنی توجین پر قبضہ کر لیا اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل

مغراوہ کے ساتھ ان کی جنگوں اور ابو ثابت کے ان کے بلاد اور پھر الجزائر پر قبضہ کرنے کے حالات اور اس کے بعد تنس میں علی بن راشد کے قتل کے واقعات

عبدالواد اور مغراوہ کے ان دونوں قبائل کے درمیان ان کے باقی ماندہ ایام میں بھی قدیم جنگوں کا دور دورہ رہا جن میں سے بہت سی جنگوں کے حالات ہم نے ان کے حالات میں بیان کر دیئے ہیں اور بنو عبدالواد نے ان کے اوطان میں ان پر غلبہ پا لیا تھا یہاں تک کہ راشد بن محمد ان کے آگے زدادہ کے درمیان اپنی جلاوطنی ہی میں قتل ہو گیا تھا اور جب وہ قیروان کی مصیبت کے بعد اپنے امیر علی بن راشد پر متفق ہوئے تو وہ افریقہ سے بنی عبدالواد کے ساتھ اپنے اوطان میں ان کے پاس آئے اور انہوں نے اس وقت بھی ان کے غلبہ کو تسلیم نہیں کیا اور اسی وقت انہوں نے توثیق عہد کی طرف رجوع کیا اور اسے پختہ کیا اور ان کے دشمن کے خلاف مدد کرنے اور ان سے مصالحت کرنے پر قائم رہے اور ان میں ہر ایک کے اندر فتنہ کی رگیں پھیل رہی تھیں۔

الناصر کی افریقہ سے آمد: اور جب الناصر افریقہ سے آیا اور ابو ثابت نے اس پر چڑھائی کی تو علی بن راشد اور اس کی قوم نے اس کی مدد نہ کی پس اس نے ان کی اس بات کو یاد رکھا اور اسے دل میں چھپائے رکھا پھر اس کے بعد سلطان ابوالحسن کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ کیا اور شکست کھا کر مغرب کی طرف چلا گیا اور جب ابو ثابت نے دیکھا کہ وہ اپنے بڑے دشمن سے بے نیاز ہو گیا ہے اور اپنے چھوٹے دشمن کے لئے فارغ ہو گیا ہے تو اس نے ان کے خلاف بغاوت کرنے کے متعلق سوچا' اسی دوران میں کہ وہ اس کے اسباب پر غور کر رہا تھا اچانک اسے خبر ملی کہ مغراوہ میں سے بنی کمین کا ایک آدمی تلمسان آیا ہے اور انہوں نے اس کو دھوکے سے قتل کر دیا ہے تو اسے اس کے لئے غیرت آئی اور اس نے ان سے جنگ کرنے کی ٹھان لی اور ۷۵۲ھ کے آغاز میں تلمسان سے نکل گیا اور بنی عامر کے زغبہ اور سوید میں آدمی بھیجے جو ان کے گھڑ سواروں' پیادوں اور

اونٹ سواروں کو اس کے پاس لے آئے اور اس نے مفراوہ پر چڑھائی کر دی تو وہ اس کے ساتھ جنگ کرنے سے خوفزدہ ہو کر اس پہاڑ میں قلعہ بند ہو گئے جو تنس میں جھانکتا ہے پس اس نے کئی روز تک وہاں ان کا محاصرہ کئے رکھا' جن میں مسلسل جنگیں ہوتی رہیں اور متعدد معرکے ہوئے پھر یہ انہیں چھوڑ کر چلا گیا اور شہر کے نواح میں گھوما اور اس کی اطراف پر قبضہ کر لیا اور ملیانہ' المریہ' برشک اور شرشال نے اس کی اطاعت اختیار کر لی پھر اس نے اپنی فوجوں کے ساتھ الجزائر کی طرف بڑھ کر اس کا محاصرہ کر لیا' وہاں بنی مرین کی ایک جماعت رہتی تھی اور عبداللہ بن سلطان ابوالحسن نے اسے صغر سنی میں وہاں علی بن سعید بن جانا کی کفالت میں چھوڑا تھا پس اس نے انہیں شہر میں مغلوب کر لیا اور انہیں سمندر کے راستے مغرب کی طرف بھجوا دیا اور ثعالبہ' ملیکش اور قبائل حصین نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس نے الجزائر پر سعید بن موسیٰ بن علی الکردی کو امیر مقرر کیا۔

مفراوہ کا محاصرہ: اور مفراوہ کی طرف واپس آ کر عربوں کے اپنے سرمائی مقامات کی طرف لوٹ جانے کے بعد ان کے پہلے پہاڑ میں ان کا محاصرہ کر لیا پس مفراوہ کا محاصرہ سخت ہو گیا اور ان کے مویشیوں کو پیاس نے آ لیا تو وہ یکبارگی گھاٹ کی تلاش میں پہاڑ سے اترے تو حیرت زدہ ہو گئے اور اسی وقت علی بن راشد تنس چلا گیا پس ابوثابت نے کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر اسی سال کے شعبان کے نصف میں اس نے تنس میں داخل ہو کر اس پر قابو پا لیا تو اس نے جلد موت چاہی اور اپنی جان پر ظلم کر کے خودکشی کر لی اور اس کے بعد مفراوہ منتشر ہو گئے اور قبائل میں بٹ گئے اور ابوثابت تلمسان واپس آ گیا یہاں تک کہ سلطان ابوعنان نے چڑھائی کی جس کا تذکرہ ہم کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

سلطان ابوعنان کے تلمسان پر قبضہ کرنے اور دوسری بار بنو عبدالواد کی حکومت کے ختم ہونے کے حالات

جب سلطان ابوالحسن مغرب میں چلا گیا اور اس کی حالت یہ تھی کہ وہ اپنے بیٹے ابوعنان کے ساتھ تھا' یہاں تک کہ وہ جبل ھنتاتہ میں فوت ہو گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے پس مغرب کی حکومت سلطان ابوعنان کے لئے مرتب ہو گئی اور وہ اپنے دشمن کے لئے فارغ ہو گیا اور وہ ان مقبوضات کی واپسی کی طرف مائل ہوا جنہیں اس کے باپ نے اس پر حملہ کرنے والوں سے چھین لیا تھا اور اس نے جبل تنس میں اپنے محفوظ ہونے کی جگہ سے علی بن راشد کو اس کے پاس سفارش کرنے کے لئے بھیجا' پس ابوثابت نے اس کی سفارش کو رد کر دیا اور اس بات نے اُسے غصہ دلا دیا اور اُسے علی بن

راشد کے قتل ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے تلمسان سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا اور ابوسعید اور اس کا بھائی اس سے چوکنے ہو گئے پس ابو ثابت باہر نکلا اور اس نے ۱۵ ذوالقعدہ کو زناتہ اور عربوں سے قبائل کو جمع کیا اور وادی شلب میں پڑاؤ کر لیا اور لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور وہیں پر اُسے ربیع الاوّل ۳۵۷ھ میں تدلس کی بیعت پہنچی جس پر موحدین نے اس کے پر درزہ جانا خراسانی کو قابض کروادیا تھا اور اُسے بھی اپنے مقام پر سلطان ابوعنان کی چڑھائی کی خبر ملی تو وہ تلمسان کی طرف واپس آ گیا پھر وہ مغرب کی طرف گیا اور اس کے پیچھے پیچھے اس کا بھائی سلطان ابوسعید زناتہ کی فوجوں کے ساتھ آیا اور اس کے ساتھ بنو عامر کے زغبہ اور سوید کی ایک جماعت بھی تھی جب کہ ان کی اکثریت عریف بن یحییٰ کے مقام پر اور بنی مرین کے ساتھ اس کے بیٹے کی دوستی کی وجہ سے مغرب کو چلی گئی پس وہ اسی تیاری کے ساتھ چل پڑے اور سلطان ابوعنان مغرب کی اقوام میں چلا گیا اور معقل اور مصامدہ عرب اور فوج کے دیگر طبقات سب کے سب وجدہ سے میدان کی تنگ جگہ پر پہنچ گئے جہاں پر آخر ربیع الثانی ۳۵۷ھ میں جنگ ہوئی۔

بنو عبدالواد کا جنگ پر اتفاق کرنا اور بنو عبدالواد نے دوپہر کے وقت خیمے لگانے اور سواریوں کو پانی پلانے اور چھاؤنی والوں کے اپنی اپنی ضروریات کے لئے منتشر ہو جانے کے بعد فوجوں سے ٹکراؤ کرنے پر اتفاق کر لیا اور انہیں میدانِ جنگ کی تنظیم و ترتیب کرنے سے پہلے ہی جا لیا اور سلطان ابوالحسن اس کام کی تلافی کے لئے سوار ہوا تو اوباش لوگ اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور بقیہ چھاؤنی منتشر ہو گئی پھر اس نے ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے پاس موجود تھے ان پر چڑھائی کی اور انہوں نے نہایت پامردی کے ساتھ ان سے جنگ کی پس ان کے میدان میں ابتری پھیل گئی اور انہوں نے ہاتھ اٹھا دیئے اور بحر ظلمات میں گھس گئے اور بنی مرین نے ان کا تعاقب کیا اور ابوسعید کو اسی رات گرفتار کر کے اور قیدی بنا کر سلطان ابوعنان کے پاس سرداروں کی موجودگی میں لایا گیا تو اس نے اُسے توبیخ کی پھر اسے اس کے قید خانے میں لے جایا گیا اور گرفتاری سے نویں رات قتل کر دیا گیا اور سلطان ابوعنان تلمسان کی طرف کوچ کر گیا اور زعیم ابوثابت بنی عبدالواد کی ایک جماعت سمیت جو اس کے ساتھ تھی بچ گیا اور جو شخص ان میں سے بجایہ جاتے ہوئے اس کے پاس آ گیا تاکہ موحدین کی حکومت میں اپنے دشمن کا کوئی بھیدی پائے تو راستے میں زوادہ نے اس پر شب خون مارا تو وہ اپنے ساتھیوں سے الگ ہو گیا اور اپنے گھوڑے کو چھوڑ کر پیدل چلا اور پیادہ پابرہنہ ہو کر گیا اور اس کے ساتھ اس کی قوم کے رفقاء میں سے ابوزیان محمد اس کا بھتیجا سلطان ابوسعید اور ابوحمو موسیٰ اور ان کا بھتیجا یوسف اور ان کا وزیر یحییٰ بن داؤد بن فلن بھی تھے اور سلطان ابوعنان نے ان دنوں حاکم بجایہ کو مولانا سلطان ابوبکر کے پوتے مولیٰ عبیداللہ کے متعلق اشارہ کیا کہ ان کے راستوں کی نگرانی کرے اور ان کی تلاش میں جاسوس بھیجے پس شہر کے چوک میں اسے ان کے متعلق اطلاع ملی اور اس نے امیر ابوثابت اور اس کے بھتیجے محمد بن ابوسعید اور ان کے وزیر یحییٰ بن داؤد کو گرفتار کر لیا اور انہیں بجایہ لے جایا گیا پھر حاکم بجایہ امیر ابوعبداللہ سلطان ابوعنان سے ملاقات کرنے اور انہیں اپنی قید میں لانے کے لئے نکلا پس وہ المریہ سے باہر اس کے پڑاؤ میں اسے ملا تو اس نے اُسے خوش آمدید کہا اور اس کے احسان کا شکریہ ادا کیا اور وہ الٹے پاؤں تلمسان واپس آ گیا اور ایک نہایت ہی خوش بخت دن میں اس میں داخل ہو گیا اور اس روز ابوثابت اور اس کے وزیر یحییٰ کو دو اونٹوں پر سوار کروایا گیا جو ان دونوں کو اس محمل کی دونوں قطاروں کے درمیان لڑکھڑا کر لے جا رہے تھے اور ان دونوں کی عجیب حالت تھی پھر دوسرے دن ان دونوں کو شہر کے صحرائی

مقتل میں لایا گیا اور نیزے مار مار کر قتل کر دیا گیا اور آلِ زیان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور وہ حکومت جسے عبدالرحمٰن کے بیٹوں نے انہیں دوبارہ تلمسان میں دیا تھا ختم ہو گئی یہاں تک کہ انہیں تیسری بار ابوحمو موسیٰ بن یوسف بن عبدالرحمٰن کے ہاتھوں غلبہ حاصل ہوا جو اس دور میں حکومت کا متولی ہے جس کے مفصل حالات ہم عنقریب بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

سلطان ابوحموالاخیر جس نے تیسری بار اپنی قوم کو حکومت دلوائی' اس کی حکومت اور اس کے عہد میں ہونے والے واقعات کے مفصل حالات

یہ یوسف بن عبدالرحمٰن تلمسان میں اپنے بھائی سلطان ابوسعید کی حکومت میں رہتا تھا یہ اور اس کا بھائی ابوحمو موسیٰ دونوں غلبہ حاصل کرنے کی جستجو میں سست اور عزت کی تلاش میں فنا ہونے سے الگ تھلگ اور فلاحی کام کرنے اور سکون حاصل کرنے کی طرف مائل تھے یہاں تک کہ بنی مرین کی آندھی نے ان کی حکومت کو تباہ کر دیا اور سلطان ابوعنان نے ان پر قابو پایا لیا اور ان کے قبضے میں جو حکومت تھی اسے چھین لیا اور اس کا بیٹا ابوحمو موسیٰ اپنے چچا ابوثابت کے ساتھ مشرق کی طرف چلا گیا اور جدائی نے یوسف کو اپنی قوم کے اشراف کے ساتھ مغرب کی طرف پھینک دیا تو وہ وہیں مقیم ہو گیا اور جب اس نے بجایہ کے وطن میں ابوثابت کو گرفتار کر لیا تو اس نے ابوحمو کے معاملے کو ترک کر دیا اور جاسوس اس کے متعلق اطلاعات دینے لگے تو وہ تونس جا کر حاجب ابومحمد تافرکین کے ہاں اترا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اسے اپنے سلطان کی مجلس میں شرفاء کی جگہ اتارا اور اس کا وظیفہ بڑھا دیا اور اس کی قوم کے دوسرے آدمیوں کو بھی اس کے ساتھ منسلک کر دیا اور سلطان ابوعنان نے اسے اشارہ کیا کہ اس کی حکومت میں انہیں جو مقام حاصل ہے وہ وہاں سے انہیں ہٹا دے تو اسے غیرت آ گئی اور اس نے اپنے سلطان کی حق تلفی سے انکار کیا پس اس نے ابوعنان کو اپنے مطالبے پر برانگیختہ کیا اور اس دور میں وہ بلادِ افریقہ پر چڑھائی اور ریاح اور سلیم کے عربوں کے ساتھ جنگ کیا کرتا تھا اور انہوں نے اس کی اطاعت چھوڑ دی تھی جیسا کہ ہم اس کے حالات میں مفصل بیان کریں گے۔

اور اس کی وفات سے قبل ۹۵۷ھ میں ریاح کے امراء زواودہ' حاجب ابومحمد بن تافراکین کے پاس گئے اور انہیں ابوحمو موسیٰ بن یوسف کے زغبہ عربوں کے ساتھ مل جانے میں رغبت دلائی اور وہ اس وجہ سے ان کے سوار ہوں گے تا کہ وہ نواح تلمسان پر چڑھائی کرنے اور سلطان ابوعنان کو ان سے غافل کر دے اور انہوں نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ سلطان کے ایک آلہ کو تباہ کر دے اور صغیر بن عامر امیر زغبہ نے اس کام میں دلچسپی کی وجہ سے موافقت کی اور ان دونوں وہ یعقوب بن علی

کے قبائل میں اس کی پناہ میں رہتا تھا' پس موحدین نے مقدور بھر اس کی حالت کو درست کیا اور اسے صغیر اور اس کی قوم بنی عامر کی مصاحبت کے لئے بھجوا دیا اور زواودہ میں سے عثمان بن سباع اور ان کے حلیفوں میں سے بنو سعید و عار بن عیسیٰ بن رحاب اور اس کی قوم نے اس کے ساتھ کوچ کیا اور وہ سب کے سب تلمسان جانا چاہتے تھے اور انہوں نے صحرا کا راستہ اختیار کیا اور راستے ہی میں انہیں چھوڑ دیا اور جلدی سے تلمسان کی طرف گیا جہاں پر بنی مرین کے چیدہ دستے رہتے تھے اور ابوحمو کی خبر وزیر حسن بن عمر کو ملی جو سلطان ابوعنان کی وفات کے بعد حکومت سنبھالنے والا اور اس کے بعد اس کے بیٹے سعید پر قابو پانے والا تھا' پس اس نے محافظوں کی فوج اور اموال بھی تلمسان کی طرف بھجوائے اور عریف بن یحییٰ کی اولاد میں سے حکومت کے مددگار اور مغرب سے سوید کے امرائے صحرا اپنی قوم کے ساتھ اور اپنے عرب حامیوں کے ساتھ سلطان ابوحمو اور اس کے پیروکاروں سے موافقت کے لئے تیار ہو گئے' پس ان کی فوج کا منتشر ہو گئی اور انہوں نے ان مواطن پر قبضہ کر لیا۔

ابوحمو اور اس کی فوج کا تلمسان کے میدان میں پڑاؤ: اور سلطان ابوحمو اور اس کی فوج تلمسان کے میدان میں اتری اور وہاں انہوں نے اپنی سواریاں بٹھائیں اور تین دن تک تلمسان سے جنگ کرتے رہے اور چوتھے دن کی صبح کو اس میں داخل ہو گئے اور سلطان ابوعنان جو تلمسان کا امیر تھا وہ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ نکل کر صغیر بن عامر امیر قوم کے ہاں اترا' پس اس نے اچھی طرح اس کی پذیرائی کی اور اسے اپنے خاندان کے ساتھ اپنے بھائی کی خدمت میں بھیجا اور سلطان ابوحمو ۸ ربیع الاول ۷۶۰ھ کو تلمسان میں داخل ہوا اور وہاں قصر حکومت میں فروکش ہو گیا اور اس کے تخت پر بیٹھا اور اس کی بیعت خلافت ہوئی اور اس نے اپنی حکومت کی بنیادوں کے استوار کرنے اور بنی مرین کو اپنی مملکت کے شہروں سے نکالنے پر غور و فکر کرنا شروع کر دیا۔ واللہ اعلم۔

فصل

مغرب کی فوجوں کے آگے' ابوحمو کے تلمسان سے بھاگنے اور پھر دوبارہ وہاں آنے کے حالات

سلطان ابوعنان کے بعد اس کے وزیر حسن بن عمر نے جو اس کے بیٹے سعید کا پرورش کنندہ تھا اور جس نے اس کے لئے لوگوں کی بیعت لی تھی' مغرب کی حکومت سنبھالی پس اس نے مغرب کی حکومت کو قابو کر لیا اور متوفی سلطان کی سیاست پر چلا اور دور و نزدیک کے ممالک کی حمایت و مدد میں اس کے نقش قدم پر چلا اور جب اسے تلمسان کے متعلق اور اس پر ابوحمو کے متغلب ہونے کے متعلق اطلاع ملی تو وہ اپنے سواروں میں کھڑا ہوا اور سرداروں سے اس پر حملہ کرنے کے بارے میں مشورہ کیا تو انہوں نے اسے رکنے اور فوجیں بھیجنے کا مشورہ دیا' پس اس نے اپنے عم زاد مسعود بن رحو بن علی بن عیسیٰ بن عاسابای بن فودود کو تیار کیا اور اسے جوانوں کے منتخب کرنے اور اچھے ہتھیار حاصل کرنے اور مال خرچ کرنے اور آلہ بنانے کا حکم دیا پس

اس نے تلمسان پر چڑھائی کی اور سلطان ابوحمو اور اس کے مددگاروں کو جو بنی عامر میں سے تھے اس کی اطلاع پہنچ گئی پس وہ وہاں سے بھاگ کر صحرا میں چلا گیا اور وزیر مسعود بن رحو تلمسان میں آیا اور سلطان ابوحمو مغرب کی طرف چلا گیا پس وہ تنگ میدان میں اترا اور وزیر مسعود بن رحو نے اپنے عم زاد عامر بن عبد بن ماسای کو اپنی فوج اور اپنی قوم کے سرداروں کے ساتھ ان کی طرف بھیجا' پس عربوں' ابوحمو اور ان کے ساتھیوں نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں لوٹ لیا اور تلمسان کی طرف خبر پہنچ گئی تو وہاں جو بنو مرین تھے ان کے خیالات مختلف ہو گئے اور وہ مرض جو ان کے دلوں میں حسن بن عمر کو اپنی سلطنت اور حکومت پر متغلب کرنے کے بارے میں تھا' نمایاں ہو گیا' اور وہ آل عبدالحق میں سے ایک شریف کی بیعت کے لئے گروہ در گروہ اکٹھے ہو گئے اور وزیر مسعود بن رحو ان کی سازش کو سمجھ گیا اور اس کے دل میں بھی یہ بیماری تھی تو اس نے اسے غنیمت سمجھا اور اس نے منصور بن سلیمان بن منصور بن عبدالواحد بن یعقوب بن عبدالحق کی بیعت کر لی جو شرفاء کا بڑا آدمی اور عظمت میں یکتا تھا اور وہ اس کے اور اس کی قوم بنی مرین کے ساتھ کوچ کر گیا اور تلمسان اور اس کے حالات سے الگ ہو گیا اور مغرب کی طرف جاتے ہوئے راستے میں اسے معقل کے عرب ملے تو بنو مرین نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں صلیب دینے کا پختہ ارادہ کر لیا اور سلطان ابوحمو تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور اپنے دارالسلطنت میں ٹھہر گیا اور عبدالحق بن مسلم اس کے پاس چلا آیا تو اس نے اسے وزیر بنا لیا اور اس کی نگرانی کی جس سے اسے تقویت مل گئی اور وہ اپنی حکومت پر قابض ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔ والبقاء للہ وحدہ۔

فصل

عبداللہ بن مسلم کے اپنی عملداری درعہ سے آنے اور بنی مرین کی حکومت سے ابوحمو تک وہاں قیام کرنے اور اس کے اسے وزارت دینے کے حالات اور اس کی اولیت اور انجام کے واقعات

عبداللہ بن مسلم بنی یادین کے بنی زردال کے سرداروں میں سے تھا جو بنی عبدالواد توجین اور مصاب کے بھائی ہیں مگر بنی زردال اپنی قلت کی وجہ سے بنی عبدالواد میں شامل ہو گئے ہیں اور ان کے نسب کے ساتھ خلط ملط ہو گئے ہیں۔

عبداللہ بن مسلم: اور عبداللہ بن مسلم نے سلطان ابوتاشفین کے عہد میں موسیٰ بن علی کی کفالت میں پرورش پائی وہ شجاعت

دو لیری میں بہت شہرت رکھتا تھا' جس کی وجہ سے تلمسان کے محاصرے میں اس کا بہت چرچا ہوا اور جب سلطان ابوالحسن بنی عبدالواد پر غالب ہوا اور ان سے ان کی حکومت چھین لی تو انہیں خادم بنالیا اور وہ ان میں دلیر اور بہادر آدمیوں کو منتخب کرتا تھا اور انہیں مغرب کی سرحدوں پر بھجوا دیتا تھا اور جب بنوعبدالواد نے چھیڑ چھاڑ کی اور یہ عبداللہ اس کے پاس سے گزرا تو اس کے سامنے اس کا حال اور اس کی جنگ کے تعریف کی گئی تو اس نے اسے ورعہ بھیج دیا اور وہاں کے گورنر کو اس کے متعلق وصیت کی اور اس نے عرب خارجیوں کے ساتھ اپنی جنگوں میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس سے لاپروائی برتی اور بہادری کی اچھی شہرت نے اسے اوپر اٹھایا اور سلطان کے ہاں اس کا مقام بڑھ گیا اور اس نے اسے اپنی قوم کا نمبردار بنا دیا اور جب قیروان میں سلطان ابوالحسن پر مصیبت پڑی اور مغرب کا معاملہ خراب ہو گیا اور ابوعنان نے حکومت پر قبضہ کر لیا اور تلمسان میں اس کی بیعت ہوئی تو اس کے پوتے منصور بن ابو مالک عبدالواحد نے اس کی مدافعت کا ارادہ کیا اور سرحدوں کے محافظوں کو اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اکٹھا کیا اور تازی میں اس کی فوج منتشر ہو گئی اور یہ نئے شہر کو چلا گیا اور اس سے جنگ کی اور عبداللہ بن مسلم بھی اس کے مددگاروں میں شامل تھا اور جب سلطان ابوعنان نے اس سے جنگ کی اور کئی روز تک ان کے درمیان لگاتار جنگ جاری رہی تو اسے وہاں بہت شہرت حاصل ہوئی اور جب اس نے دیکھا کہ ان کا محاصرہ ہو گیا ہے تو لوگوں نے سلطان ابوعنان کے پاس جانے میں جلدی کی تو اس نے اس کی سابقیت کا لحاظ کرتے ہوئے اسے درعہ کی عملداری سونپ دی اور اس نے اس کے زمانہ خلافت میں خوب طاقت حاصل کی اور اس کی حکمرانی میں معقل عربوں کے ساتھ اپنے تعلق کو پختہ کیا۔

ابوالفضل کی بغاوت: اور جب سلطان ابوعنان کے بھائی ابوالفضل نے اس کے خلاف بغاوت کی تو سلطان درعہ کے پہاڑوں میں سے جبل ابن حمیدی میں اس کے پاس چلا گیا اور اسے اشارہ کیا کہ اسے پکڑنے کے لئے کوئی سازش کرے پس اس نے ابن حمیدی کے ساتھ سازباز کی اور اس نے وعدہ کیا اور اس کے لئے خرچ کیا تو اس نے اس کی بات مان کر اُسے اس کے سپرد کر دیا اور عبداللہ بن مسلم اُسے قیدی بنا کر اس کے بھائی سلطان ابوعنان کے پاس لے گیا جسے اس نے قتل کر دیا اور جب سلطان ابوسالم نے جو اندلس کی غربت گاہ میں ابوالفضل کا رفیق تھا' سلطان ابوعنان کے مرنے کے بعد مغرب پر قبضہ کیا تو مصائب کا اس پر جو اثر تھا اس کی وجہ سے ابن مسلم کو اپنی جان کے بارے میں اس سے خوف پیدا ہوا یہ [illegible] کا واقعہ ہے تو وہ اپنی عملداری اور ریاست کو چھوڑ گیا اور اس نے اولاد حسین جو امرائے معقل تھے کے ساتھ اس سے نجات پا کر تلمسان جانے کے بارے میں سازش کی تو انہوں نے اس کی بات مان لی اور یہ بہت سے مال اور خاندان کے ایک گروہ اور عرب مددگاروں کے ساتھ سلطان ابوحمو کے پاس چلا گیا تو وہ اس کی آمد سے خوش ہوا اور اسی وقت سے اپنی وزارت سپرد کر دی اور اس کے ذریعے اپنی سلطنت کے عظائم مضبوط کئے اور اسے اپنے ملک کا انتظام سپرد کر دیا پس اس کی حکومت درست ہو گئی اور دل اس کی اطاعت پر متفق ہو گئے اور یہ اپنے غربی وطن پہاڑ میں آیا تو وہ اس کی طرف آ گئے اور اس کی خدمت میں لگ گئے اور اس نے انہیں تلمسان کے مواطن جاگیر میں دیئے اور ان کے اور زغبہ کے درمیان مواخات کروائی پس اس کی شان بلند ہو گئی یہاں تک کہ وہ معاملہ ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل

سلطان ابوسالم کے تلمسان پر قبضہ کرنے اور سلطان ابوتاشفین کے پوتے ابوزیان کو وہاں کا حاکم بنانے کے بعد اس کے مغرب کی طرف واپس جانے کے حالات اور اس کی حکومت کا انجام

جب مغرب کی حکومت سلطان ابوسالم کے لیے مرتب و منظم ہوگئی اور اس نے حکومت پر سے خوارج کے اثر کو مٹا ڈالا تو وہ اپنے باپ اور بھائی کی طرح اس کے سائے میں زناتہ کی دور دراز سرحدوں تک پہنچ گیا اور اس بات کی تحریک اسے عبداللہ بن مسلم کے تلمسان کی طرف بھاگ جانے سے ہوئی جو اس کی عملداری کے سامنے تھا پس اس نے تلمسان پر حملہ کرنے کی ٹھان لی اور ۶۰ھ کے نصف میں فاس کے باہر پڑاؤ کیا اور فوجوں کو بھیجا جو اس کے دروازوں پر پہنچ گئیں پھر وہ خود تلمسان کی طرف گیا اور سلطان ابوحمو اور اس کے وزیر عبداللہ بن مسلم کو بھی خبر پہنچ گئی تو انہوں نے تمام زغبہ اور معقل عربوں میں منادی کروادی تو حلیفوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے سوا سب نے ان کی بات کو قبول کر لیا اور یہ ان کو ساتھ لے کر صحرا میں چلے گئے اور اس نے اپنی فوج کے ساتھ ان کے ہتھیاروں کا مقابلہ کیا۔

اور جب سلطان ابوسالم اور بنومرین تلمسان آئے تو یہ مغرب کو چلے گئے اور انہوں نے وطاط بلاد دملویہ اور کرسف سے جگہ کی اور ان کی کھیتیوں اور خوراک کو تباہ کر دیا اور ان کی آبادی کو برباد کر دیا اور سلطان ابوسالم کو ان کے کرتوت کی اطلاع ملی تو اسے مغرب کے معاملے اور مفسدین کے اس پر چڑھائی کرنے نے پریشان کر دیا اور اس کے مددگاروں میں آل یغمراسن میں سے محمد بن عثمان ابن سلطان ابوتاشفین بھی شامل تھا جو ابوزیان کنیت کرتا تھا اور القبز کے نام سے مشہور تھا جس کے معنے بڑے سر والے کے ہیں پس اس نے اسے اس کام کے لئے بھیجا اور اسے آلہ بھی دیا اور توجین اور مغراوہ میں سے اسے ایک فوج بھی بنا کر دی اور اسے ان کے عطیات بھی دیے اور اُسے تلمسان میں اپنے باپ کے محل میں اتارا اور خود اپنے دارالخلافہ کی طرف واپس آ گیا پس عرب بھاگ گئے اور سلطان ابوحمو اس کے آگے آگے تھا۔

اور وہ اس کے بالمقابل تلمسان چلے گئے تو ابوزیان وہاں سے بھاگ گیا اور اس نے مشرق کے شہروں بطحاء ملیانہ اور دہران میں بنی مرین اور ان کے دوستوں بنی توجین اور سوید کی پناہ لے لی جو زغبہ کے قبائل میں سے ہیں۔

سلطان ابوحمو اور عبداللہ بن مسلم کا تلمسان جانا: اور سلطان ابوحمو اور اس کا وزیر عبداللہ بن مسلم تلمسان چلے گئے اور مقیر بن عامر ان کے اس راستے ہی میں فوت ہو گیا پھر وہ اپنے تمام معقل عربوں اور زغبہ کے ساتھ ابوزیان کی اتباع میں نکلے اور انہوں نے جبل وانشریس میں اس کے ساتھیوں سمیت اس سے جنگ کی یہاں تک کہ انہوں نے اس پر غلبہ پالیا اور اس کی فوج تتر بتر ہو گئی اور وہ فاس میں بنی مرین کی حکومت میں اپنی جگہ پر چلا گیا اور سلطان ابوحمو اپنے وطن کے پہاڑوں کو بنی مرین کے قبضے سے بچاتا ہوا واپس آیا اور اس نے بہت سے پہاڑوں کو فتح کر لیا اور ملیانہ اور بطحاء پر قابض ہو گیا پھر اس نے دہران پر چڑھائی کی اور کئی روز تک اس سے جنگ کرتا رہا اور بزور قوت اس میں داخل ہو گیا اور وہاں پر اس نے بنی مرین کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا پھر اس نے المریہ اور الجزائر پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے بنومرین کو دھتکار دیا تو وہ اپنے وطنوں میں چلے گئے اور اس نے اپنے ایلچیوں کو سلطان ابوسالم کے پاس بھیجا اور اس سے مصالحت کر لی اور جنگ کے ہتھیار پھینک دیئے پھر ۷۶۲ھ میں سلطان ابوسالم فوت ہو گیا اور اس کے بعد عمر بن عبداللہ بن علی نے جو ان کے وزراء کے بیٹوں میں سے تھا سلطان ابی الحسن کے بیٹوں کی یکے بعد دیگرے بیعت کرتے ہوئے حکومت سنبھالی جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

فصل

ابوزیان بن سلطان ابوسعید کے مغرب سے اپنی حکومت کی جستجو میں آنے کے حالات اور اس کے کچھ واقعات

یہ ابوزیان یعنی محمد بن سلطان ابوسعید عثمان بن عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن یغمراسن جسے اس کے چچا ابوثابت اور ان کے وزیر یحییٰ بن داؤد کے ساتھ موحدین کی عملداری بجایہ میں گرفتار کیا گیا اور انہیں سلطان ابوعنان کے پاس لایا گیا تو اس نے ابوثابت اور اس کے وزیر کو قتل کر دیا اور اس محمد کو باقی رکھا اور اس کو بقیہ زندگی قید خانے میں ڈال دیا اور جب وہ فوت ہوا اور مغرب کی حکومت مصائب واحوال سے بعد جن کا ذکر آگے آتا ہے اس کے بھائی ابوسالم کے لئے مرتب ومنظم ہو گئی تو سلطان ابوسالم نے اس پر احسان کر کے اسے قید سے آزاد کر دیا اور اسے اپنی حکومت کی مجلس میں شرفاء کے مراتب میں منسلک کر دیا

اور اسے اپنے عم زاد سے مزاحمت کرنے کے لئے تیار کیا اور اس کے اور سلطان ابوحمو کے درمیان اس کی فوتیدگی سے پہلے اور تلمسان سے اس کے اور اس کے بعد سلطان ابوتاشفین کے پوتے ابوزیان کے واپس آنے کے بعد ۲ک ے ھ میں گفتگو ہوئی اور اس نے جوارادہ کیا تھا اس میں اس کی کوشش کامیاب ہوگئی اور اس ابوزیان کے بارے میں اسے امید ہوگئی کہ یہ اپنے باپ کی حکومت کو مخصوص کر لے گا اور اس نے دیکھا کہ یہ اس کے بارے میں اچھا کام کر رہا ہے اور یہ اس کی پارٹی بن جائے گا تو اس نے اسے آلہ دیا اور اسے حکومت کا امیر مقرر کیا اور اسے تلمسان کی طرف بھیجا اور یہ تازی آیا جہاں پر اسے سلطان ابوسالم کی وفات کی خبر ملی پھر لڑائیاں اور فتنے پیدا ہو گئے جن کا تذکرہ ہم ان کے مقام پر کریں گے۔

<u>عبدالحلیم کی فاس پر چڑھائی</u>: اور عبدالحلیم بن سلطان ابی علی بن سلطان ابی سعید بن یعقوب بن عبدالحق نے فاس پر چڑھائی کر دی اور بنومرین اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے جدید شہر سے جنگ کی پھر ان کی فوج منتشر ہوگئی اور عبدالحلیم تازی چلا گیا جیسا کہ ہم اس کے موقع پر اس کا ذکر کریں گے اور اس نے سلطان ابوحمو سے امید کی کہ وہ اس کے معاملے میں اس کی مدد کرے گا پس اس نے اس کے متعلق اس سے خط و کتابت کی اور اس نے اس پر شرط عائد کی کہ وہ اس کے عم زاد ابوزیان کو گرفتار کرے تو اس نے اس کی رضامندی کے لئے اسے قید کر دیا پھر تجلماسہ کی طرف چلا گیا جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے اور راستے میں اولاد حسین نے جو معقل میں سے تھے اپنے ہتھیاروں اور قبائل کے ساتھ اس سے جنگ کی۔

پس ایک دن ابوزیان نے پہرے داروں کی غفلت سے فائدہ اٹھایا اور اس کے سامنے جو گھوڑا کھڑا تھا اس پر چھلانگ لگا کر سوار ہو گیا اور اسے عبدالحلیم کی چھاؤنی سے اولاد حسین کے فروکش ہونے کی جگہ تک ان سے مدد مانگنے کے لئے دوڑاتے ہوئے لے گیا پس انہوں نے اسے پناہ دے دی اور ایک غفلت کے وقت میں یہ بنی عامر کے پاس چلا گیا اور ان کے امیر خالد بن عامر کے درمیان اور سلطان ابوحمو کے درمیان بدسلوکی پائی جاتی تھی یہ اس بدسلوکی کو بھڑکانے کے لئے گیا اور یہ اسے تلمسان پر چڑھا لایا اور سلطان ابوحمو نے بھی ان کے مقابلہ میں فوج بھیجی پس اس نے انہیں تلمسان سے بھگا دیا پھر اس نے خالد بن عامر کو مال دیا کہ وہ اسے بلاد ریاح میں بھجوا دے تو اس نے ایسے ہی کیا اور اس نے اسے زواودہ میں پہنچا دیا اور یہ وہیں پر ان میں قیام پذیر رہا۔

پھر ابواللیل بن موسیٰ نے جو بنی یزید کا شیخ اور وطن بن حمزہ اور اس کے قرب و جوار کا مالک ہے اسے بلایا اور سلطان ابوحمو کی دشمنی میں اسے حکومت کے لئے مقرر کیا اور وزیر عبداللہ بن مسلم نے بنی عبدالواد عربوں اور زناتہ کی فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کیا پس ابواللیل کو غلبے کا یقین ہو گیا اور اس کے لئے وزیر نے مال خرچ کیا اور اس سے شرط لگائی کہ اگر وہ ابوزیان کی اطاعت سے پھر جائے تو وہ اس کے وطن سے الگ رہے گا تو اس نے ایسے ہی کیا اور بجایہ کی طرف واپس آ گیا اور وہاں یہ مولیٰ ابواسحاق ابن مولانا سلطان ابویحییٰ کے ہاں اترا جس نے اس کی خوب مہمان نوازی کی پھر سلطان ابوحمو اور اس کے درمیان خط و کتابت ہوئی اور مصالحت طے پا گئی اور اس شرط پر صلح ہوئی کہ ابوزیان کو بجایہ کی اس سرحد پر بھجوا دیا جائے جو اس کے وطن سے ملتی ہے پس یہ تونس کے دارالخلافہ میں گیا اور حاجب ابومحمد بن تافراکین جو اس کے دور میں حفصیوں کی حکومت کو قائم کرنے والا تھا اسے فیاضی اور کشادہ دلی سے ملا اور اس نے اس کا وظیفہ بھی جاری کر دیا اور اس کا مقام اس قدر

بلند کیا کہ شرفاء میں اس جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا گیا پھر اس کی ہمیشہ یہی حالت رہی یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔

فصل

سلطان ابوتاشفین کے پوتے ابوزیان کے دوسری بار مغرب سے تلمسان کی حکومت کی جستجو میں آنے کے حالات اور اس کے کچھ واقعات

سوید کے عرب زغبہ کا ایک بطن ہیں جو بنی مرین کی پارٹی اور عریف بن یحییٰ کے عہد سے سلطان ابوالحسن اور اس کے بیٹے ابوعنان کے مددگار ہیں اور بنی عبدالواد کے نزدیک یہ ان کے دشمن بنی مرین کے شمار میں آتے ہیں جو بنی عامر کی حکومت طاغیہ کے ساتھ ان کے ہمسر ہیں۔ یہ آخری دور تک بنی عبدالواد سے مقابلہ کرتے رہے ہیں اور ان کے سردار ونزمار بن عریف نے سلطان ابوعنان کی وفات کے وقت بنی مرین کے پڑوس میں کرسف کو اپنا وطن بنا لیا تھا اور اسے عظمت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور وہ اس کی رائے کی طرف رجوع کرتے اور اس کی بات کو سنتے تھے اور اس کے بھائیوں کو ان کے وطن میں اور اپنے ہمسروں بنی عامر میں جو عظمت حاصل تھی اس نے اسے پریشان کر دیا تھا پس اس نے حکومت کو اس کی بنیادوں سے اکھیڑنے کا عزم کر لیا اور اس نے حاکم مغرب عمر بن عبداللہ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ ابوتاشفین کے پوتے محمد بن عثمان کو اپنی حکومت کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے بھیجے اور سلطان ابوحمو اور احمد بن رحو بن غانم جو معقل میں سے اولاد حسن کا عظیم آدمی تھا کے درمیان جو نفرت مستحکم ہو چکی تھی اس نے بھی اس پر اتفاق کیا حالانکہ اس سے پہلے یہ اس کی اور اس کے وزیر عبداللہ بن مسلم کی پارٹی تھے پس عمر بن عبداللہ نے اسے غنیمت سمجھا۔

اور ابوزیان محمد بن عثمان ۷۵۹ھ میں نکلا اور ملویہ میں معقل کے خیموں میں اترا پھر وہ اسے تلمسان لے گئے اور سلطان ابوحمو کو بنی عامر کے امیر خالد بن عمر کے متعلق شبہ پڑ گیا پس اس نے اسے گرفتار کر کے زمین دوز قید خانے میں ڈال دیا پھر اس نے اپنے وزیر عبداللہ بن مسلم کو بنی عبدالواد اور عرب فوجوں کے ساتھ بھیجا تو اس نے نہایت اچھی طرح ان کا دفاع کیا اور ان کی فوج تتر بتر ہو گئی اور اس نے انہیں السرو کی جانب کوچ کروا دیا اور وہ بھی ان کے تعاقب میں تھا یہاں تک کہ وہ سیلہ میں اترے جو ریاح کا وطن ہے اور زواودہ کی پناہ میں چلے گئے۔

عبداللہ بن مسلم پر طاعون کا حملہ: پھر وزیر عبداللہ بن مسلم پر طاعون کی وہ بیماری آئی جس نے اس سال بار بار آدمیوں پر حملہ کیا حالانکہ اس سے قبل بھی اس نے انہیں ۷۶۹ھ میں ہلاک کیا تھا پس اس کے بیٹے اور اس کا خاندان اسے

ساتھ لے کر واپس لوٹے اور وہ راستے ہی میں فوت ہو گیا اور انہوں نے ان کے اعضاء کو تلمسان بھیج دیا جہاں انہیں دفن کر دیا گیا اور سلطان ابوحمو اپنے دشمن کی مدافعت کے لئے نکلا اور عبداللہ کی موت نے اس کی قوت توڑ دی اور اس کے اعوان و انصار کو متفرق کر دیا اور جب ان نے بطحاء پہنچ کر وہاں پڑاؤ کیا تو سلطان ابوزیان کی فوجوں نے ان سے جنگ کی اور چھاؤنی پر اس کے جھنڈے چھا گئے تو ان کے دلوں پر رعب چھا گیا اور وہ منتشر ہو گئے اور خوراک اور خیموں سے قبل ہی حکم نے ان پر سبقت کی اور انہوں نے انہیں چھوڑ دیا اور تتر بتر ہو گئے اور ابوحمو جان بچاتے ہوئے چپکے سے تلمسان کی طرف کھسک گیا اور ابو زیان نے اس کی چھاؤنی کی جگہ پر اپنا خیمہ لگایا اور معقل کا امیر احمد بن رحو اسے اس کی نجات گاہ کی طرف لے گیا اور اسے تک پہنچا دیا اور سلطان ابوحمو نے اپنے خواص کے ساتھ دوبارہ اس پر حملہ کیا اور انہوں نے نہایت جانفشانی سے اس کا دفاع کیا' پس اس کے گھوڑے نے اسے منہ کے بل گرا دیا اور اس نے اس کا سر کاٹ دیا اور سلطان ابوحمو اپنے دارالخلافے میں چلا گیا اور ابوزیان اور عرب بھی اس کے تعاقب میں چلے گئے یہاں تک کہ انہوں نے تلمسان میں اس کے ساتھ کئی روز تک جنگ کی اور اہل معقل اور زغبہ کے درمیان حسد پیدا ہو گیا اور زغبہ نے معقل کے اختصاص پر افسوس کیا اور اس امر پر بھی کہ انہیں چھوڑ کر صرف سلطان کی رائے پر اولاد حسین کو لے لیا گیا ہے پس ابوحمو نے اس بات کو غنیمت سمجھا اور اپنے قید خانے سے ان کے امیر جابر بن خالد کو رہا کر دیا اور اس سے حلفیہ عہد لیا کہ وہ مقید ور نجر لوگوں کو ان کی بند ترک کرنے کی ترغیب دے گا اور اپنی قوم کو ابوزیان کی اطاعت سے واپس لائے گا اور ان کی فوج منتشر کر دے گا تو اس نے اس عہد کو پورا کیا اور اس کا ناطقہ بند کر دیا اور ان کی پارٹیاں منتشر ہو گئیں اور ابوزیان بنی مرین کی حکومت میں اپنے مقام پر واپس آ گیا اور سلطان ابوحمو کی حکومت پیچیدگیوں کے بعد درست اور مضبوط ہو گئی یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

مغرب کی سرحدوں پر سلطان ابوحمو کی چڑھائی

کے حالات

ابوحمو کے خلاف ان فتنوں کے پیدا کرنے اور یکے بعد دیگر شرفاء کو اس کے خلاف اکسانے میں ونزمار بن عریف نے بڑا پارٹ ادا کیا کیونکہ ان کے درمیان مسلسل عداوت چلی آ رہی تھی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور مغرب کی سرحدوں میں اس کا مقام کرسیف تھا اور اس کا پڑوسی محمد بن زکراز تھا جو جبل دبدو میں رہنے والے بنی ونکاسن میں سے بنی علی کا سردار تھا اور یہ دونوں متفقہ طور پر اس کے مخالف تھے' پس جب بغاوت کا جوش ختم ہو گیا اور اس نے انہیں اپنے وطن سے مغرب کی طرف نکال دیا تو اس کی ان کے ساتھ مصالحت ہو گئی اور اس نے دیکھا کہ وہ باری باری ان دونوں امیروں کو ان کی

سرحدوں میں دست بدست لڑے پس اس نے ۷۶۱ھ کے آغاز میں مغرب کی طرف ایک فوج بھیجی اور دبدو اور کرسیف تک پہنچ گیا اور وترنار بھاگ کر جبال کے قلعوں میں قلعہ بند ہو گیا پس ابو حمو نے کھیتوں کو لوٹا اور دیگر نواح میں ہمہ گیر تباہی و تخریب کاری کی اور محمد بن زکراز بھی اسی طرح دبدو کے پہاڑ میں جا کر اپنے اس قلعے میں قلعہ بند ہو گیا جو اس نے وہاں تعمیر کیا ہوا تھا اور ابو حمو نے اپنے سواروں کے ساتھ اس پر غارت گری کی اور اس کے وطن میں گھس گیا اور اس کے شہر کے نواح میں ہمہ گیر تباہی اور تخریب کاری کی اور پلٹ کر اپنے دارالخلافے میں واپس آ گیا اور بنی مرین کی ملحقہ سرحدوں اور ان کی سرحدوں میں اس کا قدم بڑھ گیا اور اس کی پامالی ان پر گراں ہو گئی اور اس کے بعد ان کے درمیان مصالحت ہو گئی اور اس کے عزائم بلادِ افریقہ کی طرف پھر گئے اور اگلے سال اس نے بجایہ کی طرف چڑھائی کی اور اس کی مصیبت اس پر پڑی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

سلطان ابو حمو کی بجایہ پر چڑھائی اور اس کا اس پر مصیبت ڈالنا

مولیٰ امیر ابو عبداللہ بجایہ پر قابض ہو کر اس کا حاکم بن گیا تھا اور جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے اس نے ۷۵۵ھ میں دوبارہ تدلس پر حملہ کیا اور اس میں بنی عبدالواد پر غلبہ پا لیا اور وہاں اپنے محافظوں اور عامل کو اتار کر اس کے اور حاکم قسنطینہ سلطان ابو العباس کے درمیان جو اس کے چچا امیر ابو عبداللہ کا بیٹا تھا فضا تاریک ہو گئی کیونکہ ان کے درمیان متصلہ سرحدی عملداریوں میں کشاکش چل رہی تھی پس ان کے درمیان معرکہ آرائی شروع ہو گئی جس کی وجہ سے وہ تدلس کی حفاظت سے غافل ہو گیا اور بنی عبدالواد کی فوجوں نے تدلس کا زبردست گھیراؤ اور محاصرہ کر لیا پس اس نے اپنے ایلچیوں کو حاکم تلمسان سلطان ابو حمو کے پاس بھیجا کہ وہ مصالحت کی شرط پر اس کے لئے تدلس سے دستبردار ہوتا ہے تو ابو حمو نے تدلس کو قبضے میں کر لیا اور وہاں اپنے محافظ اتار دیئے اور اس کے ساتھ صلح کر لی اور اس کی بیٹی سے رشتہ کیا جسے اس نے قبول کیا اور بیٹی کو اس کے ہاں بھیج دیا جسے وہ زواودہ کے سامنے علاجوحد دد بجایہ میں ان کی آخری عملداری ہے اور حاکم بجایہ اس کام کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے اس کے ساتھ جنگ کے دوران اپنے عم زاد سلطان ابو سعید کو ابو زیان کے بارے میں تونس بھیجا تھا کہ وہ اسے تدلس میں اتارے اور اس کے ذریعے سلطان ابو حمو کو اس کی جنگ سے غافل کر دے۔

ابو زیان کے حالات: اور اس ابو زیان کے حالات میں سے یہ ہے کہ اس نے حاجب ابو محمد بن تافراکین کی وفات کے بعد تونس میں قیام کیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہاں تک کہ بنی عبدالواد کے تلمسانی مشائخ میں سے مرضی القلوب نے سلطان ابو حمو پر چڑھائی کرنے کی سازش کی اور اپنے بارے میں اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کے ساتھ رہیں گے تو اس نے اس

طرف توجہ کی اور اس کے لئے تیاری کی اور تلمسان کی سرحد اور بجایہ کی عملداری کی طرف کوچ کر گیا اور قسطنطینہ سے گزرا تو اس نے اس میں داخل ہونے سے پہلوتہی کی اور وہاں حاکم کے لئے اجنبی بن گیا اور سلطان ابوالعباس کو جو ان دنوں وہاں کا حکمران تھا اس کی خبر ہوگئی تو اس نے اسے روک لئے اور قسطنطینہ میں قید کرنے کا ارادہ کر لیا اور اس کے اور اس کے عمزاد حاکم بجایہ کے درمیان مسلسل جنگ جاری رہی اور وہ اپنے اہل ملک کو بہت دبا کر رکھتا تھا اور انہیں سخت عذاب دیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کی حکومت کے دو سال بھی پورے نہیں ہوئے تھے کہ اس نے ان میں پچاس آدمیوں کو قتل کر دیا پس نفرت مستحکم ہوگئی اور طبیعت بگڑ گئی اور بیماری پیچیدہ ہوگئی اور اہل شہر سلطان ابوالعباس سے ساز باز کرنے پر مجبور ہوئے کہ وہ انہیں ہلاکت و تباہی کے چنگل سے بچائے کیونکہ ان کے لئے ان کے امیر پر غلبہ پانا مقدر کیا گیا تھا۔

ابوالعباس کا حملہ: پس اس نے ۷۶۷ھ کے آخر میں اس پر حملہ کیا اور امیر ابوعبداللہ اس کے ساتھ ساتھ جنگ کرنے کے لئے نکلا اور تامرد کے اس پہاڑ پر پڑاؤ کر لیا جو تا کر دت پر جھانکتا تھا اور سلطان ابوالعباس نے صبح کو اس کے پڑاؤ پر حملہ کر کے اس پر قابض ہو گیا اور اس نے اپنی جان بچانے کے لئے اپنا گھوڑا دوڑایا اور سوار بھی اس کے پیچھے گھوڑے دوڑاتے ہوئے گزرے یہاں تک کہ وہ اسے جا ملے اور اس کا گھیراؤ کر لیا اور پھر اُسے نیزے مار مار کر قتل کر دیا۔

اور سلطان ابوالعباس شہر کی طرف جا کر ۲۷ شعبان کی دوپہر کو اس میں داخل ہو گیا اور لوگوں نے جنگ کی حیرت سے اس کی پناہ لے لی اور اس کی دعوت سے وابستہ ہو گئے اور اس کی اطاعت اختیار کر لی پس قیامت دور ہوگئی اور معاملہ درست ہو گیا۔

ابوحمو کا حملہ: اور سلطان ابوحمو کو بھی خبر پہنچ گئی تو اس نے اس کی ہلاکت پر اس کا بدلہ لینے کے لئے غصے کا اظہار کیا اور اس نے زناتہ اور عربوں کی فوجوں کے ساتھ بجایہ پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ وہاں پڑاؤ کر لیا اور اس نے بجایہ کے چوک کی اطراف کو خیموں سے بھر دیا اور سلطان اس کی مبارزت پر آمادہ ہوا اور اہل شہر اس کے ساتھ تیار ہوئے اور اس کے مقام کی پناہ لے لی پس اس نے ان کی حاجت روائی کی اور ایلچی اڑ کر قسطنطینہ گیا پس اس نے ابوزیان کو قید سے رہا کر دیا اور اسے سواریاں، زرہیں اور آلہ دیا اور اس کے ساتھ اپنے غلام بشیر کو بھی فوج میں بھیجا یہاں تک کہ وہ ابوحمو کی چھاؤنی کے بالمقابل اترا اور انہوں نے بنی عبدالجبار کے دامن کوہ میں اپنی جگہ بنائی اور صبح و شام ابوحمو کی چھاؤنی پر غارت گری کرنے لگے کیونکہ ان کے پاس اس کی فوج اور اس کے ساتھی عربوں کے دلوں کی بیماری کے متعلق چغلی کی گئی تھی اور سلطان ابوحمو نے ایسی ثابت قدمی دکھائی جو اس کے وہم گمان میں بھی نہ تھی اور جنگ کے ایک دلال نے اہل شہر کے مشائخ کی زبان سے اس کے سامنے ایک وعدہ پیش کیا تھا جس نے اس کے لئے اس میں دلچسپی پیدا کر دی تھی اور اسے یقین ہو گیا تھا کہ اس کے لئے اسے تیاری کرنے کی ضرورت نہیں پس وہ جلدی سے اس کی طرف گیا اور احتیاط کو ترک کر دیا اور جب وہ اس کے سامنے ڈٹ گیا تو اس کی چھاؤنی پر فضا تنگ ہوگئی اور غلہ کے قافلوں کے لئے راستے خراب ہو گئے اور اس کے پڑاؤ کے قبائل میں حکومت میں حصہ دار دشمن کے غالب آ جانے سے سنگین جنگ شروع ہوگئی اور سلطان کی سطوت اور برے انجام کے خوف سے عرب جوانوں نے فدا کاری دکھائی اور وہ ان کے درمیان انتشار کے لئے چلنے پھرنے لگے اور اس کے لئے انہوں نے حملے کا وقت مقرر کیا اور جب سلطان کو مشائخ کے وعدہ نے جھوٹا کیا تو اس نے ان سے جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا اور اس نے فصیلوں کے تنگ

مقامات پر جو پہاڑ کی سخت دشوار اور بلند جگہوں میں تھے خیمے لگا لئے' جسے اہل الرائے نے پسند نہ کیا اور غفلت کے وقت پہاڑ کے پیادوں نے نکل کر ان پوشیدہ مقامات پر بیٹھے ہوئے جانبازوں پر حملہ کر دیا اور یہ ان کے سامنے شکست کھا گئے اور انہوں نے ان کو تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور عربوں نے دور سے خیموں کو لٹتے دیکھا تو وہ بھاگ گئے اور تمام چھاؤنی تتر بتر ہو گئی۔

اور سلطان ابوحمو نے سفر کے لئے اپنے بوجھ اٹھائے تو انہوں نے اس کو ان سے روک دیا تو اس نے انہیں چھوڑ دیا اور اس کا سب باقی ماندہ سامان لوٹ لیا گیا اور لوگوں نے ہر بلندی سے ان پر آوازے کسے اور آگے پیچھے سے ان کے راستے تنگ ہو گئے اور وہ اپنی بھیڑ کو لے کر بھاگے اور ان کے پہلوؤں پر پل پڑے پس ان میں سے بہت سے آدمی مارے گئے اور وہاں اس قدر عجیب واقعات ہوئے جنہیں لوگ مدت تک بیان کرتے رہے اور اس کی لونڈیوں کو بجایہ لایا گیا اور امیر ابوزیان نے ان میں سے اس کی مشہور لونڈی یحییٰ الزابی کی بیٹی کو مخصوص کر لیا جو عبدالمومن بن علی کی طرف منسوب ہوتی تھی اور جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اس نے موحدین کے علاقے میں غریب الوطنی کی حالت میں اس کے باپ سے اس کا رشتہ طلب کیا تھا اور دوسری لونڈیوں کی نسبت یہ اس کے دل کو بہت بھاتی تھی پس وہ امیر ابوزیان کے غنائم میں نکلی اور وہ اس سے محبت کرنے سے کنارہ کش رہا یہاں تک کہ اہل فتویٰ نے اسے اس کا ایک طریق بتایا کہ سلطان ابوحمو سے اپنی عورتوں کے بارے میں ایک گناہ سرزد ہوا تھا اور سلطان ابوحمو عشق پیچاں کے اس گڑھے سے تھوک نگلنے کے بعد بچ گیا تھا اور الجزائر کی طرف چلا گیا تھا اور وہ نفس کو اس برے کام کی برائی سے روک نہیں سکتا تھا پھر وہ وہاں سے نکل کر الجزائر چلا گیا اور اپنی حکومت کے تخت پر بیٹھا اور اس کے عم زاد ابوزیان کی قوت و سطوت بڑھ گئی اور وہ قاصیہ پر متغلب ہو گیا اور عرب اس کے پاس آ گئے اور اس کے پیروکاروں میں اضافہ ہو گیا اور اس نے اس شرقی جانب مسلسل کئی سال تک سلطان ابوحمو سے جنگ کی جن کے حالات کو ہم اب بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

بلادِ حصین کی شرقی جانب ابوزیان کی بغاوت کرنے اور المریہ الجزائر اور ملیانہ پر متغلب ہو جانے اور اس کے ساتھ جو معرکے ہوئے ان کے حالات و واقعات

جب سلطان ابوحمو نے بجایہ کے میدان میں شکست کھائی تو ذوالحجہ کے اوائل سے ہی جو ۶۷ھ کا آخری مہینہ ہے ان کا زمانہ تاریک ہو گیا اور امیر ابوزیان نے اپنا ڈنکا بجوا دیا اور اس کا تعاقب کیا اور زغبہ کے بلادِ حصین میں پہنچ گیا جو ظلم و

استبداد سے خود سر ہو گئے تھے جب کہ حکومتیں ان کے ساتھ ابن زغایا کا سلوک کرتی تھیں جو تاوان میں غلام بنالی جاتی ہے اور ان کے آگے پیچھے جو ان کے زغبہ بھائی رہتے تھے جنگ کی غرض سے انہیں ان کے برابر قرار دیتے تھے پس انہوں نے منزج موت پر اس کی بیعت کی اور جبل تیطری کی پناہ گاہ میں ٹھہر گئے یہاں تک کہ سلطان کی فوجیں اچانک ان پر آ پڑیں پھر عمران بن موسیٰ بن یوسف اور موسیٰ بن عوت اور داخل بن عبو بن حماد کی نگرانی کے لئے موجود تھی انہوں نے کئی روز تک ان سے جنگ کی پھر شہر میں انہیں مغلوب کر لیا اور امیر ابوزیان نے اس پر قبضہ کر لیا اور وزراء پر اور بنی عبد الواد کے مشائخ پر احسان کیا اور انہیں سلطان کے پاس جانے کی آزادی دے دی اور تاوان کی ذلت سے بچنے کے لئے ثعالبہ نے بھی اسی کا طریق اختیار کیا پس انہوں نے امیر ابوزیان سے اطاعت و انقیاد کا عہد کر لیا اور الجزائر کے باشندوں کے دلوں میں اپنے گورنروں کے ظلم کی وجہ سے نفرت پائی جاتی تھی اور ثعالبہ کے امیر سالم بن ابراہیم بن نصر نے امیر ابوزیان کی اطاعت پر انہیں مائل کیا پھر ابوزیان نے اہل ملیانہ کو بھی اسی قسم کی دعوت دی تو انہوں نے اس کی بات مان لی اور سلطان ابوحمو نے ان کی بیماری کو ختم کرنے کے لئے ایک فیصلہ کن حملے پر غور کیا اور اس نے عرب باشندوں میں آدمی بھیجے اور مال خرچ کیا اور جستجو کے لئے دریا کے کناروں پر شہروں کو انہیں جاگیر میں دیا۔

سلطان ابوحمو کا بلاد توجین پر حملہ: اور بلاد توجین کی طرف چلا گیا اور ۷۶۸ھ میں امیر سوید ابوبکر بن عریف کی اطاعت کی کوشش کرتا ہوا ابی سلامہ کے قلعے میں اُترا پس خالد بن عامر نے اس سے اتفاق نہ کیا اور ابوبکر بن عریف کے پاس چلا گیا اور دونوں نے اس کی مخالفت کرنے پر اتفاق کر لیا اور اس کی اطاعت چھوڑ دی اور انہوں نے اس کے پڑاؤ پر غارت گری کی اور وہ بھاگ گئے اور اس کے محلات اور قیمتی چیزیں لوٹ لی گئیں اور یہ تلمسان کو واپس آ گیا پھر اس نے ملیانہ پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا اور اس نے ریاح کی طرف جب کہ وہ اس کی طرف مائل تھا یعقوب بن علی بن احمد اور عثمان بن یوسف بن سلیمان علی کو بھیجا یہ دونوں زوادہ کے امیر تھے کیونکہ ان دونوں اور سلطان مولانا ابوالعباس کے درمیان نفرت پائی جاتی تھی پس ان نے امیر ابوزیان پر اس کے بعد بجایہ پر حملہ کرنے کے لئے اس سے مہلت مانگی اور اُسے ضمانت دی کہ ریاح کے صحرائی لوگ اس کی اطاعت کریں گے اور انہوں نے اس کے لئے اس کی طرف اپنی گروی رکھی ہوئی چیز بھی بھیجی جسے اس نے ان پر اعتماد کرتے ہوئے واپس کر دیا اور زغبہ کے بہت سے عرب اس کے پاس جمع ہو گئے اور عریف بن یحییٰ اور خالد بن عامر کی اولاد ہمیشہ ہی اپنے قبیلوں میں صحرا میں اسے منحرف رہی اور اس نے ان پر حملہ کرنے کا پختہ ارادہ کیا تو یہ اس کے آگے بھاگ اٹھے اور اس نے حصین کے مخالفین اور امیر ابوزیان پر جبل تیطری میں ان کی پناہ گاہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور یعقوب بن علی اور عثمان بن یوسف اپنی ریاحی فوجوں کے ساتھ جلدی سے اس کے پاس گئے اور ان کے بالمقابل قلعہ میں اترے اور عریف اور خالد بن عامر کی اولاد جلدی سے زوادہ کی طرف گئی تا کہ سلطان کے ہاتھ میں ہاتھ دینے سے پہلے انہیں علاقے سے باہر نکال دیں پس انہوں نے جمعرات کے روز ذوالقعدہ کے آخری دنوں میں ۷۶۹ھ میں صبح کو ان پر حملہ کر دیا اور ان کے درمیان سخت جنگ ہوئی تو شروع شروع میں زوادہ بھاگ گئے اور آخرکار انہیں غلبہ حاصل ہو گیا اور جنگ میں زغبہ کے کچھ لوگ مارے گئے اور وہ انہیں روکنے سے مایوس ہو گئے پس وہ حصین اور امیر ابوزیان کی طرف مڑ گئے اور اپنے چراگاہ تلاش کرنے والے کے ساتھ ان کے پاس چلے گئے اور سلطان ابوحمو کے خلاف ان کے مددگار بن گئے اور انہوں نے اس کے

پڑاؤ پر غارت گری کی اور ان کی طرف جا کر اس کے ساتھ نہایت پامردی سے جنگ کی پس اس کے میدان میں بھگدڑ مچ گئی اور اس کی فوجوں کو شکست ہوگئی اور خود وہ صحرا کے راستے بچ کر تلمسان چلا آیا اور زواودہ اپنے وطن کی طرف بھاگ گئے اور زغبہ کے تمام عرب امیر ابوزیان کے پاس جمع ہو گئے اور ان نے شکست خوردہ لوگوں کا تعاقب کیا اور سیرات میں اترا۔

سلطان ابوحمو اور خالد کی جنگ: اور سلطان ابوحمو اپنی قوم اور بنی عامر کے جو لوگ باقی رہ گئے تھے ان کے ساتھ نکلا اور خالد اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے آگے بڑھا تو سلطان نے اسے شکست دی اور لوگ اس کے پیچھے سے بھاگ گئے پھر اس نے اس کے ساتھ خط و کتابت میں نرم رویہ اختیار کیا اور اس کے لئے مال خرچ کیا اور شرائط طے کرنے میں اسے کھلا اختیار دیا اور وہ اس کی خدمت میں لگ گیا اور امیر ابوزیان عریف کی اولاد سے پختہ دوستی رکھتے ہوئے اپنے حصین کے مددگاروں کی طرف واپس آ گیا پھر محمد بن عریف سلطان کی اطاعت میں چلا گیا اور اسے ضمانت دی کہ وہ اپنے بھائی کو مخالفت سے روک دے گا اور اس نے اس بارے میں بہت کوشش کی پس سلطان نے اس پر الزام لگایا اور اس کے دشمن خالد بن عامر نے اُسے اس پر مصیبت ڈالنے کے لئے آمادہ کیا تو اس نے اسے گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا اور اس کے بھائی ابوبکر کی نفرت مستحکم ہوگئی۔

سلطان ابوحمو اور ابوبکر کی جنگ: اور سلطان نے اپنی قوم اور تمام بنی عامر کے ساتھ بحر کے بیچ میں اس پر حملہ کیا اور ابوبکر کی پوزیشن بھی مضبوط ہوگئی پس اس نے الحرث بن ابی مالک اور ان کے پیچھے حصین کو جمع کیا اور وہ دراک اور تیطری کے پہاڑوں میں قلعہ بند ہو گئے اور سلطان اپنی فوجوں کے ساتھ بلاد دیالمہ کو الحرث سے واپس لینے کے لئے اترا پس اس نے انہیں تباہ و برباد کر دیا اور انہیں تنگ کیا اور اس کی کھیتیوں کو تباہ کر دیا اور اس کے خزانوں کو لوٹ لیا اور ابوبکر اور اس کے ساتھی جو الحرث اور حصین سے تھے اس کے سامنے ڈٹ گئے اور امیر ابوزیان ان کے درمیان تھا پس اس نے انہیں چھوڑ دیا اور بلادِ عریف اور ان کی سوید قوم پر حملہ کر دیا اور انہیں برباد کر دیا اور ابن سلامہ کے قلعے کو بھی برباد کر دیا کیونکہ وہ ان کا سب سے خوب صورت ٹھکانہ تھا اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور وہ سمجھتا تھا کہ اس نے اولاد عریف سے اپنے آپ کو شفا دی ہے اور انہیں ان کے وطن میں مغلوب کر لیا ہے اور انہیں ان کے دشمن کا مقام دیا ہے اور ابوبکر کے مغرب چلے جانے اور بنی مرین کے حملے کا ذکر ہم بیان کریں گے۔

فصل

سلطان عبدالعزیز کے تلمسان پر چڑھائی کر کے اس پر قابض ہونے اور بلاد الزاب میں الدوسن مقام پر ابوحمو اور بنی عامر کے مصیبت میں پڑنے اور ابو زیان کے تیطری سے نکل کر ریاح کے قبائل میں جانے کے حالات

جب ابوحمو نے محمد بن عریف کو گرفتار کر کے اس کی قوم سوید کی جمعیت کو پریشان کر دیا اور اس کے علاقے میں فساد پیدا کر دیا تو اس کے بڑے بھائی کا ارادہ ہوا کہ وہ شاہِ مغرب کے پاس فریادی بن کر جائے پس وہ اپنے بنی مالک کے چراگاہ تلاش کرنے والے آدمی کے ساتھ ان کی طرف کوچ کر گیا اور اس نے سوید دیالم اور عطاف کے قبائل سے لوگوں کو اکٹھا کیا یہاں تک کہ وہ ملویہ کی زمین میں جا اترا جو مغرب کی سرحدوں کے ساتھ ہے اور اپنے بڑے بھائی وترمار کے ہیڈ کوارٹر میں گیا جو مراوہ کے اس محل میں تھا جس کی حد بندی اس نے وادی ملویہ کو بنی مرین کی حکومت کے ماتحت واپس کرتے اور ان کی پناہ میں دیتے وقت کی تھی کیونکہ ان کی حکومت کا دارومدار اس کے ہاتھ میں تھا اور ان کے کام اس کی آراء سے تکمیل پاتے تھے یہ ایک ایسی بات تھی جس کا وہ اپنے باپ عریف بن یحییٰ سے سلطان ابوسعید اور اس کے بیٹے ابوالحسن اور اس کے بیٹے ابوعنان کے ساتھ وارث ہوا تھا' پس ملوکِ مغرب نے اس بارے میں اس کے اسلاف کے طریقوں کو قبول کر لیا اور ان کی رائے سے برکت حاصل کی اور ان کے مشوروں سے سکون حاصل کیا پس جب ان کا بھائی ابوبکر شاہِ مغرب سے پوشیدہ طور پر اس کے پاس آیا اور اس نے اپنے دوسرے بھائی محمد کے قید ہونے کی اطلاع دی تو اس نے اپنے عزائم کو تیز کیا اور اپنے بھائی ابوبکر اور ان کی قوم بنی مالک کے مشائخ کو سلطان عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن کے پاس بھیجا جب وہ جبل ہنتانہ کو فتح کر کے اور عامر بن محمد بن علی پر جو ان کے قلعے میں افتراق پیدا کرنے کے لئے آ رہا تھا' کامیابی حاصل کر کے واپس آ رہا تھا' پس وہ

اسے واستے میں ملے اور وہ بھی انہیں نہایت عزت واحترام سے ملا تو انہوں نے اس سے اپنے بھائی کے بچانے کے لئے مدد طلب کی پس اس نے ان کی دادخواہی کو قبول کیا اور انہوں نے اسے تلمسان کی حکومت اور اس کے ماوراء علاقے کے متعلق رغبت دلائی تو اس کی قوم نے اس بات پر اتفاق کیا کیونکہ اس کے دل میں سلطان ابوحمو کے متعلق ناراضگی پائی جاتی تھی اس لئے کہ وہ ہر اس آدمی کو قبول کر لیتا تھا جو معقلی عربوں میں سے حکومت کا مددگار یا صحرائی آدمی اس کے پاس آتا تھا۔

سلطان عبدالعزیز کا تلمسان پر حملہ کرنا: پس اس نے تلمسان پر چڑھائی کرنے کا عزم کر لیا اور اپنی باگ وترمار کے ہاتھ میں دے دی اور فاس کے میدان میں پڑاؤ ڈال لیا اور مغرب کی سرحدوں اور مضافات میں فوجیں جمع کرنے والوں کو بھیجا پس فوجیں اکٹھی کرنے والے اس کے دروازے پر کھڑے ہو گئے اور وہ اے کے ھ میں عیدالاضحیٰ کی قربانیاں ادا کرنے کے بعد کوچ کر گیا اور سلطان ابوحمو کو بھی اطلاع پہنچ گئی جو اس وقت بطحاء میں پڑاؤ کئے ہوئے تھا تو وہ الٹے پاؤں تلمسان واپس آیا اور اس نے اپنے مددگاروں بنی عبیداللہ اور معقلی عربوں کے حلیفوں کو بھیجا تو انہوں نے اس کے جواب میں خاموشی اختیار کر لی اور شاہ مغرب کی طرف چلے گئے پس اس نے بنی عامر کی طرف جانے کا پختہ ارادہ کر لیا اور ماہ محرم ۷۷۲ھ میں بھاگ گیا اور سلطان عبدالعزیز ان کے بعد یوم عاشورہ کو تلمسان میں اترا اور اس نے وترمار بن عریف کو اس کی اتباع میں فوجیں بھیجنے کا اشارہ کیا پس سلطان نے اپنے وزیر ابوبکر بن غازی بن الکا کو بھیجا یہاں تک کہ وہ بطحا پہنچ گیا پھر وہیں وترمار بھی اس کے ساتھ مل گیا اور اس نے سب عربوں کو اکٹھا کر لیا اور سلطان ابوحمو اور بنی عامر کے تعاقب میں جلدی سے گیا اور وہ بہت دور چلے گئے تھے اور زواودہ کے ہاں اترے تھے اور ان دنوں سلطان نے ان کی طرف عبدالعزیز کو بھیجا کہ وہ انہیں اس کی اطاعت اختیار کرنے اور بنی عامر کے ساتھیوں اور سلطان سے دور کرنے پر آمادہ کرے اور اس نے فرج بن عیسیٰ بن عریف کو حصین کی اطاعت حاصل کرنے اور ابوزیان کو اپنے دارالخلافے میں بلانے اور اس کے عہد کو توڑنے کے لئے بھیجا اور یہ دونوں اکٹھے ہی اپنے دوستوں میں سے سب سے پہلے ابوزیان کے پاس گئے اور وہ زواودہ میں سے یحییٰ بن علی بن سباع کی اولاد کے پاس چلا گیا اور میں ان کے پاس گیا اور میں نے سلطان کی رضامندی کے لئے انہیں پناہ دینے کی اہمیت کم کر دکھائی اور میں نے انہیں ابوحمو اور بنی عامر کے معاملے میں انتباہ کیا اور ان کے مشائخ وترمار اور وزیر ابوبکر بن غازی کے پاس گئے اور انہوں نے ان دونوں کو اس کا راستہ بتایا تو انہوں نے جلدی سے جا کر الدوس میں ان کی فرودگاہ پر شب خون مارا جو مغرب کی جانب الزاب کی آخری عملداری ہے پس انہوں نے ان کی فوجوں کو منتشر کر دیا اور سلطان ابوحمو کی تمام چھاؤنی کو ان کے مال و متاع سمیت لوٹ لیا اور ان کی جماعت مصاب چلی گئی اور فوجیں وہاں سے واپس آ گئیں اور جبل راشدہ کے سامنے صحرا میں بنی عامر کے محلات میں داخل ہو گئے پس انہوں نے انہیں لوٹ لیا اور برباد کر دیا اور ان میں خرابی کی اور الٹے پاؤں تلمسان واپس آ گئے اور سلطان نے اپنے کارندوں کو مغرب اوسط کے بلاد وہران ملیانہ الجزائر المریہ اور جبل وانشریس میں پھیلا دیا جس سے اس کی حکومت منظم و مرتب ہو گئی اور اس کا دشمن ان سے دور ہو گیا اور صرف بلاد مغراوہ میں فتنہ کی آگ کی ایک چنگاری باقی رہ گئی۔

اور خالد کچہری میں غصے ہو کر جبل بنی سعید میں جا کر قلعہ بند ہو گیا اور سلطان نے ان کے محاصرہ کے لئے فوجیں تیار کیں اور اپنے وزیر عمر بن مسعود کو اس کام کے لئے بھیجا جیسا کہ ہم نے مغراوہ کے حالات میں بیان کیا ہے اور وہ ذلیل ہو گیا

اور ان دنوں میں نے اس کے پاس زواودہ کے مشائخ کو بھیجا تو اس نے ان کی بہت عزت کی اور وہ واپس آئے تو ان کے تھیلے بھرے ہوئے تھے اور ان کے دل صاف تھے اور ان کی زبانیں شکریہ ادا کر رہی تھیں اور ان کا یہی حال رہا یہاں تک کہ وہ کچھ ہوا جس کا حال ہم بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل

مغرب اوسط کے اضطراب اور ابوزیان کے تیطری کی طرف واپس آنے اور ابوحمو کے تلمسان پر چڑھائی کرنے پھر ان دونوں کے شکست کھانے اور بقیہ نواح میں دھتکارے جانے کے حالات

زغبہ کے بنی عامر بنی عبدالواد کی حکومت کے آغاز میں ان کے مخلص مددگار تھے اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں سوید بن مرین کے مخلص دوست تھے اور عریف اور اس کے بیٹوں کی سلطان ابوالحسن کے ہاں جو قدر و منزلت تھی وہ ایک مشہور بات ہے پس جب الدوس میں ان کے قبائل ابوحمو کے ساتھ لوٹے گئے تو وہ بنی مرین کی آمد سے مایوس اور خوف زدہ ہو کر جنگل کی طرف چلے گئے کیونکہ وترمار بن عریف اور اس کے بھائی حکومت میں تھے پس انہوں نے اپنے سلطان ابوحمو پر مہربانی کی اور اس کے ساتھ جنگلوں میں گھومتے پھرے پھر رحو بن منصور اپنی قوم کے اطاعت گزار عبید اللہ معقلی کے ساتھ ان کے پاس آیا اور انہوں نے وجدہ پر حملہ کر دیا پس حکومت کے خلاف نفاق کی آگ بھڑک اٹھی اور حصین اپنے انجام کے بارے میں سلطان سے ڈر گئے کیونکہ وہ شقاق و عناد کی طرف منسوب ہوتے تھے پس انہوں نے اپنے سلطان ابوزیان کی طرف اپنے ہاتھ بڑھائے اور اسے یحییٰ بن علی کی اولاد کے اجتماع کی جگہ سے واپس بلانے کے لئے اپنے مشائخ کو بھیجا پس وہ ان کے درمیان اترا اور انہوں نے اس کے ساتھ المریہ پر حملہ کر کے اس کے نواح پر قبضہ کر لیا اور المریہ کا شہر ان کے سامنے ڈٹا رہا اور مسلسل یہی کیفیت رہی اور مغرب اوسط سلطان کے خلاف حرکت میں آ گیا اور اس کی اطاعت چھوڑ دی اور اس نے فوجوں کو حصین اور مغراوہ سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا پس ابوحمو اور بنو عامر نے اسے تلمسان لانے کا پختہ ارادہ کر لیا اور جب وہ اس کے قریب اترے تو سلطان عبدالعزیز نے اپنے ایک مددگار کے ذریعے خالد بن عامر اور زغبہ سے مال کے بارے میں سازش کی اور ابوحمو نے اس کے ایک رشتہ دار سے مل کر اور اس کی رائے پر گرفت کر کے اسے ناراض کر دیا تھا پس وہ شاہ

مغرب کی طرف مائل ہوا اور اس نے ابوحمو کے عہد سے دست کشی کر لی۔

سلطان عبدالعزیز کا خالد کی طرف فوج بھیجنا: اور سلطان عبدالعزیز نے خالد کی طرف اپنی فوج بھیجی پس اس نے ابوحمو اور اس کے ساتھی عربوں عبیداللہ اور بنی عامر پر حملہ کر دیا اور اس نے ان کی چھاؤنی اور اموال کو لوٹ لیا اور اس کی بیوی اور لونڈیاں پیچھے بٹھا کر سلطان کے محل میں لائی گئیں اور اس نے ان کے غلام عطیہ کو گرفتار کر لیا تو سلطان نے اس پر احسان کیا اور اُسے خواص اور وزراء میں شامل کر لیا اور زغبہ نے شاہ مغرب کی خدمت کا عہد کر لیا اور سلطان کے نزدیک یہ فتح بلادِ مغراوہ کی فتح کے برابر ہو گئی اور اس کا وزیر ابوبکر بن غازی جبل بنی سعید پر متغلب ہو گیا اور اس نے حمزہ بن علی بن راشد کو اس کے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ پکڑ لیا اور انہیں قتل کر کے انہیں سلطان کے دارالخلافے میں بھجوا دیا اور ملیانہ کے میدان میں ان کے اعضاء کو صلیب دیا گیا پس فتح کی تکمیل ہو گئی۔

اور سلطان نے اپنے وزیر ابوبکر بن غازی کو حصین پر حملہ کرنے کا اشارہ کیا پس اس نے ان پر حملہ کیا اور اس نے مجھ سے گفتگو کی اور میں اس کے پروپیگنڈہ کے لئے بسکرہ میں مقیم تھا کہ زواودہ اور ریاح سے اس کے مددگاروں کو اکٹھا کروں اور تیطری کے قلعے پر وزیر اور فوجوں کی ملاقات ہوئی پس ہم نے کئی ماہ تک اس سے جنگ کی پھر ان کی فوج تتر بتر ہو گئی اور وہ قلعے سے بھاگ گئے اور پوری طرح تباہ ہو گئے اور ابوزیان سیدھا چلتا گیا اور الزاب کے سامنے وارکلا شہر میں پہنچ گیا کیونکہ وہ فوجوں کی پہنچ سے دور تھا پس انہوں نے اُسے پناہ دی اور اس کی عزت کی اور وزیر نے ثعالبہ اور حصین کے قبائل پر بڑے بڑے ٹیکس لگا دیئے جسے انہوں نے ہاتھوں سے ادا کیا اور اس نے ان کی وصولی کے لئے انہیں دبا لیا اور بربر حصدون کی جانب پر قبضہ کر لیا اور بڑی شان اور غلبے کے ساتھ تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔

اور سلطان نے اس کی آمد پر اس کی خاطر ایک عظیم الشان نشست کی جس میں اُسے انعام واکرام سے نوازا اور اس کے ساتھ جو عرب وفود اور قبائل تھے انہیں بھی اسی طرح انعام واکرام سے شادکام کیا اور اس نے زغبہ کے امرائے عرب سے ان کے عزیز بیٹے اطاعت کی شرط پر ان سے بطور یرغمال مانگے اور انہیں تیکورارین سے ابوحمو کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا پس وہ اس کام کے لئے چل پڑے۔

سلطان عبدالعزیز کی وفات: اور سلطان عبدالعزیز اپنے وزیر اور اپنی فوجوں کی آمد سے چند راتیں قبل آخر ربیع الاول ۷۷۴ھ میں ایک مزمن مرض سے فوت ہو گیا جس کے غلبہ سے وہ پوشیدگی اور صبر کے ساتھ بچتا تھا اور بنومرین اس کے بیٹے کی مردانہ وار بیعت کرنے کے بعد مغرب میں اپنے مقبوضات کی طرف واپس آ گئے اور اسے سعید کا لقب دیا اور انہوں نے اس کا معاملہ وزیر ابوبکر بن غازی کے سپرد کر دیا پس اس نے ان کا امر ان پر نافذ کیا اور اس کی یہی حالت رہی جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

سلطان ابوحموالاخیر کی تلمسان کی طرف واپسی اور بنی عبدالواد کو تیسری بار حکومت ملنے کے حالات

جب سلطان عبدالعزیز فوت ہو گیا اور بنی مرین مغرب کی طرف واپس آ گئے تو انہوں نے تلمسان سے دور ہونے کی وجہ سے ابوحمو کی مدافعت کے لئے بنی یغمراسن کے شرفاء میں سے ابراہیم بن سلطان ابوتاشفین کو مقرر کیا' جو ان کی حکومت کو اس وقت سے جب سے اس کا باپ فوت ہوا تھا عمدگی سے چلا رہا تھا اور اس کے مددگاروں میں سے سلطان ابوحمو کا غلام عطیہ بن موسیٰ کھسک گیا اور ان کے کوچ کی صبح کو شہر کی طرف چلا گیا اور اپنے آقا کی دعوت کا ذمہ دار بن گیا اور ابراہیم بن تاشفین نے اُسے اس کے ارادے سے روکا اور سلطان ابوحمو کے مددگاروں کو جو معقلی عربوں میں سے یغمور بن عبیداللہ کی اولاد تھے' خبر پہنچ گئی تو انہوں نے نجیب کو اس وقت اس کے پاس بھیجا جب لوگوں نے ان پر غلبہ پا لیا اور اس نے ہوڈان کی طرف سفر کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا کیونکہ اسے خبر ملی تھی کہ عرب ان پر چڑھائی کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں' پس وہ اپنی غربت گاہ سے جلدی جلدی چلا اور اس کے ولی عہد بیٹے عبدالرحمٰن ابوتاشفین نے ان کے مددگار عبداللہ بن صغیر کے ساتھ اس سے سبقت کی پس وہ شہر میں داخل ہو گئے اور ان کے پیچھے سلطان بھی ان کے دخول کے چوتھے دن بعد آ گیا اور اس نے دوبارہ اپنی سلطنت حاصل کی اور اپنے تخت پر بیٹھا اور یہ ایک عجیب بات ہے کہ اس نے اسی وقت اپنے ان وزراء کو گرفتار کر لیا جن پر اس نے خالد بن عامر کے ساتھ سازش کرنے کا الزام لگایا تھا کیونکہ ان سے اس سے عہد شکنی کی تھی اور اس کے دشمن کی مدد کی تھی۔ پس اس نے اس دن غصے کی وجہ سے

انہیں قید خانے میں ڈال دیا اور اس کی وجہ سے خالد اور اس کے خاندان کی نفرت اس سے مستحکم ہو گئی اور عریف بن یحییٰ کی اولاد کی دوستی' بنی عامر کے فخر اور سلطان عبدالعزیز کے اُسے قتل کے لئے پیش کرنے کی وجہ سے اُسے حاصل ہو گئی اور ان کے سردار ونزمار کے مقام کی وجہ سے اسے ملوک مغرب کے احسانات کو روکنے کے بارے میں ان پر اعتماد ہو گیا اور وہ اپنے وطن کو درست کرنے کے لئے واپس آ گیا اور بنو مرین نے مغرب کی طرف ان کے منتشر ہونے کے وقت مغراوہ کے ہمسروں اور پھر بنی مندیل علی بن ھرون بن ثابت بن مندیل سے جنگ چھیڑ لی اور اسے سلطان ابوحمو سے مزاحمت کرنے اور اس کی حکومت کے شرفاء کو باغی بنانے کے لئے بھیجا اور اس کے عم زاد ابوزیان نے بلادِ حصین پر حملہ کیا اور ان دونوں کے ساتھ اس کے حالات کو ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

ابوزیان بن سلطان ابی سعید کی بلادِ حصین کی طرف واپسی اور پھر وہاں سے اس کے خروج کے حالات

جب سلطان عبدالعزیز فوت ہوگیا اور امیر ابوزیان بن سلطان ابی سعید کو خبر ملی کہ وہ اپنی نجات گاہ وارکلا میں ہے تو اس نے وہاں سے تکول پر حملہ کیا اور اس جانب چلا گیا جہاں وہ الگ تھلگ مقیم تھا اور ابوحمو کی چیدہ جگہ بھی وہیں پر تھی پس وہ پہلے کی طرح اس کی دعوت کے لئے خاص ہوگئی اور اس کے باشندے اس کی اطاعت میں واپس آ گئے پس سلطان ابوحمو اپنے مضافات کو سنوارنے اور اپنی سلطنت کی اطراف کو درست کرنے اور اپنے مقبوضات سے خوارج کو دور کرنے کے لئے نکلا اور اس معاملے میں زغبہ کے صحرائی لوگوں کے امیر ابوبکر اور محمد نے اس کی مدد کی جو عریف بن یحییٰ کے بیٹے ہیں اور ان دونوں نے بڑے وتر مار نے ان سے ساز باز کی اور انہیں سلطان کی خیر خواہی اور دوستی میں لگا دیا جس کی وجہ سے ان دونوں نے سہل تر اور واضح تر طریق اختیار کیا اور سلطان نے خالد اور اس کے خاندان سے عہد شکنی کی اور ان پر زمین تنگ کر دی اور وہ مغرب میں چلے گئے کیونکہ پہلے بھی وہ سلطان عبدالعزیز کے پاس گئے تھے اور سلطان نے اپنے پاس سے ابتداء کی اور اس نے جنگوں کے بعد ان دونوں کی مدد سے ۵ بجے ھ میں علی بن ہرون کو ارض شلف سے نکال دیا ان جنگوں میں اس کا ایک بھائی رحمون بن ہرون مارا گیا اور وہ بجایہ کی طرف چلا گیا اور وہاں سے کشتی پر سوار ہو کر مغرب کو چلا گیا پھر سلطان ابوحمو نے شلف کے ماوراء علاقے پر پیشقدمی کی۔

<u>محمد بن عریف کی سفارت</u>: اور محمد بن عریف نے اس کے اور اس کے عم زاد کے درمیان سفارت کی حالانکہ اس سے پہلے اس کے بہت سے ثعالبی اور حصینی مددگار اس کی طرف آ گئے تھے کیونکہ اس نے انہیں اموال دیئے تھے نیز اس وجہ سے کہ وہ جنگ کی طوالت سے اکتا گئے تھے اور اس نے اس کے ساتھ اس تاوان پر جو وہ اسے دے گا، یہ شرط لگائی کہ وہ اس کے وطن سے نکل کر ان کے ریاحی پڑوسیوں کے پاس چلا جائے تو اس نے یہ بات قبول کر لی اور جنگ کے ہتھیار پھینک دیے اور اپنے بغاوت کے مقام کو چھوڑ گیا اور محمد بن عریف کا وہاں بہت اچھا اثر تھا اور اس نے ثعالبہ کے سردار سالم بن ابراہیم سے جو متیجہ

اور الجزائر کے شہر پر حقلب تھا دوستی کر لی حالانکہ اس سے پہلے اس نے جنگ میں خوب گھوڑے دوڑائے تھے پس اس نے سلطان سے اس کے لئے پروانہ امان اور اس کی قوم اور عملداری پر اس کی حاکمیت کا عہد طلب کیا اور سلطان نے اپنے بیٹوں کو اپنی عملداریوں کی سرحدوں پر حاکم مقرر کیا پس اس نے اپنے بیٹے کو سالم بن ابراہیم کی نگرانی کے لئے اتارا جو اس کے قابو میں تھا اور اپنے بیٹے ابوزیان کو اس کے نزدیک کے علاقے میں اتارا اور سلطان اس کی طرف پر قبضہ کرنے اور اس کی عملداری کی اطراف کو درست کرنے کے بعد اپنے دارالخلافہ تلمسان میں واپس آ گیا اور اس نے اپنے مددگاروں کے دلوں کی اصلاح کر دی اور اپنے دشمن کے مددگاروں سے دوستی کر لی یہ ایک بے نظیر فتح تھی حالانکہ اس سے پہلے اس نے حکومت کی باگ دوڑ چھوڑ دی تھی اور سلطان کے قانون کو خیر باد کہہ دیا تھا اور وہ اپنی قوم اور اس کے مقبوضات سے الگ ہو کر زمین کی اس جانب اس شخص کی پناہ میں چلا گیا تھا جو نہ اس کے حکم کو نافذ کرتا تھا اور نہ اس کی اطاعت کرتا تھا۔

فصل

عبداللہ بن صغیر کے حملہ کرنے اور ابوبکر بن عریف کے بغاوت کرنے اور ان دونوں کے امیر ابوزیان کی بیعت کرنے اور ابوبکر کے اطاعت کی طرف رجوع کرنے کے حالات

خالد بن عامر اور اس کے بھتیجے عبداللہ بن صغیر اور عامر بن ابراہیم کی اولاد میں سے جو اس کے دیگر بھائی تھے وہ مغرب میں بنی مرین کے پاس فریادی بن کر گئے تھے کیونکہ ان کے اور ابوحمو کے درمیان وہ کام ہوا تھا جو خالد نے اس کے ساتھ کیا تھا اور عبداللہ بن صغیر اپنے فریادی سے مایوس ہو گیا تھا کیونکہ وتر بن عریف نے حاکم مغرب اور حاکم تلمسان کے درمیان مصالحت کرا دی تھی پس وہ اپنی قوم کے ساتھ جنگل میں گھس گیا اور رزغبہ کے وطن میں چلا گیا اور اس نے جبل راشد پر حملہ کیا جہاں الثعور رہتے تھے جو بنی ہلال میں سے سوید کے حلیف تھے پس سوید نے انہیں روکا اور ان کے درمیان شدید جنگ ہوئی جس میں سوید کو ان پر فتح حاصل ہوئی اور اس دوران میں سلطان اور ابوبکر بن عریف کے درمیان جبل وانشریس کے حاکم یوسف بن عمر بن عثمان کی وجہ خرابی پیدا ہو گئی سلطان اسے اس کی عملداری سے معزول کرنا چاہتا تھا تو ابوبکر کو اس قدیم دوستی کی وجہ سے جو ان دونوں کے اسلاف میں پائی جاتی تھی غصہ آ گیا تو اس نے جنگ کے بعد عبداللہ بن صغیر سے ہتھ جوڑی کر لی اور اسے ابوزیان کی بیعت کرنے کی دعوت دی تو اس نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور انہوں نے ریاح کے میدانوں میں اس کی قیام گاہ پر اپنے آدمی بھیجے پس انہوں نے اس کے ساتھ ان کا تعلق کروا دیا اور اسے امیر مقرر کر دیا اور محمد بن عریف سوید کی ایک جمعیت کے ساتھ سلطان کے پاس آ گیا اور سلطان کے گروہ میں اپنے ساتھی قبائل بنی عبدالواد متفقی

عربوں اور زغبہ کے ساتھ اٹھا اور ابوزیان کے مددگاروں کے ساتھ سازباز کی اور ابوبکر کو شرط مقرر کرنے پر حکم مقرر کیا پس وہ دوستی اور اطاعت اختیار کرنے کی طرف پلٹ آیا اور ابوزیان زواودہ کے ڈیروں میں اپنی جگہ پر واپس آ گیا اور سلطان اپنے دارالخلافے کو جلدی سے چلا گیا اور اپنے تخت کو پُر کر دیا اور اس کے بعد وہ کچھ ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔

فصل

مغرب سے خالد بن عامر کے پہنچنے اور اس کے اور سوید کے ابی تاشفین کے درمیان جنگ برپا ہونے اور اس میں عبداللہ بن صغیر اور اس کے بھائیوں کے ہلاک ہونے کے حالات

جب خالد کو مغرب میں اپنی جگہ پر اپنے بھائی صغیر کے بیٹے عبداللہ کے متعلق اطلاع ملی تو وہ بنی مرین کی مدد سے مایوس ہو کر مغرب سے واپس آ گیا اور ان سے مدد طلب کرنے میں اس کی کوشش ناکام ہو گئی کیونکہ ان میں انتشار پایا جاتا تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اس کے ساتھ ساسی بن سلیم بھی اپنی قوم بنی یعقوب کے ساتھ آ گیا اور دونوں قبیلوں نے بلادِ ابی حمو میں فساد کرنے پر ایکا کر لیا اور ہر سمت سے جنگجو ان کے پاس جمع ہو گئے اور انہوں نے اطراف پر حملہ کر دیا اور بلاد میں غارت گری کی اور اولادِ عریف نے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اپنی قوم سوید اور اپنے عطاف کے حلیفوں کو جمع کیا اور انہوں نے سلطان کے پاس فریادی بھیجا تو اس نے اپنے اور ان کے دشمن سے جنگ کرنے کے لئے اپنے بیٹے ابوتاشفین کو بھیجا جو اس کی قوم میں اس کا ولی عہد بھی تھا اور وہ جنگ کے لئے فوجوں کے ساتھ نکلا اور جب یہ بلادِ ہوارہ میں پہنچا تو اس کی فوج نے وہاں پڑاؤ کر لیا اور ان کے مددگاروں کا فریادی سولیاں نکالنے سے قبل ہی ان کے پاس پہنچ گیا پس اس نے چلنے میں جلدی کی اور اپنے مددگاروں اور اولادِ عریف اور زغبہ میں سے حکومت کے جو مددگار ان کے ساتھ تھے ان کے پاس پہنچ گیا اور وہ اس وادی کی طرف جلدی سے چلے جو قلعہ کے مشرق میں تھی پس دونوں فوجوں نے جنگ کی اور بقیہ دن جنگ کرنے میں توقف کیا اور انہوں نے شب خون کے خوف سے آگ جلا کر روشنی حاصل کی اور تیاری کرنے لگے اور لوگ جنگ کی محبت میں چلے پس انہیں قوم کی جنگ نے حیران کر دیا اور صفوں نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا اور بہادروں نے نشان لگائے اور جنگ سخت ہو گئی اور خوشخبری کی ہوا چلی اور اس کے لئے امیر کے جھنڈے لہرائے اور طبل جنگ بجا اور گھمسان کا رن

پڑا اور عربوں کے دستوں نے اس کا رخ کیا پس ان میں سے جنگ میں بہادروں نے برأت کا اظہار کیا اور چلے گئے اور معرکہ نے عبداللہ بن صغیر کی موت کو واضح کر دیا پس ابوتاشفین نے حکم دیا اور اس کا سر کاٹ دیا اور ایلچی اس کے باپ کے پاس جلدی سے گیا پھر سواریوں نے اس کے بھائی ملوک بن صغیر کو عباس کے ساتھ جو اس کے چچا موسیٰ بن عامر کا بھتیجا تھا' تباہ کر دیا اور محمد بن زیان ان کے خاندان کے سرداروں میں سے تھا جو اپنی فوجوں کے ساتھ حملے کرتے تھے اور ان کے بستر دوں میں لیٹتے تھے گویا انہیں ہلاکت کے لئے بٹھایا گیا تھا پس گھوڑوں کے سموں نے انہیں روند دیا اور سواریوں کا غبار ان پر چھا گیا اور فوجوں نے ان کے تعاقب میں اپنی باگیں ڈھیلی چھوڑ دیں پس وہ ان کے اونٹوں اور اموال کو لے گئے اور ان دونوں غنیمتیں بہت ہو گئیں اور رات نے انہیں ڈھانپ لیا پس وہ اس کے بازو تلے چھپ گئے اور ان کی جماعت جبل راشد میں چلی گئی اور ابوتاشفین نے اپنے باپ کو اپنے غلبے سے خوش کر دیا اور خدا نے اس پر جو احسان کیا اس کے سرور سے اسے بھرپور کر دیا اور الحضرۃ میں اپنے باپ کے پاس اس حال میں واپس آ گیا کہ اس کے تھیلے غنیمت سے اور پسلیاں خوشی سے اور زمانہ اس کے اور اس کی قوم کے ذکر سے بھرپور تھا اور خالد اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ سیدھا چلا گیا اور جبل راشد میں پہنچ گیا یہاں تک کہ اس کا وہ خیال ہوا کہ جس کا تذکرہ ہم کریں گے۔

فصل

سالم بن ابراہیم کے بغاوت کرنے اور باوجود اختلاف کے خالد بن عامر کی مدد کرنے اور دونوں کے امیر ابوزیان کی بیعت کرنے پھر خالد کی وفات پا جانے اور سالم کے اطاعت کی طرف مراجعت کرنے اور ابوزیان کے بلادِ الجریدکی طرف جانے کے حالات

یہ سالم بن ابراہیم بن ملیکش کے خاتمہ کے وقت سے لے کر متیجہ کے قلعے پر حقلیب ثعالبہ کا سردار تھا اور جیسا کہ ہم نے معقل کے تذکرہ کے وقت ان کے حالات میں بیان کیا ہے کہ ثعالبہ میں اس کے گھرانے کو امارت حاصل تھی اور بجایہ پر ابوحمو کی مصیبت کے بعد جب ابوزیان کا فتنہ اٹھا اور عربوں کی ہوا چلی اور ان کی حکومت مضبوط ہو گئی تو یہ سالم پہلا شخص تھا

جس نے اس فتنہ میں اپنا ہاتھ ڈبویا اور الجزائر کے گھرانوں میں سے علی بن غالب کے ساتھ دھوکہ کیا حالانکہ وہ الجزائر سے اس وقت سے جلاوطن تھا جب سے بنومرین بنی عثمان کے زمانے میں مغرب اوسط پر متغلب ہوئے تھے اور جب فتنہ سے ماحول تاریک ہو گیا اور ابوحمو کے بارے میں اہل جزائر کی نفرت مستحکم ہوگئی تو وہ وہاں چلا گیا اور وہاں پر خودمختاری کا اظہار کیا اور اوباش اور کمینے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور سالم نے الثعالبیہ سے آ کر اسے الجزائر پر قبضہ کرنے کا لالچ دیا اور اس بارے میں شہر کے سرداروں سے سازش کی اور انہیں اس سے ڈرایا کہ وہ سلطان ابوحمو کی دعوت دینے کا ارادہ کئے ہوئے ہے تو وہ نفرت سے بھڑک اٹھے اور اس پر حملہ کردیا اور جب اسے معلوم ہوا کہ ان کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو اس نے اسے ان کے ہاتھوں سے چھڑایا اور اسے نکال کر اپنے قبیلے کی طرف لے گیا اور اسے وہاں پہنچا دیا اور اس کے کنٹرول کے ماتحت الجزائر کی دعوت کو امیر ابوزیان کی طرف پھیر دیا اور جب بنی مرین کی حکومت آ گئی اور سلطان عبدالعزیز تلمسان میں اترا جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں تو اس نے الجزائر میں ان کی دعوت کو اپنی وفات تک اور ابوحمو کے تلمسان واپس آنے تک قائم رکھا اور ابوزیان کی فوج تیطری آئی تو اس سالم نے اس کی دعوت کو اپنے قبائل میں قائم کیا اور الجزائر کے علاقے میں اس کے عم زاد کی حکومت کو قائم کیا اور جب ابوزیان' محمد بن عریف کے ہاتھ پر ریاح کے قبیلوں کی طرف گیا جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں تو سالم نے سلطان سے اپنے عہد کا تقاضا کیا تو اس نے سالم کو الجزائر کا حکمران بنا دیا اور سالم نے ان عملداریوں میں اپنی آزاد حکومت قائم کر لی اور ان کا ٹیکس بھی اپنے لئے جمع کر لیا اور سلطان نے اپنے بقیہ عمال کو اشارہ کیا کہ وہ اسے پورا ٹیکس دیں تو اسے شبہ پڑ گیا اور یہ اپنے معاملے میں مداہنیت پر قائم رہا اور اس کے بعد خالد بن عامر کا فتنہ پیدا ہوا اور یہ اس امید پر اس فتنے کی گردشوں کا انتظار کرتا رہا کہ شاید اسے غلبہ حاصل ہو جائے اور سلطان اس سے غافل ہو جائے پھر وہ کچھ ہوا جس کا اسے وہم و گمان بھی نہ تھا اور سلطان اور اس کے مددگاروں کو غلبہ حاصل ہو گیا اور اس کے اور بنی عریف کے درمیان عداوت پیدا ہوگئی تو اسے خدشہ ہوا کہ کہیں وہ سلطان کو اس پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ نہ کر دے تو اس نے جلدی سے ابوحمو کے خلاف بغاوت کر دی اور امیر ابوزیان ڈٹ گیا اور مخالفین میں سے خالد بن عامر مغرب سے ان کے ساتھ آیا پس ۸ بجے یہ کے آغاز میں اس کے پاس پہنچے اور ان کے درمیان مضبوط معاہدہ طے پا گیا اور اس نے الجزائر میں امیر ابوزیان کی دعوت کو قائم کیا۔

ملیانہ کا محاصرہ: پھر یہ ملیانہ کے محاصرہ کے لئے گئے جہاں پر سلطان کے محافظین موجود تھے پس یہ ملیانہ کو سر نہ کر سکے اور الجزائر کی طرف واپس آ گئے اور خالد بن عامر اپنے بستر پر فوت ہو گیا اور اسے وہیں دفن کر دیا گیا اور اس کے بعد اس کی قوم کی امارت کو اس کے چھوٹے بھائی کے بیٹے مسعود نے سنبھالا۔

اور سلطان ابوحمو نے تلمسان سے اپنی قوم اور اپنے عرب مددگاروں کے ساتھ ان پر حملہ کیا تو یہ جبال حصین میں قلعہ بند ہو گئے اور سلطان کی فوجوں نے دامنِ کوہ میں ان کے ساتھ جنگ شروع کر دی اور وہاں انہیں مغلوب کر لیا اور دیالم' عطاف اور بنی عامر کے چراگاہیں تلاش کرنے والے انہیں چھوڑ کر صحرا میں چلے گئے اور سالم نے دیکھا کہ ان کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو وہ اطاعت کی طرف مائل ہوا اور اس کے ساتھیوں نے اسے اطاعت پر آمادہ کیا اور سلطان نے ان سے اس شرط پر معاہدہ اطاعت طے کیا کہ وہ امیر ابوزیان کو چھوڑ دیں تو انہوں نے ایسے ہی کیا اور وہ انہیں چھوڑ کر بلادِ مغرب میں رفیع مقام

پر چلا گیا پھر وہاں سے بلادِ الجرید کے نقطہ میں چلا گیا اور پھر توزر چلا گیا اور ان کے پیشوا یحییٰ بن یملول کے ہاں اترا جس نے اسے خوش آمدید کہا اور اس کی جائے قیام کو وسیع کر دیا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جسے ہم بیان کریں گے۔

ابوحمو کی تلمسان واپسی: اور ابوحمو تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور اس کے دل میں سالم کے بارے میں اس کے بار بار فتنے پیدا کرنے کی وجہ سے گرمی پائی جاتی تھی یہاں تک کہ موسم گرما آ گیا اور عرب اپنے سرمائی مقامات پر چلے گئے تو وہ زناتہ کی فوجوں کے ساتھ تلمسان سے اٹھا اور جلدی جلدی جا کر متیجہ کے قلعے پر دور دور تک غارت گری کی اور ثعالبہ بھاگ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے اور سالم نے بنی خلیل کے پہاڑ میں پناہ لے لی اور انہوں نے اس کے بیٹے اور مددگاروں کو الجزائر کی طرف بھیج دیا تو وہ وہاں قلعہ بند ہو گئے اور انہوں نے کئی روز تک اس کا محاصرہ کیے رکھا پھر اس کی کمین گاہ میں اس پر قابو پا لیا اور وہ جبال ضہاجہ میں بنی میسرہ کی طرف منتقل ہو گیا اور اپنے اہل و عیال اور مال و متاع کو پیچھے چھوڑ گیا اور بہت سے ثعالبہ اطاعت اختیار کرنے پر آمادہ ہو گئے اور انہوں نے عجز و انکساری سے سلطان سے امان اور متیجہ کے بارے میں اس کا عہد طلب کیا اور اس نے اپنے بھائی کو دوسری بار عہد شکنی کی وجہ سے سلطان کے پاس بھیجا اور وہ اس بلند پہاڑ کی چوٹی پر اپنے بیٹے ابوتاشفین کے پاس گیا اور اس نے اُسے رمضان کی آخری دس راتوں میں سے ایک رات کو سلطان کے پاس پہنچا دیا پس اس نے اپنے عہد کو توڑ دیا اور اس کے بیٹے کی حفاظت کی ذمہ داری کو خیر باد کہہ دیا اور اسی رات کی صبح کو اسے گرفتار کر لیا اور اپنے سالار کو الجزائر کی طرف بھیجا تو اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں اس کی دعوت کو قائم کیا اور اس نے الجزائر کے مشائخ کو اس کے پاس بھیجا تو اس نے انہیں گرفتار کر لیا اور اس نے اپنے وزیر موسیٰ بن برغوث کو الجزائر کا حاکم مقرر کیا اور خود تلمسان کو واپس آ گیا اور وہاں عید الاضحیٰ گزاری پھر اس نے سالم بن ابراہیم کو اس کے قید خانے سے نکالا اور اسے شہر سے باہر لے گیا اور اسے نیزے مار مار کر قتل کر دیا اور اس کے اعضا کو نصب کیا اور دوسروں کے لئے عبرت بن گیا۔

ملیانہ اور وہران پر المنتصر اور ابوزیان کی تقرری: اور سلطان نے اپنے بیٹے المنتصر کو ملیانہ اور اس کے مضافات پر اور دوسرے بیٹے ابوزیان کو وہران پر حاکم مقرر کیا اور حاکم توزر ابن یملول نے اس سے خط و کتابت کی اور حاکم بسکرہ ابن مزنی اور ان دونوں کے کعوبی اور زواودی مددگاروں نے اس سے رشتہ داری کی کیونکہ انہیں سلطان ابوالعباس کے معاملے نے پریشان کیا ہوا تھا اور وہ اپنے شہروں کے بارے میں اس سے خوف زدہ تھے پس انہوں نے ابوحمو سے خط و کتابت کی اور اسے ضمانت دی کہ ابوزیان اس کے ساتھ اس شرط پر مصالحت کرے گا کہ اس نے اس سے مال کی جو شرط کی ہے اسے پورا کرے اور اپنی طرف سے بلادِ موحدین پر جنگ کی آگ بھڑکائے تاکہ اس کی حکومت کی کمزوری اور اس کے تجزیے کے دوران سلطان ابوالعباس کو ان سے غافل رکھے پس اس نے انہیں اپنے متعلق قدرت رکھنے کا وہم ڈال دیا اور اس بارے میں انہیں لالچ دیا اور وہ ہمیشہ ہی ان کے ساتھ اور وہ اس کے ساتھ مقاربت اور وعدے کی گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ ابن یملول کا گھیراؤ ہو گیا اور سلطان اس کے شہر پر قابض ہو گیا اور وہ بسکرہ چلا گیا اور اپنے خروج کے ایک سال بعد وہیں ۷۸۱ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد ابن مزنی ان جھوٹی خواہشات سے بہلتا رہا یہاں تک کہ اس کی حقیقت ظاہر ہو گئی اور اس کا عجز واضح ہو گیا پس اس نے دوبارہ سلطان ابوالعباس کی اطاعت اختیار کر لی اور مصالحت پر قائم ہو گیا۔

ابوزیان کا تونس جانا: اور امیر ابوزیان سلطان کے دارالخلافے تونس چلا گیا جہاں اسے اس امید پر خوش آمدید کہا گیا کہ اس سے اپنے دشمن کے خلاف اور اس عہد میں مغرب اوسط کے حالات کے بارے میں مدد لی جائے گی جیسا کہ ہم نے متعدد بار مضافات اور بہت سے شہروں پر عربوں کے متغلب ہونے اور قاصیہ سے حکومت کے سایے کے سمٹنے اور ساحل سمندر پر اپنے مراکز پر اس کے واپس آ جانے اور ان کی طاقت کے کمزور ہو جانے اور شہر سے ان کے مقابلہ کے معاملے میں قیمتی اموال اور جاگیریں دینے اور بہت سے شہروں سے دست بردار ہونے اور جلا وطنی سے راضی ہونے اور ایک کو دوسرے کے خلاف اکسانے کو مفصل طور پر بیان کیا ہے۔

فصل

سلطان کا مضافات کو اپنے بیٹوں کے درمیان تقسیم کرنا اور ان کے درمیان حسد کا پیدا ہونا

سلطان ابوحمو کے بہت سے لڑکے تھے جن میں ابوتاشفین عبدالرحمٰن بڑا تھا پھر اس کے بعد ایک ہی ماں کے چار بیٹے تھے جن میں سے اس نے بلادِ موحدین میں گشت کے زمانے میں قسطینہ کے مضافات سے اپنی فرودگاہ میں شادی کی تھی ان میں المنتصر بڑا تھا پھر ابوزیان محمد پھر عمر' جس کا لقب عمیر تھا' پھر مختلف ماؤں سے بہت سے بیٹے تھے اور ابوتاشفین اس کا ولی عہد تھا اور اس نے اسے باقی بیٹوں پر فضیلت دی تھی اور اسے اپنے مشورے میں شامل کیا تھا اور اپنی حکومت کے وزراء کے مقابلے میں اس کی رعایت کرتا تھا پس اس وجہ سے وہ اس کا جانشین اور اس کی حکومت کا منتظر تھا اس کے باوجود وہ ان کے سگے بھائیوں پر مہربانی کرتا تھا اور انہیں اپنی تربیت اور خلوت کے مشوروں کا حصہ دیتا تھا پس ابوتاشفین ان سے مکدر ہو گیا پس جب سلطان کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس کی حکومت سے خوارج کے آثار مٹ گئے تو اس نے اپنے بیٹوں کے درمیان مضافات کو تقسیم کرنے اور انہیں امارت کے لیے تربیت دینے اور انہیں اپنے بھائی ابوتاشفین سے دور رکھنے پر غور کیا کہ کہیں وہ ان سے غیرت محسوس کر کے انہیں نقصان نہ پہنچائے پس اس نے ان کے بڑے بھائی المنتصر کو ملیانہ اور اس کے مضافات پر حاکم مقرر کیا اور اسے وہاں بھجوا دیا اور اس کے ساتھ اس کا بھائی عمر الاصغر بھی اس کی کفالت میں تھا اور اس نے ان کے درمیانے بھائی ابوزیان کو المریہ اور اس کے اردگرد کے بلادِ حصین پر حاکم مقرر کیا اور اس نے اپنے بیٹے یوسف ابن الزابیہ کو تدلس اور اس کے اردگرد کے علاقے پر جو اس کی عملداری کے آخر میں تھا' حاکم مقرر کیا اور ان کی یہی پوزیشن رہی پھر سالم ابو الثعلبی نے الجزائر میں بغاوت کر دی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں پس سلطان کے پاس شکایت ہوئی کہ اس کے بیٹے ابو زیان نے اس کے خلاف سازش کی ہے پس جب وہ سالم کے معاملے سے فارغ ہوا جیسے کہ بیان ہو چکا ہے تو اس نے اپنے عم زاد ابوزیان کو اپنے مضافات سے الجرید کی طرف نکال دیا اور اس نے اپنے بیٹے ابوزیان کو فتنے پیدا کرنے والے عربوں

سے دور رکھنے کے لئے المریہ سے دہران اور اس کے مضافات کی طرف منتقل کرنے پر غور کیا اور ان کے ساتھ اپنے ایک وزیر کو ان پر جاسوس مقرر کیا اور وہ وہاں کا والی بن گیا۔ واللہ اعلم۔

فصل

ابوتاشفین کا اپنے باپ کے کاتب یحییٰ بن خلدون پر حملہ کرنا

ابوتاشفین کو اپنے بھائیوں سے جو پہلا حسد پیدا ہوا وہ یہ کہ جب سلطان نے اپنے بیٹے ابوزیان کو دہران اور اس کے مضافات پر حاکم مقرر کیا تو ابوتاشفین نے اسے اپنی ولایت میں اپنے لئے طلب کیا اور بظاہر اس کی حاجت پوری کی اور اپنے کاتب یحییٰ بن خلدون کو حکم دیا کہ اس کے بارے میں خط لکھنے میں ٹال مٹول سے کام لے یہاں تک کہ وہ اس سے نجات کی راہ پر غور کرنے پس کاتب اس سے ٹال مٹول کرنے لگا اور حکومت میں ادنیٰ درجہ کی پولیس میں سے ایک کمینہ موسیٰ بن تخلنف تھا جو جلاوطنی کے زمانے میں اس وقت تیکورارین میں ان کے ساتھ رہا تھا جب سلطان عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن کی تلمسان میں ان پر حکومت تھی جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

اور سلطان ابوحمو اور اس کے بیٹے نے اسے اپنی خلوت میں جگہ دی تو وہ ان کی خدمت میں مقرب ہو گیا اور اس نے خدمت کا لحاظ کیا اور جب عبدالعزیز کی وفات کے بعد سلطان تلمسان کی طرف واپس آ گیا تو اس نے اسے مقدم کیا اور اسے خاص کر لیا اور اسے چن لیا اور یہ اس کے مخلص رازدار دوستوں میں سے ہو گیا اور اسی طرح ابوتاشفین نے بھی اسے چن لیا اور اسے اپنے باپ پر جاسوس مقرر کیا اور وہ بھی اس کی طرح سلطان کے کاتب ابن خلدون سے تنگ ہوتا تھا اور اس کے ہاں اس کے تقدم سے غیرت کھاتا تھا اور مقدور بھر ابوتاشفین کو اس کے خلاف اکساتا تھا' پس اس نے ٹال مٹول کے درمیان میں اس سے سازش کی کہ کاتب ابن خلدون ان کے بھائی ابوزیان کی خدمت کی وجہ سے خط میں ٹال مٹول کر رہا ہے اور اسے ان پر ترجیح دیتا ہے تو ابوتاشفین غصے میں آ گیا اور ۸۰ کے میں رمضان میں تراویح کے بعد ایک رات محل سے ان کے واپس گھر لوٹنے کے وقت کمینے لوگوں کی ایک پارٹی کے ساتھ اس کی گھات میں بیٹھ گیا اور وہ ان کے ساتھ شہر کی گلیوں میں گھومتا تھا اور فساد پیدا کرنے کے بدلے ان کے ساتھ بھیدیوں اور عزت داروں کے گھروں میں رات کو جاتا تھا پس اس نے اسے آ لیا اور خنجر مارے یہاں تک کہ وہ مردہ ہو کر اپنی سواری سے گر پڑا اور اسی رات کی صبح کو سلطان کو خبر ملی تو وہ اپنے سواروں میں کھڑا ہوا اور شہر کی اطراف میں اس پارٹی کی تلاش کے لئے متلاشیوں کو پھیلا دیا پھر اسے اطلاع ملی کہ اس کا بیٹا ابوتاشفین ہی یہ فعل

کرنے والا ہے تو ابن نے چشم پوشی کی اور اس بات کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور وعدہ کے مطابق وہران کا شہر اسے جاگیر میں دے دیا اور اپنے بیٹے ابوزیان کو پہلے کی طرح بلادِ حصین اور المزیہ پر حاکم بنا کر بھیج دیا' پھر ابوتاشفین نے اپنے باپ سے مطالبہ کیا کہ الجزائر خالصۃً اسی کو دے دیا جائے تو اس نے اُسے اس کو جاگیر میں دے دیا اور اس کے بھائیوں میں سے یوسف بن الزابیہ کو وہاں اتارا کیونکہ ان کے درمیان اس کے مددگار بھی تھے اور اس کے ساتھیوں اور مخلص دوستوں کی ایک پارٹی بھی موجود تھی پس اس نے اسے وہاں کا والی بنا دیا۔

فصل

مغرب اوسط کی سرحدوں پر ابوحمو کی چڑھائی

اور اس کے بیٹے ابوتاشفین کا مکناسہ کی جہات میں داخلہ

ابوالعباس بن سلطان ابی سالم نے مغرب اقصیٰ میں بنی مرین پر غلبہ پالیا اور اس نے ۷۸۳ھ میں اپنی فوجوں کے ساتھ مراکش پر حملہ کیا' جہاں امیر عبدالرحمٰن بن یغلوس بن سلطان ابی علی بھی رہتا تھا جو نسب اور حکومت میں اس کا شریک اور حصہ دار تھا اور اس نے مراکش اور اس کے مضافات اس کے لیے اس وقت مخصوص کر دیے تھے جب اس نے ۷۷۵ھ میں اس کے ساتھ الجرید کے شہر پر حملہ کیا تھا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے اور امیر عبدالرحمٰن مراکش میں ٹھہر گیا پھر اس کے اور سلطان احمد کے درمیان جنگ چھڑ گئی اور اس نے فاس سے آ کر اولاً اس کا محاصرہ کیا اور تانیاً وہاں سے بھاگ گیا پھر اس نے ۷۸۴ھ میں اس پر حملہ کیا اور اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کی ناکہ بندی کر دی اور اس کا طویل محاصرہ کیا۔

یوسف بن علی کی بغاوت: اور یوسف بن علی بن غانم جو عربوں میں سے معقل کا امیر تھا وہ سلطان کے خلاف بغاوت کیے ہوئے تھا اور سلطان نے فوجوں کو اس کے قبائل کی طرف بھیجا تو انہوں نے انہیں شکست دی اور سجلماسہ میں اس کے گھروں اور باغات کو تباہ و برباد کر دیا اور واپس آ گئے اور خود وہ اپنے صحرا میں بغاوت پر قائم رہا اور جب محاصرے نے امیر عبدالرحمٰن کو مراکش میں مبتلائے مصیبت کر دیا تو اس نے ابوالعشائر کو جو اس کے چچا منصور بن سلطان ابی علی کا بیٹا تھا' یوسف بن علی بن غانم کے پاس بھیجا تاکہ اس سے فاس اور بلادِ مغرب پر حملہ کروائے اور سلطان کی گرفت اور ناکہ بندی کو اس سے دور کرے پس یوسف بن علی ابوالعشائر کے ساتھ سلطان ابوحمو کے پاس اس غرض کے لیے مدد طلب کرتا ہوا آیا۔ کیونکہ وہ عربوں کو چھوڑ کر اپنی افواج اور بڑائی کی وجہ سے اس پر قدرت رکھتا تھا' پس اس نے اس کام میں اسے مدد دی اور ان کے ساتھ اپنے بیٹے ابوتاشفین کو آگے بھیجا اور وہ ان کے تعاقب میں نکلا تو وہ مغرب کی طرف چلے گئے اور یوسف بن علی اپنی قوم کے ساتھ مکناسہ کے قریب اترا اور اس کے ساتھ امیر ابوالعشائر اور امیر ابوتاشفین بھی تھے۔

ابوحمو کا محاصرۂ تازی: اور ابوحمو نے ان کے پیچھے سے آ کر سات ماہ تک تازی کا محاصرہ کیے رکھا اور وہاں سلطان کے

اترنے کے لئے تازروت میں جو محل تیار کیا گیا تھا اسے برباد کر دیا اور اس کے غیر حاضری میں سلطان نے فاس پر علی بن مہدی العسکری کو اس کا جانشین مقرر کیا جو اس کی حکومت کا گورنر اور اس کی حکومت کا سرکردہ آدمی تھا اور وہاں پر معقل کے المنباۃ عرب بھی تھے جنہوں نے غلے پر قبضہ کر لیا تھا پس وتر مار بن عریف جو سوید کے عربوں میں سے صاحب حکومت تھا وہ ان سے خوف زدہ ہو گیا حالانکہ وہ تازی کے پڑوس میں قصر مرادہ میں اترا ہوا تھا پس اس نے ابوحمو کی مدافعت کے لئے ان سے دوستی کر لی اور علی بن مہدی ان کے ساتھ نکلا پھر ۵۸۷ھ کے نصف میں اطلاع ملی کہ سلطان نے مراکش پر قبضہ کر لیا تو ابو تاشفین اور ابو العشائر اپنے ساتھی عربوں کے ساتھ فرار ہو گئے اور علی بن مہدی نے اپنے المنباۃ ساتھیوں کے ساتھ ان کا تعاقب کیا اور ابو حمو تازی پر چڑھ دوڑا اور مرادہ میں قصر وتر مار کے پاس سے گزرا تو اس نے اسے تباہ کر دیا اور اس میں فساد برپا کیا اور الٹے پاؤں تلمسان واپس آ گیا اور اس کا بیٹا ابو تاشفین اپنے ساتھیوں اور ابو العشائر اور عربوں کو چھوڑ کر اپنے باپ کے پاس آ گیا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جسے ہم بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

حاکم مغرب سلطان ابو العباس کا تلمسان پر حملہ کرنا اور اس پر قبضہ کرنا اور ابو حمو کا جبل تاجموت میں قلعہ بند ہونا

جب سلطان ابو العباس نے مراکش پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں تو وہ اپنے دارالسلطنت فاس میں واپس آ گیا اور سلطان ابو حمو نے اس کے وطن پر حملہ کر کے اسے غصہ دلا دیا تھا حالانکہ وہ اور اس کا بیٹا ابو تاشفین مراکش سے اس کی غیر حاضری کے زمانے میں عربوں کے ساتھ تھے لیکن اس نے تلمسان جانے کی ٹھان لی اور وہ اپنی فوجوں کے ساتھ گیا اور یوسف بن علی نے دوبارہ اطاعت اختیار کر لی اور اس نے بھی اپنی فوج سمیت اس کے ساتھ کوچ کیا اور سلطان ابو حمو کو بھی خبر مل گئی تو وہ تلمسان کے محاصرہ کرنے اور اسے چھوڑنے میں متردد ہو گیا اور اس کے اور حاکم اندلس ابن الاحمر کے درمیان تعلق پایا جاتا تھا اور ابن الاحمر کو سلطان ابو العباس کے مقابلہ میں شہرت حاصل تھی اور وہ تلمسان جانے کے بارے میں اس کی شان کا لحاظ کرتا تھا اور اسے وہاں جانے سے روکتا تھا اور اسے اس بارے میں اختیار دیتا تھا پھر سلطان ابو العباس نے اپنی بات کا پختہ ارادہ کر لیا اور ایک غفلت کے وقت میں تیاری کر کے تلمسان پر حملہ کر دیا' ابو حمو کو خبر پہنچی تو اس نے اپنے مددگاروں اور ارباب حکومت پر یہ بات ظاہر کرنے کے بعد کہ وہ محاصرہ میں آ گیا ہے تلمسان کو چھوڑنے کا ارادہ کر لیا' پھر رات کے وقت صفیف مقام پر وہ اپنی چھاؤنی میں گیا اور اہل شہر نے صبح کے وقت اسے تلاش کیا تو ان کی اکثریت دشمن کی ذلت کے

خوف سے ان کے دامن سے وابستہ ہو کر ان کے پاس چلی گئی پھر وہ مراحل طے کرتا ہوا بطحاء کی طرف کوچ کر گیا اور سلطان ابوالعباس تلمسان میں داخل ہو کر اس پر قابض ہو گیا اور اس نے ابوحمو اور اس کی قوم کے تعاقب کے لئے فوج بھیجی تو وہ بطحاء سے بھاگ کر تاجموت چلا گیا اور ابن کے پہاڑ میں قلعہ بند ہو گیا اور ملیانہ سے اس کا بیٹا بھی اپنے ذخیرے کے ساتھ اس کے پاس پہنچ گیا جس سے اس نے مدد حاصل کی اور اس نے وہاں ڈٹ کر قیام کرنے کا عزم کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل

سلطان ابوالعباس کی مغرب کی طرف واپسی اور اس کی حکومت میں اختلال اور سلطان ابوحمو کا اپنی سلطنت تلمسان کی طرف واپس آنا

جب سلطان ابوالعباس نے تلمسان کی حکومت پر قبضہ کیا تو اس نے ابن الاحمر حاکم اندلس کی طرف اس کی فتح کے خطوط اور ایلچی بھیجے اور اس پر چڑھائی کرنے کے بارے میں اس کی رائے کی مخالفت کرنے میں اس سے معذرت کی اور ابن الاحمر کو اس بات نے یہاں تک کہ ناراض کر دیا کہ اس نے اسے ان شاہانہ وسوسوں میں شامل کیا جن سے وہ ایک دوسرے کو ناراض کرتے ہیں حالانکہ وہ اس بات کو پوشیدہ رکھے ہوئے تھا اور اسے پتہ چلا کہ سلطان ابوالعباس کی طاقت اس کے ارباب حکومت میں بگڑ چکی ہے اور ان کے دل اس کے ساتھ نہیں ہیں پس اس نے اسی وقت موسیٰ بن سلطان ابوعنان کو جو ان کی حکومت کے شرفاء میں سے تھا زحمت دی جو اندلس میں ان کے پاس تھا اور ضرورت کی چیزیں بھی اسے مہیا کر کے دیں اور ان کے مشہور وزیر مسعود بن رحو بن ماسی کو اس کی خدمت میں بھیجا اور اسے سبتہ تک جہاز پر سوار کرایا لیکن وہ یکم ربیع الاول ۷۸۶ھ کو اس کے میدان میں جا اترے اور اس پر قابض ہو گئے پھر وہ فاس آئے اور دارالسلطنت سے کئی روز تک برسرپیکار رہے اور وہاں پر محمد بن عثمان کا کاتب محمد بن حسن موجود تھا جو سلطان ابوالعباس کی حکومت کو منظم اور اس پر قابو رکھتا تھا اور انہوں نے اس کا محاصرہ سخت کر دیا اور لوگوں کی کمک ان کے پاس پہنچ گئی پس کمزوری نے اسے آلیا اور اس نے اپنے ہاتھ ڈال دیئے اور اس نے سلطان موسیٰ کو ۱۹ ربیع الاول ۷۸۶ھ کو دارالسلطنت میں داخل کر دیا اور وہ اپنے تخت پر بیٹھا اور لوگوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور سلطان ابوالعباس کو تلمسان میں خبر ملی تو وہ ابوحمو کے تعاقب کے لئے تیاری کر چکا تھا اور وہ تلمسان سے ایک مرحلہ پر اترا اس نے قبل ازیں ونزمار بن عریف امیر سوید نے اسے تلمسان کی حکومت کے محلات تباہ کرنے پر اکسایا ہوا تھا جن کی خوب صورتی کو بیان نہیں کیا جا سکتا اور سلطان ابوحمو اول اور اس کے بیٹے ابوتاشفین نے ان کی حدبندی کی تھی اور اس نے کاریگروں اور کارندوں کو اندلس سے اس کے آباد کرنے کے لئے بلایا تھا اور ان دنوں ان کی صحرائی حکومت تلمسان میں تھی لیکن حاکم اندلس سلطان ابوالولید نے اندلس کے

ماہر کاریگروں کو ان دونوں کے پاس بھیجا تو انہوں نے ان کے لئے شاندار محلات اور باغات بنائے جن جیسے محلات اور باغات بعد میں آنے والے نہ بنا سکے پس وتر نار نے اپنے خیال میں ابوحمو سے بدلہ لینے کے لئے سلطان ابوالعباس کو ان محلات اور تلمسان کی فصیلوں کو تباہ و برباد کرنے کا مشورہ دیا اور اس نے تازی میں بادشاہ کے محل اور مرادہ میں اس کے محل کو تباہ کرنے کا ارادہ کیا تھا پس چشم زدن میں وہ برباد ہو گئے۔

اسی دوران میں کہ وہ ابوحمو کے تعاقب میں سفر کا ارادہ کئے ہوئے تھا کہ اسے اطلاع ملی کہ اس کے عم زاد سلطان موسیٰ بن سلطان ابوعنان نے ان کے دارالسلطنت فاس پر قبضہ کر لیا ہے اور ان کے تخت پر براجمان ہو گیا ہے تو وہ کسی چیز کی طرف توجہ دیئے بغیر مغرب کو واپس آ گیا اور تلمسان کو اس کی حالت پر چھوڑ دیا اور اس کے حالات کا ذکر ان کے حالات میں آئے گا اور سلطان ابوحمو کو بھی تاجموت میں اپنی جگہ پر خبر مل گئی تو وہ جلدی سے تلمسان کی طرف آ کر اس میں داخل ہو گیا اور دوبارہ وہاں حکومت حاصل کر لی اور وہ ان محلات کے حسن و زیبائش کے برباد ہو جانے پر دردمند ہوا اور اس نے تلمسان پر اپنی حکومت و سلطنت بنی عبدالواد کو واپس کر دی۔

فصل

سلطان ابوحمو کی اولاد کے درمیان از سرِ نو حسد کا پیدا ہونا اور ابوتاشفین کا اس وجہ سے ان سے اور اپنے باپ سے کھلم کھلا مقابلہ کرنا

ان لڑکوں کے درمیان جو حسد پایا جاتا تھا وہ لوگوں سے اس وجہ سے پوشیدہ تھا کہ ان کا باپ سلطان ان کے درمیان سمجھوتہ کرواتا رہتا تھا اور ایک کو دوسرے سے ہٹائے رکھتا تھا پس جب وہ بنی مرین کے سامنے نکلے اور تلمسان کو واپس لوٹے تو ان کا حسد عداوت تک پہنچ گیا اور ابوتاشفین نے اپنے باپ پر اتہام لگایا کہ وہ اس کے برخلاف اس کے بھائیوں کی مدد کر رہا ہے پس وہ اس کی نافرمانی اور عداوت کے لئے تیار ہو گیا اور سلطان نے بھی اس بات کو محسوس کر لیا تو اس نے عربوں کی اصلاح کا تہیہ کر کے اور ملیانہ پر اپنے بیٹے المنتصر کی ملاقات کا عزم کر کے بطحاء کی طرف چڑھائی کرنے کا پروگرام بنایا اور الجزائر کی طرف چلا گیا اور اس نے تلمسان میں اپنے بیٹے ابوتاشفین کو جانشین بنانے اور اسے خیرخواہی کا حلف دینے کے بعد الجزائر کو اپنا دارالخلافہ بنا لیا اور موسیٰ بن یخلف کو سلطان کے اس پوشیدہ ارادے کی اطلاع ہو گئی تو اس نے حسب عادت اس کے بارے میں ابوتاشفین سے ساز باز کی تو اس کو بہت افسوس ہوا اور وہ تلمسان سے اپنی فوج کے ساتھ جلدی سے آیا اور بطحاء کے نشیب میں قبل اس کے کہ وہ المنتصر سے رابطہ

کر کے اپنے باپ پر حملہ کر دیا اور جس برائی اور ناراضگی سے اسے تکلیف پہنچی تھی اس کا پردہ چاک کر دیا تو سلطان نے اس کے متعلق اسے حلف دیا اور اسے اپنے ساتھ تلمسان واپس جانے پر راضی کر لیا پس وہ دونوں اکٹھے واپس آ گئے۔

فصل

سلطان ابوحمو کی دستبرداری اور اس کے بیٹے ابوتاشفین کا حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لینا اور اُسے قید کر دینا

جب سلطان بطحاء سے واپس آیا اور المنتصر کے ساتھ وہ جس رابطے کی امید رکھتا تھا وہ ناکام ہو گئی تو اس نے اپنی حکومت کے ایک مخلص دوست جو علی بن عبدالرحمٰن بن الکلیب کے نام سے مشہور تھا' کے ذریعے اس سے سازباز کی کہ اگر وہ کسی ذریعے سے اس کی حاجت پوری کر دے تو وہ اسے کئی اونٹوں کا بوجھ مال دے گا نیز اس نے اسے الجزائر کی حکمرانی بھی لکھ دی تاکہ وہ وہاں قیام کرے یہاں تک کہ وہ اس کے پاس آ جائے موسیٰ کو بھی اس بات سے آگاہی ہو گئی تو اس نے ابوتاشفین کو اس خبر سے آگاہ کر دیا تو اس نے اپنے ایک خاص آدمی کو ابن الکلیب کے قتل کرنے کے لئے اس کے پیچھے روانہ کیا اور وہ اس کے پاس مال اور خطوط لایا تو وہ ان سے ان کی حقیقت امر پر مطلع ہوا کہ وہ اس کے منتظر ہیں پس وہ غصے ہو گیا اور اس کے باپ کو علانیہ برا بھلا کہا اور محل میں اس کے پاس گیا اور اسے خط سے آگاہ کیا اور اس کو بہت ملامت کی اور موسیٰ بن یخلف ابوتاشفین کے پاس آ گیا اور اس نے سلطان کا دروازہ چھوڑ دیا اور اس کے بیٹے کو اس کے خلاف برانگیختہ کیا تو وہ کچھ دنوں کے بعد محل میں اپنے باپ کے پاس گیا اور اسے خلعت دیے اور اسے محل کے ایک کمرے میں ٹھہرایا اس کی سپرداری کی اور اس کے پاس جو مال اور ذخیرہ تھا اسے لے لیا اور پھر اسے وہران کی بستی میں بھیج دیا اور وہاں اسے قید کر دیا اور تلمسان میں اس کے جو بھائی موجود تھے انہیں بھی قید کر دیا یہ ۸ ذی الحجہ کا آخری واقعہ ہے۔

اور المنتصر' ابوزیان اور عمیر کو یہ اطلاع ملیانہ میں ملی تو انہوں نے قبائل حصین میں جا کر ان سے پناہ طلب کی تو انہوں نے انہیں پناہ دے دی اور انہیں اپنے پاس جبل تیطری میں اتارا اور ابوتاشفین نے فوجیں جمع کیں اور بنی عامر اور بنی سوید کے عربوں سے دوستی کی اور المنتصر اور اس کے بھائی کی تلاش میں نکلا اور ملیانہ سے گزرا تو اس پر قبضہ کر لیا پھر جبل تیطری کی طرف آیا اور وہاں ان کے محاصرہ کے لئے ٹھہر گیا مگر ان پر قابو نہ پا سکا۔

فصل

سلطان ابوحمو کا قید سے نکلنا پھر اس کا گرفتار ہونا اور مشرق کی طرف جلاوطن ہونا

جب تیطری میں اپنے بھائیوں کے محاصرہ کے لئے سلطان ابوتاشفین کا قیام لمبا ہو گیا تو اسے اپنے باپ کے بارے میں اور اس کے اس نے لمبا زمانہ غائب رہنے کے بارے میں شبہ پڑ گیا اور اس نے اس بارے میں اپنے دوستوں سے مشورہ کیا تو انہوں نے اُس کو اس کے قتل کرنے کا مشورہ دیا اور اس امر پر متفق ہو گئے پس ابوتاشفین نے اپنے بیٹے ابو زیان کو اپنے خواص کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا جن میں ابن الوزیر عمران بن موسیٰ اور عبداللہ بن الخراسانی شامل تھے اور تلمسان میں سلطان کے جو بیٹے قید تھے انہوں نے ان کو قتل کر دیا اور دہران کی طرف چلے گئے اور ابوحمو نے ان کی آمد کے متعلق سنا تو اس نے ان سے خوف محسوس کیا اور بستی کی دیوار پر چڑھ کر مدد پکارنے لگا تو شہر کے لوگ ہر طرف سے جلدی کے ساتھ اس کے پاس آ گئے تو اس نے ان کے لئے ایک رسی لٹکائی جسے اس نے اپنے عمامہ کے ساتھ باندھا ہوا تھا تو انہوں نے اُسے کھینچ لیا یہاں تک کہ وہ زمین پر ٹک گیا اور لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور جو لوگ اسے قتل کرنے کے لئے آئے تھے وہ محل کے دروازے پر کھڑے تھے جسے اس نے بند کر دیا ہوا تھا پس جب انہوں نے مبہم سی آواز سنی اور انہیں بات کا یقین ہو گیا تو انہوں نے اپنی امان کے ذریعے نجات چاہی اور اہل شہر نے سلطان پر اتفاق کر لیا اور ان کے خطیب نے اس میں بڑا پارٹ ادا کرنے کی ذمہ داری لی اور انہوں نے از سر نو اس کی بیعت کی اور وہ اسی وقت تلمسان کی طرف کوچ کر گیا اور ۷۸۹ھ کے آغاز میں اس میں داخل ہو گیا اور ان دنوں وہ بے حفاظت پڑا تھا کیونکہ بنو مرین نے اس کی فصیلیں گرا دی تھیں اور اس کے قلعے کو برباد کر دیا تھا اور بنی عامر کے قبائل میں سے جو اکابر اور سردار پیچھے رہ گئے تھے انہیں پیغام بھیجا تو وہ اس کے پاس آ گئے اور ابوتاشفین کو بھی جہاں وہ تیطری کا محاصرہ کئے ہوئے تھا خبر پہنچ گئی تو وہ الٹے پاؤں موجودہ فوجوں اور عربوں کے ساتھ واپس تلمسان آیا اور اس نے قبل اس کے کہ وہ اپنے کام کی تکمیل کرے اسے جا لیا پس ان کا گھیراؤ ہو گیا اور وہ جامع مسجد کی اذان گاہ کی طرف بھاگ کر اس میں قلعہ بند ہو گیا اور ابوتاشفین محل میں داخل ہوا اور اس کی تلاش میں آدمی بھیجے اور اسے اس کی جگہ کے متعلق اطلاع دی گئی تو وہ بنفس نفیس اس کے پاس آیا اور اس نے اُسے اذان گاہ سے نیچے اتارا تو وہ شرمندہ اور آب دیدہ ہو گیا اور اس نے محل میں لے جا کر ایک کمرے میں قید کر دیا اور اس کے باپ نے اس سے التجا کی کہ وہ اسے ادائیگی فرض کے لئے مشرق کی طرف بھیج دے تو اس نے قیطلان سے تلمسان آنے والے تاجروں سے کہا کہ وہ اسے اسکندریہ لے جائیں تو اس نے اسے دہران کے سنگم سے اہل و عیال سمیت طیبہ جانے کے لئے کشتیوں پر سوار کروا دیا اور ابوتاشفین اپنی حکومت کے قائم کرنے میں لگ گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فصل

سلطان ابوحمو کا کشتی سے بجایہ اترنا اور تلمسان پر اس کا قبضہ کرنا اور ابوتاشفین کا مغرب جانا

جب سلطان ابوحمو اسکندریہ جانے کے لئے کشتی پر سوار ہوا اور تلمسان کے مضافات کو چھوڑ گیا اور بجایہ کے بالمقابل آیا تو اس نے کشتی والے سے ساز باز کی کہ وہ اسے بجایہ میں اتار دے تو اس نے اس معاملے میں اس کی مدد کی لیکن وہ جس جگہ پر قید تھا وہاں سے نکلا اور اس کے موکل اس کی اطاعت میں آ گئے اور اس نے محمد بن ابی مہدی کی طرف بجایہ کے بحری بیڑے کے سالار کو بھیجا جو بجایہ کے امیر پر جو سلطان ابوالعباس بن ابی حفص کے بیٹوں میں سے تھا قابو رکھتا تھا اور محمد منتصر بن ابی حمو کا ان کی حکومت کے لحاظ سے دوست تھا جو اہالیان تیطری سے محاصرہ اٹھنے کے بعد بجایہ آ گیا تھا پس ابن ابی مہدی نے سلطان ابوحمو کے پاس اپنے اس سوال کا جواب لانے کے لئے بھیجا جو اس نے اس سے دریافت کیا تھا اور اس نے اسے ۷۸۹ھ کے آخر میں بجایہ اتارا اور اسے سلطان کے اس باغ میں ٹھہرایا جس کا نام رفیع تھا اور اس نے تونس میں سلطان کو اطلاع دی تو اس نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اسے اس کی بہت تعظیم و تکریم کرنے کا حکم دیا نیز یہ کہ وہ بجایہ کی فوجوں کو اس کی خدمت میں ضرورت کے وقت اس کی عملداری کی حد تک بھیجے۔

سلطان ابوحمو کا متیجہ میں اترنا: پھر سلطان ابوحمو بجایہ سے نکلا اور متیجہ میں اترا اور ہر جانب سے عربوں کی پارٹیاں آ کر اس کے پاس جمع ہو گئیں اور وہ تلمسان جانے کے لئے تیار ہوا اور اس کی قوم بنو عبدالواد ابوتاشفین کے پاس جمع ہو گئیں کیونکہ اس نے ان میں اموال و عطیات تقسیم کئے تھے پس انہوں نے سلطان ابوحمو کی مخالفت کی اور ان کی پوزیشن مضبوط ہو گئی تو وہ صحرا کی طرف چلا گیا اور اس نے اپنے بیٹے ابوزیان کو جبال شلف میں اپنی دعوت کے قیام کرنے کے لئے جانشین بنایا اور مغرب کی جانب تاسہ تک پہنچ گیا اور ابوتاشفین کو بھی اطلاع مل گئی پس اس نے شلف کی طرف اپنے بیٹے ابوزیان اور اپنے وزیر عبداللہ بن مسلم کے ساتھ فوج بھیجی تو انہوں نے ابوزیان بن سلطان ابوحمو کے ساتھ مقابلہ کیا تو اس نے انہیں شکست دی اور ابوزیان بن ابوتاشفین اور اس کا وزیر عبداللہ بن مسلم اور بنی عبدالواد کی ایک جماعت قتل ہو گئی اور جب ابوتاشفین کو اس کی اطلاع ملی کہ اس کا باپ تاسہ پہنچ گیا ہے تو وہ اپنی فوج کے ساتھ تلمسان کی طرف گیا تو ابوحمو وادی صا کی طرف بھاگ گیا اور اس نے وہاں معقلی عربوں سے حلیفوں کو جمع کیا تو وہ اس کی مدد کو آئے اور اس کے عہد کا لحاظ کیا تو وہ وہاں اتر گیا اور ابوتاشفین نے اس کے سامنے قیام کیا اور وہاں پر اسے اپنے بیٹے کے شکست کھانے اور قتل ہو جانے کی اطلاع ملی تو وہ شکست کھا کر تلمسان کی طرف بھاگا اور ابوحمو اس کے تعاقب میں تھا پھر ابوتاشفین نے اپنے غلام سعادت کو ایک فوجی دستے کے ساتھ عربوں کو ابوحمو سے الگ کرنے کے لئے بھیجا پس اس نے موقع پا کر اسے شکست دے کر گرفتار کر لیا اور ابوتاشفین کو تلمسان

میں اطلاع مل گئی اور وہ سعادت کی کامیابی کی آس لگائے بیٹھا تھا لیکن اس کی کوشش ناکام ہوگئی اور بنو عبد الواد اور جو عرب ان کے ساتھ تھے وہ ان سے علیحدہ ہو گئے تو وہ اپنے سوید مددگاروں کے ساتھ تلمسان سے بھاگ کر صحرا میں ان کے سرمائی مقامات میں چلا گیا اور سلطان ابوحمو رجب ۷۹۰ھ میں تلمسان میں داخل ہوا اور اس کے بیٹے بھی اس کے پاس آکر اس کے ساتھ تلمسان میں مقیم ہو گئے اور اس کے بیٹے المنتصر کو مرض نے آلیا اور وہ اس کے تلمسان میں داخل ہونے کے ایام میں فوت ہو گیا اور معاملہ یہیں بس ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

فصل

بنی مرین کی فوجوں کے ساتھ ابوتاشفین کا حملہ کرنا اور سلطان ابوحمو کا قتل ہونا

جب ابوتاشفین اپنے باپ کے آگے آگے تلمسان سے نکلا اور سوید کے قبائل سے رابطہ کیا تو انہوں نے حاکم مغرب سے مدد مانگنے پر اتفاق کیا تو ابوتاشفین اور شیخ سوید محمد بن عریف حاکم فاس سلطان ابوالعباس اور بنی مرین کے سلطان کے پاس فریادی بن کر گئے کہ وہ ان دونوں کی مدد کریں تو اس نے ان کی آمد کی پذیرائی کی اور ان دونوں کو ان کے دشمن کے خلاف مدد دینے کا وعدہ دیا اور ابوتاشفین اس کے وعدے کی تکمیل کے انتظار میں اس کے پاس ٹھہر گیا اور ابوحمو اور حاکم اندلس ابن الاحمر کے درمیان محبت و الفت کے تعلقات پائے جاتے تھے اور ابن الاحمر کو حاکم مغرب ابوالعباس کی حکومت میں اس وجہ سے کہ اس نے اس کی حکومت کے آغاز میں اسے مدد دی تھی۔

پس ابوحمو نے ابوتاشفین کے مغرب سے اس کے پاس آتے ہی اسے ہٹانے کے لئے پیغام بھیجا تو حاکم مغرب نے اپنے عہد کی پاسداری کرتے ہوئے اُسے جواب نہ دیا اور اُسے اس کی مدد نہ کرنے سے بہلاتا رہا اور ابن الاحمر نے اس بارے میں اس سے اصرار کیا تو وہ عذرات میں مشغول ہو گیا۔

ابوتاشفین کا محمد بن یوسف سے معاہدہ: اور ابوتاشفین نے اپنی آمد کے آغاز ہی میں حکومت کے وزیر محمد بن یوسف بن علال کے ساتھ معاہدہ کر لیا جس کے متعلق اس کا خیال تھا کہ وہ اسے پورا کرے گا اور اس کی خواہش تھی کہ وہ اس کے دشمن کے مقابلہ میں ان کی مدد کرے پس وہ ہمیشہ ہی اس کی سلطنت کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کرتا رہا اور ابن الاحمر کے وعدوں سے کتراتا رہا یہاں تک کہ سلطان نے اس کے مطلب کا جواب دیا اور اپنے بیٹے امیر ابوفارس اور وزیر محمد بن یوسف بن علال کو فوجوں کے ساتھ ابوتاشفین کی امداد کے لئے بھیجا اور وہ ۷۹۱ھ کے آخر میں فاس سے چلے اور تازی تک پہنچ گئے اور سلطان ابوحمو کو بھی ان کے متعلق اطلاع مل گئی تو وہ تلمسان سے نکلا اور اس نے بنی عامر اور الخراج بن عبید اللہ سے اپنے مددگاروں کو اکٹھا کیا اور تلمسان پر جھانکنے والے جبل بنی ورنید کو طے کر کے الغیران میں قیام پذیر ہو گیا اور ابوتاشفین کو اطلاع

ملی تو اس نے مکر وفریب کے مجدد اور فتنہ و شر کے شیطان موسیٰ بن یخلف کو تلمسان کی طرف بھیجا تو اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس میں ابو تاشفین کی دعوت کو قائم کیا اور ابو حمو کے بیٹے عمیر نے اُسے اطلاع دی تو اس نے ایک رات کی مسافت پر دو بیں ان پر حملہ کر دیا' پس باشندگان شہر نے اُسے چھوڑ دیا اُسے گرفتار کر لیا اور اُسے قید کر کے اپنے باپ کے پاس الغیر ان میں لایا جہاں اس کا باپ مقیم تھا تو ابو حمو نے ان کے افعال پر اُسے زجر و توبیخ کی اور پھر اُسے سخت دردناک عذاب کا مزا چکھایا اور اس کے قتل کا حکم دیا اور اُسے بُری طرح قتل کر دیا گیا اور حاکم مغرب کے بیٹے ابو فارس اور اس کے وزیر ابن علال کے پاس ابی حمو کی جگہ پر جاسوس آئے کہ اسے الغیر ان سے جلا وطن کر دیا جائے تو وزیر ابن علال بنی مرین کی فوجوں کے ساتھ اس کے ساتھ جنگ کرنے کو گیا اور اسلاف میں سے سلیمان ناجی جو معقل کا ایک بطن ہے انہیں جنگل میں راستہ بتانے کے لئے ان کے آگے آگے چلا یہاں تک کہ انہوں نے اس پر اس کے ساتھ جو الحراج کے قبائل تھے ان پر الغیر ان میں ان کے مقامات پر حملہ کر دیا اور انہیں جنگ میں پکڑ لیا اور وہ ان کی کثرت کی وجہ سے ان سے مقابلہ کی سکت نہ رکھ سکے اور شکست کھا کر بھاگ گئے اور سلطان ابو حمو کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی تو وہ گر پڑا اور اُسے ان کے ایک سوار نے پہچان کر پکڑ لیا اور نیزے مار مار کر قتل کر دیا اور وہ اس کے سر کو وزیر بن علال اور ابی تاشفین کے پاس لائے اور اس کے بیٹے عمیر کو قید کر کے لایا گیا اور اس کے بھائی ابو تاشفین نے اس کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے اُسے کئی روز تک اس سے روک کے رکھا پھر انہوں نے اُسے اس کے قتل کرنے پر قدرت دے دی تو اس نے اُسے قتل کر دیا۔

اور ابو تاشفین ۱۹۷ھ کے آخر میں تلمسان میں داخل ہوا اور وزیر اور بنی مرین کی فوجوں نے شہر سے باہر خیمے لگا دیئے یہاں تک کہ اس نے ان سے جس مال کی شرط کی تھی انہیں دیا پھر وہ مغرب کی طرف واپس چلے گئے اور خود وہ تلمسان میں ٹھہر کر حاکم مغرب سلطان ابو العباس کی دعوت دینے لگا اور اپنے منابر پر اس کا خطبہ دینے لگا اور جیسا کہ اس نے اپنے لئے شرط مقرر کی تھی اس کے مطابق ہر سال اُسے ٹیکس بھیجنے لگا یہاں تک کہ وہ حال ہو گیا جسے ہم بیان کریں گے۔

فصل

ابو زیان بن ابو حمو کا تلمسان کے محاصرہ کیلئے جانا پھر وہاں سے اس کا بھاگنا اور حاکم مغرب کے پاس چلا جانا

جب سلطان ابو حمو اپنے ملک تلمسان میں واپس آیا تو اس نے اپنے بیٹے ابو زیان کو الجزائر کا والی مقرر کیا اور ابو تاشفین کو وہاں سے نکال دیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں جب ابو حمو الغیر ان میں قتل ہو گیا تو ابو زیان الجزائر سے حصین کے قبائل کے ساتھ مشورہ کرنے کے لئے گیا تو وہ ان کے ذریعے اپنے باپ اور بھائی کا بدلہ لینا چاہتا تھا پس وہ اس کے اردگرد اکٹھے ہو گئے اور اس کے پاس فریادی کا جواب دیا پھر زغبہ میں سے امراء نے بنی عامر اس کے پاس اُسے اس کے ملک کی

دعوت دیئے گئے تو وہ ان کے پاس گیا اور اس نے اپنی دعوت کو قائم کیا اور ان کے شیخ مسعود بن صغیر نے اس کی اطاعت اختیار کرلی اور وہ سب کے سب رجب ۷۹۲ھ میں تلمسان کی طرف گئے اور کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا اور ابوتاشفین نے عربوں کو مال دیا تو انہوں نے ابوزیان کے بارے میں اختلاف کیا اور ابوتاشفین نے شعبان ۷۹۲ھ میں اس کے مقابلے میں نکل کر اُسے شکست دی اور صحرا کو چلا گیا اور اس نے معقل کے قبائل سے دوستی کی اور شوال میں دوبارہ تلمسان کا محاصرہ کیا اور ابوتاشفین نے اپنے بیٹے کو مغرب کی طرف فریادی بنا کر بھیجا تو وہ فوج لے کر آیا اور جب وہ تاوایرت پہنچا تو ابوزیان نے تلمسان چھوڑ دیا اور صحرا کی طرف بھاگ گیا پھر اس نے حاکمِ مغرب کے پاس جانے کا ارادہ کرلیا اور اس کے پاس فریادی بن کر گیا تو اس نے اُسے خوش آمدید کہا اور اس کے دشمن کے مقابلہ میں اسے مدد دینے کا وعدہ کیا اور ابوتاشفین کی وفات تک اس کے پاس مقیم رہا۔

فصل

ابوتاشفین کی وفات اور حاکمِ مغرب کا تلمسان پر قبضہ کرنا

امیر ابوتاشفین ہمیشہ ہی تلمسان پر قابض رہا اور اس میں حاکمِ مغرب ابوالعباس بن سلطان ابوسالم کی دعوت کو قائم کرتا رہا اور اس نے اپنی حکومت کے آغاز سے جو کہ تاوان اپنے پر عائد کیا تھا اُسے ادا کرتا رہا اور اس کا بھائی امیر ابوزیان حاکمِ مغرب کے پاس مقیم ہو کر اس کے وعدہ کا منتظر رہا کہ وہ اُسے اس کے خلاف مدد دے گا' یہاں تک کہ سلطان ابوالعباس ایک شاہانہ طعنے سے ابوتاشفین پر بدل گیا اور اس نے ابوزیان کے داعی کی بات قبول کرلی اور اُسے فوجوں کے ساتھ تلمسان کی حکومت پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا پس وہ ۷۹۵ھ کے نصف میں اس کام کے لئے گیا اور تازی تک پہنچ گیا اور ابوتاشفین کو ایک مزمن مرض نے آلیا تھا پھر وہ رمضان ۷۹۵ھ میں فوت ہو گیا اور اس کی حکومت کا منتظم احمد بن العز تھا جو ان کے برگزیدہ لوگوں میں سے تھا اور وہ اس کے ماموں کا رشتہ رکھتا تھا پس اس نے اس کے بعد اس کی اس کے بیٹوں میں سے ایک بچے کو حکمران بنایا اور اس کی کفالت کی ذمہ داری سنبھالی۔

<u>یوسف بن ابوحمو</u>: اور یوسف بن ابوحمو جسے ابن الزابیہ کہتے ہیں' ابوتاشفین سے پہلے الجزائر کا والی تھا پس جب اُسے اطلاع ملی تو وہ عربوں کے ساتھ جلدی سے ان کے پاس گیا اور تلمسان میں داخل ہو گیا اور احمد بن العز اور اپنے بھائی تاشفین کے مکفول بیٹے کو قتل کر دیا اور جب حاکمِ مغرب سلطان ابوالعباس کو یہ اطلاع ملی تو وہ تازی کی طرف گیا اور وہاں سے اس نے اپنے بیٹے ابوفارس کو فوجوں کے ساتھ بھیجا اور ابوزیان بن ابوحمو کو تازی کی طرف واپس کر دیا اور اس کے بیٹے ابوفارس نے تلمسان آ کر اس پر قبضہ کرلیا اور اس میں اپنے باپ کی دعوت کو قائم کیا اور اس کے باپ کے وزیر صالح بن حمو نے ملیانہ کی طرف بڑھ کر اس پر اور اس کے بعد الجزائر اور تدلس پر حتیٰ کہ بجایہ تک قبضہ کرلیا اور یوسف بن الزابیہ تاجموت کے قلعہ میں قلعہ بند ہو گیا اور وزیر صالح نے اس کا محاصرہ کرلیا اور مغرب اوسط سے بنی عبدالواد کی دعوت کا خاتمہ ہو گیا۔ واللہ غالب علیٰ امرہ۔

فصل

حاکمِ مغرب ابوالعباس کی وفات اور ابوزیان بن ابوحمو کا تلمسان اور مغرب اوسط پر قبضہ کرنا

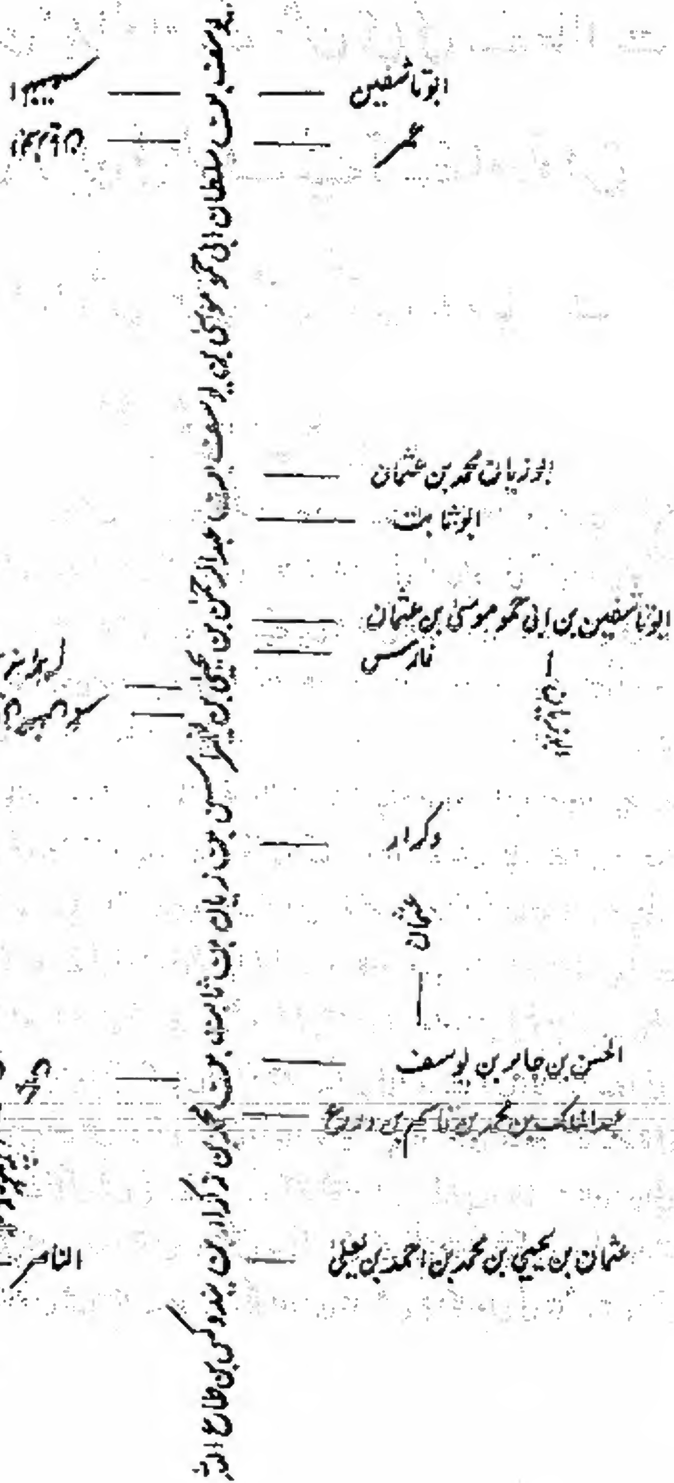
سلطان ابوالعباس بن ابوسالم جب تازی پہنچا اور اس نے اپنے بیٹے ابوفارس کو تلمسان بھیجا تو اس نے اس پر قبضہ کرلیا اور وہ تازی میں ٹھہر کر اپنے بیٹے اور اپنے وزیر صالح کے حالات کی نگرانی کرنے لگا' جس نے بلادِ شرقیہ کے فتح کرنے میں پیش رفت کی تھی اور یوسف بن علی بن غانم' جو معقل میں سے اولادِ حسین کا امیر تھا اس نے ۷۹۳ھ میں حج کیا اور مصر کے ترکی بادشاہ الظاہر سے رقوق میں ملاقات کی اور سلطان کے پاس جا کر ایک پارٹی نے اُسے اطلاع دی کہ اس کا اپنی قوم میں کیا مقام ہے تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور ادائیگی حج کے بعد اس نے حاکمِ مغرب کو شاہانہ دستور کے مطابق شان دار تحائف بھیجے جن میں اس کے ملک کا قیمتی سامان تھا' پس جب یوسف وہاں پر سلطان ابوالعباس کے پاس آیا تو اس کی شان بڑھ گئی اور وہ اس مجلس میں بیٹھا جسے اس نے ان کے دکھانے اور فخر کرنے کے لئے تیار کیا تھا اور اس نے اس سامان کے بدلے میں اُسے چیدہ گھوڑے' سامان اور کپڑے دیئے یہاں تک کہ وہ اس سے راضی ہو گیا اور اس نے یوسف بن علی کے ساتھ اس شخص کو بھیجنے کا ارادہ کیا جو پہلے یہ سامان اٹھا کر لایا تھا اور یہ کہ وہ اسے اپنے قیام کے دنوں میں تازی سے بھیجے گا پس وہاں اُسے مرض نے آلیا جس سے وہ محرم ۷۹۶ھ میں فوت ہو گیا۔

اور انہوں نے اس کے بیٹے ابوفارس کو تلمسان بلا کر تازی میں اس کی بیعت کرلی اور اس کی جگہ اسے حکمران بنایا اور اس کے ساتھ فارس واپس آگئے اور ابوزیان بن ابوحمو کو قید سے رہا کر دیا اور اسے تلمسان کا امیر اور سلطان ابوالعباس کے بعد اس کا منتظم بنا کر بھیج دیا' پس اس نے وہاں جا کر اس پر قبضہ کرلیا اور اس کے بھائی یوسف بن الزابیہ نے بنی عامر کے قبائل سے رابطہ کیا جو تلمسان جا کر اس پر حملہ کرنا چاہتا تھا اور جب ابوزیان کو یہ اطلاع ملی تو اس نے ان کی طرف پیغام بھیجا اور انہیں اس شرط پر بے شمار مال دیا کہ وہ اسے اس کے پاس بھیج دیں تو انہوں نے اس کی یہ بات قبول کرلی اور اسے ابوزیان کے معتبر لوگوں کے سپرد کر دیا اور وہ اسے لے کر چل پڑے تو بعض عرب قبائل نے اس کو ان سے چھڑانے کے لئے روکا وٹ کی پس انہوں نے اُسے قتل کرنے میں جلدی کی اور اس کے سر کو اس کے بھائی ابوزیان کے پاس لے گئے تو اس کی گردش تھم گئی اور اس کے مرنے سے فتنہ بھی ختم ہو گیا اور اس کی حکومت کے معاملات درست ہو گئے اور وہ اس دور تک اسی حالت میں ہیں۔

اور اب ہم نے زناتہ ثانیہ میں سے بنی عبدالواد کی حکومت کے بارے میں گفتگو کرنی ہے اور ہمارے ذمے اس گروہ کے لوگوں کے حالات بیان کرنے باقی رہ گئے ہیں جو ان میں سے حکومت کے آغاز میں بنی مرین کے پاس چلے گئے تھے اور وہ بنو کمی ہیں جو علی بن القاسم کے قبائل میں سے ہیں جو طاع اللہ بن علی کے بھائی ہیں اور بنی کندوز کے حالات بیان کرنے

باقی ہیں جو مراکش میں ان کے امراء ہیں اب ہم ان کے حالات کی طرف رجوع کرتے ہیں اور وہیں ہم بنی عبدالواد کے مفصل حالات بیان کریں گے۔

والله وارث الارض و من علیها و هو خیر الوارثین



فصل

بنوالقاسم بن عبدالواد کے بطن بنی کمی کے حالات کہ وہ بنی مرین کی طرف کیسے آئے اور نواح مراکش اور ارض سوس میں انہیں جو ریاست حاصل تھی اس کا بیان

قبل ازیں بنوعبدالواد کے بارے میں ہم نے جو گفتگو کی ہے اس سے ہمیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ بنی کمی' قاسم کے قبائل میں سے ہیں اور وہ بنوکمی بن یمل بن یزکن بن القاسم ہیں جو طاع اللہ اور بنی دلول اور بنی معطی دلول اور معطی بن جوہر بن علی کے بھائی ہیں اور ہم اس جنگ کے بارے میں بھی بیان کر چکے ہیں جو طاع اللہ اور ان کے بھائیوں بنی کمی کے درمیان پائی جاتی تھی اور یہ کہ بنی کمی کا سردار کندوز بن عبداللہ اور بنی طاع اللہ کا سردار زیان بن ثابت بن محمد کیسے قتل ہوئے اور جابر بن یوسف بن محمد جس نے اس کے بعد حکومت سنبھالی اس نے ان سے زیان کا بدلہ لیا اور کندوز کو دھوکے سے یا جنگ کر کے قتل کر دیا اور اس کے سر کو یغمراسن بن زیان کے پاس بھیج دیا اور گھر والوں نے اپنے دلوں کو آرام و سکون دینے کے لئے ان کی دیگیں چڑھائیں اور اس کے بعد بنی کمی ہمیشہ مغلوب رہے اور تونس کے دارالخلافے میں چلے گئے اس وقت ان کا سردار عبداللہ ابن کندوز تھا اور وہ امیر ابوزکریا کے ہاں اُترے یہاں تک کہ اس نے تلمسان پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور عبداللہ نے تلمسان میں خود مختار ہونے کی آرزو کی مگر یہ اتفاق نہ ہو سکا اور جب مولانا امیر ابوزکریا فوت ہوئے اور اس کا بیٹا المنتصر حکمران بنا تو اس نے عبداللہ کو اپنی حکومت کے شروع میں ٹھہرایا پھر وہ اور اس کی قوم مغرب کی طرف کوچ کر گئے اور وہ مراکش کی فتح سے قبل یعقوب بن عبدالحق کے ہاں اُترا تو یعقوب اس کی آمد سے خوش ہوا اور اسے اپنی حکومت میں بلند مرتبہ دیا اور اس کی قوم کو مراکش کی جہات میں اتارا اور انہیں وہ بلاد جاگیر دیئے جو ان کی مہمات کے لئے کافی ہو گئے اور سلطان اپنے اونٹوں اور اونٹنیوں کو ان کے قبائل میں چرنے کے لئے بھیجنے لگا اور اس نے اپنی رعایا پر حسان بن ابی سعید الصبیحی اور اس کے بھائی موسیٰ کو بلاد مشرق میں ان کے دوستوں سے تعلق پیدا کرنے کے لئے مقدم کیا اور وہ دونوں اونٹوں کی دیکھ بھال کے بڑے ماہر تھے اور وہ ان علاقوں میں متقلب ہونے لگے اور ان بلاد میں چراگاہوں کی تلاش میں ارض سوس تک جانے لگے۔

عبداللہ بن کندوز المنتصر کے دربار میں: اور یعقوب بن عبدالحق نے ۶۵۵ھ میں عبداللہ بن کندوز کو اس کے بھتیجے عامر بن ادریس کے ساتھ حاکم افریقہ المنتصر کے پاس بھیجا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور بنو کمی بنی مرین کے ساتھ مل کر ان کا ایک بطن بن گئے اور عبداللہ بن کندوز فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کی حکومت اس کے بیٹے عمر بن عبداللہ کو ملی اور جب یوسف بن یعقوب بن عبدالحق نے مغرب اوسط پر حملہ کیا اور تلمسان کے محاصرہ میں مشغول ہو گیا اور بنو عبدالواد پر بنی مرین کی طرف سے جو مصیبت نازل ہوئی اس کے بارے میں لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے تو بنی کمی غیرت میں آ گئے اور اپنی قوم کے لئے برافروختہ ہو گئے اور انہوں نے سلطان کی مخالفت کرنے اور اس کے خلاف خروج کرنے پر اتفاق کر لیا اور ۷۰۳ھ میں حاجہ چلے گئے اور بلادِ سوس پر قبضہ کر لیا اور سلطان کے بھائی نے جو امیر مراکش تھا اس نے ان کے مقابلہ میں یعیش بن یعقوب کو بھیجا تو انہوں نے تادارت میں اس سے جنگ کی اور اُسے مغلوب کر لیا اور ان کی مخالفت پر قائم رہے پھر ۷۰۴ھ میں تامطلولت مقام پر دوبارہ ان کی جنگ ہوئی تو اس نے انہیں وہ عظیم شکست دی جس نے ان کی قوت کو پاش پاش کر دیا اور عمر بن عبداللہ اور ان کے اکابر کی ایک جماعت قتل ہو گئی اور وہ اس کے آگے صحرا کو بھاگ گئے اور تلمسان چلے گئے۔

تارودنت کی تباہی: اور یعیش بن یعقوب نے ارضِ سوس کے دارالخلافہ تارودنت کو تباہ کر دیا اور اس کے بعد بنو کندوز چھ ماہ تک تلمسان میں رہے پھر انہیں عثمان بن یغمر اسن کے بیٹوں سے خیانت کا خوف محسوس ہوا تو وہ مراکش کو واپس آ گئے اور سلطان کی فوجوں نے ان کا تعاقب کیا اور ان میں سے محمد بن ابوبکر بن حمامہ بن کندوز نے جنگ میں بڑی شجاعت دکھائی اور وہ منتشر ہو کر صحرائے سوس میں اپنی نجات گاہ کو چلے گئے یہاں تک کہ سلطان یوسف بن یعقوب فوت ہو گیا اور انہوں نے ملوک مغرب سے اطاعت کے بارے میں بات چیت کی تو انہوں نے جو کچھ وہ اس جزیرہ میں کر چکے تھے معاف کر دیا اور دوبارہ انہیں ان کی دوستی کا مقام دے دیا پس انہوں نے بھی خالص خیر خواہی اور دوستی اختیار کی اور عمر کے بعد ان کا امیر اس کا بیٹا محمد بنا اور سالوں ان کا امیر رہا پھر اس کے بعد اس کا بیٹا موسیٰ بن محمد امیر بنا۔

اور سلطان ابوالحسن نے اس جنگ کے دوران جو اس کے اور اس کے بھائی ابوعلی کے درمیان ہو رہی تھی اسے اپنے باپ سلطان ابوسعید کی وصیت کی وجہ سے اپنا دوست چن لیا اور اس نے مراکش کے نواح کی مدافعت میں کارہائے نمایاں کیے پھر موسیٰ بن محمد فوت ہو گیا تو سلطان ابوالحسن نے اس کی جگہ اس کے بیٹے یعقوب بن موسیٰ کو حکمران بنایا اور جب اس نے تلمسان پر قبضہ کر لیا اور اس نے بنو عبدالواد کو اپنے نوکروں اور فوجوں میں شامل کر لیا اور ان کے آدمی چلنے لگے اور ان کے عموں نے انہیں تکلیف دی یہاں تک کہ القیروان کی جنگ ہوئی اور سلطان اور بنو سلیم کے متوقف ہونے کا واقعہ ہوا۔ تو یعقوب بن موسیٰ نے ان سے ساز باز کی کہ وہ سلطان کو چھوڑ کر بنی عبدالواد اور ان کے ساتھی مغراوہ اور توجین کے پاس آ جائیں اور اس نے اس کام کے لئے ان سے وعدہ بھی کیا پھر وہ اپنی قوم اور تمام بنی عبدالواد میں گھوما تو انہوں نے اس کی بات کو قبول کیا اور سب کے سب بنی سلیم کے پاس چلے آئے اور اس طرح انہوں نے سلطان کو القیروان میں مشہور شکست دی اور اس کے بعد تلمسان چلے گئے اور بنی یغمر اسن کو اپنی امارت دے دی۔

یعقوب بن موسیٰ کی وفات: اور یعقوب بن موسیٰ افریقہ میں فوت ہو گیا اور اس کا بھائی رحو مغرب چلا گیا اور سلطان

ابو عنان نے ان کی جماعت اور عملداری پر عبو بن یوسف بن محمد کو عامل مقرر کیا جو دینی لحاظ سے ان کا عم زاد تھا پس اس نے بھی ان میں اسی طرح قیام کیا یہاں تک کہ فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن عبو حکمران بنا اور اس دور میں وہ امیر مراکش کے لئے بڑا دوڑ کرتے ہیں اور سلطان کی خدمت سرانجام دیتے ہیں جس میں انہیں آسودگی اور کفایت حاصل ہے اور گویا وہ زیان بن ثابت کے قتل کی عداوت کی پختگی کی وجہ سے بنی عبدالواد سے الگ تھلگ ہیں۔ واللّٰہ وارث الارض ومن علیها و هو خیر الوارثین لا رب غیره ولا معبود سواه.

محمد بن عبو بن ابو یوسف

یعقوب بن موسیٰ بن محمد بن عمر بن عبداللہ بن کیسدوند

رحو

محمد بن ابی بکر بن حمامہ

فصل

بنو راشد بن محمد بن یادین کے حالات اور کی اولیت اور گردش احوال کا بیان

بنی یادین کے ذکر کی تکمیل سے قبل ہم نے ان کے ذکر کو مقدم کیا ہے کیونکہ یہ ہمیشہ ہی بنی عبدالواد کے حلیف اور ان کے مددگار رہے ہیں اور ان کے حالات اُن کے حالات ہیں اور راشد ان کا باپ ہے اور وہ یادین کا بھائی ہے اور جیسا کہ ہم

بیان کر چکے ہیں کہ اس کے بیٹوں نے بنی عبدالواد کو مختص کر لیا اور ان کے مواطن صحرا میں جبل میں تھے جو راشد کے نام سے مشہور ہے جو ان کے باپ کا نام تھا اور قبائل بربر میں سے مدیونہ کے مواطن تاسالت کے سامنے تھے اور بطون دمر میں سے بنو ورتید تلمسان کے سامنے قصر سعید تک رہتے تھے۔

اور جبل ہوارہ بنی یلوما کا موطن تھا جنہیں حکومت حاصل تھی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور جب بنی یلوما کی حالت کمزور ہوگئی اور ان کی حکومت جاتی رہی تو ان کے بطون میں سے جبل راشد میں رہنے والے بنو راشد نے مدیونہ اور بنی ورتید کے میدانوں تک چڑھائی کی پس انہوں نے ان پر غارت گری کی اور ان کے مابین طویل جنگ ہوئی یہاں تک کہ انہوں نے ان کے مواطن میں ان پر غلبہ پالیا اور انہیں سخت زمین کی طرف جانے پر مجبور کر دیا پس بنو ورتید اس پہاڑ میں مقیم ہو گئے جو تلمسان پر جھانکتا ہے اور مدیونہ جبل تاسالت میں مقیم ہو گئے اور بنو راشد نے ان کے میدانوں پر قبضہ کر لیا پھر انہوں نے ان کے پہاڑ کو اپنا وطن بنالیا جو اس دور میں ان کے نام سے مشہور ہے اور وہ بنی یفرن کا علاقہ ہے جو آغاز اسلام میں تلمسان کے بادشاہ تھے اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں ان میں ابوقرہ الصفری بھی تھا اور اس کے بعد ان میں یعلیٰ بن محمد الامیر بھی تھا جسے شیعی لیڈر جوہر الصقلی نے قتل کر دیا تھا جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے اور یعلیٰ وہ شخص ہے جس نے اس پہاڑ میں ایفکان شہر کی حد بندی کی تھی جسے جوہر نے اس کے قتل کے روز برباد کر دیا تھا پس جب بنو راشد نے اس پہاڑ پر قبضہ کیا تو انہوں نے اسے وطن بنالیا اور یہ ان کا قلعہ بن گیا اور ان کی جولانگاہیں قبلہ کی طرف ہیں یہاں تک کہ عربوں نے اس دور تک ان پر قبضہ کیا ہوا ہے اور انہیں جبل کی طرف جانے پر مجبور کر دیا ہے۔

اور ان اوطان پر بنو راشد کا قبضہ بنی عبدالواد کے مغرب اوسط کی طرف آنے کے درمیان ہوا اور یہ بنی توجین اور بنی مرین کے ساتھ ان کی جنگ میں ان کے حلیف اور مددگار تھے اور ان کی ریاست ان کے ایک گھرانے میں تھی جو بنی عمران کے نام سے مشہور تھا اور ان کے دخول کے آغاز میں ان کا منتظم ابراہیم بن عمران تھا اور اس کے بھائی وترمار نے اس پر قابو پا کر ان کی امارت سنبھال لی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔

مقاتل بن وترمار: اور اس کا بیٹا مقاتل بن وترمار حاکم بن گیا اور اس نے اپنے چچا ابراہیم کو قتل کر دیا' اس دن سے ان کی ریاست بنی ابراہیم اور بنی وترمار میں تقسیم ہوگئی ہے مگر بنی ابراہیم کی ریاست کو غلبہ حاصل ہے اور ابراہیم بن عمران کے بعد اس کا بیٹا وترمار حکمران بنا جو یغمراسن بن زیان کا معاصر تھا اور اس نے طویل عمر پائی اور جب وہ ۶۹۰ھ میں فوت ہوا تو ان کی امارت غانم نے سنبھالی جو اس کے بھائی محمد بن ابراہیم کا بیٹا تھا پھر اس کے بعد موسیٰ بن یحییٰ بن وترمار امیر مقرر ہوا' مجھے معلوم نہیں کہ وہ غانم کے بعد امیر ہوا یا ان دونوں کے درمیان بھی کوئی امیر تھا۔

اور جب بنو مرین نے تلمسان میں آخری حملہ کیا تو بنو راشد سلطان ابوالحسن کی اطاعت میں آ گئے اور اس دور میں ان کا سردار ابویحییٰ موسیٰ بن عبدالرحمٰن بن وترمار بن ابراہیم تھا اور اس کے چچا کر جون بن وترمار کے بیٹے تلمسان میں محصور ہو گئے اور بنو عبدالواد اور ان کے مددگاروں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور بنو مرین نے زناتہ کے تمام سرداروں کو مغرب اقصیٰ میں منتقل کر دیا اور یہ بنو وترمار بھی ان لوگوں میں شامل تھے جو مغرب کی طرف گئے تھے اور انہوں نے اسے وطن بنالیا یہاں تک کہ بنی عبدالواد کو ابوحمو الاخیر موسیٰ بن یوسف کے ہاتھ پر تیسری دفعہ غلبہ حاصل ہوا اور اس کے عہد میں بنی راشد کا سردار ابن ابی

یحییٰ بن موسیٰ مذکور تھا جو بنی مرین کی حکومت سے ان کے پاس آیا تھا لیکن ابوحمو نے اس پر ان کے ساتھ سازش کرنے کی تہمت لگائی اور اُسے گرفتار کرلیا اور مدت تک وہران میں قید رکھا اور وہ قید خانے سے بھاگ کر مغرب چلا گیا اور مدت تک ان کے قبائل میں سفر کرتا رہا۔ پھر اطاعت کی طرف واپس آ گیا اور اس نے سلطان ابوحمو سے عہد لیا اور اس نے اسے اس کی قوم کا حاکم بنا دیا پھر اُسے گرفتار کرلیا اور اُسے قید میں ڈال دیا یہاں تک کہ ان نے ۷۸۶ھ میں اُسے ان کے قید خانے میں قتل کر دیا اور بنی وترمار بن ابراہیم کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

اور بنو وترمار بن عمران کی امارت مقاتل کے بعد اس کے بھائی ابوزرکن بن وترمار نے سنبھالی پھر اس کے بیٹے یوسف بن ابوزرکن نے سنبھالی پھر ان کے بعد دوسرے لوگوں نے سنبھالی جن کے نام مجھے یاد نہیں یہاں تک کہ بنو وترمار بن ابراہیم نے ان پر غلبہ پالیا اور اس عہد میں تمام اولاد عمران کی ریاست ختم ہو چکی ہے اور بنو راشد سلطان کے نوکر بن چکے ہیں اور ان کے بقیہ لوگ ان کے پہاڑ میں اس حال میں ہیں جسے ہم بیان کر آئے ہیں۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

موسیٰ بن یحییٰ

کرجون

یوسف بن زرکن ـ بن وترمار

فصل

بنو یادین کے قبائل میں سے بنی توجین کے حالات جو زناتہ کے طبقہ ثالثہ میں سے تھے اور مغرب اوسط میں انہیں جو حکومت و سلطنت حاصل تھی اس کا بیان اور اس کا آغاز و انجام

یہ بنی یادین کا عظیم تر اور وافر تر تعداد والا قبیلہ ہے اور ان کے مواطن سرزمین السرسو میں جبل وانشریس کے سامنے وادی شلف کی دونوں جانب ہیں' جسے اس عہد میں نہر صا کہتے ہیں اور السرسو کے علاقے میں مغرب کی جانب لواتہ کے کچھ بطون رہتے ہیں جن پر بنو وجدیجن اور مطماطہ کا تسلط ہے پھر السرسو کا علاقہ بنی توجین کے قبضہ میں آ گیا اور انہوں نے اسے اپنے پہلے مواطن کے ساتھ شامل کر لیا اور ان کے مواطن قبلہ کی جانب بنی راشد کے موطن اور جبل وزاک کے درمیان آ گئے اور صنہاجہ کے دور میں ان کی ریاست عطیہ بن دافلتن اور اس کے عمزاد لقمان بن المعتز کو حاصل تھی جیسا کہ ابن الرقیق نے بیان کیا ہے اور جب حماد بن بلکین کی اپنے چچا بادیس کے ساتھ جنگ تھی اور بادیس نے قیروان سے اس پر چڑھائی کی اور وادی شلف پر قابض ہو گیا تو بنو توجین اس کے پاس آ گئے اور انہوں نے حماد کے ساتھ جنگوں میں مشہور کارنامے کئے۔

لقمان بن المعتز: اور لقمان بن المعتز' عطیہ بن دافلتن سے زیادہ طاقت ور تھا اور ان کی قوم ان دنوں تقریباً تین ہزار کے قریب تھی اور لقمان نے اپنے بیٹے بدر کو جنگ سے قبل بادیس کے پاس اس کی اطاعت اور اس کے ساتھ مل جانے کے لئے بھیجا' پس جب حماد کو شکست ہوئی تو بادیس نے ان کے اپنے پاس آ جانے کا لحاظ کیا اور جو غنیمت انہوں نے حاصل کی تھی ان کے لئے مختص کر دی اور لقمان کو اس کی قوم اور اس کے مواطن اور جن شہروں کو وہ اس کی دعوت کے لئے فتح کرے ان کا امیر بنا دیا پھر کچھ عرصہ کے بعد بنو دافلتن اپنی ریاست میں منفرد ہو گئے کہتے ہیں کہ وہ دافلتن بن ابی بکر بن التغلب تھا اور موحدین کے دور میں ان کی ریاست عطیہ بن مناد بن العباس بن دافلتن کو حاصل تھی جس کا لقب عطیۃ الحیو تھا اور اس کے عہد میں ان کے اور بنی عبدالواد کے درمیان جنگیں ہوئیں' جن میں اس دور کے بنی عبدالواد کے شیخ عدوی بن یکنیجن بن القاسم نے بڑا پارٹ ادا کیا اور یہ جنگ مسلسل ان میں ہوتی رہی یہاں تک کہ آخر میں بنو عبدالواد نے ان کے مواطن میں ان پر غلبہ پا لیا جیسا

کہ ہم بیان کریں گے۔

عطیۃ الحیو کی وفات: اور جب عطیۃ الحیو فوت ہو گیا تو ان کی امارت ابو العباس نے سنبھالی اور مغرب اوسط کے نواح پر حملہ کرنے میں اس نے بڑے کارنامے کئے اور اس نے موحدین کی اطاعت کو خیر باد کہہ دیا' یہاں تک کہ ۶۰۷ھ میں فوت ہو گیا اور ان دنوں عامل تلمسان ابو زید بن کوجان نے اس کو دھوکے سے قتل کرنے کی سازش کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کے بعد ان کی امارت اس کے بیٹے عبدالقوی نے سنبھالی پس وہ ان کی ریاست میں یکتا ہو گیا اور اس کے بعد اس کی اولاد ریاست کی وارث ہوتی رہی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

بنو توجین کے مشہور بطون: اور بنو توجین کے مشہور بطون ان دنوں بنو یدللتن' بنو قری' بنو مادون' بنو زنداک' بنو دیسل' بنو قاضی اور بنو ماست تھے اور ان چھ کے جامع بنو مدن تھے پھر بنو تیغرین' بنو یرناتن اور بنو منکوش اور ان تینوں کے جامع بنو سرغین تھے اور بنو زنداک کا نسب ان میں دخیل ہے' وہ بطون مفراوہ میں سے ہیں اور ان بنو منکوش میں سے عبدالقوی ابن العباس بن عطیۃ الحیو ہے' میں نے ایک زناتہ منکوشی مؤرخ کے ہاں اس کا نسب اسی طرح دیکھا ہے۔

اور جب بنی عبدالمؤمن کی حکومت کا خاتمہ ہوا تو تمام بنو توجین کی ریاست عبدالقوی بن العباس بن عطیۃ الحیو کو حاصل تھی اور ان کے تمام قبائل سامنے کی جولانگاہوں میں رہتے تھے اور جب بنو عبدالمؤمن کی حالت کمزور ہو گئی اور مفراوہ متیجہ کے میدانوں اور پھر جبل وانشریس پر متغلب ہو گئے تو اس عبدالقوی اور اس کی قوم نے ان سے وانشریس کے معاملہ میں جھگڑا کیا اور ان سے جنگ کی یہاں تک کہ ان پر غالب آ گئے اور وانشریس ان کے مقبوضات میں شامل ہو گیا اور ان کے قبائل میں سے بنو تیغرین اور بنو منکوش نے اسے اپنا وطن بنا لیا پھر وہ منداس پر متغلب ہو گئے اور بنو مدن کے تمام قبائل نے اسے اپنا وطن بنا لیا اور ان میں سے بنی یدللتن کو فوقیت حاصل تھی اور بنی یدللتن کی ریاست بنی سلامہ کو حاصل تھی اور ان کے بطون میں سے بنو یرناتن وانشریس کے سامنے اپنے پہلے مواطن ہی میں رہے اور ان میں سے خاص طور پر بنو تیغرین اور اولاد عزیز بن یعقوب' بنی عطیۃ الحیو کے حلیف تھے اور سب کے سب وزراء کے نام سے معروف تھے اور جب انہوں نے اوطان وتکول پر قبضہ کیا اور مفراوہ کو لمدیہ' وانشریس اور تافرکنیت سے نکال باہر کیا اور اس کی حکومت کو مخصوص کر لیا اور منداس' جعبات اور تادغزدت کی طرح اوطان کی دونوں غربی اطراف سے رکا رہا اس دور میں ان کا سردار عبدالقوی بن العباس تھا اور سب کچھ اس کے حکم سے ہوتا تھا' پس صحرائی حکومت اس کے لئے ہو گئی اور اس نے اس میں خیموں میں رہائش رکھنے کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی چراگاہوں کے تلاش کرنے والوں کو بھینا چھوڑا اور نہ ہی دوسفروں کو جمع کرنا چھوڑا' وہ موسم سرما میں مصاب اور الزاب کی طرف چلے جاتے اور موسم گرما میں اتل کے ان بلاد میں فروکش ہوتے اور عبدالقوی اور اس کے بیٹے محمد کی یہی حالت رہی کہ اس کے بعد اس کے بیٹوں نے امارت کے متعلق جھگڑا کیا اور ایک نے دوسرے کو قتل کیا اور بنو عبدالواد' ان کے تمام اوطان اور قبائل پر متغلب ہو گئے اور بنو یرناتن اور بنو یدللتن نے بھی ان کے مقابلہ میں طاقت کا اظہار کیا اور بنی عبدالواد کی طرف آ گئے اور ان کی اولاد جبل وانشریس میں باقی رہی یہاں تک کہ ان کا خاتمہ ہو گیا جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔

قلعہ مراۃ: اور عبدالقوی نے جب مفراوہ کو جبل وانشریس پر قبضہ دلایا تو اس نے قلعہ مراۃ کی حد بندی کی حالانکہ اس

سے قبل مندیل مغراوی نے اس کی حد بندی کا کام شروع کر دیا ہوا تھا پس اس نے ایک بستی بنائی مگر اسے مکمل نہ کر سکا تو اس کے بعد محمد بن عبدالقوی نے اس کو مکمل کیا اور جب بنو ابی حفص نے افریقہ کی حکومت کو مخصوص کر لیا اور موحدین کی خلافت انہیں مل گئی تو امیر ابوزکریا نے مغرب اوسط پر حملہ کر دیا اور صنہاجہ کے قبائل نے ان کی اطاعت اختیار کر لی اور زناتہ اس کے آگے بھاگ گئے اور اس نے ان سے بار بار جنگ کی اور ان میں سے کچھ آدمیوں کو پکڑ لیا اور ایک جنگ میں بنی توجین کے امیر عبدالقوی بن العباس کو بھی گرفتار کر لیا اور اسے الحضرۃ میں قید کر دیا پھر اس پر احسان کر کے اسے اس شرط پر رہا کر دیا کہ اس کی قوم اس سے دوستانہ تعلقات پیدا کرے گی اور زندگی بھر اس کی اور اس کی قوم کی مددگار رہے گی۔

ابوزکریا کی تلمسان پر چڑھائی: اس کے بعد امیر ابوزکریا نے تلمسان پر حملہ کیا تو عبدالقوی اور اس کی قوم بھی اس کے مددگاروں میں شامل تھے اور جب اس نے تلمسان پر قبضہ کر لیا اور الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا تو اس نے عبدالقوی کو اس کی قوم اور اس کے وطن پر امیر مقرر کیا اور اسے آلہ بنانے کی اجازت دی اور سب سے پہلے سرکاری پروانے بنی توجین کو ملے اور صلح و جنگ میں بنی عبدالواد کے ساتھ ان کے حالات مختلف ہوتے رہتے تھے۔

اور جب یغمراسن اور اس کی قوم کے ہاتھ سے سعید ہلاک ہو گیا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے تو یغمراسن نے زناتہ کے باقی ماندہ قبائل کو مغرب سے جنگ کرنے اور بنی مرین کے اس کی طرف مسابقت کرنے کی وجہ سے جمع کیا پس عبدالقوی بھی ۶۴۷ھ میں اپنی قوم سمیت ان کے ساتھ آ گیا اور وہ تازی تک پہنچ گئے اور امیر بنی مرین ابو یحییٰ بن عبدالحق نے اپنی قوم سمیت اس کے ساتھ گیا اور وہ تازی تک پہنچ گئے اور امیر بنی مرین ابو یحییٰ بن عبدالحق نے اپنی قوم کے ساتھ انہیں روکا تو وہ واپس آ گئے اور اس نے انکاد تک ان کا تعاقب کیا پس جنگ ہوئی اور بنی یادین کی فوجیں منتشر ہو گئیں اور وہ شکست ہوئی جس کا ذکر ہم نے بنی عبدالواد کے حالات میں کیا ہے۔

عبدالقوی کی وفات: اور اسی سال وہاں سے واپسی پر عبدالقوی نے اپنے مواطن میں ماحون مقام پر فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا یوسف اس کی امارت سنبھالنے کے درپے ہو گیا اور وہ اس امارت پر ایک ہفتہ قائم رہا پھر اس کے بھائی محمد بن عبدالقوی نے جو باپ کا ولی عہد بھی تھا اس نے اپنے باپ کے دفن کے ساتویں روز اس کی قبر کے اوپر اسے قتل کر دیا اور اس کا بیٹا صالح بن یوسف بلاد صنہاجہ کی طرف جبال المدیہ میں بھاگ گیا پس وہ اس کے بیٹے وہیں مقیم ہو گئے اور محمد نے بلا شرکت غیر بنی توجین کی ریاست سنبھال لی اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی اور وہ ایسا سردار تھا جو ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتا تھا۔

یغمراسن اور محمد بن عبدالقوی کی جنگ: اور یغمراسن نے اس سے جھگڑا کیا اور ۶۷۹ھ میں اس سے جنگ کرنے کو تیار ہو گیا اور قلعہ تافرکنیت کی طرف گیا پس اس نے اس سے جنگ کی ان دنوں وہاں اس کا پوتا علی بن زیان بن محمد اپنی قوم کی جماعت کے ساتھ موجود تھا پس اس نے کئی روز تک اس کا محاصرہ کیے رکھا مگر اسے سر نہ کر سکا تو وہاں سے چلا آیا پھر انہوں نے جنگ کے ہتھیار پھینکنے پر اتفاق کیا اور یغمراسن نے اس سے وہی اپیل کی جو اس کے باپ سے بنی مرین کے ساتھ ان کے بلاد میں جنگ کرنے کے بارے میں کی تھی تو اس نے اس بات کو قبول کر لیا اور وہ مغراوہ کے ساتھ ۶۷۵ھ میں ارض الریف

اور تازی کے درمیان کلاتان تک پہنچ گئے اور یعقوب بن عبدالحق نے اپنی فوجوں کے ساتھ مڈبھیڑ کی تو وہ تتر بتر ہو گئے اور شکست کھا کر اپنے بلاد میں واپس آ گئے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

اور اس کے بعد بھی ان کے اور یغمراسن کے درمیان جنگیں ہوتی رہیں اور اس نے جبل وانشریس میں کئی بار اس سے جنگ کی اور اس کے وطن میں گھس گیا اور اس کے بعد ان دونوں کے درمیان یغمراسن کی حکومت کو مخصوص کر لینے اور اس کے تمام زناتہ اور ان کے بلاد پر غلبہ کے واسطے بڑھنے کے لئے کوئی گفتگو نہیں ہوئی اور وہ سب حفصی حکومت کے پاس اکٹھے ہونے والے تھے اور محمد بن عبدالقوی سلطان المستنصر کی بہت اطاعت کرنے والا تھا۔

<u>افرنجہ کے نصاریٰ</u>: اور جب افرنجہ کے نصاریٰ ۶۶۸ھ میں ساحل تونس پر اُترے اور الحضرہ کی حکومت کا لالچ کیا تو المستنصر نے ملوک زناتہ کے پاس فریادی بھیجا تو انہوں نے اپنے منہ اس کی طرف پھیر دیے اور ان میں سے محمد بن عبدالقوی نے اپنی قوم اور اپنے اہل وطن کے لشکر کے ساتھ کوچ کیا اور تونس میں سلطان کے ہاں اترا اور دشمن سے جہاد کرنے میں بڑی شجاعت دکھائی اور اس نے ان کے ساتھ اپنی جنگوں میں مشہور کارنامے سرانجام دیئے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں محسوب و معدود ہیں۔

اور جب دشمن الحضرہ سے چلا گیا اور محمد بن عبدالقوی بھی اپنے وطن کی طرف واپس آنے لگا تو سلطان نے اُسے اعلیٰ انعامات دیئے اور اس کی قوم اور فوج کے سرکردہ لوگوں پر بڑی نوازشات کیں اور اُسے الزاب کے وطن سے بلادِ مقرہ اور اوماش جاگیر میں دیئے اور اس کی واپسی نہایت شاندار طریق سے ہوئی اور وہ اس کے بعد ہمیشہ اس کی اطاعت سے وابستہ رہا اور اس کے ساتھ مل کر اس کے دشمن پر غالب رہا۔

اور جب امصارِ مغرب پر غلبہ پانے اور اس کی حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لینے کے بعد بنومرین نے یغمراسن کے ساتھ سختی کی تو محمد نے یغمراسن پر غلبہ پانے کے لئے ان کے ساتھ گٹھ جوڑ کر لی اور اپنے بیٹے زیان بن محمد کو ان کے پاس بھیجا۔

<u>یعقوب بن عبدالحق کا تلمسان پر حملہ</u>: اور جب ۶۷۰ھ میں یعقوب بن عبدالحق نے تلمسان پر حملہ کیا تو اس نے اس جنگ میں یغمراسن پر بھی حملہ کیا جس میں اس کا بیٹا فارس ہلاک ہو گیا اور محمد بن عبدالقوی بھی اس کے مقابلہ میں تیار ہوا اور راستے میں بطحاء سے گزرا جو ان دنوں یغمراسن کے مضافات کی سرحد تھا تو اس نے اسے برباد کر دیا اور یعقوب بن عبدالحق سے تلمسان کے میدان میں اپنے آلہ پر فخر کرتے ہوئے ملا تو یعقوب نے اُسے خوش آمدید کہا اور انہوں نے تلمسان سے کئی روز تک جنگ کی مگر وہ اسے سر نہ کر سکے اور انہوں نے وہاں سے چلے جانے پر اتفاق کر لیا۔

اور یعقوب بن عبدالحق نے یغمراسن کے شر کے خوف سے وہاں ٹھہر کر انہیں مہلت دی تا کہ محمد اور اس کی قوم اپنے بلاد میں پہنچ جائیں پس اس نے ایسے ہی کیا اور اس نے ان کے تھیلوں کو اپنے تحائف سے بھر دیا اور انہیں بہترین اصیل کوتل گھوڑے بوجھل سواریوں کے ساتھ دیئے اور ایک ہزار دودھیل اونٹنیاں دیں اور انہیں عطیات اور قیمتی خلعتوں سے پُر کر دیا اور انہیں بہت سے ہتھیار جیسے اور کارندے دیئے اور کوچ کر گئے اور محمد بن عبدالقوی جبل وانشریس میں اپنی جگہ پر چلا گیا اور یغمراسن کے ساتھ لگاتار اس کی جنگیں ہوتی رہیں اور اس نے اس کے وطن پر بہت حملے کئے اور اس کے شہروں کو خوب برباد کیا اور وہ اس کے باوجود یعقوب کی دوستی اور اسے اصیل گھوڑے اور نادر اشیاء دینے پر قائم تھا یہاں تک کہ یعقوب نے جب مصالحت کے بارے میں یغمراسن پر یہ شرط عائد کی کہ جس کے ساتھ وہ صلح یا جنگ

کرے گا وہ بھی اس کے ساتھ صلح یا جنگ کرے گا اسی وجہ سے یعقوب بن عبدالحق نے ۶۷۰ھ میں چڑھائی کی کیونکہ اس نے اس پر یہ شرط عائد کی تھی اور اس کے تسلیم کرنے پر اصرار کیا تھا پس اس نے اس پر چڑھائی کی اور خرزوزہ میں اس پر حملہ کیا پھر تلمسان میں اس کا محاصرہ کیا اور وہاں محمد بن عبدالقوی نے اس سے ملاقات کی پس وہ قصاب میں اسے ملا اور انہوں نے لوٹ مار اور تخریب کاری سے تلمسان کے نواح میں فساد برپا کر دیا' پھر یعقوب نے محمد اور اس کی قوم کو اپنے شہروں کو جانے کی اجازت دے دی اور خود وہ تلمسان کے نواح میں یغمراسن کے روکنے کے خوف سے اس مدت تک ٹھہرا رہا جب تک وہ دانشریس میں اپنی نجات کی جگہ تک پہنچ گئے۔

یغمراسن کی وفات: اور ان دونوں کی مسلسل یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ یغمراسن ۶۸۱ھ کے آخیر میں بلاد مغراوہ میں سدلونہ مقام پر فوت ہو گیا' اس دوران میں بنومرین' بنی عبدالواد کے مقابلہ میں مضبوط ہو گئے اور اس محمد کے لئے حکومت مرتب و منظم ہو گئی اور وہ جبال لمدیہ میں اوطانِ صنہاجہ پر متقلب ہو گیا اور اس نے ثعالبہ کو' ان کے مشائخ کے ساتھ خیانت کرنے اور انہیں قتل کرنے کے بعد' جبال تیطری سے نکال دیا تو وہ وہاں سے متیجہ کے میدانوں میں چلے گئے اور انہیں وطن بنا لیا۔

لمدیہ کے قلعے پر محمد کا قبضہ: اور محمد نے لمدیہ کے قلعے پر قبضہ کر لیا جسے اس کے لمدیہ باشندوں کی وجہ سے لمدیہ کہتے ہیں۔ لمدیہ لام اور میم کی زبر' دال کی زیر اور یائے مشدد کے ساتھ ہے اور اس کے بعد اس کے آخر میں ھاءِ نسب ہے اور یہ صنہاجہ کا ایک بطن ہیں اور اس کی حد بند کرنے والا بلکین بن زیری ہے اور جب محمد نے اس پر اور اس کے نواح پر قبضہ کیا تو اس نے اپنے خواص میں سے اولادِ عزیز بن یعقوب کو یہاں اتارا اور اسے ان کا موطن اور ریاست قرار دیا۔

اور اس کے بھائی یوسف بن عبدالقوی کے بیٹے بنو صالح' صنہاجہ کے درمیان سے اپنی جگہ سے اس وقت سے بھاگ گئے تھے جب اس کا باپ یوسف قتل ہوا تھا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور وہ افریقہ میں بلادِ موحدین میں چلے گئے تھے پس وہ انہیں نہایت عزت و تکریم سے ملے اور انہوں نے ان کو قسطنطینہ کے نواح میں آلِ ابی حفص کے بادشاہوں کی حکومت میں جاگیریں دے دیں اور وہ ان کی جنگوں میں ان کے ساتھ بڑا کام کرتے اور ان کی جنگوں میں دادِ شجاعت دیتے اور ان کی خدمت کرتے تھے۔

اور اولادِ عزیز میں سے لمدیہ کے موالی حسن بن یعقوب اور اس کے بعد اس کے بیٹے یوسف اور علی تھے اور ان کے مواطن لمدیہ اور ان کے موطن اور ماخون کے درمیان تھے۔

بنی یدللتن کا قلعہ جعبات اور قلعہ تاغزوت پر قبضہ: اور اسی طرح بنو یدللتن بھی بنی توجین میں سے تھے انہوں نے قلعہ جعبات اور قلعہ تاغزوت پر قبضہ کر لیا تھا اور ان کا سردار سلامہ بن علی قلعہ میں محمد بن عبدالقوی اور اس کی قوم کی اطاعت پر قائم ہو کر اترا' پس محمد بن عبدالقوی کی حکومت مغرب اوسط کے نواح میں مواطن بنی راشد سے لے کر جبال صنہاجہ تک نواح لمدیہ میں مسلسل قائم رہی اور اس کے نواح میں مواطن بنی راشد سے لے کر جبال صنہاجہ تک نواح لمدیہ میں مسلسل قائم رہی اور اس کے سامنے السرسو کے بلاد اور جبال سے ارض الزاب تک قائم رہی اور وہ موسم سرما میں دور تک سفر کرتا تھا اور الروس' مفرہ اور المسیلہ میں اترتا اور ہمیشہ اس کی یہی عادت رہی اور جب یغمراسن ۶۸۱ھ میں فوت ہو گیا جیسا کہ ہم

بیان کر چکے ہیں۔

عثمان اور محمد بن عبد القوی کے درمیان جنگ: تو اس کے بعد اس کے بیٹے عثمان اور محمد بن عبد القوی کے درمیان ۶۸۴ھ میں از سر نو جنگ چھڑ گئی اور اس کے بعد ان کا بیٹا سید الناس حکمران بنا اور اس کی حکومت کا زمانہ دراز نہ ہوا اور اس کے بھائی موسیٰ نے اس کے باپ کی وفات کے ایک سال بعد یا اسی سال اُسے قتل کر دیا۔

موسیٰ بن محمد امیر توجین: اور موسیٰ بن محمد دو سال تک توجین کا امیر رہا اور اہل مزات ان کے وطن کے باشندوں میں سے سب سے زیادہ طاقتور اور شر پسند تھے پس اس کے دل میں خیال آیا کہ وہ ان کے مشائخ کو قتل کر دے اور ان کے ڈر سے اپنے آپ کو بچائے' پس اس نے اس کام کا ارادہ کیا اور وہ وہاں اترا اور وہ بھی اس کے حال سے اور اس کی رائے سے جو وہ ان کے متعلق رکھتا تھا باخبر ہو کر چوکنے ہو گئے اور ان سب نے نڈر ہو کر اس پر حملہ کر دیا تو اس نے بھی ان سے جنگ کی پھر اس حال میں کہ اس کے زخم سے خون ٹپکتا تھا' شکست کھا گیا اور وہ اسے قلعے کے خوف ناک مقامات میں مجبور کر کے لے گئے تو وہ ان میں سے ایک مقام پر گر کر ہلاک ہو گیا۔

عمر بن اسماعیل بن محمد: اور اس کے بعد اس کے بھائی کا بیٹا عمر بن اسماعیل بن محمد چار سال تک حکمران رہا پھر اس کے ساتھ اس کے چچا زیان بن محمد کے بیٹوں نے غداری کی اور اُسے قتل کر دیا اور انہوں نے اپنے بڑے بھائی ابراہیم بن محمد کو حکمران بنایا اور اس نے ان پر بہت اچھی طرح حکمرانی کی' کہتے ہیں کہ ان میں محمد کے بعد ان جیسا کوئی حکمران نہیں ہوا اور ان حکمرانیوں کے دوران بنو عبد الواد ان کے مقابلہ میں مضبوط ہو گئے اور ان کے باپ محمد کی وفات کے بعد عثمان بن یغمراسن کا دباؤ ان پر بڑھ گیا' پس ۶۸۶ھ میں اس نے ان پر حملہ کیا اور جبل وانشریس میں ان کا محاصرہ کر لیا اور ان کے اوطان میں خرابی اور فساد پیدا کیا اور ان کی کھیتیوں کو جب ان پر مغراوہ نے قبضہ کر لیا تھا' مازونہ لے آیا پھر اس نے قلعہ تافرکنیت سے جنگ کی اور وہاں کے لیڈر غالب الخصی مولیٰ سید الناس بن محمد سے ساز باز کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔

پھر اس نے قلعہ تاغزوت میں اولادِ اسلامیہ پر حملہ کیا اور وہ کئی بار اس کے مقابلے میں ڈٹے رہے پھر انہوں نے اس سے طاعت کرنے اور بنی محمد بن عبد القوی کو چھوڑنے کا معاہدہ کر لیا پس انہوں نے ان کا عہد توڑ دیا اور عثمان بن یغمراسن کی حکومت میں آ گئے اور انہوں نے ان کے لئے بنی یدللتن پر ٹیکس مقرر کیے اور عثمان بن یغمراسن نے بنی توجین کے قبائل کو ان کے امیر ابراہیم زیان کے خلاف بھڑکانے اور ترغیب دینے کا راستہ اختیار کیا' پس بنی مادون کے شیخ زکراز بن انجمی نے اس کی حکومت کے ساتویں مہینے ایک جنگ میں اس پر حملہ کر کے اُسے بطحاء میں قتل کر دیا۔

موسیٰ بن زرارہ: اور اس کے بعد موسیٰ بن زرارہ بن محمد بن عبد القوی حکمران بنا اور بنو یغمراسن نے اس کی بیعت کی اور بقیہ توجین نے اختلاف کیا' پس اس دوران میں سال کا کچھ حصہ عثمان بن یغمراسن نے قیام کر کے بنی توجین کے ایک ایک قبیلے سے دوستی کی یہاں تک کہ اس نے جبل وانشریس پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور موسیٰ بن زرارہ اس کے آگے بھاگ کر لمدیہ کے نواح میں چلا گیا اور اپنے اسی سفر میں فوت ہو گیا۔

عثمان کا لمدیہ پر حملہ: پھر عثمان نے اس کے بعد ۶۸۸ھ میں لمدیہ پر حملہ کیا اور صنہاجہ کے قبائل میں سے لمدیہ کے

ساتھ ساز باز کر کے اس پر قبضہ کر لیا انہوں نے اولادِ عزیز سے غداری کی اور اُسے اس پر قدرت دے دی پھر انہوں نے سات ماہ بعد اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اولادِ عزیز کی حکومت میں واپس آ گئے اور انہوں نے عثمان بن یوسف سے اطاعت اور تاوان پر مصالحت کر لی جیسا کہ وہ محمد بن عبدالقوی اور اس کے بیٹوں کے ساتھ تھے پس عثمان بن یغمراسن نے توجین کے عام علاقے پر قبضہ کر لیا پھر وہ بنی مرین کے اس مطالبے میں مشغول ہو گیا جو انہوں نے یوسف بن یعقوب کے زمانے میں اچانک کیا تھا پس بنی محمد بن عبدالقوی میں سے ابوبکر بن ابراہیم نے دو سال تک بنی توجین پر حکمرانی کی جس میں اس نے لوگوں کو خوفزدہ کیا اور بری روش اختیار کی پھر وہ فوت ہو گیا پس اس کے بعد بنو یتغرین نے اس کے بھائی عطیہ کو اصم کے نام سے مشہور تھا حکمران مقرر کیا اور اولادِ عزیز اور تمام قبائل توجین نے ان کی مخالفت کی۔

یوسف ابن زیان کی بیعت: اور یوسف بن زیان بن محمد کی بیعت کر لی اور جبل وانشریس پر حملہ کیا اور وہاں پر عطیہ اور بنی یتغرین کا ایک سال یا اس سے زیادہ عرصہ تک محاصرہ کئے رکھا اور یحییٰ بن عطیہ جو بنی یتغرین کا سردار تھا وہی عطیۃ الاصم کی بیعت کا ذمہ دار تھا پس جب ان کا محاصرہ سخت ہو گیا اور یوسف بن یعقوب کی حکومت اپنی جگہ پر مضبوط ہو گئی جو حصار تلمسان میں تھی اور اس نے اُسے جبل وانشریس کی حکومت کی رغبت دلائی پس اس نے اپنے بھائی ابوسرحان اور ابویحییٰ کی نگرانی کے لئے اس کے ساتھ فوجیں بھیجیں اور ابویحییٰ ان کے ہمراہ تھا اور مشرق کی جانب میں گھس گیا اور جب واپس آیا تو جبل وانشریس کی طرف گیا اور اس کے قلعوں کو منہدم کر کے واپس آ گیا اور اس نے دوسری بار بلاد توجین پر حملہ کیا اور انہیں وہاں سے بھگا دیا اور اہالیان تافرکنیت نے اس کی اطاعت اختیار کر لی پھر اس نے لمدیہ پہنچ کر اسے صلح سے فتح کر لیا اور اس کی بستی کی حد بندی کی اور اپنے بھائی یوسف بن یعقوب کے پاس واپس آ گیا اور اس کے جانے کے بعد باشندگانِ تافرکنیت نے بغاوت کر دی پھر بنو عبدالقوی نے اطاعت اختیار کرنے کے بارے میں سوچا اور یوسف بن یعقوب کے پاس گئے تو اس نے ان کی اطاعت کو قبول کر لیا اور انہیں ان کے بلاد میں واپس کر دیا اور انہیں جاگیریں دیں اور علی بن الناصر بن عبدالقوی کو ان کا حاکم بنایا اور اس کی وزارت یحییٰ بن عطیہ کو دی پس اس نے اس کی حکومت پر قابو پا لیا اور اس کی سلطنت درست ہو گئی اور اس دوران میں وہ فوت ہو گیا پس یوسف بن یعقوب نے اس کی جگہ محمد بن عطیۃ الاصم کو حاکم مقرر کیا اور وہ ایک وقت تک اس کی اطاعت پر قائم رہا پھر اس نے اس کی وفات سے پہلے ۶ ے ھ میں بغاوت کر دی اور اپنی قوم کو مخالفت پر آکسایا۔

یوسف بن یعقوب کی وفات: اور جب یوسف بن یعقوب فوت ہو گیا اور اس کے بعد بنو مرین بنی یغمراسن کے لئے مغرب اوسط کے ان تمام امصار سے دست کش ہو گئے جن پر انہوں نے قبضہ کیا تھا تو بنو یغمراسن نے وہاں غلبہ پا لیا اور متغلبین کو وہاں سے دور کر دیا اور اولادِ عبدالقوی میں سے ایک جماعت بلادِ موحدین میں چلی گئی اور وہاں پر انہیں باعزت مقام ملا اور عباس بن محمد بن عبدالقوی آلِ ابی حفص کے بادشاہوں کے ساتھ مرتے دم تک دوستانہ تعلقات رکھتا تھا اور اس کی اولاد سلطان کی فوج میں باقی رہی اور جب ان نمائندگان سے فضا خالی ہو گئی تو ان کے بعد بنی یتغرین کا سردار احمد بن محمد جو بنی یفرن کے سلطان یعلیٰ بن محمد کی اولاد میں سے تھا جبل وانشریس پر حکمران ہو گیا پس یہ یحییٰ بن عطیہ ان کی ریاست میں کچھ روز ٹھہرا پھر وہ بھی فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بھائی عثمان بن عطیہ نے اس کی امارت سنبھالی پھر وہ بھی فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا عمر بن عثمان حکمران بنا اور اپنی قوم کے ساتھ جبل وانشریس میں خود مختار بن گیا اور اولادِ عزیز لمدیہ اور

اس کے نواح میں خود مختار بن گئی اور ان کی ریاست حسن بن یعقوب کے دونوں بیٹوں یوسف اور علی کو حاصل تھی اور یہ سب کے سب بنی عبدالواد کے سلطان ابوحمو کی اطاعت میں تھے کیونکہ وہ ان پر غالب آ گیا تھا اور اس نے بنی عبدالقوی کے امراء سے ریاست لے لی تھی یہاں تک کہ سلطان ابوحمو کے عم زاد یوسف بن یغمراسن نے اس کے خلاف بغاوت کی اور اولادِ عزیز کے پاس چلا گیا تو انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور وہ بنی یغمراسن کے سردار عمر بن عثمان اور حاکم جبل وانشریس کے کاشانہ میں دخل انداز ہو گئے تو اس نے ان کی بات مان لی اور بقیہ قبائل یکوشہ اور بنو یرناتن نے بھی ان سے معاہدہ کر لیا۔

اور انہوں نے محمد بن یوسف کے ساتھ سلطان ابوحمو پر چڑھائی کی جب کہ وہ اپنی فوج کے ساتھ تھل مقام پر تھا پس انہوں نے اُسے منتشر کر دیا اور ان کے ساتھ اس کی جنگ کے حالات کو ہم نے بنی عبدالواد کے حالات میں بیان کیا ہے یہاں تک کہ سلطان ابوحمو فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا ابوتاشفین حکمران بنا پس اس نے فوجوں کے ساتھ ان پر حملہ کیا اور عمر بن عثمان کو اس وجہ سے کہ محمد بن یوسف اس کی قوم کو چھوڑ کر اولادِ عزیز کے ساتھ دوستی رکھتا ہے' غیرت آ گئی تو اس نے سلطان ابوتاشفین کے ساتھ اس سے انحراف کرنے کے بارے میں ساز باز کی پس جب وہ جبل میں اترا اور محمد بن یوسف' حفاظت کی خاطر قلعہ توکال میں چلا گیا تو عمر بن عثمان اسے چھوڑ کر ابوتاشفین کے پاس آ گیا اور اُسے قلعہ کی کمین گاہیں بتائیں تو ابوتاشفین اس کے قریب ہو گیا اور اس کی ناکہ بندی کر دی اور محمد بن یوسف کے دوست اور مددگار اس سے الگ ہو گئے تو اس نے اُسے گرفتار کر لیا اور اُسے قید کر کے سلطان ابوتاشفین کے پاس لائے تو ۷۱۹ھ میں اسے اس کے سامنے نیزے مار مار کر قتل کر دیا گیا اور اس کے سر کو تلمسان بھجوا دیا اور اس کے اعضاء کو اس قلعے میں جس میں وہ اپنے اچھل کود کے ایام میں محفوظ ہوا تھا' صلیب دیا گیا اور وانشریس کی امارت اس عمر بن عثمان کو اور اس کی ولایت ابوتاشفین کو مل گئی' یہاں تک کہ وہ بنی مرین کے ساتھ ایک جنگ میں تلمسان میں ان سالوں میں ہلاک ہو گیا جن میں سلطان ابوالحسن نے تلمسان سے جنگ کی تھی جیسا کہ ہم نے محاصرہ کے حالات میں بیان کیا ہے۔

بنو مرین کا مغرب اوسط پر قبضہ: پھر بنو مرین' مغرب اوسط پر متغلب ہو گئے اور سلطان ابوالحسن نے اس کے بیٹے نصر بن عمر کو جبل کا والی مقرر کیا اور وہ عہد کے پورا کرنے اور حکومت سے خلوص رکھنے اور سچی طرف داری کرنے اور مملکت پر احسان کرنے اور ٹیکس کے بڑھانے کے لحاظ سے بہترین والی تھا اور جب قیروان میں سلطان ابوالحسن پر مصیبت پڑی اور زناتہ کے شرفاء نے اپنی حکومت کی واپسی کے لئے مقابلہ کیا تو آل عبدالقوی میں سے عدی بن یوسف بن زیان بن محمد بن عبدالقوی لمدیہ کے نواح میں چلا گیا اور خوارج سے ان کی دعوت میں مقابلہ کیا اور یہ بنو عزیز اور ان کے پڑوسی بنو یرناتن اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس نے جبل وانشریس پر چڑھائی کی تاکہ خواص کے ساتھ ان کے بننے والی اور ان کے دشمن کے ساتھ سازش کرنے والوں سے ان کی جڑ کاٹ کر بدلہ لے اور ان دنوں ان کا سردار نصر بن عمر بن عثمان تھا اور نصر نے مسعود بن ابی زید بن خالد بن محمد بن عبدالقوی کی بیعت کی جو ان کی اولاد میں سے تھا پھر وہ عدی بن یوسف کے مددگاروں سے جدا ہو کر ان کے پاس چلا گیا کیونکہ اُسے اس کے اصحاب سے اپنی جان کا خوف تھا اور عدی اور اس کی قوم نے ان سے جنگ کی مگر وہ اس کے مقابلے میں ڈٹے رہے اور ان کے درمیان جنگیں ہوتی رہیں جن میں انجام کار نصر بن عمر اور اس کی قوم کو غلبہ حاصل ہوا اور جب سلطان ابوالحسن تونس سے الجزائر آیا تو عدی سلطان کے مددگاروں میں شامل ہو گیا اور مسعود ان کے درمیان باقی رہا

اور جب ابوسعید بن عبدالرحمٰن نے اپنی قوم کے ساتھ تلمسان پر قبضہ کیا تو اُسے اختیار دے دیا اور وہ مسلسل وہیں رہا یہاں تک کہ سلطان ابوعثمان نے ان پر غلبہ پالیا تو وہ زواوہ کی طرف بھاگنے کے بعد اس کے مددگاروں میں آ گیا اور اس نے اُسے وہاں اتار دیا اور فاس منتقل کر دیا اور ان کی حکومت وسلطنت ختم ہوگئی اور بنی محمد بن عبدالقوی کا نشان مٹ گیا۔

<u>نصر بن عمر</u>: اور نصر بن عمر نے جبل وانشریس کی حکومت میں قیام کیا اور سلطان ابوعثمان نے اُسے اُس پر اور اس کی بقیہ حکومت پر امیر مقرر کر دیا اور وہ اس کے بعد بھی بنی مرین کی دعوت کا منتظم رہا یہاں تک کہ سلطان ابوحموالاخیر نے اور وہ ابن موسیٰ بن یوسف ہے‘ ان کی حکومت پر غلبہ پالیا تو نصر نے اس کی اطاعت اختیار کر لی پھر ۷۶۷ھ میں بنی عبدالواد اور عربوں کے درمیان جنگ کی آگ بھڑک اٹھی اور انہوں نے ابوحمو کے چچا ابی زیان بن سلطان ابی سعید کی دعوت کو قائم کیا تو نصر بن عمران کے ساتھ مل گیا اور ایک عرصہ تک امیر ابی زیان کی دعوت سے وابستہ رہا پھر اس جنگ کے دوران ہلاک ہو گیا اور اس کے بعد ان کی امارت کو اس کے بھائی یوسف بن عمر نے اس کے طریقوں کو قبول کرتے ہوئے سنبھالا اور وہ اس عہد یعنی ۷۸۳ھ میں حاکم جبل وانشریس ہے اور اطاعت ومخالفت میں اس کا حال ابی حمو کے ساتھ مختلف ہے۔

والله مالک الامور لا رب غیره ولا معبود سواه

طلوا

محمد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد

عمر

بن محمد بن عبدالقوی بن العباس بن عطیۃ الحیوی

فصل

بنی سلامہ جو قلعہ تاوغزدت کے مالک اور اس طبقہ ثانیہ میں سے بطون توجین کے بنی یدللتن کے رؤساتھے کے حالات اور ان کی اولیت اور انجام

بنی توجین کے قبائل میں سے بنو یدللتن بڑے طاقتور اور زیادہ تعداد والے تھے اور انہیں ان بقیہ بطون میں غلبہ حاصل تھا اور بنو عبدالقوی بنی توجین کے بادشاہ اس کے حق کی رعایت کرتے اور اسے جانتے تھے اور جب بنی یلومی اور بنی دماتو کے خاتمے کے بعد بنو قاضی اور بنو مادون ارض منداس میں تکول کے علاقے میں آ بسے تو انہوں نے اسے وطن بنالیا اور بنو یدللتن نے ان کے پیچھے آ کر جعبات اور تاوغزدت کو وطن بنالیا اور ان دنوں ان کی امارت نصر بن سلطان بن عیسیٰ کو حاصل تھی، پھر وہ فوت ہو گیا تو ان کی امارت اس کے بیٹے مناد بن نصر پھر اس کے بھائی علی بن نصر پھر اس کے بعد اس کے بیٹے ابراہیم بن علی نے سنبھالی پھر وہ فوت ہو گیا تو ان کی امارت کو اس کے بھائی سلامہ بن علی نے اس وقت سنبھالا جب عبدالقوی اور اس کے بیٹوں کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس کی امارت بھی ان کی قوم میں مضبوط ہو گئی اور اس نے قلعہ تاوغزدت کی حد بندی کی جو اس کی طرف اور اس کے بیٹوں کی طرف منسوب ہے اور اس سے قبل وہ بنو ید کے عربوں میں سے کچھ منقطع ہو جانے والے لوگوں کا پڑاؤ تھا اور بنو سلامہ کا یہ خیال ہے کہ وہ بنو جلین کے نسب میں دخیل ہیں اور وہ بنی سلیم بن منصور کے عربوں میں سے ہیں اور ان کا دادا عیسیٰ یا سلطان اپنی قوم کے ایک خون کی وجہ سے ان سے الگ ہو گیا تھا تو بنی توجین میں سے بنی یدللتن کے شیخ نے اُسے اپنے نسب کے ساتھ ملا لیا اور اس کے بعد اس کے بیٹوں کی کفالت کی اور جب سلامہ بن علی فوت ہو گیا تو اس کے بعد ان کی امارت کو اس کے بیٹے یغمراسن بن سلامہ نے اس وقت سنبھالا جب بنو عبدالواد نے بنی توجین پر ان کے سب سے بڑے بادشاہ محمد بن عبدالقوی کے فوت ہو جانے کے بعد ان پر سختی کی۔

عثمان بن یغمراسن: اور عثمان بن یغمراسن جنگ کے لئے ان کے بلاد میں آتا تھا اور ان میں بہت فساد کرتا تھا اور اس نے

اپنی ایک جنگ میں ان کے اس قلعہ سے بھی مقابلہ کیا اور اس قلعہ میں یغمراسن بھی موجود تھا تو وہ اس کے سامنے ڈٹا رہا اور یوسف بن یعقوب اور بنومرین تلمسان کی طرف چلے گئے پس وہ قلعہ پر دوڑا اور بنی مرین سے پہلے اپنے دارالخلافہ میں پہنچ گیا اور یغمراسن بن سلامہ نے اس کی اولاد میں غارت گری کرتے ہوئے اس کا تعاقب کیا تو اس نے تلیوان مقام پر اس پر پلٹ کر حملہ کیا اور وہاں ان کے درمیان جنگیں ہوئیں جن میں یغمراسن بن سلامہ ہلاک ہو گیا اور اس کے بعد اس کی عمارت کو اس کے بھائی محمد بن سلامہ نے سنبھالا اور عثمان بن یغمراسن نے اس کی اطاعت کر لی اور بنوعبدالقوی نے مخالفت کی اور اس نے اپنی قوم اور وطن پر بنی عبدالواد کے بادشاہوں کے لئے ٹیکس لگایا پس تلمسان کے بادشاہوں کے لئے یہ ٹیکس ہمیشہ ہی عائد رہا اور اس کا بھائی سعد مغرب چلا گیا اور سلطان یوسف بن یعقوب کی اس جنگ میں جس میں اس نے تلمسان کا طویل محاصرہ کیا اس کا مددگار بن کر آیا تو سعد بن سلامہ اس کی طرف ہجرت کر کے آیا اور اس نے اس کا لحاظ کیا اور اسے بنی یدللتن اور قلعہ کا والی بنا دیا اور اس کا بھائی محمد بن سلامہ بھاگ گیا اور جبل راشد میں چلا گیا اور یوسف بن یعقوب کی وفات تک وہیں مقیم رہا اور مغرب اوسط کی امارت بنی عبدالواد کو مل گئی تو انہوں نے بنی توجین پر ٹیکس لگایا اور انہیں خراج جمع کرنے کی طرف لے آئے اور سعد ہمیشہ اپنی ولایت پر قائم رہا یہاں تک کہ ابوحمو فوت ہو گیا اور ابوتاشفین حکمران بن گیا تو اس نے سعد کو ناراض کر دیا اور اس کے بھائی محمد کو جبل راشد میں اس کی جگہ حکمران بنا دیا اور سعد مغرب چلا گیا اور سلطان ابوالحسن کے مددگاروں میں شامل ہو کر آیا اور اس کا بھائی ابوتاشفین کے ساتھ آیا۔ پھر وہ تلمسان میں محصور ہو گیا اور سعد بن سلامہ اس کی جگہ حکمران بن گیا۔ پھر محمد محاصرہ اور جنگوں کے ایام میں ایک دن فوت ہو گیا اور جب بنو عبدالواد کی امارت کا خاتمہ ہو گیا تو سعد نے سلطان سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ فرض حج کی ادائیگی کے لئے اس کا راستہ کھلا چھوڑ دیا جائے پس اس نے حج کیا اور حج سے واپسی پر راستے ہی میں فوت ہو گیا اور اس نے سلطان ابوالحسن کو تاکید کی اور اُسے اپنے بیٹوں کے بارے میں اپنے ولی عریف بن یحییٰ کی زبان سے وصیت کی جو بنی سوید کا سردار تھا۔

سلیمان بن سعد کی امارت: پس سلطان ابوالحسن نے اس کے بیٹے سلیمان بن سعد کو بنی یدللتن اور قلعہ کا امیر بنا دیا اور سلطان ابوالحسن کا معاملہ بگڑ گیا اور عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن یغمراسن کے بیٹوں ابوسعید اور ابوثابت کے پاس حکومت آ گئی اور اس کے اور ان کے درمیان دوستی اور انحراف پایا جاتا تھا اور ان کے مددگار زغبہ میں سے بنی سوید کے عرب تھے کیونکہ وہ قبلہ کی جانب سے ان کے مواطن پر ان کے پڑوسی تھے اور ان کے شیخ وترمار بن عریف نے بنی یدللتن کے وطن پر متغلب ہونے کا لالچ کیا تو یہ سلیمان اس کے درپے حائل ہو گیا اور اس کے دفاع میں پوری کوشش کی یہاں تک کہ سلطان ابوعنان نے بلادِ مغرب اوسط پر قبضہ کر لیا اور وترمار اور اس کے بیٹے عریف کے اس کے پاس آ جانے اور اس کی قوم کی طرف ہجرت کرنے کا لحاظ کیا اور وترمار بن عریف کو قلعہ اور اس کے اردگرد کا علاقہ اور تمام بنی یدللتن کا ٹیکس اسے جاگیر میں دیا اور سلیمان بن سعد بن سلامہ کو اپنی فوج اور اس کے سرکردہ لوگوں میں شامل کر لیا یہاں تک کہ سلطان فوت ہو گیا اور ابوحمو الاخیر کے ہاتھ پر بنی عبدالواد کو دوبارہ حکومت مل گئی پس اس نے سلیمان کو قلعہ پر اور اس کی قوم پر حکمران بنایا اور عربوں کا معاملہ اس پر سخت ہو گیا تو سلیمان پریشان ہو گیا اور ان کے شر سے چوکنا ہو گیا اور اولاد عریف کے پاس چلا گیا پھر اس نے دوبارہ اطاعت کی تو اس نے اسے گرفتار کر کے دھوکے سے قتل کر دیا اور اس کا خون رائیگاں گیا پھر عربوں نے اسے مغرب اوسط کے عام علاقے پر قبضہ کر دا

دیا اور اس نے قلعہ اور بنی یدللتن اولاد عزیف سے دوستی کے لئے انہیں جاگیر میں دے دیئے پھر اس نے بنی نادون اور منداس بھی انہیں جاگیر میں دے دیئے اور بنی سوید کے تمام بطون 'سوید کے نوکر اور ان کے خراج کے غلام بن گئے سوائے جبل وانشریس کے' کیونکہ وہ ہمیشہ ہی بنی یتغرین کے پاس رہا اور ان کا والی یوسف بن عمر تھا جیسے کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

اور ابوحمو نے اولاد سلامہ کو اپنی فوج میں شامل کر لیا اور اپنے رجسٹر میں ان کے نام لکھے اور تلمسان کے نواح میں انہیں قصبات جاگیر میں دیئے اور وہ اس عہد میں اسی حال میں ہیں۔

یغمراسن ——
یغمراسن ——
—— محمد

فصل

طبقہ ثالثہ میں سے بنی توجین کے بطن بنی یرناتن کے حالات اور انہیں جو تصرف اور امارت حاصل تھی اس کا اور ان کی اوّلیت اور انجام کا بیان

بنو توجین میں سے بنو یرناتن بہت قبائل والے بڑے طاقتور اور سب سے زیادہ شہرت رکھنے والے تھے اور جب بنو توجین مغرب اوسط کے ٹلول میں آئے تو اپنے پہلے مواطن میں ٹھہرے جو ماخون اور زرمتہ کے درمیان واقع تھے اور وادی

شلف کے بالائی علاقے میں دریائے واصل کے دونوں کناروں پر گھومتے پھرتے تھے اور ان کی ریاست نصر بن علی بن تمیم بن یوسف بن بونوال کے گھرانے میں تھی اور ان میں سے ان کا شیخ مہیب بن نصر تھا اور عبدالقوی بن العباس اور اس کا بیٹا محمد جو توجین کے امراء تھے انہیں ان کی شرافت اور ان کی قوم میں ان کے بڑے مقام کی وجہ سے اور ان کی عظیم دولت کو دیکھ کر انہیں ترجیح دیتے تھے اور محمد بن عبدالقوی اپنی سلطنت میں انہیں اولادِ عزیز سے ترجیح دیتا تھا اور اس کے بیٹوں کے عہد میں ان کا والی عبو بن حسن بن عزیز تھا۔

اور مہیب بن نصر نے عبدالقوی کی بیٹی سے رشتہ کیا تو اس نے اس کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا تو اُس کے ہاں نصر بن مہیب پیدا ہوا تو اس کا ماموں کا رشتہ محمد بن عبدالقوی سے ہو گیا اور اس کی امارت میں اس کی شان بلند ہو گئی پھر اس کے بعد اس کا بیٹا علی بن نصر حکمران بنا اور اس کے بیٹوں میں سے نصر اور عشرا اور دیگر بیٹے بھی تھے جو اپنی ماں کے نام سے مشہور تھے جس کا نام تاسر غیفت تھا۔

نصر بن علی: اور اس کے بعد نصر بن علی حکمران بنا اور اس کی قوم میں اس کی امارت طویل عرصہ تک قائم رہی اور بنو عبدالقوی نے اختلاف کیا اور بنو عبدالواد نے ان کے پاس جو کچھ تھا اس پر قبضہ کر لیا پس ملوک زناتہ نے اپنی توجہ اس کی طرف پھیر دی اور اس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی اور اس کے بعد اس کے بیٹے بھی اس کی شہرت سے پہچانے گئے اور وہ بہت بچوں والا تھا' کہتے ہیں کہ اس نے تیرہ لڑکے اپنے پیچھے چھوڑے جن میں سے ہر ایک جنگجو اور شیر کا پنجہ تھا اور ان کے مشاہیر میں سے عمر بھی تھا' جسے سلطان ابوالحسن نے اس وقت قتل کر دیا جب اس کے متعلق چغلی ہوئی کہ اس نے اسے دھوکے سے قتل کرنے کی سازش کی ہے پس وہ بھاگا اور پکڑا گیا اور مزات میں قتل ہو گیا اور ان میں سے مندیل بھی تھا جسے بنو یغمراسن نے اس وقت قتل کر دیا تھا جب انہوں نے تاشفین بن الناصر کو حکمران بنایا تھا اور انہوں نے اس کے ساتھ عبو بن حسن بن عزیز کو بھی قتل کر دیا اور ان میں سے عثمان بھی تھا یہ ابوتاشفین کے زمانے میں تلمسان کے محاصرہ میں قتل ہو کر مرا تھا اور ان میں سے مسعود' مہیب' سعد' داؤد' موسیٰ' یعقوب' عباس اور یوسف بھی ان کے نزدیک دوسروں میں مشہور و معروف تھے یہ نصر بن علی بن نصر بن مہیب کے لڑکوں کا حال تھا۔

اور اس کے بھائی عشر کے لڑکوں میں سے ابوالفتوح بن عشر تھا' پھر اس کے بیٹوں میں سے عیسیٰ بن ابوالفتوح تھا جو اپنے بھائیوں کا رئیس تھا اور ان کی ایک خدمت گار لڑکی' عثمان بن یغمراسن کے گھر میں اتری اور اس نے اپنے آقا ابوالفتوح سے حمل ہونے کا دعویٰ کیا اور عیسیٰ کا ایک بھائی اس کے ہاں پیدا ہوا جس کا نام معروف تھا اس نے ان کے گھر میں پرورش پائی اور ابوحمو نے اسے اور اس کے بعد اس کے بیٹے کو وزیر بنایا اور ان کی حکومت میں انتہا تک پہنچا اور اُسے معروف الکبیر کہا جاتا تھا اور جب ابوحمو اوّل کی حکومت میں اُسے ریاست حاصل تھی تو ان کا بھائی عیسیٰ بن ابوالفتوح بھی اپنی قوم کو ناراض کر کے اس کے پاس آ گیا پس اس نے بنی راشد پر اس کی ولایت اور ان کے اوطان کے ٹیکس کے لئے کوشش کی اور اسے شہر سعیدہ میں اتارا جہاں اسے اس کی امارت ملی اور ابوبکر' عبو' طاہر اور وتر بار اس کے بیٹے تھے۔

اور جب بنی عبدالواد کے بعد بنو مرین پہنچے تو سلطان ابوالحسن نے انہیں بنی یرناتن پر یکے بعد دیگرے والی بنایا۔

اور بنی علی بن نصر بن مہیب سے تاسر غیفت کے جولڑکے تھے ان کا ذکر ان کی قوم کی ریاست میں نہیں آتا' ہاں اسی طرح ان کی ایک خدمت گار لڑکی ابوتاشفین کے گھر میں اُتری تھی اور اس نے ایک لڑکا جنا تھا جو موسیٰ بن عطیہ کے نام سے

مشہور تھا اس نے ان کے گھر میں پرورش پائی جو بنی تاسر غیفت کی طرف منسوب ہوتا ہے اور ان کی خدمت میں اسے شرافت حاصل ہوئی تو انہوں نے اسے مشہور مضافات کا والی بنا دیا اور وہ اس عہد تک مثلف اور اس کے ارد گرد کے علاقے پر ابو حمو الاخیر کا عامل ہے اور اس عہد میں بنی ریاتن کے وطن پر عربوں نے غلبہ پا لیا ہے اور انہوں نے ان پر یعقوب اور ناحون کو بادشاہ بنا دیا ہے اور ان کی راکھ جبل ورتید میں باقی رہ گئی ہے جس پر اس عہد میں سعید بن عمر حکمران ہے جو نصر بن علی بن نصر بن مہیب کی اولاد میں سے ہے۔ یہ لوگ سلطان کو ٹیکس ادا کرتے ہیں اور عربوں کو رشوت سے رفیق بناتے ہیں۔

عثمان

مہیب

یعقوب

موسیٰ

عیسیٰ بن ابی الفتوح بن عشیر

فصل

بنی مرین اور ان کے انساب وشعوب اور مغرب میں انہوں نے جو حکومت وسلطنت حاصل کی جس نے بقیہ زناتہ کو شاہی کاموں پر متعین کیا اور دونوں کناروں میں تخت ہائے حکومت کا انتظام کیا اور ان کے حالات اور آغاز وانجام

ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ بنی مرین بنی واسین کے قبائل سے تعلق رکھتے ہیں اور ہم نے واسین کے نسب کا تذکرہ زناتہ میں کیا ہے اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ بنو مرین بن ورتاجن بن ماخوخ بن جدیج بن فاتن بن یدر بن یخفت بن عبداللہ بن ورتیفص بن المعز بن ابراہیم بن سجیک بن واسین ہیں اور یہ بنی یلومی اور مدیونہ کے بھائی ہیں۔

اور بسا اوقات اُسے اس سرحد پر امیر مقرر کیا گیا اور اس نے مضافات کو اپنے ساتھ ملا لیا اور اس کی اطلاع مرتضٰی کو پہنچی تو اُسے اس بات نے بے قرار کر دیا اور اس نے موحدین کے سرداروں کو بلا کر ان سے مذاکرات کئے اور بنی مرین کے ساتھ جنگ کرنے کا عزم کر لیا اور اس نے ۶۵۰ھ میں فوجیں بھیجیں جنہوں نے سلا کا گھیراؤ کر کے اسے فتح کر لیا اور اس نے دوبارہ مرتضٰی کی اطاعت اختیار کر لی اور اس نے اس پر موحدین کے مشائخ میں سے ابو عبداللہ بن ابی یعلو کو امیر مقرر کیا اور مرتضٰی نے ۶۵۹ھ میں بنفس نفیس اور موحدین کی فوجوں کے ساتھ بنو مرین کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ کیا اور بنو مرین نے بھی اس کے ساتھ جنگ کرنے کی ٹھان لی اور ایملولین کے مقام پر دونوں فوجوں کی جنگ ہوئی پس انہوں نے اس کی فوج کو منتشر کر دیا اور اسے شکست دی اور انہیں فتح حاصل ہوئی پھر اس نے بعد میں سلا کو فتح کیا اور موحدین کو اس پر قبضہ دلا دیا اور اس کے بعد مرتضٰی نے اپنے اہل سلطنت کو جمع کرنے اور دوبارہ بنفس نفیس ان کے ساتھ جنگ کے لئے جانے کا ارادہ کیا کیونکہ وہ ان کی حکومت کے استداد سے اور موحدین کی حکومت کے سکڑنے سے خائف تھا پس اس نے ۶۵۳ھ میں اپنے

دارالخلافہ سے باہر پڑاؤ کرلیا اور جہات میں لوگوں کو جمع کرنے والے کو بھیجا تو اس کے پاس موحدین کی جماعتیں عرب اور مصامدہ جمع ہو گئے اور وہ جلدی سے ان کی طرف گیا یہاں تک کہ وہ فاس کے نواح میں جبال بہلولہ تک پہنچ گئے اور امیر ابویحییٰ نے بھی بنی مرین اور ان کے پاس جمع ہونے والے لوگوں کے ساتھ اور اس کے مقابلہ میں آنے کا پختہ ارادہ کرلیا اور دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی اور بنومرین نے بڑی بے جگری سے جنگ کی۔ پس سلطان کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور اس کی فوجیں شکست کھا گئیں اور اس کی قوم نے اُسے چھوڑ دیا اور وہ پابجولاں مراکش کی طرف لوٹ آیا اور لوگوں نے اس کی چھاؤنی پر قبضہ کرلیا اور ان کے خیموں کو لوٹ لیا پس انہوں نے جو مال اور ذخیرہ وہاں پایا اُسے لوٹ لیا اور بقیہ گھوڑوں اور سواریوں کو ہانک کر لے گئے اور ان کے گھر غنائم سے بھر گئے اور ان کی پوزیشن مضبوط ہو گئی اور ان کی سلطنت وسیع ہو گئی۔

اور اس نے اس چڑھائی کے بعد بنی مرین کے ساتھ تادلا میں جنگ کی اور بنی جابر سے ان کے جشمی محافظوں نے بنی نفیس کا شہر چھین لیا اور ان کے بہادر قتل ہو گئے اور ان کی تیزی ٹھنڈی پڑ گئی اور ان کی شوکت جاتی رہی اور ان جنگوں کے دوران علی بن عثمان بن عبدالحق قتل ہو گیا اور وہ امیر ابویحییٰ کا بھتیجا تھا اس نے اس سے سازش کی خرابی اور جتھے کے لئے اتفاق کی بو محسوس کی تو اس نے اس کے بیٹے ابوحدید سے سازش کی پس اس نے اس کے قتل کی ٹھان لی اور اسے ۱۵۷ھ میں جہات مکناسہ میں قتل کر دیا' واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل

سجلماسہ اور بلاد قبلہ کی فتح کے حالات اور اس میں ہونے والے واقعات

جب بنوعبدالمومن بنی مرین پر غلبہ پانے سے مایوس ہو گئے کیونکہ بلادِ مغرب ان کے ہاتھوں میں چلے گئے تھے اور وہ دوبارہ حکومت کے دارالخلافہ کی مدافعت کی طرف واپس آ گئے کاش وہ اس کی مدافعت کر سکتے اور بنومرین نے عام بلاد تلول پر قبضہ کرلیا اور اس کے بعد امیر ابویحییٰ نے بلاد قبلہ پر چڑھائی کرنے کا عزم کیا پس اس نے ۳۵۷ھ میں سجلماسہ اور درعہ اور اس کے گرد و نواح کو ابن القطرانی کی سازش سے فتح کرلیا جس نے موحدین کے عامل سے غداری کی تو اس نے اسے گرفتار کرلیا اور اس نے امیر ابویحییٰ کو ان پر کامیابی دلائی پس اس نے ان پر اور ان کے گرد و نواح درعہ اور بقیہ بلاد قبلہ پر قبضہ کرلیا اور ان کے بیٹے ابوحدید کو امیر مقرر کیا اور مرتضیٰ کو بھی خبر مل گئی تو اس نے ۴۵۷ھ میں انہیں چھڑانے کے لئے فوجیں بھیجیں اور ابن عطوش کو ان کا سالار مقرر کیا تو وہ بھاگ کر مراکش واپس آ گیا پھر ۵۵۷ھ میں وہ یغمراسن اور ان کے بیٹے ابوسلیط کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے گیا تو اس نے ان پر حملہ کر دیا۔

ادریس عثمان ابی یوسف بن عبد الحق

بنو عبادہ بن محیو

عبد الحق بن محیو بن ابی بکر بن حمامہ بن محمد بن وزیر بن فکوس بن کرماط بن مرین بن ورتاجن بن ماخوخ بن جدیج بن فاتن بن یدرین بن یخفت

منصور بن مندیل بن عثمان بن یمالا بن مقدر بن عسکر

بنو تنالفت

الحقب

فصل

عبدالحق بن محیو کی امارت جو اس کے بیٹوں میں بھی قائم رہی اور اس کے بعد اس کے بیٹے عنان کی امارت پھر ان دونوں کے بعد اس کے بھائی محمد بن عبدالحق کی امارت کے حالات اور اس میں ہونے والے واقعات

اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب محیو بن ابی بکر بن حمامہ اپنے زخم سے فوت ہو گیا تو عبدالحق' مساوی اور مکیا تن اس کے بیٹے تھے اور ان میں عبدالحق سب سے بڑا تھا پس اس نے بنی مرین کی امارت سنبھالی اور وہ ان کے مفادات کی نگرانی اور جو کچھ ان کے پاس تھا اس سے بچنے اور انہیں صحیح راستے پر قائم رکھنے اور عواقب میں غور وفکر کرنے کے لحاظ سے ان کا بہترین امیر تھا اور ان کے دن گزرتے گئے اور جب ۶۱۰ھ میں موحدین کا چوتھا خلیفہ الناصر معرکہ عقاب سے واپسی پر مغرب میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے یوسف المستنصر نے موحدین کی امارت سنبھالی جو ایک نابالغ جوان تھا اور اُسے موحدین نے امیر مقرر کیا تھا' جسے بچپن کے احوال اور جنون نے تدبیر و سیاست ملکی سے غافل کر دیا تھا پس اس نے مستقل مزاجی کو ضائع کر دیا اور امور سے لاپروائی کی اور اس نے موحدین کو جو طویل آزادی دی اور انہیں جبر وقہر کے قبضہ سے آزاد کر لیا اس کی وجہ سے انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو ہڑپ کرنا شروع کر دیا پس سرحدیں ضائع ہو گئیں اور محافظین کمزور ہو گئے اور انہوں نے اپنے کام کو ہیچ سمجھا اور ان کی ہوا اکھڑ گئی اور اس عہد میں یہ قبیلہ فیکیک سے صا ملویہ تک صحرائی میدانوں میں رہتے تھا جیسا کہ پہلے ہم ان کے حالات میں بیان کر آئے ہیں اور وہ موحدین کی حکومت کے آغاز میں اپنی چڑھائی میں تلول اور سرسبز مقامات کی طرف جاتے تھے اور اس سے قبل جہات کرسیف سے طاط کی طرف جاتے تھے اور وہاں جو زناتہ اولیٰ کے بقایا لوگ تھے ان سے محبت کرتے تھے جیسے مکناسہ' جبال تازی میں اور بنی یدنیان اور مغراوہ' ملویہ کے بالائی علاقے میں طاط کے محلات میں رہتے تھے اور ان جہات میں گرمی اور بہار کے موسم میں گھومتے پھرتے تھے اور اپنی

خوارک کے لیے غلہ لے کر اپنے سرمائی مقامات میں اتر جاتے تھے اور جب انہوں نے بلادِ مغرب کی ابتری دیکھی تو انہوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور صحرا سے ان کی طرف چلے گئے اور ان کی گھاٹیوں میں داخل ہو گئے اور اس کی جہات میں بکھر گئے اور اس کے باشندوں پر اپنے گھوڑے اور اونٹ دوڑانے لگے اور ان کے بقیہ علاقوں کا سب مال بھی غارت گری اور لوٹ مار سے لے گئے اور رعایا اپنے پہاڑوں اور محفوظ مقامات میں پناہ لینے لگی اور ان کے شکایات کنندہ بکثرت ہو گئے اور ان کے اور سلطان حکومت کے درمیان فضا تاریک ہو گئی تو انہوں نے انہیں جنگ کا الٹی میٹم دے دیا اور ان سے جنگ کرنے اور ان کی بیخ کنی کرنے کی ٹھان لی۔

اور خلیفہ المستنصر نے موحدین کے عظیم سردار ابوعلی بن وانودین کو تمام فوجوں اور مراکش کے دستوں کے ساتھ جنگ کے لئے روانہ کیا اور اسے سید ابی ابراہیم امیر المومنین یوسف بن عبدالمومن کے پاس امارت فاس میں اس کے مقام پر بھیجا اور اسے اشارہ کیا کہ وہ ان کے ساتھ بنی مرین کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے جائے اور اُسے حکم دیا کہ وہ خونریزی کرے اور کسی کو باقی نہ چھوڑے اور جہات ریف اور بلاد بطویہ میں بنومرین کو بھی اطلاع مل گئی تو انہوں نے اپنے بوجھ قلعہ تاروطا میں چھوڑ دیے اور پختہ ارادے سے ان کے مقابلہ میں آئے پس وادی نکور میں دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی جس میں بنی مرین کو غلبہ اور موحدین کو شکست ہوئی اور ان کے مال و متاع سے ہاتھ بھر گئے اور وہ اپنے اوپر ایک پودے کے پتے چپکاتے ہوئے واپس آ گئے جو اہل مغرب کے ہاں مشعلہ کے نام سے مشہور ہے کیونکہ اس وقت بہت سرسبزی تھی اور زمینیں کھیتوں اور مختلف قسم کے لوبیا سے آباد تھیں یہاں تک کہ اس جنگ کا نام ہی عام المشعلہ پڑ گیا۔

بنومرین کا تازی پر حملہ: اور اس کے بعد بنومرین نے تازی جانے کی ٹھان لی تو انہوں نے اس کے دیگر محافظوں کو شکست دی پھر بنومحمد نے اپنے رؤساء سے اختلاف کیا اور ان کے قبائل میں سے بنوعسکر بن محمد ان سے اس حسد کی وجہ سے الگ ہو گئے جو ان کے دلوں میں اس وجہ سے پایا جاتا تھا کہ ان کے چچا حمامہ بن محمد کے بیٹے انہیں چھوڑ کر خود با اختیار حاکم بن گئے تھے حالانکہ ان کے نزدیک اس سے قبل ان نے ایک فوج میں اور اس کے بیٹے المخضب نے بھی ریاست کا اشارہ کیا تھا مگر وعدہ پورا نہ کیا پس انہوں نے ان کے امیر عبدالحق اور اس کی قوم کی مخالفت کی اور موحدین کے دستوں اور مغرب کے محافظوں کی مدد کے لئے چلے گئے جو ہبط اور ازغار میں آباد ہونے والے ریاحی قبائل میں سے تھے اور جب سے منصور نے انہیں افریقہ کی اس بلند جگہ پر اتارا تھا اس وقت سے ان کے مقابلہ اور غلبہ کا شروع ہوتا ہے پس وہ ان کے پاس چلے گئے اور اپنی قوم کے خلاف ان کی مدد کی اور ۶۱۴ھ میں سب نے بنی مرین کے ساتھ جنگ کی ٹھان لی اور ان کے درمیان بڑی صبر آزما جنگ ہوئی۔

عبدالحق کی وفات: جس میں ان کا امیر عبدالحق اور اس کا بڑا بیٹا ادریس ہلاک ہو گئے اور بنومرین نے ان کی ہلاکت کو تلخ بات سمجھا اور اس گھمسان کی جنگ میں بنی عسکر کا حمامہ میں پصلتن ڈٹا رہا اور اس نے ابن محیو السلکی کو اطلاع دی تو بالآخر ریاح قبیلہ تتر بتر ہو گیا اور ان کے شجاع قتل ہو گئے۔

عثمان بن عبدالحق کی امارت: اور بنومرین نے عبدالحق کے ہلاک ہونے کے بعد اس کے بیٹے عثمان کو ادریس کے بعد

امیر بنالیا اور وہ ان کے درمیان اور غال کے نام سے مشہور ہے جس کے معنی ان کی عجمی زبان میں یک چشم کے ہیں اور عبدالحق کے دس بچے تھے' جن میں سے نو لڑکے اور ان کی بہن ورتطلیم تھی' یعنی ادریس' عبدالحق اور رحو بنی علی کی ایک عورت سے تھے جس کا نام سوط النساء تھا اور عثمان اور محمد' بنی ونکاس کی ایک عورت سے تھے جس کا نام السوار بنت تصالیت تھا اور ابوبکر' بنی شالفت کی ایک عورت سے تھا جس کا نام تاغزدت بنت ابی بکر بن حفص تھا اور زیان' بنی ورتاجن کی ایک عورت سے تھا اور ابو عیاد' بنی واحدی کی ایک عورت سے تھا اور واحدی' عبدالواد کے بطون میں سے ہے جس کا نام ام الفرج ہے اور یعقوب بطویہ میں ام الیمن بنت علی سے ہے اور ان میں سب سے بڑا ادریس تھا جو اپنے باپ عبدالحق کے ساتھ ہلاک ہو گیا تھا۔

اور عبدالحق کے بعد اس کے بیٹے عثمان نے بنی مرین کی امارت سنبھالی اس وقت حمامہ بن یصلتن نے اس کی بیعت کی اور اس نے ابن محیو اور ان دونوں کے ساتھ ان کی قوم کے جو مشائخ تھے انہیں اطلاع دی اور انہوں نے ریاح کے شکست خوردہ لوگوں کا تعاقب کیا اور ان میں خونریزی کی اور عثمان نے ان سے اپنے بھائی اور باپ کا بدلہ لے کر اپنے دل کو ٹھنڈا کیا اور وہ مصالحت کی طرف مائل ہوئے تو انہوں نے ان سے ٹیکس پر مصالحت کی جسے وہ اُسے اور اس کی قوم کو ہر سال ادا کریں گے پھر اس کے بعد بنی مرین کی بیماری بڑھ گئی اور ان کی مصیبت پیچیدہ ہو گئی اور مغرب میں بغاوت بڑھ گئی اور عام رعایا مغرب جانے سے رک گئی اور راستے خراب ہو گئے اور امراء اور عمال' سلطان اور اس سے کمتر لوگوں نے شہروں میں پناہ لینے لگے اور انہوں نے نواح پر قبضہ کر لیا اور تمام صحرا سے حکام کا سایہ سمٹ گیا اور بنو مرین نے وطن اور سبزہ کی حفاظت کے لئے محافظ تلاش کئے پس انہوں نے بلاد کے لئے ہاتھ بڑھایا اور ان کا امیر ابوسعید عثمان بن عبدالحق انہیں مغرب کے نواح میں ان کے مسالک و شعوب کو تلاش کرتا ہوا اور ان کے باشندوں پر ٹیکس لگاتا ہوا لے گیا یہاں تک کہ اکثر لوگ ان کی امارت میں داخل ہو گئے۔ پس انہوں نے شاویہ اور آباد قبائل ھوارہ' زکارہ' تسول' مکناسہ' بطویہ' فشتالہ' صدراتہ' بہلولہ اور مدیونہ کی طرف سے اس کی بیعت کی پس اس نے ان پر ٹیکس مقرر کر دیا اور تاوان لگا دیا اور ان میں عمال کو تقسیم کر دیا پھر اس نے مغرب کے شہروں فاس' تازی' مکناسہ اور قصر کتامہ پر مقررہ ٹیکس لگا دیا' جسے وہ ہر سال کے آخر میں اس لئے ادا کرتے تھے کہ وہ ان پر غارت گری سے باز رہے اور ان کے راستوں کو درست کرے۔

ضواعن زناتہ سے جنگ: پھر اس نے ۶۲۰ھ میں ضواعن زناتہ سے جنگ کی اور ان میں خونریزی کی یہاں تک کہ انہوں نے فرمانبرداری اختیار کر لی اور اس نے ان کے ہاتھوں کو جو فساد و لوٹ کے لئے اس کی طرف بڑھے ہوئے تھے قابو کر لیا اور اس کے بعد ریاح پر حملہ کیا جو ازغار اور ہبط کے باشندے تھے اور اس نے اپنے باپ کا بدلہ لیا اور ان میں خونریزی کی اور مسلسل اس کی یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ وہ ۶۳۷ھ میں ایک قریب کار رانہ حملے سے ہلاک ہو گیا۔

عبدالحق کی امارت: اور اس کے بعد اس کے بھائی عبدالحق نے امارت سنبھالی اور اس نے بلادِ مغرب پر قبضہ کرنے اور ان کے ضواعنہ اور صحرائی لوگوں اور اس کی بقیہ رعایا سے تعلقات پیدا کرنے میں اپنے بھائی کا طریق اختیار کیا اور رشید نے محمد بن واندین کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا اور اسے مکناسہ کا حاکم مقرر کیا اور اس نے تاوانوں سے ان کے باشندوں کو ہلاک کر دیا پھر بنو مرین اور دوسرے لوگوں کو اس نے اس کے اطراف میں اتارا پس اس نے اپنی فوج میں منادی کی اور وہ ان کے مقابلہ میں نکلا اور ان کے درمیان شدید جنگ ہوئی جس میں جانبین سے بہت سی مخلوق ماری گئی۔

محمد بن عبدالحق اور رومی سالار کا مقابلہ: اور محمد بن ادریس بن عبدالحق نے رومی سالار سے مقابلہ کیا اور دو دو وار ہوئے جس سے ایک موٹا عجمی کافر ہلاک ہو گیا اور محمد بھی زخمی ہو گیا اور اس کا زخم مندمل ہو گیا جس کا نشان اس کے چہرے پر رہ گیا جس کی وجہ سے اسے باضربہ کا لقب دیا گیا پھر بنومرین نے موحدین پر حملہ کیا تو وہ منتشر ہو گئے اور ابن واندین طوق پہنے مکناسہ کی طرف واپس آیا اور اس اثناء میں بنوعبدالمؤمن کمزور حالت میں رہے اور حمایت سے بیاز رہے اور ان کی حکومت کا دیا بجھنے کے لئے ٹمٹمانے لگا۔

رشید بن مامون کی وفات: اور یہ واقعہ یوں ہے کہ جب رشید بن مامون ۶۴۰ھ میں فوت ہو گیا اور اس کا بھائی حکمران بن گیا اور سعید کا لقب اختیار کر لیا اور اہل مغرب نے اس کی بیعت کر لی تو اس نے بنی مرین سے جنگ کرنے اور ان مواطن سے ان کی امیدوں کو ناکام بنانے کا عزم کر لیا۔ پس اس نے موحدین کی فوجوں کو ان سے جنگ کرنے کے لئے اکسایا اور عرب کے قبائل مصامدہ اور رومی فوجیں بھی ان کے ساتھ تھیں اور انہوں نے ۶۴۲ھ میں ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ جو ان کے خیال میں بیس ہزار سے زیادہ تھا چڑھائی کی اور بنومرین نے وادی ماعاش میں ان سے مقابلہ کیا فریقین نے ڈٹ کر جنگ کی اور امیر محمد بن عبدالحق مقابلہ میں ایک رومی لیڈر کے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا اور بنومرین منتشر ہو گئے اور موحدین نے ان کا تعاقب کیا اور رات کی تاریکی میں وہ تازی کے نواح میں جبال عیاشہ میں چلے گئے اور کئی روز تک وہاں قلعہ بند رہے پھر بلاد صحرا کی طرف نکلے اور انہوں نے ابویحییٰ بن عبدالحق کو اپنا امیر بنایا پس اس نے ان کی امارت سنبھال لی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

امیر ابو یحییٰ بن عبدالحق کی حکومت کے حالات

جو اپنی قوم بنی مرین کو امارت دینے والا اور شہروں کو فاتح اور اپنے بعد آنے والے امراء کے لئے شاہانہ نشانوں یعنی آلہ وغیرہ کا قائم کرنے والا تھا

جب ۶۴۲ھ میں ابو یحییٰ بن عبدالحق نے بنی مرین کی امارت سنبھالی تو تو یہ پہلا شخص ہے جس نے اپنے قومی نقطہ نگاہ سے دیکھا اور اس نے بلادِ مغرب اور اپنے ٹیکس دینے والے قبائل کو بنی مرین کے درمیان تقسیم کر دیا اور ان سب کو ایک طرف اتارا جسے اس نے بقیہ ایام میں کھا جا بنایا ہوا تھا پس انہوں نے ایک آدمی کو ان کی اتباع میں سوار کر دادیا اور ان کے خادموں سے استخلاق کر لیا اور ان کی فوجوں میں اضافہ ہو گیا پھر ان کے قبائل میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی اور بنو عسکر نے اپنی جماعت کی مخالفت کی اور موحدین میں شامل ہو گئے' پس انہوں نے ان کو ابو یحییٰ بن عبدالحق اور بنی حمامہ کے خلاف برانگیختہ کر دیا اور ان کو ان کے خلاف اکسایا اور انہوں نے یغمراسن بن زیان کے پاس فریادی بھیجا تو وہ اپنی قوم کے ساتھ فاس پہنچ گیا اور وہ سب اکٹھے ہو کر موحدین کے سالار کے پاس گئے اور اسے ضمانت دی کہ وہ امیر ابو یحییٰ اور اس کے مددگاروں کے مقابلہ میں پامردی اور جانفشانی سے جنگ کریں گے اور انہوں نے اس سے جنگ کرنے کی ٹھان لی یہاں تک کہ درعہ اور کرت تک پہنچ گئے اور ان کو در ماندہ کر دیا پس وہ الٹے پاؤں فاس لوٹ آئے اور یغمراسن' موحدین کی غداری سے چوکنا ہو گیا پس وہ اپنی قوم اور اپنے بنی عسکر کے مددگاروں سمیت چلا گیا اور وادی سبو میں امیر ابو یحییٰ نے انہیں روکا' مگر ان سے جنگ کرنے کی طاقت نہ پائی اور جب موحدین کی چھاؤنی میں خلیفہ سعید کی موت کا اعلان ہوا تو موحدین کی فوج انہیں چھوڑ کر واپس آ گئی پھر انہوں نے اطاعت و خدمت کی طرف واپس آنے کے لئے اور ان کی ملاطفت کی خاطر اس کی طرف قائد عنبر الخصی کو بھیجا جو روم اور تاشیہ کے علاقے میں خلیفہ کا حلیف تھا پس بنو عسکر نے انہیں گرفتار کر کے یرغمال میں رکھ لیا اور تمام نصاریٰ کو قتل کر دیا تو اس نے ان کے بیٹوں کو رہا کر دیا۔

اور یغمراسن اور اس کی قوم تلمسان چلے گئے پھر بنو عسکر اپنے امیر ابو یحییٰ کی حکومت میں واپس آ گئے اور بنو مرین اپنے کام کے لئے اکٹھے ہو گئے اور مضافات پر قبضہ کر لیا پھر انہوں نے ان مضافات کی طرف نگاہیں اٹھائیں تو ابو یحییٰ اپنے

مددگاروں کے ساتھ جبل زرہون میں اترا اور اس نے اہل مکناسہ کو حاکم افریقہ امیر ابوزکریا بن حفص کی بیعت کی دعوت دی کیونکہ ان دنوں وہ اس کی دعوت دینے پر قائم تھا اور ان کی حکومت میں تھا اور اس نے اس کا محاصرہ کر لیا اور ضروریات کی چیزیں روک کر اور بار بار حملے کر کے اس پر تنگی وارد کر دی یہاں تک کہ انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی تو وہ اس میں اپنے بھائی یعقوب بن عبدالحق کی سازش سے جو اس نے ان کے لیڈر ابوالحسن بن ابوالعافیہ سے کی تھی داخل ہو گیا اور انہوں نے امیر ابوزکریا کی طرف اپنی بیعت بھیج دی اور وہ ابوالمطرف بن عمیرہ کی ترتیب سے ان دنوں ان میں قاضی تھا پس سلطان نے یعقوب کو مکین کا تیسرا حصہ دیا۔

ابویحییٰ کی خودمختاری: پھر امیر ابویحییٰ بن عبدالحق کو دل میں خودمختاری اور غلبے کا خیال آیا تو اس نے آلہ بنایا اور سعید کو بھی اس کے مکناسہ پر متقلب ہو جانے اور اسے ابن ابی حفص کو دینے کی اطلاع ملی تو اس نے غم کے مارے سر جھکا لیا اور اس بارے میں ارباب حکومت کے لیڈروں سے گفتگو کی اور انہیں بتایا کہ کس طرح آہستہ آہستہ ان کی حکومت ختم ہو رہی ہے ابن ابی حفص نے افریقہ کو لے لیا پھر یغمراسن بن زیان اور بنوعبدالواد نے تلمسان اور مغرب اوسط کو لے لیا اور اس میں ابن ابی حفص کی دعوت کو قائم کیا اور اسے اپنی مدد سے مراکش پر چڑھائی کرنے کا لالچ دیا اور ابن ہود نے اندلس کے کنارے کو حاصل کر لیا اور اس میں بنوعباس کی دعوت کو قائم کیا اور ابن الاحمر نے دوسری جانب کو ابن ابی حفص کی دعوت کو قائم کرنے کے لئے اور بنومرین نے مغرب کے نواح پر قبضہ کر لیا پھر وہ اس کے شہروں پر قبضہ کرنے کے لئے بڑھے پھر ان کے امیر ابویحییٰ نے مکناسہ کو فتح کر لیا اور اس میں ابن ابی حفص کی دعوت دی اور خودمختاری کا اعلان کر دیا اور قریب ہے کہ ہم اس رذالت سے راضی ہو جائیں اور ان واقعات سے آنکھیں موند لیں کہ حکومت میں اختلال پیدا ہو جائے اور دعوت کا خاتمہ ہو جائے تو وہ غضب ناک ہو گئے اور انہوں نے ان کے مقابلہ میں جانے کی ٹھان لی۔

پس سعید نے فوجوں کو تیار کیا اور مغرب کے عربوں اور ان کے قبائل کو جمع کیا اور موحدین اور مصامدہ کو بھی اکٹھا کیا اور ۶۴۳ھ میں مراکش سے سب سے پہلے مکناسہ اور بنی مرین کے پاس اور پھر تلمسان اور یغمراسن کے پاس اور آخر میں افریقہ اور ابن ابی حفص کے پاس جانے کے لیے تیار ہوا اور فوجیں وادی بہت میں رک گئیں اور ابویحییٰ اپنی چھاؤنی میں ان سے چھپ کر اور اپنی قوم کا جاسوس بن کر پہنچا یہاں تک کہ انہوں نے خبر کی تصدیق کی اور اسے معلوم ہو گیا کہ اسے ان کے ساتھ جنگ کرنے کی سکت نہیں تو وہ بلاد سے بھاگ گیا اور بنومرین نے اپنی اپنی جگہوں سے ایک دوسرے کو ڈرایا لیکن وہ بلاد الریف میں تازوطا مقام پر اس کے پاس اکٹھے ہو گئے اور سعید مکناسہ میں اترا اور لوگوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اپنے جرم کی معافی کے خواہاں ہوئے اور مصاحف سے مدد چاہی جنہیں ان کے بچے اپنے سروں پر اٹھا کر باہر نکلے اور وہ ایک میدان میں عورتوں کے ساتھ اکٹھے ہو گئے جو برہنہ سر اور خوف سے نگاہیں جھکائے ہوئے اور گناہ اور توسل کے باعث غم سے خاموش تھیں تو اس نے انہیں معاف کر دیا اور ان کے رجوع کو قبول کیا اور بنی مرین کے تعاقب میں تازی کی طرف کوچ کر گیا۔

بنووطاس کا ابویحییٰ پر حملہ کا ارادہ کرنا: اور بنووطاس نے غیرت و حسد سے ابویحییٰ بن عبدالحق پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور ان کے مشائخ میں سے مہیب نے اس کے ساتھ سازش کی تو یہ بنی ریناس کی طرف کوچ کر گیا اور الصفا کے چشمے پر اترا

پھر اس نے موحدین کے ساتھ مصالحت کرنے اور ان کی حکومت کی طرف رجوع کرنے اور ان کے دشمن یغمر اسن اور اس کی قوم جو بنی عبدالواد میں سے تھی کے خلاف ان کی مدد کرنے کے بارے میں غور وفکر کیا تا کہ وہ اس بارے میں اپنے دل کو ان سے ٹھنڈا کرنے پس اس نے اپنی قوم کے مشائخ کو تازی میں اس کے پاس بھیجا تو انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کی اور اس کی طرف رجوع کیا تو اس نے ان کے اطاعت ورجوع کو قبول کیا اور جو جرائم انہوں نے کئے تھے وہ انہیں معاف کر دیئے اور انہوں نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ تلمسان اور یغمر اسن کے مقابلے میں امیر ابو یحییٰ کو کفالت کرے یعنی اُسے تیز سے باز اور تیر انداز افواج سے مدد دے پس موحدین نے ان پر اتہام لگایا اور ان کے عصبیت کے شر سے ڈرایا تو سعید نے انہیں پڑاؤ کرنے کا حکم دیا تو امیر ابو یحییٰ نے اسے بنی مرین کے قبائل سے پانچ سو آدمیوں کی مدد دی اور ان پر اپنے عم زاد ابو عیاد بن ابی یحییٰ بن حمامہ کو سالار مقرر کیا اور وہ سلطان کے جھنڈوں تلے نکلے اور وہ تازی سے تلمسان اور اس کے ماوراء علاقے میں جانے کے لئے تیار ہوا اور اس کے حالات میں سے یہ ہے کہ وہ جبل تامزز دکت میں فوت ہو گیا جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے۔

اور جب وہ فوت ہو گیا تو اس کی فوجیں مراکش کی طرف ایک دوسرے سے سبقت کرتی ہوئی منتشر ہو گئیں اور ان کے عوام عبداللہ ابن الخلیفہ السعید کے پاس اس کے باپ کے جھنڈے تلے چلے گئے اور یہ خبر امیر ابو یحییٰ بن عبدالحق کے پاس بھی جہات برناین میں پہنچ گئی اور اس کا عم زاد ابو عیاد وہاں اس کے پاس آیا اور اس نے بنی مرین کو اس ٹکراؤ کی لہر کے لئے بھیجا تو اس نے موقع کو غنیمت جانا اور موحدین کی فوجوں کی گھات لگائی حالانکہ ان کی جماعت کرسف میں تھی پس اس نے ان پر حملہ کر دیا اور بنی مرین کے ہاتھ ان کے سامان سے لبریز ہو گئے اور انہوں نے ان کے ہاتھوں سے آلہ چھین لیا اور وہ رومیوں کے جمع شدہ لوگ اور الغزد کے تیر انداز اس کے پاس لے کر گیا اور اس نے شاہانہ سواری بنائی۔

امیر عبداللہ بن سعید کی وفات: اور امیر عبداللہ بن سعید اس جنگ کی جوانب میں ہلاک ہو گیا اور اس کے بعد موحدین کو غلبہ حاصل ہو گیا پس امیر ابو یحییٰ اور اس کی قوم بلاد مغرب کی طرف یغمر اسن بن زیان سے سبقت کرتے ہوئے گئے کیونکہ موحدین کے ملوک نے انہیں راستے کی رعایت دی ہوئی تھی کیونکہ بنی مرین کے ساتھ ان کی جنگ میں انہوں نے بنو مرین کے خلاف فوج جمع کی تھی پس وہ حرم مغرب کو اس کے لئے جائز قرار دیتے تھے اور اسے قوم کی فوجوں نے تازی سے فاس اور قصر تک موحدین کی فوجوں کے ساتھ روندتے تھے' اس وجہ سے یغمر اسن اور اس کی قوم کو بنی مرین کے ساتھ جنگ کرنے اور ان کی تاک کاٹنے کے لئے ان کی دوستی کی آرزو تھی پس سب سے پہلے ابو یحییٰ بن عبدالحق نے وطاط کے مضافات سے آغاز کیا اور ملویہ میں ان کے قلعوں کو فتح کیا اور ان کی قوم پر غالب آ گیا پھر فاس کی طرف واپس آ گیا اور اس نے اسے بنی عبدالمومن کے مقبوضات سے نکالنے اور اس میں اس کے دیگر نواح میں ابن ابی حفص کی دعوت قائم کرنے کے لئے پختہ نیت کر لی اور ان دنوں وہاں کا عامل ابو العباس تھا لیکن اس نے اپنی سواریاں وہاں بٹھا دیں اور اس کے باشندوں سے ساز باز کرنے میں کوشش کرنے لگا اور اس نے انہیں ضمانت دی کہ وہ ان کو اچھی نظر سے دیکھے گا اور ان سے حسن سلوک کرے گا اور ان سے تکلیف کو دور کرے گا اور ایسی حفاظت کرے گا جو بھلے انجام اور بھلائی کی کفیل ہو گی تو انہوں نے اس کی بات مان لی اور اس کے عہد اور کفایت پر اعتماد کیا اور اس کے سائے میں پناہ لی اور وہ اس کے حکم سے ان کی اطاعت کرتے اور

دعوت حفصی کے اختیار کرنے کی طرف مائل ہوئے اور انہوں نے بنی عبدالمومن کی اطاعت کو ان کی مدد سے مایوس ہو کر چھوڑ دیا۔

ابو محمد الفشتالی: اور ابو محمد الفشتالی آیا اور اس نے اس سے اس شرط کے پورا کرنے کی اپیل کی جو اس نے ان کی دیکھ بھال کرنے اور ان کا دفاع کرنے اور اچھی طرح کفالت کرتے اور ان سے انصاف کرنے کے بارے میں اپنے اوپر عائد کی تھی اور اس کی آمد اس عقدہ کے حل کا سرمایہ تھا اور اس بیعت کی برکت کے اثر کو ان کے بعد آنے والوں نے محسوس کیا اور یہ بیعت باب الفتوح سے باہر رابطہ کے بارے میں تھی اور وہ ۶۴۶ھ کے آغاز میں سعید کی وفات سے دو ماہ بعد قصبہ فاس میں داخل ہوا اور سید ابوالعباس قصبہ سے باہر نکل گیا اور اس نے اس کے ساتھ ستر سواروں کو نکالا جو اسے ام الربیع سے گزار آئے اور واپس آ گئے۔

تازی سے جنگ: پھر وہ تازی سے جنگ کرنے گیا' جہاں سید ابوعلی حکمران تھا پس اس نے چار ماہ تازی سے جنگ کی پھر انہوں نے اس کا حکم مان لیا تو اس نے انہیں قتل کر دیا اور ان میں سے کچھ دوسرے لوگوں پر احسان کیا اور اس کی اطراف و ثغور کو ٹھیک ٹھاک کر دیا اور تازی کا پڑاؤ اور ملویہ کے قلعے اپنے بھائی یعقوب بن عبدالحق کو جاگیر میں دیئے اور فاس کی طرف واپس آ گیا پس وہاں اس کے پاس اہل مکناسہ کے مشائخ گئے اور انہوں نے اپنی بیعت کی تجدید کی اور دوبارہ اطاعت اختیار کی اور ان کے پیچھے پیچھے سلا اور رباط الفتح کے باشندے بھی گئے پس امیر ابو یحییٰ نے ان چاروں شہروں پر جو امصار مغرب کی اصل ہے قبضہ کر لیا اور وادی ربیع تک ان کے مضافات پر قابض ہو گیا اور ان میں اس نے ابن ابی حفص کی دعوت کو قائم کیا اور بنو مرین نے مغرب اقصیٰ کو اور بنو عبدالواد نے مغرب اوسط کو اور بنو ابی حفص نے افریقہ کو اپنے لئے مخصوص کر لیا اور عبدالمومن کا چراغ گل ہو گیا اور ان کی حکومت جاتی رہی اور ان کا غلبہ جاتے کا اعلان کرنے لگا اور ان کا فرمان فنا پر جھانکنے لگا۔

امیر ابو یحییٰ کا فاس پر قبضہ: اور جب ۶۴۶ھ میں امیر ابو یحییٰ بن عبدالحق نے فاس پر قبضہ کیا اور سعید کی وفات کے بعد بلاد مغرب پر قابض ہو گیا اور مراکش میں ابوحفص عمر المرتضیٰ بن السید ابراہیم بن اسحاق نے موحدین کی امارت سنبھال لی جو المشعلہ کے سال بنی مرین کے ساتھ جنگ کرنے میں موحدین کی فوج کا سالار تھا اور سعید نے اسے سلا فا کے قصبہ رباط الفتح میں والی بنا کر چھوڑا تھا پس موحدین نے اسے بلایا اور اس کی بیعت کر لی اور اس نے ان کی امارت سنبھال لی اور جب امیر ابو یحییٰ بلاد مغرب پر مستقل ہو گیا اور فاس شہر پر قابض ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں تو وہ بلاد زناتہ کو فتح کرنے اور ان کے مضافات پر قبضہ کرنے کے لئے بلاد فازاز اور عدن کی طرف گیا اور اس نے اپنے غلام مسعود بن خرباش کو فاس کا گورنر مقرر کیا جو نو کروں کی اس جماعت میں سے تھا جو بنی مرین کے حلیف اور ان کے پروردہ تھے اور امیر ابو یحییٰ نے ان کے اصل کے سوا' موحدین کی جو فوج وہاں تھی اسے خدمت کی اسی راہ پر باقی رکھا جس پر وہ قائم تھا اور ان میں رومیوں کی ایک پارٹی بھی تھی۔ جسے اس نے ان کے سالار کی نگرانی کے لئے کام پر رکھ لیا اور وہاں وہ مسعود کے حصہ میں تھے اور ان کے اور اہل شہر کے موحدین کے مددگاروں کے درمیان سازش ہوئی اور انہوں نے اپنے عامل مسعود پر حملہ کر دیا اور دعوت کو مرتضیٰ کے لئے

پلٹ دیا جو مراکش میں خلیفہ تھا اور اس بغاوت میں ابن خشار المشرف اور اس کے بھائی ابن ابی طاہر اور اس کے بیٹے نے بڑا پارٹ ادا کیا اور وہ اکٹھے ہو کر قاضی ابو عبدالرحمٰن المغیلی کے پاس گئے جو ان دنوں شوریٰ پارٹی کا لیڈر تھا اور اس میں ڈکٹیٹر بن گئے اور انہوں نے رومیوں کے لیڈر کو اشارہ کیا تو اس نے مسعود کو قتل کر دیا اور قصبہ میں ان کے دار الخلافہ پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا اور ہاتف شوال ۶۲۶ھ میں اس کے سر کو اٹھا کر شہر کی گلیوں میں پھرا اور اس کا گھر لوٹ لیا گیا اور اس کا حرم مباح قرار دے دیا گیا اور انہوں نے شہر کے کنٹرول کے لئے رومی سالار کو مقرر کیا اور انہوں نے اپنی بیعت مرتضیٰ کی طرف بھیجی اور امیر ابو یحییٰ کو جب کہ وہ بلاد فازاز سے جنگ کر رہا تھا' خبر پہنچ گئی تو وہ وہاں سے بھاگ گیا اور جلدی سے فاس کی طرف گیا اور انہوں نے مرتضیٰ کی طرف فریادی کو بھیجا مگر اس نے انہیں کوئی جواب نہ دیا اور نہ ان کے نفع و نقصان کا مالک ہوا کیونکہ وہ ان کے مقابلے میں اترا ہوا تھا نیز اس نے امیر ابو یحییٰ یغمراسن بن زیان سے اپنی امارت کے لئے کمک مانگی اور اُسے اپنے دشمن کے خلاف بھڑکایا اور اس نے اُسے امید دلائی کہ وہ اس مصیبت کو دور کرنے سے اس کی اطاعت میں آ جائے گا اور یغمراسن کی اُمیدیں بلاد مغرب کو جانے سے وابستہ ہو گئیں پس اس نے چڑھائی کے لئے فوج جمع کی اور تلمسان سے امیر ابو یحییٰ کو فاس سے روکنے کے لئے تیار ہوا اور خلیفہ کے فریادرس نے اس کا جواب دیا اور امیر ابو یحییٰ کو بھی شہر سے جنگ کرتے ہوئے نویں ماہ اس کی اطلاع مل گئی کہ وہ اس پر حملہ کے لئے آ رہا ہے تو اس نے وہاں پر فوجوں کو جمع کیا اور اس کے اپنے بلاد کی سرحدوں سے نکلنے سے قبل ہی اس نے اس کے مقابلہ کی ٹھان لی اور وجدہ کے میدانوں میں ایسلی کے میدان میں دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی پس لوگ جنگ کی طرف بڑھے اور داد شجاعت دی اور عظیم جنگ برپا ہوئی۔

عبدالحق کی ہلاکت: حسن بن عبدالحق بن محمد بن عبدالحق بنی عبد الواد کے ہشام بن ابراہیم کے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا پھر بنو عبدالواد منتشر ہو گئے اور ان کے اکابر مشائخ میں سے یغمراسن بن تاشفین ہلاک ہو گیا اور یغمراسن بن زیان بچ کر تلمسان کی طرف چلا گیا اور امیر ابو یحییٰ اپنی فوج کے ساتھ فاس کی ناکہ بندی کے لئے واپس پلٹ آیا اور اس کے باشندوں سے نادم ہوا اور انہوں نے بھی اس کی اطاعت کے سوا کوئی راستہ نہ پایا پس انہوں نے اس سے امان طلب کی اور بغاوت کے روز اس کے گھر سے جو مال انہوں نے تلف کیا تھا اس کا تاوان دیتے پر اس نے انہیں امان دے دی جس کی مقدار ایک لاکھ دینار تھی تو انہوں نے اس تاوان کو برداشت کر لیا اور اُسے شہر کی باگ تھما دی تو وہ جمادی الاوّل ۶۲۸ھ میں اس میں داخل ہو گیا اور ان سے مال کا مطالبہ کیا تو انہوں نے درماندہ ہو کر اس کی شرائط کو توڑ دیا تو اس نے ان پر فرد جرم عائد کر دی اور قاضی ابو عبدالرحمٰن اور ابن ابی طاطو اور اس کے بیٹے اور ابن خشار اور اس کے بھائی کو جس نے اس کام میں بڑا پارٹ ادا کیا تھا' گرفتار کر کے قتل کر دیا اور ان کے سر دار برجیوں پر چڑھ گئے اور باقیوں کو اس نے طوعاً کرہاً مال کے تاوان میں پکڑ لیا اور اس نے فاس کی رعایا کو غلام بنا لیا اور انہیں اس دور میں بنی مرین کے مضبوط کرنے اور ان کے دلوں میں رعب ڈالنے کے لئے لے گیا پس ان کی آواز دب گئی اور ہمتیں پست ہو گئیں اور اس کے بعد انہوں نے فتنہ میں اپنا ہاتھ نہیں ڈبویا۔

فصل

امیر ابو یحییٰ کے شہر سلا پر متغلب ہونے اور اس کے قبضے سے اس کے واپس ہونے اور اس کے بعد مرتضٰی کے شکست کھانے کے حالات

جب امیر ابو یحییٰ نے فاس شہر کو مکمل طور پر فتح کر لیا اور وہاں بنو مرین کی امارت منظم ہو گئی تو وہ بلادِ فازاز کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے واپس آ گیا پس اس نے انہیں فتح کیا اور زناتہ کے اوطان پر قبضہ کر لیا اور ان سے تاوان وصول کیا اور باغیوں کی رو کا ولوں کو دور کیا پھر ۶۴۹ھ میں شہر سلا اور رباط الفتح کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ کر لیا اور موحدین کو اس کی سرحد کے قریب کیا اور اپنے بھتیجے یعقوب بن عبداللہ بن عبدالحق کو اس کا عامل مقرر کیا اور رضا اور ملویہ کے درمیان حکومت سے قبل ان کے مواطن کا پڑوس اس بات کی شہادت دیتا ہے۔

اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے میدان اور جنگل اپنے بھائیوں بنی یادین بن محمد کے ساتھ کیسے تقسیم کئے اور کس طرح بقیہ ایام میں مسلسل ان کی ان کے ساتھ جنگ رہی اور سب سے پہلے کثرت تعداد کی وجہ سے بنو یادین بن محمد کو غلبہ حاصل ہوا اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے کہ وہ بنو عبدالواد کے پانچ بطن توجین' مصاب' بنو زردال اور ان کے بھائی بنو راشد بن محمد تھے اور مغرب اوسط کے تلول کے باشندے ان سے الگ تھے اور بنی مرین کا یہ قبیلہ صحرا کی جولانگاہوں میں فیکیک سے سجلماسہ اور ملویہ تک رہتا تھا اور بسا اوقات وہ اپنے سفر میں بلاد الزاب تک چلے جاتے تھے اور ان کے نساب بیان کرتے ہیں کہ ان او وار سے قبل ان کی ریاست محمد بن وزیر بن فکوس بن کرماط بن مرین کے گھرانے میں تھی اور محمد کے اور بھائی بھی تھے جو اپنی ماں تابعت کے نام سے مشہور تھے اور اس کے عم زاد نکاس بن فکوس تھے۔

محمد کے لڑکے: اور محمد کے سات لڑکے تھے جن میں حمامہ اور عسکر سگے بھائی تھے اور علاتی بیٹے سکیان' سیلمان' اسکم' وداغ اور فرزوت تھے اور یہ پانچوں ان کی زبان میں تیر بیغین کے نام سے موسوم تھے جس کا مفہوم ان کے ہاں جماعت ہے۔

حمامہ کی امارت: اور ان کا خیال ہے کہ جب محمد فوت ہوا تو اس کی قوم کی امارت حمامہ نے سنبھالی جو سب سے بڑا تھا پھر اس کے بعد اس کے بھائی عسکر نے سنبھالی' جس کے تین بیٹے تھے لکوم' ابو بکر' جس کا لقب المخضب نے سنبھالا اور وہ لگاتار ان کی امارت پر قائم رہا یہاں تک کہ موحدین کا معاملہ پیش آ گیا۔

عبدالمومن کی تاشفین پر چڑھائی: اور عبدالمومن نے تاشفین بن علی پر چڑھائی کی اور تلمسان میں اس کا محاصرہ کر

لیا اور ابو حفص کو فوجوں کے ساتھ مغرب اوسط پر زناتہ سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا اور تمام بنو یادین' بنو یلومی' بنو مرین اور مغراوہ اس کے لئے اکٹھے ہو گئے پس موحدین نے ان کی فوجوں کو تتر بتر کر دیا اور اکثر کو قتل کر دیا پھر بنو یادین اور بنو یلومی نے دوبارہ ان کی اطاعت کی اور بنو عبدالواد نے اخلاص سے ان کی خدمت اور خیر خواہی کی اور بنو مرین صحرا میں چلے گئے اور جب عبدالمؤمن بن علی نے وہران پر غلبہ پایا اور لمتونہ کے اموال اور ذخیرے پر قابض ہو گیا تو اس نے ان غنائم کو جبل تیال میں اپنے گھر بھیج دیا اور دعوت کو چلانے والا کہاں سے آتا۔

اور بنو مرین کو بھی الزاب میں اپنی جگہ پر اطلاع مل گئی اس وقت ان کا سردار المخضب بن عسکر تھا اس نے اپنی قوم کے ساتھ اُسے روکنے کا ارادہ کیا اور قافلہ وادی تلاغ میں چلا گیا پس انہوں نے اسے موحدین کے ہاتھوں سے لے لیا اور عبدالمؤمن نے اسے چھڑانے کے لئے زناتہ میں سے اپنے مددگاروں کو جمع کیا اور انہیں اس کام کے لئے موحدین کے ساتھ بھیجا تو بنو عبدالواد نے اس میں خوب دادِ شجاعت دی اور فحص حسون میں جنگ ہوئی اور بنو مرین تتر بتر ہو گئے اور المخضب بن عسکر قتل ہوا اور بنو عبدالواد نے ان کے ہتھیار لے لئے' یہ واقعہ ۵۴۰ھ کا ہے اس کے بعد بنو مرین اپنے صحرا اور جنگل کی جولانگاہوں میں چلے گئے اور المخضب کے بعد ان کی امارت اس کے عم زاد حمامہ بن محمد نے سنبھالی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے محیو نے ان کی امارت سنبھال لی اور وہ ہمیشہ ان میں مطاع رہا یہاں تک کہ منصور نے انہیں ارک کی مہم کے لئے جمع کیا پس وہ اس میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اس میں خوب دادِ شجاعت دی۔

<u>محیو کی وفات</u>: اور محیو کو اس دن ایک زخم لگا جس کے باعث وہ ۵۹۱ھ میں الزاب کے صحرا میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد عبدالحق کی ریاست اس کے بیٹے نے سنبھالی جو اس کے بعد اس کی اولاد میں باقی رہی جس کا ذکر ہم کریں گے اور اس نے اس کے تعاقب کا عزم کر لیا تو اُسے اس رائے سے اس کے بھائی یعقوب بن عبدالحق نے اس عہد کی وجہ سے روکا' جو ان کے اور یغمراسن کے درمیان طے پا چکا تھا پس وہ واپس آ گیا اور جب وہ المقرمدہ پہنچا تو اُسے اطلاع ملی کہ یغمراسن نے سجلماسہ اور درعہ کے ایک باشندے سے ساز باز کر کے جس نے اُسے اس پر قبضہ کرنے کا لالچ دیا ہے سجلماسہ اور درعہ جانے کا ارادہ کر لیا ہے پس وہ اپنی فوج کے ساتھ تیزی سے ان دونوں شہروں کی طرف گیا اور ان میں داخل ہو گیا اور اس کے دخول کی صبح کو یغمراسن اپنے کام کے لئے پہنچا اور جب اُسے شہر میں ابو یحییٰ کے مقام کا پتہ چلا تو نادم ہوا اور اپنے غلبے سے مایوس ہو گیا اور ان کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔

اور امیر ابو یحییٰ کا بھتیجا سلیمان بن عثمان بن عبدالحق فوت ہو گیا اور یغمراسن اپنے ملک کی طرف واپس آ گیا اور امیر ابو یحییٰ نے سجلماسہ' درعہ اور بقیہ بلاد قبلہ پر یوسف بن یزکاسن کو امیر مقرر کیا اور تیکین پر عبدالسلام اوربی اور داؤد بن یوسف کو عامل مقرر کیا اور پلٹ کر فاس آ گیا۔

فصل

ابو یحییٰ کی وفات کے حالات اور اس کے بھائی یعقوب بن عبدالحق کے حکومت کو مخصوص کر لینے سے جو واقعات رونما ہوئے

ان کا بیان

جب امیر ابو یحییٰ سجلماسہ میں یغمراسن سے جنگ کر کے واپس آیا تو کچھ دن فاس میں ٹھہرا پھر سجلماسہ کی سرحدوں کی دیکھ بھال کے لئے گیا اور وہاں سے بیمار ہو کر لوٹا اور رجب ۶۵۶ھ میں اپنے تختِ حکومت پر طبعی موت مر گیا وہ اپنے عزائم پر بہت عمل کرنے والا اور حکومت کے حصول کے لئے بہت دراز دست تھا۔ موت نے اسے اس کے کام سے روک دیا اور فاس میں باب الفتوح کے قبرستان میں ابو محمد الفشتالی کے ساتھ دفن ہوا جب کہ اس نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی تھی اور اس کا بیٹا عمر اس کی امارت کو سنبھالنے کے در پے ہوا اور اس کی قوم کے عوام اس کے پاس جمع ہو گئے اور مشائخ اور ارباب حل وعقد اس کے چچا یعقوب بن عبدالحق کی طرف مائل ہو گئے جو تازی میں اپنے بھائی کی وفات کی وجہ سے موجود نہ تھا پس جب اُسے اطلاع ملی تو وہ جلدی سے فاس پہنچا اور اکابر کے چہرے اس کی طرف متوجہ ہو گئے اور عمر نے محسوس کیا کہ لوگوں کا میلان اس کی طرف ہے اور اس کے پیروکاروں نے اُسے اپنے چچا کو قتل کرنے کی ترغیب دی پس وہ قصبہ میں قلعہ بند ہو گیا اور لوگوں نے دونوں کے درمیان اصلاح کی کوشش کی پس یعقوب نے امارت چھوڑ دی اور اُسے اس شرط پر اپنے بھتیجے کو دیا کہ وہ اُسے تازی لطویہ اور ملویہ کے علاقے دے دے اور جب وہ تازی گیا تو تمام بنی مرین اس کے پاس آئے اور جو کچھ اس نے کیا تھا اس پر اسے دوبارہ حکومت حاصل کرنے پر آمادہ کیا اور اسے مدد دینے کا وعدہ کیا۔

<u>یعقوب اور عمر کی جنگ</u>: تو اس نے ان کی بات کو قبول کر لیا اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور اس نے فاس جانے کی ٹھان لی اور عمر اس کے مقابلہ کے لئے نکلا اور جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے سامنے ہوئیں تو اس کی فوجوں نے اسے چھوڑ دیا اور وہ طوق پہنے ہوئے فاس واپس آیا اور اسے اپنے چچا سے یہ خواہش تھی کہ وہ اسے مکناسہ جاگیر میں دے دے اور وہ اس کے لئے امارت سے دستبردار ہوتا ہے تو اس نے اس کی یہ بات قبول کر لی اور سلطان ابو یوسف یعقوب بن عبدالحق نے فاس کے شہر میں داخل ہو کر ۶۵۷ھ میں اس پر قبضہ کر لیا اور بلادِ مغرب میں ملویہ' ام الربیع' سجلماسہ اور قصر کتامہ کے

درمیانی علاقے نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور عمر نے مکناسہ کی امارت پر اکتفا کر لیا پس چند دن اس نے امارت کی پھر عمر اور ابراہیم کے خاندان میں سے اس کے دو عم زادوں نے جو عثمان بن عبدالحق اور محمد بن عبدالحق کے بیٹے تھے اُسے دھوکے سے قتل کر دیا اور انہوں نے اس سے اس خون کا بدلہ لے لیا جسے وہ اس کے ذمے سمجھتے تھے اور وہ اپنی امارت کے سال میں یا ایک سال بعد ہلاک ہو گیا' پس یعقوب کی سلطنت مضبوط ہو گئی اور اس کی امارت کے بارے میں جھگڑا اور کلفت دُور ہو گئی۔

اور یغمراسن کو اپنے مدِ مقابل امیر ابویحییٰ کے مرنے کے بعد مغرب پر حملہ کرنے کی سوجھی تو اس نے اس کام کے لئے اپنی قوم کو جمع کیا اور بنی توجین اور مغراوہ سے کمک طلب کی اور انہیں عقیل الاسد کا لالچ دیا اور مغرب کی طرف چل پڑا یہاں تک کہ وہ کلدامان پہنچ گئے۔

یغمراسن اور یعقوب کی جنگ: اور سلطان یعقوب بن عبدالحق نے بھی ان سے جنگ کرنے کی ٹھان لی پس اس نے انہیں مغلوب کر لیا اور وہ اپنے نقشِ قدم پر واپس آ گئے اور یغمراسن بلاد بطوبیہ سے گزرا تو اس نے انہیں جلا دیا اور برباد کر دیا اور لوٹ لیا اور ان میں خوب قتلِ عام کیا اور سلطان فاس واپس آ گیا اور اس نے امصار مغرب کے فتح کرنے اور اس کی اطراف پر قبضہ کرنے کے اپنے بھائی کے طریق کو اختیار کیا۔

امور اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ فضل بھی کیا کہ اس نے اپنی امارت کا آغاز شہر سلا کو نصاریٰ کے ہاتھوں سے چھڑانے سے کیا اور وہاں اس وجہ سے اس کا اچھا اثر اور اچھی شہرت تھی' جس کا ذکر ہم کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

شہرِ سلا پر دشمن کے اچانک حملے اور اُسے اس کے ہاتھوں سے چھڑانے کے حالات

یعقوب بن عبداللہ کو اس کے چچا امیر ابویحییٰ نے شہر سلا پر قبضہ کرتے وقت وہاں کا عامل مقرر کیا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور جب موحدین نے اُسے اس کے ہاتھوں سے واپس لیا تو اس نے اس کی جہات میں اس کے باشندوں اور محافظوں کے لئے گھات لگانے کی جگہیں بنانے کے لئے قیام کیا اور جب اس کے چچا یعقوب بن عبدالحق کی بیعت ہوئی تو اُسے بعض احوال نے رنجیدہ کر دیا اور وہ ناراض ہو کر غبولہ چلا گیا اور رباط الفتح اور سلا پر قبضہ کرنے کے لئے ایک لطیف حیلہ کیا تاکہ وہ اسے اپنی دل کی پوشیدہ بات کے لئے ذریعہ بنا لے پس اس کا حیلہ مکمل ہو گیا اور اس کا عامل ابن یعلو سمندر کے راستے بھاگ کر ازمور کی طرف چلا گیا اور اپنے اموال اور بیوی کو پیچھے چھوڑ گیا پس یعقوب بن عبداللہ نے ملک پر قبضہ کر لیا اور اعلانیہ بے حیائی کی اور اپنے چچا سلطان ابو یوسف کے ساتھ جھگڑا کرنے کا عزم کر لیا اور جنگ کے تاجروں سے ہتھیاروں کی امداد کے متعلق سازش کی تو انہیں اس بارے میں شک پیدا ہو گیا اور ان کے درمیان آنے جانے والوں کا سفر زیادہ ہو گیا

یہاں تک کہ وہ اس کے باشندوں سے زیادہ ہو گئے اور انہوں نے ۵۵۸ھ کے ماہ عید الفطر میں جب کہ لوگ اپنی عید میں مصروف تھے صلح کر لی۔

سلا پر حملہ: اور انہوں نے سلا پر حملہ کر دیا اور عورتوں کو قیدی بنا لیا اور اموال کو لوٹ لیا اور شہر کو قابو کر لیا اور یعقوب بن عبداللہ رباط الفتح میں قلعہ بند ہو گیا اور جلدی سے فریادی سلطان ابو یوسف کے پاس گیا جو تازی میں بنو عمر اس کے احوال کی نگرانی کر رہا تھا پس اس نے اپنی قوم میں اعلان کر دیا اور وہ گھوڑوں کے پروں میں اڑ کر آیا اور ایک رات دن میں وہاں پہنچ گیا اور اُسے مسلمان فوجیوں اور رضا کاروں کی امداد پہنچ گئی اور اس نے چودہ دن تک اس سے جنگ کی پھر اس نے بزور قوت اس میں داخل ہو کر انہیں مغلوب کر لیا اور خوب قتل عام کیا پھر قلعہ کی مغربی دیوار میں جو شگاف ہو گیا تھا اسے مرمت کروایا جہاں سے موقع پا کر شہر پر قبضہ کیا جا سکتا تھا اور اس نے اپنے ہاتھ سے قلعہ کو بنایا اور اللہ کسی کے کام کو ضائع نہیں کرتا۔

اور یعقوب بن عبداللہ سلطان کی تیزی سے ڈر گیا اور رباط الفتح سے چلا گیا اور اُسے چھوڑ دیا پس سلطان نے اُسے قابو کر لیا اور اُسے ٹھیک ٹھاک کیا پھر اس نے بلاد تامسنا اور انفی پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا اور ان کو کنٹرول کیا۔

یعقوب بن عبداللہ قلعہ علوذان میں: اور یعقوب بن عبداللہ جبال غمارہ کے قلعہ علوذان میں چلا گیا اور وہاں قلعہ بند ہو گیا اور سلطان نے اپنے بیٹے ابو مالک عبدالواحد اور علی بن زیان کو اس سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا اور وہ یغمراسن سے مصالحانہ ملاقات کرنے چلا گیا پس وہ اسے جوجرمان میں ملا اور وہ دونوں صلح کرنے اور جنگ کے ہتھیار پھینکنے پر الگ ہوئے اور سلطان مغرب کی طرف لوٹ آیا' پس اس کے بھائی کے بیٹوں اولاد ادریس نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور قصر کتامہ میں چلے گئے اور انہوں نے اپنے عم زاد یعقوب بن عبداللہ کی رائے کی پیروی کی اور ان کے سردار محمد بن ادریس کے پاس اپنے خاندان اور پروردہ لوگوں کے ساتھ چلے گئے پس اس نے ان پر حملہ کیا اور انہوں نے جبال غمارہ میں پناہ لے لی پھر اس نے انہیں اتارا اور راضی کیا اور ۶۰ھ میں عامر بن ادریس کو تین ہزار بنی مرین کے رضا کار سواروں یا اس سے زیادہ لوگوں پر سالار مقرر کیا اور انہیں دشمن سے جہاد کرنے کے لئے کنارے کی طرف لے گیا اور ان کے لئے وظائف مقرر کئے اور جنگ سلا میں اپنی عملداری کو اس کے ساتھ ملا لیا اور یہ بنی مرین میں سے جانے والی پہلی فوج تھی اور انہوں نے جہاد اور پڑاؤ میں قابل تعریف کارنامے کئے اور وہ شہرت قائم کی جو خلف نے اپنے سلف سے لی تھی جیسا کہ ہم ذکر کریں گے۔

اور یعقوب بن عبداللہ نے مضافات سے باہر جبات میں بوجھل ہو کر قیام کیا یہاں تک کہ طلحہ بن علی نے اُسے ۶۸ھ میں سلا کی جانب غبولہ کی ندی پر قتل کر دیا پس سلطان اس کے کام سے بے نیاز ہو گیا اور جب سے لگاتار ان پر جنگیں وارد ہوئیں اور بنی مرین کو مسلسل غلبہ رہا۔ تو مرتضیٰ اس کی دیواروں میں بند ہو گیا اور اپنے دشمن سے فصیلوں میں چھپ گیا پس اس نے نہ کبھی دشمن سے جنگ کرنے کا نام لیا اور نہ اُسے کبھی جنگ میں حاضر ہونے کا خیال آیا اور بنو مرین نے حکومت پر جرأت کی اور نگلنے کے حریص بن گئے اور دارالخلافہ مراکش سے جنگ کرنے لگے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

سلطان ابو یوسف کے دارالخلافہ مراکش اور عناصر حکومت سے جنگ کرنے اور ابو دبوس کے اس کے پاس آنے کے اثرات اور اس کے اُسے امیر مقرر کرنے اور اس کے ہاتھوں مرتضٰی کے ہلاک ہونے اور پھر اس کے خلاف بغاوت کرنے کے حالات

جب سلطان اپنے خاندان کے باغیوں کے معاملہ سے فارغ ہوا تو اس نے مرتضٰی اور موحدین سے ان کے گھر میں جنگ کرنے کی ٹھانی اور اس نے خیال کیا کہ یہ بات ان کی حکومت کو زیادہ کمزور کرنے اور اپنی حکومت کو ان پر زیادہ مضبوط کرنے کا باعث ہوگی اور اس نے اپنی قوم کو ابھارا اور اپنے مقبوضات کی فوج جمع کی اور اپنی تیاری کو مکمل کیا اور چلتے چلتے ایکلیز تک پہنچ گیا اور اس نے ۶۶۰ھ میں اس بات کا عزم کیا اور دارالخلافے کے قریب چلا گیا اور اس کے وسط میں اترا اور اس کی ناکہ بندی کر دی اور مرتضٰی نے سید ابوالعلاء ادریس کو جس کی کنیت ابو دبوس بن سید ابو عبداللہ بن سید ابو حفص بن عبدالمومن تھی ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے امیر مقرر کیا' پس اس نے اپنی فوجوں کو تیار کیا اور میدان کارزار کو مرتب کیا اور وہ ان کی مدافعت کے لئے الغرہ سے باہر نکلا اور عہد کے بعد ان کے درمیان جنگیں ہوئیں جن میں امیر عبداللہ بن یعقوب بن عبدالحق شہید ہو گیا اور وہ اسے اپنی عجمی زبان میں العجب کہتے تھے اور اس کی موت نے ان کی قوت توڑ دی اور وہ وہاں سے اپنے مقامات میں کوچ کر گئے اور وادی ام الربیع میں موحدین کی فوجوں نے انہیں روکا جن کا سالار یحییٰ بن عبداللہ بن وانودین تھا پس انہوں نے وادی کے نشیب میں جنگ کی اور موحدین کی فوجوں کو شکست ہوئی اور وادی کے پانی بہنے کی جگہ پر بڑی سخت چٹانیں تھیں جن سے پانی کا بڑا حصہ ہٹ کر گزرتا تھا اور وہ چٹانیں ٹانگوں کی طرح نمایاں تھیں پس وہاں ہونے والی جنگ کا نام ام الرجلین پڑ گیا پھر جنگ کے منتظمین نے خلیفہ مرتضٰی کے پاس اس کے عم زاد اور اس کے سالار جنگ سید ابو دبوس کے متعلق چغلی کھائی کہ وہ خود امارت کا طلب گار ہے اور چغلی سے وہ متنبہ ہو گیا اور مرتضٰی کی تیزی سے خوف زدہ ہو گیا اور سلطان ابو یوسف کے پاس چلا گیا' جب کہ وہ ۶۶۱ھ کے آخر میں اپنی جنگ سے فاس آ رہا تھا پس اس نے کچھ عرصہ اس

کے پاس قیام کیا پھر اس سے اس شرط پر اپنے معاملے کے بارے میں فوج اپنے ملک کے لئے آلہ بنانے اور اپنی ضروریات پر خرچ کرنے کے لئے مال کی امداد کا مطالبہ کیا کہ وہ اسے غنیمت کے حصے اور فتح اور سلطنت میں شریک کرے گا پس سلطان نے اسے پانچ ہزار بنی مرین کے جوانوں اور کافی مال اور بہترین آلہ کی امداد دی اور اس کے لئے اپنی مملکت کے عربوں اور قبائل اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کو بلایا کہ وہ اس کے مددگار ہوں اور وہ فوج کے ساتھ گیا یہاں تک کہ دارالخلافے کے قریب پہنچ گیا اور اپنے مددگاروں اور ان موحدین سے جو اس کے معاملے میں اس کے ساتھ ساز باز کرتے تھے سازش کی۔

مرتضٰی پر حملہ: پس انہوں نے مرتضٰی پر حملہ کر دیا اور اسے وہاں سے بھگا دیا اور وہ اپنے داماد ابن عطوش سے مدد مانگتا ہوا ازمور چلا گیا اور ابو دبوس ۶۶۵ھ کے شروع میں دارالخلافے میں داخل ہوا اور ازمور کے عامل ابن عطوش نے مرتضٰی کو گرفتار کر لیا اور اسے قید کر کے ابو دبوس کے پاس لایا پس اس نے اپنے غلام مزاحم کو بھیجا جس نے راستے میں اس کا سر کاٹ دیا اور خود مختار خلیفہ بن گیا اور آل عبدالمومن نے اسے برقرار کر دیا پھر سلطان نے اسے شرط پوری کرنے کا پیغام بھیجا تو اس نے برا منایا اور تکبر کیا اور عہد شکنی کی اور بری باتیں کیں پس اس نے بنی مرین اور مغرب کی فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کیا تو اس نے جنگ سے کنارہ کشی کی اور مراکش میں رک گیا اور سلطان نے اس سے مسلسل کئی روز جنگ کی پھر وہ کھیتوں اور خوراک کے ذخائر کو برباد کرتا ہوا مضافات و جہات میں چلا گیا اور ابو دبوس اس کے دفاع سے درماندہ ہو گیا پس اس نے اس کے خلاف یغمراسن بن زیان سے مدد مانگی تا کہ اس کی قوت کو توڑے اور اس کے ماوراء علاقے سے اسے غافل کر دے اور اس کے نکلنے سے محفوظ ہو جائے کاش اسے اجل مہلت دیتی۔

فصل

ابو دبوس کے اکسانے پر سلطان یعقوب بن عبدالحق اور یغمراسن بن زیان کے درمیان جنگِ تلاغ کے برپا ہونے کے حالات

جب سلطان ابو یوسف نے مراکش کے دارالخلافے سے جنگ کی اور اس کی سرزمین پر اس پر حملہ کرنے کے لئے بیٹھ گیا تو ابو دبوس نے یغمراسن اور اس کی قوم سے اس کے خلاف مدد مانگنے کے سوا اور کوئی رستہ نہ پایا تا کہ وہ اسے اس سے باز رکھیں اور اسے اس کے پیچھے سے مشغول کر دیں پس اس نے اپنی مصیبت کے دور کرنے اور اپنے دشمن کی مدافعت کے لئے اس کے پاس فریاد بھیجا اور پختہ عہد کیا اور قیمتی تحائف بھیجے تو یغمراسن اسے بچانے اور اس کے دشمن کو پیچھے سے کھینچنے اور مغرب کی سرحدوں پر غارت گری کرنے کے لئے تیار ہو گیا اور اس نے جنگ کی آگ بھڑکا دی پس سلطان کی طرف سے

یعقوب ان کے اور اس کی قوم کے خلاف بھڑک اٹھا اور اس نے اپنے عزم کو تیز کیا اور یعقوب مراکش سے تلمسان پر حملہ کرنے کے لئے چلا اور فاس میں اترا اور کئی روز تک وہاں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ اس نے جنگ کی مکمل تیاری کر لی اور ۵۶۶ھ کے آغاز میں کوچ کر گیا اور کرسیف اور پھر تافرطا میں داخل ہو گیا اور فریقین وادی تلاغ کی طرف بڑھے اور ان میں سے ہر ایک نے اپنی فوجوں کو مرتب و منظم کیا اور اپنے میدان میں گیا۔

اور حسن اور سعید بن دریغین کو اکسانے کے لئے عورتیں چہرے برہنہ کر کے نکلیں اور جب سائے ڈھلے اور دن مائل ہوا اور مغرب کی فوجیں اور بنی عبدالواد اور ان کے ہوا خواہوں کی فوجیں بکثرت ہو گئیں تو وہ منتشر ہو گئے اور اپنے ہاتھ بلند کر دیے اور یغمر اسن کا بڑا بیٹا اور اس کا ولی عہد ابوحفص اپنے خاندان کی ایک جماعت کے ساتھ ہلاک ہو گیا' جن کا ذکر ہم نے اس کے حالات میں کیا ہے اور یغمر اسن نے اپنی قوم کے جانشینوں کو پکڑ لیا اور وہ ان کا مددگار بن گیا یہاں تک کہ وہ میدانِ کارزار سے نکل گئے اور اسی سال کے ماہ جمادی الاوّل میں اپنے بلاد میں پہنچ گئے اور ابوسلطان حصار مراکش میں اپنی جگہ پر واپس آ گیا۔

فصل

سلطان یعقوب بن عبدالحق اور آلِ ابی حفص میں سے خلیفہ تونس المنتصر کے درمیان سفارت و مصالحت

امیر ابوزکریا یحییٰ بن عبدالواد بن ابی حفص نے جب ۵۳۵ھ میں دعوت اور خلافت کے ہیڈ کوارٹر مراکش کی طرف دیکھتے ہوئے تونس میں اپنی دعوت دی تو اُسے اُمید تھی کہ وہ زناتہ کے ذریعے آلِ عبدالمومن کی قوت و شوکت کو کمزور کر دے گا اور انہیں اس کی طرف آنے کی بجائے ایڑیوں کے بل واپس لوٹا دے گا اور ۵۴۰ھ میں وہ تلمسان پر متغلب ہو گیا اور یغمر اسن بن زیان اس کی دعوت میں شامل ہو گیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہ اس کے دشمن کے مقابلہ میں اس کا ایک مضبوط مددگار بن گیا پس اس نے مدافعت کے لئے اس سے تعلق پیدا کر لیا اور بنومرین نے ابن ابی حفص کے بارے میں مراسلت و مخاطبت کرنے اور اس کے دشمن کی اہمیت کو کم کرنے کے بارے میں اس سے مقابلہ کیا اور بلادِ مغرب کے جن شہروں کو فتح کرتے وہ انہیں اس کی بیعت پر آمادہ کرتا جیسے فاس' مکناسہ اور قصر وغیرہ کو اور وہ تحائف و ہدایا کے ذریعے ان سے ملاطفت کرتا اور انہیں آلِ عبدالمومن کے راستے کے سوا' خط و کتابت' خطاب' معاملہ اور تکریم میں نیکی کا راستہ دکھاتا اس وجہ سے وہ اس کے ساتھ مراسلت کرتے اور اپنے قرابت داروں کو اس کے پاس بھیجنے کی طرف مائل ہوتے تھے۔

المستنصر: اور اس کے بعد اس کا بیٹا المستنصر ۶۴۰ھ میں حاکم بنا تو اس نے اپنے باپ کے طریقوں کو اختیار کیا اور مراکش کے ساتھ جنگ کرنے اور اس کے اخراجات کی ضمانت کے بارے میں ضرورت کی چیزیں اس کے پاس لے کر گیا یہی وجہ ہے کہ وہ مال اور ہتھیاروں کے بوجھ اور بار برداری کے لئے وافر تعداد میں گھوڑے بھیجا کرتا تھا اور ہمیشہ ہی ان کے ساتھ اس کی یہ حالت رہی اور جب ابو دبوس نے عہد شکنی کی اور سلطان نے اس کے ساتھ جنگ کرنے کی ٹھانی تو اس نے سب سے پہلے خلیفہ المستنصر سے مراسلت کر کے اسے اس کی خبر دی اور اس سے مدد دینے کے بارے میں نرم رویہ اختیار کیا پس اس نے اپنے بھتیجے عامر بن ادریس بن عبدالحق کو اس کے پاس بھیجا اور بنی کی کے عظیم لیڈر اور یغمراسن کے مد مقابل عبداللہ بن کندور کو عبدالواد کے لئے اس کے ساتھ کر دیا جس کے باپ کندوز یغمراسن نے اپنے باپ زیان کا بدلہ لیا تھا جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے اور وہ المستنصر کے دارالخلافے سے ان کے پاس آیا تو اس نے اُسے خوش آمدید کہا اور ان کے ساتھ آل عبدالمومن کی حکومت کے پروردہ کاتب ابو عبداللہ محمد الکنانی کو بھیجا جو حکومت کے اختلال کو دیکھ کر اپنے بھائی امیر ابو یحییٰ کے پاس آ گیا تھا اور اس نے اسے مکناسہ میں اتارا اور مصاحبت و دوستی کے لئے مختص کر لیا پس یعقوب بن عبداللہ نے ان وفد میں اس کے لئے ان اشراف کو جمع کیا جو اچھی طرح سرداری کرتے تھے اور لوگوں کے دلوں کی بات کو وضاحت سے بیان کرتے تھے اور اس کے بھیجنے والے کے مقام کا شرف بھی بتا سکتے تھے پس وہ ۶۵۱ھ میں المستنصر کے پاس گئے اور انہوں نے اپنا پیغام پہنچایا اور اُسے حاکم مراکش کے خلاف مدد دینے پر برانگیختہ کیا تو وہ خوشی سے جھوم گیا اور ان کی عزت افزائی کی اور انہیں خوش آمدید کہا اور اس نے امیر عابد بن ادریس اور عبداللہ بن کندور کو اسی وقت واپس بھیج دیا اور کنانی کو اپنے وفد کی مصاحبت کے لئے روک لیا پس وہ طویل عرصہ اس کے پاس مقیم رہا یہاں تک کہ مراکش فتح ہو گیا۔

پھر اس کے بعد المستنصر نے ۶۵۷ھ کے آخر میں اپنے عہد کے موحدین کی جماعت کے شیخ ابو زکریا یحییٰ بن صالح الہنتاتی کو موحدین کے مشائخ کی ایک پارٹی کے ساتھ محمد الکنانی کی مرافقت میں سلطان یعقوب بن عبدالحق کے پاس بھیجا اور ان کے ساتھ اس کے ساتھ ملاطفت کرنے کے لئے قیمتی تحائف بھی بھیجے جن میں اپنی مرضی کے عمدہ گھوڑے منتخب کیے اور عجیب و غریب ساخت کے چیدہ کپڑے تھے اور اس نے اس سے مزید کا بھی مطالبہ کیا تو اس نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور گفتگو کی اور اس کے بعد اس نے مراکش کے منبر پر محمد الکنانی سے خلیفہ المستنصر کا ذکر نہایت اچھے پیرائے میں کیا اور موحدین کے وفد نے بھی اس کی گواہی دی تو ان کی خوشی میں اضافہ ہو گیا اور وہ خوشی خوشی واپس آئے اور اس کے بعد المستنصر کی یعقوب کے ساتھ مسلسل مصالحت رہی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا واثق اس کے نقش قدم پر چلا پس اس نے ۶۷۷ھ میں اس کی طرف ایک بڑا تحفہ بھیجا جسے قاضی ابوالعباس الغماری قاضی بجایہ لے کر گیا جس کی بڑی توقیر ہوئی اور مغرب میں ابوالعباس الغماری کو بڑی شہرت حاصل ہے جس کے متعلق لوگ ذکر کرتے ہیں۔

فصل

فتح مراکش اور ابودبوس کی وفات اور مغرب سے موحدین کی حکومت کے خاتمے کے حالات

جب سلطان ابو یوسف یغمراسن کی جنگ سے واپس آیا اور اس نے دیکھا کہ وہ اپنے دشمن سے بے نیاز ہو گیا ہے اور اس نے اس کی تیزی کو روک دیا ہے اور اس کی تدبیر اور اس کے فریادی ابودبوس کی سازش کو ناکام کر دیا ہے تو اس نے پہلے کی طرح مراکش کے ساتھ جنگ کرنے اور دوبارہ اس کی ناکہ بندی کرنے کا عزم کر لیا اور وہ اسی سال کے شعبان میں اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے فاس سے تیار ہوا اور جب وہ ام الربیع سے آگے گئے تو اس نے دستوں کو پھیلا دیا اور غارت گر دستے بھیجے اور فساد اور لوٹ مار کے لئے باگیں ڈھیلی چھوڑ دیں تو انہوں نے کھیتوں کو برباد کر دیا اور اس کے نشانات کو مٹا دیا اور بقیہ سال اس کے نواح میں گھومتا رہا' پھر اس نے تادلا میں جشم کے عرب الخلط سے جنگ کی اور ان کا خون بہایا اور انہیں لوٹا پھر وہ وادی العبید میں اترا پھر اس نے بلادِ صنہاجہ کے ساتھ جنگ کی اور ہمیشہ ہی اس کی سواریاں بلادِ مراکش کی اطراف میں حرکت کرتی رہیں یہاں تک کہ وہ بنی عبدالمومن اور اس کی قوم کے سامنے آ گئیں اور جشمی عربوں میں سے حکومت کے مددگاروں نے خلیفہ کو اپنے دشمن کی مدافعت کے لئے تیار کرنے کے لئے انہیں بھیجا پس اس نے جنگ کی نیت کی اور وہ بے شمار فوجوں کے ساتھ مقابلہ کے لئے نکلا اور ابو یوسف نے انہیں اپنے آگے بھاگنے پر مجبور کر دیا تا کہ فریادرس کی مدد سے دور ہو جائے اور کامیاب ہو جائے یہاں تک کہ وہ عفو میں اترا پھر اس نے اس پر حملہ کیا اور گھمسان کا رن پڑا اور اس کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور وہ بھڑ کر ہاتھوں اور منہ کے بل گر پڑا اور اس کا سر کاٹا گیا اور اس کے ہلاک ہونے سے اس کا وزیر عمران اور اس کا کاتب علی بن عبداللہ المغیلی بھی ہلاک ہو گیا۔

سلطان ابو یوسف کا مراکش کی طرف کوچ: اور سلطان ابو یوسف مراکش کی طرف کوچ کر گیا اور وہاں جو موحدین تھے وہ بھاگ گئے اور جبل تینال میں چلے گئے اور انہوں نے مرتضی کے بھائی اسحاق کی بیعت کر لی اور وہ حتی کی طرح کئی سال رہا پھر اس نے ۶۷۴ھ میں اسے گرفتار کر لیا اور اسے اور اس کے عم زاد ابو سعید بن سید ابوالربیع اور القبائلی اور اس کی اولاد کو سلطان کے پاس لے جایا گیا پس ان سب کو قتل کر دیا گیا اور بنی عبدالمومن کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

اور سردار اور اہل شوریٰ دارالخلافے سے سلطان کے پاس گئے تو اس نے انہیں امان دی اور ان سے حسن سلوک کیا اور وہ ۶۶۸ھ میں بڑی شان کے ساتھ مراکش میں داخل ہوا اور آل عبدالمومن کی حکومت کا وارث ہوا اور اس کی مدد کی اور مغرب میں اس کی حکومت منظم ہو گئی اور لوگ اس کی جنگ سے پست ہو گئے اور اس کی سلطنت کے سائے تلے آرام لینے لگے

اور اس نے اس سال کے رمضان تک مراکش میں قیام کیا اور اپنے بیٹے امیر ابو مالک کو بلادِ سوس کی طرف بھیجا پس اس نے انہیں فتح کر لیا اور ان کے دیار میں دور تک چلا گیا اور اس کی اطراف پر قبضہ کر لیا پھر وہ خود بلادِ درعہ کی طرف گیا اور ان سے وہ مشہور جنگ کی جس نے ان کی قوت کو توڑ دیا اور دو ماہ بعد اپنی جنگ سے واپس آ گیا پھر اس نے اپنے دار الخلافہ فاس کی طرف جانے کا ارادہ کیا اور مراکش اور اس کے مضافات پر اپنے بڑے دوستوں اور خواص اور طبقہ وزراء میں سے محمد بن علی بن یحییٰ کو امیر مقرر کیا جیسا کہ اس کی اور اس کے خاندان کی تعریف آگے بیان ہو گی اور اس نے اسے قصبہ مراکش میں اتارا اور اس کی دیکھ بھال کے لئے میگزین بنائے اور اسے بنی عبدالمومن کے علاقوں پر قبضہ کرنے اور ان کے نشان مٹانے کا حکم دیا اور شوال میں اپنے دار الخلافے کی طرف چل پڑا اور رشام کو سلا میں آیا اور اس نے اپنے بیٹے کو جو وصیت کی اس کا حال ہم بیان کریں گے ان شاء اللہ۔

فصل

سلطان کا اپنے بیٹے ابو مالک کو حاکم مقرر کرنا اور اس کے بعد اس کے بھائی ادریس کے بیٹوں میں سے القرابۃ کا اس کے خلاف بغاوت کرنا اور ان کے اندلس جانے کا حال

جب رباط الفتح سے واپسی پر سلطان نے سلا میں قیام کیا اور وہاں اس کی سواریوں نے آرام کیا تو اسے ایک مرض نے آلیا اور اسے شدید بخار ہو گیا پس جب وہ واپس لوٹا تو اس نے اپنی قوم کو جمع کیا اور اپنے بڑے بیٹے ابو مالک عبدالواحد کو ان کا حاکم مقرر کیا کیونکہ وہ اس بارے میں اس کی رعایت کو جانتا تھا اور اس نے ان سے اس کی بیعت لی تو انہوں نے برضا و رغبت بیعت کر لی اور اس کے دونوں بھائیوں عبداللہ اور ادریس کے بیٹوں کی قرابت کو ان کی ماں سوط النساء کی وجہ سے جوڑ دیا اور انہوں نے یہ دیکھ کر کہ عبداللہ اور ادریس' عبدالحق کے بیٹوں کے اکابر بن گئے ہیں اور ان دونوں کو دوسرے بیٹوں پر تقدم حاصل ہے اور یہ کہ وہ حکومت کے زیادہ حق دار ہیں اسے محسوس کیا اور انہوں نے ابن سلطان کو تسلی دی کیونکہ اس نے اس کے لئے بیعت اور عہد لیا تھا اور اس سے علیحدہ ہو کر جبال غمارہ میں جبل علودان میں آ گئے جو ان کی مخالفت کا گھونسلا اور جنگ کا راستہ تھا یہ ۶۶۹ھ کا واقعہ ہے اور ان کی ریاست ان دنوں محمد بن ادریس اور موسیٰ بن رحو بن عبداللہ کے پاس تھی اور

ان کے ساتھ ابو عیاد بن عبدالحق کے بیٹے بھی نکلے اور سلطان نے اپنے بیٹے ابو یعقوب یوسف کو اپنی پانچ ہزار فوج کے ساتھ بھیجا پس اس نے ان کا گھیراؤ کر لیا اور ان کی ناکہ بندی کر دی اور اس کا بھائی ابو مالک بھی اپنی فوج کے ساتھ اس کے پاس چلا گیا اور اس کے ساتھ بسفیان کا شیخ مسعود بن کانون بھی تھا پھر ان کے پیچھے سلطان ابو یوسف بھی نکلا اور تافرکا میں ان کی فوج اکٹھی ہو گئی اور انہوں نے تین ماہ تک ان سے جنگ کی اور ان کی جنگوں میں مندیل بن ورتظلیم ہلاک ہو گیا اور جب انہوں نے دیکھا کہ ان کا محاصرہ ہو گیا ہے تو انہوں نے امان طلب کی جو اس نے دے دی اور اس نے انہیں اتارا اور ان کے کینے ختم کر دیے اور ان کے دل صاف کر دیے اور انہیں لے کر اپنے دارالخلافے میں پہنچ گیا اور انہوں نے سب سے بڑے گناہ کے ارتکاب پر شرمندگی محسوس کرتے ہوئے اس سے تلمسان جانے کی اجازت مانگی تو اس نے انہیں اجازت دے دی اور وہ سمندر کے راستے اندلس چلے گئے اور ان کے برخلاف عامر بن ادریس سلطان کے خواص سے مانوس ہو کر اس کی طرف چلا گیا پس وہ تلمسان میں ان سے پیچھے رہ گیا یہاں تک کہ اس نے اپنے بارے میں پختہ عہد لے لیا اور تلمسان میں سلطان سے مقابلہ کے بعد اپنی قوم کی طرف واپس آ گیا جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے اور جس وقت اندلس محافظوں سے خالی ہو گیا اور دشمن اس کی سرحدوں پر شیر بن گیا تو بنو ادریس اور عبداللہ اور ان کا عم زاد ابو عیاد اندلس میں اتر پڑے اور ان کے سامنے کے علاقے پر قابض ہو گئے تو انہوں نے وہاں پہاڑ پنے والے شیر اور شمشیر ہائے براں اتاریں جو صحرائی خشونت بہادرانہ قوت اور وحشیانہ بسالت سے مضبوط ہو کر بہادروں سے جنگ کرنے اور موتوں سے ٹکرانے کے عادی تھے پس انہوں نے دشمنوں پر غالب آ کر انہیں خوب قتل کیا اور انہوں نے اس غم کا مقابلہ کیا جو اس کے سینے میں وطن کی حفاظت کے لئے تھا جو اس کے خیال میں اس کا کھا جا تھا اور وہ اس کے پیچھے واپس لوٹ گئے اور انہوں نے امیر اندلس سے اس کی ریاست کے بارے میں تکرار کیا تو وہ ان کے لئے جنگ کے خیال سے اور کنارے والے غازیوں کی ریاست سے جو ان کی اصل اور قبائل میں تھے اور ان کے علاوہ جو بربری قومیں تھیں ان سے الگ ہو گیا اور انہوں نے فرط بخشش کی وجہ سے ٹیکس میں اس کے ساتھ قرعہ اندازی کی تو اس نے انہیں ٹیکس دے دیا اور انہوں نے دشمن کے خلاف مدد مانگی اور انہوں نے اس میں اچھے کارنامے دکھائے جیسا کہ ہم ابھی القریب کے حالات میں بیان کریں گے پھر سلطان نے تلمسان کے ساتھ جنگ کرنے کے بارے میں غور و فکر کیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

سلطان ابو یوسف کے تلمسان کی طرف مارچ کرنے اور السبیلی مقام پر اس کے یغمر اسن اور اس کی قوم پر حملہ کرنے کے حالات

جب سلطان ابو یوسف نے بنی عبدالمومن پر غلبہ پالیا اور مراکش کو فتح کر کے ۵٦٨ھ میں ان کی حکومت پر قابض ہو گیا اور فاس کی طرف لوٹ آیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں تو اس کے دل میں یغمر اسن اور بنی عبدالواد کے متعلق جو کینے تھے انہوں نے انگڑائی لی اور جو کچھ انہوں نے اس کے عزائم اور جنگ کو ناکام بنانے کے لئے تھا اُسے وہ یاد آ گیا اور اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ جنگ تلاغ نے اس کے دل کو ٹھنڈا نہیں کیا اور نہ ہی اس کے غم کی آگ کو بجھایا ہے پس اس نے ان کے دل کے ساتھ جنگ کرنے کی ٹھان لی اور ان کے ساتھ جنگ کرنے اور ان کی بیخ کنی کرنے کے لئے وہ اہل مغرب کو جمع کرنے کے لئے حکومتی سطح پر جو کچھ بھی کر سکتا تھا اس نے کیا اور فاس میں پڑاؤ ڈال لیا اور اپنے بیٹے اور ولی عہد کو اپنے خواص اور وزراء کے ساتھ مراکش بھیجا تا کہ وہ اس کے شہروں مضافات اور عربوں کے قبائل مصامدہ بنی وراغمرہ ضہاجہ اور الحضرۃ میں موحدین کی بقیہ فوجوں اور رومی فوج سے انصار کے محافظوں اور تیر اندازوں سے فوج اکٹھی کریں پس اس نے بہت تعداد میں فوج اکٹھی کی اور ان کی فوج پوری ہو گئی اور سلطان نے اپنے مارچ کے وقت جشن کیا اور ۷۰ھ میں فاس سے کوچ کر گیا اور ملویہ میں ٹھہرا یہاں تک کہ فوجیں اسے جا ملیں اور اہل تامستا کے قبائل جشم کی عرب فوجیں جو سفیان خلط عاصم بنو جابر اور ان کے ساتھیوں اثبج اور قبائل ذوی حسان اور معقل کے شبانات جو سوس اقصیٰ کے باشندے ہیں اور قبائل ریاح جو ازغار اور ہبط کے باشندے ہیں کی فوجیں اس کے پاس آ گئیں پس وہاں اس نے اپنی فوجوں کو چیک کیا اور اپنے دستوں کو تیار کیا کہتے ہیں کہ ان کی تعداد تیس ہزار تک تھی اور وہ تلمسان جانے کے ارادے سے چل پڑا اور جب وہ انکاد پہنچا تو وہاں اُسے ابن الاحمر کے ایلچی ملے اور اس نے مسلمانانِ اندلس کو دشمن کے خلاف مدد مانگنے کے لئے بھیجا کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں سے کمک طلب کریں اور مدد مانگیں پس اس نے جہاد کرنے اور دشمن کے مقابلہ میں مسلمانوں کی مدد کرنے کا ارادہ کر لیا اور اس نے اس امر سے روکنے والے امور پر بھی غور کیا اور یغمر اسن کے ساتھ مصالحت کی طرف مائل ہوا اور اس بارے میں سرداروں نے بھی اس کی رائے کی تصویب کی کیونکہ وہ جہاد کو ترجیح دیتے تھے اور مشائخ کی ایک جماعت ان دو کے باہمی تعلقات کی اصلاح میں لگ گئی اور وہ ان دونوں کناروں کے مغرب سے واپس آ گیا اور وہ یغمر اسن کے پاس گئے اور تلمسان سے باہر اُسے ملے اس وقت وہ جنگ کی تیاری کر چکا تھا اور اس نے اپنے مشرقی مقبوضات کے باشندوں میں سے بنی

عبدالواد' بنی راشد' مغراوہ کے زناتہ اور ان کے زغبہ کے عرب حلیف اکٹھے کر لئے تھے پس اس نے تکبر کیا اور ان کی حاجت پوری کرنے سے بہرہ ہو گیا اور اپنی فوجوں کے ساتھ چل پڑا۔

وادی ایسلی میں جنگ: اور وجدہ کے علاقے میں وادی ایسلی میں دونوں فوجوں کی جنگ ہوئی اور سلطان ابو یوسف نے اپنی فوجوں کو تیار کیا اور اپنے میدان کو منظم و مرتب کیا اور اپنے دونوں بیٹوں امیر ابو یعقوب کو دونوں بازوؤں پر مقرر کیا اور خود قلب میں چلا گیا پس ان کے درمیان سخت معرکہ ہوا' جس نے فارس بن یغمراسن اور بنی عبدالواد کی ایک جماعت کی ہلاکت سے پردہ اٹھا دیا اور مغرب اقصیٰ کی فوجوں اور اس کے قبائل اور موحدین کی فوجوں اور بلادِ مراکش نے ان پر غلبہ پالیا پس وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور سلطان کے ثابت قدم رہنے کی وجہ سے رومی فوج کی اکثریت اپنے ثبات کی وجہ سے ماری گئی پس جنگ کی چکی نے انہیں پیس کر رکھ دیا اور اس نے ان کے سالار بیونیس کو گرفتار کر لیا اور یغمراسن بن زیان اپنی فوج کے ساتھ اپنی مدافعت کرتا ہوا تلمسان کی طرف چلا گیا اور اپنے خیموں کے پاس سے گزرا تو انہیں آگ سے جلا دیا اور اس کی چھاؤنی لوٹ لی گئی اور اس کا حرم لٹ گیا اور سلطان ابو یوسف نے وجدہ میں قیام کر کے اُسے تباہ کر دیا اور اس کی فصیلوں کو پیوند خاک کر دیا اور اس کی دیواروں کو مٹی میں ملا دیا۔

تلمسان کا محاصرہ: پھر اس نے تلمسان پر حملہ کر کے کئی روز تک اس کا محاصرہ کیے رکھا اور اس علاقے کو لوٹنے کی کھلی آزادی دے دی اور وہاں سے لوگوں کو قیدی بنا کر لے گیا اور اُسے تباہ و برباد کر دیا اور تلمسان کی طرف جاتے ہوئے راستے میں اس کا وزیر عیسیٰ بن ماسائی فوت ہو گیا اور وہ اس کے عظیم القدر وزیروں اور حامیوں میں سے تھا اور اس بارے میں اس کے کارنامے مشہور و معروف ہیں اور اس کی وفات اسی سال شوال میں ہوئی اور اُسے اس کے محاصرہ سے اس کے بھٹکانے پر محمد بن عبدالقوی امیر توجین اور بنی عبدالواد کے خلاف اس سے مدد مانگنے والے نے پہنچایا کیونکہ یغمراسن نے اپنے آلہ پر فخر کرتے ہوئے اس کے تمام قبیلے علیے کی ذلت اور زیادتی کی تکلیف برداشت کی تھی پس سلطان ابو یوسف نے اُسے خوش آمدید کہا اور لوگ اس کی ملاقات اور خیر مقدم کے لئے اور اس کے فخر کے لئے ہتھیاروں کو سجا کر نکلے اور وہ اس کے ساتھ کئی روز تک تلمسان کا محاصرہ کئے رہا یہاں تک کہ نا امیدی ہو گئی اور شہر محفوظ ہو گیا اور اس کے محافظوں کی طاقت بڑھ گئی' پھر سلطان ابو یوسف نے وہاں سے بھاگنے کی نیت کر لی اور اس نے امیر محمد بن عبدالقوی اور اس کی قوم کو واپسی سے قبل واپس جانے کا مشورہ دیا اور یہ کہ وہ اپنے علاقے کی طرف جلدی چلے جائیں اور اس نے اپنے تحائف سے ان کے تھیلے بھر دیے اور انہیں سو کوتل گھوڑے دیے اور ایک ہزار دودھیل اونٹنیاں ان کے پاس لے گیا اور انہیں بے شمار خلعتیں انعامات کے ساتھ دیں اور انہیں بکثرت سائبان اور خیمے دیے اور انہیں سواریوں پر سوار کروایا اور وہ کوچ کر گئے اور سلطان کئی روز تک یغمراسن کی مصیبت کے خوف سے ان کے ہیڈ کوارٹر سے جبل وانشریس تک پہنچنے تک ٹھہرا رہا پھر وہ ۱۷۲ھ کے شروع میں فاس میں داخل ہوا۔

امیر ابو مالک کی وفات: اور اس کا بیٹا امیر ابو مالک جو اس کا ولی عہد بھی تھا اس کی آمد کے ایام میں فوت ہو گیا پس اُسے اس کی وفات کا افسوس ہوا پھر اس نے صبر جمیل کیا اور دوبارہ بلادِ مغرب کے فتح کرنے کی طرف واپس آ گیا اور اس نے

ابنی ابن جنگ میں قلعہ تادنت پر قبضہ کرلیا اور وہ مطغرہ کا پہاڑ ہے اور اس نے اسے غلے کے ذخیرہ سے بھر دیا کیونکہ اس نے اسے اپنے دشمن کی سرحد کے قریب پایا تھا اور اُسے شیخ مطغرہ حزون کی نگرانی کے لئے چھوڑ دیا پھر اس نے ابنی ابن جنگ سے واپسی پر ساحل الریف کے قلعہ ملیلہ پر قبضہ کرلیا اور حزون نے قلعہ تادنت میں قیام کیا اور اپنی طرف دعوت دی اور یغمراسن ہمیشہ ابن کے ساتھ بار بار جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ وہ قلعہ سے بھاگ گیا اور اس نے ۶۷۵ھ میں اسے چھوا اور سلطان ابو یوسف کے پاس چلا گیا جیسا کہ ہم نے قبیلہ مطغرہ کے ذکر کے موقع پر اس کے حالات میں اس کا ذکر کیا ہے اور اس کا حال وہ تھا جسے ہم بیان کر چکے ہیں۔

فصل

شہر طنجہ کے فتح ہونے اور اہل سبتہ کے اطاعت کرنے اور ان پر ٹیکس لگنے اور اس کے ساتھ ہونے والے واقعات کے حالات

موحدین کی حکومت کے آغاز میں یہ دونوں شہر سبتہ اور طنجہ ان کی سب سے عظیم عملداریوں اور سب سے بڑے مقبوضات میں تھے کیونکہ یہ کنارے کی سرحد اور بحری بیڑوں کی بندرگاہ اور تجارتی سامان کے بنانے کا کارخانہ اور جہاد کی طرف جانے کا دہانہ تھیں کی ولایت القرابت کے لئے مختص تھی جو بنی عبدالمومن کے سرداروں میں سے تھے۔

اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ رشید نے ان کے مضافات پر ابوعلی بن الخلاص کو امیر مقرر کیا تھا جو بلنسیہ کا باشندہ تھا اور یہ کہ افریقہ میں امیر ابوزکریا کے طاقتور ہو جانے اور رشید کے مر جانے کے بعد ۶۴۰ھ میں اس نے حکومت کو اس کے سپرد کر دیا اور اس نے اپنے بیٹے ابوالقاسم کے ساتھ مال اور بیعت کو اس کی طرف بھیجا اور طنجہ پر یوسف بن محمد بن عبیداللہ بن احمد الہمدانی کو جو ابن الامیر کے نام سے معروف تھا اندلسیوں کی پیادہ فوج پر سالار اور قصبہ کا منتظم مقرر کیا اور امیر ابوزکریا نے سبتہ پر ابویحییٰ بن ابوزکریا کو امیر مقرر کیا جو اس کے چچا ابویحییٰ السید بن الشیخ ابی حفص کا بیٹا تھا پس وہ وہاں اترا اور ابوعلی بن خلاص اپنے بیٹے کی وفات پر جو سلطان کے پاس جاتے ہوئے سمندر میں غرق ہو کر مر گیا تھا' عواقب سے پریشان ہو گیا اور اپنے مددگاروں کے ساتھ کشتیوں میں تونس چلا گیا اور شام کو بجایا پہنچا اور وہیں ۶۴۶ھ میں اس کی وفات ہوئی اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ وہ اپنی کشتی ہی میں فوت ہوا تھا اور بجایہ میں دفن ہوا۔

المستنصر کے خلاف اہل سبتہ کی بغاوت: اور جب امیر ابوزکریا اس کے بعد ۶۴۷ھ میں فوت ہو گیا تو اہل سبتہ نے اس کے بیٹے المستنصر کے خلاف بغاوت کر دی اور ابن الشہید کو نکال باہر کیا اور اس کے ساتھ جو عمال تھے انہیں قتل کر دیا اور

دعوت کو مرتضیٰ کی طرف پھیر دیا اور اس کا انتظام ججون الراندمی نے سبتہ کے مشائخ کے عظیم الشان لیڈر ابوالقاسم الغرفی کے ساتھ سازش کر کے کیا۔ اس نے اپنے باپ ابوالعباس احمد کی گود کی پرورش پائی جو جلالت اور علم و دین سے آراستہ تھا کیونکہ اُنہے اس میں تقدم حاصل تھا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا' پس اہل شہر نے اس کے بیٹے اور اس سے قبل اس کے باپ کے حق کو پہچان کر اس کی رعایت کی اور وہ بڑے بڑے اہم امور میں اس کی پناہ لیا کرتے تھے اور شوریٰ میں اس کی بات مانتے تھے پس اس نے الراندمی کو اس کام پر آمادہ کیا تو اس نے یہ کام کر دیا اور مرتضیٰ نے ابوالقاسم الغرفی کو سبتہ پر کسی سردار اور موحد کو دیکھے بغیر خودمختار امیر مقرر کر دیا اور وہ اسے اس سرحد سے بے نیاز کرنے میں کافی ہو گیا اور اس نے ججون الراندمی کو مغرب میں بحری بیڑوں کی قیادت پر مقرر کیا اور اس کے بیٹے اس سے اس قیادت کے وارث ہوئے یہاں تک کہ الغرفی نے اس کی ریاست کے پہلوؤں پر ان سے مڈبھیڑ کی پس وہ سبتہ سے چلے گئے اور ان میں سے کچھ مالقہ میں ابن الاحمر کے پاس اُترے اور کچھ بجایہ میں ابوحفص کے پاس اُترے اور دونوں حکومتوں میں ان کے آثار ان کی ریاست کی گواہی دیتے ہیں اور ابوالقاسم الغرفی سبتہ کی ریاست پر خودمختار ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹوں نے یہ ریاست حاصل کی جیسے کہ ہم بیان کریں گے۔

طنجہ: اور طنجہ بقیہ احوال میں سبتہ کا تابع تھا پس ابن الامیر نے ابوالقاسم فقیہ کی امارت کی پیروی کی پھر اس نے اسی سال اس کے خلاف بغاوت کر دی اور خودمختار بن بیٹھا اور اس نے ابن ابی حفص کا پھر عباسی کا اور پھر اپنا خطبہ دیا اور سبتہ میں الغرفی کے مسلک پر چلا اور وہ اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ بنو مرین نے مغرب پر قبضہ کر لیا اور اس کی گھاٹیوں میں پھیل گئے اور اس کے مقبوضات میں دست درازی کر کے انہیں حاصل کر لیا اور اس کے پہاڑوں اور قلعوں میں اترے اور انہیں فتح کر لیا اور امیر ابویحییٰ بن عبدالحق اور اس کے بعد اس کا بیٹا بھی فوت ہو گئے اور اس کے بیٹے اور رشتہ دار ازخواہش طنجہ اور اصیلا کی طرف آ گئے اور انہوں نے اس کے میدان کو وطن بنا لیا اور راستوں کو خراب کر دیا اور اس کے باشندوں کو تنگ کیا اور اس کے اردگرد کو لوٹ لیا اور ابن الامیر نے ان سے متعین ٹیکس پر شرط کی کہ وہ اذیت سے باز رہیں اور دارالخلافہ کی حفاظت کریں اور راستوں کو درست کریں پس اس کی ان کے ساتھ جوڑ کی ہو گئی اور وہ اپنی ضروریات کے لئے شہر کی طرف آئے پھر انہوں نے سازش کی اور پوشیدہ فریب کاری سے ایک دن بغلوں میں اسلحہ دابے شہر میں داخل ہو گئے اور دھوکے سے ابن الامیر پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا' پس عوام نے اسی وقت ان پر حملہ کر دیا اور وہ ۶۶۵ھ میں ایک ہی جنگ میں قتل ہو گئے اور وہ اس کے بیٹے کے پاس گئے اور پانچ ماہ وہ اس کے قبضہ میں رہا پھر الغرفی اس پر قابض ہو گیا پس اس نے اپنی پیادہ فوجوں کے ساتھ برو بحر سے اس پر حملہ کر دیا اور اس پر قابض ہو گیا۔

ابن الامیر کا فرار: اور ابن الامیر فرار ہو گیا اور تونس چلا گیا اور المستنصر کے پاس اترا اور طنجہ الغرفی کی حکومت میں قائم رہا پس اس نے اس کا کنٹرول کیا اور اس کی امارت سنبھال لی اور اپنی طرف سے اس پر والی مقرر کیا اور اس نے اس کے اشراف میں سے سرداروں کو شوریٰ میں شریک کیا اور امیر ابومالک نے ۶۶۶ھ میں اس کے ساتھ جنگ کی' مگر اُسے فتح نہ کر سکا اور وہ اسی حالت میں رہا یہاں تک کہ سلطان ابویوسف نے بلادِ مغرب کو اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا اور مراکش کے دارالخلافہ پر قابض ہو گیا اور اس نے اس جانب کے مضافات کو ساتھ ملانے کا ارادہ کیا پس اس نے اس پر چڑھائی کرنے

کی ٹھان لی اور ۳ ۶ ھ کے شروع میں طنجہ سے جنگ کی کیونکہ یہ سبتہ سے پہلے کی زمین میں تھا اور کئی روز تک اس نے وہاں قیام کیا پھر اس نے وہاں سے چلے جانے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور ان میں اختلاف پیدا ہو گیا اور اس نے ایک فصیل کے تیر اندازوں کو جو بنی مرین کی گھاٹیوں میں تھے آواز دی تو لوگوں نے جلدی سے اس کی دیواروں پر چڑھ کر اس پر قبضہ کر لیا اور رات بھر اہل شہر سے جنگ کرتے رہے پھر صبح کو بزور قوت اس میں داخل ہو گئے اور سلطان کے منادی نے لوگوں میں اہل شہر کی معافی اور امان کا اعلان کر دیا تو ان کا ڈر جاتا رہا اور وہ طنجہ کے کام سے فارغ ہو گیا پھر اس نے اپنے بیٹے امیر ابو یعقوب کو بڑی فوج کے ساتھ سبتہ میں العزفی کے ساتھ جنگ کرنے اور اسے اطاعت کے بارے میں وکیل کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے کئی روز تک اس سے جنگ کی پھر اس نے اس شرط پر کہ اس کی حفاظت کی جائے' اطاعت اختیار کر لی اور خود کو ہر سال ٹیکس دینے کا پابند کیا' پس سلطان نے اس کی یہ بات قبول کر لی اور اس کی فوجیں وہاں سے ہٹ گئیں اور وہ اپنے دار الخلافے کی طرف لوٹ آیا اور اس نے سجلماسہ کے فتح کرنے اور بنی عبد الواد کو جو اس پر متغلب تھے ہٹانے کے لئے غور و فکر کیا جیسا کہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔

فصل

سجلماسہ کے دوسری بار فتح ہونے اور بنی عبد الواد اور منتقلی عربوں میں سے المنبات کے پاس بزور قوت جانے کے حالات

ہم بیان کر چکے ہیں کہ امیر ابو یحییٰ بن عبد الحق نے سجلماسہ اور بلاد درعہ پر قبضہ کر لیا تھا اور اس نے اس پر اور دیگر بلاد قبلہ پر یوسف بن یزکاسن کو امیر مقرر کیا تھا اور اس کے ساتھ اس کے بیٹے منتاج کو بھی جس کی کنیت ابو حدید تھی' اس کے مشائخ میں اس کی دیکھ بھال کے لئے اتارا تھا اور مرتضیٰ نے اپنے وزیر ابن عطوش کو ۶۵۵ھ میں فوجوں کے ساتھ اسے واپس لینے کے لئے بھیجا تھا' پس امیر ابو یحییٰ نے اس پر حملہ کر کے وہاں سے بھگا دیا اور الٹے پاؤں واپس کر دیا اور پھر اس نے ۶۵۵ھ میں جنگ ابی سلیط کے بعد ایک سرحدی خرابی کی وجہ سے جس کے متعلق اسے بتایا گیا تھا اور ایک ناتجربہ کاری کی وجہ سے جس کے کامیاب ہو جانے کی اسے امید تھی' اس کا قصد کیا' پس امیر ابو یحییٰ اس سے پہلے یہاں پہنچ گیا اور بالقہ اس سے ورے تھا اور وہ وہاں سے ناکام و نامراد ہو کر اور محافظوں کو ہتھکڑیاں لگوا کر واپس لوٹ گیا اور امیر ابو یحییٰ نے اگرچہ یوسف بن یزکاسن کو اس کا امیر مقرر کیا تھا پھر اس نے اس کی امارت کے ڈیڑھ سال بعد بنی عسکر جو محمد بن وطیس کے نسب کے ہمسر ہیں' کے سردار یحییٰ بن مندیل کو اس کا امیر مقرر کیا پھر دو ماہ بعد حکومت کے پروردہ بنی یرسان میں محمد بن عمران ابن عیلہ کو امیر

مقرر کیا اور اس کے ساتھ ابو طالب حبشی کو ٹیکس جمع کرنے پر عامل مقرر کیا اور ابو یحییٰ القطرانی کی نگرانی اور ان کی قیادت پر قبضہ کرنے کے لئے وہاں فوج کا میگزین بنایا اور وہ اسی حالت میں ۶۰۷ھ تک قائم رہے اور جب امیر ابو یحییٰ فوت ہو گیا اور سلطان ابو یوسف یغمراسن کے ساتھ جنگ کرنے اور مراکش سے مقابلہ کرنے میں مصروف ہو گیا تو القطرانی کو وہاں خود مختار بن جانے کا خیال آیا اور اس نے اس بارے میں بعض اہل فتن سے ساز باز کی اور یوسف بن الغزی نے اس کی مدد کی اور انہوں نے شہر کے شیخ الجماعۃ عمار اور عزغرانی پر اچانک حملہ کر دیا اور انہوں نے محمد بن عمران بن عبلہ کے قتل کی سازش بھی کی پس وہ نکل کر سلطان کے پاس چلا گیا اور القطرانی وہاں خود مختار بن گیا پھر اہل شہر نے ۶۵۸ھ میں اس کی خود مختاری کے ڈیڑھ سال بعد اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور مراکش کے خلیفہ مرتضیٰ کی بیعت کر لی اور اس میں قاضی بن حجاج اور علی بن عمر نے بڑا پارٹ ادا کیا پس مرتضیٰ نے اسے وہاں کا امیر مقرر کر دیا اور ۶۶۰ھ میں بنی مرین کی فوجوں اور سلطان ابو یوسف نے ان سے جنگ کی اور وہاں آلاتِ حصار نصب کیے اور اُسے جلا دیا اور وہ مضبوط ہو گئے اور وہ ان کو چھوڑ کر چلا گیا اور علی بن عمر اپنی امارت پر تین سال تک قائم رہا پھر فوت ہو گیا اور جب سے امیر یغمراسن بن زیان نے موحدین کو تلمسان اور مغرب اوسط پر غالب کروایا تھا اور وہ اس کے مقبوضات میں شامل ہو گیا تھا تو معقلی عربوں میں سے المنبات کا قبیلہ جو منصور کے رشتہ داروں میں سے تھا اس کے پاس آ گیا تھا کیونکہ معقل کی جولانگاہیں صحرا میں بنی یادین کی جولانگاہوں کے قریب تھیں اور جب یغمراسن نے بنی عامر کو مصاب کی جولانگاہوں سے جو بلادِ بنی یزید میں تھیں بلایا تھا تو وہ وہاں سے کوچ کر گئے تھے پس انہوں نے معقل کو بلادِ فیکیک کی جولانگاہوں سے دھکیل دیا اور ملویہ اور اس کے ماوراء بلادِ سجلماسہ تک ان کے ارد گرد پہنچ گئے پس انہوں نے ان جولانگاہوں پر قبضہ کر لیا۔

یغمراسن کی عہد شکنی: اور یغمراسن نے ذوی عبید اللہ سے عہد شکنی کی اور ان المنبات سے دوستی کر لی اور یہ اس کے اور اس کی قوم کے اور اس کی دعوت کے مخلص حلیف اور مددگار بن گئے اور سجلماسہ ان کی جولانگاہوں میں شامل تھا اور ان کے مسافروں اور چراگاہوں کے تلاش کرنے والوں کا ٹھکانہ تھا اور وہاں ان کی معروف اطاعت کی جاتی تھی اور جب علی بن عمر فوت ہو گیا تو انہوں نے اس پر قبضہ کرنے کے لئے یغمراسن کو ترجیح دی اور انہوں نے اہل شہر کو اس کی اطاعت اختیار کرنے پر آمادہ کیا اور اس سے گفتگو کی اور اسے بلایا پس اس نے اپنی فوجوں کے ساتھ آ کر اس پر قبضہ کر لیا اور محمد بن زکراز بن یندوکس کی اولاد میں سے عبدالملک بن محمد بن علی بن قاسم بن ورنع کو اس کا امیر مقرر کیا جو اپنے باپ کی ذات خواہر یغمراسن بن حمامہ بھی تھا اور اس نے ان دونوں کے ساتھ اپنے بیٹے امیر ابو یحییٰ کو بھی شاہانہ علامت کے قیام کے لئے اتارا پھر اس نے دوسرے سال اسے اس کے بھائی پر ترجیح دلائی اور ہر سال اس کا یہی حال ہوتا تھا۔

سلطان ابو یوسف کا بلادِ مغرب کو فتح کرنا: اور جب سلطان ابو یوسف نے بلادِ مغرب کو فتح کیا اور اس کے امصار اور پہاڑ اس کی اطاعت میں شامل ہو گئے اور اس نے بنی عبدالمومن کو ان کے دارالخلافے پر قابض کروا دیا اور ان کی علامت کو مٹا دیا اور طنجہ فتح ہو گیا اور سبتہ نے اطاعت کر لی جو کنارے اور مغرب کی سرحد کی طرف جانے کے لئے بندرگاہ ہے تو اُسے بلادِ قبلہ کا خیال آیا تو اس نے سجلماسہ پر متغلب بنی عبدالواد سے سجلماسہ کو حاصل کرنے اور ان کی دعوت کی بجائے اس میں اپنی دعوت دینے کا عزم کیا پس اس نے رجب ۶۷۲ھ میں فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کر کے اس سے جنگ کی اور وہ اہل

مغرب کے سب باشندوں زناتہ عرب بربر اور تمام فوجوں کو جمع کر کے وہاں لے گیا اور اس پر آلات حصار منجانیق وغیرہ اور لوہے کے گولے پھینکنے والے آلات نصب کر دیئے پس وہ ایک سال تک وہاں صبح و شام قتال کرتے ہوئے ٹھہرا رہا کہ ایک روز اچانک منجنیق کے پتھروں سے دیوار کا ایک حصہ گر گیا اور وہ نہایت سرعت کے ساتھ اس شگاف سے صفر ۶۷۲ھ میں بزور قوت شہر میں داخل ہو گئے اور انہوں نے جانبازوں اور محافظوں کو قتل کر دیا اور بچوں کو قید کر لیا اور دونوں سالار عبد الملک بن حنینہ اور یغمر اسن بن حمامہ اور ان کے بنو عبد الواد کے ساتھی اور السباط کے امراء قتل ہو گئے اور سلطان ابو یوسف نے مکمل طور پر بلادِ مغرب کو فتح کر لیا اور اس کی اطراف میں اس کی اطاعت ہونے لگی لیکن ان میں کوئی معقلی ایسا نہ رہا جو اس کی دعوت کا تابعدار نہ ہو اور نہ کوئی ایسی جماعت رہی جو اس کی پارٹی کے سوا اور کسی پارٹی کے پاس جاتی ہو اور نہ کوئی اُمید رہی جو اس کے سوا اور کسی کی طرف متوجہ ہوتی ہو اور جب اس کی امارت وحکومت کی تنظیم وترتیب اللہ کے فضل واحسان سے مکمل ہو گئی تو اس نے اللہ کی اطاعت میں اس کے دشمنوں سے جہاد کرنے اور سمندر سے پرے کے کمزور ہندوں کو بچانے کے لئے جنگ کی طرف توجہ پھیر دی جس کا ذکر ہم کریں گے۔

اور جب وہ تلمسان سے لوٹا تو اس نے مراکش جانے کا ارادہ کیا جہاں سے وہ آیا تھا پھر وہ سلا گیا اور کئی روز تک وہاں ٹھہرا رہا اور اس کے حالات اور اس کی سرحدوں کی حفاظت کے معاملات پر غور کیا اور اسے حاکم سبتہ ابو القاسم العزفی کے ساتھی ابو طالب کے فاس جانے کی اطلاع ملی تو وہ جلدی سے اپنے دار الخلافے میں پہنچا اور اُسے خوش آمدید کہا اور وہ اپنے تھیلوں کو اس کے حسنِ سلوک سے پُر کر کے اس کا شکریہ میں رطب اللسان ہو کر اپنے باپ کے پاس واپس آیا پھر وہ اپنے بیٹے کے بھیجنے کے کام میں مشغول ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

جہاد اور سلطان ابو یوسف کے نصاریٰ پر غالب آنے اور ان کے لیڈر ذننہ کے قتل ہونے اور ان سے ملتے جلتے حالات کے واقعات

اندلس کا کنارہ پہلی فتح سے لے کر مسلمانوں کی سرحد تھی جس میں ان کا جہاد پڑاؤ اور شہادت وسعادت کا راستہ تھا اور اس میں ان کا ٹھہرنا ایسے ہی تھا جیسے گرم پتھر اور کفر کی تاریکی میں ناخن اور بجلی کے درمیان ٹھہرنا ہو کیونکہ ان کے پڑوس میں ان کی بہت سی قومیں تھیں اور انہوں نے ان کو تمام جہات سے گھیرا ہوا تھا اور سمندر ان کے اور ان کے مسلمان بھائیوں میں روک تھا کیونکہ وہ اپنی قوم اور اپنے اہل دین سے منقطع تھے اور ان کی مدد سے دور تھے اور اس نے اس بارے میں کبار

تابعین اور عرب سرداروں سے مشورہ کیا اور انہوں نے اُسے رائے دی اور اگر موت اُسے نہ روکتی تو اس نے اس رائے پر عمل کرنے کا عزم کر لیا تھا جس میں اسلام کو اپنے پڑوسی کفار پر قریش، مضر اور یمن کے عربوں کی طویل حکومت سے غلبہ حاصل ہوتا اور انہیں وہاں بنی امیہ کے دور میں وہ مشہور غلبہ حاصل ہوا جو تین سو سال یا اس کے قریب قریب زمانے سے دونوں کناروں پر اپنے پر پھیلائے ہوئے ہے یہاں تک کہ چوتھی صدی ہجری میں وہاں ابتری پھیل گئی اور سمندر سے ورے عربوں کی حکومت کے فنا ہونے سے مسلمانوں کا غلبہ ختم ہو گیا اور مغرب میں بربری طاقت ور ہو گئے اور ان کی شان میں اضافہ ہو گیا اور مرابطین کی حکومت آ گئی تو اس نے مغرب میں اتحادِ اسلام کی خلیج کو پاٹ دیا اور سنت سے تمسک کیا اور جہاد کی طرف دیکھا اور ماوراء البحر سے ان کے بھائیوں نے انہیں اپنی مدافعت کے لئے بلایا تو وہ ان کے پاس گئے اور انہوں نے دشمن کے ساتھ جہاد میں شاندار کارنامے دکھائے اور طاغیہ بن ادفونش پر یوم الزلاقہ وغیرہ کے روز حملہ کر دیا اور قلعوں کو فتح کیا اور دوسرے قلعوں کو واپس لیا اور انہوں نے ملوک الطوائف کو اتارا اور دونوں کناروں کو متحد کیا اور ان کے بعد موحدین ان کے اچھے راستوں پر چلتے ہوئے آئے اور انہوں نے جہاد میں کارنامے دکھائے اور یعقوب بن منصور کی ہلاکت کے روز انہوں نے طاغیہ سے جنگ کی یہاں تک کہ موحدین کے غلبے کا خاتمہ ہو گیا اور ان میں اختلاف ہو گیا اور بنی عبدالمومن کے سرداروں نے اندلس کے امراء کے ساتھ امارت کے بارے میں جھگڑا کیا اور خلافت پر جنگ کی اور طاغیہ سے کمک طلب کی اور اُسے غلبہ کے لالچ سے مسلمانوں کے بہت سے قلعوں پر کامیاب کروا دیا پس اہل اندلس کو اپنی جانوں کے متعلق خوف لاحق ہو گیا اور انہوں نے انہیں نکال دیا اور مرسیہ اور شرق اندلس میں ابن ہود نے اس کام کو سنبھالا اور اس کے بقیہ اطراف میں اپنی دعوت کو عام کیا اور ان میں عباسی دعوت کو قائم کیا اور بغداد میں ان سے گفتگو کی جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں اپنی جگہ پر مفصل طور پر بیان کیا ہے پھر ابن ہود دوری کی وجہ سے اور اُسے حاصل کرنے والی پارٹی کے کھو دینے کی وجہ سے غربیہ کے علاقے میں رک گیا اور یہ کہ اس کی حکومت مستحکم نہ تھی۔

<u>طاغیہ کا اندلس پر حملہ</u>: اور طاغیہ نے ہر طرف سے اندلس پر حملہ کر دیا اور مسلمانوں میں بکثرت اختلاف ہو گیا اور بنو عبدالمومن اس مصیبت میں مشغول ہو گئے جو زناتہ کے بنی مرین کی جانب سے ان پر آ پڑی تھی اور محمد بن یوسف بن الاحمر غربیہ کے مقابلے میں کافی ہو گیا اور اس نے اس کے قلعے ارجونہ پر حملہ کر دیا اور وہ بڑا بہادر سردار اور جنگوں میں ثابت قدم رہنے والا تھا پس اس نے ابن ہود کے ہاتھ سے یکے بعد دیگرے اندلس کے مضافات کو کشاکش کرتے ہوئے چھین لیا یہاں تک کہ ۶۳۵ھ میں ابن ہود ہلاک ہو گیا اور اس اثناء میں دشمن نے ہر جانب سے جزیرہ اندلس پر حملہ کر دیا اور ابن ہود نے اُسے وافر جزیہ دیا جس کی مقدار ہر سال چار لاکھ دینار تھی اور وہ اس کی خاطر مسلمانوں کے دو قلعوں سے دست بردار ہو گیا اور ابن الاحمر ڈرا کہ وہ طاغیہ کے ساتھ ابن پر سختی کرے گا پس وہ ابن کی طرف مائل ہوا اور اس کی پارٹی سے تمسک ہو گیا اور اس کے مددگاروں میں اشبیلیہ کے ساتھ جنگ کرنے کو گیا تا کہ اس کے باشندوں کو قتل کرے اور جب امیر ابو زکریا فوت ہو گیا تو اس نے دعوت حفصی کو خیر باد کہہ دیا اور خود مختار بن بیٹھا اور امیر المومنین کا نام اختیار کر لیا اور مشرق میں ابن ہود اور بنی مردنیش کی اولاد نے اس سے جھگڑا کیا اور اُسے امر حکومت نے الفرنتیرہ کے بلاد سے طاغیہ کے لئے آنے پر آمادہ کیا تو وہ اس تمام علاقے میں اترا اور یہ سال ۶۷۰ھ کی تھوڑی سی مدت تھی جس میں مسلمانوں کی سرحدیں ضائع ہو گئیں اور ان کی رکھ

لوٹ لی گئی اور دشمن ان کے بلاد اور اموال کو جنگوں میں لوٹنے کے لئے اور صلح میں مدارات اور خراج کے لئے نگل گیا۔
اور کفر کے شیطان اس کے شہروں اور دار الخلافوں پر قابض ہو گئے۔

ابن اذفونش کا قرطبہ پر قبضہ: اور ابن اذفونش نے ۶۴۶ھ میں قرطبہ پر قبضہ کر لیا اور ۶۶۳ھ میں برشلونہ اور بلنسیہ کے شہر اور ان کے درمیان لاتعداد قلعوں اور پہاڑوں پر قبضہ کر لیا اور مشرق میں باغیوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور ابن الاحمر مغربی اندلس میں اکیلا رہ گیا اور الفرنتیرہ اور اس کے ارد گرد کے وسیع علاقوں کی ممانعت کی وجہ سے اس کا دائرہ تنگ ہو گیا اور اس نے دیکھا کہ قلیل تعداد اور کمزور قوت سے اس کا تمسک کرنا اس کی حکومت کو کمزور کر دے گا اور اس کا دشمن اس کے متعلق طمع کرے گا پس اس نے تمام علاقوں سے دست بردار ہونے کی شرط پر طاغیہ سے صلح کی اور مسلمان ساحل سمندر کی تحت زمینوں میں اپنے دشمن سے بچنے کے لئے چلے گئے اور اس نے اس کی مہمانی کے لئے غرناطہ شہر کو منتخب کیا اور وہاں اس کی رہائش کے لئے الحمراء کا قلعہ بنایا جیسا کہ ہم نے اس کی جگہ پر اس کی تفصیل بیان کی ہے اور اس دوران میں اس کا فریادی ہمیشہ ہی ماوراء البحر کے مسلمانوں کو پکارتا رہا اور اہل اندلس کے سردار اعانت اور دین کی مدد اور بیویوں اور بچوں کو دشمن کی کچلیوں سے بچانے کے لئے امیر المسلمین ابو یوسف کے پاس آتے رہے اور وہ موحدین اور یغمراسن کے ساتھ رسہ کشی کی وجہ سے کوئی پناہ نہ پاتا تھا۔ پھر وہ بلاد مغرب کے فتح کرنے اور اس کی اطراف پر قبضہ کرنے میں مصروف ہو گیا یہاں تک کہ سلطان ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن الاحمر جو الشیخ اور ابو دبوس کے نام سے مشہور تھا فوت ہو گیا اور یہ دو لقب اسے اس وقت ملے جب امیر المومنین نے مغرب کی فتح کو مکمل کر لیا اور ۶۷۱ھ میں اپنے دشمن کے بارے میں فارغ ہو گیا۔

اس کے علاوہ بنی مرین جہاد کو ترجیح دیتے تھے اور ان کے دلوں میں اس کی طرف میلان پایا جاتا تھا اور جب بنو ادریس بن عبدالحق نے وحشت محسوس کی اور انہوں نے ۶۷۱ھ میں سلطان یعقوب بن عبدالحق کے خلاف بغاوت کی اور اس نے ان کی رضامندی حاصل کی اور ان سے صلح کی اور ان میں سے بہت سے آدمی جنگ کے لئے اور اندلس میں مسلمانوں کی مدد کے لئے سمندر پار کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور ان کے پاس بنی مرین کے رضاکاروں کا بہت بڑا لشکر جمع ہو گیا جو تین ہزار یا اس سے زیادہ غازیوں پر مشتمل تھا اور سلطان نے عامر بن ادریس کو اس لشکر کا سالار مقرر کیا اور وہ اندلس پہنچے اور انہوں نے دشمن کو قتل کرنے کے بارے میں بہت کارنامے دکھائے۔

ابن الاحمر کا اپنے بیٹے کو امیر مقرر کرنا: اور ابن الاحمر نے اپنے بیٹے محمد کو اپنے بعد امیر مقرر کیا جو اپنے باپ کے زمانے علم کے حصول کی وجہ سے فقیہ کے نام سے مشہور تھا اور اس نے اسے وصیت کی کہ وہ امیر المسلمین کے کڑے کو مضبوطی سے تھامے رہے اور اس کا دفاع کرے اور اسے اپنے آپ اور مسلمانوں سے مقدم کرے۔

جب طاغیہ نے حملہ کیا تو اس نے اپنے باپ کو دفن کرنے میں جلدی کی اور اندلس کے تمام مشائخ کو اس کے پاس بھیجا اور ان کا وفد اسے تلمسان کی فتح سے واپس آتے وقت ملا جو مغربی سرحدوں کی آخری فتح اور غلبے کی بنیاد اور حکومت کی باگ ڈور تھا اور انہوں نے فرمانبرداری کے لئے جلدی کی اور اسے دشمن کے مسلمانوں پر حملہ کرنے اور انہیں دبانے کی خبر کی اطلاع دی تو اس نے ان کے وفد اور رؤسا کو خوش آمدید کہا اور اللہ کے داعی کو جواب دینے اور جنت کو اختیار کرنے میں جلدی کی اور امیر المومنین اپنی امارت کے آغاز سے ہی جہاد کے اعمال کو ترجیح دینے والا اور انہیں پسند کرنے والا تھا یہاں

تک کہ اس نے اپنی دوسری اُمیدوں پر بھی اسے ترجیح دی اور اپنے امیر ابو یحییٰ کے زمانے میں اندلس سے جنگ کرنے کا عزم کیا اور جب انہوں نے [illegible] میں ملناسہ پر قبضہ کیا تو انہوں نے اس نے اس بارے میں اجازت طلب کی مگر اس نے اُسے اجازت نہ دی اور وہ اپنے خواص' اقارب اور اپنے خاندان کے اطاعت کنندوں کے ساتھ جنگ کو چلا گیا اور امیر ابو یحییٰ نے حاکم سبتہ کو ابی علی بن خلاص کے عہد کے متعلق اشارہ کیا کہ وہ اسے جانے سے روکے اور اس کی روانگی کے اسباب کو منقطع کر دے اور جب وہ قصر الجواز تک پہنچا تو اس کے دوست یعقوب بن ہرون الجزی نے اس کے عزم کو اس سے موڑ دیا اور اس کے ساتھ جہاد کا وعدہ کیا کہ وہ مسلمانوں کو جمع کرنے کے لئے امیر بن کر دشمن پر غالب ہوگا اور اس کے دل میں اس سے بے رغبتی اور اس کی طرف میلان پایا جاتا تھا' پس جب وہ وفد اس کے پاس آیا تو انہوں نے اس کے عزائم کو بیدار کیا اور اس کے ارادے کی تعریف کی تو اس نے فوجوں کو جمع کرنا شروع کیا اور لوگوں کو جنگ پر آمادہ کیا اور شوال ۳۷۶ھ میں فاس سے طنجہ کی بندرگاہ کی طرف گیا اور اپنی قوم کے پانچ ہزار آدمیوں کو تیار کیا اور ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور انہیں بے شمار عطیات دیے اور اپنے بیٹے مندیل کو ان کا سردار مقرر کیا اور اُسے جھنڈا عطا کیا اور حاکم سبتہ الغرفی سے ان کے جانے کے لئے کشتیاں مانگیں پس وہ اسے قصر اعجاز میں بیس بحری بیڑوں کے ساتھ ملا' پس وہ فوج کو لے گئے اور وہ طریف میں اترا اور تین دن آرام کیا اور دار الحرب میں گھس کر دور تک چلا گیا اور اس کی سرحدوں اور میدانوں پر حملے کیے اور ان کے ہاتھ غنائم سے بھر گئے اور انہوں نے خوب قتل عام کیا اور قیدی بنائے اور آبادیوں اور آثار کو تباہ و برباد کیا یہاں تک کہ وہ شریس کے میدان میں اترا تو اس کے محافظوں نے جنگ سے بزدلی دکھائی اور وہ شہروں میں گھس گئے اور وہ وہاں سے الجزیرہ کی طرف واپس آ گیا اور ان کے ہاتھ اموال سے اور ان کے تھیلے قیدیوں سے اور ان کی سواریاں گھوڑوں اور ہتھیاروں سے بھرپور تھیں اور اہل اندلس نے دیکھا کہ انہوں نے عام العقاب پر حملہ کر دیا ہے اور اس کے بعد کفار نے زبردست فرمانبرداری اختیار کر لی اور امیر المومنین کو بھی خبر پہنچ گئی تو اس نے بنفس نفیس جنگ کا عزم کر لیا اور وہ اپنے بلاد کی سرحدوں کے بارے میں یغمراسن کے جنگی ظالموں سے ڈر گیا۔

پس اس نے اپنے پوتے تاشفین بن عبدالواحد کو بنی مرین کے ایک وفد کے ساتھ یغمراسن کے ساتھ مصالحت کرنے اور کارِ جہاد کے قیام کے لئے مسلمانوں کے درمیان جنگ کے ہتھیار پھینکنے اور صلح و اتفاق کی طرف رجوع کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے اور اس کی قوم کی آمد کی پزیرائی کی اور الفت و قبولیت کی طرف جلدی کی اور اس نے بنی عبدالواد کے مشائخ کو صلح کے طے کرنے کے لئے سلطان کے پاس بھیجا اور ان کے ساتھ ایلچی اور قیمتی تحائف بھیجے اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کو متحد کر دیا اور امیر المومنین کی طرف سے اس صلح کو بڑی اہمیت دی گئی کیونکہ اس کے دل میں جہاد کی طرف اور اچھے اعمال کو ترجیح دینے اور صدقات دینے کی طرف میلان پایا جاتا تھا اور اللہ نے اُسے جو فراغت دی تھی وہ اس پر اس کا شکریہ ادا کرتا تھا۔

پھر اس نے تمام لوگوں اور قبائل کو جمع کیا اور مسلمانوں کو دعوتِ جہاد دی اور اس بارے میں تمام اہل مغرب یعنی زناتہ عربوں' موحدین' مصامدہ' صنہاجہ' غمارہ' اوربہ' مکناسہ تمام قبائل برابرہ اور تنخواہ دار اور رضا کار باشندگانِ مغرب کو خطاب کیا اور انہیں للکارا اور سمندر کو پار کیا اور طریف کے میدان میں اترا اور جب سلطان ابن الاحمر نے اس سے مدد مانگی تھی

اور اس نے مشائخ اندلس کو ان کے پاس بھیجا تھا تو ان نے ان پر شرط عائد کی تھی کہ وہ اس کی فوجوں کے اترنے کے لئے بندرگاہ کے ساحل پر بعض سرحدوں سے دستبردار ہو جائے گا پس وہ رندہ اور طریف سے دستبردار ہو گیا اور جب وہ طنجہ میں اترا تو ابن ہشام نے جو جزیرہ خضراء میں گھومتا پھرتا تھا ان کے پاس آنے میں جلدی کی اور سمندر پار کر کے ان کے پاس پہنچا اور طنجہ کے باہر اُسے ملا اور اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اُسے اپنے ملک کی باگ ڈور تھما دی۔

ابن اشقیلولہ اور ابو اسحاق: اور رئیس ابو محمد بن اشقیلولہ اور اس کا بھائی ابو اسحاق جو سلطان ابن الاحمر کا قرابت دار تھا وہ بھی اس کا تابع اور اس کا مددگار تھا اور ان دونوں کے باپ ابو الحسن نے ابن ہود کے خلاف بغاوت کرنے اور ابن الباجی پر قاتلانہ حملہ کرنے کے بارے میں اہل اشبیلیہ سے ساز باز کرنے میں بڑا پارٹ ادا کیا تھا اور جب ان کی حکومت میں ان کا قدم تنگ کیا اور باغی ان کے مقابلے میں غالب آ گئے تو ان کے حالات خراب ہو گئے حالانکہ اس سے قبل ان نے ابو محمد کو مقالہ اور ابو اسحاق کو وادی آش کا حاکم مقرر کیا تھا پس ابو محمد بن اشقیلولہ مالقہ میں طاقتور ہو گیا اور اس نے اسے مختص کر لیا حالانکہ وہ قوم کے لحاظ سے پارٹی اور رشتہ دار تھے۔

اور جب ابو محمد کو پتہ چلا کہ سلطان یعقوب بن عبدالحق کی اجازت سے اہل مالقہ کا وفد ان کے پاس اپنی بیعت اور فریاد رسی کے ساتھ آیا ہے تو وہ سلطان کی دوستی کی طرف مائل ہو گیا اور اس نے مخلصانہ طور پر اس کی خیر خواہی کی اور جب سلطان طریف کی جانب اترا تو اس کی فوجوں نے جزیرہ اور طریف کے درمیان کے میدان کو بھر دیا اور سلطان ابن الاحمر یعنی فقیہ ابو محمد بن الشیخ ابی دبوس حاکم غرناطہ اور رئیس ابو محمد بن اشقیلولہ حاکم مالقہ اور غربیہ کے درمیان سلطان سے ملاقات کرنے کے لئے مسابقت شروع ہو گئی اور وہ اُسے خوش آمدید کہنے اور اس کی فرمانبرداری کے بارے میں جھگڑنے لگے پس اس نے ان دونوں سے امور جہاد کے بارے میں گفتگو کی اور ان دونوں کو اسی وقت ان کے شہروں کی طرف واپس بھجوا دیا۔

ابن الاحمر کی ناراضگی: اور ابن الاحمر ایک وسوسے کے باعث جس نے اسے غصہ دلایا تھا ناراض ہو کر واپس لوٹا اور جلدی سے الفریترہ کی طرف گیا اور اس نے اپنے بیٹے امیر ابو یعقوب کو اپنی فوج کے پانچ ہزار جوانوں پر سالار مقرر کیا اور اس نے اپنے دستوں کو میدانوں اور پہاڑوں کے درمیان کھیتوں کے تباہ کرنے اور آبادی کے برباد کرنے اور اموال کو لوٹنے اور جانبازوں کو قتل کرنے اور عورتوں اور بچوں کو قید کرنے کے لئے بھیجا یہاں تک کہ وہ المدور اور تالسہ اور ابیدہ تک پہنچ گیا اور وہ بلمہ کے قلعے میں بزور قوت داخل ہو گیا اور باقی جو قلعے اس کے راستے میں آئے اس نے ان کے نشانات کو مٹا دیا اور ان کے اموال کو لوٹ لیا اور واپس آ گیا اور زمین قیدیوں سے موجیں مارنے لگی یہاں تک کہ وہ رات کے پچھلے پہر دار الحرب کی سرحد استجہ میں آرام کے لئے اترا۔

تعاقب کی اطلاع: اور قاصد نے آ کر اطلاع دی کہ دشمن اپنے قیدیوں کو چھڑانے اور اپنے اموال کو واپس لینے کے لئے اس کا تعاقب کر رہا ہے اور رومی لیڈر اور ان کا عظیم سردار ذننہ ان کی جستجو میں بلاد نصرانیہ کی اقوام کے بالغ جوانوں کے ساتھ نکلا ہے پس سلطان نے غنائم کو اس کے سامنے پیش کیا اور ایک ہزار سواروں کو اس کے آگے بھیجا اور وہ ان کے پیچھے پیچھے چلا اور جب پیچھے سے دشمن کے جھنڈے قریب ہوئے تو وہ جرار لشکر تھا اور اس نے بھی میدان جنگ کو منظم و مرتب کیا اور

زناتہ نے بھی اپنی عقول و عزائم پر نظر ثانی کی اور ان کے ارادوں میں حرکت پیدا ہوئی اور انہوں نے اپنے رب کی اطاعت اور دین کے دفاع میں بڑی شجاعت دکھائی یہاں تک کہ فتح کی ہوا چلی اور اللہ کا امر غالب آ گیا اور نصرانیوں کی فوج منتشر ہو گئی اور عظیم سردار ذنبہ اور کفار کی بہت سی فوج ماری گئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو مسلمانوں کا قیدی بنا دیا اور ان میں مسلسل قتلام جاری رہا اور معرکہ کے مقتولوں کی تعداد شمار میں چھ ہزار تھی اور مسلمانوں میں سے تیس سے زیادہ آدمیوں کو اللہ تعالیٰ نے شہادت سے سرفراز فرمایا اور اللہ نے اپنے گروہ کو فتح عطا فرمائی اور اپنے مددگاروں کو عزت دی اور اپنے دین کی مدد کی اور ملت کے اس حامی گروہ سے دشمن پر وہ کچھ ظاہر ہوا جس کا اُسے گمان بھی نہ تھا۔

ذنبہ کا سر ابن الاحمر کے دربار میں: اور مسلمانوں کے امیر نے عظیم لیڈر ذنبہ کے سر کو ابن الاحمر کے پاس بھیجا جسے اس نے ان کے خیال میں پوشیدہ طور پر اس کی قوم کی طرف واپس بھیج دیا حالانکہ اس سے قبل اس نے اسے دوستی سے سرفراز کیا تھا جسے اس نے ان کے لئے خالص مدارات اور امیر المسلمین سے انحراف کے لئے ظاہر کیا تھا جس کے شواہد کچھ عرصہ بعد اس کے خلاف نمایاں ہو گئے جیسا کہ ہم اسے بیان کریں گے۔

امیر المسلمین کی جنگ سے واپسی: اور امیر المسلمین اپنی جنگ سے اسی سال ربیع الاوّل کے نصف میں الجزیرہ کی طرف واپس آ گئے اور انہوں نے کتاب و سنت کے مطابق بیت المال کے لئے خمس لینے کے بعد تاکہ وہ اسے اس کے مصارف میں خرچ کر سکے مجاہدین میں غنائم اور دشمن سے حاصل ہونے والے قیدیوں اور گھوڑوں کو تقسیم کیا کہتے ہیں کہ اس جنگ میں غنائم کی مقدار ایک لاکھ چوبیس ہزار گائے سات ہزار آٹھ سو تیس قیدی چودہ ہزار چھ سو گھوڑے اور لاتعداد بکریاں تھیں جن کا کثرت کے باعث شمار نہیں کیا جا سکتا تھا ان کے خیال میں الجزیرہ میں ایک درہم میں بکری فروخت ہوتی تھی اور ہتھیاروں کا بھی یہی حال تھا اور امیر المسلمین نے چند روز الجزیرہ میں قیام کیا پس جنگ کرتے ہوئے اشبیلیہ چلے گئے اور اس کے وسط میں گھس کر اس کے نواح و اقطار کو تلاش کیا اور اس کی جہات اور آبادی میں خوب قتلام اور لوٹ مار کی اور شریش کی طرف چلے گئے اور اُسے فساد اور لوٹ مار کا مزا چکھایا اور جنگ کے دو ماہ بعد الجزیرہ کو واپس آ گئے اور رعیت سے الگ اپنی فوج کے اترنے کے لئے تاکہ انہیں فوج سے نقصان نہ پہنچے کنارے کی گزرگاہ کے دہانے پر ایک شہر کی حد بندی کے لئے غور و فکر کیا اور اس کے لئے جزیرہ کے ساتھ ایک جگہ کی حد بندی کی پس انہوں نے مشہور شہر کی تعمیر کے لئے ننیہ میں جگہ دی اور اسے اپنے قابل اعتماد رشتہ دار کی نگرانی میں دے دیا پھر وہ رجب ۶۷۴ھ میں سمندر پار کر کے مغرب کی طرف چلے گئے اور باور اء النحر کے علاقے میں چھ ماہ تک رہے اور قصر مصمودہ میں اترے اور بلاد غمارہ کی طرف جانے والی گزرگاہ پر فصیل بنانے کا حکم دیا اور بنی دسناف بن محیو کے سردار ابراہیم بن عیسیٰ نے اس کام کی ذمہ داری لی پھر وہ فاس کی طرف کوچ کر گئے اور شعبان میں اس میں داخل ہو گئے اور اپنی حکومت اور اپنے اور اپنے مددگاروں کے اترنے کے لئے جدید شہر کی حد بندی کرنے اور مغرب سے ان پر باغی اثارنے کے حالات کے بارے میں غور و فکر کرنے لگے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

فاس میں جدید شہر کی حد بندی کرنے کے حالات

اور اس کے بقیہ واقعات

جب سلطان امیر المسلمین اپنی جہادی جنگوں سے واپس آیا اور اس کے ہاتھوں پر غلبہ اسلام کا الٰہی احسان پورا ہوا اور اس کی واپسی سے اہل اندلس کو قوت حاصل ہوئی تو وہ مغرب کی طرف ایک اور احسان کے لئے گیا جو اس کے دوستوں کے غلبے اور اس کی حکومت سے فساد کے اسباب کو ختم کرنے سے تعلق رکھتا تھا جو سعادت اور بھلائی کا جامع تھا اور یہ واقعہ یوں ہے کہ جب بچے کھچے بنی عبدالمومن اور ان کی جماعت فتح کے موقع پر مراکش سے بھاگے تو جبل تینمال میں چلے گئے جو ان کی امارت و دعوت کا اصل ان کے خلفاء کا مدفن ان کے اسلاف کا دارالخلافہ اور ان کے امام کا گھر اور ان کے مہدی کی مسجد تھا جہاں وہ اچھا شگون لینے اور اس کی زیارت سے برکت حاصل کرنے کے لئے بیٹھتے تھے اور ایک بستی میں جو ان کے مضافات کے آگے تھی اپنے غزوات سے پہلے وہاں آتے تھے' جسے وہ اپنا بہترین میگزین سمجھتے تھے' پس جب جماعت اس کے پاس آئی تو اس کے پہاڑ میں قلعہ بند ہوگئی اور اس کی کشتی میں پناہ لی اور انہوں نے اپنی امارت کے قیام کے لئے خلفائے بنی عبدالمومن میں سے ایک شریف الاصل کو جو کمزور یادداشت والا اور بے نصیب تھا' امیر مقرر کیا اور وہ مرتضیٰ کا بھائی اسحاق تھا اور انہوں نے ۶۶۹ھ میں اس کے دورِ حکومت ملنے کی امید پر بیعت کی اور اس میں ان کی حکومت کے وزیر ابن عطوش نے بڑا پارٹ ادا کیا۔

اور جب سلطان یعقوب بن عبدالحق نے محمد بن علی بن محلی کو مراکش کے مضافات پر امیر مقرر کیا تو اس نے ان کے ساتھ جنگ کرنے اور لوگوں کو ان سے الگ کرنے اور ان کے مددگاروں کی مہربانی چاہنے کے لئے کوئی عملی اقدام نہ کیا اور ۶۷۴ھ میں وہ اچانک اس کے پاس چلے گئے تو اس نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کی تیزی سے شکست کھا گیا پھر اسی سال ربیع الاول کے مہینے میں جبل کو چلا گیا اور اس کی دوشیزگی اور مہر کو توڑ دیا اور طویل جنگ کے بعد بزورِ قوت ان پر غالب آ گیا۔

ابن عطوش کی ہلاکت: اور وزیر ابن عطوش جنگ میں ہلاک ہو گیا اور اس کے کمزور خلیفہ اور اس کے عمزاد ابوسعید السید ابی الربیع اور ان دونوں کے ساتھ جو مددگار تھے انہیں گرفتار کر کے مراکش کے باب الشریعہ میں ان کے مقتل میں لایا گیا اور انہیں قتل کر کے ان کے اعضاء کو صلیب دیا گیا اور ان مقتولین میں اس کا کاتب القبائلی اور اس کی اولاد بھی شامل تھی اور فوجوں نے جبل تینمال میں فساد برپا کیا اور اس کے اموال کو لوٹ لیا اور خلفائے بنی عبدالمومن کی قبروں کو اکھاڑا اور یوسف اور اس کے بیٹے یعقوب کی نعشوں کو نکال کر ان کے سر کاٹے گئے اور اس کام میں ابوعلی ملیانی نے بڑا پارٹ ادا کیا جو ملیانہ سے جو اس کی خوب صورت عورتوں کا گھونسلا اور اس کے کھیل کود کا موطن تھا' سلطان ابو یوسف کے پاس آیا تھا جیسا کہ ہم پہلے

بیان کر چکے ہیں اور سلطان نے اس کی آمد کے اکرام میں اسے بلاد اغوات جاگیر میں دیے تھے پس وہ بھی فوجوں کے ساتھ اس جنگ میں شامل ہوا اور اس نے دیکھا کہ اس نے ان لوگوں کو ان کی قبروں سے نکال کر اور ان کے اعضاء کو برباد کر کے اپنے دل کو راحت پہنچائی ہے کیونکہ موحدین نے اُسے سزا دی تھی۔

جبل وانشریس پر عثمان بن یغمراسن کا حملہ: اور اس دوران میں عثمان بن یغمراسن بنی توجین کے ایک ایک قبیلے سے دوستی کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے جبل وانشریس پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور موسیٰ بن زرارہ اس کے آگے آگے لمدیہ کے نواح کی طرف فرار ہو گیا اور اپنے اسی سفر میں فوت ہو گیا پھر عثمان نے اس کے بعد ۶۸۸ھ میں لمدیہ پر حملہ کیا اور قبائل ضہاجہ میں سے لمدیہ کے ساتھ سازش کر کے اس پر قابض ہو گیا جنہوں نے اولادِ عزیز کے ساتھ غداری کی اور اُسے اس پر غلبہ دلایا پھر انہوں نے سات ماہ بعد اس کے خلاف بغاوت کر دی اور اولادِ عزیز کی حکومت میں واپس آ گئے اور عثمان بن یوسف سے تاوان اور اطاعت پر مصالحت کر لی جیسا کہ وہ محمد بن عبدالقوی اور اس کے بیٹوں کے ساتھ تھے پس عثمان بن یغمراسن نے عام بلادِ توجین پر قبضہ کر لیا پھر وہ اس مصیبت میں مشغول ہو گیا جو یوسف بن یعقوب کے زمانے میں بنی مرین کے مقابلہ سے اس پر آ پڑی تھی پس اس نے بنی محمد بن عبدالقوی میں سے ابوبکر بن ابراہیم بن محمد کو دو سال کے لئے بنی توجین پر امیر مقرر کیا جس میں اس نے لوگوں کو خوف زدہ کیا اور بری روش اختیار کی پھر فوت ہو گیا اور اس کے بعد بنو تیغرین نے اس کے بھائی عطیہ کو جو اصم کے نام سے معروف تھا امیر مقرر کر لیا اور اولادِ عزیز اور تمام قبائل توجین نے ان کی مخالفت کی اور یوسف بن زیان بن محمد کی بیعت کر لی۔

جبل وانشریس کا محاصرہ: اور جبل وانشریس پر حملہ کر دیا اور وہاں انہوں نے عطیہ اور بنی تیغرین کا ایک سال یا اس سے زیادہ تک محاصرہ کیے رکھا اور بنی تیغرین کا سردار یحییٰ بن عطیہ وہی شخص ہے جس نے عطیہ الاصم کی بیعت کی ذمہ داری لی تھی پس جب ان کا محاصرہ سخت ہو گیا اور یوسف بن یعقوب کی حکومت حصار تلمسان میں اس کی جگہ پر مضبوط ہو گئی تو اس نے اُسے جبل وانشریس کی حکومت میں رغبت دلائی پس اس نے اس کے بھائی ابو سرحان اور ابو یحییٰ کی نگرانی کے لئے اس کے ساتھ فوجیں بھیجیں اور ابو یحییٰ نے ۷۰۱ھ میں حملہ کیا اور مشرق کی طرف دور تک چلا گیا اور جب واپس آیا تو اس نے جبل وانشریس پر حملے کی ٹھان لی اور اس کے قلعوں کو تباہ و برباد کر دیا اور واپس آ گیا اور اس نے دوسری بار بلادِ توجین پر حملہ کر کے انہیں وہاں سے بھگا دیا اور اہل تافرکنیت نے اس کی اطاعت اختیار کر لی۔

لمدیہ کی فتح: پھر وہ لمدیہ گیا اور اس نے اُسے صلح سے فتح کر لیا اور اس کے قصبہ کی حد بندی کی اور اپنے بھائی یوسف بن یعقوب کے پاس آ گیا اور اس کی واپسی کے بعد اہل تافرکنیت نے بغاوت کر دی پھر بنو عبدالقوی نے اطاعت اختیار کرنے کے بارے میں غور و فکر کیا اور یوسف بن یعقوب کے پاس گئے تو اس نے ان کی اطاعت کو قبول کیا اور انہیں ان کے بلاد کی طرف واپس کر دیا اور انہیں جاگیریں دیں اور الناصر بن عبدالقوی کو ان کا امیر مقرر کیا اور یحییٰ بن عطیہ کو اس کا وزیر بنایا پس اس نے اس کی حکومت پر قابو پا لیا اور اس کی سلطنت ٹھیک ٹھاک ہو گئی اور اس کے دوران میں وہ فوت ہو گیا اور یوسف بن یعقوب نے اس کی جگہ محمد بن عطیہ اصم کو امیر مقرر کیا اور وہ ایک وقت تک اس کی اطاعت پر قائم رہا پھر ۷۰۶ھ میں اس کی

وفات سے پہلے باغی ہو گیا اور اپنی قوم کو مخالفت پر اکسایا اور جب یوسف بن یعقوب فوت ہو گیا اور اس کے بعد بنو مرین ان تمام شہروں سے بنی یغمر اسن کے لئے دست بردار ہو گئے جن پر انہوں نے مغرب اوسط پر قبضہ کیا تھا اور بنو یغمر اسن نے ان پر قابو پا لیا اور متغلبین کو وہاں سے نکال دیا اور اولاد عبدالقوی میں سے ایک جماعت موحدین کے بلاد میں چلی گئی اور انہیں ان کی حکومت میں عزت واحترام کا مقام ملا اور عباس بن محمد بن عبدالقوی کے آل ابی حفص کے ملوک کے ساتھ دوستانہ تعلقات تھے یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا اور اس کی اولاد سلطان کی فوج میں باقی رہی۔

اور جب ان نمائندگان سے ماحول خالی ہو گیا تو ان کے بعد بنی تیغرین کا سردار احمد بن محمد جبل وانشریس پر متغلب ہو گیا جو بنی یفرن کے سلطان یعلی بن محمد کی اولاد میں سے تھا پس یحییٰ بن عطیہ کچھ روز تک ان کا امیر رہا پھر فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کی امارت اس کے بھائی عثمان بن عطیہ نے سنبھالی پھر وہ بھی فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا عمر بن عثمان حکمران بنا اور جبل میں اپنی قوم کے ساتھ فوجوں کا منتظم بن گیا اور اس کے درمیان گھس گیا اور الٹے پاؤں واپس آ گیا اور تمام قبائل مغرب سے انقلاب کے متعلق بات کی تو انہوں نے سستی سے کام لیا اور یہ انہیں مسلسل ترغیب دیتا رہا اور رباط الفتح جا کر وہاں غازیوں کے انتظار میں ٹھہر گیا تو وہ بھی دیر کرنے لگے پس وہ اپنے خواص اور مددگاروں کے ساتھ کوچ کر گیا اور قصر المجاز کی بندرگاہ پر اترا اور لوگ اس کے ساتھ مل گئے پس انہوں نے سمندر پار کیا اور آخر محرم میں طریف میں اترا پھر الجزیرہ اور رندہ کی طرف کوچ کر گیا اور وہاں اس کے ساتھ دو رئیسوں ابو اسحاق بن اشقیلولہ حاکم قمارش اور ابو محمد حاکم بالقہ نے مل کر جنگ کرنے کے لئے ملاقات کی۔

اشبیلیہ سے جنگ: اور اشبیلیہ سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کر گئے اور میلاد النبی کے دن رات کے پچھلے پہر وہاں انہوں نے آرام کیا اور وہاں حلالقہ بن اذفونش بادشاہ تھا اس نے جنگ سے بزدلی دکھائی اور شہر کے چوک میں اہل شہر کو بچانے نکلا اور امیر المسلمین نے بھی اپنے میدان جنگ کو منظم کیا اور اپنے بیٹے امیر ابو یعقوب کو مقدمہ میں رکھا اور منظم فوج کے ساتھ آگے بڑھا اور انہوں نے دشمن کو شہر میں روک دیا اور ان کے پیچھے وادی میں داخل ہو گئے اور ان میں خوب قتلام کیا اور فوج نے اپنی رات گھوڑیوں کی پشتوں پر دوڑتے گزاری اور انہوں نے اس کے چوک میں آگ جلا دی اور صبح کو ارض مشرق کی طرف کوچ کر گیا اور سرایا اور غازیوں کو بقیہ نواح میں بھیجا اور عام فوج کو وہیں بٹھایا اور وہ مسلسل ان جہات میں گھومتا رہا یہاں تک کہ اس نے اس کی آبادی کو تباہ کر دیا اور اس کے نشانات کو مٹا دیا اور بزور قوت قلعہ قطیاز' قلعہ جلیاز اور قلعہ قلیعہ میں داخل ہو گیا اور خوب قتلام کیا اور قیدی بنائے پھر غنائم اور بوجھوں کے ساتھ اپنی شہرت کو چھپانے کے لئے الجزیرہ کی طرف چلا گیا اور آرام کیا اور مجاہدین میں غنائم تقسیم کیں۔

شریش سے جنگ: پھر ربیع الآخر کے نصف میں شریش سے جنگ کرنے گیا اور اس سے جنگ کر کے اسے جنگ کا مزا چکھایا اور اس کے نواح کو خالی کر دیا اور اس کے درختوں کو کاٹا اور اس کی سرسبزی کو تباہ کیا اور اس کے گھروں کو جلا دیا اور اس کے آثار کو برباد کر دیا اور اس میں خوب قتلام کیا اور قیدی بنائے اور اپنے بیٹے امیر ابو یعقوب کو اپنی فوج کے ایک دستے کے ساتھ اشبیلیہ کے قلعے اور الوادی کے قلعوں پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے حد سے زیادہ قتلام کیا اور روطہ' شلوقہ' غلیانہ اور قناطیر کے قلعوں کو لوٹ لیا پھر اس نے اشبیلیہ کی قرارگاہوں پر حملہ کیا اور انہیں لوٹ کر امیر المسلمین کے پاس واپس آ گیا پس

وہ سب الجزیرہ کی طرف لوٹ آئے اور اس نے آرام کیا اور مجاہدین میں غنائم تقسیم کیں۔

قرطبہ سے جنگ: پھر وہ قرطبہ کی جنگ کی طرف متوجہ ہوا اور انہیں اس کی آبادی اور اس کے باشندوں کی ثروت اور اس کے شہروں کی سرسبزی کی طرف راغب کیا تو وہ اس کی قبولیت کی طرف مائل ہوئے اور اس نے ابن الاحمر کو بھی جنگ کے لئے نکلنے کے لئے مخاطب کیا اور جمادی کی پہلی تاریخ کو الجزیرہ سے نکلا اور ابن الاحمر نے ارشذونہ کی جانب ان سے ملاقات کی تو اس نے اُسے خوش آمدید کہا اور جہاد کے لئے اس کے گھر آنے پر اس کا شکریہ ادا کیا اور انہوں نے بنی بشیر کے قلعے سے جنگ کی اور وہ بزورِ قوت اس میں داخل ہو گیا اور جانبازوں کو قتل کیا اور عورتوں کو قیدی بنایا اور اموال کو لوٹا اور قلعے کو برباد کیا پھر اس نے غارت گر دستوں کو میدانوں میں پھیلا دیا جنہوں نے انہیں لوٹا اور ہاتھ بھر گئے اور فوج مال دار ہو گئی اور انہوں نے راستے کی منازل اور آبادیوں کے حالات معلوم کئے یہاں تک کہ قرطبہ کے میدان میں اترتے اور اس سے جنگ کی اور دشمن کے محافظ فصیلوں کے پیچھے رک گئے اور مسلمانوں کی فوجیں اور دستے اس کے نواح میں پھیل گئے اور انہوں نے اس کے آثار کو مٹا دیا اور آبادیوں کو برباد کر دیا اور اس کی بستیوں اور جاگیروں کو لوٹ لیا اور اس کی جہات میں پھرنے اور وہ قلعہ برکونہ اور پھر ارجونہ میں بزورِ قوت داخل ہو گیا اور اس نے حیانہ کی جانب بھی ایک دستہ بھیجا' جس نے اُسے بھی اس کی ذلت اور بربادی کا حصہ دیا اور طاغیہ نے جنگ سے بزدلی دکھائی اور اُسے اس کی آبادی اور اپنے شہر کی بربادی کا یقین ہو گیا پس وہ صلح اور امیر المسلمین سے گفتگو کرنے کی طرف مائل ہوا تو اس نے اسے ابن الاحمر کے سپرد کر دیا اور اس کی حاضری کے مقام کے اعزاز اور اس کے حق کو پورا کرنے کے لئے اس کا اختیار بھی اُسے دے دیا اور ابن الاحمر نے اسے امیر المومنین کے سامنے پیش کرنے اور اس بارے میں اس کا اذن لینے کے بعد انہیں اس کا جواب دیا' کیونکہ اسی میں مصلحت تھی اور طویل فریاد رسی کے باعث اہلِ اندلس کا میلان بھی اس کی طرف تھا پس صلح طے پا گئی اور امیر المومنین اپنی جنگ سے واپس آ گئے اور سلطان ابن الاحمر کے شکریہ کے لئے غرناطہ کا راستہ اختیار کیا اور غنائم سے اس کا پورا حصہ نکالا تو اس نے انہیں جمع کر لیا اور امیر المومنین اس سال کے رجب کی پہلی تاریخ کو الجزیرہ میں داخل ہوئے اور آرام کیا اور سرحدوں پر میگزین بنانے کے بارے میں غور وفکر کیا اور مالقہ پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

ابن اشقیلولہ کے ہاتھ سے چھین کر سلطان کے شہر مالقہ پر قبضہ کرنے کے حالات

بنو اشقیلولہ اندلس کے ان رؤساء میں سے تھے جو دشمن کی مدافعت کی اُمید رکھتے تھے اور ریاست میں ابن الاحمر کے مساوی تھے اور وہ ابو محمد عبداللہ اور ابو اسحاق ابراہیم تھے جو ابوالحسن بن اشقیلولہ کے بیٹے تھے اور ان میں سے ابو محمد ان کی

بیٹی کا قرابت دار تھا اس وجہ سے وہ اس کے خاص آدمی تھے پس اس نے انہیں اپنی امارت میں شامل کیا اور اس سے قبل اس نے ان کے گروہ اور ان کے باپ سے ابن ہود اور دیگر باغیوں کے مقابلہ میں مدد مانگی تھی یہاں تک کہ جب اس نے اپنے موقع پر قابو پالیا اور اپنے تخت پر براجمان ہوگیا تو خود مختار بن بیٹھا اور انہیں وزراء کے عہدے دیے اور اپنی بیٹی کے قرابت دار ابوعلی کو شہر مالقہ اور غربیہ پر امیر مقرر کیا اور ابوالحسن کو جو اس کی بہن کا قرابت دار تھا۔ وادی آش اور اس کے گرد و نواح پر امیر مقرر کیا اور اپنے بیٹے ابواسحاق ابراہیم بن علی کو قمارش اور اس کے گرد و نواح کا امیر مقرر کیا اور ان کے دلوں میں اس بات سے رنج پیدا ہوا اور مسلسل یہی حالت رہی۔

<u>ابن الاحمر کی وفات</u>: اور جب ۶۷۱ھ میں شیخ ابن الاحمر فوت ہوگیا اور اس کا بیٹا فقیہ محمد حکمران بنا تو یہ اس سے جھگڑا کرنے کا بڑھے اور حاکم مالقہ ابومحمد نے اپنے بیٹے ابوسعید کو سلطان یعقوب بن عبدالحق کے پاس بھیجا جب کہ وہ طنجہ میں فروکش تھا اور اس کے ساتھ ابومحمد نے سلطان کی طرف ۶۷۳ھ میں اپنی اور اہل مالقہ کی اطاعت و بیعت بھی بھیجی اور اُسے وہاں کا امیر مقرر کیا اور اس کا بیٹا ابوسعید دارالحرب کی طرف چلا گیا پھر اسی سال واپس آیا اور مالقہ میں قتل ہوگیا۔

اور جب ۶۷۴ھ میں پہلی بار سلطان اندلس گیا تو ابومحمد نے ابن الاحمر کے ساتھ الجزیرہ سلطان سے ان دونوں کے ساتھ جہاد کے متعلق اور ان دونوں کو ان کی عملداریوں میں واپس بھیجنے کے متعلق گفتگو کی اور جب وہ ۶۷۶ھ میں دوسری بار اندلس گیا تو الجزیرہ میں اُسے دورئیس ملے جو اشقیلولہ کے بیٹے ابومحمد حاکم مالقہ اور اس کا بھائی ابواسحاق حاکم وادی آش اور قمارش تھے اور وہ دونوں جنگ میں اس کے ساتھ شامل ہوئے اور جب سلطان واپس لوٹا تو ابومحمد حاکم مالقہ میں بیمار ہوگیا اور اسی سال کے ماہ جمادی میں فوت ہوگیا اور اس کا بیٹا محمد ماہ رمضان کے آخر میں سلطان سے ملا جب کہ وہ جنگ سے واپسی پر الجزیرہ میں ٹھہرا ہوا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پس وہ اس کی خاطر شہر سے دست بردار ہوگیا اور اُسے اس پر قبضہ کرنے کی دعوت دی تو اس نے اس پر اپنے بیٹے ابوزیان کو امیر مقرر کیا تو وہ ایک فوج کے ساتھ وہاں گیا اور جب وہ سلطان سے ملاقات کے لئے گیا تو ابن اشقیلولہ نے اسی وقت اپنے عم زاد محمد الازرق بن ابوالحجاج یوسف بن زرقا سے مشورہ کیا کہ قصبہ میں سلطان کی منازل کو خالی کیا جائے اور شمار کیا جائے پس یہ کام تین راتوں میں مکمل ہوا اور امیر ابوزیان نے اس کے باہر اپنا پڑاؤ بنایا اور محمد بن عمران بن عیلہ کو بنی مرین کے جوانوں کو ایک پارٹی کے ساتھ قصبہ کی طرف بھیجا تو اس نے وہاں اتر کر شہر پر قبضہ کرلیا اور جب سلطان ابن الاحمر کو ابومحمد ابن اشقیلولہ کی وفات کی اطلاع ملی تو اسے مالقہ پر قبضہ کرنے کا خیال آیا اور اس کا بھانجا اس کا مددگار تھا اور اس نے اس کام کے لئے اپنے وزیر ابوسلطان عزیز الدانی کو بھیجا تو اس نے امیر ابوزیان کے پڑاؤ کو اس کے میدان میں پایا اور اس نے امید کی کہ وہ سلطان کی خاطر اس سے دست بردار ہوجائے تو اس نے اس سے اعراض کیا اور اس نے ترش روئی سے پیش آیا اور ۲۷ رمضان کو اس میں داخل ہوگیا اور الدانی وہاں سے غمزدہ ہوکر واپس آگیا اور جب سلطان نے الجزیرہ میں اپنے روزے اور قربانیاں پوری کرلیں تو وہ مالقہ کی طرف گیا اور چھ شوال کو وہاں پہنچ گیا اور وہاں کے باشندے جمعہ کے روز اس کے پاس آئے اور انہوں نے سلطان کی آمد اور اس کی حکومت میں شامل ہونے کی خوشی میں جلسے منعقد کیے اور اس نے اس سال کے آخر تک وہاں قیام کیا پھر اس نے عمر بن یحییٰ بن محلی کو جو ان کی حکومت کا پروردہ تھا۔ وہاں کا امیر مقرر کیا اور اس کے ساتھ مسالح اور زیان بن ابی عیاد بن عبدالحق کو ایک پارٹی سمیت بنی مرین کے جوانوں

کی نگرانی کے لئے اتارا اور اسے محمد بن اشقیلولہ کے متعلق وصیت کی اور الجزیرہ کی طرف چلا گیا پھر ۶۷۶ھ میں مغرب گیا اور دنیا اس کی آمد پر جھوم اٹھی اور دل خوشی سے لبریز ہو گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُسے کنارے کے مسلمانوں کی مدد کرنے اور ہر جھنڈے سے سلطان کے جھنڈے کے بلند کرنے کی توفیق دی تھی' اس بات سے ابن الاحمر کا غم بڑھ گیا اور فتنہ پیدا ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

ابن الاحمر کی اجازت سے سلطان ابو یوسف کے روکنے کے لئے ابن الاحمر اور طاغیہ کے ایک دوسرے کی مدد کرنے اور ماوراء البحر سے یغمر اسن کی مدد کرنے اور ان کے ساتھ اُسے روکنے پر معاہدہ کرنے اور خرزوزہ میں سلطان کے یغمر اسن پر حملہ کرنے کے حالات

جب امیر المسلمین پہلی بار اندلس کے کنارے کی طرف گئے اور استجہ میں دشمن سے جنگ کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی فوج کے ہاتھوں سے ذننہ کو قتل کیا اور اسے بے مثال فتح اور غلبہ عطا فرمایا تو ابن الاحمر اپنی جگہ پر پریشان ہو گیا اور اسے وہ کچھ معلوم ہوا جو اس کے گمان میں بھی نہ تھا اور وہ امیر المومنین کے متعلق بدظن ہو گیا اور اس کا تذکرہ سلطان اندلس ابن عباد کے ساتھ یوسف بن تاشفین اور مرابطین کی شان میں حائل ہو گیا اور اس کے نزدیک اس بات نے بنی اشقیلولہ کے رؤساء وغیرہ کے میلان کو اس کی طرف پختہ کر دیا اور وہ اس کے حکم کی اطاعت پر ثابت قدم ہو گئے تو وہ اس کے مقام سے ناراض ہو گیا اور اس کی مصیبتوں سے خوفزدہ ہو گیا اور ان دونوں کے درمیان ان کے کاتبوں کی زبانوں پر ناراضگی کے مفہوم میں اشعار میں گفتگوئیں ہوئیں جنہیں ہم اب بیان کریں گے۔

ان میں سے ایک قصیدہ وہ ہے جسے ابن الاحمر نے اس کی طرف ۶۷۴ھ میں واقعہ ذننہ اور اس کے مغرب کی طرف

واپس جانے کے عزم کے بعد لکھا تھا' پس اس نے اسے الجزیرہ میں اقامت کی برات کو دشمن کے شر کے خوف سے اور اس میں اس سے مہربانی طلب کرتے ہوئے لکھا اور نیز اس کے کاتب ابی عمر بن المرابط کی نظم کے اشعار ہیں:۔

کیا تہامہ اور نجد میں جانے والوں میں سے عشق کے بارے میں میرا کوئی مددگار ہے' یہ عشق پکارتا ہے کہ کیا کوئی اجابت' انابت اور سعادت سے مددگار کرنے والا ہے یہ ہدایت کا واضح راستہ ہے کیا اندلس کے دونوں کناروں میں کوئی طالب ہدایت ہے جو جنت الفردوس میں جانے کی خواہش رکھتا ہو یا بھڑکتی جہنم کے انجام سے ڈرتا ہوا اے دشمنوں پر زبردست فتح کے امیدوار ہدایت کو قبول کر تو سعادت مند اور مؤید ہوگا' نجات کا داز نجات کی طرف تیزی سے جارہا ہے بلاشبہ ہدایت پانے والے کے لئے ہدایت ہی نجات ہے' اے وہ شخص جو کہتا ہے کہ میں کل توبہ کروں گا کیا تجھے کل تک زندہ رہنے کا علم ہے اجل کے ادھار سے دھوکہ نہ کھا' اگر تیرے لئے اس کے نقد کا وقت نہیں آیا تو وہ آچکا ہے' تیرے سفر کا زمانہ طویل ہے اگر تو نے اس کی طوالت کے لئے تیاری نہیں کی تو تیاری کرلیا' کیا تجھے معلوم نہیں کہ ہر مسافر کے لئے زادِ راہ ضروری ہے پس تو بھی زادِ راہ لے لے یہ جہاد اعمال تقویٰ کا سردار ہے اس سے اپنے سفر کا زادِ راہ لے لے تو تو خوش بخت ہو جائے گا اور اندلس میں یہ پڑاؤ کرنا ایک خوشی کی بات ہے جس سے تیرا خدا راضی ہوگا پس تو جا' گناہوں نے تیرے چہرے کو سیاہ کر دیا ہے' تو خدا تعالیٰ کی ملاقات کے لئے ایسا چہرہ تلاش کر جو سیاہ نہ ہو اور خطاؤں کو گناہوں سے مٹا' بسا اوقات آنسو' عمداً خطا کاری کرنے والوں کی خطا کو مٹا دیتے ہیں وہ کون ہے جو اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے یا اپنے نبی کی اقتدا کرتا ہے یا ہدایت پاتا ہے۔

وہ کون ہے جو محمد ﷺ کے دین کی مدد کے بارے میں زبردست عزم سے اپنے نفس کو پاک کرتا ہے کیا تو دشمن کی سرزمین میں مدائن کا عزم کئے ہوئے ہے جس کی اطراف میں اللہ کی عبادت نہیں کی جاتی اور تو مسلمانوں کی زمین کو رام کرتا ہے اور تجھے تثلیث پرستوں سے پالا پڑا ہے جنہوں نے ہر موحد پر حملہ کیا ہے کتنی مسجدوں کو وہاں گرجا بنا دیا گیا ہے پس تو اس کی خواہش کر اور صبر نہ کر' پادری اور ناقوس ان کے مناروں کے اوپر ہیں اور خنزیر اور شراب مسجد کے وسط میں ہیں' افسوس کہ اس کی عبادت گاہیں فرمانبرداروں' رکوع اور سجود کرنے والوں سے خالی ہو گئی ہیں اور اس کے عوض میں وہاں معاند اور متکبر جنہوں نے کبھی تشہد نہیں پڑھا آگئے ہیں ان کے پاس کتنے ہی قیدی مرد اور قیدی عورتیں ہیں جو جاں نثاری کرنا چاہتے ہیں مگر وہ ایسا نہیں کر سکے اور کتنی ہی ان میں شریف پردہ دار عقل مند عورتیں ہیں جن کی تمنا ہے کہ کاش وہ قبر میں ہوتیں اور ان کے ہاں کتنے ہی بچے ہیں جو اپنے والدین کی محبت کے باعث چاہتے ہیں کہ کاش وہ پیدا نہ ہوتے اور کتنے ہی متقی لوگ زنجیروں میں جکڑے ہوئے اس بہترین شخص کے لئے روتے ہیں جو پابجولاں ہے اور میدان کارزار کے شہیدوں کو ہلاکت تیز اور ہندی تلوار کی دھاروں کے درمیان تقسیم کرتی ہے ان کے حال پر آسمان کے فرشتے بھی شور کرتے ہیں اور پتھر دل بھی ان پر رحم کھاتے ہیں کیا تمہارے دل ہمارے بھائیوں پر اس ہلاکت سے نہیں پگھلتے جو ہم پر وارد ہوئی ہے ہمارے درمیان حرمت محبت اور الفت کے جو عہد تھے کیا تم ان کا پاس نہیں کرو گے' کیا زود ہی اسی طرح تمہارے بھائیوں میں فساد اور خرابی پیدا کرتے رہیں گے اور تمہاری تلواریں بدلے کے لئے سچائی نہیں جائیں گی' مجھے اسلامی حمیت کے بجھ جانے پر افسوس ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ جل رہی تھی ان ارادوں کو کیا

ہوا ہے جو پورے نہیں ہوتے کیا ہندی تلوار میان سے باہر آئے بغیر کاٹ کرتی ہے اے بنی مرین تم ہمارے پڑوسی ہو اور مدد کے سب سے زیادہ حق دار ہو اور پڑوسی کے متعلق جبریل حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام کو وصیت کرتے تھے جس کا ذکر صحیح حدیث میں ہے اور مغرب قریب و بعید میں رہنے والے بنی مرین کے تمام قبائل ہمارے ہیں جہاد تم پر فرض کیا گیا ہے پس تم فرض مؤکدہ کو پورا کرنے کے لئے جلدی کرو اور ایک نیکی سے راضی ہو جاؤ اور نیکی کو قرض دو تم خوبصورت پاکرہ لڑکیوں کے حصول میں کامیاب ہو جاؤ گے' جنات نے اپنے دروازے کھول دیئے ہیں اور حور تمہاری انتظار میں بیٹھی ہے' کیا کوئی اپنے رب سے دائمی نعمتوں پر خرید و فروخت کرنے والا ہے اور اللہ نے خلیفہ کی مدد کا وعدہ کیا ہے پس تو اس کی تصدیق کر اور حملہ کر کے وعدہ کو پورا کر' یہ سرحدیں تمہارے پاس اس طرح شکایت کرتی ہیں جیسے نادار تونگر کے پاس شکایت کرتا ہے' کیا وجہ ہے کہ وہاں مسلمانوں کی جمعیت پریشان ہے اور کفار کی جمعیت پریشان نہیں' تم اللہ کے وہ لشکر ہو جنہوں نے فضا کو پُر کر دیا ہے اور تم تنہا مسافر دین کے چارہ گر ہو کل تم اپنے نبی کے پاس کیا عذر کر دگے حالانکہ اس عذر کا راستہ بھی تیار نہیں ہے اور اگر آپ نے فرمایا کہ تم نے میری امت کے بارے میں کیوں کوتاہی کی اور تم نے کیوں اسے ظالم دشمن کے آگے چھوڑ دیا' قسم بخدا' اگر سزا مخفی نہ ہوتی تو اس سید کے چہرے سے حیا ہی کافی ہو جاتی' ہمارے بھائیو! اس پر صلوٰۃ و سلام پڑھو اور محشر کے روز اس کی شفاعت طلب کرو اور اس کے دین کی نصرت کے لئے کوشش کرو وہ تمہیں حشر میں اپنے حوض سے جو شہد سے شیریں گھاٹ ہے پانی پلائے گا''۔

اور اس کا جواب عبدالعزیز کی نظم میں پایا جاتا ہے جو سلطان یعقوب بن عبدالحق کا شاعر تھا جس کا متن یہ ہے۔

''میں حاضر ہوں تو ظالم کے ظلم سے ترساں نہ ہوں''۔ الخ

اور اسی طرح مالک بن المرحل نے بھی اس کا جواب دیا جس کا قول ہے

اللہ نے گواہی دی ہے اور اے زمین تو بھی گواہی دے۔ الخ

اور ان دونوں کو ابن الاحمر کے کاتب ابو عمر بن المرابط نے جواب دیا کہ حاسد دشمنوں اور باغیوں سے کہہ دے۔ الخ

سلطان یعقوب بن عبدالحق کا دوبارہ اندلس جانا: اور جب ۶۷۷ھ میں سلطان یعقوب بن عبدالحق دوبارہ اندلس گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے تو ابن الاحمر رضامندی حاصل کرنے کی طرف آ گیا اور یعقوب بن عبدالحق سے ملا تو اس کے کاتب ابو عمر بن المرابط نے ان دونوں کی ملاقات کے روز یہ شعر کہا:

''اللہ کے گروہ اور ایمان دار گروہ کو خوشخبری ہو'' الخ

اور جب مجلس برخواست ہوئی تو سلطان نے اپنے شاعر عبدالعزیز کو اس کے قصیدہ کے مقابلہ میں قصیدہ کہنے کا حکم دیا تو اس نے ابن الاحمر کی موجودگی میں دوسری مجلس میں وہ قصیدہ پڑھا جس کی عبارت یہ ہے:

''آج تو جنگ اور امان میں ہو جا'' الخ

پھر اس دوران میں سلطان یعقوب بن عبدالحق نے ابو عبداللہ بن اشقیلولہ کی وفات کے بعد اس کی تمام عملداری مالقہ اور غربیہ پر قبضہ کر لیا تو وہ بے قرار ہو گیا اور اس کے متعلق شک پیدا ہو گیا تو وہ اس کے متعلق طاغیہ کے ساتھ سازش کرنے اور اس سے ہتھ جوڑی کرنے کی طرف مائل ہوا' نیز یہ کہ وہ اس سے دوستی میں اپنے باپ کی جگہ لے لے تاکہ وہ اس

کے ذریعے سلطان اور اس کی قوم کو اپنی زمین سے ہٹا سکے اور اس کے ساتھ اپنی حکومت کے زوال سے مامون ہو جائے کیونکہ کلمہ اسلام اس کے راستے میں روکاوٹ تھا پس طاغیہ نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور امیر المومنین نے عہد شکنی کی اور صلح کو بھی ختم کر دیا اور اس نے اپنے بحری بیڑوں کو جزیرہ خضراء کی طرف بھیجا جہاں سلطان کے میگزین اور فوجیں تھیں اور وہ زقاق ہیں جہاں بندرگاہوں سے گزرنے کی جگہ ہے لنگر انداز ہو گئے اور مسلمان سلطان کی فوجوں اور اس کی قوم سے جو ماوراء البحر رہتی تھی منقطع ہو گئے اور عمر بن یحییٰ بن محلی اپنے مقام امارت مالقہ میں اپنی قوم سے الگ ہو گیا اور یہ بنو محلی اپنی بطویہ قوم کے بڑے لوگوں میں سے تھے اور مغرب میں اپنی آمد کے وقت سے بنی حمامہ بن محمد کے حلیف تھے اور عبدالحق ابو الملاک نے ان کے باپ کی بیٹی ام الیمن سے رشتہ کیا جس کے بیٹوں میں سے سلطان یعقوب بن عبدالحق بھی تھا اور وہ ایک نیک عورت تھی جو ۶۴۳ھ میں حج کو گئی اور اللہ کے فرض کو ادا کیا اور چوتھے سال ۶۴۷ھ میں واپس آئی پھر دوبارہ ۶۵۲ھ میں حج کو گئی اور نفلی طور پر دوسرا حج کیا اور واپسی پر راستے میں ہی ۶۵۳ھ میں مصر میں وفات پا گئی اور اس کے باپ کے بنی محلی کو حکومت میں بڑا مقام حاصل تھا اور اپنی قوم میں مال دار ہونے اور ان کے ماموں ہونے کی وجہ سے سلطان پر بڑا اثر تھا۔

سلطان کا مراکش پر قبضہ: اور جب سلطان نے موحدین کے دارالخلافہ مراکش پر قبضہ کیا تو محمد بن علی بن محلی کو اس کے تمام مضافات پر امیر مقرر کیا اور اسے وہاں نیک کام کرنے کی وجہ سے قابل تعریف مقام حاصل تھا اور اسے مسلسل وہاں پر ۶۶۸ھ سے ۶۸۷ھ تک امارت حاصل رہی پھر وہ یوسف بن یعقوب کے زمانے میں فوت ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور جب محمد بن اشقیلولہ اپنے باپ رئیس ابو محمد کی وفات کے بعد سلطان کی طرف مالقہ کی ولایت سے دستبردار ہو کر ۶۷۶ھ میں الجزیرہ میں اس کے پاس آیا اور سلطان نے اس پر قبضہ کر لیا اور اندلس جانے کا ارادہ کیا جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں تو اس نے مالقہ غربیہ اور اس کی بقیہ سرحدوں اور مضافات پر عمر بن یحییٰ بن محلی کو امیر مقرر کیا اور اس کا بھائی طلحہ بن یحییٰ بڑا جنگجو شجاع اور بڑا غیرت مند تھا اور ماموں ہونے کی وجہ سے سلطان پر غالب تھا اور اسی نے ۶۶۸ھ میں یعقوب بن عبدالحق کو قتل کیا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

اور اس نے سلطان کے غلام فتح اللہ البدراری اور اس کے وزیر کی ۶۶۲ھ میں فاس کے باہر کدیۃ العرائس کے مقام پر ابو العلاء بن ابی طلحہ بن قزلیس عامر المغرب کے ساتھ جنگ کرنے میں مدد کی تھی اور جب سلطان مالقہ کے معاملے سے فارغ ہو کر واپس آیا تو یہ ۶۷۴ھ میں جبل آزرو کی طرف چلا گیا اور سمندر پار کر کے بلاد الریف میں چلا گیا پھر قبلہ کی طرف واپس آیا اور بنی توجین کے درمیان ٹھہرا اور جب اس نے اس سلطان اور ابن الاحمر اور طاغیہ کے درمیان اس جنگ کی آگ روشن کی تو ۶۷۷ھ میں اندلس چلا گیا اور نصاریٰ کا بحری بیڑا زقاق میں اترا اور سلطان کی فوجیں سمندر سے پیچھے رک گئیں اور اس کے بھائی عمر نے جو مالقہ کا حاکم تھا محسوس کیا کہ اس کے اور سلطان کے درمیان اس کے بھائی طلحہ کے معاملہ کی وجہ سے جو پہلے سے چل رہا تھا فضا تاریک ہو رہی ہے تو ابن الاحمر نے اس کے غرناطہ ٹھہرنے پر اس کے بھائی عمر کی مداخلت سے اس کے ساتھ ملاطفت کی کہ وہ مالقہ آئے اور اس کے عوض شلوبانیہ اور المنکب کو کمائی کا ذریعہ بنانے کے لئے لے لے اور اس بارے میں اس کے بھائی طلحہ نے اس سے گفتگو کی تو اس نے جواب دیا اور ابن الاحمر اپنی فوجوں کے ساتھ مالقہ گیا اور عمر بن محلی نے قائد سومرین ریان بو عیاد اور محمد بن اشقیلولہ کو گرفتار کر لیا اور ابن الاحمر کو شہر پر قابو دے دیا تو وہ اسی سال کے رمضان

کے آخر میں اس میں داخل ہوا اور اس نے ابن مخلی کو شلوبانیہ میں اتارا اور اس نے اپنا ذخیرہ اور جنس بال اور جہاد کے سامان پر سلطان نے اُسے امین بنایا تھا' اٹھالیا۔

ابن الاحمر اور طاغیہ کا اتحاد: اور ابن الاحمر اور طاغیہ امیر المسلمین کو اندلس جانے سے روکنے پر متحد ہو گئے اور انہوں نے سمندر کے ورنے سے یغمر اسن بن زیان کے ساتھ خط و کتابت کی اور اس نے ان کے ساتھ سلطان سے عداوت رکھنے اور اس کی سرحدوں کو برباد کرنے اور اس کے حملے میں رکاوٹیں ڈالنے کے بارے میں ان سے خط و کتابت کی اور انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو قیمتی تحائف دیئے اور یغمر اسن نے ابن الاحمر کو تیس اصیل گھوڑے مع اونی کپڑوں کے دیئے اور ابن الاحمر نے اس کی طرف ابن مروان التجانی کے ساتھ اس کے برابر دس ہزار دینار بھیجے مگر وہ مال کے ہدیہ سے راضی نہ ہوا اور اُسے واپس کر دیا اور یہ سب سلطان کے خلاف متحد ہو گئے اور انہوں نے دیکھا کہ انہوں نے اپنے معاملے کو مضبوط کر دیا ہے اور ان کی طرف آنے والے اس کے راستوں کو بند کر دیا ہے اور امیر المؤمنین کو بھی مراکش میں اس کی اطلاع مل گئی اور اس نے ماہ محرم ۶۷۷ھ کے آغاز میں جنگ سے واپسی پر اس کی طرف جانے کا پختہ ارادہ کر لیا کیونکہ جشم کے عربوں نے تامسنا کو برباد کر دیا تھا اور راستوں کو خراب کر دیا تھا پس اس نے اس کی اطراف کو درست کیا اور اس کی کمزوریوں کو دور کیا۔

اور جب اسے ابن مخلی' الفقہ اور طاغیہ کے الجزیرہ کے ساتھ جنگ کرنے کی اطلاع ملی تو وہ تیسری بار شوال میں طنجہ جانے کے لئے تیار ہوا اور جب وہ تامسنا پہنچا تو اسے الجزیرہ میں طاغیہ کے آنے اور اس کی فوجوں کے اس کے محاصرہ کرنے کی اطلاع ملی حالانکہ اس کے بحری بیڑے اس سے قبل ربیع الاوّل سے برسرپیکار تھے اور وہ اس کو ہڑپ کرنے ہی والا تھا اور انہوں نے اُسے تیاری کا پیغام بھیجا تو اس نے کوچ کرنے کا عزم کر لیا۔

مسعود بن کانون کی بغاوت: پھر اسے ۵ ذوالقعدہ کو مصامدہ کے بلاد نفیس میں جشم میں سے سفیان کے امیر مسعود بن کانون کی بغاوت کی اطلاع ملی اور یہ کہ اس کی قوم وغیرہ کے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے ہیں تو وہ اس کی طرف پلٹا اور اس نے اپنے آگے اپنے پوتے تاشفین بن ابی مالک اور اپنے وزیر یحییٰ حازم کو بھیجا اور خود ان کے ساتھ میں آیا اور وہ اس کی فوجوں کے آگے بھاگ گئے اور اس نے ان کی چھاؤنی اور خیمے لوٹ لئے اور الحرث بن سفیان کے عربوں کی بیخ کنی کر دی اور مسعود سکسیوی کے پہاڑ میں چلا گیا اور سلطان نے کئی روز تک اپنی فوجوں کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور اپنے بیٹے امیر ابو زیان مندیل کو بلاد سوس کے ہموار کرنے اور اس کی اطراف پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا پس وہ اس کے دیار میں دور تک چلا گیا اور اس سال کے پانچویں مہینے کو اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا اور اہل جزیرہ کو محاصرہ کی تنگی اور شدت قتال اور خوراک کی کمیابی سے جو تکلیف پہنچی اس کی اطلاع سلطان کو ملی اور یہ کہ انہوں نے اپنے چھوٹے بچوں کو کفر کے داغ کے خوف سے قتل کر دیا تو اس بات نے اُسے غمگین کر دیا اور اس نے اس بارے میں غور و فکر کیا اور اس نے اپنے ولی عہد بیٹے امیر ابو یعقوب کو مراکش سے اس کے ساتھ جنگ کرنے پر سالار مقرر کیا اور اس نے ان کے دشمن کے ساتھ جہاد کے لئے بحری بیڑے سمندر میں بھیجے پس وہ صفر ۶۹۸ھ میں طنجہ پہنچ گیا اور اس نے بحری بلاد کو اشارہ کیا کہ وہ سبتہ اور سلا کو بحری بیڑے دیں اور اس نے عطیات دیئے اور مسلمانوں نے جہاد پر کمریں کس لیں اور انہوں نے صدق دلی سے مرنے کا عزم کر لیا اور جب حاکم سبتہ فقیہ ابو حاتم العزفی کو اس بارے میں امیر المسلمین کا پیغام ملا تو اس نے بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا اور اس میں قابل

تعریف مقام حاصل کیا اور اس کے شہر کے تمام باشندے بھی ڈٹ گئے اور تمام بالغ سمندر سوار ہو گئے۔

اور ابن الاحمر نے الجزیرہ میں مسلمانوں پر نازل ہونے والی مصیبت اور طاغیہ کے اسے قابو کرنے کے لئے آنے کو دیکھا تو وہ اسے مدد دینے کے بارے میں شرمندہ ہوا اور اس کے عہد کو توڑ دیا اور مسلمانوں کی مدد کے لئے اپنے بحری بیڑوں کو جو المریہ اور مالقیہ کے ساحلوں پر تھے تیار کیا اور ستر سے زیادہ بحری بیڑے سبتہ کی بندرگاہ پر اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے زقاق کی دونوں اطراف کو بے شمار ہتھیاروں، بہترین فوجوں، شاندار تیاری اور بے شمار تعداد کے ساتھ قابو کر لیا اور امیر ابو یعقوب نے ان پر اپنا جھنڈا باندھ دیا اور ۸ ربیع الاول کو وہ طنجہ سے روانہ ہوئے اور ان کی کمانیں سمندر میں پھیل گئیں اور وہ اسے پار کر گئے اور انہوں نے مولد نبوی کی رات جبل کی بندرگاہ پر گزاری اور صبح کو انہوں نے دشمنوں پر حملہ کر دیا اور ان کے بحری بیڑے چار سو سے زیادہ تھے اور وہ اپنی زرہوں میں نمایاں ہوئے اور اللہ کے لئے اپنے عزائم کو خالص کیا اور سچی نیت کی اور اپنے شعار جنت کی آواز دی اور ان کے خطباء نے وعظ و نصیحت کی اور خونریز جنگ ہوئی اور نزول صبر ہوا اور انہوں نے دشمن پر تیر اندازی کی تو وہ منتشر ہو گئے اور سمندر کی لہروں میں گر پڑے تو تلوار نے انہیں قتل کر دیا اور سمندر نے انہیں ڈھانپ لیا اور مسلمانوں نے ان کے بحری بیڑوں پر قبضہ کر لیا اور جزیرہ کی بندرگاہ میں بزور قوت داخل ہو گئے پس طاغیہ کی چھاؤنی میں کھلبلی مچ گئی اور امیر المسلمین اور اس کے محافظوں کی آمد سے ان کے دلوں پر رعب چھا گیا پس وہ اسی وقت شہر سے بھاگ گیا اور عورتیں اور بچے ان کے میدان میں پھیل گئے اور جانباز بہت سی فوج پر غالب آ گئے اور انہوں نے اس قدر گندم، چمڑا اور پھل غنیمت میں حاصل کئے جس سے کئی دنوں تک شہر کے بازار بھر گئے یہاں تک کہ مضافات سے بھی غلہ پہنچ گیا اور اسی وقت امیر ابو یعقوب گیا اور اس نے ہر طرف کے دشمن کو خوف زدہ کر دیا اور اسے جنگ سے روک دیا۔

ابن الاحمر کے ساتھ جنگ کے حالات: اور ابن الاحمر کے ساتھ جنگ کی کیفیت یہ تھی کہ اس نے طاغیہ کے ساتھ صلح کرنے کا سوچا اور یہ کہ اسے غرناطہ کے ساتھ دست بدست جنگ کرنے کے لئے لے جائے اور طاغیہ نے اس کی جنگ کے خوف سے اور اس غم سے کہ ابن الاحمر نے اہل جزیرہ کی مدد کی ہے اس کی یہ بات قبول کر لی اور اس نے اس معاہدہ کے لئے اپنے پادریوں کو بھیجا اور امیر ابو یعقوب نے انہیں اپنے امیر المسلمین کے پاس بھجوا دیا تو وہ ناراض ہوا اور اپنے بیٹے پر عیب لگایا اور اس سے راضی نہ ہوا اور انہیں ناکام و نامراد کر کے ان کو طاغیہ کی طرف واپس کر دیا۔

ابو یعقوب اپنے باپ کے دربار میں: ابو یعقوب بن سلطان اہل جزیرہ کے ایک وفد کے ساتھ اپنے باپ کے پاس گیا تو وہ سوس میں اپنی جگہ پر سلطان سے ملے اور اس نے اپنے بیٹے ابو زیان کو ان کا امیر مقرر کیا پس وہ الجزیرہ میں اترا اور طاغیہ کے ساتھ پختہ معاہدہ کیا اور اس نے بر و بحر سے المریلہ کے ساتھ ابن الاحمر کی اطاعت کرنے کی وجہ سے جنگ کی مگر اسے فتح نہ کر سکا اور باشندگانِ قلعہ ہائے غربیہ نے طاغیہ کے خوف کی وجہ سے اس کے پاس جا کر اس کی اطاعت کر لی تو اس نے انہیں قبول کر لیا پھر مغرب سے فوج آ گئی اور اس نے رقندہ سے جنگ کی مگر وہ بھی فتح نہ ہو سکا اور اس دوران میں طاغیہ اندلس میں گھومتا پھرتا تھا۔

ابن الاحمر کا غرناطہ سے جنگ کرنا: اور ابن الاحمر نے بنی اشقیلولہ اور ابن الدلیل کے ساتھ غرناطہ سے جنگ کی پھر

ابن الاحمر نے بنی مرین کے ساتھ مصالحت کرنے کے بارے میں غور و فکر کیا اور ابو زیان بن سلطان کو صلح کے لئے بھیجا اور اس نے مریلہ کے دارالخلافہ میں اس سے ملاقات کی جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔

اور سلطان اپنی چھاؤنی سے سوس جاتے ہوئے جبل سکیسوی سے گزرا پھر اس نے فوجیں بھیجیں اور اپنے راستے سے مراکش واپس آ گیا یہاں تک کہ بربری غازیوں نے بغاوت کر دی تو وہ فاس واپس آ گیا اور آفاق میں جہاد کے واسطے نکلنے کے لئے اپنا پیغام بھیجا اور رجب ۸ ۷۶ھ میں چل کر طنجہ پہنچ گیا اور اس عرصہ میں مسلمانوں کے حالات میں جو ابتری پیدا ہوئی تھی اور طاغیہ کی مدد سے ابن الاحمر نے جو فتنہ پیدا کیا تھا اور جزیرۂ اندلس کو ہڑپ کرنے کا جو اُسے خیال آیا تھا اس کا مشاہدہ کیا اور بنی اشقیلولہ میں جو ریاست اسے حاصل تھی اس کے بارے میں اس کے خاندوں نے ابن الاحمر کے خلاف اس کی مدد کی پس حاکم وادی آش رئیس ابوالحسن بن اسحاق نے اُسے کھینچ لیا اور اس کے ساتھ مل کر ۹ ۷۶ھ میں پندرہ یوم تک غرناطہ سے جنگ کی پھر وہ چلے گئے اور اس کے بعد اسی سال غرناطہ کی زناتہ فوجوں نے ان سے جنگ کی اور طلحہ بن محلی اور بنی یتربعین کے سردار تاشفین بن معطی نے المسلی کے قلعہ میں ان پر غلبہ پا لیا پس اللہ نے انہیں ان پر غلبہ عطا فرمایا اور نصاریٰ کے سات سو سے زیادہ سوار کام آئے اور بنی مرین کے اصل میں سے عثمان بن محمد بن عبدالحق شہید ہو گیا اور اس کے بعد حاکم وادی آش کا بھائی ابو عبداللہ طاغیہ کو غرناطہ سے جنگ کرنے کے لئے کھینچ لایا پس طاغیہ نے اس سے جنگ کی اور کئی روز تک وہاں قیام کیا پھر ان پر غلبہ پا کر چلا گیا اور سلطان کو مسلمانوں کے متعلق اور ابن الاحمر نے طاغیہ کی جو ذلت کی تھی اس سے خوف ہوا پس اس نے اس سے مصالحت اور اتحاد کرنے کے بارے میں خط و کتابت کی اور اس پر مالقہ سے دست بردار ہونے کی شرط عائد کی۔

پس سلطان جہاد کی راہ سے رکاوٹوں کو دور کرنے میں لگ گیا اور ان رکاوٹوں میں سب سے بڑی رکاوٹ یغمراسن کی جنگ تھی اور اس کے اور ابن الاحمر اور طاغیہ بن اخی اذفونش کے درمیان جو رابطہ اور تجدید صلح کے بارے میں معاہدہ ہوا تھا اس سے اُسے یقین ہو گیا تو اس نے جھگڑا کیا اور عناد سے پردہ اٹھایا اور اس کے اور کنارے کے مسلمان اور کافر باشندوں کے درمیان جو رابطہ ہوا تھا اس کا اعلان کیا اور یہ کہ وہ بلادِ مغرب کو لپیٹ میں لانے کا عزم کئے ہوئے ہے۔

<u>امیر المسلمین اور یغمراسن کی جنگ</u>: پس امیر المسلمین نے یغمراسن سے جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا اور طنجہ میں تین ماہ کے قیام کے بعد فاس واپس آ کر شوال کے آخر میں اس میں داخل ہو گیا اور اس پر حجت قائم کرنے کے لئے ایلچیوں کو دوبارہ اس کے پاس بھیجا اور وہ بنی توجین کے ساتھ مصالحت کرنے اور امیر المومنین سے ان کی دوستی کی وجہ سے ان سے الگ ہونے کی طرف مائل ہوا پس یغمراسن اپنے سواروں پر پریشان ہو گیا اور اپنی سرکشی پر مصر رہا اور امیر المسلمین نے ۹ ۷۶ھ میں فاس سے کوچ کیا اور اپنے بیٹے ابو یعقوب کو فوجوں کے ساتھ آگے بھیجا اور تازی میں اسے جا ملا اور جب وہ ملویہ پہنچا تو فوجوں کے انتظار میں ٹھہر گیا پھر تاسہ اور تافیہ کی طرف کوچ کر گیا اور یغمراسن نے زناتہ اور عربوں کی فوجوں کے ساتھ ان کے خیموں اور چراگاہوں کے متلاشیوں سمیت اس کا قصد کیا اور لوگوں کے جاسوس ایک دوسرے سے ملے اور دونوں کے درمیان جنگ ہو گئی اور ان دونوں کے پیچھے پیچھے دونوں فوجیں آ گئیں اور گھمسان کا رن پڑا اور خزروزہ میں درندوں کے کھیل کے میدان میں جنگ ہوئی اور امیر المسلمین نے اپنے میدان کو منظم و مرتب کیا اور اپنے دستے اور اپنے بیٹے ابو یعقوب کے دستے کو فوج کے ذوبازو بنایا اور تمام دن سخت جنگ ہوئی اور جب لوگ آئے تو بنو عبدالواد پراگندہ ہو گئے اور اس نے ان کا تمام سامان اور

ان کی چھاؤنی کے مال و متاع' گھوڑوں' ہتھیاروں اور خیموں کو لوٹ لیا اور امیر المسلمین کی فوج نے یہ رات اپنے گھوڑوں کی پشتوں پر گزاری اور دوسرے دن اپنے دشمن کا تعاقب کیا اور یغمراسن کے ساتھ جو چراگاہیں تلاش کرنے والے عرب تھے ان کے اموال لوٹ لئے اور بنومرین کے ہاتھ ان کے اونٹوں اور بکریوں سے بھر گئے اور وہ یغمراسن اور زناتہ کے بلاد میں داخل ہو گئے اور وہاں اُسے بنی توجین کا امیر محمد بن عبدالقوی' قصبات کی جانب ملا اور ان سب نے اس کے بلاد کو لوٹ مار اور تخریب سے برباد کر دیا پھر اس نے بنومرین کو ان کے شہروں میں چلے جانے کی اجازت دے دی اور خود اس نے ٹھہر کر تلمسان کی ناکہ بندی کر لی تاکہ محمد بن عبدالقوی اور اس کی قوم جبل وانشریس میں اپنی نجات گاہ تک پہنچ جائے کیونکہ اُسے ان پر یغمراسن کے حملہ کا خوف تھا' پھر وہ وہاں سے چلا گیا اور مغرب کی طرف لوٹ آیا اور ماہ رمضان ۶۸۰ھ میں فاس میں داخل ہوا۔

پھر اس نے مراکش پر حملہ کیا اور اس کے بعد ۶۸۱ھ میں اس پر قبضہ کر لیا اور اپنے بیٹے امیر ابو یعقوب کو سوس کی طرف اس کے اطراف پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا اور مراکش میں اسے طاغیہ کا فریادرس ملا کہ اس کے بیٹے شانجہ نے اس کے خلاف بغاوت کر دی ہے تو اس نے اپنے جہاد کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ان کے باہمی فساد کے موقع کو غنیمت جانا اور اندلس کی طرف جلد جانے کے لئے کوچ کر گیا۔

فصل

طاغیہ کے خلاف اس کے بیٹے شانجہ کے بغاوت کرنے اور سلطان ابو یوسف کے طاغیہ کی مدد کے لئے جانے اور نصاریٰ کے پراگندہ ہو جانے کے حالات اور اس میں ہونے والی جنگوں کے واقعات

جب سلطان تلمسان کی جنگ سے فاس واپس آیا اور مراکش کی طرف گیا تو وہاں پر اُسے طاغیہ کے جرنیلوں اور اس

کی حکومت کے لیڈروں اور اس کے مذہب کے مناظروں کا ایک وفد اس کے بیٹے شانجہ کے خلاف مدد مانگنے کے لئے ملا' جس نے نصاریٰ کی ایک پارٹی کے ساتھ اس کے خلاف بغاوت کر دی تھی اور انہوں نے اسے حکومت کے مقابلے میں مغلوب کر لیا تھا پس اس نے امیر المسلمین سے مدد مانگی اور اُسے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے پکارا اور اسے ان کے ہاتھوں سے اپنی حکومت واپس لینے کی امید دلائی' تو امیر المسلمین نے اس کے داعی کو جواب دیا کہ وہ ان کے افتراق کی وجہ سے ان پر حملہ کرے گا اور وہ کوچ کر کے قصر المجاز تک پہنچ گیا اور لوگوں میں طبل جہاد بجا دیا اور خضراء کی طرف چلا گیا اور ربیع الثانی ۶۸۱ھ میں وہاں اتر گیا اور اندلس کی سرحدوں کے پہرے داروں نے اس پر اتفاق کر لیا اور وہ چلتے چلتے صخرہ عباد تک پہنچ گیا اور وہاں اُسے طاغیہ اسلام کے غلبے کے سامنے ذلیل ہو کر اور سلطان کی مدد کی آرزو رکھے ہوئے ملا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اسے مسلمانوں کے مال سے اخراجات کے لئے ایک لاکھ روپیہ دیا جس کے بدلہ میں اس نے اس کے اسلاف کے پاس جو تاج پڑا تھا بطور ضمانت طلب کیا جو ان کے گھروں میں اس دور کی اولاد کے لئے باعث فخر تھا اور وہ غازی بن کر اس کے ساتھ دار الحرب میں داخل ہوا یہاں تک کہ اس نے قرطبہ سے جنگ کی جہاں اس کا بیٹا شانجہ بن طاغیہ ایک پارٹی کے ساتھ اس کے خلاف بغاوت کئے ہوئے تھا پس اس نے کئی روز تک اس سے جنگ کی پھر وہاں سے چلا گیا اور اس کے نواح و جہات میں پھرتا رہا اور طلیطلہ کی طرف کوچ کر گیا اور اس کی جہات میں فساد کیا اور آبادی کو برباد کیا یہاں تک کہ وہ قلعہ مجریط تک پہنچ گیا جو سرحد کے کنارے پر ہے پس مسلمانوں کے ہاتھ بھر گئے اور جو غنائم وہ لائے تھے ان سے ان کی چھاؤنی تنگ ہو گئی اور وہ الجزیرہ کی طرف واپس آ گیا اور اسی سال کے شعبان میں وہاں اترا اور عمر بن محلی سلطان کی اطاعت کی طرف آ گیا' پس ابن الاحمر نے اس کا قصد کیا اور اس کے عہد کو توڑ دیا اور المنکب کو اس کے قبضے سے واپس لے لیا اور اس سال کے شروع میں اپنی فوجوں کے ساتھ اس سے جنگ کی' پس سلطان نے اس کے جزیرہ پر اپنا بحری بیڑہ اس کی طرف بھیجا اور ابن الاحمر بھاگ گیا اور اس نے سلطان کی اطاعت اختیار کرنے میں اور شلوبانیہ کی بیعت پہنچانے میں جلدی کی اور اس کے رجوع کو قبول کیا اور اس کے بدلے میں اسے المنکب دیا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جسے ہم بیان کریں گے۔

فصل

ابن الاحمر کے ساتھ مصالحت کرنے اور اس کی خاطر سلطان کے مالقہ سے دستبردار ہونے اور اس کے بعد از سر نو جنگ ہونے کے حالات

جب سلطان اور طاغیہ کی ہتھ جوڑی ہوگئی تو ابن الاحمر اس کے حملے سے ڈر گیا اور شانجہ سے دوستی کرنے کی طرف مائل ہوا جس نے اپنے باپ کے خلاف بغاوت کی ہوئی تھی اور اس کا اس کے ساتھ اتحاد ہو گیا اور اس نے اس سے پختہ معاہدہ کیا اور اندلس اس کے لئے فتنۂ جنگ سے بھڑک اٹھا مگر شانجہ نے ابن الاحمر کو کچھ فائدہ نہ دیا اور سلطان طاغیہ کی جنگ سے واپس آ گیا اور اس نے اپنے بیٹے پر غلبہ پا لیا پس اس نے مالقہ سے جنگ کرنے کا عزم کر لیا اور اس نے ۶۸۲ھ میں وہاں سے الجزیرہ پر حملہ کیا اور غربیہ کے تمام قلعوں پر قبضہ کر لیا پھر اس نے مالقہ کی طرف توجہ کی اور وہاں اپنی فوج کے ساتھ پڑاؤ کیا اور ابن الاحمر کا گھیراؤ تنگ ہو گیا اور مالقہ کے بارے میں اسے اپنی بدانجامی اور اس کے ساتھ ابن محلی کی بغاوت کا حال معلوم ہو گیا اور اس نے اس کے بھنور سے نکلنے پر غور و فکر کیا اور اسے اس کام کے لئے سلطان کے ولی عہد بیٹے ابو یوسف کے سوا کوئی آدمی نظر نہ آیا تو اس نے اپنے مغرب کے مقام سے اس خلیج کو پاٹنے اور دشمن کے خلاف مسلمانوں کو متحد کرنے کے لئے مدد مانگتے ہوئے اس سے گفتگو کی تو ابن نے اس کی بات کو قبول کیا اور اس نے اپنی کوشش میں اس اچھے کام کو غنیمت جانا اور ماہ صفر میں گیا اور امیر المسلمین کو مالقہ میں اس کے پڑاؤ میں ملا اور اس سے مالقہ کے بارے میں ابن الاحمر سے صلح کرنے اور اس کی خاطر اس سے دست بردار ہونے کی خواہش کی تو اس نے اپنے بیٹے کی خواہش کو پورا کیا کیونکہ وہ اس میں اپنے دشمن سے جہاد کرنے اور اعلائے کلمۃ اللہ کرنے میں اللہ کی رضا کی امید رکھتا تھا اور صلح طے پا گئی اور ابن الاحمر کی آرزو دراز ہو گئی اور مسلمانوں کے عزائم بھی تازہ ہو گئے اور سلطان الجزیرہ کی طرف واپس آ گیا اور اس نے دار الحرب میں فوجیں بھیجیں تو انہوں نے دور تک جا کر خوب خونریزی کی۔

طلیطلہ سے جنگ: پھر اس نے از سر نو بنفس نفیس طلیطلہ سے جنگ شروع کی اور ماہ ربیع الثانی ۶۸۲ھ کو الجزیرہ سے جنگ کے لئے روانہ ہوا یہاں تک کہ قرطبہ پہنچ گیا اور حد سے بڑھ کر خونریزی کی اور غنائم حاصل کیں اور آبادی کو ویران کیا اور قلعوں کو فتح کیا۔

پھر البرت کی طرف کوچ کر گیا اور اپنی چھاؤنی کو ساسہ کے باہر پیچھے چھوڑ گیا اور صحرائی علاقے میں دو راتیں خوب تیزی سے چلتا رہا اور طلیطلہ کے نواح میں البرت پہنچ گیا اور اس نے میدانوں میں سواروں کو آزاد چھوڑ دیا یہاں تک کہ جو

کچھ ان میں تھا تلاش کر لیا اور وہ کثرت غنائم کے باعث لوگوں کے سست ہو جانے کی وجہ سے طلیطلہ نہ پہنچ سکا اور اس نے بے حد خونریزی کی اور کسی دوسرے راستے سے واپس آ گیا اور اس میں بھی خونریزی اور بربادی کی پھر ساسہ میں اپنی چھاؤنی میں واپس آ گیا اور تین دن اس کے آثار کو مٹاتا اور اس کے اشجار کو اکھیڑتا رہا اور الجزیرہ کی طرف واپس آ گیا اور ماہ رجب میں وہاں فروکش ہوا اور غنائم کو تقسیم کیا اور خمس سے حصہ دیا اور الجزیرہ پر اپنے پوتے عیسیٰ بن امیر ابو مالک کو امیر مقرر کیا اور وہ اپنی ولیت کے دو ماہ بعد المعرکی میں شہید ہو کر فوت ہو گیا اور سلطان نے اپنے بیٹے ابو زیان مندیل کے ساتھ ماہ شعبان میں مغرب کی طرف گیا اور تین دن طنجہ میں آرام کیا اور جلدی سے فاس کی طرف گیا اور شعبان کے آخر میں وہاں اترا اور جب اس نے اپنے روزے اور قربانیاں ادا کر لیں تو مراکش کو ٹھیک ٹھاک کرنے اور اس کے احوال کو معلوم کرنے کے لئے کوچ کر گیا اور خود سلا اور ازمور کی نگرانی کرنے لگا اور رباط الفتح میں دو ماہ تک قیام کیا اور ۶۸۳ھ کے آغاز میں مراکش اترا۔

طاغیہ کی وفات: اور اسے طاغیہ ابن اوفونش کی وفات اور نصاریٰ کے اس کے باغی بیٹے شانجہ پر متفق ہو جانے کی اطلاع ملی۔ پس اس نے جہاد کے لئے اپنے عزم کو حرکت دی اور اپنے ولی عہد امیر ابو یعقوب کو فوج کے ساتھ بلاد سوس کی طرف عربوں کے ساتھ جنگ کرنے اور ان کی زیادتیوں کو روکنے اور حکومت کے باغی خوارج کے آثار مٹانے کے لئے بھیجا' پس وہ اس کے آگے بھاگ اٹھے اور اس نے بلاد سوس کی آخری آبادی الساقیۃ الحمراء تک ان کا تعاقب کیا تو ان جنگلات میں بہت سے عرب بھوک اور پیاس سے مر گئے اور جب اسے امیر المومنین کی علالت کی خبر ملی تو واپس آ گیا اور اونٹوں کے رکھ رکھاؤ کا ماہر بن کر مراکش پہنچ گیا اور اس نے جنگ اور جہاد کا عزم کیا اور اللہ کا شکر ادا کیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

سلطان ابو یوسف کے چوتھی بار اندلس جانے اور شریش کے محاصرہ کرنے اور اس دوران میں ہونے والے غزوات کے حالات

جب امیر المسلمین نے اندلس جانے کا عزم کیا اور اپنی فوجوں اور مددگاروں سے ملا اور ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور قبائل مغرب میں عام لام بندی کا پیغام بھیج دیا اور جمادی الآخرۃ ۶۸۳ھ میں مراکش سے اٹھ کھڑا ہوا اور نصف شعبان کو رباط الفتح میں اترا جہاں اس نے اپنے روزے اور قربانیاں ادا کیں پھر قصر معمورہ کی طرف کوچ کر گیا اور تنخواہ دار اور رضا کار فوجوں کو اس سال کے آخر میں بھیجنا شروع کیا اور اس کے بعد ماہ صفر ۶۸۴ھ میں بنفس نفیس سمندر کو پار کر کے اس کے باہر اترا پھر الخضراء سے چلا اور تین دن آرام کیا پھر جنگ کرتے ہوئے نکلا یہاں تک کہ وادی لک تک پہنچ گیا اور سواروں کو دشمن

کے بلاد اور میدانوں میں آگ لگاتے اور تباہی کرتے ہوئے چھوڑ دیا۔ پس جب اس نے بلادِ نصرانیہ کو ویران اور ان کے علاقے کو تباہ کر دیا' تو شہر شریس کا قصد کیا اور اس کے میدان میں اترا اور وہاں پڑاؤ کیا اور اس کے تمام نواح میں غارت گر دستے بھیجے اور سرحدوں میں جو میگزین تھے وہ اس کے پاس لائے گئے اور اس کا پوتا عمر بن ابو مالک اہل مغرب کی بہت بڑی سوار اور پیدل فوج کے ساتھ اسے ملا اور پانچ سو سے زیادہ تیر انداز غازی جو سبتہ میں الغرفی کے حصے میں تھے وہ بھی اسے آ ملے اور اس نے اپنے ولی عہد امیر ابو یعقوب کو اندلس کے کنارے کے بقیہ لوگوں کو بھی جنگ کے لئے جمع کرنے اور جھنڈ ا عطا کرنے کا اشارہ کیا۔

اشبیلیہ سے جنگ: اور اسے اسی سال کے آخر صفر میں اشبیلیہ سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا تو انہوں نے غنیمت حاصل کی اور واپسی پر قرمونہ سے گزرنے اور اسے لوٹ لیا اور خوب قتل عام کیا اور قیدی بنائے اور واپس آ گئے اور ان کے ہاتھ غنائم سے بھرے ہوئے تھے اور اس نے اپنے وزیر محمد بن عطو اور محمد بن عمران بن عبلہ کو جاسوس بنا کر بھیجا اور وہ القناطر کے قلعہ اور اس کے باغات میں آئے اور انہیں محافظوں کی کمزوری اور سرحدوں کی ابتری کا حال معلوم کر لیا تو اس نے ۳ ربیع الاوّل کو اپنے پوتے عمر بن عبدالواحد کو اپنے ہی سواروں پر دوسری بار سالار مقرر کیا اور اسے جھنڈ ا عطا کیا اور اسے وادی لک کے میدانوں میں بھیجا اور وہ حد سے زیادہ قتل عام کرنے اور کھیتوں اور پھلوں کو اجاڑنے اور جلانے کے بعد اس قدر غنائم لے کر لوٹے جنہوں نے فوجوں کو پُر کر دیا اور انہوں نے اس کی آبادی کو تباہ کر دیا' پھر اس نے ۸ ربیع الاوّل کو ارکش کے قلعہ پر حملہ کرنے کے لئے ایک فوج بھیجی تو وہ وہاں اچانک آئے اور انہوں نے ان کے اموال لوٹ لئے پھر اس نے ۹ ربیع الاوّل کو اپنے بیٹے ابو معروف کو ایک ہزار سواروں پر سالار مقرر کیا اور اسے اشبیلیہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا پس وہ گئے یہاں تک کہ انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کے محافظ اس کا مقابلہ کرنے سے رک گئے پس اس نے اس کی آبادی کو برباد کر دیا اور اس کے درختوں کو کاٹ دیا اور اس کی فوج کے ہاتھ اموال اور قیدیوں سے بھر گئے اور وہ سلطان کی چھاؤنی کی طرف تھیلے بھر کر واپس آ گیا پھر اس نے تیسری بار اپنے پوتے عمر کو نصف ربیع الاوّل میں قلعے سے جنگ کرنے کے لئے سالار مقرر کیا' جو اس کی چھاؤنی کے مغرب میں تھا اور اس نے پیادہ تیر انداز اور آلات سے کام لینے والے بھیجے اور معاہدہ گئے پیادوں سے بھی اس کی مدد کی اور اس نے اسی سال اس سے جنگ کی اور بزور قوت اس کے باشندوں پر حملہ کر دیا اور جانبازوں کو قتل کر دیا اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا اور اُسے ذلیل کر دیا اور ۱۷ ربیع الاوّل کو سلطان نے اپنی چھاؤنی کے قریب قلعہ سقوط پر حملہ کر دیا اور اسے برباد کر کے آگ سے جلا دیا اور لوٹ لیا اور جانبازوں کو قتل کر دیا اور اس کے باشندوں کو قید کر لیا اور ۲۰ ربیع الاوّل کو اس کا ولی عہد امیر ابو یعقوب اہل مغرب اور تمام قبائل کو جنگ کے لئے اکٹھا کر کے بے شمار فوجوں کے ساتھ پہنچ گیا اور امیر المسلمین ان کے خیر مقدم اور ملاقات کے لئے نکلے اور اس دن آنے والی فوج میں تیرہ ہزار مصامدہ اور آٹھ ہزار مغرب کے بربری جہاد کے لئے رضا کار تھے اور سلطان نے اُسے پانچ ہزار تنخواہ دار' دو ہزار رضا کار' تیرہ ہزار پیادہ اور دو ہزار تیر اندازوں پر سالار مقرر کیا اور اسے اشبیلیہ کے ساتھ جنگ کرنے اور اس کے نواح میں خوب خونریزی کرنے کے لئے بھیجا' پس اس نے اپنے دستوں کو تیار کیا اور سیدھا کھڑا ہو گیا اور اس نے اپنے آگے غارت گر دستے بھیجے تو انہوں نے خوب خونریزی کی اور ان قیدی بنائے ۔۔۔۔۔۔۔ اور قتل کئے اور قلعوں پر حملہ کیا اور اموال کو لوٹا اور

اس نے اشبیلیہ کی زمین میں مشرق اور الغابہ پر حملہ کیا اور اس کی بستیوں کو تباہ و برباد کر دیا اور اس کے قلعوں میں گھس گیا اور امیر المسلمین کے پڑاؤ کی طرف واپس لوٹ آیا اور اس نے ان کی آمد کے دوسرے دن سالار مقرر کیا اور ایک دوسری فوج سے اسے قرمونہ اور وادی الکبیر جنگ کے لئے روانہ کیا۔

قرمونہ پر غارت گری: پس اس نے قرمونہ پر غارت گری کی اور اس کے محافظوں نے مدافعت کی خواہش کی اور انہوں نے اس کے مقابلہ میں نکل کر ڈٹ کر جنگ کی تو وہ منتشر ہو گئے یہاں تک کہ انہوں نے انہیں شہر میں روک دیا پھر انہوں نے برج کا گھیراؤ کر لیا جو شہر کے قریب ہی تھا پس انہوں نے دن کی ایک گھڑی اس سے جنگ کی اور اس میں بزور قوت گھس گئے اور وہ مسلسل منازل اور آبادی کو تلاش کرتا رہا یہاں تک کہ اشبیلیہ کے میدان میں کھڑا ہو گیا اور حملہ کیا اور اس برج میں داخل ہو گیا جو مسلمانوں کی جاسوسی کر رہا تھا اور اسے آگ سے جلا دیا اور اس کی فوجوں کے ہاتھ بھر گئے اور وہ امیر المسلمین کے پڑاؤ کی طرف واپس آیا۔

جزیرہ کیوشر سے جنگ: اور ۱۳ ربیع الثانی کو اس نے امیر ابو یعقوب کو جزیرہ کیوشر سے جنگ کرنے پر سالار مقرر کیا پس اس نے اس کا قصد کیا اور اس سے جنگ کی اور بزور قوت اس میں داخل ہو گیا اور ۲ جمادی الاولیٰ کو اس نے طلحہ بن یحییٰ بن محلی کو امیر مقرر کیا اور وہ ۶۷۵ھ میں اپنے بھائی عمر سے مالقہ کے متعلق سازش کر کے حج کو چلا گیا تو اس نے اپنا فرض ادا کیا اور واپس آ گیا اور راستے میں تونس سے گزرا اور الداعی بن عمارہ نے جو ان دنوں وہاں تھا اس پر تہمت لگائی تو اس نے ۶۸۲ھ میں اسے قید کر لیا پھر اُسے چھوڑ دیا اور مغرب میں اپنی قوم کے پاس آ گیا پھر وہ سلطان کی رکاب میں جنگ کرتے ہوئے اندلس گیا تو اس نے اسے اس جنگ میں دو سو سواروں پر سالار مقرر کیا اور اُسے اشبیلیہ کی طرف بھیجا تا کہ چھاؤنی کے لئے رتبہ ہو اور اس نے طاغیہ شانجہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے اس کے ساتھ یہودیوں اور معاہد نصاریٰ کے جاسوس بھیجے اور اس اثناء میں امیر المسلمین صبح و شام شریش سے جنگ کرتے رہے اور اس کے آثار کو تباہ و برباد کرتے رہے اور اس نے ہر رات اور دن کو دشمن کے علاقے میں فوجیں بھیجیں پس وہ کسی دن لشکر کے تیار کرنے اور اسے جنگ کے بھیجنے یا جھنڈا باندھنے یا سریہ بھیجنے سے فارغ نہ رہتا۔ یہاں تک کہ اس نے تمام بلاد نصرانیہ کی آبادی کو برباد کر دیا اور اشبیلیہ' لیلہ' قرمونہ' استجہ' جبال مشرق اور الغریتزہ کے تمام علاقے کو تباہ کر دیا اور ان غزوات میں جشم عباد العاصمی اور کردوں کے امیر خضر الغزی نے بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا اور ان غزوات میں ان کی بڑی شہرت ہوئی اور اسی طرح سبتہ کے غازیوں اور باقی مجاہدین اور جشم کے عربوں نے بھی بڑی شجاعت دکھائی' پس جب اس نے انہیں اچھی طرح تباہ و برباد کر دیا اور لوٹ مار کر کے ان کے اموال لے گیا اور موسم سرما نے تنگی پیدا کر دی اور فوج کی خوراک رک گئی تو اس نے واپسی کا عزم کر لیا اور رجب کے آخر میں شریش سے چلا گیا اور غازیوں کی فوج میں سے غرناطہ کی فوج اسے ملی اور ان کا سالار یعلی بن ابی عیاد بن عبد الحق وادی بردہ میں تھا پس اس نے انہیں خوش آمدید کہا اور وہ اپنے گھروں کی طرف پلٹ گئے اور اُسے اطلاع ملی کہ دشمن نے اپنے بحری بیڑوں کو زقاق کے گھیرنے اور الفراض سے ورے حائل ہونے کا اشارہ کیا ہے پس امیر المسلمین نے اپنے تمام ساحلوں سبتہ' طنجہ' المنکب' جزیرہ طریف' بلاد الریف اور رباط الفتح کو اطلاع دے کر اپنے بحری بیڑے منگوائے تو وہاں سے پوری تیاری کے ساتھ چھتیس بحری بیڑے آئے' پس دشمن کے بحری بیڑے وہاں جانے سے رک گئے اور الٹے پاؤں واپس آ گئے اور ماہ

رمضان میں وہ الجزیرہ میں اترا اور طاغیہ شانجہ اور اس کے ہم مذہبوں کو یقین ہو گیا کہ ان کے بلاد اور زمین تباہ و برباد ہو چکی ہے اور ان پر واضح ہو گیا کہ وہ مدافعت اور حمایت کرنے سے عاجز ہیں تو جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ امیر المسلمین کی طرف اس کی زیادتیوں کی رکاوٹ کے لئے مصالحت کے لئے مائل ہوئے اور سلطان جس جگہ شریش میں جنگ کر رہا تھا' وہاں اس کے پاس عمر بن ابو یحییٰ' اس کی اطاعت اختیار کرتے ہوئے گیا تو اس نے اس کے ساتھ جو پہلے تلاعب کیا تھا اس کے بارے میں اُسے متہم کیا اور اس کے بھائی طلحہ کو حکم دیا تو اس نے اُسے ایک طرف کر دیا اور اُسے طریف لے آیا اور اُسے وہاں قید کر دیا گیا اور طلحہ المنکب کی طرف چلا گیا اور اس نے اپنے بھائی عمر کے اموال اور ذخائر کا صفایا کر دیا اور سلطان کے پاس چلا آیا اور سلطان نے موسیٰ کو المنکب کا امیر مقرر کیا اور پیادہ فوج سے اسے مدد دی پھر اس نے عمر کو قید کی چند راتوں کے بعد رہا کر دیا اور طلحہ اور عمر سلطان کی رکاب میں چلے اور سلطان کا پوتا منصور بن ابی مالک غرناطہ کی طرف آ گیا پھر وہاں سے المنکب چلا گیا اور موسیٰ بن یحییٰ بن محلی کے ساتھ قیام کیا پس سلطان نے اسے ٹھہرایا اور اس کے قیام کرنے کو پسند کیا۔

فصل

طاغیہ شانجہ کے آنے اور صلح کے طے ہونے اور اس کے زیر سایہ سلطان کے وفات پانے کے حالات

بلاد نصرانیہ بلاد ابن ادفونش پر ان کی بستیوں کی تباہی اور اموال کی لوٹ اور عورتوں کو قیدی بنانے اور جانبازوں کے تباہ کرنے اور پہاڑوں کے برباد کرنے اور آبادیوں سے کے اکھیڑنے کا جو عذاب امیر المسلمین کی جانب سے نازل ہوا' اس سے آنکھیں پھر گئیں اور دل گلوں میں اٹک گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ انہیں امیر المسلمین سے بچانے والا کوئی نہیں تو وہ اپنے طاغیہ شانجہ کے پاس نگاہیں جھکائے ہوئے جمع ہوئے' ان پر ذلت چھائی ہوئی تھی اور خدائی فوجوں نے انہیں جو دردناک عذاب دیا تھا اس سے وہ تکلیف محسوس کر رہے تھے اور انہوں نے اسے امیر المسلمین سے صلح کرنے اور اس سے متعلق نصرانیہ کے بڑے بڑے لیڈروں کو اس کے پاس بھیجنے پر آمادہ کیا' وگرنہ ہمیشہ اس کی جانب سے انہیں آفت پہنچتی رہے گی اور ان کے گھر کے قریب نازل ہوتی رہے گی تو اس نے انہیں اپنے دین کی ذلت کی وجہ سے ان کی بات قبول کر لی اور اس نے اپنے جرنیلوں سرکشوں اور پادریوں کا ایک وفد بھیجا امیر المسلمین کے پاس صلح کرنے اور جنگ کے ہتھیار پھینکنے کی دعوت دیتا ہوا بھیجا تو امیر المسلمین نے ان پر فخر کرتے ہوئے انہیں واپس کر دیا پھر طاغیہ نے انہیں دوبارہ رغبت دلانے کے لئے واپس کیا کہ وہ اپنے دین اور قوم کی عزت کے لئے جو چاہے شرط عائد کر دے تو امیر المومنین نے ان کی حاجت پوری کر دی اور صلح

کی طرف مائل ہوا کیونکہ اسے ان کے خواص کے اس کے پاس آنے اور عزت اسلام کے آگے ان کے ذلیل ہونے کا یقین ہو گیا تھا اور اس نے ان کے مطالبہ کو قبول کیا اور اس نے ان پر شرط عائد کی جسے انہوں قبول کیا کہ وہ اپنی قوم اور غیر قوم کے تمام مسلمانوں سے صلح کریں گے اور اس کے پڑوسی ملوک کی دوستی اور دشمنی میں اس کی رضا مندی چاہیں گے اور یہ کہ وہ اپنے ملک کے دارالحرب میں مسلمان تاجروں سے ٹیکس اٹھا دیں گے اور مسلمان بادشاہوں کو آپس میں لڑانے پر اکسانا اور ان میں فتنہ بپا کرنا چھوڑ دیں گے اور اس نے ان شرائط کے طے کرنے اور اس معاہدہ کو پختہ کرنے کے لئے اپنے چچا عبدالحق بن الترجان کو بھیجا پس اس نے اچھی طرح بات پہنچادی اور وفائے عہد کی تاکید کی۔

ابن الاحمر کے ایلچیوں کا طاغیہ کے پاس جانا: اور ابن الاحمر کے ایلچی طاغیہ کے پاس آئے اور وہ امیر المسلمین کی مدافعت کئے بغیر اس کے ساتھ صلح کرنے کے لئے اس کے پاس موجود تھا پس اس نے ابن الترجان کی موجودگی میں انہیں بلایا اور امیر المسلمین نے اس کی قوم اور اہل ملت کے ساتھ جو معاہدہ کیا تھا انہیں سنا دیا اور انہیں کہا تم میرے آباء کے غلام ہو اور تم میرے ساتھ صلح اور جنگ کے مقام پر نہیں اور یہ امیر المسلمین ہیں اور میں اس کے مقابلہ کی اور اس کو تم سے روکنے کی طاقت نہیں رکھتا' تو وہ واپس چلے گئے اور جب عبدالحق نے دیکھا کہ اس کے خواص سلطان کی رضا کے خواہاں ہیں تو اُسے معاہدہ اور الفت کو مستحکم کرنے کے لئے اس کے پاس جانے کا خیال آیا اور اس نے انجام کو ناراضگی دور کرنے' غصے کو ٹھنڈا کرنے اور الفت کو مضبوط کرنے والا پایا تو وہ اس کے وفاق کی طرف مائل ہوا اور ابن تے اس سے پہلے اس کے ولی عہد امیر ابو یعقوب کو ملنے کو پوچھا تا کہ وہ اس پر مطمئن ہو جائے پس وہ اس کے پاس گیا اور شریش سے کچھ فراسخ پر اس سے ملاقات کی اور دونوں نے وہاں مسلمانوں کے پڑاؤ میں رات گزاری پھر دونوں دوسرے دن امیر المسلمین کی ملاقات کو گئے اور اس نے طاغیہ اور اس کی قوم کے ملاقات کے لئے لوگوں کو اکٹھا ہونے اور شعار اسلام اور اس کی تیاری کے اظہار کا حکم دیا پس وہ اکٹھے ہوئے اور تیاری کی اور انہوں نے ملت کی قوت وشوکت اور محافظوں کی کثرت کا اظہار کیا۔

امیر المسلمین اور طاغیہ کی ملاقات: اور امیر المسلمین نے نہایت عزت اور تپاک سے اس سے ملاقات کی جیسے کہ وہ ان جیسے عظمائے ملل سے ملتے تھے اور طاغیہ نے امیر المسلمین اور ان کے بیٹے کو اپنے ملک کے ظروف کے تحائف دیئے جن میں ایک وحشی نما جانوروں کا جوڑا تھا جس کا نام ہاتھی اور جنگلی گدھی تھا اور اس کے علاوہ بھی کچھ برتن تھے پس سلطان اور اس کے بیٹے نے انہیں قبول کیا اور انہوں نے بھی اس کے بالمقابل اتنے دگنی چیزیں دیں اور معاہدہ صلح مکمل ہو گیا اور طاغیہ نے بقیہ شرائط بھی قبول کر لیں اور اسلامی قوت دشمن سے راضی ہو گئی اور وہ خوشی و مسرت سے بھرپور ہو کر اپنی قوم کی طرف لوٹا اور امیر المسلمین نے اس سے مطالبہ کیا کہ جب سے نصاریٰ نے اسلامی شہروں پر قبضہ کیا ہے اس وقت سے جو علمی کتابیں ان کے پاس ہیں وہ انہیں بھجوائے تو اس نے بہت سی اقسام کی کتب تیرہ بوجھوں میں سلطان کے پاس بھیجیں تو سلطان نے طلب علم کے لئے فاس میں جس مدرسہ کی بنیاد رکھی تھی انہیں اس کے لئے وقف کر دیا اور امیر المسلمین رمضان شروع ہونے سے دو رات قبل الجزیرہ واپس آ گئے اور اپنے روزے اور قربانیاں ادا کیں اور اپنی رات کا ایک حصہ اہل علم سے گفتگو کے لئے مقرر کیا اور شعراء نے امیر المسلمین کی مجلس میں سرداروں کی موجودگی میں عید الفطر کے روز تیار کردہ اشعار سنائے اور اس میدان میں سب سے بازی لے جانے والا حکومت کا شاعر عزوز المکناسی تھا اس نے اس میں امیر المسلمین کے سفروں اور جنگوں کا

ترتیب کے ساتھ ذکر کیا تھا۔ پھر امیر المسلمین نے سرحدوں کے بارے میں غور و فکر کیا اور وہاں میگزین بنائے اور اپنے بیٹے امیر ابوزیان مندیل کو ان کا نگران مقرر کیا اور اسے مالقہ کے قریب رکوان میں اتارا اور اسے حکم دیا کہ وہ ابن الاحمر کے بلاد میں کوئی نیا واقعہ نہ کرے اور عباد بن عیاض العاصمی کو ایک دوسرے میگزین پر نگران مقرر کیا اور اسے البونہ میں اتارا اور اپنے بیٹے امیر ابویعقوب کو مغرب کے احوال کی تفتیش کرنے اور اس کے امور کو سنبھالنے کے لئے بھیجا تو وہ سبتہ کے لیڈر قائد محمد بن القاسم کے بحری بیڑے میں گیا اور اس نے اشارہ کیا کہ وہ اس کے باپ ابوالملوک عبدالحق کی قبر تعمیر کرنے اور تافرطیت میں ادریس نے اس سے ملاقات کی جس نے وہاں پڑاؤ کی حد بندی کی اور ان کی قبروں پر سنگ مرمر کی کوہانیں بنائیں اور ان پر تحریر کھدوائی اور تلاوت قرآن کے لئے قاریوں کو ان پر مقرر کیا اور اس کام کے لئے جاگیریں اور زمینیں وقف کیں اور اس دوران میں اس کا وزیر یحییٰ بن ابی مندیل العسکری نصف رمضان کو فوت ہو گیا پھر اس کے بعد ذوالحجہ میں امیر المسلمین بیمار ہو گئے اور ان کی تکلیف بڑھ گئی اور آخر محرم ۶۸۵ھ میں فوت ہو گئے۔

فصل

سلطان کی حکومت اور اس میں ہونے والے واقعات کے حالات اور اس کی حکومت کے آغاز میں خوارج کے حالات

جب امیر المسلمین ابویوسف الجزیرہ میں بیمار ہو گئے تو ان کی بیویوں نے ان کا علاج کیا اور ان کے ولی عہد امیر ابو یعقوب کو مغرب میں اپنی جگہ پر ان کی اطلاع ملی تو وہ جلدی سے چلا اور امیر المسلمین نے اس کی آمد سے قبل وصیت کی اور اس کے باپ کے وزراء اور اس کی قوم کے عظماء نے لوگوں سے اس کی بیعت لی اور وہ سمندر پار کر کے ان کے پاس گیا تو انہوں نے ماہ صفر ۶۸۵ھ میں از سرنو اس کی بیعت کی اور انہوں نے تمام لوگوں سے یہ بیعت لی اور اس دن خالص سلطان کی حکومت ہو گئی تو اس نے اموال کو تقسیم کیا اور عطیات دیئے اور قیدیوں کو رہا کیا اور لوگوں سے ذخیرہ لینا چھوڑ دیا اور اس بارے میں انہیں ان کی نظامت کے سپرد کیا اور گورنروں کے ہاتھوں کو رعایا پر ظلم و جور کرنے سے روکا اور ٹیکس اٹھا دیا اور مالی بافت کی عادت مٹا دی اور اپنی توجہ راستوں کی درستی کی طرف پھیر دی اور اس نے اپنی حکومت میں سب سے پہلی بات یہ کی کہ اس نے ابن الاحمر کو پیغام بھیجا اور اس کی ملاقات کے لئے جگہ مقرر کی پس وہ جلدی سے اس کے پاس آیا اور یکم ربیع الاول کو اسے مربالہ سے باہر ملا اور یہ اسے نہایت تپاک اور عزت سے ملا اور اس کے لئے الجزیرہ اور طریف کے سوا ان تمام اندلسی سرحدوں سے جو اس کی حکومت میں تھیں دستبردار ہو گیا اور دونوں اپنی جگہ سے تعلق اور دوستی کے شاندار حالات میں جدا

ہوئے اور سلطان الجزیرہ کی طرف واپس آ گیا تو وہاں اسے طاغیہ شانجہ کا وفد اس معاہدہ صلح کو کی تجدید کرتے ہوئے ملا جو امیر المسلمین نے اس سے طے کیا تھا تو اس نے ان کی بات کو قبول کر لیا اور جنب اندلس کا معاملہ درست ہو گیا اور اس پر نظر کرتے ہوئے گزرا تو اس نے اپنے بھائی عطیہ العباس کو مغربی سرحدوں کا امیر مقرر کیا اور علی بن یوسف کو اس کے میگزینوں کا افسر مقرر کیا اور اسے اپنی تین ہزار فوج سے مدد دی اور وہ مغرب جا کر ۷ ربیع الثانی کو قصر معمودہ میں اترا پھر فاس کی طرف چلا گیا اور ۱۲ جمادی الاوّل کو وہاں اترا۔

محمد بن ادریس کی بغاوت: اور جونہی وہ اپنے دارالخلافے میں ٹھہرا تو محمد بن ادریس نے اپنے بھائیوں اور بیٹوں اور رشتہ داروں سمیت اس کے خلاف بغاوت کر دی اور جبل درعہ میں چلا گیا اور اپنی دعوت دینا شروع کر دی اور سلطان نے اس کے بھائی ابوالمعروف کو اس کے پاس بھیجا تو اسے بھی ان کے پاس جانے کا شوق ہوا اور وہ ان کے پاس چلا گیا' پس سلطان نے اپنی فوجوں کے ساتھ ان سے جنگ کی اور بار بار ان کی طرف فوجیں روانہ کیں اور اس کے بھائی سے دستبرداری کے بارے میں نرمی کی تو وہ مخالفت سے باز آ گیا اور اس نے دوبارہ اچھی طرح اطاعت اختیار کر لی اور ادریس کے لڑکے تلمسان کی طرف بھاگ گئے اور انہیں راستے ہی میں پکڑ لیا گیا اور سلطان نے اس کے بھائی ابوزیان کو تازی کی طرف بھیجا اور اسے اشارہ کیا کہ وہ انہیں رجب ۶۸۵ھ میں تازی سے باہر قتل کر دے اور اس موقع پر شریف الاصل لوگ سلطان کی جلد بازی سے خوف زدہ ہو گئے اور ابوالعلاء ادریس بن عبدالحق اور یحییٰ بن عبدالحق اور عثمان ابن بزدل کے لڑکے غرناطہ چلے گئے اور ابو یحییٰ کے لڑکے سلطان کے عہد اور امان کے گزرنے کے بعد سلطان کی طرف واپس آ گئے اور اس کا بھائی محمد بن یعقوب بن عبدالحق اسی سال کے شعبان میں فوت ہو گیا اور اس کے بھائی ابو مالک کا بیٹا عمر طنجہ میں فوت ہو گیا۔

عمر بن عثمان کی بغاوت: پھر عمر بن عثمان بن یوسف العسکری نے قلعہ قندلادہ میں سلطان کے خلاف بغاوت کر دی اور اطاعت کو خیرباد کہہ دیا اور اعلانِ جنگ کر دیا اور سلطان نے بنی عسکر اور ان کے قرب وجوار میں رہنے والے قبائل کو اشارہ کیا تو انہوں نے اس کے لئے اکٹھ کیا اور اس سے جنگ کی پھر وہ اپنے سواروں اور فوجوں کے ساتھ اس کے ساتھ جنگ کرنے کو گیا اور سدورہ میں اترا اور عمر کو اس نے اپنی جان کا خوف پیدا ہو گیا اور اسے یقین ہو گیا کہ اس کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو اس نے امان طلب کی تو سلطان نے تلمسان چلے جانے کی شرط پر اسے امان دے دی' پس اس نے قوم کے افضل لوگوں میں سے ایک آدمی کو اس کے ساتھ امان کی پختگی کے واسطے بھیجا تو سلطان نے اس سے اپنا عہد پورا کیا اور وہ اپنے اہل اور بچوں کے ساتھ تلمسان چلا گیا پھر اسی سال کے رمضان میں سلطان نے مراکش کی طرف اس کی اطراف کو درست کرنے کے لئے کوچ کیا اور شوال میں وہاں اترا اور اس کے مصالح میں غور وفکر کیا اور اس دوران میں طلحہ بن محلی بطوی معقل کے بنی حسان کے پاس آیا اور سلطان کے خلاف بغاوت کر دی اور اپنی دعوت دینا شروع کر دی اور سلطان نے اپنے بھائی ابو مالک کے بیٹے منصور کو فوجوں کا سالار مقرر کیا اور اسے سوس کا والی بنانے کی وصیت کی اور اسے خوارج کے اتارنے اور فساد کے آثار مٹانے کے لئے بھیجا اور اسے اپنے بھائی عمر کے مقام سے شبہ پیدا ہو گیا تو اس نے اسے غرناطہ کی طرف جلاوطن کر دیا اور جس روز وہ وہاں پہنچا ابوالعلاء کے لڑکوں نے اسے قتل کر دیا اور امیر منصور فوجوں کے ساتھ گیا اور معقل کے عربوں سے جنگ کی اور انہیں خوب قتل کیا اور ۱۳ جمادی الاوّل ۶۸۶ھ کو ایک جنگ میں طلحہ بن محلی قتل ہو گیا اور اس کے سر کو سلطان کے دارالخلافہ میں بھجوایا

گیا تو اس نے اسے تازی میں لٹکا دیا پھر وہ رمضان میں معقل سے جنگ کرنے کے لئے صحرائے درعہ میں گیا کیونکہ انہوں نے آبادی کو نقصان پہنچایا تھا اور راستوں کو برباد کر دیا تھا اور وہ بارہ ہزار سواروں کے ساتھ ان کی طرف گیا اور جبل درن کو آڑ بنا کر بلاد ہسکورہ سے گزرا اور انہیں صحرا میں چراگاہیں تلاش کرتے ہوئے پکڑ لیا پس اس نے ان میں خوب خونریزی کی اور قیدی بنائے اور ان کے بے شمار سروں کو مراکش' سجلماسہ اور فاس کی برجیوں پر لٹکا دیا اور شوال کے آخر میں جنگ سے مراکش واپس آ گیا اور اس کے قدیم عامل محمد بن علی بن محلی کو' جو موحدین کے غلبے سے وہاں مقرر تھا برطرف کر دیا' کیونکہ جب اولاد علی کا سردار طلحہ ان کے پاس آیا تھا تو اسے اولاد علی کے متعلق شک پیدا ہو گیا تھا' پس وہ ماہ محرم ۷۲۷ھ میں برطرف ہو گیا اور اس کے بعد ماہ صفر میں اس کے قید خانے میں فوت ہو گیا اور المزوار قاسم بن عتو نے اس کی خواہش کی اور سلطان نے مراکش اور اس کے مضافات پر محمد بن عطوالجاناتی کو امیر مقرر کیا جو ان کی حکومت کے پروردہ معاہد مددگاروں میں سے تھا اور اس کے ساتھ اپنے بیٹے ابو عامر کو بھی چھوڑا اور فاس کے دارالخلافے کی طرف کوچ کر گیا اور نصف ربیع الاول میں وہاں اترا اور وہیں اس کی بیوی بنت موسیٰ بن رحو بن عبداللہ بن عبدالحق غرناطہ سے ابن الاحمر کے ارباب حکومت اور وزراء کے ایک وفد میں آ کر ملی پس اس نے وہاں اس سے شادی کی اور اس نے اس سے قبل اس کے باپ کو اس کے رشتہ کا پیغام بھیجا تھا اور اس کے ساتھ ابن الاحمر کے ایلچی اس سے وادی آش سے دستبردار ہونے کا مطالبہ کرتے ہوئے آئے تو اس نے ان کی حاجت کو پورا کر دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

وادی آش کے سلطان کی اطاعت میں داخل ہونے اور پھر اس کے ابن الاحمر کی اطاعت میں واپس جانے کے حالات

ابوالحسن بن اشقیلولہ سلطان ابن الاحمر کی حکومت کا مددگار اور اس کے کاموں کا معین تھا اور اسے اس وجہ سے حکومت میں بڑا مقام حاصل تھا اور جب وہ فوت ہوا تو اس نے دو بچے ابو محمد عبداللہ اور ابو اسحاق ابراہیم اپنے پیچھے چھوڑے تو ابن الاحمر نے ابو محمد کو مالقہ پر اور ابو اسحاق کو قمارش اور وادی آش پر امیر مقرر کیا اور جب سلطان ابن الاحمر فوت ہو گیا تو ان دونوں اور اس کے درمیان ناراضگی اور حسد پیدا ہو گیا اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے یہ بات فتنہ تک پہنچ گئی۔

اور ابو محمد' سلطان ابو یوسف کی اطاعت میں شامل ہو گیا پھر وہ فوت ہو گیا اور ابن الاحمر نے قلعہ قمارش پر قبضہ کر لیا اور رئیس ابو اسحاق نے اپنے بیٹے ابوالحسن کو وادی آش اور اس کے قلعوں پر امیر مقرر کیا اور اس کے اور ابن الاحمر کے درمیان

مسلسل جنگ جاری رہی اور ابوالحسن نے طاغیہ کی مدد کی اور اس کے بھائی ابومحمد اور ابن الدلیل نے ابن کے ساتھ غرناطہ پر حملہ کیا اور ان دونوں اور ابن الاحمر کے درمیان طویل جنگ ہوئی' پھر مسلمانوں اور نصاریٰ کے درمیان مصالحت ہوگئی اور ابو محمد بن اشقیلولہ کو ابن الاحمر کی زیادتی سے اپنی جان کا خوف پیدا ہو گیا تو وہ حاکم مغرب کی اطاعت میں چلا گیا اور ۶۸۲ھ میں وادی آش میں اس کی دعوت کو قائم کیا پس ابن الاحمر اس سے متعرض نہ ہوا یہاں تک کہ اس کے اور سلطان ابو یعقوب کے بیٹے کے درمیان تعلق پیدا ہو گیا اور اس قرابت کا معاملہ ان کے ہاتھ میں تھا' اس نے اپنے ایلچیوں کو سلطان کی طرف بھیجا کہ وہ اس سے وادی آش سے دستبردار ہونے کا مطالبہ کریں تو وہ اس کے لئے اس سے دستبردار ہو گیا اور اس نے ابوالحسن بن اشقیلولہ کے پاس بھی اسی کام کے لئے ایلچی بھیجا تو اس نے اُسے چھوڑ دیا اور ۶۸۷ھ میں اس کی طرف کوچ کر گیا اور سلا میں اس سے ملاقات کی تو اس نے اُسے کمائی کے ذریعے کے طور پر قصر کبیر اور اس کے مضافات دیے پھر وہ ان کی حکومت کے آخر تک آباد رہے اور ابن الاحمر نے وادی آش اور اس کے قلعوں پر غلبہ پالیا اور اندلس میں اس کے قرابت داروں میں سے کوئی اس سے جھگڑا کرنے والا باقی نہ رہا۔

فصل

امیر ابو عامر کے بغاوت کرنے اور مراکش کی طرف جانے اور پھر اطاعت کی طرف واپس آنے کے حالات

جب سلطان فاس میں اترا اور وہاں قیام کیا تو اس کے بیٹے ابو عامر نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور مراکش چلا گیا اور آخر شوال ۶۸۷ھ میں اپنی دعوت دینا شروع کر دی اور اس کے عامل محمد بن عطوا نے مخالفت میں اس کی مدد کی اور سلطان اس کے پیچھے مراکش کی طرف گیا تو وہ اس کے مقابلہ کے لئے نکلا اور انہیں شکست ہوئی اور سلطان نے مراکش میں کئی روز تک ان کا محاصرہ کئے رکھا پھر ابو عامر بیت المال کی طرف گیا اور جو کچھ اس میں تھا اس کا صفایا کر دیا اور المشرف بن ابی البرکات کو قتل کر دیا اور جبال مصامدہ میں چلا گیا اور سلطان عرفہ کے روز شہر کی طرف چلا گیا اور ٹھہرا اور معاف کیا اور امیر ابو مالک کے بیٹے منصور نے سوس سے حاجہ پر حملہ کیا اور اس کی اطراف پر قبضہ کر لیا پھر اس نے اس کی طرف مراکش سے فوج بھیجی تو انہوں نے برابرہ سوس کے مرکز پر حملہ کر دیا اور ان کے چالیس سے زیادہ سردار قتل ہو گئے اور ان مقتولین میں ان کا شیخ حیون بن ابراہیم بھی تھا۔ پھر ان کے بیٹے ابو عامر کا اپنے باپ کی ناراضگی اور اس کی مخالفت سے دل تنگ ہو گیا تو وہ ۶۸۷ھ کے آغاز میں اپنے وزیر ابن عطوا کے ساتھ تلمسان چلا گیا پس عثمان بن یغمراسن نے انہیں پناہ دی اور ان کے لئے مکان تیار

کیا اور وہ کئی روز تک اس کے ہاں ٹھہرے رہے پھر سلطان کو اپنے بیٹے پر اسی طرح رحم آ گیا جیسے بیٹے کو اس پر رحم آ گیا تھا تو وہ اس سے راضی ہو گیا اور اُسے اس کی جگہ پر واپس کر دیا اور عثمان بن یغمر اسن نے مطالبہ کیا کہ وہ ابن عطوا کو اس کے سپرد کر دے جو اس کے بیٹے کے ساتھ نفاق پیدا کرنے والا ہے تو اس نے اپنی پناہ کے ضائع کرنے اور اپنے عہد کے توڑنے سے انکار کیا اور ایلچی نے اس سے سخت کلامی کی تو اس نے اس پر حملہ کیا اور اسے قید کر دیا تو سلطان کے دل میں پوشیدہ اور قدیم کینے اور متوارث خیالات جوش مارنے لگے اور اس نے تلمسان سے جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا۔

فصل

عثمان بن یغمر اسن کے ساتھ از سر نو فتنہ کے پیدا ہونے اور سلطان کے شہر تلمسان کے ساتھ جنگ اور مقابلہ کرنے کے حالات

ان دونوں قبیلوں کے درمیان جب سے انہوں نے صحراء میں حمراء ملویہ سے لے کر صافیلیک تک جولانگاہیں بنائی تھیں قدیم فتنہ پایا جاتا ہے اور جب یہ تلول چلے آئے اور مغرب اوسط اور اقصیٰ کے مضافات پر قابض ہو گئے تو بھی ان میں مسلسل جنگیں ہوتی رہیں اور موحدین کی حکومت اپنے اختلال و التیام کے وقت ان کے درمیان جنگ بھڑکا کر ان سے مدد طلب کرتی رہی جس کی وجہ سے ان کے احوال فریب کھاتے رہے اور ان کی جنگیں مسلسل ہوتی رہیں اور یغمر اسن بن زیان اور ابو یحییٰ بن عبدالحق کے درمیان وہاں ایسی جنگیں ہوئیں جن میں سے ہم نے بعض کا حال بیان کیا ہے اور ان میں سے بعض جنگوں میں موحدین نے یغمر اسن پر فتح پائی اور ابو یحییٰ بن عبدالحق کو اپنے قبیلے کی کثرت کی وجہ سے اکثر غلبہ حاصل رہا ہاں یغمر اسن اپنی بقیہ جنگوں میں اس کی مقاومت کے درپے رہا اور جب بنی عبدالمومن کا نشان مٹ گیا اور یعقوب بن عبدالحق ان کی حکومت پر مسلط ہو گیا اور ان کی فوجیں اس کے مددگاروں میں شامل ہو گئیں اور وہ دگنی ہو گئی تو اس کی حکومت نے یغمر اسن کی حکومت پر افسوس کیا اور تلاغ میں اس پر حملہ کر دیا جہاں مشہور جنگ ہوئی پھر اس نے دوسری اور تیسری بار اس پر حملہ کیا اور جب یعقوب بن عبدالحق کے قدم اس کی حکومت میں استوار ہو گئے اور اس نے مغرب اور اس کے بقیہ شہروں کو مکمل طور پر فتح کر لیا اور اس نے یغمر اسن کو اس کی مقاومت کی طرف بڑھنے سے روک دیا اور اس کی فوج کو شکست دے کر اور اس کے گھر میں مقابلہ کر کے اور بنی توجین اور مغراوہ میں سے جو اس کے ہمسر زناتہ تھے اور ان کی مدد کر کے اس کے قوی کو کمزور کر دیا لیکن اس کے بعد وہ جہاد کی طرف لوٹ گیا اور جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے اُسے اور کاموں کی نسبت اس میں دلچسپی تھی اور جب وہ واپس آیا تو اندلس میں سلطان یعقوب بن عبدالحق کو جو مقام حاصل تھا اس سے ابن الاحمر کو شک پیدا ہوا

اور اسے اپنی حکومت کے بارے میں اس سے خوف پیدا ہو گیا اور اس نے اسے اپنے کنارے کی طرف آنے سے روکنے کے لئے طاغیہ کی مدد کی پھر انہیں خدشہ ہوا کہ وہ اس کی مدافعت پر ٹھہر نہ سکیں گے تو انہوں نے اُسے روکنے کے لئے یغمر اسن سے خط و کتابت کی اور اس نے انہیں اس کا جواب دیا اور اس کے لئے اپنے عزائم کو کھلم کھلا بیان کیا اور پھر وہ اس کے خلاف متحد ہو گئے پھر ابن الاحمر اور طاغیہ کے درمیان حالات خراب ہو گئے اور اسے یعقوب بن عبدالحق کے ساتھ دوستی کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا' پس اس نے اس کے بیٹے یوسف بن یعقوب کے واسطہ سے دوستی کی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور انہوں نے اسے ان کی مدد کے بارے میں یغمر اسن کی پوشیدگی کی اطلاع دی تو اس نے ۶۷۹ھ میں اس سے جنگ کی اور خرزونہ میں اُسے شکست دی اور اس نے تلمسان میں اس سے جنگ کی اور اس کے میدان میں اپنے دشمن کو جو بنی توجین میں سے تھا خوب لتاڑا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پھر وہ اپنے جہاد کے کام کی طرف واپس آ گیا۔

یغمر اسن بن زیان کی وفات: اور ۶۸۱ھ میں واپسی پر یغمر اسن بن زیان فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے عثمان کو ولی عہد مقرر کیا' ان کا خیال تھا کہ وہ بنی مرین سے جنگ کرنے اور ان پر غالب آنے کا خیال نہیں کرے گا اور نہ ہی صحرا میں ان کے مقابلہ کو نکلے گا اور جب وہ اس کی طرف آئیں گے تو یہ ان کے مقابلہ میں دیواروں کی پناہ لے گا' ان کا خیال تھا کہ وہ مراکش پر بنو مرین کے غالب آ جانے اور موحدین کے سلطان کے ان کے سلطان کے ساتھ مل جانے سے ان کی قوت بڑھ جائے گی اور ان کے خیال میں اس نے اپنی وصیت میں اسے کہا کہ یہ بات تجھے دھوکہ نہ دے کہ میں نے اس کے بعد ان کی طرف رجوع کرنا اور ان کے مقابلہ کو چھوڑنا پسند نہیں کیا اور لوگ اس بات کو جانتے ہیں مگر تجھے ان کے مقابلے سے پیچھے ہٹنے میں کوئی نقصان نہیں کیونکہ اس بارے میں تجھے کوئی معین مقام حاصل نہیں اور نہ کوئی پرانی عادت ہے اور اپنے پیچھے افریقہ پر غالب آنے کے لئے پوری جدوجہد کر اور اگر تو نے یہ کام کر لیا تو یہی مقابلہ اور یہی وصیت ہے' ان کا خیال ہے کہ اس کے بعد اسی بات نے عثمان اور اس کے بیٹوں کو افریقہ کی حکومت کو طلب کرنے اور بجایہ سے جنگ کرنے اور موحدین کے ساتھ لڑنے کے لئے آمادہ کیا تھا اور جب یغمر اسن فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا بنی مرین سے مصالحت کرنے گیا تو اس نے اپنے بھائی محمد کو سلطان یعقوب بن عبدالحق کے پاس بھیجا اور وہ سمندر پار کر کے اس کے پاس اندلس گیا اور اس چوتھی آمد پر ۶۸۴ھ میں اُسے ارکش میں ملا' تو اس نے اس سے مصالحت کا معاہدہ طے کیا اور اسے خوشی خوشی اپنے بھائی اور ان کی قوم کی طرف لوٹا دیا۔

یعقوب بن عبدالحق کی وفات: اور اس کے بعد ۶۸۵ھ میں یعقوب بن عبدالحق فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے یوسف بن یعقوب نے امارت سنبھالی اور ہر جہت سے خوارج نے اس پر حملہ کر دیا تو اس نے ان کے لئے تیاری کی اور ان کا قلع قمع کیا پھر آخر میں ان کے بیٹے نے سلطان کے وزیر محمد بن عطو ا کی مدد سے اس کے خلاف بغاوت کر دی جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے پھر وہ اپنے باپ کی اطاعت میں لوٹ آیا اور وہ اس سے راضی ہو گیا اور اسے اپنے دارالخلافے میں دوبارہ وہی مقام دے دیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ عثمان بن یغمر اسن نے ابن عطو ا کا مطالبہ کیا جس نے اس کے بیٹے کے ساتھ اس کے خلاف بغاوت کی تھی تو عثمان نے اس کے سپرد کرنے سے انکار کیا اور سلطان کو غصہ آ گیا اور اس نے ان سے جنگ کرنے کا عزم کر لیا اور صفر ۶۸۷ھ کو مراکش سے کوچ کر گیا اور وہاں اپنے بیٹے امیر ابو عبدالرحمٰن کو حاکم مقرر کیا پھر اسی سال کے ربیع الاوّل میں فاس سے اپنی فوجوں اور تمام اہل مغرب کے ساتھ ان سے جنگ کرنے کو گیا اور تلمسان میں اترا جہاں عثمان اور

اس کی قوم قلعہ بند ہو گئے اور انہوں نے اس کی دیواروں میں اس سے پناہ لی تو اس نے اس کے نواح میں آبادیوں اور کھیتوں کو جا کر برباد کر دیا پھر ذراغ الصابون کے میدان میں اترا پھر تامہ گیا اور چالیس روز تک اس کا محاصرہ کیا اور اس کے درختوں اور سبزوں کو برباد کیا اور جب وہ فتح نہ ہو سکا تو وہاں سے چلا گیا اور مغرب لوٹ آیا اور بلاد بنی یرناتن میں عین الفصا پر عید الفطر کی عبادت کی اور عید الاضحیٰ کی قربانی تازی میں دی اور وہاں ٹھہرا رہا اور وہیں سے وہ طاغیہ کی بغاوت کے وقت جنگ کے لئے گیا۔

فصل

طاغیہ کے بغاوت کرنے اور سلطان کے اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے جانے کے حالات

جب سلطان تلمسان سے جنگ کر کے واپس لوٹا تو اسے اطلاع ملی کہ طاغیہ شانجہ نے بغاوت کر دی ہے اور عہد توڑ دیا ہے اور سرحدوں سے آگے گزر گیا ہے اور سرحدوں پر حملہ کر دیا ہے تو اس نے میگزین کے قائد یوسف بن برناس کو دار الحرب میں داخل ہونے اور شریش سے جنگ کرنے اور طاغیہ کے بلاد پر غارت گری کرنے کے لئے اشارہ کیا پس وہ ربیع الآخر ۶۹۰ھ میں اس کے لئے تیار ہوا اور اس میں گھس گیا اور اس کی اطراف میں دور تک چلا گیا اور بہت قتل عام کیا اور سلطان تازی سے جنگ کرتے ہوئے جمادی الاولیٰ میں اس کے پیچھے گیا اور قصر مصمودہ میں اترا اور اہل مغرب اور اس کے قبائل اور شہزادہ کو جنگ کے لئے جمع کیا اور انہیں سمندر پار لے جانے میں مشغول ہو گیا اور طاغیہ نے اپنے بحری بیڑوں کو روانگی میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے آبنائے جبرالٹر کی طرف بھیجا اور سلطان نے اپنے سواحل کے بحری بیڑوں کے افسروں کو اشارہ کیا اور انہیں جنگ کے لئے بھیجا اور شعبان میں آبنائے جبرالٹر میں بحری بیڑوں کی جنگ ہوئی اور مسلمان منتشر ہو گئے اور اللہ نے انہیں آزمایا پھر انہوں نے دوبارہ ان سے جنگ کی اور دشمن کے بحری بیڑوں نے جنگ سے بزدلی دکھائی اور آبنائے جبرالٹر سے چلے گئے اور سلطان کے بحری بیڑوں نے اس پر قبضہ کر لیا پس وہ رمضان کے آخر میں گیا اور طریف میں اترا پھر جنگ کرتا ہوا دار الحرب میں داخل ہو گیا اور تین ماہ تک قلعہ بجیر سے جنگ کرتا رہا اور ان کی ناکہ بندی کر دی اور دشمن کی زمین میں فوجیں بھیجیں اور شریش، اشبیلیہ اور اس کے نواح پر غارت گری کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے حد درجہ تک قتل عام کیا اور جہاد کی ضرورت کو پورا کیا اور موسم سرما میں اسے تنگ کیا اور فوج سے غلہ روک لیا تو وہ قلعہ سے چلا گیا اور الجزیرہ کی طرف لوٹ آیا پھر ۶۹۱ھ کے آغاز میں مغرب کو گیا اور ابن الاحمر اور طاغیہ نے اسے روکنے کے لئے ایک دوسرے کی مدد کی جیسا کہ ہم بیان

کریں گے۔

فصل

ابن الاحمر کے بغاوت کرنے اور طریف کے معاملے میں اس کے طاغیہ کی مدد کرنے کے حالات

جب سلطان ۶۹۱ھ کے شروع میں اپنی جنگ سے واپس آیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اس نے دشمن کو حد درجہ زخمی کیا اور اس کے بلاد میں خوب خونریزی کی پس طاغیہ کو اس کے معاملے نے پریشان کیا اور اس کا دباؤ اس پر سخت ہو گیا تو اس نے اس کے سوا کوئی اور راز دار تلاش کیا اور ابن الاحمر اس کے شر سے خوف زدہ ہو گیا اور اس نے دیکھا کہ اس کے حالات کا انجام اندلس میں غلبہ کی صورت میں ہو گا اور وہ اس کے امر پر غالب آ گیا' پس اس نے طاغیہ سے گفتگو کی اور وہ مشورہ کے لئے الگ ہو گئے اور انہوں نے بیان کیا کہ اس کا ان کی طرف آنے میں کامیاب ہونا' وہ آبنائے جبر الٹر کی مسافت کے قریب ہونے سے ہے اور اس کے دونوں کناروں پر مسلمانوں کی سرحدوں کا انتظام ان کے دشمنوں اور جہازوں کے تصرف میں ہے' وہ جب چاہیں بحری بیڑوں کے بغیر بھی ان کا انتظام کر سکتے ہیں اور ان سرحدوں کی اصل' طریف' ہے اور جب وہ اس پر قابو پالیں گے تو وہ آبنائے جبر الٹر میں ان کے لئے نگہبان ہو گی اور ان کا بحری بیڑا اپنی بندرگاہ پر حاکم مغرب کے بحری بیڑوں کی گھات میں تھا جو اس سمندر کی موجوں میں گھسے ہوئے تھے پس طاغیہ نے طریف سے جنگ کرنے کا عزم کر لیا اور اسے خیال تھا کہ ابن الاحمر اس بارے میں اس کی مدد کرے گا اور اس نے جنگ کے ایام میں ان کے ساتھ فوج کی خوراک کے لئے مدد اور غلہ دینے کی شرط کی اور انہوں نے اس معاملے میں ان سے تعاون کیا اور طاغیہ نے نصرانی فوجوں کو راستے میں بٹھا دیا اور ان سے پرزور جنگ کی اور آلات نصب کئے اور مدد اور غلہ کو روک لیا اور ان کے بحری بیڑے آبنائے جبر الٹر میں اتر پڑے اور سلطان اور ان کے مسلمان بھائیوں کی مدد میں حائل ہو گئے اور ابن الاحمر نے مالقہ میں ان کے قریب پڑاؤ کیا اور اسے ہتھیاروں' نوجوانوں اور غلہ کی مدد دی۔

قلعہ اصطبونہ سے جنگ: اور قلعہ اصطبونہ سے جنگ کرنے کے لئے فوج بھیجی اور محاصرہ لمبا کرنے کے بعد اس پر غلبہ پالیا اور مسلسل چار ماہ تک یہی حال رہا' یہاں تک کہ اہل طریف کو تکلیف پہنچی اور محاصرہ سے تنگ آ گئے تو انہوں نے شہر سے دست بردار ہونے اور صلح کے بارے میں طاغیہ سے خط و کتابت کی پس اس نے ان سے صلح کر لی اور انہیں ۶۹۱ھ میں دست بردار کر دیا اور ان سے اپنا عہد پورا کیا اور جب انہوں نے معاہدہ کر لیا تو ابن الاحمر نے اس سے طاغیہ کے دست بردار ہونے پر

نظر کی تو اس نے اس سے اعراض کیا اور اُسے مخصوص کر لیا حالانکہ وہ اس سے پہلے اس کے لئے اس کے عوض چھ قلعوں سے دست بردار ہو چکا تھا' پس ان دونوں کے درمیان حالات خراب ہو گئے اور ابن الاحمر نے سلطان سے تمسک کرنے اور اس کے اہل ملت کی طاغیہ کے خلاف مدد مانگنے کی طرف رجوع کیا اور اپنے عم زاد رئیس ابوسعید فرج بن اسمٰعیل بن یوسف اور اپنے وزیر ابوسلطان عزیز الدانی کو اپنے دارالخلافہ کے باشندوں کے وفد میں تجدید عہد اور تاکید مودت اور طریف کے معاملے میں زبردست معذرت کرنے کے لئے بھیجا پس وہ اسے تازوطا کی جنگ میں اس کے مقام پر آ سے ملے جیسا کہ ابھی بیان ہوگا' پس انہوں نے صلح کا پختہ معاہدہ کیا اور وہ ۶۹۲ھ میں ابن الاحمر کی مواخات اور ہتھ جوڑی کی غرض کو پورا کر کے اس کے پاس واپس آ گئے اور اس دوران میں اندلس کے میگزینوں کا افسر علی بن یزکاسن ربیع الاوّل ۶۹۲ھ میں فوت ہو گیا اور سلطان نے اس کے ولی عہد بیٹے امیر ابوعامر کو اندلس کی مطیع سرحدوں پر امیر مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ ان کے مصالح پر غور وفکر کرے اور اس نے اسے فوجوں کے ساتھ قصر المجاز کی طرف بھیجا' جہاں اسے سلطان ابن الاحمر ملا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے و اللہ اعلم۔

فصل

ابن الاحمر کے سلطان کے پاس آ جانے اور طنجہ میں ان دونوں کے ملاقات کرنے کے حالات

جب ایلچی اپنی پذیرائی اور ضروریات کی تکمیل اور مواخات کے مقاصد کی استواری کے بعد ابن الاحمر کی طرف واپس آئے تو ابن الاحمر کو یہ بہت اچھا موقع ہاتھ آیا اور وہ خوشی سے جھوم اٹھا تو اس نے محبت کے پختہ کرنے اور واقعہ طریف کے بارے میں مکمل طور پر معذرت کرنے اور مسلمانوں کی امداد کرنے اور انہیں دشمن کے مقابلہ میں کامیاب کرنے کے لئے سلطان کے پاس جانے کا پختہ عزم کر لیا' پس وہ ارادہ کر کے ذوالقعدہ ۶۹۲ھ میں سمندر پار کر گیا اور سبتہ کے کناروں پر بنیونش میں اترا پھر طنجہ چلا گیا اور اپنی گفتگو سے قبل سلطان کے پاس تحائف بھیجے جن میں سب سے شاندار تحفہ وہ مصحف کبیر تھا جو ان مصاحف میں سے ایک تھا جو حضرت عثمان بن عفان نے مخصوص علاقوں میں بھیجے تھے ان میں سے یہ مصحف مغرب کے لئے مختص تھا جیسا کہ سلف نے نقل کیا ہے اور بنو امیہ قرطبہ میں اس کے یکے بعد دیگرے وارث ہوتے تھے پس سلطان کے دونوں بیٹوں امیر ابوعامر اور اس کے بھائی امیر ابوعبدالرحمٰن نے اسے حاصل کیا اور اس کے اعزاز میں جلسہ کیا پھر سلطان اپنے دارالخلافہ سے ان دونوں کے پیچھے اُسے حاصل کرنے اور اس کے خیر مقدم کرنے کے لئے آیا اور وہ طنجہ میں اس کے پاس آیا اور اس کی حد درجہ تکریم کی۔

اور ابن الاحمر نے طریف کے معاملے میں بڑی لمبی چوڑی عذر خواہی کی تو سلطان نے ملامت سے عدول و اعراض

کیا اور اس کے عذر کو قبول کیا اور اس سے حسن سلوک کیا اور بہت کچھ دیا اور ابن الاحمر اس کے لئے الجزیرہ رندہ غربیہ اور اندلس کی سرحدوں کے بین قلعوں سے دست بردار ہو گیا جو قبل ازیں حاکم مغرب کی اطاعت میں شامل تھے اور اس کی فوجوں کی فرودگاہ تھے اور ابن الاحمر ۶۹۲ھ کے آخر میں اندلس کی طرف شاد کام واپس آیا اور سلطان کی فوجیں اس کے ساتھ طریف کے محاصرے کے لئے گئیں اور اس نے ان کے ساتھ جنگ کے لئے اپنے مشہور وزیر عمر بن السعود بن الخرباش جشمی کو سالار مقرر کیا پس اس نے ایک عرصہ تک اس سے جنگ کی مگر اسے سر نہ کر سکا اور وہ وہاں سے چلا گیا اور سلطان نے تلمسان کے ساتھ جنگ کرنے اور اس کا محاصرہ کرنے کا ارادہ کر لیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

ریف کی جہات میں وزیر وساطی کے قلعہ تازوطا کو روندنے اور سلطان کے اس سے دستبردار ہونے کے حالات

یہ بنو وزیر بنی مرین کی طرف سے بنی وطاس کے رؤسا تھے اور ان کا خیال ہے کہ ان کا نسب بنی مرین میں دخیل ہے اور یہ کہ وہ علی بن یوسف بن تاشفین کی اس اولاد میں سے ہیں جو صحرا میں چلی گئی تھی اور بنی وطاس کے ہاں اتری تھی اور ان کی رگیں ان میں جذب ہو گئیں یہاں تک کہ ان کے مشابہ ہو گئے اور اس وجہ سے السرد ہمیشہ ہی ان کی آنکھوں کے سامنے چار زانو ہو کر بیٹھے اور ریاست نے ان کی ناک چڑھا دی اور وہ اولاد عبدالحق سے اچانک حکومت حاصل کرنا چاہتے تھے مگر انہوں نے اس کی سکت نہ پائی۔

اور جب سعید تلمسان سے جنگ کرنے کے لئے تازی میں اترا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور امیر ابو یحییٰ بن عبدالحق ان کے شہر میں گیا تو انہوں نے اس پر اچانک حملہ کرنے کے بارے میں مشورہ کیا اور ان کے معاملے میں جو کچھ ہو گیا اور کوچ کر گیا تو وہ بھی بلاد بنی یرناسن میں کوار اور عین الصفا کی طرف بھاگ گئے اور وہاں پر اسے سعید کی وفات کی خبر ملی اور جب سے بنی مرین مغرب میں داخل ہوئے تھے اور اس کی عملداریوں کو باہم تقسیم کیا تھا۔ بلاد الریف بنی وطاس کے حصے میں آئے تھے اور اس کے مضافات میں ان کے اترنے کے لئے اور اس کے شہر اور رعایا ان کے ٹیکس کے لئے تھے اور مغرب میں اس جگہ پر تازوطا کا قلعہ سب سے مضبوط تر تھا اور اولاد عبدالحق کے ملوک اس کے بارے میں فکر مند رہتے تھے اور اسے اپنے با اعتماد دوستوں میں شمار کرتے تھے تاکہ وہ اس قبیلے کے لوگوں کی پیشانی کو پکڑنے والا ہو اور جب وہ اس کی طرف دیکھتے تھے تو ان کے دلوں میں اس سے غم پیدا ہوتا تھا اور سلطان نے منصور کو جو اس کے بھائی ابو مالک کا بیٹا تھا اس کے بیٹے امیر

المسلمین یعقوب بن عبدالحق کے فوت ہو جانے کے بعد اس کا امیر مقرر کیا تھا اور اس عہد میں عمر بن یحییٰ بن الوزیر اور اس کا بھائی واطاس کے رئیس تھے پس انہوں نے اس کے باپ کی وفات کے بعد سلطان کے حکم کو حقیر سمجھا اور انہیں تازوطا میں بغاوت کرنے اور خودمختار بن جانے کا خیال آ گیا۔

عمر کا منصور پر حملہ: پس عمر نے سلطان کے بھتیجے منصور پر شوال ۶۹۱ھ میں حملہ کر دیا اور اس کے آدمیوں اور رشتہ داروں کو اچانک پکڑ لیا اور اسے وہاں سے ہٹا دیا اور اس کے محل میں ٹیکس کا جو مال پڑا تھا اس پر قابو پا کر اس کا صفایا کر دیا اور خودمختار بن بیٹھا اور قلعے کو اپنے جوانوں' مددگاروں اور اپنی قوم کے سرداروں سے بھر لیا اور منصور' سلطان کے پاس پہنچ گیا اور چونکہ اسے پہنچی تھی اس کے صدمے سے نجات پا کر چند راتوں میں فوت ہو گیا اور سلطان نے اپنے مشہور وزیر عمر بن السعود بن عرباش کو فوجوں کے ساتھ اس سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا تو اس نے اس کا محاصرہ کر لیا پھر سلطان بھی اس کے پیچھے گیا اور اس سے جا ملا اور اس نے بھی اس کے میدان میں اپنا پڑاؤ کر لیا اور عمر کا بھائی عامر' اس معاملے کے انجام کے خوف سے اپنی قوم کے ساتھ سلطان کے پاس چلا آیا اور عمر محاصرے کی شدت سے ڈر گیا اور بچنے سے ناامید ہو گیا اور اسے اپنے محصور ہونے کا یقین ہو گیا اور اس نے اپنے بھائی عامر سے سازش کی اور اس نے سلطان سے قلعے میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور اس نے اپنا ذخیرہ اٹھایا اور تلمسان کی طرف بھاگ گیا اور عامر جب قلعے میں گیا تو اسے معلوم ہو گیا کہ اس کے بھائی عمر کے لئے فضا صاف ہو گئی ہے اور وہ سلطان کے شر سے ڈر گیا اور اسے خدشہ ہوا کہ وہ اس سے اپنے بھتیجے کا بدلہ لے گا تو وہ قلعہ میں قلعہ بند ہو گیا۔ پھر نادم ہوا اور اس دوران میں اندلس کا وفد پہنچ گیا اور انہوں نے اپنے بحری بیڑوں کو غساسہ کی بندرگاہ پر ٹھہرا دیا اور عامر نے ان کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ سلطان کے ہاں اپنی وجاہت کے باعث اس کے پاس اس کی سفارش اس شرط پر قبول کر لی گئی کہ وہ اندلس چلا جائے اور اس نے اسے ناپسند کیا اور اس کا ایک خاص آدمی انہیں دھوکہ دینے کے لئے بحری بیڑے کو اس کے سامنے لے گیا اور وہ رات کو تلمسان چلا گیا تو سلطان نے کچھ وقت کے لئے اس کے بیٹے کو پکڑ لیا اور اس کے خواص میں جو لوگ بحری بیڑے والوں کے پاس تھے ان کو انہوں نے چھوڑ دیا اور وہ ان کے سلطان کے پاس جانے سے الگ رہے کیونکہ ان کے ساتھ عامر نے فریب کیا تھا' پس ان کے اتباع' قرابت داروں اور اولاد میں سے جو لوگ قلعے میں تھے وہ سلطان کے حکم سے قتل کئے گئے اور سلطان نے قلعہ تازوطا پر قبضہ کر لیا اور وہاں اپنے کارندے اور پہرے دار اتارے اور ۶۹۲ھ کے جمادی الاول کے آخر میں اپنے دارالخلافے فاس میں واپس آ گیا۔

فصل

سلطان کے بیٹے ابو عامر کے بلاد الریف اور جہات غمارہ کی طرف آنے کے حالات

ابن الاحمر کے سلطان کے پاس جانے اور اس کے ساتھ راضی ہو جانے اور اس کے ساتھ پختہ مواخات کرنے اور اپنے وزیر کو طریف سے جنگ کرنے پر آمادہ کرنے اور قلعہ تازوطا سے وزیر کی باغی اولاد کو اتارنے کے بعد ابو عامر قصر معمورہ سے بلاد الریف کی طرف آ گیا کیونکہ اس کا باپ، اپنے احوال کی تسکین کے لئے اس کا محتاج تھا اور امیر ابو یحییٰ بن عبدالحق کے لڑکے تلمسان چلے آئے کیونکہ سلطان کے دل میں ان کے متعلق چغلی کے باعث کینہ تھا پس وہ کئی روز تک وہاں ٹھہرے رہے پھر انہوں نے سلطان سے مہربانی کی درخواست کی اور اُسے راضی کرنا چاہا تو وہ راضی ہو گیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی قوم اور حکومت میں اپنا مقام پر واپس چلے جائیں اور امیر ابو عامر کو بھی اطلاع پہنچ گئی جب کہ وہ ریف میں اپنے پڑاؤ میں تھا' پس اس نے راستے میں ان کے قتل کرنے کی ٹھان لی۔ اس کا خیال تھا کہ اس طرح وہ اپنے باپ کو راضی کرے گا۔

اور اس نے ۶۹۵ھ میں ملویہ کی وادی قطف میں انہیں روکا اور قتل کر دیا اور سلطان کو بھی ان کی اطلاع مل گئی تو وہ پریشان ہو گیا اور اپنے بیٹے کی عہد شکنی' اس کے فعل اور ناراضگی سے بیزاری کا اظہار کیا اور اسے دور کر دیا پس وہ ناراض ہو کر چلا گیا اور بلادِ الریف میں پہنچ گیا پھر جبل غمارہ کی طرف چلا گیا اور ہمیشہ ہی ان کے درمیان دھتکارا ہوا پھرتا رہا اور اس کے باپ کی فوجوں نے میمون بن درواد خثعمی کی نگرانی اور پھر یرزیکن بن الولاۃ کی نگرانی کے لئے تامیونت میں اس سے جنگ کی اور اس نے کئی باران پر حملہ کیا اور آخری حملہ ۶۹۷ھ میں یرزیکن پر کیا اور ان کی حکومت کے مؤرخ الرکیمی نے بیان کیا ہے کہ جبل غمارہ سے ان کا خروج ۶۹۴ھ میں ہوا اور اس کے بعد اس نے زہیر ابو یحییٰ کی اولاد کو ۶۹۵ھ میں قتل کیا' اس نے ان کی بغاوت کی جگہ پر ان سے جنگ کی اور انہیں قتل کیا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور مسلسل اس کی یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ جبال غمارہ میں بنی سعید میں ۶۹۸ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے اعضاء فاس میں لائے گئے اور اُسے باب الفتوح میں اس کی قوم کے قبرستان میں دفن کیا گیا اور اس نے دو لڑکے پیچھے چھوڑے جنہیں ان کا دادا سلطان لے گیا جو اس کے بعد خلیفہ ہوئے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

تلمسان کے بڑے محاصرے اور اس کے درمیان ہونے والے واقعات کے حالات

عثمان بن یغمراسن نے ۶۸۹ھ میں سلطان کے چلے جانے اور طاغیہ اور ابن الاحمر کے اس کے خلاف بغاوت کرنے کے بعد اپنی توجہ ان دونوں کی حکومت کی طرف پھیر دی اور ۶۹۲ھ میں اپنی حکومت کے پروردہ ابن بریدی کو طاغیہ کے پاس بھیجا اور طاغیہ نے اسے اپنی قوم کے بڑے ایلچی الریک ریکس کے ساتھ بھیجا پھر اس کے خواص میں سے الحاج مسعود اس کے پاس واپس آیا اور اس کی اس سے ہتھ جوڑی ہوگئی جس سے خیال کیا جاتا ہے کہ اس نے اپنے بچاؤ کے لئے ایسا کیا اور سلطان نے اسے اپنے پر زیادتی سمجھا اور اپنے دل میں اس کے لئے کینہ رکھا یہاں تک کہ وہ اندلس کے معاملے سے فارغ ہوگیا۔

<u>طاغیہ شانجہ کی وفات</u>: اور طاغیہ شانجہ اپنی حکومت کے گیارہویں سال ۶۹۳ھ میں فوت ہوگیا اور ۶۹۲ھ میں سلطان اندلس کے حالات کے مشاہدہ کے لئے طنجہ کی طرف کوچ کر گیا تو سلطان ابن الاحمر کے پاس گیا اور طنجہ میں اس سے ملاقات کی اور مواخات کو اس سے مستحکم کیا اور جب اسے اندلس کے حالات کے پرسکون ہونے کا یقین ہوگیا اور ابن الاحمر ان تمام سرحدوں سے دستبردار ہوگیا جن پر طاغیہ کا قبضہ تھا اور اس نے تلمسان سے جنگ کی ٹھان لی اور اس نے قتل ثابت بن مندیل مغراوی' ابن یغمراسن کے خلاف فریادی بن کر اور اس کی قوم سے کمک مانگتے ہوئے اس کے پاس گیا تو اس نے اسے قبول کیا اور اُسے پناہ دی اور لوگوں کو ۶۹۳ھ میں قحط نے آلیا اور ایک سال وہ تکلیف برداشت کرتے رہے اور کمزور ہوگئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر رحم کیا اور بافراغت نعمتیں دیں اور لوگ اپنی پہلی خوشحالی کی طرف واپس آگئے اور ۶۹۴ھ میں امیر مغراوہ ثابت بن مندیل' عثمان بن یغمراسن مدد مانگتے ہوئے اس کے پاس گیا تو اس نے اپنی قوم کے بڑے آدمی موسیٰ بن ابی حمو کو ثابت بن مندیل کے بارے میں سفارشی بنا کر تلمسان کی طرف بھیجا تو عثمان نے اُسے نہایت بری طرح واپس کیا اور نہایت برا جواب دیا پس اس نے اس کے بارے میں انہیں دوبارہ پیغام بھیجا۔ مگر وہ اصرار میں بڑھ گئے تو اس نے ان کے ملک سے جنگ کرنے کا عزم کرلیا اور اس کے لئے تیاری کی اور ۶۹۴ھ میں تیار ہوکر بلاد تاوزیرت تک پہنچ گیا جو بنی مرین اور بنی عبدالواد کی ملحقہ سرحد ہے اس کی ایک جانب سلطان ابو یعقوب کا عامل تھا اور دوسری جانب عثمان بن یغمراسن کا عامل تھا پس سلطان نے ابن یغمراسن کے عامل کو نکال دیا اور اس عہد میں جو قلعہ وہاں موجود ہے اس کی حد بندی کی اور خود اس کی ذمہ داری لی وہ صبح و شام کاریگروں کو وہاں لے جاتا اور اسی سال کے ماہِ رمضان میں اس کی تعمیر کو مکمل کیا اور اُسے اپنے ملک کی سرحد بنایا اور بنی عسکر کو اس کی حفاظت اور اس کے شگافوں کو بند کرنے کے لئے اتارا اور ان پر اپنے بھائی ابو یحییٰ بن

یعقوب کو امیر مقرر کیا اور الٹے پاؤں الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا۔

تلمسان سے جنگ: پھر وہ ۶۹۵ھ میں فاس سے تلمسان کی طرف جنگ کرنے گیا اور وجدہ کے پاس سے گزرا اور اس کی فصیلوں کو گرا دیا اور مسیفہ اور الزغادۃ پر متقلب ہو گیا اور ندرومہ تک پہنچ گیا اور چالیس روز تک اس سے جنگ کی اور منجنیق کے ساتھ اس پر پتھراؤ کیا اور اس کی ناکہ بندی کر دی مگر وہ اسے سر نہ کر سکا تو عید الفطر کے دوسرے روز وہاں سے چلا گیا پھر اس نے ۶۹۶ھ میں تلمسان سے جنگ کی اور عثمان بن یغمر اسن اس کی مدافعت کے لئے نکلا پس اس نے اُسے شکست دی اور اسے تلمسان میں روک دیا اور اس کے میدان میں اترا اور اس کے بہت سے باشندوں کو قتل کر دیا اور کئی روز تک اس سے جنگ کرتا رہا پھر وہاں سے چلا گیا اور مغرب کی طرف واپس آ گیا اور اس سال کی عید الاضحیٰ کی قربانی تازی میں ادا کی اور وہاں ابی ثابت بن مندیل کی پوتی کی شادی کی اور اس نے وہاں فاس سے باہر جزیرۃ الزیتون میں اپنے دادے کے قتل ہونے سے پہلے رشتہ داری کی تھی جسے بنی ورتاجن کے ایک آدمی نے اپنے خون کے بدلے میں قتل کیا تھا پس سلطان نے اس کے قاتل سے اس کا بدلہ لیا اور اپنی پوتی کی شادی کی اور قصر تازی کے بنانے کا اشارہ کیا اور ۶۹۷ھ کے شروع میں فاس واپس آ گیا پھر مکناسہ کی طرف کوچ کر گیا اور فاس کی طرف پلٹ آیا پھر جمادی الاول میں تلمسان سے جنگ کرنے گیا اور وجدہ سے گزرا اور اس نے اس کے بنانے اور اس کی فصیلوں کو مضبوط کرنے کا حکم دیا اور وہاں ایک قصبہ اور رہائشی گھر اور مسجد بنائی اور تلمسان کی طرف اشارہ کیا اور اس کے میدان میں اترا اور اس کی فوجوں نے چاند کے ہالے کی طرح اس کا محاصرہ کر لیا اور وہاں ایک بہت بڑی دور مار کمان نصب کی جس کا نام قوس الزیار تھا جسے کاریگروں اور انجینئروں نے بنایا اور اسے گیارہ خچروں پر لادا جاتا تھا پھر بھی وہ تلمسان کو فتح نہ کر سکا تو ۶۹۸ھ کے شروع میں وہاں سے چلا گیا اور وجدہ سے گزرا پس اس نے وہاں پر اپنے بھائی ابو یحییٰ بن یعقوب کی نگرانی کے لئے بنی عسکر کی فوج اتاری جیسا کہ وہ تادریت میں اُن کی نگرانی کرتے تھے اور اس نے انہیں اشارہ کیا کہ وہ یغمر اسن کے مضافات میں ان کے راستوں کو خراب کرنے اور انہیں تنگ کرنے کے لئے غازی بھیجیں اور وہ اپنے ساتھی کی مدد سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے اپنا ایک وفد امیر ابو یحییٰ کے پاس اپنی بقیہ قوم کے لئے اس شرط پر امان طلب کرنے کے لئے بھیجا کہ وہ اسے اپنے شہر کی قیادت پر قبضہ دیں گے اور سلطان کی اطاعت اختیار کریں گے پس اس نے ان کے لئے اس قدر خرچ کیا کہ وہ راضی ہو گئے اور وہ اپنی فوجوں کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا اور اہل تادونت نے ان کا اتباع کیا اور اس نے ان کے تمام مشائخ کو سلطان کے پاس بھیجا تو وہ اس کے دارالخلافہ میں اس کے پاس آئے اور اپنی اطاعت پیش کی تو اس نے اسے قبول کیا اور اس سے التجا کی کہ وہ انہیں اپنے اور ان کے دشمن ابن یغمر اسن کے قبضہ سے چھڑانے کے لئے ان کے بلاد پر حملہ کرے اور انہوں نے اس کے سامنے اس کے ظلم و جور کو بیان کیا نیز یہ بھی بتایا کہ جب سلطان اس کام کے لئے کھڑا ہوگا تو وہ ان بلاد کی حفاظت سے ذرا بنہ ہوگا۔

فصل

تلمسان کے بڑے محاصرے اور اس دوران میں ہونے والے واقعات کے حالات

جب سلطان نے تلمسان پر چڑھائی کرنے اور اس کا طویل محاصرہ کرنے کا عزم کرلیا تا کہ اس پر فتح پائے اور اُسے سیدھا کردے اور اسے یقین ہوگیا کہ اسے اس کام سے کوئی روکنے والا نہیں تو وہ اپنی فوج کو مکمل طور پر اکٹھا کرنے کے بعد رجب ۶۹۸ھ میں فاس سے اٹھا اور اس نے اپنی قوم میں اعلان کیا اور اپنی فوجوں کو بلایا اور انہیں خوب عطیات دیئے اور ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور پوری تیاری کے ساتھ کوچ کر گیا اور دو شعبان کو تلمسان کے میدان میں اترا اور وہاں پڑاؤ کرلیا اور اس کی چھاؤنی اس کے صحن میں متحرک ہوگئی اور اس نے عثمان بن یغمراسن اور اس کی قوم کے محافظوں کو روک دیا اور اس کی تمام آبادی کے اردگرد فصیلوں کی باڑ بنادی اور اس کے پیچھے ایک بہت گہری خندق کھود دی اور اس کے دروازوں اور شگافوں پر پہرے دار مقرر کر دیئے اور اپنی فوجوں کو اس کے محاصرہ کے لئے بھیجا تو وہ اس میں گھس گئے تو انہوں نے اطاعت اختیار کرلی اور اس نے وسط شعبان میں ان کے مشائخ کو بھیجا۔

محاصرۂ وہران: پھر اس نے وہران کے محاصرہ اور میدانوں کی تلاش اور شہروں سے جنگ کرنے کے لئے اپنی فوجوں کو بھیجا پس انہوں نے جمادی الآخرہ ۶۹۹ھ میں مازونہ اور اس کے بعد شعبان میں تنس اور رمضان میں تالموت، قصبات اور تامزدکت کو قابو کرلیا اور اسی مہینے میں وہران فتح ہوا اور اس کی فوجیں جہات میں چلی گئیں یہاں تک کہ بجایہ پہنچ گئیں جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور نواح کے لوگوں کے دلوں میں رعب چھا گیا اور اس نے مغراوہ اور توجین کے مضافات پر قبضہ کرلیا اور ان میں اس کی فوجوں نے گشت کی اور اس کے دوستوں نے انہیں مغلوب کرلیا اور ملیانہ، مستغانم، شرشال، بطحاء، وانشریس، المریہ اور تافرکنیت جیسے شہروں میں داخل ہوگئیں۔

زیری باغی کی اطاعت: اور برشک میں بغاوت کرنے والے زیری نے اس کی اطاعت اختیار کرلی اور اس نے اطاعت کنندوں سے دوستی کی جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور ان کے پیچھے موحدین نے افریقہ سے ملوک بجایہ اور ملوک تونس کو اس سے خوف زدہ کیا تو انہوں نے اس سے تعلقات پیدا کرنے کے لئے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اسے تحائف وغیرہ دے کر اس سے ملاطفت کی جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور اس نے دیار مصر کے ترکی بادشاہ سے گفتگو کی اور اُسے تحائف دیئے اور بات چیت کی جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور بنی نمی کے شرفاء مکہ اس کے پاس گئے جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور وہ اس دوران میں جنگ سے کنارہ کشی کر کے محاصرہ کو لمبا کرنے اور تنگ کرنے کی نیت کئے ہوئے تھا، ہاں چند یوم اس نے جنگ بھی کی اور ابھی اسے انہیں غلہ دینے والوں پر شدید عذاب نازل کرنے اور پوشیدہ طور پر انہیں خوراک پہنچانے والوں کی گھات

لگانے پر چار پانچ دن نہیں گزرے تھے کہ اس نے گرداگرد فصیلوں کے شامیانوں کو اپنے حکم کا سہارا بنالیا پس ان کی طرف خیال بھی نہیں جاسکتا تھا اور نہ ہی وہاں پر اس کے قیام کی مدت میں خرابی پہنچ پاتی تھی یہاں تک کہ وہ ایک سو ماہ کے بعد فوت ہوگیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور اس نے چھاؤنی کے خیمہ کی جگہ پر اپنی رہائش کے لئے ایک محل کی حد بندی کی اور وہاں نماز کے لئے ایک مسجد بنائی اور اس کے گرداگرد فصیل بنائی اور لوگوں کو مکان تعمیر کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے وسیع مکانات اور کشادہ منازل اور شان دار محلات تعمیر کئے اور باغات بنائے اور پانی جاری کئے پھر اس نے ۷۰۲ھ میں اس کے گرداگرد فصیل بنانے کا حکم دیا اور اسے شہر بنادیا اور وہ بڑے بڑے وسیع اور آباد اور گرم بازار اور بھرپور عمارات اور مضبوط شہروں میں سے بن گیا اور اس نے حمام اور شفاخانے بنانے کا حکم دیا اور ایک جامع مسجد بنائی اور اس کے لئے بلند اذان گاہ تعمیر کی اور وہ شہروں کی مساجد میں سب سے بھرپور اور بڑی مسجد تھی جس کا نام اس نے منصورہ رکھا اور اس کی آبادی بڑھ گئی اور بازار چالو ہوگئے اور آفاق سے تاجر وہاں سامان لے کر آنے لگے اور وہ جنوب کا ایک بے مثال شہر تھا اور آل یغمراسن نے اس کی وفات اور اس کی فوجوں کے چلے جانے پر اسے برباد کردیا تھا حالانکہ اس سے قبل بنو عبدالواد تباہی کے کنارے پر تھے جیسا کہ ہم بیان کریں گے پس اللہ کی مہربانی نے انہیں آلیا جس کی شان یہ ہے کہ وہ ہلاکت کے بھنور میں پھنسنے والوں کو آملا کرتا تھا۔

فصل

بلادِ مغراوہ کے فتح ہونے اور اس دوران میں ہونے والے واقعات کے حالات

جب سلطان نے تلمسان میں پڑاؤ کیا اور بنی عبدالواد کے نواح پر متغلب ہوگیا اور ان کے شہروں کو فتح کرلیا تو وہ مغراوہ اور بنی توجین کے مقبوضات کی طرف بڑھا اور ثابت بن منذیل سلطان کے دارالخلافہ فاس میں ۶۹۴ھ میں اس کے پاس گیا اور اپنی پوتی کا اس سے رشتہ کیا تو اس نے اسے اس کا ذمہ دار بنادیا اور ثابت ان کی حکومت میں اپنے ایلچی کے فرائض ادا کرتے ہی وفات پا گیا اور سلطان نے اس کی پوتی سے ۶۹۶ھ میں شادی کی جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کرچکے ہیں۔

اور جب سلطان نے بنوعبدالواد کے مال پر قبضہ کیا تو اس نے اپنی فوجوں کو بلاد مغراوہ کی طرف بھیجا اور بنی ورتاجن کے عظماء میں سے علی بن محمد کو ان کا سالار مقرر کیا پس انہوں نے میدانوں پر قبضہ کرلیا اور مغراوہ کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھگادیا اور سلطان کے رشتہ دار راشد بن محمد بن ثابت بن منذیل نے ملیانہ میں پناہ لی تو انہوں نے ملیانہ میں اس سے جنگ کی پھر انہوں نے ۶۹۹ھ میں اسے امان دے کر اتارا اور اسے سلطان کے پاس بھیجا تو وہ اسے تپاک اور عزت سے ملا اور اسے اس کے دیگر رشتہ داروں سے ملادیا پھر انہوں نے تدلس مازونہ اور شرشال کے شہروں کو فتح کیا اور ان کے بلاد

میں سے برشک کے باغی زیزی بن حماد نے اطاعت اختیار کر لی اور اس نے ان پر اور ان کے تمام بلاد پر عمر بن دیفرن بن مندیل کو امیر مقرر کیا' پس اس بات سے راشد بن محمد ناراض ہو گیا' کیونکہ وہ اپنے آپ کو اس کا حق دار سمجھتا تھا اور یہ کہ اس کی بہن سلطان کی پیاری لونڈی تھی اور عمر بن دیفرن نے اپنی قوم کی امارت کے بارے میں حسد کیا اور جبال متیجہ میں چلا گیا اور سلطان کے جو عمال اور فوج وہاں تھی اس پر حملہ کر دیا اور اس کی قوم کے مریض دل لوگ اس کے پاس آ گئے اور ان کے پاس اکٹھے ہو گئے۔

اہل مازونہ کی بغاوت: اور انہوں نے اہل مازونہ سے سازش کی تو انہوں نے سلطان کے خلاف بغاوت کر دی اور ربیع الاوّل ۷۰۲ھ میں انہوں نے اسے اپنی امارت پر قابض کروا دیا پھر عمر بن دیفرن نے اس کی ازموز کی چھاؤنی میں شب خون مارا اور اسے قتل کر دیا اور سلطان تک خبر پہنچی تو اس نے بنی مرین کی فوجیں بھیجیں اور علی بن حسین بن ابی الطلاق کو اپنی قوم بنی عسکر پر اور علی بن محمد الخیری کو اپنی قوم بنی ورتاجن پر سالار مقرر کیا اور ان دونوں کو آپس میں مشورہ کا حکم دیا اور ان دونوں کے ساتھ اپنی حکومت کے پروردہ علی الخسانی اور ابوبکر بن ابراہیم بن عبدالقوی کو شامل کیا جو بنی توجین کے شریف الاصل لوگوں میں سے تھا اور مغراوہ پر محمد بن عمر بن مندیل کو سالار مقرر کیا اور اسے بھی ان کے ساتھ شامل کیا اور انہوں نے راشد کی طرف مارچ کیا' اور جب اس نے فوجوں کو دیکھا تو وہ اپنے مغراوہ مددگاروں کے ساتھ بنی بوسعید کے پہاڑ میں چلا گیا اور اس نے اپنے چچا یحییٰ بن ثابت کے بیٹوں علی اور حمو کو مازونہ میں اتارا اور انہیں شہر کو کنٹرول کرنے کا حکم دیا اور وہ پہاڑ پر سے ان کی نگرانی کرنے لگا اور سلطان کی فوجوں نے بلادِ مغراوہ میں آ کر اس کے میدانوں پر قبضہ کر لیا اور مازونہ میں قیام کیا اور اس کے میدانوں میں اپنی چھاؤنی میں متحرک ہو گئے اور اس کی ناکہ بندی کر دی اور علی اور اس کی قوم نے بنی مرین کے پڑاؤ پر اچانک حملہ کرنے کو غنیمت جانا' پس انہوں نے ۷۰۲ھ میں ان پر شب خون مارا' اور پڑاؤ منتشر ہو گیا' اور علی نے محمد بن الخیری کو گرفتار کر لیا پھر وہ اس کے سامنے ڈٹ گئے اور پڑاؤ پھر اپنے محاصرے کی جگہ پر آ گیا اور ان کی حالت خراب ہو گئی تو حمو بن یحییٰ سلطان کے حکم کے مطابق ان کے پاس گیا تو انہوں نے اسے اس کے پاس بھیج دیا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا' پھر علی دوسری بار بغیر کسی عہد کے اترا تو انہوں نے اسے گرفتار کر لیا' پھر علی دوسری بار بغیر کسی عہد کے اترا تو انہوں نے اسے واپس سلطان کے پاس بھیج دیا تو وہ راشد کو مانوس کرنے کے لئے جو اپنے پہاڑ میں بغاوت کئے ہوئے تھا اس کے ساتھ نہایت عزت واحترام سے پیش آیا اور ۷۰۳ھ میں بزورِ قوت وہاں کے باشندوں پر حملہ کر دیا تو ان میں سے ایک عالم مر گیا اور ان کے سر کے سلطان کے دارالخلافے میں لائے گئے' اور انہیں محصور شہر کی خندقوں میں انہیں خوفزدہ کرنے اور جنگ بند کرنے پر آمادہ کرنے کے لئے پھینک دیا گیا اور جب سلطان نے اپنے بھائی ابویحییٰ کو بلادِ شرق پر امیر مقرر کیا اور اسے سرحدوں پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا۔

راشد کی جنگ: تو راشد نے بنی سعید کے اپنے قلعے سے جنگ کی اور ایک شب راشد نے ان کے پڑاؤ پر شب خون مارا تو وہ پراگندہ ہو گئے اور اس نے بنی مرین کی ایک جماعت کو قتل کر دیا جس سے سلطان کو دکھ ہوا تو اس نے اپنے چچا یحییٰ کے بیٹوں علی اور حمو کو اور ان کی قوم کے جو لوگ ان کے ساتھ قید تھے انہیں قتل کرنے کا حکم دے دیا اور انہیں تنوں پر چڑھا دیا گیا اور انہیں تیر مارے گئے اور اس کے بعد راشد اپنے قلعے سے اتر آیا اور متیجہ چلا گیا اور منیف بن ثابت اور مغراوہ کے اوباش لوگ

اس کے پاس جمع ہو گئے اور دوسرے لوگ اپنے امیر محمد بن عمر بن مندیل کے پاس چلے گئے جسے سلطان نے ان کا امیر مقرر کیا تھا پھر راشد اور منیف سے ثعالبہ اور ملیکش کے خوارج نے کھلم کھلا جنگ کی اور امیر ابو یحییٰ دوبارہ اپنی فوجوں کے ساتھ ان کی طرف گیا اور ان کے پہاڑوں میں ان کے ساتھ جنگ کی اور انہوں نے مصالحت کی خواہش کی تو سلطان نے ان سے مصالحت کر لی اور منیف بن ثابت اپنے بیٹوں اور خاندان کے ساتھ اندلس چلا گیا اور وہ آخری ایام تک وہیں رہے اور راشد بلاد موحدین میں چلا گیا اور محمد بن عمر بن مندیل ۶۵۵ھ میں سلطان کے پاس گیا تو اس نے اس کی بہت عزت کی اور بلادِ مغراوہ درست ہو گئے اور سلطان ان کا خود مختار حاکم بن گیا اور اس نے ان کی طرف عمال کو بھیجا اور مسلسل اس کی یہی حالت رہی یہاں تک کہ وہ ۶۸۱ھ میں فوت ہو گیا۔

فصل

بلادِ توجین کے فتح ہونے اور اس سے ملے جلے واقعات کے حالات

جب یوسف بن یعقوب نے تلمسان سے جنگ کی اور اس کا گھیراؤ کر لیا اور بنی عبدالواد پر متغلب ہو گیا اور بلادِ توجین پر قبضہ کرنے کے لئے بڑھا تو عثمان بن یغمراسن نے انہیں ان کے مواطن پر مغلوب کر لیا تھا اور جبل وانشریس پر قبضہ کر لیا تھا اور ۷۰۱ھ میں بنی عبدالواد میں حکومت اور عزل اور ٹیکس لینے پر متصرف ہو گیا تھا اور سلطان نے اسے بطحاء کی تعمیر کا حکم دیا جسے محمد بن عبدالقوی نے برباد کر دیا تھا تو اس نے اسے تعمیر کر دیا اور مشرق کی جہت میں دور تک چلا گیا پھر اپنے بھائی کے دارالخلافے کی طرف پلٹا اور ۷۰۲ھ میں بلادِ بنی توجین پر حملہ کر دیا اور بنو عبدالقوی صحرا میں اپنے مضافات میں بھاگ گئے اور وہ جبل وانشریس میں داخل ہو گیا اور وہاں کے قلعوں کو مسمار کر دیا اور الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا پھر ۷۰۳ھ میں تافرکنیت کے باشندوں نے اس کی اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی اور انہوں نے بعد ازاں ان کی اطاعت کو توڑ دیا۔ پھر المریہ کے باشندوں نے سلطان کو اپنی اطاعت بھیجی جسے اس نے قبول کر لیا اور اس کے قصبہ کے بنانے کا اشارہ کیا اور اس کے بعد بنو عبدالقوی نے غور و فکر کیا تو سلطان کی اطاعت میں شامل ہو گئے اور ۷۰۳ھ میں اس کے شہر منصورہ میں اس کے پاس گئے جس نے تلمسان کا گھیراؤ کیا ہوا ہے تو اس نے ان کی اطاعت کو قبول کر لیا اور ان کی سابقت کا لحاظ کیا اور انہیں ان کے بلاد کی طرف واپس کر دیا اور انہیں جاگیریں دیں اور علی بن الناصر بن عبدالقوی کو ان کا امیر مقرر کیا اور ۷۰۴ھ میں اسے المریہ کے قصبے کی تعمیر کا اشارہ کیا جو ۷۰۵ھ میں مکمل ہو گیا اور اس دوران میں علی بن الناصر فوت ہو گیا تو اس نے محمد بن عطیہ اصم کو ان کا امیر مقرر کیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پس وہ اطاعت پر قائم رہا پھر اس نے ۷۰۶ھ میں بغاوت کر دی اور اپنی قوم کو مخالفت پر آمادہ کیا اور وہ وطن سے نکل گئے یہاں تک کہ یوسف بن یعقوب فوت ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

تونس اور بجایہ کے افریقی ملوک کی زناتہ سے خط وکتابت کرنے کے حالات وواقعات

ملوک افریقہ بنی ابی حفص کے اہل مغرب کے زناتہ بنی مرین اور بنی عبدالواد کے ساتھ مشہور پرانے تعلقات تھے اور یغمراسن اور اس کے بیٹے ان کی معروف اطاعت وبیعت کرتے تھے اور امیر ابوزکریا بن عبدالواحد کے تلمسان پر متغلب ہونے اور وہاں پر اس کے یغمراسن کو امیر مقرر کرنے سے وہ اپنے منابر پر ان کی دعوت دیتے تھے اور لگاتار ان کا یہی حال رہا اور اسی طرح ان کے بنی مرین کے ساتھ بھی تعلقات اور دوستانہ تھا کیونکہ بنو مرین اپنی امارت کے آغاز سے ہی امیر ابوزکریا سے گفتگو کرتے تھے اور جن بلاد پر جیسے مکناسہ' قصر اور مراکش پر وہ متغلب ہوتے تھے ان کی بیعت بھی اسے بھیجتے تھے اور المستنصر اور یعقوب بن عبدالحق کے عہد سے لے کر اس کی ان سے مخلصانہ دوستی تھی اور وہ حاکم مراکش کے خلاف بطور مدد انہیں مال اور تحائف دیتے تھے اور ہم نے اس سفارت کا ذکر کیا ہے جو ۶۶۵ھ میں دونوں کے درمیان ہوئی تھی اور یعقوب نے عامر بن ادریس' عبداللہ بن کندوز اور محمد الکنانی کا وفد بھیجا تھا اور اس کے بعد المستنصر نے ۶۶۷ھ میں موحدین کے سردار یحییٰ بن صالح الهنتاتی کو موحدین کے مشائخ کے وفد میں اس کے پاس قیمتی تحائف دے کر بھیجا تھا پھر ۶۷۹ھ میں الواثق نے اپنے بیٹے قاضی بجایہ ابوالعباس احمد الغماری کو قیمتی تحائف دے کر بھیجا اور مسلسل ان کی یہی حالت رہی یہاں تک کہ آل ابی حفص کی حکومت پراگندہ ہوگئی اور امیر ابوزکریا بن امیر ابی اسحاق بن یحییٰ بن عبدالواحد اپنے تلمسان کے گھونسلے سے اڑ کر عثمان بن یغمراسن کے گھونسلے میں چلا گیا اور بجایہ کے قریب ہوکر ۶۸۳ھ میں اس پر قابض ہوگیا اور اس کے ساتھ قسطنطنیہ اور بونہ کو بھی شامل کرلیا اور ان دونوں کو اپنی حکومت کی عملداری بنالیا اور انہیں اپنی حکومت کا تخت گاہ بنالیا اور عثمان بن یغمراسن اس کے اپنے ملک سے فرار ہونے پر متاسف ہوا' کیونکہ اسے اس کے چچا ابوحفص حاکم تونس کی دعوت سے وابستہ رہنا لازم تھا۔ پس اسے یہ بات گراں گزری اور اس نے اسے ناپسند کیا اور مسلسل یہی حالت قائم رہی۔

سلطان یوسف بن یعقوب کا تلمسان کی ناکہ بندی کرنا: اور جب سلطان یوسف بن یعقوب تلمسان کی ناکہ بندی کے لئے آیا اور اس نے اس کے میدان میں اپنی حکومت کی بنیادیں استوار کیں اور اپنی فوجوں کو شہروں اور جہات کو فتح کرنے کے لئے بھیجا اور موحدین نے بھی اپنے اوطان کے بارے میں اس سے خوف محسوس کیا اور امیر ابوزکریا تدلس کی جہات میں اس کے دارالخلافہ اور اس کی عملداری کا حمایتی تھا اور راشد بن محمد نے' سلطان ابویعقوب سے علیحدہ ہوکر اس سے رابطہ کیا پھر اس کے تعاقب میں ان جہات میں فوجیں آگئیں تو موحدین کی فوج نے ۶۹۹ھ میں جبل الزاب کی جانب حملہ کیا' پس انہوں نے اس کی فوج کو منتشر کردیا اور اس پر حملہ کیا اور اس کی فوجوں کو قتل کیا اور لگاتار ان میں قتل عام ہوتا رہا اور سالوں تک

ان کی ہڈیاں ان کے مقتل میں عبرت کے طور پر باقی رہیں اور امیر ابوزکریا بجایہ واپس آ کر بجایہ واپس آ کر محصور ہو گیا اور اسی واپسی پر ساتویں صدی کے شروع میں فوت ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے اور امیر زواودہ کے درمیان عثمان بن سباع بن یحییٰ بن دریدبن مسعود البالط کے مقرر کرنے پر ناراضگی ہو گئی' پس وہ ۷۰۱ھ کے آخر میں سلطان کے پاس گیا اور اسے بجایہ کی حکومت کا لالچ دیا اور اس پر حملہ کرنے کے لئے اس سے مدد مانگی پس اس نے اپنے بھائی امیر ابویحییٰ کو جہاں وہ مقراوہ ملیکش اور ثعالبہ سے برسر پیکار تھا' اشارہ کیا کہ وہ موحدین کی عملداریوں پر حملہ کر دے اور عثمان بن سباع اور اس کی قوم اس کے آگے آگے راستہ تلاش کرتے چلے یہاں تک کہ امیر ابویحییٰ اپنی فوجوں کے ساتھ بجایہ سے آگے گزر گیا اور بجایہ کے مضافات میں اوطان سندویکش میں تاکزارت میں اترا اور اس نے بلاد سندویکش پر جھانکا اور الٹے پاؤں واپس آ گیا' پس اس کی فوجوں نے بجایہ کے میدان کو پامال کیا اور وہاں پر امیر خالد بن یحییٰ موجود تھا اور اس نے ایک دن ان سے کھلم کھلا جنگ کی' جس میں سلطان ابوالبقاء کے مددگاروں نے اپنے دلوں کے اور اپنے سلطان کے معاملے کو آشکار کر دیا اور اس نے سلطان کے باغ جسے بدیع کہتے تھے کے متعلق حکم دیا تو اس نے اسے برباد کر دیا اور وہ نہایت ہی پررونق اور گھنا باغ تھا اور وہ شہروں پر قبضہ کر کے اپنی جگہ پر واپس آ گیا اور موحدین کے مضافات سے اعراض کیا اور اس زمانے میں تونس کا حاکم محمد بن المستنصر تھا جس کا لقب ابوعصیدہ بن یحییٰ الواثق تھا' اس نے اپنی حکومت کے شیخ الموحدین بن اکماز کو جو دوستی اور رابطہ کے اسباب کو مضبوط کرنے والا اور سلف کے تعلقات کو مستحکم کرنے والا تھا' سلطان کے پاس بھیجا' پس وہ اپنی قوم کے مشائخ کے ساتھ شعبان ۷۰۳ھ کو گیا اور حاکم بجایہ امیر ابوالبقاء خالد نے ان سے بات چیت کی اور اسی طرح اس نے بھی اپنی حکومت کے مشائخ کو بھیجا اور سلطان نے ان کی آمد ورفت پر ان سے حسن سلوک کیا پھر ۷۰۴ھ میں ابن اکماز یہ واپس لوٹا اور اس کے ساتھ شیخ الموحدین اور سلطان کا مصاحب ابوعبداللہ بن یزریکن بھی عظمائے موحدین کے وفد میں شامل تھا اور حاکم بجایہ نے اپنے حاجب ابومحمد الرخامی اور اپنی حکومت کے شیخ الموحدین عیاد بن سعید عثمن کو بھیجا اور یہ سب کے سب ۳ جمادی الاوّل کو سلطان کے پاس گئے تو سلطان نے ان کی بہت عزت افزائی کی اور انہیں اپنے گھر میں اپنے آپ تک پہنچایا اور انہیں اپنی حکومت کا تخت دکھایا اور انہیں محلات و باغات میں آرائش و زیبائش کرنے کے بعد گھمایا تو ان کے دل جلال و عظمت سے لبریز ہو گئے پھر اس نے انہیں مغرب کی طرف بھیجا تاکہ وہ فاس اور مراکش میں بادشاہ کے محلات کا چکر لگائیں اور اپنے سلف کے آثار کا مشاہدہ کریں اور اس نے عمال مغرب کو اشارہ کیا کہ وہ انہیں خوب تحائف دیں اور ان کی حد درجہ تعظیم و تکریم کریں پس انہوں نے اس بارہ میں حد کر دی اور وہ جمادی الاوّل کے آخر میں اس کے دارالخلافے کی طرف واپس آ گئے اور اپنی پیغامبری اور اپنے وفد کی عزت افزائی کے بارے میں باتیں کرتے ہوئے اپنے ملک کو لوٹ گئے پھر اس کے بعد ان کے ملوک نے ۷۰۵ھ میں دوبارہ سلطان سے خط و کتابت کی' پس ابوعبداللہ بن اکماز پر تونس سے اور عیاد بن سعید بجایہ سے گیا اور سلطان نے اپنے ایلچی کے ساتھ جو اس کے دارالخلافے کا مفتی تھا' فقیہ ابوالحسن تونسی اور علی بن یحییٰ البرکشی کو بھیجا دونوں ایلچی اس کے بحری بیڑے کی مدد کا مطالبہ کرنے گئے تھے پس انہوں نے اپنی پیغامبری کا فرض ادا کیا اور ۷۰۵ھ میں واپس لوٹ آئے اور اس کی خبر موحدین کے مشائخ میں سے ابوعبداللہ المزدوری نے پہنچائی اور اس کے متصل ہی حسون بن محمد بن حسون مکناسی کی آمد بھی ہوئی جو سلطان کا پروردہ تھا جیسا کہ اس نے اسے ابن عثمن کے ساتھ امیر البقاء حاکم بجایہ کے ساتھ بحری

بیڑے کے مطالبہ کے لئے خط و کتابت کرنے کو بھیجا تھا تو انہوں نے اسے معذرت کے ساتھ واپس کر دیا اور انہوں نے ابن کے ساتھ عبداللہ بن سلیمان کو بھیجا تو سلطان نے انہیں خوش آمدید کہا اور اپنے عامل دھزان کو اشارہ کیا کہ وہ بحری بیڑے کے ارادے کی حد درجہ تکریم کرے پس ان نے اس بارے میں اس کے طریق کو اختیار کیا اور سب نہایت اچھی طرح واپس لوٹے اور سلطان کو ان کے بحری بیڑے کی ضرورت نہ رہی کیونکہ بلاد سواحل سے جنگ کا وقت گزر چکا تھا اس لئے کہ اس نے ان کی ثال مثول کے دنوں میں اس پر قبضہ کر لیا تھا اور امیر ابوزیان بن عثمان حاکم تلمسان کو بھی خبر پہنچ گئی جس نے ۳ ۷ ے ھ کے آخر میں اپنے باپ عثمان بن یغمر اسن کی وفات کے وقت محاصرہ کے ایام میں بیعت کی تھی اور موحدین نے اس کے دشمن سلطان یوسف بن یعقوب کی دوستی میں جو کچھ کیا اور اپنے بحری بیڑوں کے ساتھ جو اس کی مدد کی اس کی خبر بھی اسے پہنچ گئی تو اس بات نے انہیں غصہ دلایا اور یغمر اسن کے عہد سے ان کے منابر پر جو دعا ہوتی تھی انہوں نے اسے بند کروا دیا اور ابھی تک انہوں نے اپنی دعوت کو نہیں دہرایا اور اس رجوع کے بعد سلطان فوت ہو گیا۔ والبقاء للّٰہ وحدہ۔

فصل

مشرقِ اقصیٰ کے ملوک کی خط و کتابت' تحائف اور سلطان کے پاس امرائے ترک کی آمد کے حالات اور اس دوران میں ہونے والے واقعات

جب سلطان نے مغرب اوسط کے مقبوضات اور مضافات پر قبضہ کیا اور اطراف کے ملوک اور مضافات اور جنگلات کے اعراب نے اسے مبارک باد دی اور راستے درست ہو گئے اور مسافر آفاق تک جانے لگے اور اہل مغرب نے اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے از سر نو عزم کیا اور سلطان سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ حاجیوں کے قافلے کو مکہ کی طرف سفر کرنے کی اجازت دے اور ان کا عہد بھی راستوں کی خرابی اور حکومتوں کو برا جاننے کے لحاظ سے اس جیسا ہی تھا پس اسی اثنا میں سلطان سوچ بچار کر رہا تھا کہ اس کے دل میں حرم الٰہی اور روضۂ نبوی ﷺ کا شوق پیدا ہوا تو اس نے ایک نہایت خوش خط مصحف لکھنے کا حکم دیا اور اسے بہترین کاتب احمد بن الحسن نے لکھا اور اس کے حجم کو بڑا بنایا اور ایک شاندار پردے پر کام کیا اور اس میں موتی اور یاقوت کے گھونگھوں میں پروئے ہوئے سونے کے بہت سے چھلے بنائے اور ان میں چھلے کے درمیان پتھر بنائے جو دوسرے پتھروں سے مقدار شکل اور خوبصورتی میں بڑھ کر تھے اور بہت سے محفوظ کرنے والے برتن لئے اور اسے حرم شریف کے لئے وقف کر دیا اور ۳ ۷ ے ھ میں اسے حاجیوں کے ساتھ بھیجا اور ان قافلے کے بارے میں فکر مند ہوا اور ان کے ساتھ زناتہ کے پانچ سو سے زیادہ جانباز محافظوں کو بھیجا اور اہل مغرب کے سردار محمد بن رغبوش کو ان کا قاضی بنایا اور

دیار مصر کے حاکم سے گفتگو کی اور اسے اپنی مملکت کے مغرب کے حاجیوں کے بارے میں وصیت کی اور اسے اپنے ملک کی عمدہ چیزیں تحفہ دیں جن میں خالص عربی گھوڑے اور چار سو سبک رفتار سواریاں دیں جنہیں مطایا کہا جاتا ہے یہ بات مجھے اس شخص نے بتائی جسے میں ملا تھا جو مغرب کی عمدہ اور ضروری استعمال کی چیزوں کی خوبیاں بیان کرتا تھا اور انہیں اہل مغرب کے حاجیوں کے ساتھ لے گیا پس انہوں نے اس کے بعد ۷۰۳ھ میں حج کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور سلطان نے ان کی راہنمائی کے لئے ابو زید غفاری کو مقرر کیا اور وہ ماہ ربیع الاول میں تلمسان سے روانہ ہوئے اور اس کے بعد ماہ ربیع الآخر میں روانہ ہوئے اور اولین حاجیوں کے ہراول میں مصحف بردار تھے اور لبیدہ بن ابی نمی ترکی سلطان سے علیحدہ ہو کر ان کے ساتھ سلطان شریف کے پاس گیا کیونکہ اس نے اس کے دو بھائیوں حمیضہ اور رمیثہ کو ان کے باپ ابی نمی حاکم مکہ کی وفات کے بعد ۷۰۱ھ میں گرفتار کر لیا تھا پس سلطان نے اس کی حد درجہ تکریم کی اور اسے مغرب کی طرف بھیج دیا تاکہ وہ اس کی اطراف میں پھرے اور حکومت کے نشانوں اور محلات میں گھومے اور اس نے عمال کو اشارہ کیا کہ وہ بھی اس کی طرح اس کی تکریم کریں اور اسے تحفے دیں اور ۷۰۵ھ میں وہ سلطان کے دارالخلافہ میں واپس آ گیا اور وہاں سے وہ مشرق کو گیا اور مغرب کے سرداروں میں اس کے ساتھ ابو عبداللہ نے حج کے لئے مصاحبت کی اور شعبان ۷۰۵ھ میں دوسرے حاجیوں کے قافلے کا راہنما ابو زید غفاری بھی پہنچ گیا اور اس کے پاس سلطان کے لئے شرفائے اہل مکہ کی بیعت بھی تھی کیونکہ حاکم مصر نے ان کے بھائیوں کو پکڑ کر انہیں ناراض کر دیا تھا اور جب سلطان نے انہیں ناراض کیا تو اس وقت سے ان کی یہ حالت تھی اور المستنصر بن ابی حفص کے حالات میں اس قسم کے واقعات پہلے بیان ہو چکے ہیں اور انہوں نے سلطان کو بیت اللہ کے غلاف کا ایک کپڑا دیا جس سے اسے بہت محبت تھی جس سے اس نے جمعہ اور عیدین کے لئے اپنے پہننے کے کپڑے بنائے جنہیں وہ برکت کے لئے اپنے کپڑوں کے درمیان رکھتا تھا۔

سلطان کے تحائف کا حاکم مصر الناصر محمد بن قلاوون الصالحی کے پاس پہنچنا: اور جب سلطان کے تحائف اس دور کے حاکم مصر الناصر محمد بن قلاوون الصالحی کے پاس پہنچے تو اس کے ہاں ان کی خوب پذیرائی ہوئی اور وہ ان کا بدلہ لینے لگا تو اس نے اپنے ملک کے عمدہ کپڑے اور عجیب و غریب جنس اور شکل کے جانور جیسے ہاتھی اور زرافے جمع کئے اور انہیں اس کی حکومت کے عظماء میں سے امیر ایلیلی لے کر گیا اور ۷۰۵ھ کے آخر میں قاہرہ سے روانہ ہوا اور اس کے بعد ربیع الاول ۷۰۶ھ میں تونس پہنچ گیا اور وہاں سے جمادی الآخرہ میں جدید شہر منصورہ میں سلطان کے دارالخلافہ میں پہنچ گیا اور سلطان اس کی آمد سے خوش ہوا اور لوگوں کو اس کی ملاقات کے لئے بھیجا اور اس نے امیر ایلیلی اور اس کے ساتھ ترک امراء کی ملاقات کے لئے جشن کیا اور انہیں خوش آمدید کہا اور ان کی غایت درجہ تکریم اور مہمان نوازی کی اور انہیں دستور کے مطابق عزت افزائی کے لئے مغرب کی طرف بھیجا اور اس دوران میں سلطان کی وفات ہو گئی اور اس کے بعد سلطان نے ایک سال تک ان کی تکریم کی اور انہیں بہت اچھی طرح واپس کیا اور عطیات سے ان کے تھیلوں کو بھر دیا اور وہ ذوالحجہ ۷۰۷ھ میں مغرب سے روانہ ہوئے۔

صحرا میں لوٹ مار: اور جب ربیع الاول ۷۰۸ھ میں بلاد حسن میں پہنچے تو اعراب نے انہیں صحرا میں روک کر لوٹ لیا اور مصر کی طرف چلے گئے پھر اس کے بعد نہ انہوں نے مغرب کی طرف دوبارہ سفر کیا اور نہ اس کی طرف منہ کیا اور اس کے بعد

کبھی کبھی ملوکِ مغرب اپنی حکومت کے آدمیوں کو ان کے پاس بھیجتے رہے اور انہیں تحائف دیتے رہے اور وہ بھی بدلہ دیتے رہے لیکن اس میں گفتگو سے زیادہ کوئی اضافہ نہ کرتے اور ان کے عہد کے لوگ اس بارے میں الزام لگاتے تھے کہ جن لوگوں نے انہیں حاکم تلمسان ابوحمو کی سازش سے لوٹا تھا وہ حصین کے اعراب تھے کیونکہ حاکم تلمسان حاکمِ مغرب سے حسد رکھتا تھا کیونکہ ان کے درمیان پرانی عداوتیں اور کینے پائے جاتے تھے۔

ملک الناصر کا عتاب نامہ: ہمارے شیخ محمد بن ابراہیم الایلی نے مجھے بتایا کہ میں اس وقت سلطان کے حضور حاضر تھا کہ اس کے ملک کا ایک حاجی ملک الناصر کا ایک خط لے کر پہنچا جس میں ان امراء کے بارے میں اور جو تکلیف انہیں اس کے ملک میں راستے میں پہنچی تھی اس پر ناراضگی کا اظہار کیا گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ملک کے مخصوص بلسان کے تیل کے دو پیالے اور پانچ تیر انداز ترک غلام جو الغز کی پانچ شاندار کمانوں سے جو عربی اور عقب کی بنی ہوئی تھیں' سے تیر اندازی کرتے تھے تحفۃً اس کے پاس بھیجے' پس سلطان نے ان تحائف کی نسبت سے جو انہوں نے مغرب کے بادشاہ کو بھیجے تھے کم سمجھا پھر اس نے قاضی محمد بن هدیہ کو بلایا اور وہ اس کی طرف سے خط لکھا کرتا تھا تو اس نے اُسے کہا کہ اسی وقت ملک الناصر کو وہ کچھ لکھو جو میں تجھے کہتا ہوں اور کسی حرف کو اپنی جگہ سے نہ ہٹاؤ سوائے اس کے کہ اعراب اس کا تقاضا کرتا ہو اور اسے کہو کہ

> ''آپ نے ایلچیوں کے بارے میں اور انہیں راستے میں جو تکلیف پہنچی ہے اس کے متعلق عتاب کیا ہے تو وہ میرے پاس موجود ہیں اور انہیں جو تکلیف پہنچی ہے اس کے خوف سے وہ جلدی میں تھے اور میں نے انہیں اپنے بلاد کے خوفناک راستوں اور جو کچھ اعراب ان میں مصیبتیں پیدا کر سکتے ہیں ان سے آگاہ کیا ہے تو ان کا جواب یہ ہے کہ ہم مغرب کے بادشاہ کے پاس سے آئے ہیں پس ہم ان لوگوں سے کیسے خوف کھا سکتے ہیں جو اپنے بارے میں دھوکہ خوردہ ہیں اور ان کا خیال ہے کہ اس کا حکم ہمارے جنگلات کے اعراب میں نافذ ہوتا ہے اور تحفہ آپ کو واپس کیا جاتا ہے اب رہی بات بلسان کے تیل کی تو ہم صحرائی لوگ ہیں' ہم صرف تیل کو جانتے ہیں اور اسے تیل ہی خیال کرتے ہیں' اب رہے تیر انداز غلام' تو ہم نے ان کے ساتھ اشبیلیہ کو فتح کیا ہے اور انہیں تمہاری طرف بھیج دیا ہے تاکہ تو ان کے ذریعے بغداد کو فتح کرے'' والسلام

ہمارے شیخ نے مجھے بتایا کہ اس وقت لوگ یقین رکھتے تھے کہ ان کا لوٹنا اسی کے حکم سے تھا اور یہ خط اس کے دل کی بات پر دلیل ہے اور تیرا اللہ ان باتوں کو جانتا ہے جو ان کے دلوں میں پوشیدہ اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔

فصل

ابن الاحمر کے بغاوت کرنے اور رئیس سعید کے سبتہ پر قبضہ کرنے اور غمارہ میں عثمان بن العلا کے خروج کرنے کے حالات

جب سلطان نے سلطان ابن الاحمر کے ساتھ جو فقیہ کے نام سے مشہور ہے اس کے ۶۹۲ھ میں طنجہ آنے پر اس کے ساتھ صلح اور دوستی کا پختہ معاہدہ کر لیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اپنے دشمن کے لئے فارغ ہو گیا تو ابن الاحمر نے اس کی اس دوستی سے تمسک کیا یہاں تک کہ وہ ماہ شعبان ۷۰۱ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اندلس کی امارت کو اس کے بیٹے محمد نے سنبھالا جو مخلوع کے نام سے مشہور تھا اور اس کے کاتب ابو عبداللہ بن الحکیم نے جو رندہ کے مشائخ میں سے تھا' اس پر قابو پا لیا' اس نے اسے اپنے باپ کے دور حکومت میں اپنی کتابت کے لئے منتخب کیا تھا پس اس نے اس کے امور سے قوت حاصل کی اور اس پر غالب آ گیا اور یہ سلطان مخلوع نابینا تھا اور اسے ابن الحکیم کہا جاتا تھا پس اس نے اس پر قابو پا لیا اور اس حد تک خود سر ہو گیا کہ ان دونوں کو اس کے بھائی ابوالجیوش نصر نے ۷۰۸ھ میں قتل کر دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور جب اس نے اپنے باپ کے بعد امارت پر قبضہ کیا تو شروع شروع میں اس نے سلطان سے دوستی پختہ کرنے اور اس کے ساتھ ہتھ جوڑی کرنے میں جلدی کی تو اس نے اس کی حکمرانی کے دور میں اپنے باپ کے وزیر عزیز الدانی اور اس کے وزیر کاتب ابوعبداللہ بن الحکیم کو اس کے پاس بھیجا پس وہ دونوں سلطان کے پڑاؤ میں پہنچے جہاں وہ تلمسان کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اور وہ انہیں تپاک سے ملا اور اس کے لئے محبت و دوستی کے احکام کی تجدید کی اور وہ اپنے بھیجنے والے کے پاس نہایت اچھی طرح واپس آ گئے۔

سلطان کا اندلس کے پیادوں اور تیر اندازوں سے مدد دینا: اور سلطان نے انہیں اندلس کے پیادوں اور تیر اندازوں کی مدد دی جو قلعوں سے جنگ کرنے اور پڑاؤ کو آواز دینے کے عادی ہیں تو وہ اس کی مدد کو دوڑے اور انہوں نے اپنی واپسی پر اپنا حصہ سلطان کی طرف بھیج دیا جو ۷۰۲ھ میں پہنچ گیا اور انہیں دشمن کے قتل کرنے اور برباد شدہ شہر میں اثر حاصل تھا پھر محمد بن الاحمر المخلوع کو سلطان کی دوستی میں مفاخرانہ مقابلوں سے کچھ بات معلوم ہوئی تو اس نے طرانده بمن شانجہ کو اوفونش کے پاس بھیجا اور اس نے اس کے ساتھ معاہدہ صلح کر لیا اور ان دونوں کے درمیان یہ معاہدہ ۷۰۳ھ کو طے پا گیا اور اس کی خبر سلطان کو پہنچی تو سلطان اس سے ناراض ہوا اور ۷۰۳ھ کے آخر میں ان کا حصہ ان کو واپس کر دیا اور سلطان کو اس کی خبر ان کے آنے سے ایک سال پہلے مل گئی' حالانکہ انہوں نے جنگوں میں بڑی شجاعت اور خونریزی کا مظاہرہ کیا تھا اور

اس نے ان سے غم کو پوشیدہ رکھا۔

ابن الاحمر کا سلطان کی مدافعت کے لئے تیاری کرنا: اور ابن الاحمر اور اس کے مددگاروں نے سلطان کی مزاحمت کرنے اور اس پر حملہ کرنے کے لئے گھات لگانے کی تیاری کی اور اس نے اپنے عم زاد رئیس ابوسعید فرج بن اسماعیل بن محمد بن نصر حاکم مالقہ کو اشارہ کیا جو قرابت کے لحاظ سے اس کا مددگار تھا کیونکہ وہ اس کی بہن کا رشتہ دار تھا اور غربیہ کی سرحد میں اس کی وجہ سے طاقت ور تھا پس اس نے اُسے سلطان کی اطاعت چھوڑنے اور ابن العزفی سے گرفتار کرنے اور ابن الاحمر کی حکومت کی طرف رجوع کرنے کے بارے میں اہل سبتہ سے سازش کرنے کا اشارہ کیا اور ابراہیم الفقیہ ابوالقاسم العزفی کے زمانے میں ۷۶ھ سے لے کر اہل سبتہ کی امارت اس کے بیٹے ابوحاتم کے پاس تھی اور ابوطالب حکم میں اس کا مددگار تھا مگر اس نے ریاست کی طرف میلان رکھنے اور ابوحاتم کے اپنے بڑے بھائی کے حق کو قبول کرنے کے باوجود گمنامی کو ترجیح دینے اور اس کے الداعی کے پاس گئے بغیر اس کی بات قبول کرنے کی وجہ سے اس کے خلاف سرکشی اختیار کر لی پس ایک عرصہ تک دونوں کا معاملہ درست رہا اور شروع شروع میں ان دونوں کی سیاست میں سلطان کی دعوت سے وابستگی اختیار کرنا اور اس کی اطاعت کرنا اور بادشاہ کے محلات میں رہائش سے کنارہ کشی کرنا اور حقِّ المقدور سلطان کی نخوت سے بچنا شامل تھا پس انہوں نے قصبہ میں اشراف گھرانوں کے قائد عبداللہ بن مخلص کو اتارا اور شہر کے احکام اور اس کے محافظوں کا کنٹرول اسے سپرد کیا پس وہ اس وجہ سے سالوں مقتدر رہا پھر یحییٰ بن ابی طالب نے اسے ایک بلو کی طعنے سے ناراض کر دیا اور دعوے کی وجہ سے رشتہ داروں میں اس کے احکام کو روک دیا پھر اس نے اس کے باپ کو اس کے خلاف برانگیختہ کیا اور اس سے محافظوں کو عطیات دینے کے لئے ٹیکس کا حساب مانگا اور اس کے مقام اور اس پر اعتماد کے باعث اس کے پیچھے جو بدظنی اور شک پایا جاتا تھا وہ اس سے غافل رہے اور اس کے باوجود وہ پہلے کی طرح سلطان کی دوستی اور اس کی دعوت اور اس کے اوقات میں اس کے پاس جانے کے پابند رہے اور جب سلطان سے ابن الاحمر کی دوستی بگڑ گئی اور اس نے سبتہ سے سازش کا معاہدہ کر لیا تو اس نے حاکم قصبہ کے پوشیدہ غم کی طرف راہ پالیا۔

رئیس ابوسعید کی سازش: پس رئیس ابوسعید نے جو مالقہ کی سرحد کا حاکم اور سبتہ میں اس کا پڑوسی تھا اس سے سازش کی اور اس سے بنی العزفی کے ساتھ خیانت کرنے کا وعدہ کیا اور یہ کہ وہ اپنے بحری بیڑوں کے ساتھ ان کی مصاحبت کرے گا پس رئیس ابوسعید بحری بیڑوں کے بنانے اور لوگوں کو سرحدوں کے بند کرنے کے لئے جمع کرنے میں لگ گیا اور یہ کہ مالقہ کے دشمن گھات میں ہیں اور اس نے انہیں جنگجوؤں پیادوں تیر اندازوں اور خود اک سے بھر دیا اور لوگوں سے اپنے ارادے کو پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ اس کے بحری بیڑوں نے ۲۷ شوال ۵۷ھ کو سبتہ کو چھوڑ دیا اور حاکم قصبہ کے مقررہ کردہ وقت کے مطابق اس کے میدان میں لنگر انداز ہو گیا پس اس نے اسے اپنے قلعے میں داخل کر دیا تو اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کی فصیلوں پر اپنے جھنڈے لہرا دیئے اور اس نے اپنی فوجوں کو یکے بعد دیگرے شہر میں بھیجا تو وہ ہر طرف سے آ گئیں اور وہ سوار ہو کر بنی العزفی کے گھروں میں گیا اور انہیں اور ان کے والد اور ان کے خواص کو گرفتار کر لیا اور سلطان کو غرناطہ میں خبر پہنچ گئی اور وزیر ابوعبداللہ بن الحکیم پہنچ گیا اور اس نے لوگوں میں امان کا اعلان کر دیا اور عام انصاف کیا اور ابن العزفی کو کشتی میں سوار کروا کر مالقہ بھجوا دیا پھر وہ غرناطہ گئے اور ابن الاحمر کے پاس آئے تو اس نے ان کی آمد کو بڑی بات قرار دیا اور لوگوں کو

ان کی پیشوائی کے لئے بھجوایا اور ان کے لئے بڑے بڑے جلسے کئے یہاں تک کہ انہوں نے اپنی بیعت دے دی اور اپنی پیغامبری کا فرض پورا کر دیا اور انہیں محلات میں اتارا گیا اور انہیں بہترین وظائف دیے گئے اور وہ اندلس میں ٹھہر گئے اور اس کے بعد مغرب کی طرف چلے گئے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

رئیس ابوسعید کی خودمختاری: ابوسعید سبتہ کی امارت میں خودمختار ہو گیا اور اس نے اس کی اطراف کو درست کیا اور اس کی سرحدوں کو بند کیا اور اپنے عم زاد حاکم اندلس کی دعوت کو اس کے اکناف میں قائم کیا اور عثمان بن ابی العلا بن عبداللہ بن عبدالحق جو بنی حکومت کے شریف الاصل لوگوں میں سے تھا' وہ اس کی مصیبت میں نالقہ کے ساتھ جنگ کرنے والوں کا امیر بن کر اور اس کی محبت کے تحت ان کی پارٹی کا قائد بن کر سمندر پار کر گیا پس اس نے اُسے مغرب کا بادشاہ بنانے کے بارے میں طمع سازی کی اور اس بارے میں قبائل غمارہ سے گفتگو کی تو وہ متذبذب ہو گئے اور یہ تمام بات سلطان کو پہنچ گئی جب کہ وہ تلمسان کے محاصرہ میں اپنے پڑاؤ میں تھا تو وہ غضب ناک ہو گیا اور فریادی نے اس سے مدد مانگی تو اس نے اپنے بیٹے امیر ابوسالم کو اس شگاف کے بند کرنے کے لئے بھیجا اور وہ اس کے پاس فوجیں لے کر آیا اور قبائل ریف اور بلاد تازی سے اسے فوجیں جمع کرنے کا حکم دیا پس وہ جلدی سے وہاں گیا اور اس کی فوجوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور مدت تک وہ اس کا محاصرہ کئے رہا پھر عثمان بن ابی العلاء نے اس پر شب خون مارا تو اس کے پڑاؤ میں کھلبلی مچ گئی اور وہ وہاں سے شکست کھا کر بھاگ گیا پس سلطان اس سے ناراض ہو گیا اور عثمان بن ابی العلاء سبتہ کے نواح اور بلاد غمارہ میں چلا گیا اور تکیا س پر متغلب ہو گیا اور ۷۰۵ھ کے آخر میں سبتہ پر اُن کے غلبہ کے ایک سال بعد' سلطان کے حکم کو قائم کرتا اور اپنے لئے دعا کا اعلان کرتا ہوا قصر ابن عبدالکریم تک پہنچ گیا پس سلطان نے تلمسان کے معاملے میں اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا اس لئے کہ اگر اس کی ہلاکت میں تضاد قدر کی رکاوٹ نہ ہوتی تو وہ ہلاکت اور انتشار کے کنارے پر تھا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

بنی عبدالواد میں سے بنی کمی کے بغاوت کرنے اور ارض سوس میں ان کے خروج کرنے کے حالات

بنی عبدالواد کا یہ قبیلہ بنی علی کے بطون میں سے ہے جو ایت القاسم کی قوم میں سے ہیں اور یہ اپنی ریاست میں کندوز کی طرف رجوع کرتے ہیں اور جب زیان' علی بن ثابت بن محمد کی اولاد کا جو طاع اللہ کی اولاد میں سے ہیں یا اختیار امیر بن گیا تو اللہ نے اسے جو امارت دی تھی اس کندوز نے اس کے بارے میں اس سے حسد کیا اور اس کی باگ دوڑ کے بارے میں

اس سے کش مکش کی اور زیان نے اس کی پوزیشن کو معمولی خیال کیا اور اس کی پرواہ نہ کی پھر اس کی قوم کے اوباش لوگ اس کے خلاف جمع ہو گئے اور اس سے جنگ کی ٹھان لی اور زیان' کندوز کے ہاتھوں مارا گیا اور اولاد علی کی امارت جابر بن محمد بن یوسف نے سنبھال لی پھر امارت ان میں ایک دوسرے کو منتقل ہوتی رہی یہاں تک کہ وہ بارہ ثابت بن محمد کے لڑکے کو مل گئی اور ابوعزہ زکراز بن زیان خود مختار امیر بن گیا' مگر اس کے دن تھوڑے تھے اور اولاد یکی اور اولاد طاع اللہ کے درمیان اتحاد پیدا ہو گیا اور وہ کیتوں کو بھول گئے اور طاع اللہ کی امارت یغمراسن بن زیان کے بیٹوں کو مل گئی اور انہوں نے عبدالواد کے تمام قبائل کو اپنے پیچھے چلا لیا اور یغمراسن نے اپنے باپ زیان کے قاتل کندوز سے بدلہ لینے کی کارروائی کی اور اسے اپنے گھر میں دھوکے سے قتل کر دیا۔

کندوز کا قتل: اس نے اسے ایک دعوت میں بلایا اور اپنے باپ کے بیٹوں کو جمع کیا اور جب وہ المنہان سے ایک جگہ پر بیٹھ گیا تو انہوں نے اس کے سر کو اپنی ماں کے پاس بھیجا تو اس نے اس سے اپنے دل کو ٹھنڈا کرنے کے لئے چولہے کا تیسرا پایہ بنا کر اس پر ہانڈی رکھ دی اور یغمراسن نے بقیہ بنی کندوز سے اپنے حق کا مطالبہ کیا تو وہ اس کے مطالبہ کے آگے بھاگ گئے اور بہت دور چلے گئے اور امیر ابی زکریا بن عبدالواحد بن ابی حفص سے جا ملے اور کئی سال تک اس کی چوپال میں مقیم رہے اور وہ اپنی امارت کے بارے میں عبداللہ بن کندوز کی طرف رجوع کرتے تھے پھر انہوں نے صحرائی دور کو یاد کیا اور زناتہ کے قبیلے کے مشتاق ہوئے اور مغرب کو واپس ہوئے اور اپنے ہمسر بنی مرین سے جا ملے اور عبداللہ بن کندوز' یعقوب بن عبدالحق کے ہاں اترا تو وہ اس سے نہایت فراخ دلی اور حسن سلوک کے ساتھ ملا' جس سے اس کا دل خوشی سے لبریز ہو گیا اور اس نے اس کی خوشحالی کے متعلق تاکید کی اور اسے مراکش کی جانب اس قدر جاگیر دی جو اس کو اور اس کی قوم کو کفایت کرنے والی تھی اور اس نے انہیں وہاں اتارا اور اس کے اونٹوں اور اونٹنیوں کے لئے چراگاہیں تلاش کرنے کے لئے حسان بن ابی سعید الصبیحی اور اس کے بھائی موسیٰ کو مقرر کیا جو ان کے رشتہ داروں اور مددگاروں میں سے تھے اور اس نے عبداللہ سے مہربانی کی اور اپنی مجلس میں اس کے مقام کو بلند کیا اور اس کے بہت سے امور میں اس کے لئے کافی ہو گیا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس نے ۶۶۵ھ میں اسے اس کے بھائی عامر بن ادریس کے ساتھ حاکم افریقہ المستنصر کے پاس بھیجا اور یہ بنو کندوز مغرب اقصیٰ میں ٹک گئے اور ان کا یہی حال رہا اور یہ بنی مرین کے قبائل کے مددگاروں میں شامل ہونے لگے۔

عبداللہ بن کندوز کی وفات: اور عبداللہ بن کندوز فوت ہو گیا اور اس کی امارت اس کے بعد اس کے بیٹے عمر کو ملی اور جب سلطان یوسف بن یعقوب نے اپنے عزائم کو بنی عبدالواد کی طرف پھیرا اور تلمسان سے مقابلہ کیا اور اس کا طویل محاصرہ کیا اور بنو مرین اور ان کے رشتہ داروں نے بنو عبدالواد پر احسان کیا اور ان سے حسن سلوک کیا تو انہیں غیرت نے گناہ میں لگا دیا اور تکبر نے انہیں آ لیا پس ان بنو کندوز نے سلطان کی مخالفت کرنے اور ان کے خلاف بغاوت کرنے کی ٹھان لی اور ۷۰۳ھ میں حاحہ چلے گئے اور امیر مراکش یعیش بن یعقوب نے ۷۰۴ھ میں ان سے جنگ کرنے کے لئے اجتماع کیا اور انہوں نے تاورت میں اس سے جنگ کی اور ان کی مخالفت پر قائم رہے پھر ۷۰۴ھ میں یعیش اور اس کی فوجوں نے دوسری بار تامطریت میں ان سے جنگ کی اور انہیں ایسی عظیم شکست دی جس نے ان کے بازو توڑ دیئے اور ان کی امارت کو کمزور کر دیا اور بنی عبدالواد کی ایک جماعت ازعار اور تاکما میں قتل ہو گئی اور یعیش بن یعقوب نے بلاد سوس میں خوب قتلام کیا اور اس کے

دارالخلافہ اور ام القریٰ تاروانت کو تباہ و برباد کر دیا' جہاں پر عبدالمومن کے سوس پر مقرر کردہ بقیہ امراء میں سے عبدالرحمٰن بن الحسن بن یدر موجود تھا اور ان کا تذکرہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور اس کے اور معقلی عربوں اور بنی حسان کے جوانوں کے درمیان جب سے موحدین کی حکومت کا خاتمہ ہوا تھا جنگ جاری تھی جس میں پانسہ پلٹتا رہتا تھا' اور ان جنگوں میں سے ایک جنگ میں ۶۶۸ھ میں اس کا چچا علی بن یدر ہلاک ہو گیا اور کچھ وقت کے بعد اس کی امارت ابن عبدالرحمٰن کو مل گئی اور وہ مسلسل اس سے برسر پیکار رہے یہاں تک کہ یعیش بن یعقوب نے سوس پر قبضہ کر لیا اور اس کے دارالخلافہ تاروانت کو تباہ و برباد کر دیا' پھر اس کے بعد بنی یدر میں عبدالرحمٰن نے اپنے اور اپنے تاروانت کے لوگوں کے معاملے میں غور و فکر کیا اور ان بنو یدر کا خیال ہے کہ وہ اس محل میں پہلے عربوں کے عہد سے قیام پذیر ہیں اور وہ ہمیشہ سے اس کے امیر ہیں اور انہیں اس کی امارت وراثت میں ملتی آ رہی ہے۔

ابن خلدون سے اولاد عبدالرحمٰن کے ایک بڑے شیخ کی ملاقات: اور میں نے سلطان ابی عنان اور اس کے بھائی ابی سالم کے بعد اولاد عبدالرحمٰن کے ایک بڑے شیخ سے ملاقات کی تو اس نے بھی مجھے اسی قسم کی بات بتائی نیز یہ کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں واللہ اعلم اور بنو کندوز ہمیشہ صحرائے سوس میں بھگوڑے رہے یہاں تک کہ سلطان فوت ہو گیا اور اس کے بعد انہوں نے دوبارہ بنی مرین کے ملوک کی اطاعت اختیار کر لی اور جو جرم وہ پہلے کر چکے تھے انہیں معاف کر دیا اور انہیں دوبارہ دوستی کے مقام پر کھڑا کر دیا اور وہ اس دور تک ان کے خیر خواہ اور مخلص دوست ہیں جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

ابوالملیانی کی تلبیس سے مصامدہ کے مشائخ کی وفات کے حالات

مغراوہ ثانیہ کے حالات میں ہم نے ابوالملیانی کی شان اور اس کی اولیت اور ملیانہ میں اس کے بغاوت کرنے اور اسے روندنے پھر وہاں سے اپنے لشکر کو ہٹانے اور سلطان بنی مرین یعقوب بن عبدالحق کے پاس چلے جانے کے حالات بیان کر چکے ہیں اور اس نے اسے جس مقام عزت پر اتارا اس کا بھی ذکر کر چکے ہیں اور اس نے اسے کمائی کے ذریعے کے طور پر اغمات کا شہر جاگیر میں دیا تو وہ وہیں تک گیا اور جو کچھ اس نے موحدین کے اعضاء اور قبریں اکھیڑ کر ان کی توہین کی اس سے سلطان اور لوگ اس سے ناراض ہو گئے اور جب اس نے یہ کام کیا تو مصامدہ نے اس پر حملہ کے لئے گھات لگائی اور جب یعقوب بن عبدالحق فوت ہو گیا تو یوسف بن یعقوب نے اسے مصامدہ کے ٹیکس پر عامل مقرر کیا مگر اس نے اس کے جمع کرنے کی سکت نہ پائی اور ان کے مشائخ نے سلطان کے پاس اس کی چغلی کی کہ اس نے اپنے لئے مال کو روک رکھا ہے اور انہوں

نے اس کا محاسبہ کیا اور اس کے بارے میں چغلی کی تصدیق کی تو سلطان نے اسے قید کر دیا اور اسے ذبح کروا دیا اور ۶۸۶ھ میں وہ فوت ہو گیا اور سلطان نے اس کے بھتیجے کو منتخب کر لیا اور اسے اپنی خط و کتابت پر مقرر کیا اور اس نے اس کے مددگاروں کے ساتھ اس کے دروازے پر قیام کیا اور سلطان مصامدہ کے مشائخ میں سے ہنتاتہ کے سردار علی بن محمد اور کرمتہ کے سردار عبدالکریم بن عیسیٰ پر ناراض ہوا اور اپنے بیٹے امیر علی کو مراکش میں ان کے قید کرنے کا اشارہ کیا تو اس نے ان دونوں کو بیٹوں اور خواص سمیت قید کر دیا اور اس بات کو احمد بن الملیانی نے محسوس کیا اور بدلہ لینے میں جلدی کی اور حکومت کے خط پر سلطانی علامت ہوتی تھی جو ایک کاتب سے مختص نہ تھی بلکہ ان میں سے ہر کوئی جب اپنے خط کو مکمل کر لیتا تو وہ اس پر وہ علامت لگا لیتا' کیونکہ وہ سب کے سب ثقہ اور امین تھے اور سلطان کے ہاں وہ کنگھی کے دندانوں کی طرح تھے۔

احمد بن الملیانی کا امیر مراکش کو خط لکھنا: پس احمد نے الملیانی نے سلطان کے بیٹے امیر مراکش کو ۶۹۷ھ میں اس کے باپ کے حکم کے بارے میں ایک خط لکھا جس میں اس نے اسے مصامدہ کے مشائخ کے قتل کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ وہ انہیں آنکھ جھپکنے کی بھی مہلت نہ دے اور اس نے اس پر وہ علامت بھی لگائی جس سے احکام نافذ ہوتے تھے اور خط پر مہر لگا دی اور اسے ڈاک کے ساتھ بھیج دیا اور خود بچ کر تلمسان شہر میں چلا گیا اور لوگوں نے ان کے معاملے میں تعجب کیا اور جب سلطان کے بیٹے کو مراکش میں خط ملا تو وہ مصامدہ کے مقید لوگوں کو ان کے مقتل میں لے گیا اور اس نے علی بن محمد اور اس کے بیٹوں اور عبدالکریم بن عیسیٰ اور اس کے بیٹوں عیسیٰ' علی' منصور اور بھتیجے عبدالعزیز کو قتل کر دیا اور امیر نے اپنے وزیر کو اپنے باپ کے پاس خبر دے کر بھیجا تو اس نے اسے ناراض ہو کر اسی وقت قتل کر دیا اور ایلچی کو اپنے بیٹے کے قید کرنے کے لئے بھیجا اور اس نے ابن الملیانی کو تلاش کیا تو وہ گم ہو گیا اور تلمسان چلا گیا اور آل زیان کے ہاں اترا' اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ پھر وہ اس کے بعد' اسی سال سلطان کے اندلس سے چلے جانے پر اندلس چلا گیا' اور وہیں فوت ہو گیا اور اس دن سے سلطان نے اپنی علامت کے بارے میں اسی پر اکتفا کیا جسے وہ اپنے پروردہ لوگوں میں سے چنتا اور اس کی امانت پر اعتماد کرتا' اور اس نے اس دور میں اس کام کے لئے عبداللہ بن ابی مدین کو اپنا خاص آدمی مقرر کیا جو ان کے امور مملکت کو سرانجام دیتا تھا پس اس کے بعد یہ اس دور تک مختص ہو گیا۔

سلطان یعقوب کا بچپن: سلطان یعقوب اپنے بچپن میں اپنی لذات کو ترجیح دیتا تھا اور انہیں اپنے باپ یعقوب بن عبدالحق سے اس کے دینی مقام اور وقار کی وجہ سے چھپاتا تھا وہ شراب نوشی کرتا تھا اور ہم نشین شراب نوشوں کے ساتھ ہمیشہ اسے پیتا تھا اور خاص کے معاندیہودیوں میں سے خلیفہ بن رقاصہ امراء کے دستور کے مطابق ان کے گھر میں اس کی آمدنی و مصارف کا ذمہ دار تھا اور وہ کئی قسم کی خدمات کی وجہ سے اس کے قریب تھا پس اس امیر نے اسے شراب کشید کرنے اور اس کی نگرانی کرنے پر مقرر کر دیا اور اسے اس وجہ سے اس کے ساتھ خلوت کا موقع بھی ملتا تھا جو قسمت نے اس کے لئے مقرر کر دیا تھا' یہاں تک کہ یعقوب بن عبدالحق فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے یوسف نے اس کی حکومت کا بار اٹھا لیا اور بادہ نوشوں کی بادہ نوشی میں بھی مسلسل اس کو خلوتیں حاصل رہیں اور اس وجہ سے ابن رقاصہ اس کی خلوت میں منفرد ہو گیا نیز اس کے وکیل آمدنی و مصارف ہونے کی وجہ سے اس کی ریاست کی عظمت بڑھ گئی اور حکومت میں اس کی شان بلند ہو گئی اور خواص اس سے احکام حاصل کرتے پس اسے ان کے درمیان وجاہت حاصل ہو گئی اور حکومت کی بڑائی سے اس کی قدر بڑھ گئی۔

ابن خلدون کے شیخ کا بیان: اور مجھے میرے شیخ الابلی نے بتایا کہ اس خلیفہ کا ایک بھائی ابراہیم نام تھا اور ایک عم زاد خلیفہ کے نام سے موسوم تھا جسے لوگوں نے صغیر کا لقب دیا تھا کیونکہ وہ اس نام سے چھوٹے مقام کا حامل تھا اور بنی السبتی میں اس کی رشتہ داری تھی جن کا سردار موسیٰ تھا جو آمدنی و مصارف کی ذمہ داری میں اس کا نائب تھا پس سلطان اپنی جوانی اور کھیل کے نشہ سے ہوش میں نہ آیا یہاں تک کہ اس نے انہیں اس حال میں پایا جس میں انہوں نے وزراء شرفاء علماء اور ایک پارٹی کو دھوکے سے قتل کرنے کا پروگرام بنایا تو اس بات نے اُسے پریشان کر دیا اور وہ ان کی نگرانی کرنے لگا اور اس نے اس کے مخلص دوست عبداللہ بن ابی مدین تک پہنچنے کا راستہ معلوم کر لیا پس اس نے اس کے ہاں ان کا بندوبست کرنے کے لئے راہ نکالی اور اسے ان پر حملہ کرنے کی راہ بتائی تو اس نے ان پر ایک ہی زبردست حملہ کیا اور وہ شعبان ۷۰۶ھ میں تلمسان کے محاصرہ میں ان کے پڑاؤ میں قید ہو گئے اور اس نے آزمائش میں ڈالنے کے بعد خلیفہ کبیر اور اس کے بھائی ابراہیم اور موسیٰ بن السبتی اور اس کے بھائیوں کو قتل کر دیا اور ان کا مثلہ کیا اور ان کے خواص و اقارب اور رشتہ داروں پر بھی مصیبت آئی اور ان میں سے کوئی باقی نہ بچا اور اس نے ان میں سے خلیفہ اصغر کو اس کی حقارت کے لئے باقی رکھا یہاں تک کہ اس نے جن لوگوں کو بعد میں قتل کیا ہم ان کا ذکر کریں گے اور ان کے بقیہ لوگوں کی توہین کی اور حکومت ان کی گندگی سے پاک ہو گئی اور اس سے ان کی ریاست کی برائی دور ہو گئی۔ والامور بید اللہ سبحانہ۔

فصل

سلطان ابو یعقوب کی وفات کے حالات

سلطان کے مددگاروں اور خواص میں ابوالملیانی کے آختہ غلاموں میں سے ایک غلام سعادت نامی تھا اور وہ سلطان کے پاس اس وقت آیا جب وہ خود مرائش کا عامل تھا اور وہ پرلے درجے کا جاہل اور عجمی تھا اور سلطان آختہ غلاموں کو اپنے اہل سے ملاتا تھا اور محارم کو بھی ان سے پردہ نہیں کرواتا تھا اور جب اس کے غلام العنز کا واقعہ ہوا اور اس پر ایک حرم کے ساتھ سازش کرنے کا اتہام لگایا گیا اور شک کی بنا پر قتل کر دیا گیا تو سلطان کو اپنے بہت سے خواص کے بارے میں جو اس کے گھر میں رہتے تھے شک پیدا ہو گیا اور اس نے تمام آختہ غلاموں کو قید کر دیا جن میں ان کا نمبردار عنبر الکبیر بھی شامل تھا اور اس نے بقیہ غلاموں کو چھپا دیا تو وہ ڈر گئے اور اس خبیث خصی کے شیطانی نفس نے اسے سلطان پر اچانک حملہ کرنے کی سجھائی تو یہ اس کے پاس گیا اور وہ اپنے محل کے ایک کمرے میں تھا اس نے اُسے اطلاع دی تو اس نے اسے آنے کی اجازت دے دی ابن نے اسے دیکھا کہ وہ حنا لگا کر اپنے بستر پر لیٹا ہوا ہے تو اس نے اس پر حملہ کر کے نیزے مار مار کر اس کی آنتیں کاٹ دیں اور بھاگتا ہوا باہر نکل گیا اور ایک مددگار نے اس کا تعاقب کیا تو اس نے اسے شام کے وقت تاسلہ کی جانب پا کر پکڑ لیا اور زُنے

محل میں لایا گیا تو غلاموں اور خواص نے اسے قتل کر دیا اور سلطان کی میت دن کے آخر تک پڑی رہی پھر وہ ۷ ذوالقعدہ ۶ ے ھ کو بروز بدھ وار فوت ہو گیا اور وہیں دفن کیا گیا پھر جب گھبراہٹ ختم ہوئی تو اس کی میت کو ان کے قبرستان شالہ میں لا کر اس کے اسلاف کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ والبقاء للّٰہ وحدہ

فصل

سلطان ابو ثابت کی حکومت کے حالات

جب امیر ابو عامر بن سلطان ابو یعقوب اور اس کا ولی عہد بلاد بنی سعید عمارہ اور الریف میں ۶۹۸ھ میں جلاوطنی کی حالت میں مر گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں تو اس نے اپنے دو لڑکے عامر اور سلیمان ان کے دادا سلطان کی کفالت میں اپنے پیچھے چھوڑے اور وہ اس کی محبت اور اس کے دور ہونے کی وجہ سے ان دونوں سے محبت رکھتا تھا اور ان دونوں سے اس کی آنکھ ٹھنڈی تھی اور اس کے دل میں ان کی محبت پائی جاتی تھی پس وہ ان دونوں پر مہربان ہوا اور انہیں اپنے دل میں جگہ دی اور امیر ابو ثابت عامر نے اپنی قوم کو اقدام و جرأت اور شجاعت میں ذلیل کیا اور بنی ورتاجن میں اسے ماموں کا رشتہ تھا پس سلطان کی وفات کے وقت انہوں نے اسے تحریض کی اور اسے بیعت کے لئے بلایا اور اس کی بیعت کر لی اور اس کے باپ عز کا چچا امیر ابو یحییٰ بن یعقوب بھی اتفاقاً وہاں آ گیا تو انہوں نے اُسے اطاعت اختیار کرنے پر آمادہ کیا اور اگر اس کے پاس آدمی ہوتے تو وہ اس سے امارت کا زیادہ حق دار تھا پس اس نے فرمانبرداری اختیار کر لی اور غم کو پوشیدہ رکھا اور سلطان کی وفات کے وقت خواص اور وزراء جلدی سے نئے شہر میں آئے اور اس کے بیٹے امیر ابو سالم کی بیعت کر لی اور قریب تھا کہ بنی مرین کا اتحاد پارا پارا ہو جاتا۔ پس اسی وقت امیر ابو ثابت نے عثمان بن غمراسن کے بیٹوں امیر ابو زیان اور ابو حمو کو تلمسان کی طرف بھیجا اور ان دونوں سے ان سے الگ ہو جانے کا معاہدہ کیا پھر اس نے اُسے حکم دیا کہ وہ اُسے آلہ سے مدد دے اور اگر وہ بات نہ ہو جو وہ چاہتا ہے تو وہ دونوں گھر کا کونہ اسے دکھائیں اور معاہدہ کے لئے ابو حمو آیا تو اس نے اُسے خوب مضبوط کیا اور بنی مرین کی اکثریت اور ارباب حل و عقد امیر ابو ثابت کی طرف مائل ہو گئے اور ابو سالم کی بیعت کے لئے صرف اہل و عیال، وزراء، خواص، فوجیں اور بے سمجھ لوگ رہ گئے اور نئے شہر میں اس کا بسیرا تھا اور انہوں نے اسے جنگ کا مشورہ دیا اور وہ فوجوں کو منظم کر کے نکلا اور کھڑا ہوا اور ڈر گیا اور جنگ کرنے سے بزدلی دکھائی اور ان سے کل پیشقدمی کرنے کا وعدہ کیا اور پلٹ کر اپنے محل میں آ گیا تو وہ اس سے مایوس ہو گئے اور چپکے چپکے کھسک کر امیر ابو ثابت کے پاس آ گئے اور وہ ان پر جھانکنے والے پہاڑ کی ایک نگرانی چوکی میں تھا اور جب ابو سالم شہر میں رک گیا تو یک دم تمام مددگار اس کے پاس جمع ہو گئے اور جب اس کے پاس قبائل اور فوج پورے ہو گئے۔

جدید شہر پر حملہ: تو اس نے سلطان کے ٹھکانے جدید شہر اور اس کے محلات کی باڑ اور اس کے عزم کی حکم پر حملہ کیا اور موقع پر اس کے چوک تک پہنچ گیا اور ابوزید مخلف بن عمران الفودوری اس کے مقابلہ میں نکلا تو وہ ابویحییٰ کے حکم سے گھوڑے سے اتر کر پیادہ ہو گیا اور اس کے سامنے نیزوں کی ضربوں سے قتل ہو گیا اور ابھی اسے وزیر نے تھوڑا عرصہ ہی ہوا تھا اور سلطان نے اسے اس کی وفات سے قبل شعبان ۷۶۰ھ میں وزیر بنایا تھا اور ابوسالم مغرب کی طرف بھاگ گیا اور اس کے خاندان میں سے رحو بن عبداللہ بن عبدالحق بن العباس اور رحو کے بیٹوں عیسیٰ اور علی اور ان کے بھتیجے جمال الدین بن موسیٰ نے اس کی مصاحبت کی اور امیر ابوثابت نے اپنی فوج کے ایک دستے کے ساتھ ان کا تعاقب کیا اور انہیں ندرومہ میں گرفتار کر لیا۔

ابوسالم اور جمال الدین کے قتل کا حکم: اور ابوسالم اور جمال الدین کے قتل کرنے اور دوسروں کے باقی رکھنے کے بارے میں سلطان کا حکم نافذ ہوا اور اس نے شہر کے دروازے کے جلانے کا حکم دیا تاکہ فوج اسے فتح کرے پس ان کے گھر کے وکیل آمدنی و مصارف عبداللہ بن ابی مدین کاتب نے ان پر جھانکا اور اسے ابوسالم کے فرار کرنے اور اس کی اطاعت پر لوگوں کے اتفاق کرنے کی اطلاع دی اور وہ رات بھر اس خوف سے ان کے ساتھ صلح کی طرف مائل رہا کہ کہیں فوج نادانی سے ان کے گھر پر حملہ نہ کر دے حتیٰ کہ صبح ہو گئی پس اس نے صلح کر لی اور امیر ابویحییٰ نے اسے ابوالحجاج بن اشقیلولہ کے قید کرنے کا حکم دیا تو اس نے قدیم عداوت کی وجہ سے اسے قید کر لیا پھر اس نے اسے قتل کرنے اور اس کے سر کو بھیجنے کا حکم دیا پس اسے قتل کر دیا گیا اور اس رات سلطان نے آگ جلانے کا حکم دیا یہاں تک کہ اس نے تاریکی کو روشن کر دیا اور اس نے سوار ہو کر رات گزاری اور اس کی صبح کو محل میں داخل ہوا اور اس نے نماز پڑھنے کے بعد اس کے جسم کو دفن کیا اور جب امیر ابویحییٰ کی نمائندگی زیادہ ہو گئی تو وہ اس کے مقام سے تنگ ہو گیا اور اس نے اس کے بارے میں القرابہ کے سردار عبدالحق بن عثمان بن امیر ابی یفرن محمد بن عبدالحق اور اس کے پاس جو وزیر موجود تھے جیسے ابراہیم بن عبدالجلیل الونکاسی اور ابراہیم بن عیسیٰ الیرنیانی وغیرہ خواص سے گفتگو کی تو انہوں نے اس کے قتل کا مشورہ دیا اور اس کے بارے میں ایسے الفاظ میں شکایت کی گئی جن کا مفہوم سلطان اور اس کی حکومت کے بارے میں تاک رکھنا اور اس کی حکومت کے لئے پارٹی تلاش کرنا تھا اور امیر ابویحییٰ بیعت کے تیسرے روز سوار ہو کر محل کی طرف گیا تو سلطان نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کے ساتھ بیویوں کی طرف چلا گیا تاکہ ان کے بھائی سلطان کی تعزیت کرے پھر وہ خواص سے جنگ کرنے کے لئے نکلا تو سلطان اس سے پیچھے رہ گیا اور اس نے عبدالحق بن عثمان کے ساتھ اسے گرفتار کرنے کے لئے سازش کی تھی تو اس نے ایسے ہی کیا پھر سلطان بڑے اعتماد کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا تو اس نے اس کا کام تمام کرنے کا حکم دیا اور اس کو مہلت نہ دی اور اس نے اس کے وزیر عیسیٰ بن موسیٰ الفودوری کو اس کے ساتھ ملا دیا اور اس گروہ کے ہلاک ہونے کی خبر پھیل گئی تو القرابہ اس سے ڈر گئے۔

یعیش بن یعقوب اور اس کے بیٹے کا فرار: اور سلطان کا بھائی یعیش بن یعقوب اور اس کا بیٹا عثمان جو اپنی ماں تھیبت کے نام سے مشہور تھا اور مسعود بن امیر ابی مالک اور عباس بن رحو بن عبداللہ بن عبدالحق فرار ہو کر سب کے سب عثمان بن ابی الکلاہ کے پاس عمارہ میں اس کی جگہ پر پہنچ گئے اور نمائندگی سے فضا خالی ہو گئی اور سلطان اپنی قوم کی حکومت میں خودمختار ہو گیا اور جھگڑا کرنے والوں کے شر سے محفوظ ہو گیا اور جب اس کی حکومت مکمل ہو گئی اور ملک کا معاملہ مرتب و منظم ہو گیا تو اس نے بنی عثمان بن یغمراسن کے ساتھ ان کے پاس سے چلا جانے کا عہد پورا کیا اور وہ ان تمام بلاد سے ان کے لئے

دست بردار ہو گیا' جو بلادِ مغرب اوسط میں ان کے مضافات اور بنی توجین اور مغراوہ کے مضافات میں سے اس کی اطاعت میں آ گئے تھے اور عثمان بن ابی العلاء بن عبداللہ بن عبدالحق نے سبتہ میں جو کھلبلی مچائی تھی اور سلطان کی وفات پر اس نے جو اپنی طرف دعوت دی تھی اور بلادِ غمارہ کی طرف جا کر قصر کتامہ پر اس نے جو قبضہ کر لیا تھا اس کی وجہ سے اس نے اسے مغرب کے دارالخلافہ میں بلایا تھا پس اس نے مغرب کی طرف سفر کرنے کا عزم کر لیا اور سفر کے دوران جدید شہر کے باشندوں کی امارت وزیر ابراہیم بن عبدالسلام کو سپرد کی کیونکہ ان دنوں وہ آبادی سے بھرپور اور بے کار لوگوں اور آلہ سے بھرا ہوا تھا پس اس نے ان کا اچھا انتظام کیا اور ان کے لئے میعادیں اور مواعید مقرر کئے کہ وہ سفر کر جائیں اور راستے خالی چھوڑ جائیں' جسے بنو عثمان بن یغمر اسن نے بنی مرین کے مغرب کی طرف کوچ کرنے کے وقت برباد کر دیا تھا اور انہوں نے اس کے لئے جنگوں کے وقت مقرر کئے تھے پس انہوں نے اس کے نشانات کو مٹا دیا اور برباد کر دیا اور سلطان نے اپنے قرابت داروں میں سے حسن بن عامر بن عبدالحق الجون کو فوجوں کے ساتھ آگے بھیجا اور اسے ابوالعلاء کے ساتھ جنگ کرنے پر سالار مقرر کیا اور وہ جدید شہر میں ان پہرے داروں کو ملنے کے لئے ٹھہرا جو مشرق کی سرحدوں پر تھے اور جب وہ ان تمام سرحدوں سے بنی عثمان بن یغمر اسن کے لئے دست بردار ہو گئے تو وہ ماہ ذوالحجہ میں کوچ کر گیا اور ۷۶۳ھ کے شروع میں فاس میں داخل ہو گیا۔

<u>ابو ثابت کا مغرب جانا</u>: اور جب ابو ثابت ان کے تلمسانی پڑاؤ سے الگ ہو کر مغرب کو گیا تو اس نے اپنے قرابت داروں میں سے حسن بن عامر بن عبدالحق الجون بن السلطان کو فوجوں کے ساتھ اپنے آگے بھیجا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نے اسے ابوالعلاء کے ساتھ جنگ کرنے پر سالار مقرر کیا اور بلادِ مراکش اور اس کے نواح پر اپنے دوسرے عم زاد یوسف بن محمد بن ابی عیاد بن عبدالحق کو امیر مقرر کیا اور اس نے اسے حکم دیا کہ وہ ان کے احوال کی نگرانی کرے تو وہ وہاں گیا اور جا اترا پھر اسے بغاوت کا خیال آیا تو اس نے مراکش کے والی کو قتل کر دیا اور آلہ بنایا اور اعلانیہ عیاشی کی اور والی شہر کو پکڑ کر جمادی الاولیٰ ۷۶۳ھ میں کوڑا مار کر قتل کر دیا اور اپنی دعوت دی اور سلطان کو اپنی آمد کے آغاز میں ہی اطلاع مل گئی تو اس نے اس کی طرف اپنے وزیر یوسف بن عیسیٰ بن السعود جشمی اور یعقوب بن اصناک کو پانچ ہزار فوج کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا اور خود بھی ان کے پیچھے ان دستوں کے ساتھ نکلا اور یوسف بن ابی عیاد بھی نکلا اور ربع سے آگے چلے گئے پس وہ وزیر کے اور اس کی فوجوں کے آگے شکست کھا گیا اور وزیر نے اس کا تعاقب کیا تو وہ اغمات کی طرف بھاگ گیا پھر جبال ہسکورہ کی طرف بھاگ گیا اور اغمات میں سے موسیٰ بن سعید الصبیحی اس کی فصیل سے اتر کر اس کے پاس چلا گیا اور وزیر یوسف مراکش چلا گیا پھر اس کے پیچھے نکل کر اس سے مل گیا اور ان کے درمیان جنگ ہوتی رہی اور ان میں بہت سے آدمی مارے گئے اور وہ ہسکورہ چلا گیا اور سلطان ابو ثابت ۱۵ رجب ۷۶۳ھ کو مراکش میں داخل ہوا اور اس نے ان سازش کے چھپانے والوں کے قتل کا حکم دیا جو اس کی بغاوت کے دوران اس کے ساتھ تھے پس انہیں قتل کر دیا گیا۔

<u>یوسف بن ابی عیاد کا جبال ہسکورہ میں جانا</u>: اور جب یوسف بن ابی عیاد جبال ہسکورہ میں گیا اور مخلوف بن ہنوا کے ہاں اترا اور اس سے پناہ کا عہد لیا تو اس نے سلطان کے خلاف اسے پناہ نہ دی اور اسے گرفتار کر کے اس کے آٹھ ساتھیوں کے ساتھ مراکش لے آیا جنہوں نے اس معاملے میں بڑا پارٹ ادا کیا تھا پس سلطان نے انہیں کوڑوں کے ساتھ

عذاب دینے کے بعد ایک ہی مقتل میں قتل کر دیا اور یوسف کے سر کو فاس بھجوا دیا جسے اس کی فصیل پر نصب کر دیا گیا اور ان کے سوا جن لوگوں نے بغاوت کے بارے میں اس سے سازش کی تھی ان میں خوب قتلِ عام کیا پس ان میں سے کئی لوگ مراکش اور اغمات میں قتل کیے گئے اور اس دوران اس کا وزیر ابراہیم بن عبدالجلیل ناراض ہو گیا تو اس نے اسے اور اس کے بنی دولین اور بنی دمکاسن کے دوستوں کو قید کر دیا اور ان میں سے حسن بن دولین قتل ہو گیا پھر اس نے انہیں معاف کر دیا اور نصف شعبان کو سکسیوی سے جنگ کرنے اور مراکش کی جہات پر قبضہ کرنے کے لیے نکلا تو سکسیوی نے اس کی اطاعت کر لی اور اس کو قیمتی تحائف دیے تو اس نے اس کی اطاعت و خدمت کو قبول کیا۔

یعقوب بن آصناد کا زکنہ کا تعاقب کرنا: پھر اس نے اپنے سالار یعقوب بن آصناد کو زکنہ کے تعاقب میں بھیجا یہاں تک کہ وہ بلاد سوس میں داخل ہو گیا اور وہ اس کے آگے الرمال کی طرف بھاگ گئے اور ان کے اثر در سوخ کا خاتمہ ہو گیا اور وہ سلطان کے پڑاؤ میں واپس آ گیا اور سلطان اپنی فوجوں کے ساتھ مراکش کی طرف پلٹ آیا اور ماہ رمضان میں وہاں اترا پھر بنی وزراء کی ایک جماعت کو قتل کرنے کے بعد فاس کی طرف لوٹ آیا اور بلاد صنہاجہ میں اپنا راستہ بنایا اور بلاد تامستا میں گیا اور اسے قبائل کی خلط' سفیان بنی جابر' اور عاصم کے جشمی عرب ملے تو وہ انہیں آنفا تک ساتھ لے گیا اور ان کے ساتھ شیوخ کو گرفتار کر لیا اور انہیں میں سے جن بیس شیوخ کے متعلق اس کے پاس چغلی کی گئی تھی اس نے انہیں قتل کر دیا اور رمضان کے آخر میں رباط الفتح میں داخل ہو گیا اور اس نے وہاں اعراب کی ایک قوم کو قتل کر دیا جو اس سے جنگ کرنے کو ترجیح دیتی تھی پھر نصف شوال کو وہ آزغار اور الہبط کے ریاحی باشندوں سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کر گیا اور اس نے قدیم کینے کو بھڑکایا اور ان میں خوب خونریزی کی اور قیدی بنائے اور فاس کی طرف لوٹ آیا اور نصف ذوالقعدہ کو وہاں اترا کہ اچانک اسے عبدالحق بن عثمان کی شکست اور رومیوں کے اس کی فوجوں کے ساتھ جنگ کرنے اور اس کے ارباب حکومت میں سے عبدالواحد الفودوری کے وفات پانے کی خبر ملی اور یہ کہ جہات غمارہ میں عثمان بن ابوالعلاء کا معاملہ اہمیت اختیار کر گیا ہے پس اس نے اس کے ساتھ جنگ کرنے کی ٹھان لی۔

فصل

بلاد الهبط میں عثمان بن ابو العلاء کی مزاحمت کے لئے سلطان کے جنگ کرنے اور غلبے کے بعد طنجہ میں اس کے وفات پا جانے کے حالات

جب ۷۰۵ھ میں رئیس ابو سعید فرج بن اسماعیل بن یوسف بن نصر نے سبتہ پر قبضہ کیا تو اس نے وہاں اپنے عم زاد مخلوع محمد بن الفقیہ ابن محمد الشیخ بن یوسف بن نصر کی دعوت کو قائم کیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور ان کے مقام امارت مالقہ سے رئیس المجاہدین عثمان بن ابو العلاء ادریس بن عبداللہ بن عبدالحق جو اس گھرانے کے شریف الاصل لوگوں میں سے تھا' اس کے ساتھ گیا جسے ان میں حکومت کے لئے تربیت دی گئی تھی اور وہ انہیں اس لئے اپنے ساتھ لے کر گیا تا کہ وہ ان کے ذریعے سبتہ کے دفاع کے لئے حکومت میں فتنہ پیدا کر کے مغرب کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دے کیونکہ سلطان نے اپنی قوم کو برانگیختہ کیا تھا پس اس نے انہیں قابو کر لیا اور اس کی حکومت درست ہوگئی اور عثمان نے ان کی مدد سے مغرب کی حکومت کے بارے میں لالچ کیا اور یہ بات ان کے نفس نے اسے خوبصورت کر کے دکھائی پس وہ سبتہ سے نکلا اور اس کے بعد غازیوں کی فوج پر عمر نے اس کے عم زاد رحو بن عبداللہ کو منتظم مقرر کیا اور وہ بلاد غمارہ میں ظاہر ہوا اور ان نے اپنی دعوت دینی شروع کی اور ان میں سے قبائل نے اسے قبول کیا اور وہ ان کے مضبوط ترین پہاڑ کے قلعہ علوذان میں اترا اور انہوں نے موت پر اس کی بیعت کی۔

اصیلا اور العرایش پر قبضہ: پھر اس نے اصیلا اور العرایش پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لیا اور یہ سب خبر مرنے والے سلطان ابو یعقوب کو پہنچ گئی پس اس نے ان کے معاملے کی حقارت سے اسے حرکت نہ دی اور اس نے اپنے بیٹے ابو سالم کو فوجوں کے ساتھ بھیجا اور اس نے کئی روز تک سبتہ سے جنگ کی پھر وہاں سے چلا گیا اور اس کے بعد اس نے اس کے بھائی یعیش بن یعقوب کو بھیجا اور اسے طنجہ میں اتارا اور فوجوں کو ان کے پاس اکٹھا کیا اور اسے سرحد بنا دیا اور عثمان بن ابو العلاء نے اس پر حملہ کیا تو وہ طنجہ سے القصر تک پیچھے رہ گیا پھر اس نے اس کا تعاقب کیا تو قصر کے باشندے یعیش کے ساتھ سوار پیادہ اور تیر انداز ہو کر نکلے اور وادی وراء تک جا پہنچے پھر شہر تک شکست کھا گئے اور عمر بن یاسین فوت ہو گیا اور عثمان کئی روز تک قصر میں ان کے ہاں مہمان رہا پھر دوسرے روز اس میں داخل ہو گیا پھر سلطان فوت ہو گیا اور یعیش بن یعقوب' ابو ثابت کے خوف سے بھاگ گیا اور عثمان بن ابو العلاء کے پاس چلا گیا اور کچھ وقت کے لئے ان جہات میں اس کی حکومت قائم ہو گئی اور جب سلطان ابو ثابت مغرب میں اترا تو اُسے مراکش میں یوسف بن ابی عیاد کی بغاوت نے مشغول رکھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ پس اس نے اپنے چچا یعیش بن عبدالحق کی جگہ اپنے گھرانے کے جوانوں میں سے عبدالحق بن عثمان بن محمد بن

عبدالحق کو عثمان بن ابوالعلاء کے ساتھ جنگ کرنے پر سالار مقرر کیا پس وہ اس کی طرف گیا اور ۱۵ ذوالحجہ ۷۰۷ھ کو عثمان اس کے ساتھ جنگ کرنے کو آیا اور اس نے اُسے شکست دی اور اس کے ساتھ جو رومی سپاہی تھے وہ مارے گئے اور اس جنگ میں عبدالواحد الفودوری بھی ہلاک ہو گیا جو سلطان کے تربیت یافتہ جوانوں میں سے وزارت کے ریزرو لوگوں میں سے تھا جو عثمان قصر کتامہ کی طرف گیا اور وہاں اتر کر اس کی جہات پر قابض ہو گیا اور اس کے بعد سلطان مراکش کی جنگ سے واپس آیا اور اس نے بیماری اور نفاق کے اثر کا خاتمہ کر دیا' پس اس نے بلادِ غمارہ پر حملہ کرنے کا عزم کیا تا کہ وہ وہاں سے ابن ابوالعلاء کی اس دعوت کے نشان کو مٹا دے جو ان سے اس کے مغرب کے مقبوضات کے بارے میں جھگڑا کرتی تھی اور وہ اُسے اُلٹے پاؤں واپس کر دے اور ابن الاحمر کے ہاتھ سے سبتہ کو لے لے' کیونکہ وہ القرابہ اور ان غیاض کے لئے جو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے ماوراء البحر میں مقیم تھے بغاوت اور خروج کرنے والے کے لئے اڈہ بن گیا تھا پس وہ ۱۵ ذوالحجہ ۷۰۷ھ کو فاس سے اُٹھا اور جب وہ قصر کتامہ پہنچا تو وہاں اس نے تین دن قیام کیا یہاں تک کہ اس کی فوجیں پہنچ گئیں۔

عثمان بن ابوالعلاء کا فرار: اور عثمان بن ابوالعلاء اس کے آگے بھاگ گیا اور سلطان بھی اس کے تعاقب میں گیا اور قلعہ علودان سے جنگ کی اور اس میں بزور قوت داخل ہو گیا اور وہاں اس نے تقریباً چار ہزار آدمیوں کو قتل کیا پھر اس نے الدمنہ شہر سے جنگ کی اور اس میں گھس گیا اور اس نے انہیں بن ابوالعلاء کی اطاعت سے تمسک کرنے اور اس کی مدد کرنے کی وجہ سے خوب قتل کیا اور قیدی بنایا پھر اس نے اچانک القصر پر حملہ کر دیا اور اسے لوٹ لیا پھر طنجہ کی طرف چلا گیا اور آٹھویں ماہ وہاں اترا اور ابن ابوالعلاء اپنے مددگاروں کے ساتھ سبتہ میں رک گیا اور سلطان نے اپنی فوج کے پڑاؤ کے لئے اور سبتہ کی ناکہ بندی کرنے کے لئے تیطاوین شہر کی حد بندی کرنے کا حکم دیا اور اپنی مجلس کے بڑے فقیہ ابو یحییٰ بن ابی الصبر کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ اس کے لئے شہر سے دست بردار ہو جائیں اور اس دوران میں سلطان بیمار ہو گیا اور تھوڑے سے دن گزار کر اسی سال کی آٹھویں صفر کو فوت ہو گیا اور طنجہ کے باہر دفن ہوا پھر کچھ دنوں کے بعد اس کے اعضاء کو ان کے آباء کے مدفن شالہ میں لا کر دفن کیا گیا۔ رحمۃ اللہ علیہ وعلیہم۔

فصل

سلطان ابو الربیع کی حکومت اور اس میں ہونے والے واقعات کے حالات

جب سلطان ابو ثابت فوت ہو گیا تو اس کا چچا علی بن سلطان ابی یعقوب جو اپنی ماں رزیکہ کی وجہ سے مشہور تھا' حکومت کے قیام کے درپے ہو گیا اور بنی مرین کے وہ سردار جو ارباب حل و عقد تھے وہ اس کے بھائی الربیع کی طرف چلے گئے اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور اس نے اپنے چچا علی بن رزیکہ کو گرفتار کر لیا جو امارت کا بھاؤ دریافت کرتا پھرتا تھا پس اس نے اُسے طنجہ میں قید کر دیا یہاں تک کہ وہ ۷۱۰ھ میں فوت ہو گیا اور اس نے لوگوں کو خوب عطیات دیئے اور فاس کی جانب کوچ کر گیا اور عثمان بن ابی العلاء نے ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ اس کا تعاقب کیا اور اس پر شب خون مارا اور اس نے فوج کو چوکنا کر دیا تو وہ علوذان کے میدان میں ان سے ملا اور ان سے جنگ کی اور عثمان اور اس کی قوم کو شکست ہوئی اور اس نے اس کے بیٹوں اور اس کی بہت سی فوجوں کو گرفتار کر لیا اور سلطان کے مددگاروں نے ان میں خوب خونریزی کی اور قیدی بنائے اور انہیں بے مثال فتح حاصل ہوئی۔

ابو یحییٰ بن ابو الصبر کا اندلس پہنچنا: اور ابو یحییٰ بن ابو الصبر اندلس پہنچ گیا اور اس نے صلح کا پختہ معاہدہ کر لیا اور ابن الاحمر سلطان ابو ثابت کی ملاقات کے لئے آیا اور جزیرہ خضراء تک پہنچ گیا تو اسے اس کی وفات کی خبر ملی تو وہ آگے جانے سے رک گیا اور ابن ابی الصبر کو آمد کے پختہ کرنے کے لئے بھیجا اور عثمان بن ابی العلاء اپنے القرابہ ساتھیوں کے ساتھ کنارے کی طرف چلا گیا اور غرناطہ پہنچ گیا اور سلطان جلدی سے اپنے دار الخلافے کو گیا اور ربیع الاول ۷۰۸ھ کے آخر میں فاس میں داخل ہو گیا اور حالات درست ہو گئے اور ملک استوار ہو گیا اور اس نے حاکم تلمسان موسیٰ بن عثمان بن یغمراسن کے ساتھ صلح کا معاہدہ کیا اور قیام کیا اور اپنے دار الخلافے میں دعویٰ کیا اور اس کا دورِ حکومت کے باشندوں کے لئے صلح' سکون اور ترفہ کا بہترین دور تھا اور اس کے زمانے میں لوگوں نے جاگیروں کی قیمتیں بڑھا دیں اور ان کی قیمتیں عام قیمت سے بڑھ گئیں یہاں تک کہ فاس کے بہت سے گھر ایک ہزار مہری دینار کے عوض فروخت ہوئے اور لوگ تعمیرات میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے لگے پس انہوں نے اونچے محلات بنائے اور پتھروں اور سنگ مرمر کے مضبوط محل تیار کئے اور انہیں نقوش اور چکنائی سے مزین کیا اور ریشم زیب تن کرنے اور عمدہ گھوڑوں پر سوار ہونے اور اچھی غذائیں کھانے اور سونے چاندی کے زیورات جمع کرنے لگے اور آبادی میں اضافہ ہو گیا اور زینت اور ترفہ نمایاں ہو گیا اور سلطان اپنے گھر میں اپنا تکیہ آراستہ کر کے آرام کرنے لگا یہاں تک کہ فوت ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

ابو شعیب بن مخلوف: اور قصر کبیر کے پڑوس میں رہنے والے قبائل کتامہ سے تعلق رکھنے والے بنی ابی عثمان سے ابو

شعیب بن تخلوف بھی تھا جو دین کے اختیار کرنے کی وجہ سے شہرت رکھتا تھا اور جب بنو مرین نے مغرب پر حملہ کیا اور اس کے میدان میں گشت کی اور اس کے نواح پر متغلب ہو گئے تو ان کے نیکو کار نے نیکو کاری اور بدکار نے بدکار کی صحبت اختیار کی اور بنو عبدالحق' دین دار دوستوں کے ساتھ اس ابوشعیب کے پاس آ گئے' پس وہ ان کا امام الصلوٰۃ بن گیا اور یعقوب بن عبدالحق اس کے ساتھیوں میں سے سب سے زیادہ طاقتور اور سب سے زیادہ عہد کو پورا کرنے والا تھا پس اس کا اس کے ساتھ تعلق ہو گیا اور حکومت میں اس کی قدر بڑھ گئی اور لوگوں کے درمیان اس کے بیٹوں' اقارب اور مددگاروں کی عزت بڑھ گئی اور اس شعیب کے بیٹوں' عبداللہ ابوالقاسم اور محمد نے جو الحاج کے نام سے مشہور ہے اور ان کے بعد ان کے بھائیوں نے قصر کتامہ میں اس عزت کے ماحول میں پرورش پائی اور سلطان یعقوب بن عبدالحق فوت ہو گیا تو یوسف بن عبدالحق نے انہیں اپنی خدمت کے لئے چن لیا اور انہیں اپنے خاص مقامات پر عامل مقرر کیا پھر اس نے انہیں اپنی خدمت کے لئے مرتبہ میں ترقی دی اور درجہ بدرجہ ان کو اپنے خواص میں شامل کر لیا یہاں تک کہ ان کا باپ ابو مدین شعیب ۶۹۰ھ میں فوت ہو گیا اور ان میں سے سلطان کے ہاں عبداللہ مقدم تھا اور وہ قوت' وزارت' دوستی اور محبت کی گھاٹیوں پر چڑھ گیا اور اس نے اس کی مجلس میں اپنے نصیبے کی وجہ سے ہر مرتبہ حاصل کیا اور اس نے اپنی طرف سے صادر ہونے والے پیغامات اور احکام پر اپنی علامت لگانے کے لئے مخصوص کر لیا اور اُسے خراج کا حساب لینے اور عمال کے ہاتھوں کو روکنے اور ان کے بارے میں قبض و بسط کے احکام نافذ کرنے کے لئے مقرر کیا اور اُسے خلوت کی بات چیت اور سینے کے راز پہنچانے کے لئے منتخب کیا' پس قبیلے' قرابت داروں بیٹوں اور خواص کے اشراف نے اسے کھڑا کر کے سردار بنا دیا اور اس کی بخشش پر خطبات دیے اور وہ بڑا وسیع اخلاق تھا اور اس کے ساتھ اس نے اس کے بھائی محمد کو مراکش میں مصادرہ کا ٹیکس جمع کرنے پر عامل مقرر کیا اور اس نے ابوالقاسم کو فاس پر آرام کرنے پر مبارک باد دی' پس اس نے وہاں بڑے آرام و آسائش کے ساتھ قیام کیا اور عمال کے اموال' تحائف کے طور پر اس کے پاس آتے تھے اور سواریاں اس کے دروازے پر کھڑی ہوتی تھیں یہاں تک کہ سلطان ابو یوسف فوت ہو گیا کہتے ہیں کہ اس نے الملیانی کی چغلی کے ساتھ اس کے خون میں بھی خیانت کی تھی۔

اور جب سلطان ابو ثابت حکمران بنا تو اس نے اس کے رتبہ کو بڑھا دیا اور اس کا نصیبہ ان کے ساتھ مل گیا اور اس کی عزت بڑھ گئی اس کے بعد اس کا بھائی ابوالربیع حکمران بنا اور اس نے اس بارے میں اپنے سلف کے طریق کو اختیار کیا اور جب رقاصہ یہودی کے بیٹوں نے مصیبت ڈالی تو اس کے حکم کے صادر کرنے کے مقام کی وجہ سے ان کی مصیبت ان کے ساتھ مل گئی اور ان کا خیال ہے کہ وہ ان میں چغلی کرتا تھا اور ان میں سے خلیفہ اصغر باقی رہا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور جب سلطان ابوالربیع کو حکومت ملی تو اس نے خلیفہ کو اپنے گھر کے بعض کام سپرد کئے اور اسے خادموں کے ساتھ رکھا یہاں تک کہ وہ سلطان کے ساتھ رہنے لگا اور اس کا انتہائی مقصد عبداللہ بن ابی مدین کے بارے میں چغلی کرنا تھا اور وہ سلطان ابوالربیع سے پیچھے رہتا تھا اس وجہ سے وہ اپنے رشتہ داروں کی مستوارت سمیت اس کی ہلاکتوں سے مامون نہ تھا اور خلیفہ کو یہ باتیں لوگوں کی باتوں سے معلوم ہوئیں پس اس نے سلطان سے سازش کی کہ عبداللہ بن ابی مدین' سلطان پر اپنی بیٹی کے بارے میں اتہام لگاتا ہے اور یہ کہ اس کا سینہ اس وجہ سے بھرا ہوا ہے اور وہ حکومت کی تاک میں ہے اور وہ اپنے خلاف قبیلے کی سازش کے شر سے ڈرتا تھا کیونکہ وہ آل یعقوب کے داعیوں میں سے اس کا داعی تھا پس سلطان نے اس کے شر کو دور کرنے کے لئے

جلدی کی اور اسے اس کی بیٹی کی روانگی کی صبح کو بلایا اس کے خاوند کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ اُسے رومی سالار ابویحییٰ بن العزنی کے مقبرہ میں لے گیا اور وہاں پر پیچھے سے سالار نے اُسے نیزہ مارا جس نے اُسے ٹھوڑی کے بل گرا دیا اور اس نے اسے حکومت میں جو مقام و مرتبہ حاصل تھا اس پر حسرت و افسوس کے باعث اس کی جان نکل گئی اور اس نے سلطان کو یہودی کے فریب سے آگاہ کیا اور وہ یہودی کے فریب کو معلوم کر کے نادم ہوا اور اس نے اسی وقت خلیفہ بن وقاصہ اور اس کے یہودی رشتہ داروں پر جو خدمت میں لگے ہوئے تھے حملہ کر دیا اور ان پر ایسا تباہ کن حملہ کیا کہ وہ دوسروں کے لئے عبرت بن گئے۔

فصل

اندلسیوں کے خلاف اہلِ سبتہ کے بغاوت کرنے اور سلطان کی دوبارہ اطاعت اختیار کرنے کے حالات

عثمان بن ابوالعلاء کو بھگانے اور سبتہ میں اسے روکنے کے بعد جب سلطان ابوالربیع سبتہ کی جنگ سے واپس آیا اور وہاں سے اپنی ساتھی القرابہ کے ساتھ کنارے کی طرف چلا گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں تو اسے اہل سبتہ کے اکتانے کے متعلق اطلاع ملی اور ان کے دل اندلسیوں کی دوستی اور ان کی بدسلوکی سے خراب ہو گئے اور اس کے شہر کے ایک مددگار نے بھی اس کے پاس اس قسم کی سازش کی تو اس نے اپنے پروردہ تاشفین بن یعقوب وطاسی کو جو اس کے وزیر کا بھائی تھا بنی مرین کی بہت بڑی فوج اور دیگر طبقات کے سپاہیوں کے ساتھ بھیجا اور اسے سبتہ کی طرف بڑھنے اور اس سے جنگ کرنے کا اشارہ کیا پس وہ جلدی سے اس کی طرف گیا اور اس کے میدان میں اترا اور جب اہل شہر کو اس کی آمد کا علم ہوا تو انہوں نے ان کے شعار سے ایک دوسرے کو بلایا اور ان میں ابن الاحمر کے جو قائدین اور عمال موجود تھے ان پر حملہ کر دیا اور وہاں سے اس کے محافظوں اور فوجوں کو نکال دیا اور اس کی فوج اس میں گھس گئی اور تاشفین بن یعقوب ۱۰ صفر ۷۰۹ھ کو وہاں اترا اور اس نے سلطان کو اطلاع دی تو اسے بڑی خوشی ہوئی اور اس نے قصبہ کے لیڈر ابوزکریا یحییٰ بن ملیلہ اور امیر البحر ابوالحسن بن کماشہ اور سالار جنگ عمر بن رحو بن عبداللہ بن عبدالحق کو گرفتار کر لیا جسے حاکم اندلس نے اپنے عم زاد عثمان بن ابوالعلاء کی جگہ سمندر پار کر کے جہاد کی طرف جانے کے وقت سالار مقرر کیا تھا اور اس نے سلطان کو فتح کا خط لکھا اور اس نے اہل سبتہ کے مشائخ کے سرداروں اور اہل شوریٰ کو اس کے پاس بھیجا اور ابن الاحمر کو اطلاع ملی تو وہ خوف زدہ ہو گیا اور جب سلطان اور مغرب کی فوجیں بندرگاہ تک پہنچیں تو وہ ان کی زیادتی سے ڈر گیا اور ان دنوں میں طاغیہ نے جزیرہ خضراء سے جنگ کی اور

اسے محاصرے کی شدت کا مزا چکھانے کے بعد صلح کر کے وہاں سے چلا گیا' اس کے بعد اس نے جبل الفتح سے جنگ کی اور اس پر متغلب ہو گیا اور ان کا لیڈر جو الفنش بیرن کے نام سے مشہور تھا شکست کھا گیا' اسے مالقہ کے سالار فوج ابو یحییٰ بن عبداللہ بن ابی العلاء نے شکست دی وہ اسے اس وقت ملا جب وہ جبل پر قبضہ کرنے کے بعد بلاد کے درمیان گھومتا پھرتا تھا پس اس نے نصاریٰ کو شکست دی اور ابرح کو قتل کیا اور جبل کی پوزیشن نے مسلمانوں کو فکر مند کر دیا اور سلطان ابوالجیوش نے اپنے ایلچیوں کو صلح میں رغبت کرتے ہوئے اور دوستی کے لئے گفتگو کرتے ہوئے بھیجا اور وہ سلطان کو جہاد کی ترغیب دیتا ہوا رضا کارانہ طور پر الجزائر' رندہ اور اس کے قلعوں سے دست بردار ہو گیا تو سلطان نے اس کی بات کو قبول کیا اور اس کی رغبت کے مطابق اس سے صلح کر لی اور اس کی بہن کا رشتہ طلب کیا تو اس نے اس کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا اور اس نے عثمان بن عیسیٰ الیرنیانی کے ساتھ کوتل گھوڑے اور اموال جہاد کی مدد کے لئے بھیجے اور سلطان کی وفات تک ان کی دوستی قائم رہی۔

فصل

وزیر اور مشائخ کی مدد سے عبدالحق بن عثمان کے بیعت کرنے اور سلطان کے ان پر غالب آنے اور پھر اس کے وفات پانے کے حالات

اس مصالحت اور خط و کتابت کے دوران ابن الاحمر کے ایلچی سلطان کے دروازے پر آتے رہے اور ان کے سرمایہ داروں کی اولاد میں سے ایک آدمی ایک وقت ان کے پاس پہنچ گیا پس اس نے اعلانیہ کبائر کا ارتکاب کیا اور شراب نوشی پر مداومت کرنے سے پردہ اٹھایا اور سلطان نے جمادی الاولیٰ ۹۰۶ھ کو فاس کے قاضی ابو غالب المغیلی کو معزول کر دیا اور قضا کے احکام کا مفتی ابوالحسن کو ذمہ دار بنا دیا جس کا لقب صغیر تھا اور وہ وہاں پر برائیوں اور زیادتیوں کی تبدیلی کے طریق پر چل رہا تھا حتیٰ کہ وہ اس بارے میں الملک الاعجمی کے وسواس سے اتفاق کرتا تھا اور دیگر شہروں میں اہل شریعت کے درمیان جو متعارف حدود ہیں وہ ان سے بھی تجاوز کر جاتا تھا۔

ایک روز اس نے اس ایلچی کو سرداروں کی موجودگی میں اپنے ہاں بلایا اور مثیلی بھی حاضر تھے پس انہوں نے اسے سونگھا پھر اس نے اس کے بارے میں حکم الٰہی کو نافذ کیا اور اس پر حد قائم کی اور اس غم نے اسے جلا دیا پس وہ غصے سے بھڑک اٹھا اور جب وزیر رحو بن یعقوب وطاسی اپنی جماعت کے ساتھ سلطان کے گھر سے واپس جا رہا تھا تو وہ اس کے درپے ہو گیا اور اس کی پشت سے کپڑا اٹھا دیا جسے کوڑے چھپائے ہوئے تھے اور ایلچیوں کے ساتھ اس قسم کے سلوک کرنے والے پر عیب گیری کرنے لگا تو وزیر اس بات سے بے قرار ہو گیا اور اسے غصہ آ گیا اور اس نے اپنے محافظوں اور نوکروں کو قاضی نہایت

برے حال میں ٹھوڑی کے بل حاضر کرنے کے لئے بھیجا پس وہ اس کام کے لئے گئے اور قاضی نے جامع مسجد میں پناہ لی اور مسلمانوں کو آواز دی پس عوام برافروختہ ہو گئے اور لوگوں کا معاملہ خراب ہو گیا اور سلطان کو خبر پہنچی تو اس نے وزیر کے محافظوں میں فوج بھیج کر اس کی تلافی کی اور ان کو قتل کیا اور ان کے پچھلوں کے لئے انہیں عبرت بنا دیا۔

وزیر کا حسن بن علی سے سازش کرنا پس وزیر نے اس بات کو اپنے دل میں چھپائے رکھا اور اس نے حسن بن علی بن ابی الطلاق جو بنی عسکر بن محمد میں سے بنی مرین کا سردار تھا اور مسلم اور رومیوں کے سالار عنصالہ کے ساتھ سازش کی جو فوج کا منفرد رئیس تھا اور انہیں وزیر کے ساتھ خصوصی تعلق تھا اور انہوں نے اسے اپنے لئے منتخب کر لیا تھا پس اس نے انہیں القرابہ کے سردار اور جھنگیوں کے شیر عبدالحق بن عثمان بن محمد بن عبدالحق کی بیعت کرنے اور سلطان کی اطاعت کو خیر باد کہنے کی دعوت دی تو انہوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور اس کی بیعت کر لی اور مشورہ سے ان کا کام مکمل ہو گیا پھر وہ ۱۰ جمادی الاوّل ۷۱۰ھ کو جدید شہر کے باہر نکلا اور انہوں نے اعلانیہ عیاشی کی اور آلہ کو قائم کیا اور سرداروں کی آنکھوں کے سامنے سلطان عبدالحق کی بیعت کی اور تازی کے دور کے کنارے پر پڑاؤ کر لیا اور سلطان ان کے تعاقب میں نکلا اور اس نے سبو میں پڑاؤ کیا اور فوجوں کو روکنے اور کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے ٹھہر گیا اور لوگ تازی کے پڑاؤ میں اتر گئے۔

اور بنی عبدالواد کے سلطان موسیٰ بن عثمان بن یغمر اسن کو دعوت دیئے گئے کہ وہ ان کی مدد کرے اور ان سے اتحاد کرے اور فوجی اور مالی مدد دے تو سلطان نے حکومت کے آغاز میں اس سے جو معاہدہ صلح تھا اس کی وجہ سے اس نے اس میں سستی دکھائی تاکہ قوم کی راہ واضح ہو جائے اور سلطان نے اپنے آگے یوسف بن عیسیٰ جشمی اور عمر بن موسیٰ الفودوری کو بنی مرین کی فوج کے ساتھ بھیجا اور خود ان کے ساقہ میں چلا پس لوگ تازی سے منتشر ہو گئے اور مدد کے لئے تلمسان چلے گئے اور سلطان نے ان کی مدد میں سستی کرنے کے بعد اس کا شکریہ ادا کیا اور ان پر حجت قائم کی کیونکہ ان کے مدد کرنے کا مقصد ان کو تازی پر قبضہ دلانا تھا اور وہ تازی سے منتشر ہو گئے تو وہ اس کی مدد سے مایوس ہو گئے اور عبدالحق بن عثمان اور رحو بن یعقوب اندلس چلے گئے اور رحو نے وہیں اقامت اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ ابن ابی العلاء کے لڑکوں نے اُسے قتل کر دیا اور حسن بن علی امان حاصل کرنے کے بعد سلطان کی مجلس میں اپنی جگہ پر واپس آ گیا اور جب سلطان تازی میں اترا تو اس نے بیماری کا قلع قمع کر دیا اور شقاق کا نشان مٹا دیا اور خوارج کے مددگاروں اور اس کے رشتہ داروں میں خوب خونریزی کی اور انہیں قیدی بنایا، پھر اس دوران میں وہ بیمار ہو گیا اور ۷۱۰ھ کے جمادی الآخرہ کے آخر میں اپنی بیماری کی چند راتوں بعد تازی کی جامع مسجد کے صحن میں فوت ہو گیا اور سلطان ابو سعید کی بیعت ہو گئی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

سلطان ابوسعید کی حکومت اور اس میں ہونے والے واقعات کے حالات

جب سلطان ابوالربیع تازی میں فوت ہو گیا تو اس کے چچا عثمان بن سلطان ابی یعقوب نے جو اپنی ماں قطبیت کی وجہ سے مشہور تھا' حکومت کی طرف دیکھنا شروع کیا اور منصب کی قیمت دریافت کی اور اس بارے میں پیش قدمی کی اور جھگڑا کیا اور کچھ رات گزرنے کے بعد وزراء اور مشائخ محل میں حاضر ہوئے اور عثمان بن سلطان ابی یعقوب ان کے پاس قیمت دریافت کرتا ہوا آیا تو انہوں نے اسے ڈانٹا اور سلطان ابوسعید کو بلا کر اسی رات اس کی بیعت کر لی اور نواح و جہات میں اس کی بیعت کے لئے خط بھیجے اور اس نے اپنے بڑے بیٹے امیر ابوالحسن کو فاس کی طرف بھیجا تو وہ ماہ رجب ۷۱۰ھ میں اس میں داخل ہو گیا اور محل کے اندر جا کر اس کے اموال اور ذخیرہ سے مطلع ہوا اور دوسرے دن رات کو تازی کے باہر بنی مرین اور دیگر زناتہ' عربوں' قبائل' فوجوں' مددگاروں' غلاموں' پروردہ لوگوں' علماء' صلحا' نقباء' عرفاء' خواص اور مخلوق نے سلطان کی بیعت کی' پس اس نے امارت سنبھالی اور حکومت اس کے لئے منظم ہو گئی اور اس نے عطیات و انعامات تقسیم کیے اور رجسٹروں کو تلاش کیا اور ناانصافیوں کو دور کیا اور ٹیکسوں کو ساقط کیا اور قیدیوں کو رہا کیا اور اہل فاس سے چوتھائی ٹیکس اٹھا دیا اور ۲۴ رجب کو اپنے دارالخلافہ کی طرف کوچ کر گیا اور فاس میں اترا اور تمام بلادِ مغرب سے اس کے پاس مبارک باد دینے والے وفود آئے پھر اس کے بعد رعایا کے احوال کا جائزہ لینے اور ان میں غور و فکر کرنے کے لئے رباط الفتح کی طرف چلا گیا اور جہاد کا اہتمام کیا اور جہاد فی سبیل اللہ کے لئے بحری بیڑے بنائے اور جب وہ اس کے بعد عید الاضحیٰ کی قربانی کی عبادت کر چکا تو اپنے دارالخلافہ کی طرف واپس آ گیا پھر اس نے ۷۱۱ھ میں اپنے بھائی امیر ابوالبقاء یعیش کو اندلس کی سرحدوں الجزیرہ رندہ اور اس کے اردگرد کے قلعوں پر امیر مقرر کیا پھر اس نے ۷۱۲ھ میں قلعوں سے مراکش پر حملہ کیا کیونکہ وہاں کے حالات خراب تھے اور عدی بن ہند الہسکوری نے بغاوت کر دی تھی اور اس کی بیعت توڑ دی تھی' پس اس نے اس کے ساتھ جنگ کی اور ایک مدت تک اس کا محاصرہ کیے رکھا اور بزور قوت اس کے قلعہ میں داخل ہو گیا اور زبردستی اسے اپنے دارالخلافہ میں لا کر اسے زمین دوز قید خانے میں بند کر دیا پھر تلمسان سے جنگ کرنے کے لئے واپس آیا۔

فصل

سلطان ابوسعید کے تلمسان پر پہلے حملے کے حالات

جب عبدالحق بن عثمان نے سلطان ابوالربیع کے خلاف خروج کیا اور بنی عسکر کے سردار حسن بن علی بن ابی الطلاق کی مدد سے تازی پر متقلب ہو گیا اور ان کے ایلچی بار بار بنی عبدالواد کے سلطان ابوحمو موسیٰ بن عثمان کے پاس جانے لگے تو اس بات نے بنی مرین کو ناراض کر دیا اور ان کے کینے جاگ اٹھے اور جب حکومت کے باغی سلطان ابوحمو کے پاس چلے گئے اور وہ ان کی طرف آیا تو اس سے بنی مرین کے کینے بھڑک اٹھے اور سلطان ابوسعید نے امارت سنبھال لی اور ان کے دلوں میں بنی عبدالواد کے متعلق غصہ تھا اور جب سلطان کی امارت منظم ہو گئی اور اس نے مراکش کی جہات پر قبضہ کر لیا اور بلادِ اندلس سے معاہدہ کر لیا اور مغرب کے کام سے فارغ ہو گیا تو اس نے تلمسان سے جنگ کرنے کا عزم کیا اور ۷۱۴ھ میں جلدی سے ان کی طرف گیا اور جب وادی ملویہ تک پہنچا تو اس نے اپنے دونوں بیٹوں ابوالحسن اور ابوعلی کو دونوں بازوؤں کے عظیم لشکروں میں آگے بھیجا اور خود وہ ان دونوں کے ساقہ میں چلا اور اسی ترتیب کے ساتھ بلادِ بنی عبدالواد میں داخل ہو گیا اور اس کے نواح کو لوٹا اور ان کی نعمتوں کو برباد کیا اور وجدہ سے مقابلہ کیا اور اس سے شدید جنگ کی مگر اسے سر نہ کر سکا' پھر جلدی سے تلمسان کی طرف گیا اور اس کے میدان میں ملعب میں اترا اور موسیٰ بن عثمان اس کی فصیلوں کے پیچھے رُک گیا اور اس کے پہاڑوں' رعایا اور بقیہ مضافات پر غالب آ گیا پس اس نے انہیں خوب تباہ کیا اور اس کی جہات کو برباد کیا اور بنی یرناتن کے جبال پر قبضہ کر لیا اور ان کے پہاڑوں کو فتح کیا اور ان میں خونریزی کی اور وجدہ تک پہنچ گیا اور اس کے پڑاؤ میں اس کے ساتھ اس کا بھائی یعیش بن یعقوب بھی تھا' جس کے متعلق اسے کچھ شک ہو گیا تو وہ تلمسان کی طرف بھاگ گیا اور ابوحمو کے ہاں اترا اور سلطان اسی ترتیب کے ساتھ تازی کی طرف واپس آ گیا اور وہاں قیام کیا اور اس نے اپنے بیٹے امیر ابوعلی کو فاس کی طرف بھیجا اور اپنے باپ کے خلاف اس کے خروج کے حالات کو ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

فصل

امیر ابوعلی کے بغاوت کرنے اور اس کے باپ کے درمیان ہونے والے واقعات

سلطان ابوسعید کے دو لڑکے تھے ان میں سے بڑا لڑکا اس کی حبشی لونڈی سے تھا جس کا نام علی تھا اور چھوٹا عیسائی قیدیوں کی ایک لونڈی سے تھا' جس کا نام عمر تھا اور اس چھوٹے بیٹے سے اس کی پیدائش سے ہی بڑا پیار اور تعلق تھا اور وہ اس پر بڑا مہربان اور اس کا بہت دلدادہ تھا اور جب اس نے مغرب کی حکومت پر قبضہ کیا تو اس نے اسے بھی اپنی ولی عہدی کے لئے تربیت دی حالانکہ اس وقت وہ جوان تھا اور ابھی اس کی مسیں بھی نہیں بھیگی تھیں اور اس نے اس کے لئے امارت کے القاب جمع کیے اور ہم نشینوں' خواص اور فوجوں کو اس کے ساتھ کر دیا اور اسے اپنے خطوط میں علامت لگانے کا حکم دیا اور اس کی وزارت پر ابراہیم بن عیسیٰ الیرنیانی کو مقرر کیا جو ان کی حکومت کا پروردہ اور ان کے بڑے تربیت یافتہ لوگوں میں سے تھا اور جب اس کے بھائی نے دیکھا کہ اس کے باپ کا میلان اس کی طرف ہے اور وہ والدین کے ساتھ بہت حسن سلوک کرنے والا تھا تو وہ اس کے پاس آ گیا اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا اور اپنے آپ کو اپنے باپ کی اطاعت میں اس کا نوکر بنا دیا اور امیر ابوعلی کی یہی حالت رہی اور نواح کے ملوک نے اس سے اور اس نے ملوک سے گفتگو کی اور انہوں نے اسے تحائف دیے اور اس نے جھنڈے باندھے اور رجسٹر میں نام لکھے اور مٹائے اور عطیات میں کمی بیشی کی اور قریب تھا کہ وہ خود سر ہو جائے۔

سلطان ابوسعید کی تلمسان سے جنگ سے واپسی: اور جب ابوسعید ۷۱۴ھ میں اپنی تلمسان کی جنگ سے واپس آیا تو تازی میں ٹھہر گیا اور اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو فاس کی طرف بھیجا اور جب امیر ابوعلی فاس میں ٹک گیا تو اس کے دل میں اپنے باپ کے خلاف بغاوت کرنے اور اسے امارت سے اتارنے کا خیال آیا اور سلطان کے ساتھ فریب کرنے والوں نے اسے پھسلایا یہاں تک کہ اس نے اسے گرفتار کر لیا تو اس نے سرکشی کی اور مخالفت پر تل گیا اور اعلانیہ عیاشی کی اور اپنی دعوت دی تو لوگوں نے اس کی اطاعت کر لی کیونکہ سلطان نے ان کا معاملہ اس کے سپرد کیا تھا اور اس نے سلطان کے ساتھ جنگ کرنے کے ارادے سے جدید شہر کے میدان میں پڑاؤ کر لیا' پس وہ تازی سے اپنی فوج کے ساتھ ایک آدمی کو آگے اور دوسرے کو پیچھے کرتا ہوا نکلا پھر امیر ابوعلی کو اپنے وزیر کے بارے میں کوئی بات معلوم ہوئی تو شک کی بنا پر اس کے دل میں اسے گرفتار کرنے کا خیال آیا کیونکہ اسے اطلاع ملی تھی کہ اس کے اور سلطان کے درمیان خط و کتابت کا سلسلہ چل رہا ہے' پس اس نے اس کام کے لئے عمر بن نجلف الفردوری کو بھیجا اور وزیر بھی اس کی فریب کارانہ چال کو سمجھ گیا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور سلطان ابوسعید کی طرف چلا آیا تو اس نے اسے قبول کیا اور اس سے راضی ہو گیا اور وہ اپنے بیٹے سے ملاقات کرنے کے

لئے کوچ کر گیا اور جب فاس اور تازی کے درمیان القرمدہ میں دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو سلطان کے میدان کارزار میں کھلبلی مچ گئی اور اس کی فوج شکست کھا گئی اور وہ ہاتھ میں زخم کھانے کے بعد' جسے اس نے کمزور کر دیا تھا' بھاگ گیا اور زخمی اور شکست خوردہ ہو کر تازی چلا گیا اور اس کا بیٹا امیر ابوالحسن بڑی مصیبت کے بعد اپنے باپ کے حق کی ادائیگی کے لئے اپنے بھائی ابوعلی کے مددگاروں سے نکل کر اس کے پاس چلا آیا' پس سلطان فتح اور غلبے اور اچھے انجام سے خوش ہوا اور امیر ابوعلی نے اپنی فوجوں کے ساتھ تازی میں پڑاؤ کر لیا اور خواص نے سلطان اور اس کے بیٹے کے درمیان اس شرط پر صلح کی کوشش کی کہ سلطان اسے امارت سے کچھ حصہ دے اور خود تازی اور اس کی جہات پر اکتفا کرے پس یہ صلح ان دونوں کے درمیان طے پا گئی اور عربوں اور زناتہ اور اہل امصار کے مشائخ کے سردار حاضر ہوئے اور پختہ معاہدہ ہو گیا۔

امیر ابوعلی کی فاس کی طرف واپسی: اور امیر ابوعلی فاس کے دارالخلافے کی طرف بادشاہ بن کر واپس آ گیا اور مغرب کے شہروں کی بیعت اور ان کے وفود اس کے پاس آئے اور اس کی امارت منظم ہو گئی پھر اس کے بعد وہ بیمار ہو گیا اور اس کا درد شدید ہو گیا اور فوت تک نوبت پہنچ گئی اور لوگوں کو اپنے متعلق خدشہ ہو گیا کہ اس کی فوتیدگی سے امارت کمزور ہو جائے گی پس وہ ہر طرف سے تازی میں سلطان کے پاس آئے پھر امیر ابوعلی سے اس کے وزیر ابوبکر بن النوار اور اس کے کاتب منديل بن محمد الکنانی اور اس کے بقیہ خواص نے کشاکش کی اور سلطان کے پاس چلے گئے اور اسے تلافی امر کے لئے آمادہ کیا پس وہ تازی سے اٹھا اور تمام بنی مرین اور فوجیں اس کے پاس جمع ہو گئیں اور اس نے جدید شہر میں پڑاؤ کر لیا اور اس کے محاصرہ کے لئے ٹھہر گیا اور اپنی رہائش کے لئے گھر بنایا اور اپنے بیٹے امیر ابوالحسن کو اس کے بھائی ابوعلی کی طرح ولی عہد بنایا اور اسے امارت تفویض کی اور ابوعلی اپنی حکومت کی ایک خدمت گزار عیسائی پارٹی کے ساتھ الگ ہو گیا جس کا لیڈر اس کے ساتھ ماموں کا رشتہ رکھتا تھا اور اس نے اس کی بیماری کے دوران شہر کا کنٹرول کیا یہاں تک کہ اُسے ہوش آ گیا اور اُسے اپنی حکومت کا اختلال معلوم ہو گیا تو اس نے اپنے باپ کی طرف صلح کا پیغام بھیجا اور مال اور دراہم کا ذخیرہ اٹھا کر لے گیا۔ تو اس نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور ۷۱۵ھ کے درمیان صلح ہو گئی اور امیر ابوعلی اپنے خواص اور قرابت داروں کے ساتھ نکلا اور شہر کے باہر زیتون میں ڈیرہ ڈال دیا اور سلطان نے اس کے ساتھ جو شرط کی تھی اسے پورا کیا اور وہ سجلماسہ کی طرف کوچ کر گیا اور سلطان نئے شہر میں چلا گیا اور اس کے محل میں اترا اور اپنے ملک کے حالات کو درست کیا اور اپنے بیٹے ابوالحسن کو اس کے محلات میں سے قصر البیضاء میں اتارا اور اسے خود مختار بنایا اور اُسے وزراء اور کتاب بنانے اور اپنے خطوط پر علامت لگانے کا حکم دیا اور باقی جو کچھ اختیارات اس کے بھائی کو دیے تھے اسے بھی دیے اور مغرب کے امصار کی بیعت اس کے پاس آئی اور وہ دوبارہ اس کی اطاعت میں واپس آ گئے۔

امیر ابوعلی کی سجلماسہ میں آمد: اور امیر ابوعلی سجلماسہ میں آیا اور وہاں بادشاہ بن کر ٹھہرا اور رجسٹر مدون کیے اور عطیات مقرر کیے اور معقل کے مسافر عربوں میں سے خدمت لی اور صحرا کے پہاڑوں اور تادرت' تیکورارین اور تمنطیت کے محلات کو فتح کیا اور بلاد سوس سے جنگ کر کے انہیں فتح کیا اور ان کے نواح پر متغلب ہو گیا اور ذوی حسان' السفانات اور زکنہ کے اعراب میں خونریزی کی یہاں تک کہ وہ اس کی اطاعت پر قائم ہو گئے اور سوس کے امیر الانصار عبدالرحمٰن بن یدر نے تارودانت کے ہیڈ کوارٹر پر شب خون مارا اور بزور قوت اس پر غالب آ گیا اور وہاں قتل عام کیا اور اس کی آسودگی اور سلطنت کو

برباد کر دیا اور اس نے بلاد قبلہ میں بنی مزین کے لئے حکومت و سلطنت قائم کی اور ۷۲۰ھ میں سلطان کا باغی ہو گیا اور درعہ پر متغلب ہو گیا اور مراکش کو حاصل کرنے کے لئے بڑھا پس سلطان نے اس کے بھائی امیر ابوالحسن کو اس کے ساتھ جنگ کرنے پر مقرر کیا اور اُسے جنگ کے لئے بھیجا اور خود اس کے پیچھے گیا اور مراکش میں مشغول ہو گیا اور اس نے اس کی اطراف کی درستگی کی اور اس کی کمزوریوں کو دور کیا اور اپنی حکومت کے پروردہ کندوز بن عثمان کو وہاں کا امیر مقرر کیا اور اپنی فوجوں کے ساتھ الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا پھر ۷۲۲ھ میں امیر ابوعلی سجلماسہ سے اپنی فوجوں کے ساتھ اٹھا اور جلدی سے مراکش کی طرف گیا پس قبل اس کے کہ کندوز کے بارے میں اس کے امر کی تکمیل ہو اس کی فوجوں میں اختلاف پیدا ہو گیا پس اس نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا اور اسے نیزے پر چڑھا دیا اور مراکش اور اس کے بقیہ نواح پر قبضہ کر لیا۔

اور سلطان تک بھی اطلاع پہنچ گئی تو وہ فوج کو جمع کرنے اور اس کی کمزوریوں کو دور کرنے کے بعد اپنے دارالخلافے سے فوجوں کے ساتھ نکلا اور اس نے خوب عطیات دیے اور اپنے بیٹے امیر ابوالحسن ولی عہد کو اپنے آگے بھیجا جس کا حکم اس کی فوجوں میں چلتا تھا اور خود وہ اس کے ساقہ میں آیا اور اسی ترتیب کے ساتھ چلا اور جب وہ وادی ملویہ کے بویہ میں پہنچا تو وہ ابوعلی اور اس کی فوجوں کے شب خون سے چوکنے ہو گئے پس انہوں نے ان کو ڈرایا اور وہ شب بھر بیدار رہے اور اس نے ان کے پڑاؤ میں شب خون مارا پس اسے شکست ہوئی اور اس کی فوج شکست کھا گئی اور دوسرے دن اس کے پیچھے چلی گئی اور وہ جبال درن میں داخل ہو گیا اور اس کی فوجیں اس کی سخت زمینوں میں بکھر گئیں اور انہیں فوج کی نادانیوں سے برائی پہنچی یہاں تک کہ امیر ابوعلی اپنے گھوڑے سے اتر کر پیادہ ہو گیا اور اپنے قدموں پر دوڑا اور تھوک کے خشک ہونے کے بعد وہ اس پہاڑ کی الجھن سے نکل گیا اور سجلماسہ چلا گیا اور سلطان نے مراکش کے نواح کو درست کیا اور موسیٰ بن علی کو وہاں کا امیر مقرر کیا پس اس کی آسودگی اور طاقت زیادہ ہو گئی اور اس کی امارت کا دور لمبا ہو گیا اور سلطان سجلماسہ کی طرف کوچ کر گیا' پس امیر ابوعلی نے عاجزانہ طور پر درگزر کرنے اور دوبارہ صلح کرنے کی درخواست کر کے اس کا دفاع کیا کیونکہ وہ اس کی محبت کا گرویدہ تھا اور اس بارے میں اس سے عجیب و غریب باتیں نقل کی جاتی ہیں اور وہ الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا اور امیر ابوعلی قبلہ کے ملک میں اپنی جگہ ٹھہرا رہا یہاں تک کہ سلطان فوت ہو گیا اور اس کا بھائی سلطان ابوعلی اس پر متغلب ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

منديل الکتانی کی مصیبت اور اس کے قتل کے حالات

اس کا باپ محمد بن محمد الکتانی موحدین کی حکومت میں ممتاز کاتبوں میں سے تھا اور جب بنی عبدالمومن کا نظام ڈھیلا

ہوا اور ان کی جمعیت پریشان ہوگئی تو یہ مراکش سے مکناسہ کی طرف آ گیا اور بنی مرین کی حکومت میں اسے وطن بنالیا اور یعقوب بن عبدالحق سے رابطہ کیا اور مغرب کے عظیم سرداروں میں سے جو لوگ اس کے ساتھی تھے ان کے ساتھ اس کے مصاحبین میں شامل ہوگیا اور وہ اسے چھوڑ کر ملوک کی طرف چلا گیا جیسا کہ ہم نے ۶۶۵ھ میں المستنصر کی طرف سفارت میں اس کا ذکر کیا ہے اور سلطان یعقوب بن عبدالحق فوت ہوگیا اور اس کے بیٹے یوسف بن یعقوب کے ہاں الکنانی کے مقام و اعزاز میں اضافہ ہوگیا یہاں تک کہ اس نے اسے ناراض کر دیا اور ۶۷۶ھ میں اس نے اسے برطرف کر دیا اور اس دن سے اسے دور بھجوا دیا اور اس کی ناراضگی کی حالت ہی میں فوت ہوگیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا مندیل سلطان ابو یعقوب کے مددگاروں میں شامل ہوگیا وہ عبداللہ بن ابی مدین کے مقام سے بہت زچ تھا جو سلطان کے گھر کے قہرمانوں پر مستولی تھا اور اس کی خلوتوں کا خاص دوست تھا' یہ خاموشی سے اس کے زمانے میں اکثر مصیبت کی توقع رکھتا تھا اور اس کی پسلیاں اس کے حسد کے باعث جل رہی تھیں' حالانکہ یہ کچہری کا نگران تھا جس میں اس کی سبقت معلوم تھی اور اس کے دوست اور دشمن سے بھی میل جول تھا۔

اور جب شلف اور مغراوہ کے نواح پر سلطان متغلب ہوا اور اس نے اسے ٹیکس کے حساب پر عامل مقرر کیا اور فوج کا رجسٹر بھی اسے دے دیا کہ وہ ان کی اچھائی بھلائی پر نظر رکھے تو وہاں جو امراء مثلاً علی بن محمد الخیری اور حسن بن علی بن ابی الطلاق العسکر کی موجود تھے ان کے ساتھ ملیانہ اترا' یہاں تک کہ سلطان ابو یعقوب فوت ہوگیا اور ابو ثابت بلاد کی طرف ابو زیان اور اس کے بھائی ابو حمو کے پاس لوٹ آیا اور ان دونوں کی آنکھوں میں جگہ پائی اور انہوں نے اس کی بہت تکریم کی اور یہ اپنے مغرب کی طرف لوٹ گیا اور سلطان یوسف بن یعقوب کا پڑاؤ تلمسان میں تھا اور اس نے اس کے بھائی ابو سعید عثمان بن یعقوب کی حالتِ گمنامی میں مصاحبت کی تھی اور ان کے درمیان پختہ دوستی تھی جس کا لحاظ سلطان ابو سعید نے کیا۔

ابو سعید کا مغرب کا حکمران بننا: اور جب اس نے مغرب کی امارت سنبھالی تو یہ اس کے پاس گیا تو اس نے اسے پہچان لیا اور اسے چن لیا اور اس کی دوستی کی اور اسے اپنی علامت لگانے اور ٹیکس کا حساب کرنے اور اپنے احوال اور دل کی باتوں کی گفتگو کے لئے پسند کیا اور اس کا مقام بلند کیا اور اپنے خواص سے مقدم کیا اور وہ امیر ابو علی کی بہت اطاعت کرتا تھا جو اپنی امارت کے آغاز سے قبل اپنے باپ کا متغلب بیٹا تھا اور جب اس نے خودسری کی اور اپنے باپ کو دستبردار کر دیا تو یہ مندیل اس کے پاس چلا گیا پھر جب اسے اس کی امارت کے اختلال کا علم ہوا تو اس سے الگ ہوگیا اور امیر ابو الحسن' اس سے اپنے بھائی ابو علی کی دوستی کی وجہ سے ناراض تھا کیونکہ ان دونوں کے درمیان مقابلہ تھا اور اکثر اس کا سینہ اس وجہ سے بھڑکتا تھا کہ اس پر عزت کا حق واجب تھا اور اس نے اس کی خدمت میں کوتاہی کی تھی اور اس نے اس کے متعلق پوشیدہ کینہ رکھا یہاں تک کہ جب وہ اس کے باپ کی مجلس میں یکتا ہوگیا اور عمر تحلماسہ چلا گیا تو اس نے اس کے بارے میں چغلی کرنے اور اس کے ہلاک کرنے کے بارے میں وہ فیصلہ کیا جس پر سلطان نے وہ فیصلہ دیا جسے یاد رکھنے والے کان یاد رکھیں گے تا آنکہ اللہ نے اس کے ہلاک کرنے کا حکم دیا اور یہ مندیل سلطان پر جراءت اور تکبر کر کے اسے گفتگو میں بہت ناراض کر دیا کرتا تھا پس اس نے اس قسم کے کلمات اور احوال کو یاد رکھا اور ۷۱۸ھ میں اس نے اسے ناراض کر دیا اس نے اپنے بیٹے امیر ابو الحسن کو اس پر مصیبت ڈالنے کی اجازت دی تو اس نے اسے قید کر دیا اور اس کے اموال کا صفایا کر دیا اور اس کی کچہری کو بند کر دیا اور گئی

روز تک اسے مبتلائے مصیبت رکھا پھر قید خانے میں اس کا گلا گھونٹ کر اسے مار دیا اور بعض کہتے ہیں کہ بھوکا رکھ کر مار دیا اور وہ پیچھے آنے والوں کے لئے عبرت بن کر چلا گیا۔ واللہ خیر الوارثین۔

فصل

سبتہ میں الغرفی کے بغاوت کرنے اور جنگ کرنے پر سلطان کی وفات کے بعد سبتہ کے اس کی اطاعت میں آنے کے حالات

جب رئیس ابوسعید نے بنو الغرفی پر غلبہ پایا اور ۷۰۵ھ میں انہیں غرناطہ لے گیا تو یہ وہاں پر خلوع کی حکومت میں رہے جو بنی الاحمر کا تیسرا بادشاہ تھا یہاں تک کہ سلطان ابوالربیع نے ۷۰۹ھ میں سبتہ پر قبضہ کر لیا تو انہوں نے اس سے مغرب کی طرف جانے کے لئے بات چیت کی پس یہ فاس جا کر وہاں مقیم ہو گئے اور ابوطالب کے بیٹے یحییٰ اور عبدالرحمٰن ان کے سرداروں اور بڑے لوگوں میں سے تھے اور وہ اہل علم کی مجلس میں جاتے تھے کیونکہ وہ علم کے حصول کے متلاشی تھے اور سلطان ابوسعید اپنے باپ کے بیٹوں کی امارت میں القرویین کی جامع مسجد میں شیخ الفتویٰ ابوالحسن صغیر کو بٹھایا کرتا تھا اور یحییٰ بن ابو طالب اس کے ساتھ رہتا تھا لیکن اس نے اس سے رابطہ کیا اور وہ اس کا وسیلہ بن گیا جسے وہ کافی سمجھتا تھا' پس جب اس نے حکومت سنبھالی اور خود مختار ہوا تو اس نے ان کے ساتھیوں کی باگ ڈور سنبھالنے میں ان کی رعایت کی اور ان کے مقاصد کو پورا کیا اور یحییٰ کو سبتہ پر امیر مقرر کیا اور انہیں ان کی امارت کے ہیڈ کوارٹر میں لوٹایا اور ان کی ریاست انہیں دی تو وہ ۷۱۰ھ میں اس کی طرف کوچ کر گئے اور انہوں نے سلطان ابوسعید کی دعوت کو قائم کیا اور اس کی اطاعت سے وابستہ ہو گئے' پھر امیر ابوعلی اپنے باپ کی امارت پر متغلب ہو گیا اور اس نے سرکشی اختیار کی تو اس نے سبتہ پر ابوزکریا حیون بن ابی العلاء القرشی کو امیر مقرر کیا اور یحییٰ بن ابوطالب کو وہاں سے معزول کر دیا اور اسے فاس بلایا تو وہ اور اس کا باپ ابوطالب اور اس کا چچا حاتم فاس آئے اور سلطان کے مددگاروں میں شامل ہو گئے اور اس دوران میں ابوطالب فاس میں فوت ہو گیا یہاں تک کہ امیر ابو علی نے اپنے باپ کے خلاف خروج کر دیا جسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں تو یحییٰ بن ابوطالب اور اس کا بھائی امیر ابوعلی کے مددگاروں سے الگ ہو کر سلطان کے پاس چلے گئے پس جب وہ جدید شہر میں مشغول ہو گیا اور سلطان نے اس سے جنگ کی تو اس وقت سلطان نے یحییٰ بن ابوطالب کو سبتہ کا امیر مقرر کیا اور اسے وہاں بھیجا تا کہ وہ ان جہات میں اس کی دعوت کو قائم کرے اور اس نے اس کے بیٹے محمد کو اپنی اطاعت پر بطور یرغمال پکڑ لیا لیکن وہ اس کا بااختیار امیر بن گیا اور اس نے سلطان کی اطاعت اور دعوت کو وہاں قائم کیا اور لوگوں سے اس کی بیعت لی اور وہ مسلسل دو سال تک یہ کام کرتا رہا اور اس کا چچا ابوحاتم

ان کے ساتھ مغرب سے واپس آنے کے بعد ۷۱۶ھ میں وہیں فوت ہو گیا' پھر اس نے سلطان کی اطاعت چھوڑ دی اور امراء کی اطاعت کو خیر باد کہا اور اپنے اسلاف کے حال کی طرف واپس آ گیا کہ شہر میں شوریٰ سے کام ہو۔

اندلس سے عبدالحق بن عثمان کی آمد: اور اس نے اندلس سے عبدالحق بن عثمان کو طلب کیا تو وہ اس کے پاس آیا اور اس نے اسے جنگ پر امیر مقرر کیا تا کہ انتشار پیدا کرے اور اپنی جنگ سے سلطان کے عزائم کو کمزور کرے اور سلطان نے بنی مرین کی فوجیں اس کی طرف بھیجیں اور اس کے ساتھ جنگ کرنے پر وزیر ابراہیم بن عیسیٰ کو مقرر کیا پس اس نے اس پر چڑھائی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا اور ان سے اپنے بیٹے کی تلاش میں مشغولیت کا بہانہ کیا' پس سلطان نے اسے اپنے وزیر ابراہیم کے پاس بھیجا تا کہ اسے اپنی اطاعت دے اور وہ اسے چھوڑ دے اور اسے فوجی جاسوسوں کے ذریعے اطلاع ملی کہ اس کا بیٹا سمندر کے گوشے میں وزیر کے خیمے میں ہے' جہاں اسے گرفتار کرنے کا موقع مل سکتا ہے پس اس نے پڑاؤ پر شب خون مارا۔

عبدالحق کا وزیر کے خیمے پر حملہ: اور عبدالحق بن عثمان نے اپنے خواص اور رشتہ داروں کے ساتھ وزیر کے خیمے پر حملہ کر دیا اور اسے اس کے باپ کے پاس لے آیا اور فوج پر گھبراہٹ طاری ہو گئی مگر انہیں کوئی خبر نہ ملی یہاں تک کہ وزیر نے ابن العزفی کو تلاش کیا اور انہوں نے اس بارے میں اپنے قائد ابراہیم بن عیسیٰ الوزیر پر دشمن کی مدد کرنے کا اتہام لگایا پس ان کے مشائخ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے اسے پکڑ لیا اور اس کی اطاعت کی آزمائش کرنے اور سلطان کی خیر خواہی دیکھنے کے لئے اسے سلطان کے پاس لے گئے تو اس نے ان کا شکریہ ادا کیا اور اپنے وزیر کو اس کی خیر خواہی آزمانے کے لئے رہا کر دیا اور اس کے بعد یحییٰ بن العزفی سلطان کی رضا اور دوستی کی جستجو میں لگ گیا اور سلطان ۷۱۹ھ میں اس کی اطاعت کی آزمائش کے لئے متوجہ ہوا اور اسے سبتہ پر امیر مقرر کیا اور اس نے اپنے آپ پر سلطان کے لئے ٹیکس جمع کرنے کی شرط لگائی اور ہر سال اسے بہترین تحائف دیئے اور مسلسل یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ یحییٰ العزفی ۷۲۰ھ میں فوت ہو گیا۔

محمد کی امارت: اور اس کے بعد اس کے بیٹے محمد نے اپنے چچا محمد ابن علی الفقیہ ابی القاسم کی نگرانی کے لئے امارت سنبھالی جوان کے قرابت داروں کا شیخ تھا نیز وہ سبتہ میں بحری بیڑوں کا قائد تھا اور اس نے قائد یحییٰ الراندی کے اندلس جانے کے بعد سبتہ میں نگرانی سے نظر پھیر لی اور سبتہ میں کمینے لوگوں نے اختلاف کیا اور سلطان نے موقع پا کر ۷۲۸ھ میں اس پر حملہ کرنے کی ٹھان لی اور انہوں نے اپنی اطاعت دینے میں جلدی کی اور محمد بن یحییٰ مقابلے سے عاجز آ گیا اور محمد بن عیسیٰ نے اسے اپنی طرف سے گمان کیا اور ضعیف کے چند بے وقوفوں کے ساتھ امارت سے متعرض ہوا پس وہ اس کے پاس جمع ہو گئے اور سرداروں نے انہیں اس بات سے روکا اور انہیں اطاعت پر آمادہ کیا اور العزفی کے بیٹوں کو سلطان کے پاس لے گئے تو انہوں نے اطاعت اختیار کر لی اور سلطان قصبہ سبتہ میں اترا اور اس کی جہات کو درست کیا اور اس کے شگافوں کو مرمت کیا اور اس کی خرابیوں کی اصلاح کی اور اپنے بڑے آدمیوں اور اپنی مجلس کے خواص کو اس کے مضافات پر عامل مقرر کیا پس اس نے اپنے حاجب عامر بن فتح اللہ السدارتی کو اس کے محافظوں کا امیر مقرر کیا اور ابوالقاسم بن ابی مدین کو اس کے ٹیکس اکٹھا کرنے اور اس کی عمارتوں کی دیکھ بھال کرنے اور اس میں اخراجات کے لئے مال نکالنے پر مقرر کیا اور مشائخ کے سرداروں

کو بڑے بڑے انعامات دیئے اور ان کی جاگیروں اور وظائف کو بڑھایا اور سبتہ میں افراک نام شہر بنانے کا اشارہ کیا پس وہ ۷۲۹ھ میں اس کی تعمیر میں مشغول ہو گئے اور وہ الٹے پاؤں اپنے دارالخلافے کی طرف لوٹ آیا۔

فصل

کتابت اور علامت کے لئے عبدالمہیمن کے آنے کے حالات

بنو عبدالمہیمن سبتہ کے اشراف گھرانوں میں سے تھے اور ان کا نسب حضرت موت میں ہے اور یہ بڑے صاحب عظمت و جلال اور اہل علم تھے اور ابو طالب اور ابو حاتم کے زمانے میں ابو محمد سبتہ کا قاضی تھا اور آپ نے ان کے ساتھ قرابت داری بھی تھی اور اس کا یہ بیٹا عبدالمہیمن عظمت و جلالت کی گود میں پروان چڑھا اور اس نے عربی زبان کا علم استاذ غافقی سے سیکھا اور اس میں مہارت حاصل کی اور رجب ۷۰۵ھ میں رئیس ابو سعید کی مصیبت ان پر نازل ہوئی اور انہیں غرناطہ لایا گیا تو ان میں قاضی محمد بن عبدالمہیمن اور اس کا بیٹا بھی لائے گئے اور عبدالمہیمن نے غرناطہ کے مشائخ سے علم حاصل کیا اور عربی زبان اور حدیث کے بارے میں اس کے علم و بصر میں اضافہ ہو گیا اور سلطان محمد بن مخلوع کے گھر میں کاتب بن گیا اور اس کے وزیر محمد بن عبدالحکیم الرندی نے جو اس کی حکومت پر متغلب تھے اسے بنی الشرقی کے مخصوص رؤسا کے ساتھ خاص کر لیا پھر یہ ابن عبدالحکیم کی مصیبت کے بعد سبتہ واپس آ گیا اور اس کے قائد یحییٰ بن مسلمہ کا مدت تک کاتب رہا اور جب ۷۰۹ھ میں بنو مرین نے سبتہ کو واپس لیا تو اس نے کتابت پر اکتفا کیا اور اپنے اسلاف کے طریق کے مطابق حصول علم اور مروت اختیار کرنے کے طریق پر گامزن رہا۔

سلطان ابو سعید کا مغرب پر قبضہ: اور جب سلطان ابو سعید مغرب پر قابض ہو گیا اور ولی عہدی میں بااختیار ہو گیا اور اس کا بیٹا ابو علی جو علم دوست اور اہل علم کا مشتاق اور اس کے فنون کو اختیار کرنے والا تھا حکومت پر متغلب ہو گیا اور اس کی حکومت موحدین کے زمانے سے اس بداوت کی وجہ سے جو ان کے آغاز میں پائی جاتی تھی مراسلت کے کام سے خالی تھی اور امیر ابو علی کو بلاغت اور زبان میں کچھ بصیرت حاصل تھی جس کی وجہ سے اس نے اس کام کو سمجھ لیا کہ ان کی حکومت اچھے کاتبوں سے خالی تھی اور یہ کہ وہ اسی خط میں پختہ ہیں جس میں انہوں نے مہارت حاصل کی ہے اور اس نے دیکھا کہ اس فن میں انگلیاں عبدالمہیمن کے سرخیل ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہیں پس وہ اس کا دلدادہ ہو گیا اور وہ اپنے اہل ملک کے آنے کے اوقات میں اکثر آیا کرتا تھا پس امیر ابو علی نے اسے مزید نوازشات سے نوازا اور اس کے مقام کو بلند کیا اور اس سے کتابت کرنے کو کہا اور وہ اس کی بات نہ مانتا تھا مگر جب اس نے پختہ عزم کر لیا تو ۷۱۲ھ میں اپنے عامل سبتہ کو اشارہ کیا کہ وہ اسے ان کے دروازے پر واپس بھیج دے پس اس نے اپنی کتابت اور علامت اسے سپرد کر دی یہاں تک کہ جب ابو علی نے

اپنے باپ کے خلاف بغاوت کی تو عبدالمہیمن امیر ابوالحسن کے پاس چلا گیا اور جب ابوعلی نے جدید شہر سے دستبردار ہونے پر صلح کر لی اور سلطان پر جو شرائط عاید کیں ان میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ عبدالمہیمن اس کے ساتھ رہے گا اور سلطان نے اس شرط کو پورا کر دیا اور امیر ابوالحسن نے اس بات کو ناپسند کیا اور اس نے قسم کھائی کہ اگر اس نے اس پر عمل کیا تو وہ ضرور اسے قتل کر دے گا تو عبدالمہیمن فیصلے کے لئے اپنا معاملہ سلطان کے پاس لے گیا اور اس کی پناہ لی اور اپنے آپ کو اس کے سامنے ڈال دیا تو اس کی دردمندی پر اس کا دل نرم ہو گیا اور اس نے اسے ان دونوں سے علیحدگی اختیار کرنے اور اپنی خدمت میں واپس آنے کا حکم دیا اور اسے اپنے پڑاؤ میں اتارا اور وہ اسی حالت میں رہا اور حکومت کے عظیم اور خواص کے زعیم مندیل الکتانی نے اسے اپنے لئے چن لیا اور اپنی بیٹی کا اس سے نکاح کر دیا اور جب مندیل برطرف ہوا تو سلطان نے اپنی علامت ابوالقاسم بن ابی مدین کو دے دی جو غافل اور آداب سے خالی تھا اور وہ خطوط کے پڑھنے اور ان کی اصلاح کرنے اور ان کے لکھنے میں عبدالمہیمن کی طرف رجوع کیا کرتا تھا یہاں تک کہ سلطان کو اس کی اس بات کا پتہ چل گیا تو اس نے اسی پر اکتفا کر لیا اور ۷۱۸ھ میں علامت اسے دے دی پس وہ اس سے طاقتور ہو گیا اور سلطان کی مجلس میں اس کے قدم جم گئے اور اس کی شہرت بلند ہو گئی اور وہ سلطان اور اس کے بعد اس کے بیٹے ابوالحسن کے زمانے میں اسی حالت پر قائم رہا یہاں تک کہ ۷۴۹ھ میں طاعون جارف سے تونس میں فوت ہو گیا۔

فصل

غرناطہ کے خلاف اہلِ اندلس کے فریادرس

اور بطرہ کے وفات پانے کا حالات

طاغیہ شانجہ بن اذفونش نے اپنے باپ ہرانده المتوفی ۶۸۳ھ کے بعد جب سے اس نے طریف پر غلبہ پایا تھا اہل اندلس پر حملے کئے اور سلطان یوسف بن یعقوب اس کے بعد بنی یغمراسن کے ساتھ مشغول ہو گیا پھر اس کے بعد اس کا پوتا ان کے معاملے میں مشغول رہا اور ان کی مدد کم ہو گئی اور شانجہ ۶۹۳ھ میں فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا ہرانده حکمران بنا اور اس نے جزیرہ جنترا سے جنگ کی جو بنی مرین کے لئے پورا سال جہاد کی بندرگاہ بنا رہتا تھا اور اس کے بحری بیڑوں نے جبل الفتح سے جنگ کی اور مسلمانوں کا سخت محاصرہ ہو گیا اور ہرانده بن اذفونش نے حاکم برشلونہ کے ساتھ خط و کتابت کی کہ وہ اہل اندلس کو پیچھے سے مشغول رکھے اور انہیں روکے پس اس نے المریہ سے جنگ کی اور ۷۰۹ھ میں ان کا مشہور محاصرہ کیا اور وہاں آلات نصب کئے اور ان میں وہ برج العود بھی تھا جو تین آدمیوں کے قد کے برابر لمبی فصیلیں رکھنے کی وجہ سے مشہور ہے اور مسلمانوں نے اس کے جلانے کا منصوبہ بنایا پس اُسے جلا دیا اور دشمن نے زیر زمین ایک راستہ بنایا تھا جس میں تین سوار چل سکتے تھے اور مسلمان بھی اس بات کو سمجھ گئے انہوں نے ان کے سامنے اسی قسم کا ایک راستہ کھود دیا یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے سے آ گئے

بڑھ گئے اور انہوں نے زیر زمین ایک دوسرے کو قتل کر دیا۔

ابن الاحمر کا عثمان بن ابی العلاء کو سالار مقرر کرنا: اور ابن الاحمر نے شرفاء کے لیڈر عثمان بن ابی العلاء کو اس کی فوج کا سالار مقرر کیا جسے اس نے المریہ کے باشندوں کی مدد کے لئے بھیجا تھا پس نصاریٰ کی ایک فوج نے جسے طاغیہ نے مرشانہ کا محاصرہ کرنے کے لئے بھیجا تھا اس سے جنگ کی تو عثمان نے انہیں شکست دی اور قتل کر دیا اور اس کے دوران وہ جبل الفتح پر طاغیہ کے پڑاؤ کے قریب اترا اور اس کی فوجوں نے سانتہ اور اسطبونہ پر قیام کیا اور عباس بن رحو بن عبداللہ اور عثمان بن ابی العلاء فوجوں کے ساتھ دونوں شہروں کی مدد کے لئے گئے۔ پس عثمان نے اسطبونہ کی فوج پر حملہ کر دیا اور ان کا قائد الفنش بوش تین ہزار سواروں کے ساتھ قتل ہو گیا پھر عثمان عباس کی مدد کے لئے گیا جو عوجین میں داخل ہو چکا تھا پس نصاریٰ کی فوج نے وہاں اس کا محاصرہ کر لیا اور انہوں نے اس کی چڑھائی کی خبر پھیلا دی اور الجزیرہ کے باہر طاغیہ کو بھی اپنے مقام پر عثمان کے اپنی قوم کے ساتھ حملہ کرنے کی خبر پہنچ گئی تو اس نے نصرانی فوجوں کو اس کی طرف روانہ کیا اور عثمان نے ان کا سامنا کیا اور ان پر حملہ کر دیا اور ان کے زعماء کو قتل کر دیا اور طاغیہ ان کی ملاقات کے ارادہ سے کوچ کر گیا تو اہل شہر ان کے پڑاؤ میں آ گئے اور انہوں نے اس کی فرودگاہوں اور خیموں کو لوٹ لیا اور مسلمانوں کو ان پر فتح حاصل ہوئی اور ان کے ہاتھ ان کے غنائم اور اسیروں سے بھر پور ہو گئے پھر ان شکستوں کے بعد طاغیہ ۷۱۲ھ میں فوت ہو گیا اور وہ ہراندہ بن شانجہ تھا اور اس نے اپنے بعد اپنے بیٹے الہنشہ کو حکمران بنایا جو چھوٹا بچہ تھا اور انہوں نے بطرہ بن شانجہ اور نصرانیوں کے زعیم جوان کو چھوڑ کر اسے اس کے چچا کی نگرانی پر مقرر کیا پس انہوں نے اس کی کفالت کی اور اس طرح ان کے حالات درست ہو گئے اور سلطان ابوسعید شاہ مغرب اپنے بیٹے کے معاملے اور اس کے خروج میں مشغول ہو گیا پس نصرانیوں نے اندلس میں حملہ کے موقع کو غنیمت جانا اور ۷۱۸ھ میں غرناطہ پر حملہ کر دیا اور انہوں نے اپنی فوجوں اور قوتوں کے ساتھ اس کا محاصرہ کر لیا اور اہل اندلس نے اپنا فریاد رس سلطان کے پاس بھیجا اور ان کی حکومت اور ریاست میں ابوالعلاء کو جو مقام حاصل تھا اس پر ان سے معذرت کی اور یہ کہ وہ اپنی قوم بنی مرین میں امارت کا نمائندہ ہے جس سے انتشار کا خدشہ ہے اور اس نے ان پر شرط عائد کی کہ وہ اسے جہاد کے مکمل ہونے تک سب کچھ دے دیں اور اسے مسلمانوں کی حفاظت کے لئے ان کی طرف لوٹا دیں لیکن عثمان بن ابی العلاء کے مقام اور قوم میں اس کے جتھے اور قوت کی وجہ سے ان کے لئے یہ ممکن نہ ہو سکا پس ان کی کوشش ناکام ہو گئی اور وہ قتل ہو گئے اور نصرانی قوموں نے غرناطہ کا طویل محاصرہ کیا اور اسے نگلنے کی خواہش کی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی ناکہ بندی کو دور کیا اور اپنے دست قدرت سے ان کا توڑ کیا اور عثمان بن ابی العلاء اور اس کی جماعت کے لئے اس قسم کی عجیب و غریب جنگ جیسے ممکن تھی اور وہ اپنے جملہ مددگاروں کے ساتھ طاغیہ کے موقف کی طرف چل پڑے اور وہ دو سو کے قریب یا اس سے زیادہ تھے اور انہوں نے مستقل مزاجی سے ان کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ ان کے مراکز میں ان کے ساتھ رہے لگے پس انہوں نے بطرہ اور جوان کو قتل کر دیا اور انہیں پشتوں کے بل بھگا دیا اور ان کے پیچھے شقیل سے پینے کے پانی کے راستے بند کر دیئے پس انہوں نے اس میں باہم مقابلہ کیا اور ان کی اکثریت ہلاک ہو گئی اور ان کے اموال لوٹ لیے گئے اور اللہ نے اپنے دین کو عزت دی اور ان کے دشمن کو ہلاک کیا اور عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے شہر کی فصیل پر بطرہ کا سر نصب کر دیا گیا اور وہ اس زمانے تک وہاں موجود ہے۔

فصل

موحدین کے رشتہ کرنے اور اس کے پیچھے تلمسان پر حملہ کرنے کے حالات اور اس دوران میں ہونے والے واقعات

جب ۶۰۷ھ میں یغمراسن بن زیان کے بیٹے سے جو بنی عبدالواد کا ایک بادشاہ تھا محاصرہ ہٹا اور ابوثابت ان کے بلاد سے الگ ہو گیا اور بنو مرین نے ان میں سے جن بلاد پر اپنی تلواروں سے قبضہ کیا تھا ان سے وہ ان کے لئے دستبردار ہو گیا اور بسالی کے سر پر ابوحمو بنی عبدالواد کی حکومت میں بااختیار ہو گیا تو اس نے بلادِ مغرب کی طرف اپنی توجہ منعطف کی اور مغراوہ اور بنی توجین کے بلاد پر متغلب ہو گیا اور وہاں سے ان کی سلطنت کا نام و نشان مٹا دیا اور عبدالقوی بن عطیہ کی اولاد میں سے ان کے شرفاء مندیل بن عبدالرحمٰن کی اولاد اپنے تمیع رد سائے قبائل کے ساتھ موحدین بنی ابی حفص کے ساتھ مل گئے اور ان کی فوجوں میں شامل ہو گئے اور ان میں سے مولانا سلطان ابو یحییٰ اور اس کے حاجب یعقوب بن عمر بہت بڑی فوج کے ساتھ جا ملے اور اس کا نام رجسٹر میں لکھا اور ان کے ساتھ خوارج اور حکومت سے جھگڑا کرنے والوں کے ساتھ مقابلہ کیا۔

<u>ابوحمو کا الجزائر پر حملہ</u>: پھر ابوحمو نے الجزائر پر حملہ کیا اور ابن علان نے اس پر قبضہ کر لیا تھا اور وہ اسے تلمسان لے آیا اور سے وفاداری کی اور بنو منصور جو صنہاجہ میں سے متیجہ کے میدانی ملیکش کے امراء تھے بھاگ گئے اور موحدین سے جا ملے اور انہوں نے انہیں منتخب کر لیا اور اس نے مغرب اوسط کی جہت پر قبضہ کر لیا اور موحدین کی عملداری کی سرحد اس کی عملداری سے مل گئی پھر وہ ۷۱۲ھ میں تدلس پر متغلب ہو گیا اور بجایہ میں ابن مخلوف کی بغاوت کے ایام میں ان کے اور مولانا سلطان ابو یحییٰ کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی تھی اس کی وجہ سے وہ اس پر مہربان ہو گیا جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے پس اس کے مقام کی وجہ سے اور بلاد موحدین کی جستجو کے باعث اس نے اپنے عزائم کو اکسایا اور اس کی فوجوں نے ان کی زمین کو روند دیا اور اس نے ان کے شہروں بجایہ اور قسطنطینہ سے جنگ کی اور اس نے بجایہ کو اس کی قوت کی وجہ سے مخصوص کر لیا اور فوجوں کو اپنے چچا ابی عامر ابراہیم کے بیٹے مسعود کے ساتھ اس کی ناکہ بندی کے لئے بھیجا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس دوران میں محمد بن یوسف بن یغمراسن اسے چھوڑ کر چلا گیا اور اس نے بنی توجین میں اپنی امارت قائم کر لی اور اس نے اس کے مقبوضات سے جبل وانشریس کی عملداری کو حاصل کر لیا اور مسلسل یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ ۷۱۸ھ میں سلطان ابوحمو فوت ہو گیا اور ان کی امارت کو اس کے بیٹے ابوتاشفین عبدالرحمٰن نے سنبھالا اور اسے اپنے عم زاد محمد بن یوسف کے متعلق خیال آیا اور اس نے بنی عبدالواد کی فوجوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی یہاں تک کہ اس نے اس کی پناہ گاہ جبل

وانشریس میں اس سے جنگ کی اور بنی تیغرین کے سردار عمر بن عثمان نے اس کے ساتھ .... اس کے متعلق سازش کی تو اس نے اُسے گرفتار کر کے ۷۱۹ھ میں اسے قتل کر دیا اور بجایہ کی طرف چلا گیا اور اس کے میدان میں اترا اور حاجب بن عمر اس کے سامنے ڈٹ گیا تو یہ ایک دن یا دن کا کچھ حصہ ٹھہرا پھر الٹے پاؤں تلمسان واپس آ گیا اور سلطان بجایہ کی طرف بار بار فوجیں بھیجیں اور فوجوں کے جمع کرنے کے لئے قلعے بنائے اور اس نے وادی بجایہ کے بالائی علاقے میں قلعہ بکر اور پھر قلعہ تامزیزدکت بنایا' پھر ایک دن کی مسافت پر تیکلات میں اس پہاڑ کے نام پر جو جدہ کے سامنے جبل میں ان کا اولین پہاڑ تھا تامزیزدکت کے نام پر ایک قلعہ بنایا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یغمراسن نے سعید کے مقابلہ میں اس میں پناہ لے لی' پس اس نے تیکلات شہر کی حد بندی کی اور اُسے خوراک اور افواج سے بھر دیا اور اُسے اپنے ملک کی سرحد بنا دیا اور وہاں اپنی فوج اتاری اور اپنی اور اپنے باپ کی حکومت کے عظیم آدمی موسیٰ بن علی کر دی کو اس کا امیر مقرر کیا اور بنی سلیم میں سے کعوب نے جب وہ مولانا سلطان ابو یحییٰ لحیانی اور ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر بن ابی عمران اور ابواسحاق بن ابی یحییٰ الشہید سے ناراض تھے' اسے افریقہ کی حکومت کے بارے میں کئی بار اکسایا' جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں اور ان کی جنگوں میں پانسہ پلٹتا رہتا تھا یہاں تک کہ زناتہ اور موحدین کی فوجوں کے درمیان ۷۲۹ھ میں مرماجنہ کے نواح میں رپاس مقام پر وہ مشہور معرکہ ہوا جس میں زناتہ کی فوجوں نے امیر بنی کعب حمزہ بن عمر اور اس کے بدو ساتھیوں کے ساتھ جن کا سردار آل یغمراسن کی حکومت کا پروردہ یحییٰ بن موسیٰ تھا' سلطان ابو یحییٰ پر چڑھائی کی اور انہوں نے محمد بن ابی عمران بن ابی حفص کو بادشاہ مقرر کیا اور عبدالحق بن عثمان' جو بنی عبدالحق کے شرفاء میں سے تھا وہ بھی اپنے رشتہ داروں اور بیٹوں سمیت ان کے ساتھ تھا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں وہ موحدین سے ان کے پاس آ گیا تھا' پس مولانا سلطان ابو یحییٰ کے میدان کارزار میں کھلبلی مچ گئی اور وہ شکست کھا گیا اور وہ اس کے خیموں پر اور ان میں جو ذخیرہ اور مستورات تھیں ان پر قابض ہو گئے اور انہوں نے اس کے پڑاؤ کو لوٹ لیا اور اس کے دونوں بیٹوں احمد اور عمر کو گرفتار کر لیا اور انہیں تلمسان کی طرف واپس بھجوا دیا اور سلطان کے جسم میں زخم آئے جنہوں نے اُسے کمزور کر دیا اور وہ جان بچا کر بونہ چلا گیا اور وہاں سے کشتی پر سوار ہو کر بجایہ چلا گیا پس وہ اپنے زخموں کا علاج کرتا ہوا ٹھہر گیا۔

زناتہ کا تونس پر قبضہ: اور زناتہ تونس پر قابض ہو گئے اور محمد بن عمران اس میں داخل ہو گیا اور انہوں نے اسے سلطان کا نام دیا اور اس کی مہار' امیر زناتہ یحییٰ بن موسیٰ کے ہاتھ میں تھی اور مولانا سلطان ابو یحییٰ بن موسیٰ کے ہاتھ میں تھی اور مولانا سلطان ابو یحییٰ نے آل یغمراسن کے خلاف فریادی بن کر شاہ مغرب سلطان ابوسعید کے پاس جانے کا عزم کیا اور اس کے حاجب محمد بن سید الناس نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اپنے بیٹے امیر ابو زکریا حاکم سرحد کو اس کے پاس بھجوائے کیونکہ وہ اپنے ہمسر سے برا مناتا ہے' پس اس نے اس کے مشورہ کو قبول کیا اور اس کام کے لئے اپنے بیٹے کو سمندر پر سوار کرا دیا اور موحدین کے مشائخ میں سے ابو محمد عبداللہ بن تاشفین کو اس کے ساتھ گفتگو کرنے کے لئے اس کے پاس بھیجا اور وہ سواحل مغرب میں سے قساسہ کے ساحل پر اترے اور سلطان ابوسعید کے دارالخلافے میں اس کے پاس آئے اور اُسے مولانا سلطان ابو یحییٰ کی مدد کی بات پہنچائی تو وہ اور اس کا بیٹا امیر ابوالحسن اس سے بہت خوش ہوئے اور اس نے اپنے بیٹے امیر سے اس محفل میں کہا اے میرے بیٹے ہماری اقوام کے سب سے بڑے آدمی نے تیرا قصد کیا ہے اور قسم بخدا میں ضرور تمہاری مدد میں اپنا مال' اپنی

قوم اور اپنی جان صرف کر دوں گا اور اپنی فوجوں کو تلمسان کی طرف بھیجوں گا پس تو اپنے باپ کے ساتھ وہاں اتر جا' پس وہ خوشی خوشی اپنے گھروں کو لوٹ گئے اور سلطان ابوسعید نے ان پر شرط عائد کی کہ مولانا سلطان ابویحییٰ اپنی فوجوں سمیت ان کے ساتھ تلمسان سے جنگ کرنے کے لئے جائے تو انہوں نے یہ بات قبول کر لی اور سلطان ابوسعید ۷۳۰ھ میں تلمسان پر حملہ کے لئے گیا اور جب وہ وادی ملویہ میں پہنچے اور صرہ میں پڑاؤ کیا تو ان کے پاس سلطان ابویحییٰ کے تونس کے دارالخلافے پر قابض ہو جانے اور زناتہ اور ان کے سلطان کو وہاں سے دور کرنے کی یقینی خبر آ گئی' پس مولانا سلطان نے اپنے بیٹے امیر ابو زکریا یحییٰ اور اس کے وزیر ابومحمد عبداللہ بن تافراکین کو بلایا اور انہیں اپنے ساتھی کی طرف لوٹ جانے کا حکم دیا اور ان کی ضروریات کو پورا کیا اور انہیں بڑے بڑے انعامات دیئے اور وہ غساسہ سے اپنے بحری بیڑوں پر سوار ہوئے اور اس نے ان کے ساتھ رشتہ کی منگنی کے لئے ابراہیم بن ابی حاتم العزفی اور اپنے دارالخلافے کے قاضی ابوعبداللہ بن عبدالرزاق کو بھیجا اور اپنے دارالخلافے کی طرف واپس پلٹ گیا اور جب امیر ابوالحسن اور سلطان ابویحییٰ کے درمیان اس کی بیٹی کا رشتہ ہوا جو امیر یحییٰ کی سگی بہن تھی' اس نے اسے اپنی بحری بیڑے میں موحدین کے مشائخ سے تھا بھیجا جن کا سردار ابوالقاسم بن عبو تھا اور وہ غساسہ کی بندرگاہ پر سلطان ابوسعید کی وفات سے پہلے ۷۳۱ھ میں اس کے ساتھ پہنچے پس وہ اس کی تعظیم و تکریم کے لئے کھڑے ہو گئے اور انہوں نے غساسہ کی طرف اس کی سواری اور اس کے بوجھ اٹھانے کے لئے سواریاں بھیجیں اور سونے اور چاندی کی لگامیں بنائی گئیں اور ریشم کے عرق گیر جو سونے سے ڈھکے ہوئے تھے بچھائے گئے اور اس کے لانے والے اور دلہن بنانے والے کے لئے ایسا بے نظیر جشن کیا جس کی مثال ان کی حکومت میں نہیں سنی گئی اور گھر کے منتظمین کو عورتوں کی درماندگی کی وجہ سے ایسے کام سپرد کئے گئے جن جیسے کام ان کے سپرد نہیں ہوئے تھے پس احسان مکمل ہو گیا اور لوگوں نے اس کی باتیں کی اور سلطان ابوسعید اس کے پہنچنے سے قبل فوت ہو گیا۔

فصل

سلطان ابوسعید عفی اللہ عنہ کی وفات اور سلطان ابوالحسن کی ولایت اور اس کے درمیان ہونے والے واقعات کے حالات

جب ۷۳۱ھ میں سلطان کو سلطان ابویحییٰ کی دلہن بیٹی کے پہنچنے کی اطلاع ملی تو حکومت ان کی آمد پر اس کی عظمت کے باعث جو اس کے باپ اور قوم کو حاصل ہوئی تھی جھوم اٹھی اور سلطان ابوسعید بنفس نفیس تازی کے احوال کو جو دلہن کی عزت افزائی اور اس کے بیٹے کی شادی کی خوشی میں کئے گئے تھے دیکھنے گیا اور وہیں بیمار ہو گیا اور جب وہ قریب المرگ ہو گیا تو ولی

عہد امیر ابوالحسن اُسے لے کر الحضرۃ کی طرف چلا گیا اور اُسے ان کے بستر پر نوکروں کے کندھوں اور گھوڑوں پر سوار کرا کے لایا گیا یہاں تک کہ وہ سبو میں اترے پھر اس نے رات کو اسی طرح اسے ان کے گھر میں داخل کیا اور موت نے اُسے راستے ہی میں آ لیا اور وہ فوت ہو گیا اللہ کی اس پر رحمت ہو پس انہوں نے اُسے گھر میں اس کی جگہ پر رکھا اور صالحین کو اس کو دفنانے کے لئے بلایا اور اسے ماہ ذوالحجہ ۷۳۱ھ میں دفن کر دیا گیا۔

اور جب سلطان ابوسعید فوت ہو گیا تو مشائخ کے خواص اور ارباب حکومت اس کے ولی عہد امیر ابوالحسن کے پاس جمع ہوئے اور انہوں نے اسے اپنا امیر بنالیا اور اس کی اطاعت وبیعت کی اور اس نے سبو سے اپنے پڑاؤ کے اٹھانے کا حکم دیا اور اس نے فاس کے میدان میں زیتون مقام پر خیمے لگائے اور جب سلطان دفن ہو گیا تو وہ تیار ہو کر اپنے پڑاؤ کی طرف نکلا اور لوگ اپنے طبقات کے مطابق بیعت کرنے کے لئے اس کے پاس آئے اور اس نے اپنے خیمے پر اور لوگوں سے بیعت لینے پر محافظین اور متصرفین کے سردار المزدار عیو بن قاسم اور دروازے کے حاجب کو جو سلطان یوسف بن یعقوب کے عہد سے ان کے گھر سے قدیم دوستی رکھتا تھا' مقرر کیا اور اس دن اس کی بیوی دختر سلطان ابویحییٰ اس کے پاس گئی اور اس نے پڑاؤ میں اپنی جگہ پر اس کے ساتھ شب بسر کی اور اس نے دلہن کے باپ کے دشمن سے انتقام لینے کا عزم کیا اور وہ اپنے بھائی ابوعلی کا حال معلوم کرنے لگا اور ان دونوں کے باپ سلطان نے اسے اس کے متعلق وصیت کی تھی کیونکہ اس کے دل میں اس کی محبت تھی اور یہ ولی عہد مقدور بھر اس کی رضا کو ترجیح دیتا تھا پس اس نے اس کے احوال کی نگرانی کے لئے سجلماسہ پر چڑھائی کرنے کا عزم کر لیا۔

فصل

سلطان ابوالحسن کے سجلماسہ پر چڑھائی کرنے اور اپنے بھائی کے ساتھ صلح اور اتفاق کرنے کے بعد وہاں سے تلمسان کی طرف واپس جانے کے حالات

جب سلطان ابوسعید فوت ہو گیا اور سلطان ابوالحسن کی بیعت مکمل ہو گئی اور وہ اپنے بھائی ابوعلی کے متعلق اکثر وصیت کرتا رہتا تھا کیونکہ وہ اس پر مہربانی کرنے کے لئے مکلف تھا پس اس نے تلمسان کی طرف جانے سے قبل اس کے احوال

احوال کو دیکھنے کا ارادہ کیا اور وہ زیتون میں اپنے پڑاؤ سے بجایہ جانے کے ارادہ سے کوچ کر گیا اور راستے میں اسے اپنے بھائی امیر علی کے وفود ملے جنہوں نے اسے اللہ تعالیٰ کے حکومت عطا کرنے پر مبارک باد دی اور یہ کہ اس کا بھائی اس بارے میں اس سے جھگڑنے سے الگ رہے گا اور اللہ نے ان کے باپ کی وراثت سے جو کچھ دیا ہے اس پر قانع رہے گا نیز اس نے اپنے بھائی سے اس بات پر معاہدہ کرنے کا مطالبہ کیا تو سلطان ابوالحسن نے اس کے مطالبے کا جواب دیا اور اسے اسی طرح سجلماسہ اور اس کے گردونواح کے بلاد قبلہ پر امیر مقرر کر دیا جیسے وہ اپنے باپ کے زمانے میں تھا اور قبیلے کے سردار اور بقیہ عرب اور زناتہ بھی موجود تھے اور وہ موحدین کے فریادی کو جواب دینے کے لئے تلمسان لوٹ آیا اور اس نے اس کی طرف آنے میں جلدی کی اور جب وہ تلمسان پہنچا تو اس سے ایک طرف ہو کر مشرق کی جانب آگے چلا گیا کیونکہ اس نے مولانا سلطان ابویحییٰ کے ساتھ تلمسان میں اکٹھے اترنے کا وعدہ کیا تھا جیسا کہ انہوں نے امیر ابوزکریا کے اس ایلچی نے شرط کی تھی جو ان کے پاس گیا تھا پس وہ شعبان ۷۳۲ھ میں تاسالت میں اترا اور وہاں ٹھہرا اور اس نے مغرب کی بندرگاہ کے بحری بیڑوں کو اشارہ کیا اور انہیں سواحل تلمسان کی طرف بھیجا اور اپنی فوج سے سلطان ابویحییٰ کی مدد کے لئے فوج تیار کی اور انہیں سواحل وہران سے بحری بیڑوں پر سوار کرا دیا اور اپنی حکومت کے پروردہ محمد بطوی کو ان کا سالار مقرر کیا اور وہ بجایہ میں اترے اور وہاں انہوں نے سلطان ابویحییٰ سے ملاقات کی اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو گئے اور اس کے ساتھ انہوں نے بنی عبدالواد کی سرحد تیمکلات پر حملہ کیا' جہاں بجایہ کے محاصرہ کے لئے دستے جمع تھے اور وہاں ان دنوں ان کے جرنیلوں میں سے ابن ہزرع بھی موجود تھا اور اس کے پہنچنے سے پہلے جو فوج وہاں موجود تھی وہ بھاگ گئی اور مغرب اوسط کی اپنی آخری عملداری میں چلی گئی اور مولانا سلطان ابویحییٰ نے وہاں موحدین' عربوں' بربریوں اور دیگر افواج کو بٹھا دیا پس انہوں نے اس کی آبادی کو برباد کر دیا اور مخزون خوراک کو لوٹ لیا اور وہ ناپید کنار سمندر تھا۔ کیونکہ جب سے سلطان ابوحمو نے ان کی حد بندی کی تھی اس نے بطحاء کی عملداری سے لے کر بقیہ بلاد شرقیہ کے عمال کو اشارہ کیا تھا کہ وہ غلے اور دیگر خوراک کی چیزوں کو یہاں لائیں اور اس کے بیٹے سلطان ابوتاشفین نے بھی اس بارے میں اپنے باپ کے طریق کو اختیار کیا اور ہمیشہ ان کا یہی طریق رہا یہاں تک کہ ان پر یہ کمر توڑ مصیبت نازل ہوئی تو لوگوں نے ان بے شمار غلہ جات کو لوٹ لیا اور انہوں نے زمین میں ان کی حد بندی کو تباہ کر کے اسے چٹیل میدان بنا دیا اور اس دوران میں سلطان ابوالحسن ان کے احوال کو دیکھتا ہوا تلمسان سے جنگ کرنے کے لئے سلطان ابویحییٰ کی آمد کا منتظر رہا یہاں تک کہ اسے اپنے بھائی کی بغاوت کی خبر ملی جیسا کہ ہم ان کا ذکر کریں گے پس وہ واپس پلٹ آیا اور مولانا سلطان ابویحییٰ کو بھی اطلاع مل گئی تو وہ بھی اپنے دارالخلافے کی طرف لوٹ گیا اور بطوی کو بھی اپنے ساتھ لے گیا اور اسے بہت انعام دیا اور اس کی فوج کو بھی انعامات دیئے اور اسی وقت وہ اپنے بھیجنے والے سلطان کی طرف پلٹ گئے اور سلطان ابوتاشفین' بلاد موحدین سے جنگ کرنے سے رک گیا۔

فصل

امیر ابوعلی کے بغاوت کرنے اور سلطان ابوالحسن کے اس پر حملہ کر کے اس پر فتح پانے کے حالات

جب سلطان ابوالحسن تلمسان کی جنگ میں گھس گیا اور مولانا سلطان ابو یحییٰ کے ساتھ وعدہ کی وجہ سے تاسالت تک چلا گیا تو ابو تاشفین نے امیر ابوعلی کے ساتھ ہتھ جوڑی کرنے اور سلطان ابوالحسن کے خلاف متفق ہونے کے بارے میں سازش کی نیز یہ کہ دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کا دفاع کرے گا یہاں تک کہ ان دونوں کے درمیان معاہدہ طے پا گیا اور امیر ابوعلی نے اپنے بھائی سلطان ابوالحسن کے خلاف بغاوت کر دی اور اس نے سجلماسہ سے درعہ پر حملہ کر دیا اور وہاں پر سلطان کے عامل کو قتل کر دیا اور اپنے رشتہ داروں میں سے کسی آدمی کو وہاں عامل مقرر کیا اور بلاد مراکش کی طرف فوج روانہ کی اور سلطان کو اپنے پڑاؤ تاسالت میں اس کی خبر پہنچ گئی پس ان کے معاملے نے اُسے بڑا فروختہ کر دیا اور اس نے اس سے انتقام لینے کی ٹھان لی اور الٹے پاؤں الحضرۃ کی طرف واپس آ گیا اور اپنی عملداری کی ملحقہ سرحد تاوریت پر پڑاؤ کر لیا اور اپنے بیٹے تاشفین کو اس کا افسر مقرر کیا اور اس کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ اس کے وزیر مندیل بن حمامہ بن تیربعین کی نگرانی کرے اور وہ جلدی سے سجلماسہ کی طرف گیا اور وہاں اتر پڑا اور اس کی فوجوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کی ناکہ بندی کر دی اور اس نے آلات کے کام کے کاریگروں کو اس کے چوک کی تعمیر کے لئے اکٹھا کیا اور صبح و شام حولا کرتا میں جنگ کرنے لگا اور ابو تاشفین اپنی فوجوں اور اپنی قوم کے ساتھ مغرب کی سرحد کو روندنے کے لئے گیا اور اس کے نواح میں فوجیں بھیجیں تاکہ وہ سلطان کے ساتھ اس کے محاصرہ کے مقام میں کش مکش کریں اور جب وہ تاوریت پہنچا تو ابن سلطان اپنے وزراء اور فوجوں کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلا اور انہوں نے بھی منظم طور پر اس پر حملہ کیا تو اس کے میدان کارزار میں کھلبلی مچ گئی اور وہ شکست کھا گیا اور کسی کو بھی نہ ملا اور اپنی پناہ گاہ کی طرف واپس آ گیا اور اپنی فوج کے ساتھ امیر ابوعلی کی امداد کو بڑھا اور اپنے حصے کی فوج پر امیر مقرر کیا اور انہیں ان کی طرف بھیجا پس وہ اکیلے اکیلے اور ٹولیوں کی صورت میں شہر کی طرف گئے یہاں تک کہ وہ اس کے پاس جمع ہو گئے اور سلطان نے ان کا طویل محاصرہ کیا اور ان کو کئی قسم کی جنگوں اور عذابوں سے دوچار کیا یہاں تک کہ ان پر متغلب ہو گیا اور بزور قوت شہر میں داخل ہو گیا اور امیر ابوعلی کو اس کے محل کے دروازے پر گرفتار کر لیا اور اسے سلطان کے پاس لایا گیا تو اس نے اُسے مہلت دی اور قید کر دیا اور وہ اس کی حکومت پر قابض ہو گیا اور اس نے سجلماسہ پر امیر مقرر کیا اور الٹے پاؤں الحضرۃ واپس آ گیا اور ۷۳۳ھ میں وہاں اترا اور اپنے بھائی کو محل کے ایک کمرے میں قید کر دیا

یہاں تک کہ اس نے اسے قید کرنے سے چند ماہ بعد اس کے قید خانے میں اس کا گلا گھونٹ کر اُسے قتل کر دیا اور اس نے فتح کو فتح جبل اور دشمن کے قبضے سے واپس لینا شمار کیا جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے ابو مالک کے جھنڈے تلے اس کی فوجوں کے ہاتھوں سے تباہ و برباد کر دیا' جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

جبل فتح سے جنگ کرنے اور امیر ابو مالک اور مسلمانوں کے اسے مخصوص کر لینے کے حالات

جب سلطان ابوالولید ابن الرئیس جو اندلس کی حکومت پر متغلب تھا اپنے عم زاد ابوالجیوش کے ہاتھوں مارا گیا تو اس کے بعد اس کے بیٹے محمد نے جو ایک چھوٹا بچہ تھا' اس کے وزیر محمد بن المحروق جو اندلس کے شرفاء اور حکومت کے پروردہ لوگوں میں سے تھا کی زیر نگرانی حکومت سنبھالی اور اس نے اس پر قابو پا لیا' مگر جب وہ جوان ہوا تو اس نے اپنے پر اس کے قبضہ کو ناپسند کیا اور اس کے خواص میں سے المعلوجی نے اُسے وزیر کے خلاف بھڑکایا تو اس نے ۷۲۹ھ میں اُسے فریب سے قتل کر دیا اور خود مختاری کے لئے تیار ہو گیا اور اس نے ملک کے تعلقات کو مضبوط کیا اور طاغیہ نے ۷۰۹ھ میں جبل الفتح کو حاصل کیا اور اس کے پڑوس میں بندرگاہ کی سرحدوں پر نصرانیہ نے ڈیرے لگا لیے اور وہ اُن کے سینے میں ایک پھانس تھا اور مسلمانوں کو اس کے معاملے نے پریشان کر دیا اور حاکم مغرب نے اس وجہ سے کہ اس میں اس کے بیٹے نے فتنہ پیدا کیا ہوا تھا' ان سے غفلت کی پس انہوں نے الجزیرہ اور اس کے قلعے ابن الاحمر کو ۷۱۲ھ کے شروع میں واپس کر دیے اور اس کے بعد طاغیہ نے ان پر سختی کی تو انہوں نے ۷۲۹ھ میں الجزیرہ حاکم مغرب کو واپس کر دیا اور سلطان ابوسعید نے اپنے ارباب حکومت میں سے عرب الخلط میں سے جو اس کے ماموں تھے سلطان بن مہلہل کو اس کا امیر مقرر کیا۔

طاغیہ کا الجزیرہ کے قلعوں پر قبضہ کرنا: اور سلطان ابوسعید کی وفات کے نزدیک طاغیہ نے اس کے اکثر قلعوں پر قبضہ کر لیا اور سمندر کے راستے میں رکاوٹ کر دی اور اس کے ساتھ حاکم اندلس کی سرکشی اور اس کے وزیر ابن عمرون کا قتل بھی شامل ہو گیا اور اسے طاغیہ کے معاملے نے پریشان کر دیا پس اس نے سمندر سے گزرنے میں جلدی کی اور ۷۳۲ھ میں سلطان ابوالحسن کے دارالخلافے فاس میں اس کے پاس گیا اور اس نے اس کی آمد کو بڑی اہمیت دی اور لوگوں کو اس کی ملاقات کے لئے بھیجا اور اُسے اپنے گھر کے ساتھ روض المصارہ میں اتارا اور اس کی بہت تکریم کی اور ابن الاحمر نے ماوراء البحر کے مسلمانوں کے معاملے میں اور ان کے دشمنوں نے انہیں جو پریشان کر رکھا تھا اس کے بارے میں اس سے گفتگو کی اور اس نے جبل کی حالت کے متعلق بھی اس سے شکایت کی اور یہ کہ وہ سرحدوں کے سینے میں ایک پھانس ہے پس سلطان نے اس کی شکایت کو دور کر دیا اور اللہ نے جہاد کے اسباب پیدا کر دیے اور وہ اس کا بہت دلدادہ اور اس بارے میں اپنے دادا

یعقوب کے طریق کو اختیار کئے ہوئے تھا۔

جبل سے جنگ: اور اس نے اپنے بیٹے امیر ابو مالک کو بنی مرین کی پانچ ہزار فوج پر سالار مقرر کیا اور اسے سلطان محمد بن اسماعیل کے ساتھ جبل سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا پس وہ الجزیرہ میں اترا اور اس کی مدد کو پے در پے بحری بیڑے آئے اور ابن الاحمر نے اندلس میں فوج جمع کرنے والوں کو بھیجا اور لوگ ہر جانب سے اس کے پاس آ گئے اور جبل کے میدان میں ان کی تمام چھاؤنی متحرک ہو گئی اور انہوں نے اس کے ساتھ جنگ کرنے میں بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا یہاں تک کہ انہوں نے ۷۳۳ھ میں اس پر قبضہ کر لیا اور مسلمان اس میں بزور قوت داخل ہو گئے اور نصرانیہ کے پاس جو کچھ تھا اللہ نے انہیں غنیمت میں دیا اور اس کی فتح کے تیسرے دن طاغیہ نے کافر قوموں کے ساتھ اس سے ملاقات کی اور مسلمانوں نے اسے اس غلہ سے جو وہ الجزیرہ سے اپنے گھوڑوں پر اٹھا کر لائے تھے بھر دیا اور امیر ابو مالک اور ابن الاحمر بھی غلہ اٹھانے میں شامل تھے پس عوام نے بھی اسے اٹھایا اور امیر ابو مالک الجزیرہ چلا گیا اور اس نے اپنے باپ کے وزیر یحییٰ بن طلحہ بن محلی کو جبل میں چھوڑا اور تین ماہ بعد طاغیہ نے پہنچ کر وہاں پڑاؤ کر لیا اور ابو مالک اپنی فوجوں کے ساتھ نکلا اور اس کے بالمقابل اتر پڑا اور اس نے حاکم اندلس امیر ابو عبداللہ کو پیغام بھیجا تو وہ نصرانیہ کے علاقے پر قبضہ کرنے کے بعد مسلمانوں کی فوج کے ساتھ پہنچا اور باہر نکل کر طاغیہ کی فوج کے بالمقابل اتر پڑا اور دشمن اپنی جگہوں پر قلعہ بند ہو گیا اور وہ بھی ان کے جلد واپس آنے اور محافظوں اور ہتھیاروں کی کمی کے باعث غصے میں تھے پس سلطان ابن الاحمر نے طاغیہ سے جنگ کرنے میں جلدی کی اور مسلمانوں کی رضامندی اور ان کے شگاف کو پُر کرنے کے لئے خدا کی خاطر اپنی جان کی بازی لگاتے ہوئے لوگوں سے آگے آگے جلدی سے اس کے خیمے کی طرف بڑھے پس طاغیہ پا پیادہ برہنہ سر اور اس کی آمد کا اعزاز کرتا ہوا اُسے ملا اور اس نے جو اس سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ اس پہاڑ سے چلا جائے اس نے اسے قبول کیا اور اپنے ذخائر اسے تحفہ میں دیے اور فوراً کوچ کر گیا اور امیر ابو مالک سرحد کی اطراف کو درست کرنے اور اس کے شگافوں کو بند کرنے میں لگ گیا اور اس نے محافظوں کو وہاں اتارا اور غلہ جات وہاں لے گیا اور اس فتح نے سلطان ابوالحسن کی حکومت کو آخری ایام تک فخر کا ہار پہنا دیا پھر اس کے بعد وہ تلمسان سے جنگ کرنے کے لئے واپس آ گیا۔

فصل

تلمسان کے محاصرہ کرنے اور سلطان ابوالحسن کے اس پر متغلب ہونے اور ابوتاشفین کی وفات سے بنی عبدالواد کی حکومت کے ختم ہونے کے حالات

جب سلطان اپنے بھائی پر متغلب ہو گیا اور اس نے اس کی بغاوت اور کشمکش کی بیماری کا قلع قمع کر دیا اور مغرب کی سرحدوں کو بند کر دیا اور اللہ نے اس پر یہ عظیم احسان فرمایا کہ اس کی فوجوں نے نصرانیہ پر فتح پائی اور اس نے ان کے ہاتھوں سے جبل الفتح کو واپس لیا حالانکہ وہ بیس سال تک طاغیہ کے قبضے میں رہا تھا تو وہ اپنے دشمن کے لئے فارغ ہو گیا اور اس نے تلمسان جانے کا پختہ ارادہ کر لیا اور امیر سلطان ابو یحییٰ فتح کی مبارک باد دینے اور سرحدوں میں ابوتاشفین کو روکنے کے لئے اس کے پاس آیا اور سلطان نے ابوتاشفین کے پاس سفارشی بھیجے کہ وہ موحدین کی جملہ عملداریوں سے الگ ہو جائے اور ان سے تدلس کے بارے میں بات چیت کرے اور اپنی ابتدائی عملداری کی ملحقہ سرحد پر واپس چلا جائے خواہ اس سال تک واپس جائے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ بادشاہوں کے ہاں سلطان کی کیا عزت ہے اور وہ اس کی صحیح قدر کریں مگر ابوتاشفین نے اس بات سے برا منایا اور ایلچیوں سے سخت کلامی کی اور اس کی مجلس میں بعض احمقوں نے جواب میں ان سے بے ہودہ گوئی کی اور ان کے بھیجنے والے کو برا بھلا کہا پس وہ اس کے پاس لوٹ گئے جس سے اسے غصہ آ گیا اور اس نے ان کے مقابلہ کی ٹھان لی اور جدید شہر کے میدان میں پڑاؤ کر لیا اور اس نے اپنے وزراء کو بلاد مراکش کی جانب قبائل اور فوجوں کو جمع کرنے کے لئے بھیجا پھر اس نے جلدی کی اور اپنی فوجوں سے ملا اور ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور اپنے دستوں کو تیار کیا اور اپنے فاس کے پڑاؤ سے ۷۳۵ھ کے وسط میں تمام اقوام مغرب اور افواج کے ساتھ چلا اور وجدہ سے گزرا پس ابن نے اس کے محاصرہ کے لئے فوجوں کو جمع کیا۔

ندرومہ سے جنگ: پھر وہ ندرومہ سے گزرا اور دن کا کچھ حصہ اس سے جنگ کی اور اس میں داخل ہو گیا اور اس کے محافظوں کو قتل کر دیا اور ۷۳۵ھ میں وجدہ پر قبضہ کر لیا۔ پس اس نے اس کی فصیلوں کے برباد کرنے کا اشارہ کیا تو انہوں نے انہیں پیوند زمین کر دیا اور اس کے نواح و جہات کی فوجوں کی مدد آ گئی اور اس نے اپنے شکار کو دبوچ لیا اور مفراوہ

اور بنی توجین کے قبائل اس کے پاس آئے اور انہوں نے اس کی اطاعت اختیار کر لی پھر اس نے اپنی فوجوں کو جہات کی طرف روانہ کیا اور وہ دہران اور جنین پر متغلب ہو گیا اور اسی طرح ۶۹۷ھ میں ملیانہ تنس اور الجزائر پر متغلب ہو گیا اور اس کی عملداری کی شرقی جہت کا حاکم یحییٰ بن موسیٰ اس کے پاس آیا جو موحدین کی عملداری کی سرحد تھی اور وہ موسیٰ بن علی کی مصیبت کے بعد بجایہ کا محاصرہ کرنے والا تھا پس وہ اسے عزت و تکریم کے ساتھ ملا اور اس کے مقام کو بلند کیا اور اسے اپنے وزراء اور ہم نشینوں کے زمرہ میں منسلک کر دیا اور اس نے بلاد شرقیہ کی فتح کے لئے یحییٰ بن سلیمان کو مقرر کیا جو بنی عسکر بن محمد کا سردار اور بنی مرین کا شیخ اور سلطان کی مجلس شوریٰ کا مشیر اور سلطان کا مخصوص داماد تھا جس کے ساتھ اس نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا تھا پس وہ فوجوں اور مشرقی جانب کے رضا کاروں اور قبائل کے ساتھ چلا اور ان کے شہروں کو فتح کیا یہاں تک کہ المریہ پہنچ گیا اور اس نے شہروں کو سلطان کی اطاعت میں منسلک کر دیا اور اس کے جانباز اس کی چھاؤنی میں جمع ہو گئے پس وہ اس کے پاس چلے گئے اور اس کی فوجوں سے کثرت میں بڑھ گئے اور سلطان نے وانشریس اور جشم کی عملداری پر بنی توجین کے ایک آدمی کو امیر مقرر کیا اور بنی یدللتن پر سعد بن سلامہ بن علی کو امیر مقرر کیا اور قلعہ کے والی کو اس کی نگرانی پر مقرر کیا اور وہ اس کے چلنے سے پہلے اپنے بھائی محمد کے مقام کی وجہ سے جو حکومت کا مد مقابل تھا' ابو تاشفین سے الگ ہو کر مغرب میں اس کے پاس چلا آیا تھا اور اسی طرح سلطان نے شلف اور مشرب اوسط کے دیگر مضافات پر امیر مقرر کئے اور سلطان نے تلمسان کے مغرب میں اپنی رہائش کے لئے جدید شہر کی حد بندی کی اور اپنی فوجوں کو اتارا اور اس کا نام منصوریہ رکھا اور اس نے البلد المحروب کے ارد گرد فصیلوں کی باڑ بنائی اور خندقوں کا حلقہ بنایا اور اس نے اس کی خندق کے پیچھے منجنیق اور آلات نصب کئے جس سے اس کے تیر انداز ان کے تیر اندازوں کو مارتے تھے اور انہیں اپنے بارے میں مشغول رکھتے تھے یہاں تک کہ اس نے اس کے قریب تر ایک برج بنایا جس کی چوٹیاں ان کی خندق سے بلند تھیں اور وہ ان کے اوپر سے جانبازوں کو تلواروں سے مارتا تھا اور اس نے ان کی فصیلوں کو پتھر مارنے اور انہیں توڑنے کے لئے منجنیق اور آلات نصب کئے اور انہیں ان سے بہت نقصان پہنچایا اور جنگ سخت ہو گئی اور محاصرے کا قلعہ تنگ ہو گیا۔

اور سلطان ہر روز صبح کو ان کی مصاحبت کرتا تھا اور شہر کی تمام جہات میں جانبازوں کو ان کے مراکز میں تلاش کے لئے چکر لگاتا تھا اور کبھی کبھی اپنے خواص سے الگ ہو کر بھی چکر لگاتا تھا' پس انہوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور شہر پر جھانکنے والے پہاڑ کے ساتھ جو فصیل ہے اس کے پیچھے اپنی فوجوں کو صف بند کر دیا اور جب سلطان اپنے چکر میں اس کے سامنے آیا تو انہوں نے اپنے دروازے کھول دیئے اور انہوں نے اپنی فوجوں کے عقابوں کو اس پر چھوڑ دیا اور اسے مجبور کر کے پہاڑ کے دامن میں لے گئے یہاں تک کہ وہ اس کی تحت زمینوں میں چلا گیا اور قریب تھا کہ وہ اس کا دستہ امیر سوید عریف بن یحییٰ گھوڑے سے اتر پڑتے اور ہر جانب سے پڑاؤ میں آواز دینے والا پہنچ گیا' پس بنی عبدالواد کی فوجوں نے اپنے مراکز کا قصد کیا پھر انہوں نے ان کو وہاں سے ہٹا دیا اور انہیں خندق کی پست زمین میں لے گئے اور ان میں ان سے مقابلہ کیا اور ایک دوسرے کی مدد کی اور جتنے لوگ قتل سے بارے گئے ان سے زیادہ بھیڑ میں مارے گئے اور اس روز ان کے زعمائے ملت میں سے عمر بن عثمان جو بنی توجین میں سے جشم کا سردار تھا اور بنی یدللتن کا سردار محمد بن سلامہ بن علی وغیرہ بھی مارے گئے اور اس روز بنو مرین ان سے قوی ہو گئے اور بنو عبدالواد ان کے تغلب سے چوکنے ہو گئے اور مسلسل دو سال تک جنگ

جاری رہی پھر سلطان چپکے سے ۲۷ رمضان المبارک ۷۵۳ھ کو اس میں داخل ہو گیا اور ابو تاشفین اپنے محل کے صحن میں کھڑا ہو گیا اور وہاں جنگ کی۔

ابو تاشفین کے دو بیٹوں کا قتل: یہاں تک کہ اس کے دو بیٹے عثمان اور مسعود اور اس کا وزیر موسیٰ بن علی قتل ہو گئے اور اس کا دوست عبدالحق بن عثمان جو عبدالحق کے شرفاء میں سے تھا' موحدین کے مددگاروں میں سے ان کے پاس آ گیا جیسا کہ ہم نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے اس کے حالات کو مفصل بیان کیا ہے پس وہ اور اس کا بیٹا اور اس کا بھتیجا ہلاک ہو گئے اور سلطان ابو تاشفین کے زخم سے بہت خون بہہ گیا جس سے وہ کمزور ہو گیا پس اس نے اسے گرفتار کر لیا اور ایک سوار اسے چھپا کر سلطان کے پاس لے گیا پس امیر ابو عبدالرحمن اسے ان جنگوں میں ملا اور اس نے اپنی جان کو جنگ کے گھمسان میں داخل کیا تو اس نے اسے روکا اور اس نے اس کی جماعت سے آنکھ بند کر لی پس اس نے اسی وقت اس کے متعلق حکم دیا اور وہ قتل کر دیا گیا اور اس کا سر کاٹا گیا اور سلطان ان کے اس فعل سے ناراض ہوا کیونکہ وہ اس کو زجر و توبیخ کرنے اور ڈانٹنے کا خواہش مند تھا اور وہ پچھلوں کے لئے عبرت کا نشان بن گیا اور سلطان اپنی تمام فوجوں کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا اور لوگوں نے باب کشوط میں بھیڑ سے ایک طرف ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا پس ان میں سے بہت سے لوگ مارے گئے اور شہر میں لوٹ پڑ گئی اور شہر کے بہت سے باشندوں کے اموال اور مستورات کو تکلیف پہنچی اور سلطان اپنے خواص اور مددگاروں کی جماعت کے ساتھ جامع مسجد میں گیا اور اس نے شہر کے مفتیوں ابو زید اور ابو موسیٰ کو جو امام کے بیٹے تھے اہل علم اور علم کا حق ادا کرنے کے لئے بلایا پس وہ بڑی مشقت کے بعد اس کے پاس آئے اور لوگوں کو لوٹ مار سے جو تکلیف پہنچی تھی اس کے متعلق انہوں نے اسے نصیحت کی پس اس نے اپنی فوجوں کو رعیت سے روکا اور ان کے ہاتھوں کو فساد سے روکا اور جدید شہر میں اپنے پڑاؤ میں واپس آ گیا اور مکمل فتح حاصل ہو گئی اور اسی روز محمد بن تافراکین بھی آ گیا جسے سلطان ابو یحییٰ اور مجدد زمانہ کا ایلچی ملا تو سلطان نے اسے اس کے بھیجنے والے کے پاس جلد خبر دے کر بھیجا اور وہ بہ الیقین سے بھی آگے چلا گیا اور تو بہ کی فتح سے ستر ہویں رات تونس میں داخل ہوا پس سلطان ابو یحییٰ کو اپنے دشمن کے مرنے اور اس سے اپنا بدلہ لینے کی بہت خوشی ہوئی اور اس نے اپنی مساعی میں شمار کیا اور سلطان ابوالحسن نے اپنے دشمن بنی عبدالواد کا قتل موقوف کر دیا اور اس نے ان کے سلطان کے قتل سے اپنے دل کو ٹھنڈا کیا اور انہیں معاف کر دیا اور رجسٹر میں ان کے نام لکھے اور ان کے عطیات مقرر کئے اور اس نے ان کے جھنڈوں اور مراکز کو پیچھے چلایا اور بنی مرین میں سے بنی واسین اور بنی عبدالواد اور توجین اور بقیہ زناتہ کو متحد کیا اور انہیں بلاد مغرب میں اتارا اور اس نے ان میں سے ہر فریق کے ذریعے اپنے مقبوضات کی سرحد کو بند کیا اور وہ اس کے جھنڈے تلے جماعت در جماعت ہو کر چلے اور اس نے ان میں سے کچھ لوگوں کو بلاد غمارہ اور سوس کی جانب اتارا اور ان میں سے کچھ اس کی عمل داری اندلس میں محافظ اور پہرے دار بن کر چلے گئے اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو گئے اور اس کی حکومت کا دائرہ وسیع ہو گیا اور وہ بنی مرین کا ملک ہونے کے بعد زناتہ کا ملک بن گیا اور وہ مغرب کا سلطان ہونے کے بعد دونوں کناروں کا سلطان بن گیا۔

فصل

متیجہ میں امیر عبدالرحمٰن کی مصیبت اور سلطان کے اسے گرفتار کرنے اور بالآخر اس کے ہلاک ہونے کے حالات

قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ سلطان ابوسعید نے موحدین سے یہ شرط طے کی تھی کہ وہ اس کی فوجوں کے ساتھ تلمسان سے جنگ کریں گے اور سلطان ابوالحسن' مولانا سلطان ابویحییٰ کے انتظار میں تاسالت میں ٹھہرا اور جب ان نے دوسری بار اپنی فوجوں کے ساتھ تلمسان سے جنگ کی تو اس نے ان سے یہ مطالبہ نہ کیا اور ابومحمد بن تافراکین اس کے پاس آتا تھا جب کہ وہ تلمسان کے محاصرہ میں اپنے پڑاؤ میں اپنا حق ادا کر رہا تھا اور ان کے دشمن کا انجام معلوم کر رہا تھا لیکن جب وہ تلمسان پر حقلب ہو گیا تو اس کے سفیر ابومحمد بن تافراکین نے اسے خفیہ طور پر بتایا کہ اس کا سامان اس کی ملاقات کرنے اور اپنے دشمن پر فتح پانے کی مبارک باد دینے کے لئے اس کے پاس آ رہا ہے اور سلطان ابوالحسن چونکہ فخر کا دلدادہ تھا اس لئے وہ اس کی طرف دیکھنے لگا اور اس نے ۷۳۳ھ میں تلمسان سے کوچ کیا اور مولانا سلطان ابویحییٰ کی آمد کے انتظار میں متیجہ میں پڑاؤ کر لیا اور سلطان نے ان میں سہل نگاری کی کیونکہ اس کی حکومت کے متصرف محمد بن عبدالحکیم نے اسے اس کے انجام سے ڈرایا تھا اور اس نے اسے کہا تھا کہ دو بادشاہوں کی ملاقات اسی روز درست ہوتی ہے جس روز ایک دوسرے پر غالب ہو لیکن سلطان نے اس بات کو ناپسند کیا اور سستی کرنے لگا اور اس وعدہ کے انتظار میں جو محمد بن تافراکین نے اسے بتایا تھا سلطان ابوالحسن کا قیام طویل ہو گیا اور وہ کئی ماہ تک اس کی ملاقات سے معذرت کرتا رہا اور اپنے خیمے میں بیمار ہو گیا اور چھاؤنی والوں نے اس کی وفات کے متعلق گفتگو کی اور اس کے دونوں بیٹے امیر ابوعبدالرحمٰن اور ابومالک اپنے دادا ابوسعید کے زمانے سے ہی اس کی ولی عہدی کے بارے میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے تھے اور سلطان نے اپنی حکومت کے آغاز سے ہی ان دونوں کو امارت کے القاب دیے تھے اور انہیں وزراء اور کاتب بنانے اور علامت لگانے اور رجسٹر لکھنے اور عطیات دینے اور سواروں سے استلحاق کرنے اور تنہا فوجوں کو تیار کرنے کا کام سپرد کیا تھا اور اس بارے میں دونوں کا ایک طریق تھا اور اس نے ان کے لئے اوامر سلطانی کی تنفیذ کے لئے الگ بیٹھنے کی جگہ مخصوص کی تھی اور اس طرح اس کی سلطنت میں اس کے مددگار تھے اور جب سلطان کی تکلیف میں اضافہ ہو گیا تو ان دونوں امیروں کے درمیان جنگ کے دلالوں نے چلنا پھرنا شروع کیا اور پڑاؤ والوں نے ان کے لئے دو پارٹیاں بنائیں اور ان میں سے ہر ایک نے مال تقسیم کیا اور پارٹیاں بن گئے اور امیر عبدالرحمٰن نے اپنے وزراء کے اکسانے پر قبل اس کے کہ سلطان کا حال اسے معلوم ہو امارت پر حملہ کرنے کی ٹھان لی اور

سلطان کے خواص کو بھی یہ بات معلوم ہو گئی پس انہوں نے اسے اس کی اطلاع دی اور معاملے کے بگڑنے سے قبل اسے لوگوں کے پاس جانے پر اکسایا پس وہ ان کے خیمے میں گیا اور پڑاؤ نے بھی ان کے متعلق سن لیا تو انہوں نے اس کی مجلس میں اور اس کے ہاتھ چومنے میں ازدحام کیا اور ان نے فوجوں کے بدگمان لوگوں کو گرفتار کر لیا اور پڑاؤ نے بھی اس بات کو سن لیا پس اس نے انہیں قید خانے میں ڈال دیا اور دونوں امیروں سے ناراض ہوا اور لوگ ان دونوں کے پڑاؤ سے کوچ کر گئے اور اس نے ان دونوں کو اپنے پڑاؤ میں لوٹا دیا پھر وہ اپنے خیمے کی طرف لوٹا تو دونوں امیروں کو شک پڑ گیا اور انہوں نے خاموشی اختیار کر لی اور ان دونوں کے فتنہ کی آگ بجھ گئی اور مفسدین کی کوشش ناکام ہو گئی اور لوگ ان دونوں سے الگ ہو گئے پس امیر عبدالرحمٰن کے ڈر میں اضافہ ہو گیا اور وہ اپنے خیموں سے سوار ہوا اور رات کو چلا گیا اور صبح کو اولاد علی جو ارض حمزہ میں رہنے والے زغبہ کے امراء ہیں ان کے اترنے کی جگہ پر پہنچ گیا پس ان کے امیر موسیٰ بن ابوالفضل نے اسے پکڑ لیا اور اسے اس کے باپ کی طرف واپس کر دیا اور اس نے اسے وجدہ میں قید کر دیا اور اپنے خواص میں سے اس کی حفاظت پر جاسوس مقرر کئے یہاں تک کہ بعد میں اس نے اسے ۲۲ھ میں قتل کر دیا اور اپنے خواص میں سے اس کی حفاظت پر جاسوس مقرر کئے یہاں تک کہ بعد میں اس نے اسے ۲۲ھ میں قتل کر دیا' اس نے داروغہ پر حملہ کر دیا تو اس نے اسے قتل کر دیا اور سلطان نے اپنے حاجب علال بن محمد کو بھیجا تو اس نے اسے مار دیا اور اس کا وزیر زیان بن عمر وطاسی موحدین سے جا ملا اور انہوں نے اسے پناہ دے دی اور جس روز ابوعبدالرحمٰن اپنے بھائی ابومالک سے الگ ہوا' سلطان اس کی صبح کو اس سے راضی ہو گیا اور اسے اپنی عملداری کی سرحد اندلس پر امیر مقرر کیا اور اسے وہاں بھیج دیا اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا۔

فصل

ابن ہیدور کے خروج کرنے اور ابوعبدالرحمٰن سے تلبیس کرنے کے حالات

جب سلطان نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو گرفتار کیا اور اسے قید خانے میں ڈال دیا تو اس کی مستورات اور خواص منتشر ہو گئے اور جہات میں مضطرب اور پریشان ہو گئے اور اس کے مطبخ سے جانے والا ایک آزاد کردہ گیا جو ابن ہیدور کے نام سے مشہور تھا اور اس کی شکل اس سے ملتی جلتی تھی پس وہ زغبہ کے بنی عامر سے جا ملا' جو ان دنوں اطاعت سے منحرف اور حکومت کے باغی تھے کیونکہ سلطان اور اس کے باپ نے امیر سوید عریف بن یحییٰ کو جب سے وہ ابوتاشفین کو چھوڑ کر ان کے پاس آیا تھا منتخب کر لیا تھا پس انہوں نے مخالفانہ طریقوں کو اپنایا اور منافقت کا لباس پہنا اور جنگلوں میں چلے گئے اور ان دنوں ان کی امارت صغیر بن عامر اور اس کے بھائیوں کے پاس تھی اور سلطان نے ونزمار کو جو اس کے دوست عریف کا بیٹا تھا ان کے ساتھ جنگ کرنے پر مقرر کیا اور وہ ان دنوں بدوؤں کا سردار تھا پس اس نے ان کے لئے تیاری کی اور ان کی تلاش میں سرگرم ہوا اور وہ اس کے

آگے آگے دور بھاگ گئے اور اس نے کئی بار ان پر حملے کئے اور انہیں ان جازر کے پاس لے گیا اور اس نے ان کے سامنے اپنا نسب سلطان ابوالحسن کے ساتھ بیان کیا اور یہ کہ وہ ان سے الگ ہو جانے والا اس کا بیٹا عبدالرحمٰن ہے پس انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور انہوں نے اس کے ساتھ الفریہ کے نواح پر حملہ کر دیا اور اس کا قائد مجاہد ان کے مقابلہ میں نکلا تو انہوں نے اس کی فوج کو منتشر کر دیا اور وہ ان کے آگے شکست کھا گیا پھر وترمار نے ان کے لئے تیاری کی اور انہوں نے ان کے نواح کی کرید کی اور ان کی جمعیت پریشان ہو گئی اور انہوں نے اس جازر کے عہد کو توڑ دیا تو وہ زداوہ کے بنی یرناتن کے پاس چلا گیا اور ان کی لیڈر سس شمسی کے ہاں اترا تو اس نے اس کی ذمہ داری لے لی اور اس کے بیٹوں نے بنی عبدالصمد میں سے اپنی قوم کو اس کی اطاعت پر آمادہ کیا اور لوگوں میں اس کی خبر مشہور ہو گئی کوئی ان کی تصدیق کرتا اور کوئی اس کی تکذیب کرتا تھا یہاں تک کہ وہ واضح ہو گئی اور لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ اس نے اپنے انتساب میں جھوٹ بولا ہے پس انہوں نے اس کے عہد کو توڑ دیا اور وہ زیارج کے امراء زداوذہ کے پاس چلا گیا اور ان کے سردار یعقوب بن علی کے ہاں اترا اور اس کے سامنے بھی اسی طرح اپنا نسب بیان کیا تو اس نے اس کے صحیح نسب بیان کرنے پر اسے پناہ دے دی اور سلطان نے سلطان ابویحییٰ حاکم افریقہ کو اس کے حال کے متعلق اشارہ کیا تو اس نے یعقوب کی طرف پیغام بھیجا اور اس نے اسے مع رشتہ داروں کے سلطان کی طرف واپس بھجوا دیا پس یہ سبعہ میں اس کے پاس چلا گیا۔ پس سلطان نے ان کی آزمائش کی اور اس کی مخالفت کا خاتمہ کر دیا اور اس کی بیماری کا قلع قمع ہو گیا اور وہ مغرب میں حکومت کے وظیفہ پر مقیم رہا یہاں تک کہ ۷۶۸ھ میں فوت ہو گیا۔

سلطان کا عزم جہاد: جب سلطان اپنے دشمن کے معاملے اور اس سے تعلق رکھنے والے احوال سے فارغ ہو گیا تو اس نے جہاد کا عزم کر لیا کیونکہ وہ اس کا بہت دلدادہ تھا اور طاغیہ نے جب سے یعقوب بن عبدالحق کے عہد سے بنومرین کو جہاد سے غافل کیا تھا وہ کنارے کے مسلمانوں پر غالب آ گئے تھے اور انہوں نے ان کے پہاڑوں سے جنگ کی اور ان میں سے بہت سے پہاڑوں پر قبضہ کر لیا اور جبل کو واپس کر دیا اور انہوں نے سلطان ابوالولید سے اس کے محل غرناطہ میں اس سے جنگ کی اور اس پر ٹیکس لگایا جسے اس نے قبول کیا اور وہ اندلس کے مسلمانوں کو نگلنے کے لئے گئے پس جب سلطان ابوالحسن اپنے دشمن کے معاملے سے فارغ ہو گیا اور اس کا ہاتھ دوسرے ہاتھوں سے بلند ہو گیا اور اس کی حکومت کا دائرہ وسیع ہو گیا تو اس کے دل نے اسے دعوت جہاد دی اور اس نے اپنے بیٹے امیر ابومالک کو جو کنارے کی سرحدوں کا امیر تھا ۷۴۰ھ میں دارالحرب کی طرف جانے کا اشارہ کیا اور اپنے دارالخلافے سے اس کے پاس فوج بھیجی اور وزراء کو بھی اس کے پاس بھیجا پس وہ ایک بڑی جماعت میں جنگ کے لئے گیا۔

امیر ابومالک کا طاغیہ کے علاقے میں دور تک چلے جانا: اور طاغیہ کے علاقے میں دور تک چلا گیا اور اسے لوٹ لیا اور قیدیوں اور غنائم کے ساتھ ان کے علاقے کی نزدیکی اونچی جگہ پر چلا گیا اور وہاں پڑاؤ کر لیا اور اسے اطلاع پہنچی کہ نصاریٰ نے اس کے لئے تیاری کی ہے اور وہ اس کے تعاقب میں تیز تیز چل رہے ہیں اور سرداروں نے اسے ان کے علاقے اور اس وادی سے چلے جانے کا مشورہ دیا جو ارض اسلام اور دارالحرب کے درمیان ملحقہ سرحد تھی نیز یہ کہ وہ مسلمانوں کے شہروں میں جا کر وہاں محفوظ ہو جائے پس وہ اپنی واپسی میں لگ گیا اور اس نے شب کے پچھلے پہر آرام کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور وہ ایک ثابت قدم سردار تھا مگر وہ اپنی عمر کی وجہ سے جنگوں میں مہارت نہیں رکھتا تھا پس نصرانیہ کی فوجوں نے ان کے

سوار ہونے یا واپسی کے بارے میں ان سے گفتگو کرنے سے قبل ہی ان کے بستروں میں ان پر حملہ کر دیا اور امیر ابو مالک اپنے گھوڑے پر صحیح طور پر بیٹھنے سے قبل ہی زمین پر گر پڑا تو انہوں نے اسے زمین پر قتل کر دیا اور اس کی قوم کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور چھاؤنی میں ان کے اور مسلمانوں کے جو اموال تھے انہوں نے انہیں جمع کر لیا اور ایڑیوں کے بل واپس چلے گئے اور سلطان کو اپنے بیٹے کی ہلاکت کی اطلاع ملی تو وہ دردمند ہوا اور اس نے اس کے لئے رحم کی دعا کی اور راہ خدا میں اس کے مارے جانے کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے اس کے اجر کی امید کی اور خود جہاد کے لئے فوجوں کے بھیجنے اور بحری بیڑوں کے تیار کرنے میں مشغول ہو گیا۔

بحری بیڑوں کی تیاری کے لئے وزراء کی روانگی: جب سلطان کو اپنے بیٹے کے شہید ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے وزراء کو بحری بیڑوں کی تیاری کے لئے سواحل کی طرف بھیجا اور عطیات کا دفتر کھولا اور فوجوں سے ملا اور ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور اہل مغرب کو جمع کیا اور احوال جہاد میں حصہ لینے کے لئے سبتہ کی طرف کوچ کر گیا اور نصرانی قوموں نے یہ بات سن لی تو وہ بھی دفاع کے لئے تیار ہو گئے اور طاغیہ نے سلطان کو گزرنے سے روکنے کے لئے اپنا بحری بیڑا آبنائے جبرالٹر کی طرف بھیجا اور سلطان نے کنارے کی بندرگاہوں سے مسلمانوں کے بحری بیڑوں کو برانگیختہ کیا اور موحدین کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنے بحری بیڑے کو اس کے پاس بھیجیں پس انہوں نے زید بن فرمون کو جو ان کی حکومت کا پروردہ تھا بجایہ کے بحری بیڑے کا سالار مقرر کیا اور افریقہ کے سولہ بحری بیڑوں کے ساتھ سبتہ آیا جن میں طرابلس' قابس' جربہ' تونس' بونہ اور بجایہ کے بحری بیڑے شامل تھے سبتہ کی بندرگاہ پر سو سے زیادہ مغربین کے بحری بیڑے آئے اور سلطان نے محمد بن علی کو ان کا سالار مقرر کیا جو سبتہ کی فتح کے دن سے اس کا حاکم تھا اور اس نے اسے آبنائے جبرالٹر میں نصاریٰ کے بحری بیڑے سے جنگ کرنے کا حکم دیا اور ان کی تعداد اور تیاری مکمل ہو گئی پس انہوں نے زرہیں پہنیں اور ہتھیاروں سے ایک دوسرے کی مدد کی اور نصاریٰ کے بحری بیڑے کی طرف بڑھے اور کچھ دیر ٹھہرے پھر انہوں نے بحری بیڑوں کو ایک دوسرے کے قریب کیا اور انہیں میدان کارزار کے ساتھ ملا دیا اور ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ فتح کی ہوا چلنے لگی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کے دشمن پر کامیابی عطا فرمائی اور انہوں نے اپنے بحری بیڑوں میں ان سے میل ملاپ کیا اور انہیں تلواروں اور نیزوں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور ان کے اعضاء کو سمندر میں پھینک دیا اور ان کے سالار الملند کو بھی قتل کر دیا اور ان کے بحری بیڑوں کو مطیع بنا کر سبتہ کی بندرگاہ کی طرف لے آئے اور لوگ ان کو دیکھنے کے لئے باہر نکلے اور ان کے بہت سے سرداروں کو شہر کی اطراف میں گھمایا گیا اور قیدیوں کی بیڑیاں دارالانشاء میں ترتیب سے رکھی گئیں اور بڑی فتح حاصل ہوئی اور سلطان مبارک باد کے لیے بیٹھا اور شعراء نے اس کے سامنے قصیدے پڑھے اور وہ دن بڑی عزت والا دن تھا اور احسان کرنا اللہ کا کام ہے۔

فصل

جنگِ طریف اور مسلمانوں کی آزمائش کے حالات

جب مسلمانوں نے نصاریٰ کے بحری بیڑے پر فتح پائی اور راستہ میں روکاوٹ کے بارے میں ان کی قوت کو توڑ دیا تو سلطان رضا کار اور تنخواہ دار غازیوں کی فوجوں کو بھیجنے میں مشغول ہو گیا اور ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک بحری بیڑوں کی ایک زنجیر بن گئی اور جب فوجوں کی روانگی مکمل ہو گئی تو وہ خود ۷۴۰ھ کے آخر میں اپنے خواص اور اہل و عیال کے ساتھ روانہ ہوا اور طریف کے میدان میں اترا اور وہاں اس نے فوجوں کو ٹھہرا دیا اور اس کی فوج اس کے صحن میں حرکت کرنے لگی اور اس نے اس سے جنگ کا آغاز کر دیا اور سلطانِ اندلس ابوالحجاج بن سلطان ابی الولید نے اندلس کی فوج جو زناتہ کے غازیوں اور سرحدوں کے محافظوں اور صحرائی پیادوں سے تیار کی گئی تھی کے ساتھ اس سے ملاقات کی' پس انہوں نے اس کے پڑاؤ کے بالمقابل پڑاؤ کر لیا اور طریف کو ایک حلقہ کی طرح گھیر لیا اور ان پر کئی قسم کی جنگیں مسلط کیں اور وہاں پر آلات نصب کیے اور طاغیہ نے ایک اور بحری بیڑہ تیار کیا جس سے اس نے آبنائے جبرالٹر کو روک لیا تا کہ پڑاؤ کو ضروریات کی چیزیں نہ مل سکیں اور شہر کے محاصرہ میں ان کا قیام طویل ہو گیا اور ان کے توشے ختم ہو گئے اور انہوں نے چارے تلاش کیے پس کامیابی کے آثار کمزور پڑ گئے اور چھاؤنی کے حالات مختل ہو گئے۔

طاغیہ کا نصرانی قوموں کو جمع کرنا: اور طاغیہ نے نصرانی قوموں کو جمع کیا اور اشبونہ اور غرب اندلس کے حاکم برتقال نے ان کی مدد کی' پس وہ اپنی قوم کے ساتھ اس کے پاس آیا اور وہ اپنے نزول سے چھ ماہ بعد ان کی طرف روانہ ہوا اور جب ان کی چھاؤنی قریب آ گئی تو اس نے طریف کی طرف نصاریٰ کی ایک فوج بھیجی جسے اس نے وہاں چھپا رکھا تھا پس وہ چوکیداروں کی غفلت کے وقت اس میں رات کو داخل ہو گئے اور رات کے آخری حصے میں انہیں ان کے متعلق علم ہو گیا تو انہوں نے اپنی کمین گاہوں سے ان پر حملہ کر دیا اور شہر میں داخل ہونے سے قبل ہی انہیں پکڑ لیا اور ان میں سے خاصی تعداد کو قتل کر دیا اور انہوں نے سلطان کے حملہ کے خوف سے اس سے بات چھپائی کہ ان کے سوا کوئی آدمی شہر میں داخل نہیں ہوا اور دوسرے دن طاغیہ اپنی فوجوں کے ساتھ روانہ ہوا اور سلطان نے مسلمانوں کے دستوں کو صف بند کیا اور انہوں نے حملہ کیا اور جب جنگ ٹھن گئی تو شہر سے پوشیدہ لشکر نکل آیا اور چھاؤنی کی طرف چلا گیا اور سلطان کے خیمے کی طرف گیا اور جو تیر انداز اس کی حفاظت پر مقرر تھے انہوں نے فوج کو اس سے ہٹایا پس انہوں نے محافظوں کو قتل کر دیا پھر عورتوں نے اُسے اپنے آپ سے ہٹایا تو انہوں نے عورتوں کو قتل کر دیا اور وہ سلطان کی پیاری لونڈیوں عائشہ بنت ابو یحییٰ بن یعقوب اور فاطمہ بنت مولانا سلطان ابو یحییٰ شاہِ افریقہ اور دیگر لونڈیوں کی طرف گئے اور انہیں قتل کر دیا اور انہیں لوٹ لیا اور دیگر خیموں کو بھی لوٹ لیا اور

پڑاؤ کو آگ سے جلا دیا اور مسلمانوں کو اپنے پڑاؤ کے پیچھے جو فوج موجود تھی اس کے متعلق پتہ چل گیا تو ان کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور وہ اپنی ایڑیوں کے بل پھر گئے حالانکہ اس سے قبل ابن سلطان نے اپنی قوم اور رشتہ داروں کے ایک گروہ کے ساتھ ان سے جنگ کا پختہ ارادہ کیا تھا یہاں تک کہ وہ ان کی صفوں میں جا ملا پس انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اسے گرفتار کر لیا اور سلطان مسلمانوں کے ایک گروہ کی طرف مائل ہوا اور بہت سے غازی شہید ہو گئے اور طاغیہ سلطان کے خیمہ میں پہنچ گیا اور اس نے عورتوں اور بچوں کے قتل کو ناپسند کیا اور اپنے بلاد کی طرف پلٹ آیا اور ابن الاحمر غرناطہ چلا گیا اور سلطان الجزیرہ کی طرف چلا گیا پھر جبل کی طرف گیا پھر کشتی پر سوار ہو کر رات کو سبتہ چلا گیا اور اللہ نے مسلمانوں کی آزمائش کی اور ان کے ثواب میں اضافہ کیا۔

طریف سے طاغیہ کی واپسی: جب طاغیہ طریف سے واپس آیا تو اس نے اندلس میں مسلمانوں پر جرأت کی اور ان کے نکلنے کی خواہش کی اور نصرانی افواج کو جمع کیا اور قلعہ بنی سعید سے جو غرناطہ کی سرحد ہے اور وہاں سے ایک دن کی مسافت پر ہے جنگ کی اور آلات اور لوگوں کو اس کے محاصرہ کے لئے جمع کیا اور اس کی خوب ناکہ بندی کی اور انہیں پیاس کی مشقت برداشت کرنی پڑی تو انہوں نے ۷۴۲ھ میں اس کے حکم کو تسلیم کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے طیب پر خبیث کو فتح دے دی اور وہ اپنے ملک کو واپس چلا گیا اور سلطان ابوالحسن جب سبتہ گیا تو اس نے دوبارہ غلبہ پانے کے لئے جہاد کی طرف واپس جانے کے لئے اپنے آپ کی نگرانی کی اور شہروں میں لوگوں کو جمع کرنے کے لئے آدمی بھیجے اور اس نے اپنے جرنیلوں کو بحری بیڑوں کی تیاری کے لئے سواحل کی طرف بھیجا یہاں تک کہ بحری بیڑوں کی خاصی تعداد مکمل ہو گئی پھر وہ سبتہ کے مشاہدہ کے لئے کوچ کر گیا اور اس نے اپنے وزیر عسکر بن تاحضریت کے ساتھ اپنی فوجوں کو کنارے کی طرف آگے بھیجا اور وزیر کے قرابت داروں میں سے محمد بن العباس بن تاحضریت کو الجزیرہ جانے پر آمادہ کیا اور موسیٰ بن ابراہیم الیرنیانی جو نیابۃً وزارت کا نمائندہ تھا کے ساتھ کچھ فوج مدد کے لئے الجزیرہ بھیجی اور طاغیہ کو بھی اس کی اطلاع مل گئی تو اس نے اپنے بحری بیڑے کو تیار کیا اور ان کی مدافعت کے لئے اسے آبنائے جبرالٹر میں لے گیا اور بحری بیڑوں کی جنگ ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی آزمائش کی اور ان میں سے کچھ آدمی شہید ہو گئے اور طاغیہ کا بحری بیڑا آبنائے جبرالٹر پر متغلب ہو گیا اور مسلمانوں کی بجائے انہوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔

اشبیلیہ سے طاغیہ کی آمد: اور طاغیہ نصرانی فوجوں کے ساتھ اشبیلیہ سے آیا اور انہیں جزیرہ خضراء میں بٹھا دیا جو مسلمانوں کے بحری بیڑوں کی بندرگاہ اور گزرگاہ کا دہانہ ہے اور اس نے اس کی پڑوسن طریف کے ساتھ اسے بھی اپنی مملکت میں شامل کرنے کی خواہش کی اور اس نے آلات کے کاریگروں کو جمع کیا اور لوگوں کو اس کے ساتھ جنگ کرنے پر متفق کیا اور اس کا طویل محاصرہ کیا اور چھاؤنی والوں نے طویل قیام کے لئے لکڑی کے گھر بنائے اور سلطان ابوالحجاج اندلسی فوجوں کے ساتھ آیا اور طاغیہ کو روکنے کے لئے جبل الفتح کے باہر اس کے سامنے اترا اور سلطان ابوالحسن نے سبتہ میں اپنی جگہ پر قیام کیا تاکہ اسے رات کو سواروں، مال اور بحری بیڑوں کے کاریگروں کی مدد بھیجے مگر اس بات نے انہیں کوئی فائدہ نہ دیا اور ان کا محاصرہ سخت ہو گیا اور انہیں تکلیف نے آ لیا اور سلطان ابوالحجاج، طاغیہ کی اجازت کے بعد صلح کے بارے میں اس سے گفتگو کرنے کے لئے گیا طاغیہ نے اس سے دھوکہ کرنے کے لئے اسے یہ اجازت دی تھی اور اس نے ایک بحری بیڑے کو راستے

میں اس کی نگرانی پر لگا دیا' پس مسلمانوں نے بڑی بے جگری کے ساتھ ان سے جنگ کی اور بھوک کے پھندے کے بعد ساحل کی طرف نکل آئے اور الجزیرہ اور وہاں جو سلطان کی فوجیں تھیں ان کے حالات خراب ہو گئے اور انہوں نے شہر سے دست بردار ہونے کی شرط پر طاغیہ سے امان طلب کی تو اس نے انہیں امان دے دی اور وہ شہر سے نکل گئے تو اس نے ان سے اپنا عہد پورا کیا اور جو کچھ ان سے کھویا گیا تھا انہیں اس کا معاوضہ دے دیا اور انہیں خلعتیں دیں اور ان کو وہ کچھ دیا جس کا لوگوں میں چرچا ہوا اور اپنے وزیر عسکر بن تاحضریت کو باوجود طاقت رکھنے کے مدافعت میں کوتاہی کرنے پر گرفتار کر لیا اور سلطان اس یقین پر اپنے دارالخلافے کو واپس آ گیا کہ اللہ کا امر غالب ہو گا اور وہ دین کو سربلند کرنے اور دوبارہ غلبہ دینے کے وعدے کو پورا کرے گا۔

عثمان بن ابی العلاء: آل عبدالحق کے شرفاء میں سے عثمان بن ابی العلاء اندلس میں زناتہ اور بربری مجاہد غازیوں کا لیڈر تھا اور اسے اندلس میں سرحدوں کی حفاظت کرنے' دشمن کی مدافعت کرنے' دارالحرب سے جنگ کرنے اور حاکم اندلس کے ساتھ جہاد میں حصہ لینے کی وجہ ایک خاص مقام حاصل تھا' جیسا کہ ہم اس کے حالات کو مفصل بیان کریں گے اور جب سلطان ابوسعید نے اہل اندلس سے مدد مانگی تو ان میں سے جو مقام حاصل تھا اس کی وجہ سے اس نے معذرت کی اور ان پر شرط عائد کی کہ وہ جہاد کا وقت گزرنے تک اسے اپنی قیادت دے دیں مگر انہوں نے اس کی حاجت کو پورا نہ کیا اور جب عثمان بن ابوالعلاء فوت ہو گیا تو اس کے بعد جہاد کے مراسم کو اس کے بیٹوں نے سنبھالا اور وہ ریاست میں اپنے بڑے بھائی ابو ثابت کی طرف رجوع کرتے تھے اور غلاموں اور لاپرواہ لوگوں سے ان کی پارٹی مضبوط ہو گئی جس نے سلطان کے ہاتھ پر قبضہ کر لیا اور اکثر حالات میں وہ اس سے بے قابو ہو گئے اور اس نے اس سے برا منایا اور اس بات نے اُسے سلطان ابوالحسن کے پاس جانے پر آمادہ کیا اور ابوالعلاء کے بیٹے اس کے ہاں جانے سے پریشان ہو گئے اور انہوں نے اپنے بارے میں اس پر تہمت لگائی اور باوجود ناپسندیدگی کے اس نے انہیں جبل کے ساتھ جنگ کرنے سے بہرہ ور کیا اور جب مسلمانوں نے اس پر قبضہ کر لیا اور ابن الاحمر نے طاغیہ کی محبت سے اس کی جو مدافعت کی سو کی جیسا کہ ہم اسے بیان کر چکے ہیں۔

اور اس نے اپنے دارالخلافے کو واپس جانے کا عزم کر لیا اور انہوں نے راستے میں اس پر حملہ کرنے کی ٹھان لی اور اس بارے میں انہوں نے اس کے غلام ابن المعلوجی سے سازش کی کیونکہ اس نے اپنی دھار کی تیزی سے ان کو دردمند کیا تھا اور ان کی جاہ و منزلت کے بارے میں ان پر تنگی وارد کی تھی' پس انہوں نے ارادہ کر لیا اور کینہ توزی پر متفق ہو گئے اور جب انہوں نے ابوالعلاء کا میلان اس طرف پایا تو اسے قبول کرنے کو دوڑے اور محمد بن الاحمر نے انہیں چوکنا کر دیا' پس اس نے کشتیوں کو ان کے راستے میں روکنے کے لیے بھیجا اور انہیں ملامت کی اور وہ اس کے گزرنے سے پہلے ہی اپنے کام کے لیے دوڑ گئے اور انہوں نے اسے قلعہ اصطبونہ سے ورے ہی پکڑ لیا اور اسے عتاب کیا تو وہ رضامندی طلب کرنے لگا اور انہوں نے اس سے سخت کلامی کی اور انہوں نے اس کے غلام عاصم کو جو عطیات کے دفتر کا انچارج تھا اس پر زیادتی کرتے ہوئے اسے قتل کر دیا۔

سلطان کا قتل: اور سلطان نے اس بات سے برا منایا تو انہوں نے اسے تیر اور نیزے مار مار کر قتل کر دیا اور پڑاؤ کی طرف واپس آ گئے اور جن غلاموں کے ساتھ انہوں نے سازش کی تھی انہیں بلایا اور وہ اس کے بھائی ابوالحجاج بن یوسف بن

ابوالولید کو لائے تو انہوں نے اس کی بیعت کی اور اس کی تقدیم پر اتفاق کیا اور اس نے اسی وقت اپنے قائد ابن عزدون کو بھیجا تو اس نے اس کی خاطر اس کے دارالخلافے پر قبضہ کرلیا اور اس کا کام مکمل ہو گیا اور ان کے باپ کے غلام رضوان نے اُسے روکا اور وہ اس سے بے قابو ہو گیا اور اس کے دل میں ابوالعلاء کے بیٹوں کے متعلق کہ انہوں نے اس کے بھائی کو قتل کیا ہے کینہ بیٹھ گیا یہاں تک کہ جب سلطان ابوالحسن جہاد کی طرف گیا اور اس نے اپنی عملداری اندلس کی سرحدوں پر فوج بھیجی اور اپنے بیٹے ابو مالک کو سالار مقرر کیا تو اس نے انہیں خفیہ طور پر ابوالعلاء کے بیٹوں کے بارے میں کچھ شرائط بتائیں جو اس کے باپ سلطان ابوسعید نے ان پر عائد کی تھیں۔

<u>ابوالعلاء کے بیٹوں کی گرفتاری</u>: پس ابوالحجاج نے ان کو گرفتار کرلیا اور ان سب کو زمین دوز قید خانے میں بند کر دیا۔ پھر انہیں کشتیوں میں افریقہ کی بندرگاہوں کی طرف واپس بھیج دیا پس وہ تونس میں مولانا سلطان ابو یحییٰ کے ہاں اترے اور سلطان ابوالحسن نے ان کے متعلق اسے پیغام بھیجا پس اس نے اسے قید کر دیا پھر اس نے اپنے دروازے کے دارو غہ عریف کے ساتھ میمون ابن بکرون کو انہیں اس کے دارالخلافے کی طرف واپس بھیجنے کا اشارہ کیا تو اس نے توقف کیا اور ان سے عہد شکنی کرنے سے انکار کیا اور اس کے وزیر ابو محمد بن تافراکین نے اسے وسوسہ ڈالا کہ ان کے بارے میں سلطان کا مقصد وہ نہیں جو وہ شر کے متعلق خیال کئے بیٹھے ہیں اور وہ ان کے بھیجنے اور ان کی پرزور سفارش کرتے ہیں رغبت رکھتا ہے کیونکہ اسے اس بات کا علم ہے کہ اس کی سفارش رد نہیں ہوگی پس اس نے اس کی بات کو قبول کیا اور انہیں بکرون کے ساتھ اس کی طرف بھیج دیا اور ابو محمد بن تافراکین ان کے بارے میں سلطان کا سفارشی خط لے کر ان کے پیچھے پیچھے گیا اور جب سلطان ابوالحسن ۷۳۲ھ میں جہاد سے واپس آیا تو یہ اس کے پاس گئے تو اس نے ان کے سفارشی کے احترام کی وجہ سے انہیں خوش آمدید کہا اور انہیں اپنے پڑاؤ میں اتارا اور انہیں بھاری سواریوں کے لئے عمدہ گھوڑے دیئے اور ان کے لئے خیمے لگوائے اور انہیں قیمتی خلعتیں اور انعامات دیئے اور ان کے لئے اعلیٰ روز ینے مقرر کئے اور وہ اس کے مددگاروں میں شامل ہو گئے اور جب وہ الجزیرہ کے حالات کے مشاہدہ کے لئے سبتہ میں اترا تو ان کے بارے میں اس کے پاس شکایت کی گئی کہ بہت سے مفسدین بغاوت کرنے اور بادشاہ پر حملہ کرنے کے بارے میں سازش کر رہے ہیں۔ پس اس نے انہیں گرفتار کرلیا اور مکناسہ میں انہیں قید میں ڈال دیا یہاں تک کہ اس کے اپنے بیٹے ابو عنان کے ساتھ وہ حالات ہوئے جنہیں ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ واللہ اعلم۔

فصل

مشرق کی طرف سلطان کے تحائف بھیجنے اور حرمین اور قدس کی جانب اپنے تحریر کردہ مصحف بھیجنے کے حالات

ملوک مشرق کی دوستی اور شریفانہ معاہدات کے بارے میں سلطان ابوالحسن کا ایک خاص مسلک تھا جسے اس نے اپنے اسلاف سے حاصل کیا تھا اور اس کی دیانت داری نے اسے مزید مضبوط کر دیا تھا اور جب اس نے تلمسان کے بارے میں جو فیصلہ کیا' سو کیا اور مغرب اوسط پر متغلب ہو گیا اور نواح کے باشندے اس کے رتبہ کے ماتحت ہو گئے اور اس کی حکومت کا سایہ دراز ہو گیا تو اس نے اسی وقت حاکم مصر و شام محمد بن قلادون الملک الناصر سے گفتگو کی اور اسے فتح اور حاجیوں کے راستے سے روکاوٹوں کے اٹھ جانے کے بارے میں بتایا اور اس نے فارس بن میمون بن درداء کو یہ پیغام دے کر بھیجا تو وہ سلف کی محبت کے استحکام اور خط کے جواب کے ساتھ واپس آیا۔

حرم شریف میں اپنا تحریر کردہ قرآن مجید رکھنا: اور سلطان نے پختہ ارادہ کیا کہ وہ اپنے ہاتھ کا تحریر کردہ ایک قدیم نسخہ حرم شریف کے لئے وقف کرے تا کہ اسے اللہ کی قربت حاصل ہو لیکن اس نے اسے نقل کروایا اور کاتبوں کو اسے سنہرا کرنے اور منقش کرنے اور قاریوں کو اس کے ضبط و تہذیب کے لئے جمع کیا یہاں تک کہ اس کا کام مکمل ہو گیا اور اس نے اس کے لئے آبنوس کی لکڑی اور ہاتھی دانت اور صندل کا ایک نہایت ہی شاندار برتن بنوایا اور سونے کے پتروں اور جواہرات و یاقوت کی لڑیوں سے اسے ڈھانپا اور اس کے لئے چمڑے کا ایک مضبوط برتن بنایا جس کی کھال پر سونے کی تاروں سے لکھائی کی گئی تھی اور اس کے اوپر ریشم اور دیباج کا غلاف تھا اور موتی غلاف بھی تھے اور اس نے اپنے خزائن سے اموال نکالے جنہیں اس نے مشرق میں جاگیریں خریدنے کے لئے مخصوص کیا تا کہ وہ قراء کے لئے وقف ہوں اور اس نے حاکم مصر و شام الملک الناصر محمد بن قلادون کے پاس اپنی مجلس کے خواص اور اپنی حکومت کے بڑے بڑے آدمیوں مثلاً عریف بن یحییٰ امیر زغبہ' اور ہر مجلس دوست سے سابق اور مقدم عطیہ بن مہلہل بن یحییٰ جو بڑا اماموں تھا کو بھیجا اور اس نے اپنے کاتب ابوالفضل بن محمد بن ابی مدین اور اپنے دروازے کے دار وغے عریف اور اپنی حکومت کے دوست عبو بن قاسم المزوار کو بھیجا اور اس نے حاکم مصر کے پاس تحائف لے جانے والے المزوار کے لئے جلسہ منعقد کیا جس کا مدتوں تک لوگوں میں چرچا رہا اور مجھے گھر کے منتظمین میں سے ایک منتظم نے بتایا کہ اس میں پانچ سو بہترین گھوڑے جو سونے اور چاندی کی زینوں سے آراستہ تھے موجود تھے اور ان کی لگامیں بھی خالص سونے کی تھیں اور متاع مغرب اور گھریلو استعمال کی چیزوں اور ہتھیاروں کے پانچ سو

سنہری بوجھ تھے اور پختہ بناوٹ کے اونی کپڑے لباس ٹوپیاں پگڑیاں اور نشان دار اور غیر نشان دار چادریں اور بہترین ریشم کے رنگ دار اور بے رنگ سادہ اور منقش کپڑے اور بلاد صحرائی سے لائے ہوئے رنگ دار چمڑے جو لمط کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور مغرب کا ردی سامان اور گھریلو استعمال کی اشیاء اور مشرق میں جن کی بناوٹ کو اچھا سمجھا جاتا ہے حتیٰ کہ ان میں موتی اور یاقوت کے پتھروں کا ایک پیمانہ بھی تھا۔

اور اس کے باپ کی محبوبہ لونڈیوں میں سے ایک لونڈی نے اس کی رکاب میں حج کو جانے کا ارادہ کیا تو اس نے اُسے اجازت دے دی اور اس کی غایت درجہ تکریم کی اور اس کے متعلق اپنے خط میں سلطانِ مصر کو وصیت کی اور وہ تلمسان سے روانہ ہو گئے اور انہوں نے الملک الناصر کو پیغام اور ہدیہ پہنچا دیا جسے اس نے قبول کیا اور مصر میں ان کی آمد کا روز جمعہ کا دن تھا جس کے متعلق لوگوں میں مدتوں چرچا رہا اور راستے میں ان کی تعظیم و تکریم کی گئی یہاں تک کہ انہوں نے اپنا فرض ادا کر دیا اور جہاں پر ان کے صاحب نے انہیں قرآن کریم رکھنے کا حکم دیا تھا وہاں پر انہوں نے اسے رکھ دیا اور اس نے اپنے مشرب کے عجیب و غریب اشکال و بناوٹ کے خیموں سے سلطان کو قیمتی تحائف اور اسکندریہ کے شان دار کپڑے جن میں سونے سے لکھا گیا تھا بھیجے اور انہیں ان کے بھیجنے والے کی طرف بھیج دیا اور اس نے ان کی حد درجہ تکریم کی اور عطیات دیے اور اس عہد کے لوگوں میں اس ہدیہ کے متعلق چرچا ہوتا رہا پھر سلطان نے پہلے نسخے کے مطابق قرآن کریم کا ایک اور نسخہ لکھا اور اسے مدینہ کی قراءت پر لکھا اور اسے اپنی حکومت کے اس دور کے چند لوگوں کے ہاتھ بھیجا اور الملک الناصر اور اس کے درمیان مسلسل دوستی رہی یہاں تک کہ وہ ۷۴۱ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹے ابوالفداء اسماعیل نے امارت سنبھالی پس سلطان نے اس سے گفتگو کی اور اسے تحائف دیے اور اس سے اس کے باپ کی تعزیت کی اور اپنے کاتب اور دفتر خراج کے انچارج ابوالفضل بن عبداللہ بن ابی مدین کو اس کے پاس بھیجا اور اس نے اپنے قاصد ہونے کے فرض کو ادا کیا اور سلطان کی بڑائی بیان کرنے اور راستے میں کمزور حاجیوں پر اس کے خرچ کرنے اور اپنے ہاتھ سے ترکی حکومت کے آدمیوں کو تحائف دینے اور جو کچھ ان کے ہاتھوں میں تھا اس سے بچنے میں وہ عجیب شان کا حامل تھا۔

اور جیسا کہ ہم بیان کریں گے پھر اس نے افریقہ پر قبضہ کرنے کے بعد قرآن کریم کا ایک اور نسخہ لکھنا شروع کیا تاکہ اسے بیت المقدس کے لئے وقف کرے مگر وہ اسے پورا نہ کر سکا اور اس کے لکھنے کی فراغت سے قبل ہی فوت ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے ان شاء اللہ۔

فصل

مغرب کے پڑوسی سوڈانیوں میں سے شاہ عالی کی خدمت میں سلطان کے تحفہ بھیجنے کے حالات

سلطان ابوالحسن کے فخر کا ایک خاص طریق تھا جس سے وہ بڑے بڑے بادشاہوں سے مقابلہ کرتا تھا اور ہمسروں اور امصار کو تحائف دینے اور دور دراز کے نواح اور ملحقہ سرحدوں میں ایلچی بھیجنے میں ان کے طریق کا پابند تھا اور اس کے عہد میں مالی کا بادشاہ سوڈانیوں کے بادشاہوں میں سے سب سے بڑا تھا اور مغرب میں اس کے ملک کا پڑوسی تھا اور اس کے قبلہ کی جانب کے مقبوضات کی سرحدوں سے ایک سو مرحلہ پر جنگل میں رہتا تھا اور اس نے مغرب اوسط کے مقبوضات پر غلبہ پالیا اور زنگوں نے ابوتاشفین کی شان اور اس کے محاصرہ کرنے اور قتل کرنے نیز سلطان کو تغلب اور قوت کا جو نشان اور دبدبہ حاصل ہوا تھا کے بارے میں باتیں کیں اور اس بارے میں آفاق میں خبریں پھیل گئیں اور مالی کا سلطان منسا موسیٰ جس کا ان کے حالات قبل ازیں ذکر ہو چکا ہے اس کے ساتھ مذاکرات کرنے کی طرف مائل ہوا' پس اس نے اپنی مملکت کے باشندوں میں سے فراقنیس کو اپنے مقبوضات کے پڑوس میں رہنے والے ضہاجی ملثمین کے ایک ترجمان کے ساتھ اس کے ہاں بھیجا اور انہوں نے سلطان کے پاس جا کر اسے فتح اور غلبہ کی مبارک بادی تو اس نے انہیں خوش آمدید کہا اور نہایت اچھی طرح رخصت کیا اور اپنے فخریہ طریق کی طرف مائل ہوا اور اس نے اپنے گھر کے ذخیرے سے مغرب کا عجیب وغریب متاع اور گھریلو استعمال کی چیزیں اور قیمتی سامان تحفہ میں دیا اور اپنی حکومت کے کچھ آدمیوں کو جن میں کاتب الدیوان ابوطالب بن محمد بن ابی مدین اور اس کا غلام عنبر الخصی میں شامل تھے' مقرر کیا اور انہیں وہ سامان دے کر مالی کے بادشاہ منسا سلیمان کے پاس اپنے وفد کی واپسی سے قبل اس کے باپ کی فوتیدگی کے وقت بھیجا اور معقل کے صحرائی اعراب کو اشارہ کیا کہ وہ آمد و رفت کے وقت ان کے ساتھ آئیں جائیں پس معقل میں سے جار اللہ کی اولاد کا امیر علی بن غانم تیار ہوا اور سلطان کے حکم کی اطاعت میں راستے میں ان کے ساتھ رہا اور طویل سفر اور بڑی تکلیف کے بعد یہ قافلہ جنگل میں مالی کے ملک تک دور تک چلا گیا تو اس نے انہیں خوش آمدید کہا اور ان کی عزت افزائی کی اور یہ لوگ مالی کے بڑے بڑے آدمیوں کے وفد میں جو اپنے سلطان کی تعظیم کرتے اور اس کے حق واطاعت کو ادا کرتے تھے' اپنے بھیجنے والے کی طرف واپس آ گئے اور انہوں نے اپنے بھیجنے والے کی مرضی اور حکم کے مطابق سلطان کا حق ادا کیا اور اپنا پیغام پہنچایا اور سلطان کو بادشاہوں پر ان کے تواضع کرنے کی وجہ سے بہت عزت حاصل ہوگئی۔

فصل

حاکم تونس کے ساتھ سلطان کے رشتہ داری کرنے کے حالات

جب سلطان ابویحییٰ کی بیٹی سلطان ابوالحسن کی محبوبہ لونڈیوں کے ساتھ طریف میں اس کے خیموں میں فوت ہوگئی تو اس کے دل میں اس کا غم باقی رہ گیا کیونکہ وہ اس کی سلطنت کی عزت کرنے اور گھر کی نگرانی کرنے اور معاملات میں کامیاب ہونے اور ترغد کے اصولوں اور محبت میں لذتِ عیش سے فائدہ اٹھانے کی بہت دلدادہ تھی' پس اُسے خیال آیا کہ وہ اس کی بہن کو اس کے عوض میں حاصل کرنے اور اس کی منگنی کے بارے میں اس نے اپنے ولی عریف بن یحییٰ امیر زغبہ اور اپنی حکومت کی فوجوں اور ٹیکس کے کاتب ابوالفضل بن عبداللہ بن ابی مدین اور اپنی مجلس کے فقیہ الفتویٰ ابوعبداللہ محمد بن سلیمان السطی اور اپنے غلام عنبر الخصی کو بھیجا پس وہ ۷۴۶ھ میں پہنچے اور ان کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا گیا اور اس نے ان کی حد درجہ تکریم کی۔

حاجب ابوعبداللہ کی سلطان سے سازش: اور جب ابوعبداللہ بن تافراکین نے ان کی آمد کی غرض کے بارے میں اپنے سلطان سے سازش کی اور اس نے اپنے حرم کو اطراف کے حملوں اور لوگوں کے تحکم سے بچانے اور اس قسم کی دلہن کی عظمت کی خاطر اس بات کے ماننے سے انکار کر دیا اور اس کا حاجب ابن تافراکین مسلسل اس کے سامنے اس کام کی اہمیت کم کرتا رہا اور اس منگنی کے رد کرنے کے بارے میں اس پر سلطان ابوالحسن کے حق کی عظمت بیان کرتا رہا کیونکہ ان دونوں کے درمیان رشتہ اور دوستی کے کچھ گزشتہ عہد و پیمان بھی تھے یہاں تک کہ اس نے اس کی بات مان لی اور اس کی ضرورت پوری کر دی اور اس نے یہ کام اس کے سپرد کر دیا پس ان دونوں کے درمیان رشتہ داری ہوگئی اور حاجب دلہن کے سامان کی تیاری میں لگ گیا اور اسے احتیاط و حکمت سے سرانجام دیا اور جشن کیا اور ایلچیوں کا قیام لمبا ہوگیا یہاں تک کہ اس نے پوری تیاری کر لی اور ربیع الاول ۷۴۹ھ میں وہ تونس سے چلے گئے اور مولانا سلطان ابویحییٰ نے اپنے بیٹے فضل کو جو بونہ کا حاکم اور اس دلہن کا حقیقی بھائی تھا اشارہ کیا کہ وہ دلہن کو سلطان ابوالحسن کے پاس اس کے حق کے قیام کے لئے لے جائے اور اس نے اپنے دروازے سے موحدین کے مشائخ کو بھیجا جن کا لیڈر عبدالواحد بن محمد ابن اکماز یر تھا وہ دلہن کی رکاب میں اس کے پاس آئے اور سب کے سب سلطان کے پاس پہنچے اور راستے ہی میں انہیں مولانا سلطان ابویحییٰ کی وفات کی خبر مل گئی اور جب وہ سلطان ابوالحسن کے پاس پہنچے تو اس نے ان سے تعزیت کی اور ان کی بہت عزت کی اور اس نے دلہن کے بھائی فضل کے

ساتھ جو عہد کیا تھا کہ وہ اس کے باپ کی وراثت کے حصول میں مدد دے گا اسے بہت اچھی طرح پورا کیا پس وہ گھر میں اس کے ساتھ مطمئن ہو گئی یہاں تک کہ وہ سلطان کے مددگاروں میں شامل ہو کر اس کے جھنڈوں تلے افریقہ چلا گیا۔ ان شاء اللہ۔

فصل

افریقہ پر سلطان کے چڑھائی کرنے اور اس پر غالب آنے کے حالات

اگر سلطان ابویحییٰ کی دوستی اور رشتہ کا پاس نہ ہوتا تو سلطان ابوالحسن کی آنکھ افریقہ کی حکومت کی طرف اٹھی ہوئی تھی اور وہ اس کے لئے اوقات مقرر کرنے لگا اور جب اس نے رشتہ کے بارے میں اسے پیغام بھیجا اور تلمسان میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ موحدین نے اس کی منگنی کو رد کر دیا ہے تو وہ منصور تلمسان سے اٹھا اور جلدی سے فاس کی طرف گیا اور عطیات کا رجسٹر کھولا اور فوج کی کمزوریوں کو دور کیا اور اس نے مغرب اقصیٰ پر اپنے پوتے منصور بن امیر ابو مالک کو امیر مقرر کیا اور حسن بن سلیمان بن ترزیکن کو پولیس کے مضبوط کرنے میں لگا دیا اور اسے نواح پر امیر مقرر کیا اور افریقہ پر چڑھائی کرنے کی نیت کو پوشیدہ رکھ کر تلمسان کی طرف کوچ کر گیا اور جب اسے ضرورت کی تکمیل اور زفاف کی یقینی خبر پہنچ گئی تو اس کا ارادہ ٹھنڈا پڑ گیا اور جب رجب ۷۴۷ھ میں سلطان ابویحییٰ فوت ہو گیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس نے اپنے بیٹے عمر کی اجازت کے قیام اور حاجب ابومحمد بن تافراکین کے رمضان میں جانے کا کام کیا تو اس وجہ سے سلطان کے عزائم بیدار ہو گئے اور ابن تافراکین نے اسے موحدین کی حکومت میں رغبت دلائی اور اس کے پیچھے ہی خبر آ گئی کہ عمر نے اپنے بھائی احمد کو ولی عہد قبول کر لیا ہے حالانکہ وہ اپنے باپ کی تحریر کی رو سے اس کی ولی عہدی پر اور سلطان نے اپنی تحریر کی رو سے جو اسے مددگار دیئے تھے وہ اس پر غالب تھا اور اس کے حاجب ابوالقاسم بن عتو نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے اس کے پاس سفیر بنا کر بھیجے تو سلطان ناراض ہو گیا اس لئے کہ عمر نے اپنے باپ کے عہد کو ضائع کیا اور اپنے بھائی کے خون کو رائیگاں کیا تھا اور ان کے بارے میں نافرمانی کا طریق اختیار کیا تھا اور اس باڑ کو توڑ دیا تھا جو اس نے اپنی تحریر کی رو سے ان پر قائم کی تھی۔

افریقہ پر چڑھائی: پس اس نے افریقہ پر چڑھائی کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور خالد بن حمزہ بن عمر بھی تیار ہو کر چلنے کے لئے اس کے پاس آ گیا پس اس نے عطیات کا رجسٹر کھول دیا اور لوگوں میں افریقہ کی طرف جانے کا اعلان کر دیا اور ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور مولانا امیر ابویحییٰ کا پوتا المولیٰ ابوعبداللہ جو بجایہ کا حاکم تھا۔ مآب کے قریب اپنے دادا کی وفات کے

بعد سلطان ابوالحسن کے پاس اپنے باپ کی سفارت لے کر اور اس سے اپنی عملداری پر قائم رہنے کا مطالبہ کرتے ہوئے آیا اور جب وہ اس سے نا امید ہو گیا اور اسے یقین ہو گیا کہ وہ خود افریقہ پر چڑھائی کرنے لگا ہے تو اس نے اس سے اپنے مقام کی طرف واپس جانے کا مطالبہ کیا تو اس نے اس کے مطالبہ کو پورا کر دیا اور وہ بجایہ کی طرف چلا گیا۔

اور جب سلطان نے ۷۴۹ھ کی عیدالاضحیٰ کی رسم ادا کر لی تو اس نے اپنے بیٹے امیر ابوعنان کو مغرب اوسط کا امیر مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اس کے تمام امور کی نگرانی کرے اور اس کے ٹیکس جمع کرنے کا کام بھی اسے سپرد کیا اور خود افریقہ جانے کے ارادے سے کوچ کر گیا اور وہ اور صحرا کا امیر خالد بن حمزہ اپنے مددگاروں کے ساتھ چلے اور جب وہ وہران میں اترا تو وہاں اسے قسطنطینہ اور بلاد الجرید کا وفد ملا جس کی پیشوائی اس کا امیر جنگ اور اس کے بھائی عبدالملک کی امارت کا مددگار احمد بن مکی اور امیر توزر یحییٰ بن یملول جو امیر ابوعمر العباس ولی عہد کے خروج کے بعد توزر سے اس کے پاس آ گیا تھا اور وہیں تونس میں فوت ہو گیا تھا اور رئیس نفطہ احمد بن عامر بن عابد کر رہے تھے یہ دونوں ولی عہد کی وفات کے بعد اسی طرح ان کے پاس واپس چلے آئے تھے پس یہ رؤساء اپنے ملک کے سربرآوردہ لوگوں کی جماعت کے ساتھ اسے وہران میں ملے اور اس کی بیعت کی اور اس کی اطاعت کا حق ادا کیا اور امیر طرابلس محمد بن ثابت ان کے ساتھ شامل نہیں ہو سکا تھا اس نے اپنی بیعت ان کے ساتھ بھیج دی تو اس نے ان کے وفد کی عزت کی اور انہیں ان کے امصار کا امیر مقرر کر دیا اور انہیں ان کی عملداریوں کی طرف بھیج دیا اور اس نے احمد بن مکی کو اپنی رکاب کے ساتھیوں اور اپنے مددگاروں میں شامل کرنے کے لئے پکڑ لیا اور جلدی جلدی چلنے لگا اور جب وہ بجایہ کے مضافات میں بنی حسن میں اترا تو وہاں اس کو امیر بسکرہ و بلاد الزاب منصور بن فضل بن مزنی اپنے اہل وطن کے ایک وفد کے ساتھ امیر زواودہ یعقوب بن علی بن احمد اور بجایہ اور قسطنطینہ کے مضافات کا صحرائی امیر ملے پس وہ انہیں عزت و اکرام کے ساتھ ملا اور انہیں اپنے ساتھ میں شامل کر لیا اور اس نے اپنے باپ کے پروردہ قائد حمو بن یحییٰ عسکری کو اپنے آگے بھیجا اور جب اس نے بجایہ کے میدان میں پڑاؤ کر لیا تو ابوعبداللہ اور اہل شہر نے سلطان کے خوف اور محبت سے اس کی بات نہ مانی اور اس کے اردگرد سے منتشر ہو گئے اور ان کے مشائخ قضاء فتویٰ و شوریٰ سلطان کی مجلس میں گئے اور اس کا حاجب فارح بن سید الناس ان سے پہلے اس کے پاس پہنچ گیا اور اس کی اطاعت اختیار کر لی اور اس نے اسے اس کی سواریوں کی ملاقات کرنے باہر نکلنے کے لئے واپس بھیجا اور وہ چلا گیا اور جب اس کے جھنڈے شہر کے قریب ہوئے تو مولیٰ ابوعبداللہ نے جلدی کی اور اسے شہر کے میدان میں ملا اور اپنے پیچھے رہنے کے بارے میں عذر کیا تو اس نے اس کا عذر قبول کیا اور عزیز بیٹے کی طرح اس سے حسن سلوک کیا اور سنین کے نواح میں کومیہ کی عملداری اسے جاگیر میں دی اور تلمسان میں اس کا وظیفہ بڑھا دیا اور اسے اپنے بیٹے ابوعنان حاکم مغرب کے ساتھ کر دیا اور اسے اس کے متعلق وصیت کی اور وہ بجایہ میں داخل ہوا تو اس نے ان سے بے انصافیوں کو دور کیا اور ٹیکس کا چوتھائی حصہ انہیں معاف کر دیا اور اس کی سرحدوں کے احوال پر غور و فکر کیا اور ان کو درست کیا اور ان کے شگافوں کو پر کیا اور وزراء کے طبقہ اور اس کے نمائندوں میں سے محمد بن النوار کو اس کا امیر مقرر کیا اور اس کے ساتھ بنی مرین کے محافظ اور اپنے دروازے سے خراج کے کاتب برکات بن حسون بن البواق کو اتارا اور خود چلنے کے لئے تیار ہو کر کوچ کر گیا اور قسطنطینہ میں اترا۔

ابوزید کی بیعت: اور قسطنطینہ کے امیر ابوزید جو مولانا سلطان ابو یحییٰ کا پوتا تھا اس نے اور اس کے دونوں بھائیوں

ابوالعباس احمد اور ابو یحییٰ زکریا اور ان کے بقیہ بھائیوں نے ان کی بیعت کی اس کی خاطر اپنی عملداری سے دست بردار ہو گئے اور سلطان نے تلمسان کی عملداری میں سے انہیں ندرومہ دے دیا اور مولیٰ ابو زید کو اس کا امیر مقرر کیا اور اس کے ٹیکس کے جمع کرنے میں اسے اپنے بھائیوں کے لئے نمونہ بنایا اور شہر میں داخل ہو گیا اور محمد بن عباس کو اس کا امیر مقرر کیا اور عباس بن عمر کو اپنی قوم بنی عسکر کے ساتھ اس کے پاس اتارا اور زواودہ کی جاگیروں کو واگزار کیا اور وہیں پر اس کے دوز کے کعوب کے سردار اور صحرا کے امیر عمر بن حمزہ نے اپنی سواریوں کو دوڑاتے ہوئے اس سے ملاقات کی اور وہیں ان نے اُسے سلطان عمر ابن مولانا سلطان ابو یحییٰ کے اولاد مہلہل کے ساتھ جو کعوب میں سے ان کے ہمسر تھے تونس سے قابس کی جانب کوچ کر جانے کی اطلاع دی اور اس نے سلطان کو مشورہ دیا کہ وہ اس کے طرابلس کی طرف جانے سے پہلے اسے روکنے کے لئے فوج بھیجے تو اس نے اس کے ساتھ اپنے قائد حمو بن یحییٰ عسکری کو بنی مرین کی فوج کے ساتھ بھیجا اور وہ سلطان ابوحفص کے تعاقب میں کوچ کر گئے اور سلطان ابوالحسن نے قسنطینہ میں قیام کیا اور اس کی فوجوں نے سطح الجعاب میں رکاوٹ کی اور اس نے یوسف بن مزنی کو خلعت اور سواریاں دینے کے بعد اس کی عملداری الزاب کی طرف واپس کر دیا پھر اس نے مولیٰ فضل بن مولانا سلطان ابو یحییٰ کو اس کی عملداری بونہ کا امیر مقرر کیا اور اس کے تھیلے انعامات اور نفیس خلعتوں سے بھر دیے اور اسے بھیج دیا پھر وہ ان کے پیچھے کوچ کر گیا اور حمو بن یحییٰ اولاد ابو اللیل کے چراگاہیں تلاش کرنے والوں کے ساتھ آگے بڑھا اور وہ قابس کی جانب سے امیر ابوحفص کے ساتھ جا ملے اور انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور وہ اور اس کا غلام ظافر السنان جو معلوجی میں سے اس کی حکومت کا ذمہ دار تھا ان کے گھمسان میں اپنے گھوڑے سے گر پڑا پس انہیں گرفتار کر لیا گیا اور دونوں کو ابو حمو کے پاس لایا گیا تو اس نے رات تک ان کو قید رکھا پھر دونوں کو قتل کر دیا اور ان کے سروں کو سلطان کے پاس بھیج دیا۔

ابوالقاسم بن عتو کی گرفتاری: اور ایک جماعت قابس چلی گئی اور عبدالملک بن مکی نے امیر ابوابوحفص کے ساتھی اور شیخ الموحدین ابوالقاسم بن عتو اور سدویکش کے شیخ بنی سکین صخر بن موسیٰ کو اس جماعت کے لوگوں کے ساتھ گرفتار کر لیا اور انہیں باجولاں سلطان کے پاس بھیج دیا اور سلطان نے اپنی فوجوں کو تونس کی طرف بھیجا اور بنی عسکر میں سے اپنی بیٹی کے رشتہ دار یحییٰ بن سلیمان کو ان کا سالار مقرر کیا اور احمد بن مکی کو اس کے ساتھ بھیجا پس وہ تونس میں اتر کر ان پر قابض ہو گئے اور ابن مکی وہاں سے اپنی عملداری میں چلا گیا کیونکہ سلطان نے اسے وہاں کا امیر مقرر کیا تھا اور اس سے دیسے اور اس کے خواص کو سواریاں اور خلعتیں دینے کے بعد وہاں بھیجا تھا اور سلطان باجیہ میں اترا اور وہاں اسے قاصد امیر ابوحفص کے سر کے ساتھ ملا اور بڑی فتح حاصل ہوئی پھر وہ تونس کی طرف کوچ کر گیا اور ۸ جمادی الآخرۃ ۷۴۸ھ کو بدھ کے روز وہاں اترا اور تونس کے وفد اور اس کے شیوخ شوریٰ اور ارباب فتویٰ نے اس سے ملاقات کی اور اس کی اطاعت اختیار کی اور خوشی خوشی واپس آ گئے پھر ہفتے کے روز اس کی فوج نے اس میں داخل ہونے کی تیاری کی اور اس نے اپنے پڑاؤ سیجوم سے شہر کے دروازے تک اپنی فوج کی دو قطاریں بنائیں جو تین چار میل سے زیادہ لمبی تھیں اور بنو مرین اپنی فوجوں کے ساتھ اپنے جھنڈوں تلے اپنے مراکز کی طرف گئے اور سلطان اپنے خیمے سے سوار ہوا اور اس کے دائیں ہاتھ اس کا دوست عریف بن یحییٰ امیر زغبہ اور اس کے ساتھ ابو محمد عبداللہ بن تافراکین سوار ہوئے اور اس کے بائیں ہاتھ مولانا سلطان ابو یحییٰ کا بھائی ابو عبداللہ محمد اور اس کے ساتھ اس کے بھائی خالد کا بیٹا امیر ابو عبداللہ سوار ہوئے' یہ دونوں جب سے ان کے بھائی امیر ابوفارس نے خروج کیا تھا

قسطنطینہ میں اپنے بیٹوں سمیت قید تھے پس سلطان ابوالحسن نے ان کو رہا کر دیا اور وہ اس کے ساتھ تونس گئے اور وہ اس جماعت کی زینت تھے جنہیں بنی مرین کے شرفاء اور کبراء میں شمار نہ کیا جاتا تھا اور ان کے ڈنکے پٹ گئے اور جھنڈے لہرا گئے اور جماعتیں صف در صف اس سے موافقت کرتی تھیں یہاں تک کہ وہ شہر تک پہنچ گیا اور زمین فوجوں سے موجیں مارنے لگیں اور ہماری سمجھ کے مطابق اس جیسا دن کبھی نہیں دیکھا گیا۔

سلطان کا محل میں داخل ہونا: اور سلطان محل میں داخل ہوا اور ابومحمد بن تافراکین کو اپنی پوشاک بطور خلعت دی اور اپنے گھوڑے کو لگام اور زین سمیت اس کے قریب کیا اور لوگوں نے اس کے سامنے سیر ہو کر کھایا اور منتشر ہو گئے اور سلطان ابو محمد بن تافراکین کے ساتھ محل کے کمروں اور خلفاء کے مساکن میں داخل ہوا اور ان کا چکر لگایا اور وہاں سے متعلقہ باغات میں چلا گیا جنہیں راس الطابیہ کہا جاتا تھا پس اس نے اس کے باغات کا چکر لگایا اور وہاں سے اپنے پڑاؤ میں آ گیا اور یحییٰ بن سلیمان کو ایک فوج کے ساتھ قصبہ تونس میں اس کی حفاظت کے لئے اتارا اور امیر ابوحفص کی جماعت اور قابس کے قیدی یا بجولاں اس کے پاس پہنچے تو اس نے ابوالقاسم بن عتو اور صخر بن موسیٰ کو ان سے جنگ کرنے کے بارے میں فقہاء کے اختلافی فتاویٰ کے متعلق خاموش کرانے کے بعد انہیں جیل میں ڈال دیا اور دوسرے دن صبح کو قیروان کی طرف روانہ ہو گیا اور اس کے نواح میں چکر لگایا اور اولین کے آثار اور اقدمین کے محلات اور صنہاجہ اور عبیدیین کے مٹے ہوئے کھنڈرات پر کھڑا ہوا اور علماء اور صالحین کی قبور کی زیارت کی پھر مہدیہ کی طرف چلا گیا اور ساحل سمندر پر کھڑا ہوا اور ان لوگوں کے انجام پر غور کرنے لگا جو قبل از یں زمین میں بڑی قوت و طاقت کے مالک تھے اور اس نے ان کے احوال سے عبرت حاصل کی اور راستے میں اجم کے محل اور المنستیر کے پڑاؤ سے گزرا اور تونس واپس لوٹ آیا اور ماہ رمضان میں وہاں اترا اور اس نے میگزینوں کو افریقہ کی سرحدوں پر اتارا اور بنو مرین کو شہر اور مضافات جاگیر میں دیئے اور موحدین کی جاگیریں عربوں کو دیں اور جہات پر عامل مقرر کیے اور محل میں قیام کیا اور حکومتوں اور مضبوط سلطنتوں پر غلبہ پانے کے بارے میں بڑی فتح حاصل ہوئی اور اس کے مقبوضات مسراتہ اور سوس اقصیٰ کے درمیان سے لے کر رندہ تک جو اندلس کے کنارے واقع ہے متصل ہو گئے۔

ذالملک لله یوتیه من یشاء من عباده و العاقبة للمتقین۔

اور شعراء فتح کی مبارک باد دینے کے لئے اس کے پاس تونس گئے اور اس دفعہ ابوالقاسم الرحوی جو نوجوان ادیبوں میں سے تھا ان سب سے آگے تھا اس نے اس کی خدمت میں مندرجہ ذیل اشعار پیش کئے۔

"جب تو بلاتا ہے تو مشرق و مغرب تجھے جواب دیتے ہیں اور مکہ اور یثرب ملاقات سے خوش ہوتے ہیں اور مصر عراق اور اس کے شام نے تجھے آواز دی کہ جلدی آ کہ دین کی خرابی تمہارے ہاں درست ہوتی ہے میں نے تجھے اشارہ کیا ہے اور قریب کیا ہے کہ منابر مبارک باد دیں اور ان پر داعیان حق تیرے نام کا خطبہ دیں پس ہمارے ہر دور و نزدیک کے آدمی نے اطاعت کے لئے جلدی کی اور وہ اطاعت اطاعت الٰہی شمار کی جاتی ہے اور روحوں نے محبت و رغبت سے تیرا اشتیاق کیا اور تو امیدوں کے لحاظ سے قریب و دور ہوتا ہے اور روشن شہر میں تجھے لوگوں نے لبیک کہا اور تو ناصر کے افق پر دیکھ رہا تھا اور ذات النخیل سے تیرے پاس وفد آئے اور تیرے ساتھیوں نے انہیں خوش آمدید کہا اور انہوں نے بجایہ کی سرکشی کی وجہ سے دیر نہیں کی بلکہ مشکلات ہموار

ہو گئیں' بجایہ نے سرکشی کی مگر جب فوجیں آ گئیں تو تو نے پہاڑوں کو لٹتے دیکھا اور ان میں سے فرماں بردار اور اطاعت گزار نے جلدی کی اور ان میں سے جھگڑالو اور فسادی نے اطاعت اختیار کر لی اور تونس ایک خوف زدہ شہر تھا اور تیرے پاس آ کر محفوظ و مامون ہو گیا اور اس کے باشندے شکاری کے لئے ایک پرندے کی طرح تھے اور اس کی قوت سے وہ صاحب عز وشرف ہو گئے اور اس سے قبل تو ان کے لیڈر کی پناہ گاہ تھا اور اب تو سب کی پناہ گاہ اور بھاگنے کی جگہ ہے اور وہ سمجھتا تھا کہ زمانے نے اسے تم پر فتح دی ہے پس اس نے زندگی کو جواب دیا اور زندگی خوشحالی تھی اور اسی طرح ابن طائع کا حال ہے اگرچہ عمر میں وہ زیادہ ہے مگر تو اس کا باپ ہے اور تیرا عدل وانصاف خلفاء راشدین کی طرف منسوب ہوتا ہے اور تو نے اس کے نصیبے کے ملک اور قربانی کا بھاؤ تاؤ کیا اور محراب ومرکب نے تجھے نمایاں کیا اور جب بادشاہوں کو شراب لذت دیتی ہے تو اسی لئے قرآن لکھا اور پڑھا جاتا ہے اور اگر لوگوں کی جانب سے صبوحی ملتی ہے تو تو چاشت کی رکعات پر مداومت کرتا ہے اور اگر وہ شام کی شراب نوشی کی تعریف کرتے ہیں تو تیری شراب شام کو مرتب ذکر پڑھنا ہے اور اگر وہ بداخلاق ہیں اور حجاب اختیار کر گئے ہیں تو تو نہ بداخلاق ہے اور نہ حجاب اختیار کرنے والا ہے اور خصائل نے تجھ سے بزرگی حاصل کی ہے جب زمانہ کڑوا ہو جاتا ہے تو وہ شیریں اور میٹھے ہو جاتے ہیں' جس طرح قوم کے پیشوا گھر کو مضبوط بناتے ہیں تو قحطان اور یعرب ان کے فخر میں اضافہ کر دیتے ہیں وہ بہادروں کے دل کو مطیع کر چھوڑتے ہیں اور زعیبہ اور زاغلب ان کے مقابلہ سے گریز کرتے ہیں وہ ایسے لوگ ہیں کہ بادشاہ ان کی پناہ میں آتے ہیں وہی بڑے اور بڑی زمین والے ہیں اور وہی بڑی سلطنت کے مالک ہیں اور ان کا گھر بہانت آسمانوں کے اوپر بنا ہوا ہے اور بغداد ان کی جنگ سے حسد کرنے لگا ہے اور ہتھیار چاہتے ہیں کہ وہ ان کے رشتہ دار ہوں' ان کے بیت المجد سے ستارے روشن ہو گئے ہیں اور مشرق ومغرب ان سے بڑے مرتبے والے ہو گئے ہیں' حیرت ہے کہ ان کا ایک گروہ غریبہ میں ہے جسے عجمی بنانے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ عرب بن جاتا ہے اور عبدالحق' طالب حق بن کر کھڑا ہوا ہے پس جس چیز کی طلب میں وہ کھڑا ہوتا ہے وہ اس سے ضائع نہیں ہوتی اور اس نے یعقوب کو پیچھے چھوڑا ہے جو اس کے راستے کی اقتداء کرتا ہے اور وہ اس میں غلطی نہیں کرتا اور وہ اچھا راستہ ہے اور اس نے عثمان کو پیچھے چھوڑا ہے خدا کی قسم وہ اس بات پر پختہ یقین رکھتا ہے کہ اسلام ایک راستہ ہے اور اس نے خدا کی راہ میں کئی حملے کئے ہیں اور جن چیزوں کو کفار نے بلند کیا تھا وہ برباد ہو گئی ہیں اور جب اللہ تعالیٰ نے اپنے احسان کو پورا کرنا چاہا۔ تو ہم سے اطاعت گزار اور گنہگار نے اس کی ذمہ داری لے لی دین حنیف کے نشان نے تجھ سے انکار کیا کہ تارکی' حق کی کرن سے خالی ہو پس تو وہ چیز لایا ہے جسے اللہ اپنی رضامندی کے رستے پر چلنے والے کے لئے پسند کرتا ہے اللہ کے حکم سے یہ حق کے قیام کا وقت ہے اور تیری طرف سے ایک ماہر تیر انداز اس کی حفاظت کرتا ہے اور اللہ کے بندے تمہارے پیروکار ہو گئے ہیں اور انہیں تمہاری جانب سے مراتب ومناصب ملے ہیں اور فریب کاری سے حملہ کرنے والوں پر وہ مصیبت آئی ہے جس نے ان کے عزائم کمزور کر دیے ہیں اور ان کے پاس ایک نگران واعظ کھڑا ہے اور تو نے راہ خدا میں صحیح کوشش کی ہے اور کفار تیری جنگ سے خائف ہو گئے ہیں اور تو نے غارت گروں کے ہاتھ سے امت کو بچایا ہے اور یہ بہتر جہاد بلکہ واجب جہاد ہے اور دنیا دلہن بن گئی ہے جسے تیرے حکم سے نافذ تقدیر لئے جاتی ہے اور ہر شہر کے لوگوں نے

تیری تمنا کی ہے اور ہر زمین تیرے ذکر سے سرسبز ہو جاتی ہے اور زمین ایک منزل ہے جس کا تو مالک ہے اور وہاں محبت کرنے والا معظم ہی فروکش ہوتا ہے تو نصف زمین پر وراثت کے ذریعے اور نصف کو حاصل کر کے مالک ہوا ہے پس وراثت اور کمائی کی سب زمین اچھی ہے اور ایک فوج پانی اور کشتیوں پر سوار ہوتی ہے اور دوسری فوج تیز رفتار پتلی کمر والے گھوڑوں پر سوار ہوتی ہے اور ایک فوج عدل و انصاف اور تقویٰ کی ہے اور خدا کی قسم یہ سب سے قیمتی اور غالب فوج ہے' ہر سواری' سوار کو زینت دیتی ہے اور سوار سے سواری زینت حاصل کرتی ہے اور ہر نیزہ باریک اور فخر سے ہلنے والا ہے اور ہر تلوار چمکدار اور کاٹ کرنے والی ہے اور کتنے ہی کاتب ہیں جن کی لکھائی اور دوات موجود ہے اور وہ صبح کو خط لکھتے ہوئے اسے پڑھتا نہیں' وہ بہادروں کے پاس سے شیر کی طرح گزرتا ہے اور شہسوار نیل گایوں کے گلہ کی طرح ہوتے ہیں اور کتنے ہی کاتب ہیں جن کی نیزہ زنی کا عربوں کی جنگوں کا ماہر انکار نہیں کرتا اور وہ کئی قسم کے عجیب ساحرانہ کلام سے بات کرتا ہے اور مارنے والی قوم کی کھوپڑی پر مارتا ہے' دیکھئے وہ اقوال میں کتنا خوش کلام ہے اور امثال میں تجربہ کار ہے اور علم و تقویٰ کی چادر کو گھسیٹتا پھرتا ہے اور اس پر زاد دی دامن ناز کرتے ہیں اور اسے علم ایک رنگ حاصل ہے جو کئی رنگوں کا حامل ہے اور ایسا تیز فہم ہے جیسے ستارے سو گھ بھی نہیں سکتے اے وہ فوج جس میں دنیا کے بڑے بڑے لوگ شامل ہیں اور اس کی وجہ سے دنیا میں ہمارا پھیرا اچھا ہوا ہے اور یہ وہی بلند شان گروہ ہے کہ جب کسی گھاٹی میں اترتا ہے تو حق کی طرف رخ کرتا ہے۔

اور تجھے دنیا کے ہر مقیم اور مسافر پر جو آتا جاتا ہے فضیلت حاصل ہے اور اے عادل! ارضا مند اور متقی مالک اس کے بلند مناقب پڑھے اور لکھے جائیں گے تو نے ہم میں احسان کا وہ طریقہ اختیار کیا ہے جس سے تو نفس اور دور و نزدیک کے آدمی کو برابر کر دیا ہے اور تو نے عبادت گزاروں میں سے ہوتے ہوئے انہیں بلند کر دیا ہے اور متقی تیرے قریب ہوتا ہے اور تو نے عالم ہوتے ہوئے علم کی قدر کو بلند کیا ہے پس علم اور طالبانِ علم کو تیری ضرورت ہے' پس ہر قائل پر تیری مدح فرض ہے اور کون شخص ریت کو شمار کر سکتا ہے اور تعجب ہے کہ تو کس قدر دیتا ہے سواریاں عطا کرتا ہے اور پسند کرتا ہے اور سمند کو تیرے ہاتھوں سے صحیح نسبت ہے اور تیرے ہاتھ ہمیشہ ہی زمین میں بادل بن کر رہیں جس سے لوگوں کا کھانا پینا خوشگوار ہو اور تو ہمیشہ ہی اپنی بزرگی کی بلندیوں پر چڑھتا رہے اور تیرا جھوٹا دشمن مصیبت زدہ اور مقتول رہے۔ تو نے اس کے ساتھ اپنی انتہائی خواہشات کو پا لیا ہے لیکن نہ کوئی اچھا کام دشوار ہوتا ہے اور نہ مشکل ہوتا ہے۔

فصل

قیروان میں سلطان ابوالحسن کے ساتھ عربوں کے جنگ کرنے اور اس دوران میں ہونے والے واقعات کے حالات

بنی سلیم کے یہ کعوب' افریقہ میں صحرا کے رؤساء تھے اور انہیں حکومت پر فخر حاصل تھا اور وہ اس کے آغاز سے بلکہ اس سے بھی پہلے کسی دوسرے کو نہ جانتے تھے اور جب سے مضری عرب آغاز اسلام میں حکومتوں اور سلطنتوں پر متقلب ہوئے یہ بنو سلیم مضافات اور جنگلات کی طرف چلے گئے اور اپنے صدقات بڑی مشکل سے دیتے اس وجہ سے خلفاء ان سے پریشان ہو گئے یہاں تک کہ منصور نے اپنے بیٹے مہدی کو وصیت کی کہ وہ ان میں سے کسی کی مدد نہ لے جیسا کہ طبری نے بیان کیا ہے۔

پس جب عباسی حکومت منتشر ہو گئی اور عجمی موالی خودسر ہو گئے تو یہ بنو سلیم ارض نجد کے جنگل میں طاقت ور ہو گئے اور انہوں نے حرمین کے حاجیوں پر حملے کئے اور انہیں تکلیف پہنچائی اور جب اسلامی حکومت عباسیوں اور شیعوں میں منقسم ہو گئی اور انہوں نے قاہرہ کی حد بندی کی تو فتنہ اور طاقت کے بازار گرم ہو گئے اور انہوں نے دونوں حکومتوں سے ظلم کیا اور راستوں کو بند کر دیا پھر عبیدیوں نے انہیں مغرب کے بارے میں اکسایا اور یہ ہلالیوں کے پیچھے برقہ چلے گئے اور اس کی آبادی کو برباد کر دیا اور اس کے خلاؤں میں حکم چلایا۔

ابن غانیہ کی بغاوت: حتیٰ کہ ابن غانیہ نے موحدین کے خلاف بغاوت کی اور طرابلس اور قابس کی شرقی حدود میں کودنے لگا اور ملوک مصر و شام بنی ایوب کا غلام قراقش الغزی اس کے ساتھ مل گیا اور بنی سلیم وغیرہ عربوں کی پارٹیاں بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئیں تو انہوں نے اس کے ساتھ مل کر نواح و امصار پر حملے شروع کر دیئے اور سب فتنہ کو ہوا دینے لگے اور جب ابن غانیہ اور قراقش فوت ہو گئے اور آل ابی حفص افریقہ میں خود مختار ہو گئی اور زواودہ امیر ابوزکریا یحییٰ بن عبدالواحد بن ابی حفص پر بھاری ہو گئے تو اس نے ان کے خلاف ان بنی سلیم سے مدد مانگی اور اس نے ان کے مسافروں کو تنگ کیا اور انہیں افریقہ میں جاگیریں دیں اور انہیں ان کی طرابلس کی جولاں گاہوں سے لے گیا اور انہیں قیروان میں اتارا اور وہاں انہیں حکومت میں ایک مقام اور اعتزاز حاصل تھا اور جب بنی ابی حفص کی سلطنت میں انتشار ہوا اور کعوب نے صحرا کی ریاست مخصوص کر لی اور ان کے شرفاء میں فساد کروا دیا اور ان میں انتشار پیدا کرنے کی کوشش کی اور ان دونوں نے ایک دوسرے سے نقصان اٹھایا اور مولانا امیر ابویحییٰ اور امیر کے بھائی حمزہ بن عمر کے درمیان جھگڑا اور جنگ ہو رہی تھی جس میں پانسہ پلٹتا رہتا تھا تو اس نے اس جنگ میں بنی عبدالواد کے افریقہ سے رغبت رکھنے اور اس کی سرحدوں پر قبضہ کرنے کے لالچ سے ان

کے خلاف مدد دی اور اس کے لئے اپنی فوجوں کو لاتا تھا اور بنی ابی حفص کے شرفاء کو ان سے ٹکراؤ کرنے کے لئے مقرر کرتا تھا پھر آخر میں مولانا سلطان ابوبکر نے اسے مغلوب کر لیا اور مولانا سلطان ابویحییٰ کے بارے میں احمقانہ باتوں سے روک کر اور اس کے دوست اور مددگار سلطان ابوالحسن کی تلوار سے اس کے آل یغمراسن کے دشمن کو ہلاک کر کے اُسے اطاعت کی طرف لے آیا پس اس نے اطاعت اختیار کر لی اور اس کے غلبے کی تیزی رک گئی اور اس نے بنی سلیم کو اپنے صدقات دینے پر آمادہ کیا تو انہوں نے اس کے مجبور کرنے سے صدقات دے دیئے پھر حکومت کی دھوکہ بازی سے قتل ہو کر مر گیا اور اس کے بیٹوں نے امارت سنبھالی تو نہ ہی انہوں نے امور کے عواقب کو سمجھا اور نہ ہی انہیں حکومت کے ظلم سے پالا پڑا اور نہ ہی انہوں نے اپنے اسلاف کے اعتزاز کے سوا کوئی بات دیکھی اور سنی تھی پس انہیں جنگ کر کے حکومت کے قائد پر غلبہ پانے کی سوجھی اور انہوں نے اس سے جنگ کر کے اسے مغلوب کر لیا اور سلطان کی حکومت میں اس پر حملہ کیا اور ۴۲ے ھ میں اس کے گھر کے صحن میں اس سے جنگ کی اور جب امیر ابن مولانا سلطان ابی یحییٰ اپنے باپ کی وفات کے بعد ان پر ظلم کیا تو یہ اس کے ولی عہد کے پاس آ گئے پس وہ تونس آیا اور اس پر قبضہ کر لیا پھر اس کے بھائی امیر ابوحفص نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔

ابوالہول بن حمزہ کا قتل: اور جس روز وہ شہر میں داخل ہوا اسی روز اس نے ان کے بھائی ابوالہول بن حمزہ کو گرفتار کر لیا اور قصبہ میں اپنے گھر کے دروازے پر باندھ کر اسے قتل کر دیا اور وہاں ان کے پیچھے پڑ گیا اور وہ سلطان ابوالحسن کے پاس چلے آئے اور انہوں نے اسے افریقہ کی حکومت کے متعلق رغبت دلائی اور اس نے اس کے بارے میں مدد طلب کی اور جب سلطان نے وطن پر قبضہ کیا تو اس کے غلبے کا حال' موحدین کے غلبے کے حال سے اور صحرا پر اس کی شاہی' ان کی شاہی سے مختلف تھی اور جب اس نے حکومت پر ان کے غلبے اور نواح و امصار میں اس نے انہیں جو بکثرت جاگیریں دی تھیں انہیں دیکھا تو اسے ناپسند کیا اور موحدین نے جو امصار انہیں جاگیر میں دیئے تھے اس کے بدلے میں انہیں مقررہ عطیات دیئے اور ان کا ٹیکس زیادہ کر دیا اور صحرائی رعیت نے اس کے پاس شکایت کی اور ٹیکس کے عائد ہونے سے جسے وہ خفارہ کہتے تھے' ان کے ساتھ جو بے انصافی اور ظلم ہوا تھا اس کی بھی شکایت کی تو اس نے انہیں اس سے روک دیا اور رعایا کو بھی اشارہ کیا کہ وہ انہیں اس سے روک دیں تو وہ پریشان ہو گئے اور ان کے ارادے خراب ہو گئے اور حکومت کا دباؤ ان پر بڑھ گیا تو وہ اس کی نگرانی کرنے لگے اور ان کے ذوبان اور بوادی نے بھی یہ بات سن لی اور انہوں نے بنی مرین کے خدام اور افریقہ کی سرحدوں اور ان کے شگافوں کے میگزینوں پر حملہ کر دیا اور ان کے اور سلطان اور حکومت کے درمیان ماحول تاریک ہو گیا اور مہدیہ سے واپسی کے بعد وہاں کے مشائخ کا ایک وفد تونس میں اس کے پاس آیا جن میں خالد بن حمزہ اور اس کا بھائی احمد اور خلیفہ بن عبداللہ بن مسکین اور اس کا عم زاد خلیفہ بن بوزید جو اولاد قوس میں سے تھا' شامل تھے پس سلطان نے انہیں خوش آمدید کہا اور ان کی عزت کی پھر امیر عبدالرحمٰن بن سلطان ابویحییٰ نے زکریا بن اللحیانی کو جو اس کے مددگاروں میں شامل تھا' اس کے قریب کر دیا اور اس کے حالات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ مصر میں اپنے باپ کی وفات کے بعد ۳۳ے ھ میں مشرق سے واپس آ گیا تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں پس اس نے جہات طرابلس میں اپنی دعوت دی اور ذباب کے اعراب نے اس کی تابعداری کی اور حاکم قابس عبدالملک بن مکی نے اس کی بیعت کی اور سلطان کی غیر حاضری میں تامرزدکت کو برباد کرنے کے لئے اس کے ساتھ تونس گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور کئی روز تک اس پر قبضہ کئے رکھا اور جب اسے سلطان

کی واپسی کا علم ہوا تو وہاں سے بھاگ گیا اور تلمسان میں عبد الواحد بن اللمیانی سے چمٹ گیا یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن اپنی فوجوں کے ساتھ اس کے قریب آ گیا تو اس نے انہیں چھوڑ دیا اور اس کے پاس گیا اور اس نے اسے عزت کے مقام پر اتارا اور یہ اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا یہاں تک کہ اس نے تونس پر قبضہ کر لیا اور اس وفد کی آمد کے بارے میں اس کے پاس شکایت کی گئی کہ انہوں نے اس کے بعض نوکروں کے ساتھ سازش کی ہے اور اس سے اپنے ساتھ جانے کا مطالبہ کیا ہے تا کہ وہ اسے افریقہ کی امارت دے دیں اور اس نے سلطان کے پاس اس امر سے بریت کا اظہار کیا پس انہیں محل میں حاضر کیا گیا اور حاجب علال بن محمد بن مسعود نے انہیں زجر و توبیخ کی اور اس کے حکم سے انہیں جیل میں ڈال دیا گیا اور سلطان نے عطیات کا دفتر کھول دیا اور عید الفطر کی عبادت کی ادائیگی کے بعد شہر کے گوشے میں سیجوم مقام پر پڑاؤ کر لیا اور میگزینوں اور فوجوں میں اطلاع بھیجی تو وہ اس کے پاس آ گئے۔

اولاد ابو اللیل اور اولاد قوس کے وفد کی گرفتاری: اور اولاد ابو اللیل اور اولاد قوس کو اپنے وفد کے قید ہونے اور ان کی خاطر سلطان کے پڑاؤ کرنے کی خبر ملی تو زمین باوجود اپنی وسعت کے ان پر تنگ ہو گئی اور انہوں نے موت کا معاہدہ کیا اور انہوں نے اولاد مہلہل بن قاسم بن احمد کی طرف جو ان کے ہمسر تھے پیغام بھیجا جو اپنے سلطان ابو حفص کی وفات کے بعد صحرا میں چلے گئے تھے اور سلطان کے مطالبہ سے فرار کرتے ہوئے افریقہ سے تنگ ہو گئے تھے کیونکہ وہ ان کے دشمن کے مددگار تھے پس ابو اللیل بن حمزہ اپنی جان پر کھیل کر انہیں سلطان کے خلاف خروج کرنے پر متفق کرنے کے لئے ان کے پاس گیا تو انہوں نے اس کی بات مان لی اور اس کے ساتھ چل پڑے اور بلاد الجرید میں توزر مقام پر بنی کعب اور حکیمہ کے سب قبائل آئے اور انہوں نے آپس کے تمام خون معاف کئے اور ایک دوسرے کو ملامت کی اور موت پر بیعت کی اور انہوں نے ملک کے شرفاء میں سے امیر مقرر کرنے کے لئے آدمی تلاش کیا اور انہیں جنگ کے والوں نے ابی دبوس کی اولاد میں سے ایک آدمی کے متعلق بتایا جو اس وقت سے جب سے خلفائے بنی عبد المومن میں سے بنی مرین نے مراکش پر قبضہ کیا تھا ان کا شکار تھا اور اس کے حالات میں سے یہ بھی ہے کہ اس کا باپ عثمان بن ادریس بن ابی دبوس اپنے باپ کی وفات کے وقت اندلس چلا گیا اور وہاں برشلونہ میں بنی ذباب کے شیخ مرغم بن صابر کے ساتھ رہنے لگا اور جب وہ ان کے بندھن سے آزاد ہوا تو برشلونہ سے روگردانی کرنے کے بعد ان دونوں کے درمیان معاہدہ ہوا تو وہ اس کے ساتھ وطن ذباب کو چلا گیا اور ان اس نے ان دونوں کو اس مال کے معاوضہ میں جو ان دونوں نے اپنے ذمہ لیا تھا بحری بیڑے سے مدد دی اور طرابلس کے نواح اور جبال بربر میں اترا اور وہاں اپنی دعوت دی اور ذباب کے تمام عرب اس کی دعوت کے ذمہ دار بن گئے اور اس نے طرابلس سے جنگ کی مگر اسے سر نہ کر سکا۔ پھر احمد بن ابو اللیل نے جو افریقہ میں کعوب کا سردار تھا اس کی بیعت کی اور وہ اسے تونس لے آیا مگر افریقہ میں حفصی دعوت کے رسوخ اور بنی عبد المومن کی امارت کے خاتمے کی وجہ سے اس کا کام نہ بن سکا پس یہ ان کے معاملے کو بھول گیا اور یہ عثمان بن ادریس خارش سے فوت ہو گیا پھر اس کے بعد اس کا بیٹا عبد السلام بھی فوت ہو گیا اور اس نے تین بیٹے چھوڑے جن میں سب سے چھوٹا احمد تھا اور وہ ماہر کاریگر تھا اور سفر کی صعوبتوں کے بعد وہ تونس چلے گئے اور انہوں نے خیال کیا کہ ان کے باپ کا حال بھلا دیا گیا ہے۔

سلطان ابو یحییٰ کا انہیں گرفتار کرنا: پس سلطان ابو یحییٰ نے انہیں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا پھر انہیں ۷۴۲ھ میں

اسکندریہ کی طرف جلا وطن کر دیا اور احمد افریقہ کی طرف لوٹ آیا اور توزر میں اتر کر سلائی کا کام کر کے گزارہ کرنے لگا اور جب بنی کعب اور ان کے حلیفوں اولاد قوس اور دیگر قبائل علاق کے خیالات ہم آہنگ ہو گئے تو انہوں نے اسے بلایا اور یہ توزر سے ان کے پاس گیا تو انہوں نے اسے امیر مقرر کر لیا اور اس کے لیے کچھ خیمے' آلہ' فاخرہ لباس اور عمدہ گھوڑے جمع کئے اور اس کے لئے علامت سلطان قائم کی اور اپنے خیموں سمیت اس کے ارد گرد جمع ہو گئے اور سلطان سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کر گئے اور جب اس نے ۷۸۲ھ کو عید الاضحیٰ کی عبادت ادا کر لی تو ان سے جنگ کرنے کے لئے تونس کے میدان سے کوچ کر گیا اور بڑی خوشی کے ساتھ تونس اور قیروان کے درمیان ثنیہ کے میدان میں ان سے ملا تو وہ اس کے آگے بھاگ اٹھے اور انہوں نے شکست کھا کر بھی بڑی بے جگری کے ساتھ اس سے جنگ کی اور اس نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے قیروان کو حاصل کر لیا اور انہوں نے دیکھا کہ اس سے بچنے کی کوئی جگہ نہیں اور انہوں نے ایک دوسرے کو جنگ پر بھڑکایا اور موت قبول کرنے پر اتفاق کیا اور سلطان کی فوج میں سے بنو عبد الواد' مفراوہ اور بنو توجین نے ان کے ساتھ سازش کی پس وہ بنی مرین پر غالب آ گئے اور انہوں نے اس دن کی صبح کو ان سے جنگ کرنے کا وعدہ کیا تا کہ وہ اپنے جھنڈوں کے ساتھ ان کے پاس آ جائیں اور انہوں نے سلطان کے پڑاؤ پر حملہ کر دیا اور یہ آلہ اور فوجی تیاری کے ساتھ ان کے پاس گیا' پس میدان کارزار میں کھلبلی مچ گئی اور بہت سے لوگ ان کے پاس آ گئے اور سلطان قیروان کی طرف چلا گیا اور ۸ محرم ۷۹۲ھ کو اپنی فوج کے ایک دستے کے ساتھ اس میں داخل ہو گیا اور عربوں کے پچھلے دستے اس کے تعاقب میں گئے اور انہوں نے پڑاؤ کی طرف سبقت کر کے اسے لوٹ لیا اور سلطان کے خیمے میں داخل ہو گئے اور اس کے ذخیرے اور اس کی بہت سی مستورات پر قبضہ کر لیا اور قیروان کا گھیراؤ کر لیا اور ان کے خیموں نے ایک باڑ بنا کر اس کا گھیراؤ کر لیا اور ان کے بھیڑیے زمین کی اطراف میں شور کرنے لگے اور ہر جگہ سے جنگ کو آواز دینے والے آ گئے اور تونس میں اطلاع پہنچ گئی' پس سلطان کے مددگار اور مستورات قصبہ میں محفوظ ہو گئے۔

ابن تافراکین کا ان کے پاس جانا: اور سلطان کے مددگاروں میں سے ابن تافراکین قیروان سے ان کے پاس گیا تو انہوں نے اسے اپنے سلطان احمد بن ابی دبوس کی حجابت پر مقرر کر دیا اور اسے قصبہ تونس کی طرف جنگ کرنے کے لئے بھیج دیا اور وہ جلدی سے اس کی طرف گیا اور موحدین کے شیوخ اور عوام اور فوج کے مخلوط گروہ اس کے پاس آ گئے اور انہوں نے قصبہ کا محاصرہ کر لیا اور بار بار اس سے جنگ کی اور اس کے محاصرہ کے لئے منجنیق نصب کی اور اس کا سلطان احمد بھی اس کے پیچھے پیچھے پہنچ گیا مگر وہ اسے فتح نہ کر سکے اور وہاں ان کا کوئی کام نہ بنا اور کعوب میں انتشار پیدا ہو گیا اور ایک دوسرے سے اختلاف کر کے سلطان کے پاس چلے گئے اور پے در پے اس کے پاس گئے اور قیروان سے محاصرے کی سختی دور ہو گئی اور اولاد مہلہل کے ایلچی اس کے پاس آئے اور اولاد ابو اللیل بن حمزہ نے خود ان سے حسن سلوک کیا اور سلطان سے چلے جانے کا عہد کیا مگر انہوں نے اس کے عہد کو پورا نہ کیا اور سلطان نے اولاد مہلہل کے ساتھ سوسہ کی طرف جانے کے بارے میں سازش کی تو انہوں نے اس کے ساتھ معاہدہ کر لیا اور اس نے اپنے بحری بیڑے کو اس کی بندرگاہ پر جانے کا اشارہ کیا اور رات کو تیاری کر کے ان کے ساتھ نکل گیا اور سوسہ پہنچ گیا اور ابن تافراکین کو قصبہ کا محاصرہ کئے ہوئے اپنے مقام پر خبر پہنچ گئی تو وہ رات کو کشتی پر سوار ہو کر اسکندریہ آ گیا اور اس کی خبر ملنے پر ان کا سلطان ابن ابی دبوس پریشان ہو گیا۔ پس ان کی جمعیت پریشان ہو

گئی اور وہ قصبہ سے بھاگ گئے۔

تونس کی فصیلوں کی درستی: اور سلطان سوسہ سے اپنے بحری بیڑے پر سوار ہوا اور جمادی الاوّل کے آخر میں تونس اترا اور اس کی فصیلوں کو درست کیا اور اس کے اردگرد خندق بنائی اور اس کی مضبوطی کے لئے ایک علامت قائم کی جو اس کے بعد بھی قائم رہی اور اس کے ذریعے اس نے اپنے دشمن کے سینے میں چوٹ لگائی اور اس نے قیروان کی مصیبت اور لغزش کو حقیر سمجھا اور اس کے گڑھے سے نکل آیا اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اولاد ابوالليل اور ان کا سلطان احمد بن ابی دبوس تونس پہنچ گئے اور انہوں نے ان سلطان کا گھیراؤ کر لیا اور اس کا خوب محاصرہ کیا اور اولاد مہلہل کی سلطان سے مخلصانہ دوستی ہوگئی تو اس نے ان پر بھروسہ کیا پھر بنوحمزہ نے سلطان کی اطاعت کے بارے میں غور وفکر کیا اور ان کا سردار عمر شعبان میں اس کے پاس آیا تو انہوں نے سلطان احمد بن ابی دبوس کو گرفتار کر لیا اور اسے اطاعت اور دوستی کے خلوص کے اظہار کے لئے سلطان کے پاس لے گئے تو اس نے ان سے رجوع کو قبول کیا اور ابن ابی دبوس کو جیل میں ڈال دیا اور عمر کے بیٹے ابوالفضل سے رشتہ داری کی اور اپنی بیٹی کا اس سے نکاح کر دیا اور اطاعت و انحراف میں ان کے حالات مختلف ہو گئے یہاں تک کہ وہ صورت ہوئی جسے ہم بیان کریں گے۔ واللہ غالب علیٰ امرہ۔

فصل

مغربی سرحدوں کے بغاوت کرنے اور موحدین کی دعوت کی طرف ان کے رجوع کرنے کے حالات

جب مولیٰ فضل بن مولانا سلطان ابویحییٰ جنب کے راستے میں اسے اپنے باپ کی وفات کی خبر مل چکی تھی ۷۴۷ھ میں اپنی سگی بہن کی شادی کے سلسلہ میں سلطان ابوالحسن کے پاس تلمسان آیا تو سلطان نے اپنے سایہ اس کے لئے وسیع کر دیا اور اس سے حسن سلوک کیا اور اس کے باپ کی حکومت کے بارے میں اس کی مدد کرنے کا وعدہ کیا اور اس کی وفات پر اس سے تعزیت کی اور سلطان افریقہ کی طرف کوچ کر گیا اور مولیٰ فضل امید رکھتا تھا کہ وہ اس کی حکومت اسے دے گا حتیٰ کہ جب سلطان نے بجایہ اور قسنطینہ کی سرحدوں پر قبضہ کیا اور تونس کی طرف گیا تو اس نے اسے اس کے باپ کے زمانے میں اپنی امارت کے مقام بونہ پر امیر مقرر کیا تو اس نے اسے اس کی طرف پھیر دیا اور اس کی امید منقطع ہوگئی اور اس کا ضمیر خراب ہو گیا اور اس نے دل میں کینہ رکھا یہاں تک کہ قیروان کی مصیبت کا واقعہ ہوا تو وہ اپنے اسلاف کے ملک پر قبضہ کرنے کی طرف مائل ہوا اور بجایہ اور قسنطینہ کے باشندے حکومت سے آزردہ تھے اور حکومت کے دباؤ کو بوجھ سمجھتے تھے کیونکہ وہ بادشاہ سے

مہربانی کے عادی تھے پس جب انہیں مصیبت کی خبر پہنچی تو وہ گردن لمبی کر کے بغاوت کی طرف دیکھنے لگے اور اس وقت وفود افواج کی ٹولیوں میں مغرب سے سواریاں قسطنطنیہ میں آ چکی تھیں اور سلطان کے بیٹوں میں سے چھوٹا بیٹا بھی ان میں شامل تھا جسے اس نے اہل مغرب کی فوج پر افسر مقرر کیا تھا اور اسے تونس جانے کا اشارہ کیا تھا اور ان میں مغرب کے عمال بھی تھے جو سال کے سر پر اپنے ٹیکس اور حساب کے لئے آئے تھے اور اسی طرح ان میں نصاریٰ کا ایک وفد بھی تھا' جسے طاغیہ بن ادفونش نے تاشفین ابن سلطان کے ساتھ اس وقت بھیجا تھا جب اس نے اسے مصالحت کے بعد قید سے رہا کیا تھا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں وہ جنگ طریف کے وقت سے ان کے ہاں قیدی تھا اور اسے جنون کا عارضہ ہو گیا تھا اور جب سلطان اور طاغیہ کے درمیان مخلصانہ دوستی ہو گئی اور ان کے ہاں تحائف و ہدایا بڑھ گئے اور اسے سلطان کے افریقہ پر قابض ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے اس کے بیٹے تاشفین کو رہا کر دیا اور ان زعماء کے ساتھ مبارک باد کے لئے بھیجا اور اسی طرح ان میں مالی کے باشندوں کا بھی ایک وفد تھا جو مغرب میں سوڈان کے بادشاہ ہیں جسے ان کے بادشاہ منسا سلیمان نے سلطان افریقہ کو مبارک باد دینے کے لئے بھیجا تھا اور اسی طرح اعراب کا عامل اور امیر یوسف بن مزنی بھی ان کے ساتھ تھا جو اپنی عملداری کے ٹیکس لئے آیا تھا' اسے قسطنطنیہ میں سواریوں کی اطلاع پہنچی تو وہ ان کی صحبت کو ترجیح دیتا ہوا سلطان کے دروازے تک پہنچا اور یہ سب وفود قسطنطنیہ میں آئے اور سلطان کے بیٹے کے اردگرد جمع ہو گئے۔

عوام کی بغاوت: اور جب مصیبت کی خبر پہنچی تو شہر کے عوام گردن بلند کر کے بغاوت کی طرف دیکھنے لگے اور ان کے ہاتھوں میں ٹیکس کے جو اموال اور بغاوت کے احوال تھے ان پر ان کے منہ رال ٹپکانے لگے پس انہوں نے اس بری عادت پر ملامت کی اور ان کے مشائخ نے مولیٰ فضل ابن مولانا سلطان ابی یحییٰ کے ساتھ بونہ میں سازش کی اور اس نے اپنی عملداری کی بغاوت اور اپنی دعوت کے بارے میں نقاب کشائی کی تو انہوں نے امارت کے متعلق اس سے گفتگو کی اور اسے آنے پر آمادہ کیا پس وہ جلدی سے چلا اور اس کی اطلاع سلطان کے مددگاروں نے بھی سن لی تو ابن مزنی کو اپنی جان کا خوف پیدا ہوا اور وہ اولاد یعقوب بن علی امیر زواودہ کے حملہ میں اس کے پڑاؤ کی طرف چلا گیا اور ابن سلطان اور ان کے مددگاروں نے قصبہ میں پناہ لی اور اہل شہر نے ان کے دفاع میں ان سے فریب کیا اور جب مولیٰ فضل کے جھنڈے قریب آئے تو انہوں نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں قصبہ میں روک دیا اور اس کا گھیراؤ کر لیا یہاں تک کہ انہوں نے انہیں امان دے دی اور وہ اہل شہر کی عہد شکنی کے بعد یعقوب کے محلہ میں چلے گئے اور وہاں پڑاؤ کر لیا اور انہوں نے اسے لوٹ لیا اور ابن مزنی نے انہیں بسکرہ جانے کا مشورہ دیا تا کہ ان کی سواریاں سلطان کے پاس جائیں پس وہ سب کے سب یعقوب کی پڑاؤ میں کوچ کر گئے کیونکہ اسے ان کی طرح میں قوت حاصل تھی یہاں تک کہ بسکرہ پہنچ گئے اور ابن مزنی کے ہاں فروکش ہوئے جہاں ان کی خوب پذیرائی ہوئی اور ان کے مقامات و طبقات کے مطابق جو بات انہیں فکر مند کئے ہوئے تھی اس کے بارے میں وہ انہیں کافی ہو گیا' یہاں تک کہ یعقوب بن علی انہیں سلطان کے پاس لے گیا اور وہ اسی سال کے رجب میں انہیں اس کے پاس لے گئے اور اہل بجایہ کو اہل قسطنطنیہ کے فعل کی اطلاع ملی تو انہوں نے بغاوت میں ان کا مقابلہ کیا اور سلطان کے مددگاروں اور عمال کے گھروں میں داخل ہو کر انہیں لوٹ لیا اور انہیں اپنے سامنے برہنہ کر کے نکال دیا اور وہ مغرب چلے گئے اور انہوں نے مولیٰ فضل کو اطلاع دی اور اسے آنے کی ترغیب دی تو وہ ان کے پاس آیا اور اس نے قسطنطنیہ اور بونہ پر اپنے خواص اور اپنی حکومت کے

آدمیوں میں سے ان کو جو اس کام میں کفایت کر سکتے تھے امیر مقرر کیا اور اسی سال کے ماہ ربیع الاول میں بجایہ اترا اور اپنے اسلاف کی حکومت کو لوٹایا اور ان سرحدوں میں اس کی امارت منظم ہو گئی یہاں تک کہ بجایہ سے خروج کے بعد اس کے سلطان کے ساتھ وہ حالات ہوئے جنہیں ہم بیان کریں گے۔

فصل

مغرب اوسط و اقصیٰ میں اولاد سلطان کے بغاوت کرنے اور پھر مغرب کی حکومت میں ابوعنان کے مختار ہونے کے حالات

جب امیر ابوعنان بن سلطان کو جو تلمسان اور مغرب اوسط کا حاکم تھا' قیروان کی مصیبت کی خبر پہنچی اور اس کے باپ کی فوج کی پارٹیاں' اجتماعی اور انفرادی صورت میں برہنہ حالات میں پے در پے اس کے پاس پہنچیں اور لوگوں نے قیروان میں سلطان کی وفات کی جھوٹی خبر اڑا دی تو امیر ابوعنان نے بیٹوں کو چھوڑ کر خود ہی اپنے باپ کی سلطنت کو مخصوص کرنے کے لئے مقابلہ کیا کیونکہ اسے اپنے صیانت' عفت اور قرآن کو از بر پڑھنے کی وجہ سے اپنے باپ کے ہاں ترجیح حاصل تھی اور وہ اپنے باپ کی نگاہ میں آنکھ کی طرح تھا اور عثمان بن یحییٰ بن جرار بنی عبدالواد کے مشائخ میں سے تھا اور راولا دیدودکس بن طاع اللہ بھی ان میں تھے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اسے حکومت میں ایک مقام حاصل تھا سلطان نے اسے مغرب کی طرف واپس جانے کی اجازت دی تھی پس وہ اس کے مہدیہ کے پڑاؤ سے واپس آ گیا اور تلمسان کے عابدین کے زاویہ میں اترا اور وہ راست رو' باوقار اور اپنی باتوں میں مبالغہ کرنے والا اور حوادث کے جاننے کے بارے میں اٹکل پچو باتیں کرنے والا تھا اور امیر ابوعنان اپنے باپ کی اطلاع کی طرف دیکھ رہا تھا پس اس نے اس کے معلوم کرنے کے لئے عثمان بن جرار کی پناہ لی اور اسے بلایا اور اس سے مانوس ہوا اور اس کے دل میں سلطان کے بارے میں نفاق پایا جاتا تھا' اس نے سلطان کو ہلاکت کی مشکل میں پھنسانے کے لئے امیر ابوعنان کے کان میں اپنی من مانی خواہشات ڈال دیں اور اسے خوشخبری دی کہ امارت اسے ملے گی پس اس نے یاد رکھنے والے کانوں سے اس کی باتیں سنیں اور اس کے بعد سلطان کی مصیبت کی خبر آنے پر ابن جرار نے اسے گھیر لیا اور اسے حکومت پر قبضہ کرنے کے لئے اکسایا اور اسے یہ بات خوبصورت کر کے دکھائی کہ سلطان کی وفات پر یقیناً اسے دوسرے بھائیوں پر ترجیح ہو گی پھر لوگوں نے سلطان کی موت کے بارے میں جو جھوٹی خبر اڑائی تھی اس نے اسے اس کے سچا ہونے کا وہم ڈال دیا پس اسے سلطان منصور بن امیر ابو مالک کے پوتے جو مضافات مغرب اور فاس کا حاکم تھا' کے بارے میں جو خبر پہنچی کہ اس نے اس کی عملداری کو روند دیا ہے' اس کے بارے میں اس نے اپنے عزم کو تیز کیا اور

یہ کہ اس نے عطیات کا دفتر کھول دیا ہے اور بنی مرین کے اپنے بلاد سے غیر حاضر ہونے اور ان کی فوجوں سے ان کے ماحول کے خالی ہونے کی وجہ سے ان میں گھس گیا ہے اور اس نے سلطان کو قیروان کے گڑھے سے بچانے کے لئے فوجوں کو نمایاں کیا اور حسن بن سلیمان بن یرزیکن جو قصبہ فاس کا عامل اور نواح کا پولیس افسر تھا اس نے اس کا حال معلوم کر کے اس سے سلطان کے پاس جانے کی اجازت طلب کی تو اس نے خوشی سے اجازت دے دی اور مصامدہ اور مراکش کے نواح کے عمال کو اس کے ساتھ کر دیا تا کہ انہیں ان کے ٹیکسوں کے ساتھ سلطان کے حضور پیش کرے پس وہ امیر ابو عنان کے پاس اس وقت پہنچا جب اس نے حملہ کرنے اور اپنی دعوت دینے کا عزم کر لیا تھا پس اس نے ان کے اموال پر قبضہ کر لیا اور سلطان کی جگہ منصورہ میں جو مال اور ذخیرہ تھا اسے نکال لیا اور اعلانیہ اپنی دعوت دی اور ربیع الاول ۷۴۹ھ میں سلطان کے محل میں اس کی جگہ پر بیعت کے لئے بیٹھا' پس سرداروں نے اس کی بیعت کی اور ان کی بیعت کی تحریر کو گواہوں کے سامنے پڑھا پھر عوام نے اس کی بیعت کی اور مجلس برخواست ہو گئی اور اس نے اپنی سلطنت کو مضبوط کیا اور اس کی حکومت کی بنیادیں استوار ہو گئیں اور وہ فوج اور آلہ کے ساتھ تیار ہو کر چلا اور قبۃ الملعب میں اترا اور لوگوں نے سیر ہو کر کھایا اور منتشر ہو گئے۔

حسن بن یرزیکن کی وزارت: اور اس نے اپنی وزارت پر حسن بن یرزیکن کو مقرر کیا پھر فارس بن میمون بن وردار کو مقرر کیا اور اسے اس کا مددگار اور جانشین بنایا اور ابن حدار کو ان پر فوقیت دی اور اپنے کاتب ابو عبداللہ محمد بن محمد بن ابی عمرو کو اپنی دوستی اور خلوت کی گفتگو کے لئے مختص کر لیا اور اس کے حالات کو ہم عنقریب بیان کریں گے پھر اس نے فوجیوں کے وظیفہ خواروں کا رجسٹر کھولا اور اس کے باپ کی جماعت سے جو آدمی پے در پے اس کے پاس آئے تھے انہیں مرتب کیا اور انہیں خلعتیں دیں اور ان کے عطیات انہیں دیے اور ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور اس دوران میں کہ وہ مغرب کی طرف جانا چاہتا تھا اسے اطلاع ملی کہ وترمار بن عریف جو سلطان کا مددگار تھا اور اس کا مخلص دوست تھا عریف بن یحییٰ جو اپنے عہد میں زغبہ کا امیر تھا اور دیگر خانہ بدوشوں سے مقدم تھا' وہ اس سے جنگ کا عزم کئے ہوئے ہے اور اس کے باپ کے خلاف بغاوت میں غالب آنا چاہتا ہے اور یہ کہ اس نے اپنی عرب اور مغرب اوسط کی زناتہ فوجوں کے ساتھ تلمسان جانے کا قصد کیا ہے' پس اس نے اپنے وزیر حسن بن سلیمان کو اس کے ساتھ جنگ کرنے پر مقرر کیا اور اسے آلہ دیا اور اسے اس کے ساتھ مڈبھیڑ کرنے کے لئے بھیجا اور سوید کے ہمسر بنی عامر میں سے جو لوگ موجود تھے انہیں اس کے ساتھ بھیجا اور وہ اپنی فوج کے ساتھ کوچ کر گیا۔

تسالہ میں جنگ: اور تسالہ میں اترا اور وترمار نے اس سے جنگ کی تو اس کی فوج بھاگ گئی اور اس نے اپنے ہاتھ اٹھا دیے اور وزیر نے ان کی فوج کا تعاقب کیا اور ان کے اموال اور خیام کو لوٹا اور فتح و غنائم کے ساتھ اپنے سلطان کی طرف لوٹ آیا اور امیر ابو عنان مغرب کی طرف کوچ کر گیا اور اس نے تلمسان پر عثمان بن جرار کو امیر مقرر کیا اور اسے قصر قدیم میں اتارا یہاں تک کہ عثمان بن عبدالرحمٰن کے ساتھ وہ حال ہوا جسے ہم ان کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔

وزیر حسن بن سلیمان کے متعلق چغلی: اور جب وہ وادی زیتون میں پہنچا تو وزیر حسن بن سلیمان کے متعلق چغلی کی گئی کہ وہ سلطان کا قرب حاصل کرنے اور اس کی اطاعت گزاری کے لئے تازی میں دھوکے سے اس پر حملہ کر کے قتل کرنا چاہتا ہے اور اس بارے میں اس نے مغرب کی عملداریوں کے حاکم منصور سے سازش کی ہے کیونکہ وہ اپنے دادا کی اطاعت کا

اظہار کرتا ہے پس امیر ابوعنان کو اس کے متعلق شک پڑ گیا اور اس کے چغل خوروں نے اس بارے میں اس کے خط سے مدد حاصل کی پس جب اس نے اسے پڑھا تو اسے گرفتار کر لیا اور شام کو اسے گلا گھونٹ کر مار دیا اور جلدی سے مغرب کی طرف گیا اور حاکم فاس منصور بن ابی مالک کو اطلاع ملی تو وہ اس سے جنگ کرنے کے لئے چلا اور دونوں فوجوں نے تازی کی جانب ابوالا جراف کی وادی میں مڈبھیڑ کی اور منصور کے میدان کارزار میں کھلبلی مچ گئی اور اس کی فوج کو شکست ہوئی اور وہ فاس چلا گیا اور جدید شہر میں پناہ لے لی اور امیر ابوعنان اس کے پیچھے گیا اور لوگ اپنے طبقات کے مطابق اس کی طرف امڈ پڑے اور اس کی اطاعت اختیار کی اور اس نے ربیع الآخر ۷۴۹ھ میں جدید شہر میں اپنی فوجیں بٹھا دیں اور اس کی ناکہ بندی کر دی اور لوگوں کو اس کے محاصرہ کے لئے آلات لگانے کے لئے اکٹھا کر دیا۔

اولادِ ابوالعلاء کی رہائی: اور اس نے جدید شہر میں آتے ہی اس کے والی کو اشارہ کیا کہ قصبہ میں اولادِ ابوالعلاء کے جو آدمی قید ہیں انہیں رہا کر دے اور وہ اس کے پاس چلے آئے اور جدید شہر کے محاصرہ میں اس کے ساتھ رہے اور اس کا ان کے ساتھ طویل مقابلہ ہوا یہاں تک کہ ان کے حالات خراب ہو گئے اور ان کے خیالات میں انتشار پیدا ہو گیا اور ان میں سے طاقتور لوگ اس کے پاس آ گئے اور عثمان بن ادریس بن ابی العلاء اپنے مددگاروں کے ساتھ اس کی اجازت سے اس کے پاس آ گیا تا کہ اس کے لئے سہولت پیدا کرے پس اس نے اس سے اور اس سے شہر میں بغاوت کرنے کا وعدہ کیا پس اس نے اس پر حملہ کیا اور امیر ابوعنان نے ان پر بزور قوت قابو پا لیا اور منصور بن ابی مالک نے اس کے حکم کو تسلیم کیا تو اس نے اسے قید کر دیا اور پھر اسے اس کے قید خانے میں نقل کر دیا اور دارالخلافے اور مغرب کے بقیہ مضافات پر قابض ہو گیا اور شہروں کے وفود اسے بیعت کی مبارکباد دینے آئے اور اہل سبتہ نے سلطان کی اطاعت اور اپنے قائد عبداللہ بن علی بن سعید کی فرماں برداری سے تمسک کیا جو طبقہ وزراء میں سے تھا پھر انہوں نے اس پر حملہ کیا اور امیر ابوعنان کو امیر مقرر کیا اور اپنے عامل کو اس کے پاس لے گئے اور ان کے لیڈر شریف ابوالعباس احمد بن محمد بن رافع نے' جو آل حسین میں سے ابواشرف کے گھرانے سے تعلق رکھتا تھا بغاوت میں بڑا پارٹ ادا کیا اور یہ لوگ سسلی سے یہاں آئے تھے اور مغرب کی حکومت امیر ابو عنان کے لئے مرتب و منظم ہو گئی اور اس کی قوم بنی مرین بھی حکومت کے لئے اس کے پاس آ گئی اور اس نے سلطان کے حق کو پورا کرنے کے لئے تونس میں اس کے ساتھ قیام کیا اور اس نے عہد شکنی اور اطاعت سے منحرف کعوب پر حملہ کر کے اپنے باپ کا بازو توڑ دیا اور وہ غلبے کی اُمید میں تونس میں ٹھہر گیا' اس حال میں کہ اطراف بغاوت کرتی تھیں اور خوارج نت نیا روپ اختیار کرتے تھے یہاں تک کہ وہ مایوس ہونے کے بعد مغرب کی طرف کوچ کر گیا' جیسا کہ ہم بیان کریں گے ان شاء اللہ۔

فصل

نواح کی بغاوت اور بنی عبدالواد کے تلمسان میں اور مغراوہ کے شلف میں اور توجین کے المریہ میں بغاوت کرنے کے حالات

جب قیروان میں سلطان پر مصیبت پڑی اور زناتہ کی حکومت منتشر ہوگئی اور ان کی سلطنت کی بنیادیں ہل گئیں تو تمام قوم اپنے معاملے کے پختہ کرنے اور اپنی جماعت کے حالات پر غور کرنے کے لئے اکٹھے ہوئی اور وہ سب کے سب سلطان کے باغی کعوب کے پاس آ گئے تھے اور ان کے آنے سے اسے مکمل شکست ہوگئی تھی اور وہ حاجب محمد بن تافر اکین کے ساتھ تونس چلے گئے تا کہ وہاں سے اپنی اپنی عملداریوں کو چلے جائیں اور ان کے شرفاء کی ایک جماعت سلطان کے مددگاروں میں شامل تھیں جس میں عثمان اور اس کے بھائی زعیم یوسف اور ابراہیم شامل تھے جو بنی عبدالواد کے سلطان عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن یغمراسن بن زیان کے بیٹے تھے جو تلمسان کے فتح کے موقع پر سلطان کی حکومت میں چلا آیا تھا اور اس سے انہیں الجزیرہ میں پڑاؤ کرنے کے لئے اتارا تھا پھر جب طاغیہ نے اپنی حکومت میں اُسے اپنے لئے مخصوص کر لیا تو وہ واپس آ گئے اور اس کے جھنڈے تلے قیروان چلے گئے۔

اور ان میں علی بن راشد بن محمد بن مندیل بھی تھا جس کے باپ کے حالات کو ہم بیان کر چکے ہیں اور اس نے سلطان کی حکومت کی فضا میں یتیم ہونے کی حالت میں پرورش پائی اور پیدائش کے وقت سے ہی حکومت کی آسائش نے اس کی کفالت کی یہاں تک کہ وہ اس کے سوا کچھ جانتا ہی نہ تھا پس بنو عبدالواد تونس میں جمع ہوئے اور انہوں نے عثمان بن عبدالرحمٰن کو اپنا امیر مقرر کیا کیونکہ وہ اپنے بھائیوں میں سے بڑا تھا اور انہوں نے قدیم عیدگاہ کے مشرق میں جو شہر کے میدان سے سیجوم پر جھانکتا ہے اس کی بیعت کی اور انہوں نے لمط کے چمڑے کی ایک ڈھال اس کے لئے زمین پر رکھی اور اسے اس پر بٹھایا پھر بیعت کے لئے اس کے ہاتھ کو چومتے ہوئے جھک کر اس پر ازدحام کرنے لگے پھر ان کے بعد مغراوہ نے علی بن راشد کے پاس جا کر اس کی بیعت کر لی اور خوشی کا اظہار کیا۔

بنو عبدالواد اور مغراوہ کا معاہدہ: اور بنو عبدالواد اور مغراوہ نے دوستی اتحاد اور خونوں کے باطل کرنے پر معاہدہ کر لیا اور مغرب اوسط میں اپنے مضافات میں چلے گئے اور علی بن راشد شلف کے مضافات میں اپنی قوم کے ہاں ان کی عملداری میں اترا اور وہ اس کے امصار پر غالب ہو گئے اور اندلس کو فتح کر لیا اور وہاں سے سلطان کے مددگاروں اور اس کی فوج کو نکال دیا اور قاضی کو مازونہ میں صبح کاذب کے وقت قتل کر دیا جو وہاں سلطان کی دعوت کے لئے قیام پذیر تھا پھر اسنے بغاوت

کی سوجھی تو اس نے اپنی دعوت دی اور علی بن راشد اور اس کی قوم نے اسے قتل کر دیا اور بنی عبد الواد میں سے عبد الرحمٰن اور اس کی قوم اپنی دار السلطنت تلمسان میں چلے گئے تو انہوں نے دیکھا کہ امیر ابوعنان کی واپسی کے بعد عثمان بن جرار نے وہاں بغاوت کر دی ہے اور اپنی دعوت دی ہے تو لوگ اس سے ترشروئی کے ساتھ پیش آئے کیونکہ اس نے ازراہ ظلم اس منصب پر قبضہ کیا تھا جو اس کے باپ کا نہ تھا اور وہ کئی روز تک اس اُمید پر شہر سے چمٹا رہا کہ اس کی قوم اس کے پاس آ جائے گی۔

بنوعبدالواد اوران کے سلطان کی چڑھائی: پھر بنوعبدالواد اوران کے سلطان نے اس پر چڑھائی کی اور اس کے ساتھ بے جگری سے جنگ کی اور بہت سے مختلف لوگوں نے اس پر حملہ کر دیا اور شہر کے دروازے شکستہ کر دیے اور سلطان کی طرف چلے گئے اور اسے محل میں داخل کر دیا اور وہ جمادی الاوّل ۹۴۹ھ میں وہاں اترا اور لوگ ایک ایک دو دو کر کے اس کی مجلس کی طرف آئے اور انہوں نے اس کی عام بیعت کی پھر اس نے ابن جرار کو تلاش کیا پھر اس نے اس کی تلاش کی ترغیب دی تو اسے معلوم ہوا کہ وہ محل کے ایک گوشے میں ہے۔

ابن جرار کی موت: تو وہ اسے زیر زمین قید خانے کی طرف لایا اور اسے اس میں بند کر دیا پھر اس کی طرف پانی چھوڑ دیا تو وہ اس کی پست زمین میں غرق ہو کر فوت ہو گیا اور سلطان ابوسعید عثمان نے اپنے بھائی ابو ثابت زعیم کو اپنی سلطنت میں حصہ دار بنایا اور اسے اپنی حکومت میں شریک کیا اور اسے اپنی سلطنت میں اپنا نائب بنایا اور جنگ مضافات اور صحرا کے معاملہ کو اس کے سپرد کیا اور اس کے رشتہ دار یحییٰ بن داؤد بن مکن کو جو محمد بن یندوکس بن طاع اللہ کی اولاد میں سے تھا وزیر بنایا اور ان کی حکومت منظم ہو گئی اور انہوں نے اپنے مشائخ کو امیر ابوعنان حاکم مغرب اور سلطان بنی مرین کے پاس بھیجا اور اس نے معاہدہ صلح کیا اور انہوں نے اس پر شرط عائد کی کہ وہ ان کی جانوں کا سلطان سے دفاع کرے۔

دہران پر حملہ: اور انہوں نے اپنے مضافات کی سرحد دہران پر چڑھائی کی اور وہاں پر سلطان کے مددگاروں اور اس کی فوجوں سے جنگ کی اور ان دنوں وہاں کا عامل عبداللہ بن اجانا تھا جو سلطان ابوالحسن کا پروردہ تھا یہاں تک کہ انہوں نے اس پر غلبہ پا لیا اور انہوں نے دہران کے محاصرہ کے کئی ماہ بعد اسے وہاں سے اتار لیا اور الجزائر کے باشندے سلطان کی اطاعت سے وابستہ ہو گئے اور اس کی پناہ لے لی اور اس نے اپنے قائد محمد بن یحییٰ عسکری کو جو اس کے باپ کا پروردہ تھا وہاں کا امیر مقرر کر دیا اس نے اسے قیروان کی مصیبت کے بعد ان کی طرف بھیجا اور لمدیہ میں علی بن یوسف بن زیان بن محمد بن عبدالقوی اپنی دعوت دینے لگا اور اپنے اسلاف کی سلطنت طلب کرنے لگا۔

اور جبل وانشریس میں ان کی حکومت کا پہاڑ عمر بن عثمان کی اولاد اور ان کی قوم بنی تیغرین کی ریاست کی وجہ سے اس سے سر نہ ہو سکا اور لمدیہ کے مضافات میں رہنے والے بنی توجین میں سے اولاد عزیز اس کے پاس جمع ہو گئے پس انہوں نے اس کے معاملہ کو سنبھال لیا اور اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس کے اور عمر بن عثمان بن الشریس کے درمیان جنگ ہوتی رہتی تھی جس میں پانسہ پلٹتا رہتا تھا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا اور بنی توجین کی حکومت خالصۃً عمر بن عثمان کے بیٹوں کے لئے ہو گئی اور وہ سلطان کی اطاعت اور اس کی دعوت سے وابستہ تھے اور اس دوران میں وہ تونس میں مقیم تھا یہاں تک کہ اس نے

سفر کا پختہ ارادہ کر لیا اور الجزائر میں اُترا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

بجایہ اور قسنطینہ کے امرا موحدین کو مغربی سرحدوں کے واپس ملنے کے حالات

جب امیر ابوعنان نے اپنے باپ کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور تلمسان میں اس کی بیعت ہوئی اور وہ حاکم بجایہ امیر ابو عبداللہ محمد بن امیر ابی زکریا کا اس وقت سے دوست تھا جب سے سلطان نے اسے بجایہ سے اپنا حکم دے کر اس کی طرف بھیجا تھا اور اسے تلمسان میں اتارا تھا پس سابقت نے اسے آواز دی اور اس نے امارت میں اسے ترجیح دی اور اس نے اسے اس کے مقام امارت بجایہ میں امیر مقرر کر دیا اور اسے اس کے پسندیدہ ہتھیاروں اور اموال سے مدد دی اور اسے بجایہ بھیج دیا تا کہ وہ تونس میں سلطان کی راہ میں رکاوٹ بنے اور اس امیر نے اسے گارنٹی دی کہ وہ اسے اس کی طرف آنے سے روکے گا اور اس کے راستوں کو بند کر دے گا اور ابوعنان نے اپنے ذہن میں ان کے بحری بیڑوں کو اشارہ کیا تو امیر ان پر سوار ہو کر تدلس آیا اور اس میں داخل ہو گیا اور بجایہ کے نواح کے ضہاجی باشندے اس کے چچا امیر ابوالعباس کو چھوڑ کر اس کے پاس آ گئے اور اس کے قدیم احسان اور اس کے باپ کی گزشتہ امارت کی وجہ سے اس کے معاملے کے ذمہ دار بن گئے اور جب امیر ابوعنان مغرب کی طرف گیا تو اس کے مددگاروں میں امیر ابوزید عبدالرحمٰن بن امیر ابوعبداللہ حاکم قسنطینہ بھی گیا اور اس کے بھائی بھی اس کے ساتھ تھے پس ان دنوں اس نے اسے جلا وطن کرنے کے لئے مختص کر لیا اور انہیں اپنے ساتھ ملا لیا اور جب امیر ابو عنان نے اپنے بھتیجے منصور بن ابو مالک پر جدید شہر میں غلبہ پا لیا اور مغرب پر قابض ہو گیا تو اس نے سوچا کہ وہ ملوک موحدین کو ان کے علاقوں کی طرف بھیج دے اور اپنے باپ کے سینے میں ان کے مقام کو داخل کرے پس اس نے امیر ابوزید اور اس کے بھائیوں کو بھیجا اور ان میں سلطان ابوالعباس بھی شامل تھا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دراڑ کو درست کیا اور پراگندگی کو منظم کیا تھا پس وہ ان کی حکومت کے وطن اور امارت کے مقام میں پہنچے اور ان کا غلام نبیل جو ان کے باپ کا ساتھی تھا بجایہ آیا اور اس کے معاصر میں امیر ابوعبداللہ کے پاس چلا گیا پھر قسنطینہ آیا جہاں سلطان کے غلاموں میں سے ایک غلام امیر ابوالعباس فضل متغلب تھا پس جب اس نے اس کی جہات پر جھانکا اور اس کے باشندوں نے اس کے مقام کو سمجھا تو ان میں محبت کے جذبات بھڑک اٹھے اور سب نے حکومت کا ذکر کیا اور اپنے والی پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔

نبیل کا قسنطینہ سے باہر اترنا: اور نبیل قسنطینہ سے باہر اُترا پس عوام اس کی امارت کے اور اس کے موالی کی دعوت کی ذمہ داری کے حریص بن گئے اور ان کے نوکروں نے ان کے چچا کے مددگاروں پر حملہ کر دیا اور انہیں نکال باہر کیا اور قائد نبیل قسنطینہ اور اس کے نواح پر قابض ہو گیا اور اس نے پہلے کی طرح امیر ابوزید اور اس کے بھائیوں کی دعوت کو قائم کیا اور وہ

مغرب سے ان کی امارت کے مراکز کی طرف آئے جہاں ان کی دعوت قائم تھی اور ان کے جھنڈے ان کی اطراف میں لہرا رہے تھے پس وہ وہاں اس طرح اترے جیسے شیر اپنی کچھاروں میں اور ستارے اپنے آفاق میں اترتے ہیں اور امیر ابوعبداللہ محمد اپنے دوستوں اور مددگاروں کے ساتھ بجایہ شہر کے محاصرہ کے لئے تیار ہوا اور اس نے اپنے چچا کو شہر میں روک دیا اور کئی روز تک اس کی ناکہ بندی کیے رکھی پھر وہاں سے چلا گیا پھر اس کے محاصرہ کی جگہ پر واپس آ گیا اور شہر میں سے اس کے ایک مددگار نے اس سے سازش کی اور اس نے مختلف لوگوں میں مال ان کے پاس بھیج دیا تو انہوں نے اس سے وعدہ کیا کہ وہ رمضان ۷۴۹ھ کی ایک رات کو آبادگاؤں کے دروازے کھول دیں گے اور وہ شہر میں داخل ہو گیا اور اس کے ڈھولوں کی آواز سے فضا بھر گئی اور لوگ اپنی آرام گاہوں سے گھبرا کر اٹھے اور امیر اور اس کی قوم شہر میں داخل ہو گئی اور امیر فضل پہاڑ کی گھاٹیوں اور اس کے ان پرگنہ جات کی طرف برہنہ پا پیدل بھاگ گیا جو قصبہ میں جھانکتے ہیں اور وہاں روپوش ہو گیا یہاں تک کہ چاشت کے وقت ان کا پتہ چلا گیا اور اسے اس کے بھتیجے کے پاس لایا گیا تو اس نے اس پر مہربانی کی اور اسے اس کے مقام امارت بونہ تک کشتی پر سوار کرایا اور بجایہ کی حکومت خالصۃً اس امیر ابوعبداللہ کے لئے ہو گئی اور وہاں اپنے آباء کے تخت پر بیٹھا اور انہوں نے امیر ابوعنان کو فتح تجدید دوستی موالات اور اس کے باپ کی جہات کی مدافعت کے لئے کام کرنے کے بارے میں لکھا۔

فصل

الناصر بن سلطان اور اس کے دوست عریف بن یحییٰ کے تونس سے مغرب اوسط پر حملہ کرنے کے حالات

جب سلطان کو مغرب کی اطراف کے بغاوت کرنے اور اس کی قوم کے شرفاء اور دوسرے لوگوں کے اس کے مضافات پر متغلب ہونے کی اطلاع ملی اور امیر زواودہ یعقوب بن علی اپنے بچوں عمال اور وفد کے ساتھ اس کے پاس پہنچا تو اس نے تلافی امر کے لئے اپنے بیٹے الناصر کو مغرب اوسط کی طرف اپنی حکومت کے واپس لینے اور ان کے مضافات سے خوارج کے آثار کو مٹانے کے لئے بھیجنے کے بارے میں غور و فکر کیا پس وہ یعقوب بن علی کے ساتھ اٹھا اور اس نے اپنے دوست عریف بن یحییٰ امیر زغبہ کو بھی ساتھ لیا تا کہ مغرب پر غالب آنے کے لئے ان سے مدد مانگے اور ان نے ان کے آگے ایک ہراول دستہ بھیجا اور الناصر بسکرہ کی طرف گیا اور ان کے عرب اور زناتہ اور اہل وانشریس کے بنی توجین مددگار ان کے پاس جمع ہو گئے اور تلمسان سے زعیم ابوثابت اپنی قوم بنی عبدالواد وغیرہ کے ساتھ مزاحمت کے لئے ان کی طرف گیا۔

وادی ورک میں جنگ: اور وادی ورک میں دونوں فوجوں نے جنگ کی اور الناصر کی فوج تتر بتر ہوگئی اور گھبرا گئی اور وہ الٹے پاؤں بسکرہ کی طرف گیا اور امیر ابوعنان سے ملا اور اس نے اسے شاندار مقام دیا اور الناصر بسکرہ کی طرف لوٹ آیا اور اپنے مددگاروں اولاد مہلہل کے ساتھ اولاد ابواللیل اور ان کے سلطان مولیٰ فضل کو تونس سے روکنے کے لئے گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور انہیں بھی اس کے متعلق معلوم ہوگیا تو اس نے ان پر حملہ کر دیا اور یہ اس کے آگے بھاگ اٹھے یہاں تک کہ الناصر دوبارہ بسکرہ آیا اور اسے اپنا ٹھکانہ بنا لیا یہاں تک کہ اپنے باپ کی وفات کے وقت اس کے پاس تونس چلا گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

سلطان ابوالحسن کے مغرب کی طرف جانے اور مولیٰ فضل کے تونس پر متغلب ہونے اور اس کی طرف دعوت دینے والے واقعات کے حالات

جب مولیٰ فضل بن مولانا سلطان ابویحییٰ نے بجایہ کی مصیبت سے نجات پائی اور اس کے بھتیجے نے ان پر احسان کیا تو وہ اپنے مقام امارت بونہ میں چلا گیا جہاں اس سے اولاد ابواللیل کے مشائخ ملے جنہیں حمزہ بن عمر نے اس کے پاس بھیجا تھا کہ وہ اسے افریقہ کی حکومت کے لئے برانگیختہ کریں اور اسے اس میں رغبت دلائیں تو اس نے ان کے داعی کی بات کو قبول کیا اور وہ ۷۴۹ھ کی عیدالفطر کی عبادات کی ادائیگی کے بعد تیزی سے ان کی طرف گیا اور ان کے خیموں میں اترا اور انہوں نے اپنے گھوڑوں اور سواریوں کو افریقہ کے مضافات میں دوڑایا اور تونس کی طرف گئے اور اس نے جنگ کی اور کئی روز تک اس کی ناکہ بندی کئے رکھی پھر اولاد مہلہل میں سے سلطان کے مددگاروں اور اس کے بیٹے الناصر نے مغرب اوسط سے پاجولاں واپس ہونے پر ان کو تونس سے روکنے کی ذمہ داری لے لی پس انہوں نے انہیں بھگا دیا پھر اس کے محاصرہ کی جگہ پر واپس آ گئے پھر وہاں سے چلے گئے اور خالد بن حمزہ اولاد مہلہل اور اس کی قوم کے ساتھ سلطان ابوالحسن کے مددگاروں کی طرف آ گیا پس وہ طاقتور ہو گئے اور عمر بن حمزہ اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے مشرق کی طرف گیا اور اس کا بھائی ابواللیل مولیٰ فضل کے ساتھ صحرا کی طرف بھاگ گیا یہاں تک کہ الجرید کے باشندے اس کی اطاعت میں شامل ہو گئے جس کا تذکرہ

ہم کریں گے ان شاء اللہ۔

سلطان کی تونس کو روانگی: اور جب سلطان قیروان سے تونس گیا تو احمد بن مکی مبارک باد دیتے ہوئے اور سرحد اور اطراف کی بغاوت اور رعیت کے فساد سے جو اُسے واسطہ پڑا تھا اور تمام لوگوں کو اکٹھا کرنے اور ان کی اطاعت کو باقی رکھنے کے لئے جب اہل قطر سے اس کی حکومت جاتی رہی تو سلطان نے اس کے معاملے کا جو تدارک کیا اس کے بارے میں مذاکرات کرتا ہوا اس کے پاس آیا تو اس نے اُسے قابس جربہ اور الحامہ کا امیر بنا دیا اور اس کے گرد و نواح کا علاقہ عبدالواحد بن سلطان زکریا بن احمد اللحیانی کو دے دیا اور اسے احمد بن مکی کے ساتھ اس کی عملداری میں بھیجا تو وہ اپنی آمد کے چند روز بعد طاعون جارف سے جربہ میں فوت ہو گیا اور اس نے شیخ الموحدین ابوالقاسم بن عتو کو جسے اس نے اس کے مدمقابل محمد بن تافراکین کے فرار کے بعد اپنا مخلص دوست بنا لیا تھا باوجودیکہ اس کے دل میں کینہ پوشیدہ تھا توزر نفطہ اور بقیہ بلاد الجرید کا امیر مقرر کر دیا پس وہ توزر اترا اور اہل الجرید کو دوستی اور محبت پر متفق کیا۔

مولیٰ فضل کی تونس سے جنگ: اور جب مولیٰ ابوالعباس فضل نے تونس سے دوبار جنگ کی اور اولاد مہلہل کو بھگایا اور تونس کو فتح نہ کر سکا تو وہ ۷۵۰ھ میں جرید کی طرف حکومت کے بارے میں حیلہ کرتے ہوئے گیا اور ابوالقاسم بن عتو سے گفتگو کی جس میں اُسے اس کا عہد اور اس کے اسلاف کا عہد اور حقوق یاد کروائے تو اس نے ان دور کو یاد کیا اور اس پر رقت طاری ہو گئی اور سلطان سے اسے جو عقوبت پہنچی تھی اس پر غور کیا تو اس کا پوشیدہ کینہ بھڑک اٹھا پس وہ منحرف ہو گیا اور اس نے لوگوں کو مولیٰ فضل بن مولانا سلطان ابویحییٰ کی اطاعت اختیار کرنے پر آمادہ کیا تو انہوں نے اس بات کے قبول کرنے میں جلدی کی اور توزر قفصہ نفطہ اور الحامہ کے لوگوں نے اس کی بیعت کر لی پھر اس نے ابن مکین کو اس کی اطاعت کی طرف دعوت دی تو اس نے اس کی اطاعت کر لی اور قابس اور جربہ کے باشندوں نے بھی اسی طرح اس کی بیعت کر لی اور سلطان کو مولیٰ فضل کے امصار افریقہ پر قابض ہونے کی اطلاع ملی اور یہ کہ وہ تونس پر حملہ کرنے والا ہے تو وہ فکر مند ہو گیا اور اسے اپنی حکومت کے متعلق خوف پیدا ہو گیا اور اس کے رازدار اسے وسوسہ ڈالتے تھے کہ وہ مغرب کی طرف کوچ کر جائے کیونکہ اس کی حکومت کی واپسی سے ان کی آسائش واپس آ جائے گی تو اس نے ان کی بات مان لی۔

سلطان کی تونس سے روانگی: اور اس نے بحری بیڑوں کو خوراک سے بھرا اور مسافروں کی کمزوریوں کو دور کیا اور جب وہ ۷۵۰ھ کی عید الفطر کی عبادات ادا کر چکا تو وہ موسم سرما کی شدت میں سمندر پر سوار ہو گیا اور اپنے بیٹے ابوالفضل کو اس اعتماد پر تونس کا امیر مقرر کیا کہ اس کے اور اولاد حمزہ کے درمیان رشتہ داری کا تعلق پایا جاتا ہے اور وہ اس کے مقام کی وجہ سے اسے عوام کی اذیت اور بغاوت سے بچائیں گے اور وہ تونس کی بندرگاہ سے چلا اور پانچ کو بجایہ کی بندرگاہ میں داخل ہوا اور انہیں پانی کی ضرورت محسوس ہوئی تو حاکم بجایہ نے انہیں آنے سے روکا اور اس نے اپنے بقیہ سواحل کو بھی انہیں روکنے کا اشارہ کیا پس وہ ساحل کی طرف بڑھے اور جنہوں نے ان کو پانی سے روکا ان سے جنگ کی یہاں تک کہ انہوں نے ان کو مغلوب کر لیا اور پانی پیا اور چلے گئے اس رات ہوا انہیں تیزی سے لے گئی اور ہر جگہ سے ان کے پاس موجیں آئیں اور نیاموں کے ٹوٹ جانے کے بعد سمندر نے انہیں ساحل پر پھینک دیا اور اس کے بہت سے دوست اور عوام الناس غرق ہو گئے

اور موج نے سلطان کو اس کے بعض برہنہ نوکروں کے ساتھ بلاد زواودہ کے ساحل کے قریب الجزیرہ میں پھینک دیا پس وہ رات وہاں ٹھہرے اور صبح کو ان بحری بیڑوں کو جو اس آندھی سے بچ گئے تھے ان پر حملہ کر دیا اور جب انہوں نے اسے دیکھا تو اس کے قریب ہوئے اور پہاڑوں پر سے بربریوں نے اس پر آوازے کسے اور یکدم اس کے پاس آئے اور قبل اس کے کہ بربری اس کے پاس پہنچیں اس کے حقیقی مددگاروں نے اسے اٹھا لیا اور اسے الجزائر کی طرف لے گئے پس وہ وہاں اترا اور اس کے شگاف کو درست کیا اور بحری بیڑوں کی جماعت اور اس کے دوستوں میں جو اس کے پاس آیا اس نے انہیں خلعت دیے۔

<u>الناصر کا بسکرہ سے اس کے پاس جانا</u>: اور اس کا بیٹا الناصر بسکرہ سے اس کے پاس گیا اور اسے بلاد الجرید میں یہ اطلاع ملی کہ مولیٰ الفضل تونس سے کوچ کر گیا پس وہ تیزی سے تونس گیا اور وہاں اپنے بیٹے اور اپنے باقی ماندہ دوستوں کے ہاں اترا' پس انہوں نے اس پر غلبہ پا لیا اور اہل شہر نے ان سے رابطہ کیا اور انہوں نے منیٰ کے روز قصبہ کو گھیر لیا اور انہوں نے قصبہ کے امیر ابن السلطان ابوالفضل کو امان پر اتار لیا تو وہ ابواللیل بن حمزہ کے گھر کی طرف گیا اور اس نے اس کے مامن تک پہنچانے کے لئے اس کے ساتھ آدمی بھیجے پس وہ اپنے باپ کے پاس الجزائر چلا گیا اور بنی عبدالقوی میں سے علی بن یوسف نے جس نے لمدیہ میں بغاوت کی ہوئی تھی سلطان کے پاس جانے میں جلدی کی اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا اور اس کی خاطر امارت چھوڑ دی اور اس نے خیال کیا کہ یہ تو صرف اس کی دعوت کا قائم کرنے والا ہے تو اس نے اس کی بات قبول کر لی اور اسے اس کی عملداری پر قائم رکھا اور اس کے سویدی' حرثی اور حصینی عرب دوست اور ان کے ہوا خواہ جو اس کے مطیع دوست وترمار بن عریف کے پاس جمع ہو گئے تھے اس کے پاس گئے اور اسی طرح امیر مغراوہ علی بن راشد بھی اس کے پاس گیا اور اسے بنی عبدالواد نے بھیجا اور اس پر شرط عائد کی کہ جب اس کا کام مکمل ہو جائے تو وہ اپنے وطن اور عملداری پر قائم رہے تو اس نے عہد شکنی کے خوف سے اس شرط کے قبول کرنے سے انکار کیا اور بنی عبدالواد کی مدد کے لئے گیا اور حاکم تلمسان ابوسعید عثمان نے امیر ابوعنان کو کمک کا پیغام بھیجا تو اس نے بنی مرین کی فوج اس کی طرف بھیج دی اور اس پر یحییٰ بن رحو بن تاشفین بن معطی کو جو تیربیغن سے تھا' سالار مقرر کیا اور زعیم ابوثابت بنی مرین اور مغراوہ کی فوج کے ساتھ سلطان ابوالحسن سے جنگ کرنے کے لئے گیا اور سلطان الجزائر سے نکلا اور اس نے متیجہ میں پڑاؤ کیا اور وترمار نے بقیہ عربوں کو ان کے خیموں میں اکٹھا کیا اور وہ وہاں ان سے ملا اور وہ سلف کی طرف کوچ کر گئے اور جب شدیونہ میں دونوں فوجوں کی جنگ ہوئی تو مغراوہ نے بے جگری سے حملہ کیا اور اس کے بیٹے الناصر نے پامردی دکھائی اور جولانی میں اسے نیزہ لگا اور وہ ہلاک ہو گیا اور سلطان کے میدانِ کارزار میں کھلبلی مچ گئی اور اس کا پڑاؤ اور خیمے لوٹ لئے گئے اور وہ اپنے خیام کے لٹ جانے کے بعد اپنے دوست وترمار بن عریف اور اس کی قوم کے ساتھ بھاگ گیا پس وہ جبل وانشریس کی طرف چلے گئے پھر جبل راشد میں گئے اور لوگ ان کے تعاقب سے لوٹ آئے اور الجزائر کی طرف پلٹ گئے اور اس پر متغلب ہو گئے اور وہاں جو سلطان کے دوست تھے انہوں نے ان کو وہاں سے نکال دیا اور مغرب اوسط سے اس کی دعوت کے جملہ آثار کو مٹا دیا۔ واللہ امر بید اللہ یوتیہ من یشاء۔

فصل

سجلماسہ پر سلطان کے غلبہ پانے پھر وہاں سے اپنے بیٹے کے آگے مراکش کی طرف بھاگنے اور اس پر قبضہ کرنے اور اس کے درمیان ہونے والے واقعات کے حالات

جب شدبونہ سے سلطان کی فوج تتر بتر ہوگئی اور اس کی فوجوں میں کمی ہوگئی اور اس کا بیٹا الناصر فوت ہوگیا تو وہ اپنے دوست وترمار کے ساتھ صحرا کی طرف نکل گیا اور اپنی قوم سوید کے خیموں اور جبل وانشریس کے سامنے ان کے اوطان میں چلا گیا اور اس نے اپنی قوم کے موطن اور اپنے دار الخلافہ مغرب کی طرف جانے کا ارادہ کیا اور اس کے ساتھ اس کا دوست وترمار بھی اپنی قوم کے مسافروں کے ساتھ کوچ کر گیا اور وہ جبل راشد کی طرف گئے پھر انہوں نے دور دراز کے راستے اختیار کئے اور جنگلات کو طے کر کے صحرا میں سجلماسہ آئے اور جب انہوں نے سجلماسہ پر جھانکا اور اس کے باشندوں نے سلطان کو دیکھا تو وہ پروانوں کی طرح اس پر ٹوٹ پڑے اور دوشیزائیں اپنے پردوں کے پیچھے سے اس کی طرف میلان کرتی ہوئیں اور اس کی حکومت کو ترجیح دیتی ہوئیں اس کے پاس آ گئیں اور سجلماسہ کا عامل اپنی نجات گاہ کی طرف بھاگ گیا اور جب امیر ابوعنان کو سجلماسہ جانے کی اطلاع ملی تو وہ اپنی فوج کے ساتھ اس کی کمزوریوں کے دور کرنے اور انہیں بے شمار عطیات دینے کے بعد اس کی طرف کوچ کر گیا اور بنی مرین کو سلطان سے اعراض تھا اور وہ جنگوں میں ان کے امداد ترک کرنے اور شدائد میں فرار اختیار کرنے کے گناہ کے باعث ان کے شر سے ڈرتا تھا اور جب وہ سفروں میں ان کے ساتھ دور جا رہا تھا اور ان کے ساتھ ہلاکتوں کی تکالیف برداشت کر رہا تھا تو اس وجہ سے وہ اس کی مخالفت پر متفق تھے اور جھگڑے میں اس کے بیٹے کی خیر خواہی میں مخلص تھے جونہی سلطان وہاں ٹھہرا اسے اطلاع ملی کہ وہ بے شمار فوجوں کے ساتھ اس کے پاس پہنچ رہے ہیں اور اس کے دفاع کے لئے تیزی سے آ رہے ہیں اور اسے اپنی حالت سے معلوم ہوگیا کہ وہ ان کے دفاع کی طاقت نہیں رکھتا اور اس کا دوست وترمار بھی اپنی قوم سوید کے ساتھ اسے چھوڑ کر بھاگ گیا اور اس کے حالات میں سے یہ ہے کہ عریف بن یحیٰ امیر ابوعنان کے پاس آیا اور اس نے اُسے ان کے شرف و دوستی کی وجہ سے قابل عزت مقام دیا یہاں تک کہ اسے اطلاع ملی کہ وترمار سلطان کا خیر خواہ اور اس کا مددگار ہے اور اپنے چراگاہوں کے متلاشی سمیت جس سے وہ کسی وجہ سے

ناراض تھا اس کے ساتھ مغرب کو جا رہا ہے اور اس نے اُسے قسم دی کہ اگر تو نے سلطان کو نہ چھوڑا تو میں تجھ پر اور تیرے دسیوں بیٹوں پر حملہ کروں گا اور وہ امیر ابو عنان کے مددگاروں میں اس کے ساتھ تھا اور اس نے اُسے حکم دیا کہ وہ اُسے یہ بات لکھ دے تو وترمار نے اپنے باپ کی رضامندی کو ترجیح دی اور اُسے معلوم ہو گیا کہ وہ مغرب کے وطن میں سلطان کو کم ہی کفایت کرے گا پس وہ اسے چھوڑ گیا اور بسکرہ میں اپنا سفر ختم کر دیا اور رودا امیر ابو عنان کے پاس جانے تک وہیں رہا جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور جب سلطان نے سجلماسہ کو چھوڑ دیا تو امیر ابو عنان اس میں داخل ہو گیا اور اس نے اس کے اطراف کو استوار کیا اور اس کے شگافوں کو بند کیا اور بنی ونکاسن کے سردار یحیاتن بن عمر بن عبدالمومن کو اس کا امیر مقرر کیا اور اُسے اطلاع ملی کہ سلطان مراکش جانے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس نے وہاں جانے کا عزم کر لیا اور اس کی قوم کے پاس پلٹ آئی تو وہ انہیں لے کر فاس واپس آ گیا یہاں تک کہ سلطان کے ساتھ ان کے وہ واقعات ہوئے جن کو ہم بیان کریں گے۔

فصل

مراکش پر سلطان کے غالب آنے پر امیر ابو عنان کے آگے شکست کھانے اور جبل ہنتاتہ میں وفات پانے کے حالات

جب سلطان ۷۵۱ھ میں امیر ابو عنان اور بنی مرین کی فوج کے آگے سجلماسہ سے بھاگا تو اس نے مراکش کا قصد کیا اور جبال مصامدہ کی وحشت ناک جگہوں کو عبور کرتا ہوا اس کی طرف گیا اور جب اس کے قریب گیا تو ہر طرف سے اہل جہات نے اس کی اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی اور وہ ہر بلندی سے دوڑے اور مراکش کا گورنر امیر ابو عنان سے ملا اور ٹیکس آفیسر ابو محمد بن ابی مدین ٹیکس کے جمع شدہ مال کے ساتھ سلطان کے پاس آ گیا تو اس نے اُسے منتخب کر لیا اور اُسے کاتب بنا لیا اور اسے اپنی علامت سپرد کر دی اور اس نے اموال کو جمع کیا اور عطیات تقسیم کئے اور جشم کے عرب قبائل اور بقیہ مصامدہ اس کی اطاعت میں شامل ہو گئے اور مراکش میں اسے وہ حکومت ملی جس کے ساتھ اس نے اس کی سلطنت پر واقف ہونے کی آرزو کی نیز یہ کہ فارطا اپنی حکومت کو چھیننے والے کے ہاتھ سے واپس لے اور امیر ابو عنان جب فاس کی طرف واپس آیا تو اس نے اس کے میدان میں پڑاؤ کیا اور عطیات دینے اور کمزوریوں کے دور کرنے میں لگ گیا اور اس نے ٹیکس کے کاتب یحییٰ بن حمزہ بن شعیب بن محمد بن ابی مدین کو گرفتار کر لیا اور اس پر الزام لگایا کہ وہ اس کے سجلماسہ سے مراکش جانے کی وجہ سے اس پر حملہ کرنے کے لئے بنی مرین کی مدد کر رہا ہے اور اس کا چچا ابوالمجد ٹیکس کے جو اموال لے کر سلطان کے پاس گیا تھا اس کی وجہ سے اس کا غصہ بھڑک اٹھا اور اس کے کاتب اور مخلص دوست ابو عبداللہ محمد بن ابی محمد بن عمر نے اس کے متعلق چغلی کر

کے اُسے وسوسہ ڈال دیا کیونکہ ان دونوں کے درمیان حسد پایا جاتا تھا پس اس نے اُسے گرفتار کرلیا اور اُسے مبتلائے آلام کیا پھر اس کی زبان قطع کردی اور وہ اس آزمائش میں ہلاک ہو گیا اور امیر ابوعنان اور بنی مرین کی فوجیں مراکش کی طرف کوچ کر گئیں۔

امیر ابوعنان اور سلطان کی جنگ: اور سلطان ان کے مقابلہ و مزاحمت کے لئے باہر نکلا اور دونوں فریق وادی الربیع میں پہنچ گئے اور ہر ایک اپنے ساتھی کے وادی سے گزرنے کا انتظار کرنے لگا پھر سلطان ابوالحسن نے اسے پار کیا اور سب تیاری میں لگ گئے اور آخر صفر ۱۵۷ھ میں تامرغوست کے مقام پر فریقین کی جنگ ہوئی اور سلطان کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور اس کی فوج شکست کھا گئی اور بنی مرین کے بہادر اسے آملے اور ہیبت اور حیا کی وجہ سے اسے چھوڑ کر واپس ہو گئے اور اس کے فرار کے وقت اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی تو وہ زمین میں گر پڑا اور شہسوار اس کے اردگرد چکر لگا رہے تھے اور ابودینار سلیمان بن علی بن احمد امیر زواودہ اور اس کا بھائی یعقوب کے نائب نے انہیں روکا اور اس نے سلطان کے ساتھ الجزائر سے ہجرت کی تھی اور اس وقت تک اس کے مددگاروں میں شامل تھا پس اس نے اس کا دفاع کیا یہاں تک کہ وہ اس کا مددگار بن کر اس کے پیچھے چلا اور اس نے اس کے حاجب علال بن محمد کو گرفتار کرلیا اور وہ امیر ابوعنان کے ہاتھ میں آ گیا جسے اس نے قید خانے میں ڈال دیا یہاں تک کہ اس نے اپنے باپ کی وفات کے بعد اس پر احسان کیا۔

سلطان کی جبل ہنتاتہ کی طرف روانگی: اور سلطان جبل ہنتاتہ کی طرف روانہ ہو گیا اور اس کے ساتھ ان کا سردار عبدالعزیز بن محمد بن علی بھی تھا پس وہ اس کے ہاں اترا اور اس نے اُسے پناہ دی اور اس کی قوم ہنتاتہ کے سردار اور معاہدہ کے جو لوگ ان کے ساتھ شامل تھے وہ اس کے پاس آئے اور انہوں نے اس کے دفاع کے بارے میں مشورہ اور معاہدہ کیا اور اس کی موت پر بیعت کی اور ابوعنان بھی اس کے پیچھے پیچھے آیا اور مراکش میں اترا اور اس نے اپنی فوجوں کو جبل ہنتاتہ پر اتارا اور اس کے محاصرہ کے لئے اور اس سے جنگ کرنے کے لئے میگزین مرتب کئے اور اس کا قیام لمبا ہو گیا اور سلطان نے اپنے بیٹے سے رحم کی اپیل کی اور اپنے حاجب محمد بن ابی عمر کو بھیجا تو وہ اس کے پاس گیا اور اس نے امیر ابوعنان کی طرف سے اچھی طرح معذرت کی اور اس نے اس کے ساتھ رضامند ہونے کا مطالبہ کیا تو وہ اس سے راضی ہو گیا اور اس نے اس کو ولی عہدی کا پروانہ لکھ دیا اور اُسے اشارہ کیا کہ وہ اُسے مال اور چادریں بھیجے پس اس نے حاجب بن ابی عمر کو بھیجا کہ وہ ان چیزوں کو اپنے ملک کے دارالخلافہ کے خزانے سے نکالے اس دوران میں سلطان بیمار ہو گیا اور اس کے مددگاروں اور خواص نے اس کا علاج کیا اور اس نے خون نکلوانے کے لئے فصد کروائی پھر اس نے اپنی فصد سے طہارت کے لئے پانی استعمال کیا تو اسے ورم ہو گیا اور وہ چند راتوں بعد ۲۳ ربیع الثانی ۲ ۱۵۷ھ کو فوت ہو گیا اور اس کے دوستوں نے اس کے بیٹے کو اطلاع دی جو مراکش کے میدان میں اپنے پڑاؤ میں تھا اور اسے چارپائی پر ڈال کر اس کے پاس بھیج دیا پس وہ اسے برہنہ سر برہنہ پا ہو کر ملا اور اس کی چارپائی کو بوسہ دیا اور رویا اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور اس کے دوستوں اور خواص سے راضی ہو گیا اور اپنی حکومت میں ان کا پسندیدہ مقام انہیں دیا اور اپنے باپ کو مراکش میں دفن کر دیا یہاں تک کہ اسے شالہ میں اپنے اسلاف کے مقبرہ میں لے گیا جو فاس کے راستے میں ہے اور اس نے ابودینار بن علی بن احمد کا شاندار استقبال کیا اور اسے کشادہ جگہ پر اتارا اور اسے اعلیٰ انعام دیا اور اُسے خلعت اور سواریاں دیں اور فاس سے اپنی قوم کی طرف واپس آیا اور انہیں تلمسان میں

سلطان ابوعنان سے ملاقات کرنے پر آمادہ کرنے لگا کیونکہ اس نے اپنے باپ کی وفات کے بعد اس کی طرف آنے کا قصد کیا تھا اور اس نے امیر ابوبجناتہ عبدالعزیز بن محمد کا لحاظ کیا جس نے سلطان کو پناہ دی اور اس کی حفاظت میں موت کو قبول کیا تھا پس اس نے اسے اس کی قوم پر امیر مقرر کر دیا اور اپنی حکومت اور مجلس میں اعلیٰ مقام دیا اور اس کی بہت تکریم کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل

سلطان ابوعنان کے تلمسان کی طرف جانے اور انکاد میں بنی عبدالواد پر حملہ کرنے اور ان کے سلطان سعید کے وفات پانے کے حالات

جب سلطان ابوالحسن فوت ہو گیا اور محاصرہ کا کام ختم ہو گیا تو سلطان ابوعنان فاس کی طرف کوچ کر گیا اور اس نے اپنے باپ کے اعضاء کو لے جا کر شالہ میں اپنے مقبرہ میں اپنے اسلاف کے ساتھ دفن کر دیا اور جلدی سے فاس کی طرف آیا اور وہ بااختیار امیر تھا اور حکومت جھگڑا کرنے والے سے خالی تھی پس وہ فاس میں اترا اور اس نے بنی عبدالواد کے ہاتھوں سے اس ملک کو واپس لینے کے لئے بنی عبدالواد سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا جسے چھڑانے کے لئے وہ میلان رکھتے تھے اور جب ۷۵۳ھ کی فتح ہوئی تو اس نے عطیات دینے کا اعلان کیا اور کمزوریوں کو دور کیا اور جدید شہر کے میدان میں پڑاؤ کر لیا اور فوجوں پر سوار ہوا اور تلمسان جانے کے ارادے سے کوچ کر گیا اور ابوسعید اور اس کے بھائی کو خبر ملی تو انہوں نے اپنی قوم اور اپنے مددگاروں اور زناتہ اور عربوں کے گروہوں کو جمع کیا اور اس سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کر گئے اور سلطان اپنی فوجوں کے ساتھ وادی ملویہ میں اترا اور کئی روز تک فوجوں اور عربوں کو روکنے کے لئے ٹھہرا رہا پھر تیاری کے ساتھ کوچ کر گیا یہاں تک کہ انکاد کے میدان میں اترا اور دونوں فوجیں ایک دوسرے کے سامنے آ گئیں اور چھاؤنی میں جو لوگ سب سے آگے پیچھے وہ بھاگ گئے اور عربوں کے پاس چلے گئے اور سلطان پوری تیاری کے ساتھ بحر قتال میں کود پڑا اور جنگ سے فضا تاریک ہو گئی اور جب وہ اس کی سختی سے نکل کر ان کی طرف آیا اور ان کی صفوں میں جا گھسا تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور ہاتھ بلند کر دیے اور بنو مرین نے ان کا تعاقب کیا اور ان کے پڑاؤ پر قابض ہو گئے اور اسے لوٹ لیا اور قتل و قید سے ان کی بیخ کنی کر دی اور انہیں قیدی بنا کر ہتھکڑیاں ڈال دیں اور رات نے انہیں آ لیا اور وہ ان کے تعاقب میں بھاگے جا رہے تھے اور اس نے ان کے سلطان ابوسعید کو گرفتار کر لیا پس اسے سلطان کے پاس لایا گیا تو اس نے اس کے قید کرنے کا حکم دے دیا اور دوسرے دن بنی مرین کے ہاتھوں کو معقلی عربوں کے خیموں پر کھول دیا پس انہوں نے انہیں لوٹ لیا اور ان کے اموال کو اس

بدلے میں لوٹ لیا کہ انہوں نے اس میدان کی وسعت میں محلہ میں لوٹنے کا لالچ کیا تھا پھر وہ تیاری کر کے تلمسان چلا گیا اور اسی سال کے ربیع الاول میں وہاں اترا اور اس کی حکومت میں اس کا قدم استوار ہو گیا اور اس نے ابوسعید کو بلا کر زجر و توبیخ کی اور حسرت پیدا کرنے کے لئے اسے اس کے مضافات دکھائے اور اس نے فقہاء اور ارباب فتویٰ کو بلایا تو انہوں نے اس سے جنگ کرنے اور اُسے قتل کرنے کا فتویٰ دیا پس اس نے اس کے بارے میں حکم الٰہی کو نافذ کیا اور اُسے اس کے قید خانے میں قید سے نویں دن قتل کر دیا گیا اور اسے دوسروں کے لئے عبرت بنا دیا اور اس کا بھائی زعیم ابوثابت مشرق کی جانب چلا گیا اور اس کے حالات کو ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

فصل

ابوثابت کے حال اور وادی شلف میں بنی مرین کے اس پر حملہ کرنے اور بجایہ میں موحدین کے اس کو گرفتار کرنے کے حالات

جب سلطان نے انکاد میں بنی عبدالواد پر حملہ کیا اور ان کے سلطان ابوسعید کو گرفتار کیا تو اس کا بھائی ابوثابت ایک جماعت کے ساتھ بچ گیا اور تلمسان سے گزرا تو اس نے ان کی مستورات اور باقی ماندہ سامان کو اٹھا لیا اور مشرق کی طرف بھاگ گیا اور بلاد مغراوہ میں شلف مقام پر اترا اور وہیں پڑاؤ کر لیا اور زناتہ کے اوباش لوگ اس کے پاس آئے اور اس کے دل میں جنگ کرنے کا خیال آیا اور اس نے صبر و ثبات وعدہ کیا اور سلطان نے اپنے وزیر فارس بن میمون بن ودرار کو بنی مرین کی فوجوں کے ساتھ بھیجا پس وہ جلدی سے ان کے پاس گیا اور تلمسان سے ان کے پیچھے کوچ کر گیا اور جب دونوں فریق آمنے سامنے ہوئے تو دونوں نے بڑی بے جگری سے جنگ کی اور قراع سے دریا میں گھس گئے۔

پھر بنو مرین نے بے جگری سے حملہ کیا اور نہر عبور کر کے ان کے پاس چلے گئے تو وہ منتشر ہو گئے اور انہوں نے ان کا تعاقب کیا اور انہیں قتل کر دیا اور ان کے پڑاؤ کو لوٹ لیا اور ان کے اموال اور چوپایوں اور عورتوں کو ہانک کر لے گئے اور ان کے پیچھے چلے گئے اور وزیر نے سلطان کو فتح کا خط لکھا اور ابوثابت رات کو الجزائر سے گزرا اور مشرق کی جانب چلا گیا پس قبائل زواوہ نے ان کو روکا اور انہیں گھوڑوں سے اتار کر پیدل چلایا اور ان کے سلطان کو لوٹ لیا اور وہ ننگے پاؤں ننگے بدن گزرے اور وزیر الجزائر میں اترا اور اس پر قبضہ کر لیا اور ان سے سلطان کی بیعت کا تقاضا کیا تو انہوں نے بیعت کر لی اور وزیر لمدیہ میں اترا اور اُس نے امیر ابویحییٰ کے پوتے مولیٰ ابی عبداللہ امیر بجایہ اور اس کے دوست وتر نار اور مخلص دوست یعقوب بن علی کو ابوثابت کو گرفتار کرنے کے متعلق اشارہ کیا تو انہوں نے ان کے متعلق اپنی آنکھیں تیز کر دیں اور ان کی

گھات میں بیٹھے اور بعض ملازموں کو ابوثابت اور اس کے بھتیجے ابی زیان بن ابی سعید اور ان کے وزیر یحییٰ بن داؤد کے متعلق اطلاع مل گئی تو انہوں نے ان کو امیر بجایہ کے پاس پہنچا دیا تو اس نے انہیں قید کر دیا اور خود لمدیہ میں سلطان کی ملاقات کو چلا گیا اور انہیں اپنے ہراول کے ساتھ بھیجا اور آپ ان کے پیچھے آیا اور سلطان نے اس سے اعزاز و اکرام سے ملنے کے بعد اپنے لمدیہ کے پڑاؤ میں اس کی خوب مہمان نوازی کی اور اس کی ملاقات کے لئے سوار ہوا اور وہ سلطان کی خاطر اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور سلطان بھی اس کے بدلے میں اتر پڑا اور اس نے ابوثابت کو جیل میں ڈال دیا اور لمدیہ میں اس کے مقام کی وجہ سے زواودہ کے وفود اس کے پاس آئے تو اس نے اس کے وفد کا اعزاز کیا اور انہیں خلعتوں سواریوں اور سونے کے قیمتی عطیات دیے اور وہ اچھی طرح واپس گئے اور اسے اپنے اسی مقام پر الزاب کے عامل ابن مزنی اور ان کے وفد کی بیعت موصول ہوئی تو اس نے ان کا اکرام کیا اور ان سے حسن سلوک کیا اور سلطان مغرب اوسط کے کام سے فارغ ہو گیا اور عمال کو اس کے نواح میں بھیجا اور اس کی اطراف کو استوار کیا اور وہ افریقہ کی حکومت کی طرف مائل ہوا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

بجایہ پر سلطان ابوعنان کے قبضہ کرنے اور وہاں کے حکمران کے مغرب کی طرف جانے کے حالات

جب بجایہ کا حکمران سلطان ابوعبداللہ محمد بن امیر ابوزکریا یحییٰ اس سال کے شعبان میں لمدیہ میں سلطان کے پاس پہنچا تو سلطان اس کے پاس آیا اور اسے عزت و احترام کے ساتھ جگہ دی تو امیر نے اس سے علیحدگی میں گفتگو کی اور اس کی حکمداری کے باشندوں سے ٹیکس روکنے فساد کرنے محافظوں کے ہٹانے اور بھیدیوں کی خودسری سے اُسے جو تکلیف پہنچی تھی اس کی اس کے پاس شکایت کی اور سلطان اس قسم کی باتوں کو دیکھ رہا تھا اس نے اسے دست بردار ہونے کا مشورہ دیا نیز یہ کہ وہ اسے اس کے بدلے میں اپنے ملک سے جسے وہ پسند کرے گا وہ علاقہ دے دے گا تو اس نے فوراً اس مشورہ کو قبول کر لیا اور اس نے اپنے حاجب محمد بن ابی عمر کے ساتھ اس سے سازش کی کہ وہ لوگوں کی موجودگی میں اس کی شہادت دے تو اس نے ایسے ہی کیا اور اس کے بھیدیوں نے اس بات پر اُسے ملامت کی اور ان میں سے بعض اس کے پڑاؤ سے بھاگ گئے اور افریقہ چلے گئے اور ان میں کچھ علی بن قائد محمد بن الحکیم کے پاس چلے گئے اور سلطان نے اُسے حکم دیا کہ وہ خود شہر کے عامل کو وہاں سے دستبردار ہونے اور سلطان کے عامل کو قبضہ دینے کا خط لکھا تو اس نے ایسے ہی کیا اور سلطان نے عمر بن علی وطاسی کو

وہاں کا امیر مقرر کیا جو وزیر کے ان لڑکوں میں سے تھا' جن کے تازہ وطا میں بغاوت کرنے کے حالات ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں اور جب سلطان نے مغرب اوسط سے اپنی حاجت پوری کر لی اور بجایہ پر قابض ہو گیا تو عید الفطر ادا کرنے کیلئے تلمسان واپس آ گیا اور جمعہ کے روز اس میں داخل ہو گیا اور اس نے ابو ثابت اور اس کے وزیر یحییٰ بن داؤد کو دو اونٹوں پر سوار کروایا جو اس محفل میں دو قطاروں کے درمیان ان دونوں کے ساتھ قدم اٹھاتے تھے پس یہ دونوں حاضرین کے لئے عبرت بن گئے اور دوسرے دن انہیں ان کے مقتل میں لا کر نیزے مار مار کر قتل کر دیا گیا اور سلطان نے بجایہ کے حکمران مولیٰ امیر ابو عبداللہ کی بہت پذیرائی کی اور اس کی عزت افزائی کے لئے اپنی مجلس میں اس کے لئے فرش بچھایا' یہاں تک کہ ضہاجہ اور اہل بجایہ نے عمر بن علی کے خلاف بغاوت کر دی جسے ہم بیان کرنے والے ہیں۔

فصل

اہل بجایہ کے بغاوت کرنے اور حاجب کے فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کرنے کے حالات

یہ ضہاجہ' لکانہ کی اولاد میں سے جو قلعہ اور بجایہ کے بادشاہ تھے' ان کے اولین' موحدین کی حکومت کے آغاز میں وادی بجایہ میں وہاں کے کتامی بربرہ کے قبائل کے درمیان بنی وریاکل کے مواطن میں اترے تھے اور موحدین نے انہیں ان کے ساتھ خشک سالی کی وجہ سے جاگیریں دی تھیں جس کی وجہ سے انہیں حکومت میں اعتزاز و قوت حاصل تھی اور اس امیر ابو عبداللہ نے اپنی حکومت کے آغاز میں ان میں کئی آدمیوں کو مارا اور ان کے اکابر مشائخ میں سے محمد بن تمیم کو قتل کر دیا اور اس کا ساتھی' فارح' جو ابن سید الناس کا غلام تھا اس کے باپ امیر ابو زکریا کے عہد سے ان کا نمبردار تھا اور وہ مولیٰ ابی عبداللہ سے بے قابو تھا پس جب وہ سلطان ابی عنان کے لئے اپنی امارت سے دست بردار ہوا تو وہ اس بات سے ناراض ہوا اور اسے اس پر ملامت کی اور اس نے اس بات کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور اپنے کمال کی وجہ سے اسے ظاہر نہ کیا اور اس کے امیر نے اسے عمر بن علی وطاسی کے ساتھ اپنی مستورات' سامان اور گھریلو استعمال کی چیزوں کو لانے کے لئے بھیجا پس جب یہ وہاں پہنچا تو ضہاجیوں نے بدسلوکی اور پامالی کے بوجھ سے اپنے انجام کے بارے میں اس سے شکایت کی تو اس نے ان کی شکایت کو قبول کیا اور انہیں بنی مرین پر حملہ کرنے اور قسنطینہ کے حکمران مولیٰ ابی زیان کے لئے موحدین کی دعوت قائم کرنے کے لئے آمادہ کیا تو انہوں نے اس کی بات مان لی اور قصبہ میں عمر بن علی کی نشست گاہ پر اچانک حملہ کرنے پر ایکا کر لیا اور ان کے مشائخ میں سے منصور بن الحاج نے اس میں بڑا پارٹ ادا کیا اور امراء کے دستور کے مطابق صبح سویرے اس کے گھر گیا اور جب اس کے ہاتھ چومنے کے لئے جھکا تو اسے اپنا خنجر گھونپ دیا اور وہ زخمی ہو کر اپنے گھر کی طرف بھاگا تو انہوں نے اندر داخل ہو کر اسے قتل کر دیا اور شہر کے اوباشوں نے ذوالحجہ ۳ ۷۵ھ کو بغاوت کر دی اور حاجب فارح سوار ہوا اور منادی کرنے

والے نے قسنطینہ کے حکمران مولیٰ ابی زید کی دعوت کا نعرہ لگایا اور خبر کو لے کر اس کے پاس گئے اور اُسے دعوت دی تو اس نے انہیں جواب دینے میں سستی سے کام لیا اور مولیٰ ابن المعلوجی کو ان کا معاملہ سنبھالنے کے لئے بھیجا۔

ابو عبید اللہ کی گرفتاری: اور سلطان کو خبر ملی تو اس نے مولیٰ ابو عبید اللہ پر تہمت لگائی کہ اس نے اپنے حاجب سے سازش کی ہے پس اس نے اس کو اس کے گھر میں قید کر دیا اور بجایہ کے سرداروں کا جو وفد اس کے دروازے پر تھا اسے بھی قید کر دیا اور اہل بجایہ کے مشائخ کی آراء معلوم ہو گئیں اور ان کے آدمیوں اہل الرائے اور اہل مشورہ نے حملہ کے بارے میں ضہاجہ اور عجمی کافروں کے متعلق چغلی کی اور قائد ہلال مولیٰ ابن سید الناس نے ان سے سازش کی اور انہوں نے قسنطینہ کے حکمران کی جانب سے نائب کے پہنچنے کے روز فارح پر حملہ کرنے کا ایکا کر لیا پس انہوں نے اعلانیہ حاجب کی برائی کی اور اسے مسجد میں مشورہ کے لئے بلایا اور وہ ان کے معاملے میں چوکنا ہو گیا اور شیخ القنوی احمد بن ادریس کے گھر میں گھس گیا پس وہ اس کے گھر میں داخل ہو گئے اور اس کے غلام محمد بن سید الناس نے مل کر اُسے نیزہ مارا اور اُسے نڈھال کر دیا اور اس کے اعضاء کو گھر کی چھت سے پھینک دیا اور اس کا سر کاٹ کر سلطان کے پاس بھیج دیا۔

منصور کا فرار: اور منصور بن الحاج اور اس کی قوم ضہاجہ شہر سے بھاگ گئے اور بندرگاہ پر سلطان کے خواص میں سے احمد بن سعید القرمونی اپنے کسی کام کے لئے تونس سے کشتی پر آیا ہوا تھا اور اس دن وہ بجایہ کی بندرگاہ پر آیا تو انہوں نے اُسے اتار لیا اور اس کے پاس جمع ہو گئے اور سلطان کی دعوت و اطاعت کی آواز دی اور احمد القرمونی نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ بنی مرین کے مشائخ میں سے یحیانن بن عمر بن عبد المومن الونکاسی کو تدلس کے قائد کے پاس بھیجیں پس انہوں نے اُسے بلایا تو وہ ایک فوج کے ساتھ ان کے پاس پہنچ گیا اور انہوں نے ان کے حالات سلطان کو بھیجے اور انتظار کرنے لگے اور جب سلطان کو اپنے حاجب محمد بن ابی عمر کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ بجایہ پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو اس نے تلمسان کے میدان میں پڑاؤ کر لیا اور سلطان نے اپنی قوم اور سپاہیوں سے پانچ ہزار سواروں کو اس کے لئے چن لیا اور ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور انہیں خوب عطیات دیئے پس وہ عید الاضحیٰ کی عبادات کی ادائیگی کے بعد اٹھا اور تیزی سے بجایہ کی طرف گیا اور جب وہ بنی حسن میں اترا تو انہوں نے ضہاجہ کو اس کے لئے اکٹھا کیا پھر انہوں نے جنگ سے بزدلی دکھائی اور قسنطینہ چلے گئے اور وہاں سے گزر کر تونس چلے گئے اور حاجب ان کے تیکلات کے پڑاؤ میں اترا اور مشائخ اور وزراء اس کے پاس آئے پس اس نے قائد ہلال کو گرفتار کر لیا اور اسے واپس سلطان کے پاس بھیج دیا اور تیاری کے ساتھ شہر آیا اور شروع محرم ۳ ۵۷ھ میں اس کے قصبہ میں اترا اور لوگوں کو تسلی دی اور مشائخ کو خلعت دیئے اور علی اور محمد بن سید الناس کو منتخب کر لیا اور اپنے معاملے میں ان سے مدد مانگی اور اس نے اوباشوں کی ایک پارٹی اور ان کے دو سو سے زیادہ ماتحتوں کو جن پر بغاوت کا الزام تھا گرفتار کر لیا اور انہیں قید کر دیا اور انہیں کشتیوں پر سوار کروا کر مغرب کو بھیج دیا پس لوگ پرسکون ہو گئے اور ہر جانب سے زواودہ کے وفود آنے لگے اور اس نے انہیں خوب عطیات دیئے اور ان سے اطاعت کا مطالبہ کیا اور الزاب کے عامل سے حسن سلوک کیا اور اس کے شگافوں کو بند کیا اور اپنے داخلہ سے دو ماہ بعد یکم جمادی الاوّل کو تلمسان کی طرف کوچ کر گیا اور اس کے ساتھ جو عرب اور وفود تھے ان کو تیزی سے لے گیا۔

ابن خلدون کی عزت افزائی: اور ان وفود میں بھی ان میں شامل تھا اس نے مجھے خلعت دیا اور سواری دی اور میرے عطیہ کو زیادہ کیا اور میرے لئے خیمے لگوائے اور میں اس کے سواروں میں گیا اور وہ جمادی الاوّل کے آخر میں تلمسان میں آیا اور سلطان وفد کے لئے بیٹھا اور جو گھوڑے اور تحائف لائے گئے تھے اس کے سامنے ایک ایک کر کے پیش کیے گئے اور وہ جمعہ کا دن تھا پھر سلطان نے وفد کو قیمتی انعامات دیے اور یوسف بن مزنی اور یعقوب بن علی کو مزید حسن سلوک اور نیکی کے لئے مختص کیا اور انہیں خاصی عزت دی گئی اور اس نے انہیں افریقہ اور قسنطینہ سے جنگ کرنے کے بارے میں حکم دیا اور حاجب بن ابی عمر باوجود اس کی ناپسندیدگی کے ان کے ساتھ واپس آ گیا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے اور وہ یکم شعبان ۷۶۴ھ کو اپنے مواطن کی طرف واپس لوٹ آئے اور سلطان سے قیمتی انعامات خلعتیں اور سواریاں حاصل کرنے کے بعد اس نے اپنی قوم کے ساتھ اپنے شہر میں جاگیریں دینے کے نئے وعدے کئے۔

فصل

حاجب بن ابی عمرو کے واقعات اور سلطان کے اسے بجایہ کی سرحد پر امیر مقرر کرنے اور قسنطینہ سے جنگ کرنے پر سالار مقرر کرنے اور اس کے لئے اس کے تیار ہونے کے حالات

اس آدمی کے سلف مہدیہ کے باشندے تھے جو افریقہ میں بنی تمیم کے عرب انخیاء میں سے تھے اور اس کا دادا علی سلطان المستنصر کے بلانے سے تونس آ گیا تھا جو فقیہ اور فتویٰ و احکام کو جاننے والا تھا اور اس نے اسے الحضرہ میں قضاء کا محکمہ سپرد کیا اور اسے خطوط اور چھوٹے موٹے احکام پر اپنی علامت کے لئے مقرر کیا پس اس کی وجہ سے اس نے قوت حاصل کر لی اور وہ بڑائی اور منصب کی حالت ہی میں فوت ہو گیا اور اس نے اس کے بعد اس کے بیٹے عبداللہ کو اس کے باپ کی طرح ابو حفص عمر بن امیر ابو زکریا کے زمانے میں دو علامتیں سپرد کیں جس کی وجہ سے اس نے قوت حاصل کر لی اور اس کا بھائی احمد بن علی عمر رسیدہ باوقار اور علم دوست آدمی تھا اور اس کے بیٹے محمد نے پرورش پائی اور تونس میں پڑھا اور وہاں کے مشائخ سے فقہ حاصل کی۔

اور جب ان کے امور پیچیدہ ہو گئے اور ان کی حالت کمزور ہو گئی تو محمد بن احمد بن علی رزق و معاش کی تلاش میں نکلا

اور اسے مصائب نے القل شہر کی طرف پھینک دیا اور وہ طلب علم و کتابت سے منسوب تھا پس اسے حاجب بن ابی عمرو کی ریاست کے زمانے میں القل کی بندرگاہ پر شاہد مقرر کیا گیا اور وہ حسن بن محمد السبتی کے ساتھ صحبت رکھتا تھا جو نسب اشرف کی طرف منسوب تھا اور یہ دونوں اپنے سفر کے پھینکنے کی جگہوں کے رفیق تھے پس اس نے اس کے لئے شہرت میں موافقت کے لئے کوشش کی اور دونوں نے مدد کی اور ابن عمرو سے رابطہ کر لیا تو اس نے ان کے طریقوں کی تعریف کی اور جب تدلس کا زعیم شریف عبدالوہاب موحدین کی اطاعت کی طرف آ گیا یہ ان دنوں کی بات ہے جب ابوحمو کے حالات محمد بن یوسف کے خروج اور حکومت کے کمزور ہو جانے کے باعث خراب ہو گئے تھے اور یہ ابن ابی عمرو کے معاملے اور اس کے مددگاروں میں داخل ہو گیا۔ پس اس نے اس محمد بن ابی عمرو اور اس کے ساتھی کو تدلس کی طرف بھیجا اور اس نے حسن الشریف کو قضا اور محمد بن ابی عمرو کی کچہری کی شہادت پر ملازم رکھ لیا اور جب حکومت کی کمزوری دور ہو گئی اور ابوحمو کی حالت مضبوط ہو گئی اور تدلس پر متغلب ہو گیا اور تدلس کی اطاعت حاصل کرنے اور اس کے باشندوں کو وفد میں سلطان کے پاس بھیجنے کی وجہ سے امام کی طرف سے مفتی اعظم بن گیا اور ان دنوں تلمسان میں ٹھہرا اور ان دونوں کو باری باری بنی عبدالواد اور سلطان ابوالحسن کے زمانے میں قضا کا کام سپرد کیا گیا اور اس کی قضاء کے زمانے میں شہر کے مشائخ کی ایک جماعت نے ابن ابی عمرو کا مقابلہ کیا اور انہوں نے سلطان ابوالحسن کے پاس اس کی چغلی کی اور فریاد کی تو اس نے اپنے علم کی بناء پر ان کی شکایت دور کر دی اور اسے اپنے بیٹے فارس کی تعلیم و تربیت کے لئے مختص کر لیا تو اس نے اس بارے میں اپنی پوری قوت صرف کی اور اس کے اپنے بیٹے محمد نے جو حاجب تھا سلطان ابوعنان کے ساتھ اکٹھے اور دوست بن کر پرورش پائی اور اس نے اسے اپنی محبت عطا کی۔

محمد بن ابی عمرو کا رتبہ: اور جب اسے حکومت مل گئی تو اس نے اسے محمد بن ابی عمرو کا رتبہ بلند کر دیا اور اسے ایک عہدے سے دوسرے عہدے تک ترقی دیتا گیا حتیٰ کہ جب وہ اسے بقیہ مراتب تک ترقی دے چکا تو اس نے علامت قیادت حجابت سفارت فوج اور حساب کا رجسٹر گھر کے اخراجات کی ذمہ داری لی اور اپنی حکومت کے بقیہ القاب اور اپنے گھر کے خصوصی کام اس کے سپرد کر دیے تو چہرے اس کی طرف پھر گئے اور اعیاص قبائل شرفاء علما کے شریف الاصل اس کے دروازے پر کھڑے ہونے لگے اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے عمال اس کی طرف ٹیکس کے اموال بھیجنے لگے اور سلطان پر دیر تک اس کا غلبہ رہا اور اللہ نے جو رتبہ اسے عطا فرمایا تھا اس پر حکومت کے آدمی اور اس کے وزراء حسد کرنے لگے اور جب وہ بجایہ گیا تو لوگوں کے لئے سلطان کا چہرہ خالی ہو گیا اور چغلی کے مقاصد اس کے مکان کا طواف کرنے لگے اور سلطان نے چغلیوں کے سننے کی طرف کان لگایا اور جب وہ بجایہ سے واپس آیا تو سلطان بدل چکا تھا اور اسے ناراض ہو کر ملا اور اس کے لئے اجنبی بن گیا اور اس نے اپنی حاجت پوری کرنے کے لئے سلطان کے پاس جانے میں جلدی کی تو اس نے اس سے اعراض کیا جس کا اسے گمان بھی نہ تھا اور وہ اس سے بات کرنے کی رغبت میں لوٹا مگر اس نے اس کی حاجت پوری نہ کی۔

جنگ قسنطینہ: اور اس نے اسے قسنطینہ کی جنگ پر مقرر کیا اور اُسے مال اور فوج میں متصرف بنایا اور وہ شعبان ۷۵۴ھ میں کوچ کر گیا اور اس کے آخر میں بجایہ اترا اور موحدین نے تاشفین بن سلطان ابوالحسن کو جو مولی فضل کے عہد سے ان کے ہاں قید تھا اسے بنی مرین کے اتحاد کو ختم کرنے کے لئے مقرر کیا اور اس کے لئے آلہ اور خیمے جمع کئے اور اس کی ذمہ داری میمون بن علی نے لی جسے اس کے بھائی یعقوب سے حسد تھا اور یعقوب نے بھی اس کے حالات سن لئے تو وہ اسی وقت بلاد الزاب

سے جلدی جلدی گیا اور اس نے ان کی فوج کو پریشان کر دیا اور انہیں الٹے پاؤں واپس کر دیا اور انہیں شہر میں بند کر دیا اور جب موسم سرما ختم ہو گیا اور اس نے عید الاضحیٰ کے مناسک ادا کر لئے تو شہر کے میدان میں پڑاؤ کر لیا اور فوجوں کو بلایا اور ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور ان کے عطیات تقسیم کئے اور قسنطینہ سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کر گیا اور زواودہ اپنے خیموں کے ساتھ اس کے پاس آ گئے اور قسنطینہ کے حکمران مولیٰ ابوزید نے تویہ کے قبائل اور میمون بن علی بن احمد اور اس کے زواودہ مددگاروں کو جو اس کی دعوت پر قائم تھے جمع کیا اور اپنے حاجب نبیل کو ان کا سالار مقرر کیا اور اسے ابن ابی عمر اور اس کی فوجوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا پس حاجب نے جمادی الاوّل ۷۵۵ھ میں ان پر حملہ کیا اور ان کے اموال کو لوٹ لیا اور قسنطینہ سے جنگ کی یہاں تک کہ انہوں نے تاشفین بن سلطان ابوالحسن کو جو امارت کے لئے مقرر تھا قبضہ دے کر اس سے اپنی جان چھڑائی پس وہ اسے ان کے پاس لے گئے اور اس نے اسے اس کے بھائی سلطان کے پاس واپس بھیج دیا اور مولیٰ ابوزید نے اپنے بیٹے کو سلطان ابوعنان کے پاس بھیجا تو اس نے اس کی آمد کو قبول کیا اور اس کی مراجعت کا شکریہ ادا کیا اور حاجب ابن ابی عمر، بجایہ کی طرف چلا گیا اور وہاں قیام پزیر ہو گیا یہاں تک کہ محرم ۷۵۶ھ میں فوت ہو گیا اور اہل شہر کے ہاں وہ نیک سیرت ہو کر فوت ہوا اور انہیں اس کی وفات سے دکھ ہوا اور سلطان نے اس کے عیال و اولاد کے سفر کے لئے اپنے جانور بھیجے اور اس کے اعضاء کو تلمسان میں اس کے باپ کے مقبرہ میں لے جائے گئے اور اس نے اس کے بیٹے ابو زیان کو بنی مرین کی فوجوں کے ساتھ اسے وہاں دفن کرنے کے لئے بھیجا اور اپنے وزیر عبداللہ بن علی بن سعید کو بجایہ کا امیر مقرر کیا پس وہ ماہ ربیع الاوّل ۷۵۶ھ کو اس کی طرف گیا اور وہاں ٹھہرا اور اس نے حاجب کے ان اطوار اور سیرت کو اپنایا جن کی لوگ تعریف کرتے تھے جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور اس نے قسنطینہ کے محاصرہ کے لئے فوجوں کو بھیجا یہاں تک کہ ان نے اسے فتح کر لیا جس کا ذکر ہم ابھی کریں گے ان شاء اللہ۔

فصل

ابوالفضل بن سلطان ابوالحسن کے جبل سکسیوی میں بغاوت کرنے اور درعہ کے گورنر کے اس کے ساتھ فریب کرنے اور اس کے فوت ہونے کے حالات

سلطان ابوعنان کے باپ کی وفات کے بعد اس کے بھائی ابوالفضل محمد اور ابوسالم ابراہیم بھی اس کے مددگاروں میں شامل ہو گئے اور اس نے ان کی نمائندگی کے متعلق غور و فکر کیا اور اس پر اس کا انجام بھی ظاہر ہو گیا تو اس نے ان دونوں کو اندلس کی طرف واپس بھیج دیا اور یہ دونوں وہاں پر ابوالحجاج بن سلطان ابوالولید بن رئیس ابی سعید کی حکومت میں رہے پھر وہ اپنے کیے پر پشیمان ہوا اور جب اس نے تلمسان اور مغرب اوسط پر قبضہ کیا تو اس نے دیکھا کہ اس کی امارت مضبوط ہو گئی ہے اور وہ سلطنت کے باعث طاقتور ہو گیا ہے تو اس نے تیزی سے ابوالحجاج کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ ان دونوں کو اس کے پاس واپس بھیج دے کیونکہ اس کے پاس ان کا قیام کرنا زیادہ بہتر ہے کہ کہیں فتنوں کے دلائل ان دونوں میں تفریق نہ کر دیں اور ابوالحجاج کو ان دونوں پر اس کے شر کے بارے میں خوف پیدا ہوا تو اس نے انہیں سپرد کرنے سے انکار کر دیا اور اس نے ایلچیوں کو جواب دیا کہ وہ مسلمان مجاہدین کی پناہ اور اپنا عہد نہیں توڑ سکتا پس سلطان کو اس کی بات نے برافروختہ کر دیا اور اس نے اپنے حاجب محمد بن ابی عمرو کو اشارہ کیا کہ وہ اسے اس بارے میں زجر و توبیخ اور ملامت کرے اور اس نے اسے ایک ڈانٹ ڈپٹ کا خط لکھا اور مجھے حاجب بجایہ میں اس خط سے مطلع کیا جن دنوں میں اس کے ساتھ رہتا تھا پس میں اس کی فصول اور اغراض سے بہت متعجب ہوا اور جب ابوالحجاج نے اسے پڑھا تو اس نے ان دونوں میں سے بڑے بھائی کے ساتھ طاغیہ سے مل جانے کی سازش کی اور ان دونوں کے درمیان جب سے اس کا باپ الہنہ جبل میں ۱۵۷ھ میں فوت ہوا دوستی اور مخلصانہ تعلقات پائے جاتے تھے پس ابوالفضل اس کے پاس گیا اور اس نے ایک بحری بیڑے کے ساتھ اسے مغرب کی بندرگاہوں کی طرف بھیجا اور اسے سوس کے میدان میں اتارا پس وہ سکسیوی میں عبداللہ سے ملا اور اپنی دعوت دی اور سلطان کو یہ خبر اس وقت پہنچی جب اس کا حاجب ابن عمرو ۷۵۴ھ میں بجایہ کی فتح کی خبر لے کر آیا پس اس نے اپنی فوجوں کو مغرب کی طرف بھیجا اور اپنے وزیر فارس بن میمون کو سکسیوی کے ساتھ جنگ کرنے پر مقرر کیا اور اسے اس کی طرف بھیجا پس وہ

۷۵۴ھ میں تلمسان سے اٹھا اور تیزی کے ساتھ سکسیوی کی طرف گیا اور اس کا گھیراؤ اور ناکہ بندی کر دی اور اپنے پہاڑ کے دامن میں اپنی فوج کے پڑاؤ اور دستوں کی تیاری کے لئے ایک شہر کی حد بندی کی جس کا نام اس نے قاہرہ رکھا اور سکسیوی کا محاصرہ سخت کر دیا اور اس نے وزیر کی طرف معروف اطاعت کا پیغام بھیجا اور یہ کہ وہ ابوالفضل سے عہد شکنی کرے گا پس اس نے اسے چھوڑ دیا اور جبال مصامدہ کی طرف چلا آیا۔

<u>فارس کا سوس پر قبضہ کرنا</u>: اور وزیر فارس ارض سوس کی طرف چلا آیا اور اس نے اس کے علاقے پر قبضہ کر لیا اور حالات کو درست کیا اور حکومت اور فوجیں اس کی جہات میں پھیل گئیں اور اس نے اس کی سرحدوں اور شہروں میں میگزین قائم کیے اور اس کی اطراف کو درست کیا اور اس کے شگافوں کو پُر کیا اور ابوالفضل جبال مصامدہ میں چلا گیا یہاں تک کہ وہ صنا کہ پہنچ گیا اور اس نے بلاد درعہ کے قریب اپنے آپ کو ابن حمیدی کے آگے ڈال دیا تو اس نے اسے پناہ دی اور اس نے اپنی امارت سنبھال لی اور درعہ کے گورنر عبداللہ بن مسلم زردالی نے جو بنی عبدالواد کی حکومت کے مشائخ میں سے تھا اس سے جنگ کی جسے سلطان ابوالحسن نے ۷۳۷ھ میں تلمسان کے فتح کرنے اور ان پر متغلب ہونے کے وقت سے چن لیا ہوا تھا پس وہ ان کی حکومت میں ٹھہرا رہا اور وہ ان کے پروردہ لوگوں میں سے تھا اور اس نے ابن حمیدی کی ناکہ بند کر دی اور اسے ڈرایا کہ فوجیں اور وزراء اس کے پاس پہنچ رہے ہیں اور اس نے اس کے ساتھ ابوالفضل کی گرفتاری کرنے سازش کی اور یہ کہ وہ اس بارے میں اس قدر مال خرچ کرے گا جتنا وہ چاہے گا تو اس نے اس کی بات قبول کر لی اور عبداللہ بن مسلم نے امیر ابوالفضل سے نرمی کا برتاؤ کیا اور اپنی طرف سے اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس معاملہ میں دخل دے گا اور اس کی ملاقات کی خواہش کی پس ابوالفضل سوار ہو کر اس کے پاس گیا اور جب عبداللہ بن مسلم نے اس پر قابو پا لیا تو اسے گرفتار کر کے اس مال کے عوض جو اس نے اس کے ساتھ طے کیا تھا ابن حمیدی کے پاس بھیج دیا اور اس نے ۷۵۵ھ میں اسے اپنے بھائی سلطان ابوعنان کے پاس بھیج دیا جس نے اسے قید خانے میں ڈال دیا اور قاصیہ کی طرف فتح کے بارے میں لکھا پھر اسے قید کرنے سے چند راتوں بعد اس کے قید خانے میں گلا گھونٹ کر قتل کر دیا اور خوارج کا معاملہ ختم ہو گیا۔

اور حکومت استوار ہو گئی یہاں تک کہ وہ حالات ہوئے جن کا ہم ذکر کریں گے ان شاء اللہ۔

فصل

جبل الفتح میں عیسیٰ بن حسین کی بغاوت اور اس کی وفات کے حالات

یہ عیسیٰ بن حسین بن علی بن ابی الطلاق بنی مرین کے مشائخ میں سے تھا اور اپنے زمانے میں ان کا مشیر تھا اور ہم نے

ابوالربیع کی حکومت کے تذکرے کے وقت اس کے باپ حسن کے حالات بیان کئے ہیں اور سلطان ابوالحسن نے اسے اپنی اندلس کی عملداری کی سرحدوں پر افسر مقرر کیا اور جب جبل الفتح کی تعمیر مکمل ہوگئی تو اس نے اسے جبل الفتح میں اتارا اور اسے سرحدوں کے پہرے داروں کی نگرانی اور ان کی جماعتوں پر عطیات تقسیم کرنے کا کام سپرد کیا' پس اس کی حکومت کا زمانہ دراز ہو گیا اور اس کے پاؤں جم گئے اور سلطان ابوالحسن کو جب کوئی دشواری پیش آتی تو وہ اسے مشورے کے لئے بلاتا اور اس نے اسے اپنے سفر افریقہ کے وقت بلایا اور اس نے اسے اس سے باز رہنے کا مشورہ دیا اور بتایا کہ جب سرحدی پہرے داروں کی جماعتوں کو شرقاً غرباً اور سمندر کے کنارے پر مرتب کیا جائے تو قبائل بنی مرین کی تعداد پوری نہیں ہوتی' کیونکہ افریقہ پر عربوں کے متغلب ہونے کی وجہ سے افریقہ کو اس سے بھی زیادہ تعداد طاقتور نفری کی ضرورت ہے چونکہ سلطان کو افریقہ پر قبضہ کرنے کی شدید خواہش تھی اس لئے اس نے اس کے مشورہ پر کوئی توجہ نہ دی اور اسے اندلسی سرحدوں میں اس کے مقام پر واپس بھیج دیا۔

فاس اور تلمسان کی بغاوت: اور جب قیروان کی مصیبت کا واقعہ پیش آیا اور فاس اور تلمسان کے باشندوں نے بغاوت کر دی تو اس نے بیماری کے قلع قمع کے لئے سمندر کا گھیراؤ کر لیا اور قساسہ میں اترا پھر وہاں سے اپنے تازی میں چلا آیا اور اپنی قوم بنی عسکر کو جمع کیا اور سلطان ابوعنان نے اپنے بھتیجے کی فوجوں کو شکست دی اور اس کی ناکہ بندی کر دی پس اس نے اپنے پڑاؤ سے جو جدید شہر کے میدان میں تھا اس پر اور اس کے گھر پر چڑھائی کر دی اور سلطان ابوعنان نے اپنے پروردہ سعید بن موسیٰ عجیسی کو اس کے ساتھ جنگ کرنے پر مقرر کیا اور اسے بلاد بنی عسکر کی سرحد پر وادی دحلو میں اتارا اور دونوں کئی روز تک ایک دوسرے کے مقابل کھڑے رہے یہاں تک کہ سلطان ابوعنان جدید شہر پر متغلب ہو گیا پھر اس نے عیسیٰ بن حسن کو اطاعت کی طرف رجوع کرنے کا پیغام بھیجا اور افریقہ کے سلطان ابوالحسن کے دادخواہ نے اس کے پاس پہنچنے میں دیر کی تو اس نے اس سے گفتگو کی تو اس نے اس پر شرط عائد کی جسے اس نے قبول کیا اور وہ چل کر اس کے پاس گیا تو سلطان نے اس سے ملاقات کی اور اس کی آمد سے خوشی سے لبریز ہو گیا اور اسے بلند مرتبہ دیا اور اسے اپنی مجلس میں شوریٰ کا کام سپرد کیا اور مسلسل اس کی یہی حالت رہی اور جب ابن عمر و نے حیلہ کیا اور سلطان سے دوستی کرنے اور اس سے رازدارانہ گفتگو کرنے میں منفرد ہو گیا اور اس نے خواص اور اہل وعیال سے روک دیا تو اس بات نے اسے برافروختہ کر دیا لیکن اس نے اس بات کو ظاہر نہ کیا اور سلطان سے حج کرنے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور اس نے اپنا فرض ادا کیا اور ۷۵۶ھ میں سلطان کے ہاں اپنی جگہ پر واپس آ گیا۔

ابن ابی عمر و سے ملاقات: اور ابن ابی عمر و سے بجایہ میں ملاقات کی اور اس سے اصرار کیا کہ وہ سلطان کے ہاں اس کی پوزیشن کو درست کر دے تو اس نے اس کے ساتھ وعدہ کیا کہ وہ ایسا کر دے گا اور جب یہ سلطان کے ہاں گیا تو اس نے اسے شوریٰ میں خود رائے اور خواص اور ہم نشینوں سے بگڑا ہوا پایا تو اس نے اس سے جہاد کے نشان کو قائم کرنے کے لئے اپنے سرحدی مقام پر واپس جانے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی تو یہ اسی سال سمندر پار کر کے جبل الفتح کو چلا گیا اور جبل میں یحییٰ مرقاجی عطیات کا رجسٹرار تھا جو عمال پر غالب تھا اور اس کا بیٹا ابو یحییٰ اس کے مقام سے تنگدل تھا پس جب عیسیٰ' جبل پہنچا تو سلطان نے اسے اپنی حکومت کے پروردہ مسعود بن کندوس کے ساتھ پہرے داروں کے

عطیات لاحق کر دیے اور فرقاجی نے اس کے روکنے کے لئے آدمی بھیجے تو عیسیٰ نے اس بات سے برا منایا تو ان نے اسے گرفتار کر کے زمین دوز قید خانے میں ڈال دیا اور ابن کندوس کو واپس بھیج دیا اور اسے اسی رات کشتی پر سوار کروا کر سبتہ کی طرف روانہ کر دیا اور اس نے اعلانیہ علیحدگی اختیار کر لی اور سلطان ابوعنان کو یہ اطلاع ملی تو وہ مضطرب ہوا اور اس نے بحری بیڑوں کو تیار کرنے کا اشارہ کیا اور خیال کیا کہ یہ طاغیہ اور ابن الاحمر کی سازش ہے اور اس نے طنجہ کے امیر البحر احمد بن خطیب کو ان کے حالات کی جاسوسی کے لئے بھیجا پس وہ جبل کی بندرگاہ پر پہنچا اور جب سے عیسیٰ بن حسین نے اعلانیہ علیحدگی اختیار کی تو جبل میں رہنے والے غمارہ کے پیادہ غازیوں کے نمبرداروں اور سرحدوں کے جوانوں نے چلنا پھرنا شروع کیا اور اس کے بارے میں باتیں کیں اور سلطان کے خلاف خروج کرنے سے رکے اور آپس میں مشورے کئے اور فوج کے نمبرداروں میں سے سلیمان بن داؤد نے جو اس کے خواص اور مشیروں میں سے تھا اس کی مخالفت کی اور عیسیٰ نے اپنی قوم کو سلطان کے ہاں اختیار دیا تھا اور اس نے اسے رندہ کا گورنر مقرر کیا اور جب عیسیٰ نے اعلانیہ علیحدگی اختیار کی اور غداری کی تو ان سلیمان نے اس کی مخالفت کر کے سلطان کی اطاعت اختیار کر لی اور اپنے خطوط اور اطاعت اسے بھیج دی اور اس پر معاملہ مشتبہ ہو گیا پس وہ شرمندہ ہوا کیونکہ اس کی امارت کی بنیاد رائے پر نہ تھی اور جب احمد بن الخطیب کا بحری بیڑا جبل کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوا تو وہ اس کے پاس آیا اور اسے اللہ تعالیٰ اور عہد کا واسطہ دے کر اس سے اپیل کی کہ وہ سلطان کے پاس اس کی اطاعت اور اہل جبل نے جو کچھ کیا ہے اس سے اس کی برأت کا پیغام پہنچا دے۔

غمارہ کا عیسیٰ پر حملہ: پس اس وقت غمارہ کو اپنی جانوں کے متعلق خوف پیدا ہو گیا تو انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اس نے قلعہ کی پناہ لی تو انہوں نے اس میں داخل ہو کر اسے اور اس کے بیٹے کو مضبوطی سے باندھ کر ابن الخطیب کے بحری بیڑے میں پھینک دیا اور اس نے اسے سبتہ میں اتارا اور سلطان کو اطلاع ملی تو اس نے اسے خلعت دیا اور اس نے اپنے خواص کو حکم دیا تو انہوں نے بھی اسے خلعت دیے اور عمر نے اپنے وزیر کے بیٹے عبداللہ بن علی اور نصاریٰ کی فوج کے سالار عمر بن العجوز کو حکم بھیجا تو انہوں نے ان دونوں کو ۷۵۶ھ کے یوم منیٰ کو سلطان کے گھر میں حاضر کیا اور سلطان نے ان کے لئے نشست کی اور یہ دونوں اس کے سامنے کھڑے ہوئے اور معذرت کرنے لگے مگر اس نے ان کی معذرت کو قبول نہ کیا اور ان کو قید خانے میں ڈال دیا اور ان کے بندھنوں کو سخت کر دیا اور عید الاضحیٰ کی قربانی ادا کی اور جب سال کا اختتام ہوا تو اس کے حکم سے ان دونوں کو مقتل میں لایا گیا عیسیٰ کو نیزہ مار کر اور اس کے بیٹے ابویحییٰ کو مخالف اطراف سے ہاتھ پاؤں قطع کر کے قتل کر دیا گیا اور اس کے قطع میں نرمی کرنے سے انکار کر دیا پس وہ اپنے خون میں تڑپتا رہا یہاں تک کہ قطع سے تیسرے دن مر گیا اور یہ دونوں دوسرے لوگوں کے لئے عبرت بن گئے اور اس نے جبل الفتح اور بقیہ سرحدوں پر سلیمان بن داؤد کو امیر مقرر کیا یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جسے ہم بیان کریں گے ان شاء اللہ۔

فصل

قسطنطینہ اور تونس کی فتح کے لئے سلطان کی روانگی کے حالات

جب حاجب محمد بن ابی عمر فوت ہو گیا اور سلطان نے اپنے وزیر عبداللہ بن علی بن سعید کو بجایہ کی سرحدوں اور اس کے ماوراء افریقہ کے علاقوں پر امیر مقرر کیا اور اسے ان علاقوں کی طرف بھیجا اور ٹیکس اور بخشش میں ان کے ہاتھوں کو کشادہ کر دیا تو قسطنطینہ کے مضافاتی جبال پر سلطان نے قبضہ کر لیا کیونکہ زواوہ ان پر حلقہ بگوش تھے اور اس وطن کے عام باشندے سدویکش قبائل سے تھے۔

اور سلطان نے موسیٰ بن ابراہیم بن عیسیٰ کو ان کا گورنر مقرر کیا اور اسے بجایہ کی آخری عملداری تادریت میں اتارا اور اس نے قسطنطینہ کی ناکہ بندی کر دی پھر وہ مولیٰ امیر ابو زید کے ساتھ مصالحت کر کے وہاں سے کوچ کر گیا اور اس نے موسیٰ بن ابراہیم کو میلہ میں اتار پس وہ وہاں ٹھہر گیا اور جب اس نے وزیر عبداللہ بن علی کو افریقہ کی امارت دی تو سلطان نے اسے قسطنطینہ سے جنگ کرنے کا اشارہ کیا پس وہ ۷۵۷ھ میں وہاں اترا اور اس نے اس کی ناکہ بندی کر دی اور وہاں منجنیق نصب کر دی اور اس کے باشندوں کا محاصرہ سخت کر دیا اور اگر فوج کو سلطان کی وفات کی جھوٹی خبر نہ پہنچتی تو قریب تھا کہ وہ ہاتھ ڈال دیتے پس وہ وہاں سے بھاگ گئے اور مولیٰ ابو زید بونہ چلا گیا اور جب اس کا بھائی مولانا امیر ابوالعباس افریقہ سے اس کے پاس پہنچا تو اس نے شہر کو اس کے سپرد کر دیا جو عربوں کے ساتھ تونس میں ان کی حکومت کا جویاں تھا اور جب سے انہوں نے ۷۵۶ھ سے تونس سے جنگ کی تھی وہ انہیں ابن تافراکین پر چڑھا کر لانے والا تھا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے پس جب اب کی بار وہ خالد بن حمزہ کے ساتھ قسطنطینہ کی جانب لوٹا تو اس نے تونس کے محاصرہ کے لئے جانے اور مولانا ابوالعباس کو قسطنطینہ میں ٹھہرانے کے بارے میں مولیٰ ابو زید سے سازش کی تو اس نے اس کی بات مان لی اور اس کے ساتھ گیا۔

مولانا ابوالعباس کا قسطنطینہ میں اپنی دعوت دینا: اور مولانا ابوالعباس نے قسطنطینہ جا کر اپنی دعوت دی اور قسطنطینہ کو قابو کر لیا اور اسے اپنی جنگ اور دلیری پر بڑا ناز تھا اور ابو سعید اور سدویکش کی اولاد میں سے بنی مرین کے بعض منحرفین نے اس سے موسیٰ بن ابراہیم پر میلہ کے پڑاؤ میں شب خون مارنے کی سازش کی پس انہوں نے اس پر شب خون مارا اور اس کے پڑاؤ کو لوٹ لیا اور اس کے لڑکوں کو قتل کر دیا اور وہ تادریت کی طرف چلا گیا پھر بجایہ گیا اور پابہ زنجیر مولانا سلطان سے ملا اور جو کچھ موسیٰ بن ابراہیم کے ساتھ ہوا تھا اس پر سلطان اپنے وزیر عبداللہ بن علی سے ناراض ہوا کہ اس نے اس کی امداد خواہی

میں کوتاہی سے کام لیا ہے پس اس نے شعیب بن ماموں کو بھیجا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور قید کر کے اسے سلطان کی طرف واپس بھیج دیا اور اس نے اس کی جگہ بجایہ پر اپنی حکومت کے پروردہ یحییٰ بن میمون بن مصمود کو امیر مقرر کیا اور اس دوران میں موسیٰ ابوزید حاجب نے ابوعبداللہ بن تافراکین جو اس کے چچا ابراہیم پر حقلب تھا' سے خط و کتابت کی کہ وہ ان کی خاطر اپنی قوم سے دست بردار ہونے اور ان کے پاس آنے کے لئے تیار ہے تو انہوں نے اس کی بات کو قبول کیا اور اسے ولی عہد کے مقام پر اتارا اور اسے بونہ کا عامل مقرر کیا اور جب ۷۵۷ھ کے ایام تشریق میں سلطان کو موسیٰ بن ابراہیم کی خبر ملی تو اس نے افریقہ جانے کا عزم کر لیا اور جدید شہر کے میدان میں اس نے پڑاؤ کر لیا اور مراکش کی طرف فوج اکٹھی کرنے کے لئے پیغام بھیجا اور بنی مرین کو سفر کی تیاری کا اشارہ کیا اور جب سے اسے خبر پہنچی تھی اس وقت سے لے کر ربیع الاوّل ۷۵۸ھ تک وہ عطا و بخشش اور ملاقات کے لئے بیٹھا پھر وہ فاس سے کوچ کر گیا اور اس نے اپنے ہراول میں اپنے وزیر فارس بن میمون کو فوجوں کے ساتھ بھیجا اور خود پوری تیاری کے ساتھ اس کے ساقہ میں چلا یہاں تک کہ بجایہ میں اترا اور کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے وہاں ٹھہرا۔

قسنطینہ سے جنگ: اور وزیر نے قسنطینہ سے جنگ کی پھر سلطان اس کے پیچھے پیچھے آیا اور جب اس کے جھنڈے قریب ہوئے اور زمین اس کی فوجوں سے لرزنے لگی تو اہل شہر خوف زدہ ہو گئے اور اطاعت اختیار کر لی اور وہ دوڑتے ہوئے اپنے سلطان سے الگ ہو کر سلطان کی طرف چلے گئے اور حاکم شہر اپنے خواص کے ساتھ قصبہ کی طرف چلا گیا اور اس کا بھائی موسیٰ فضل بھی پہنچ گیا اور امان طلب کی تو سلطان نے انہیں امان دی اور چلے گئے اور اس نے انہیں کئی روز تک اپنے پڑاؤ میں اتارا پھر اس نے سلطان کو بحری بیڑے میں سبتہ کی طرف بھیجا تو اس نے اسے وہاں قید کر دیا جس کے حالات کو ہم ابھی بیان کریں گے اور اس نے منصور بن الحاج خلوف ذلیابانی کو جو بنی مرین کے مشائخ اور ان کے اہل شوریٰ میں سے تھا' قسنطینہ پر امیر مقرر کیا اور اس نے اسی سال کے شعبان میں اسے قصبہ میں اتارا اور اسے قسنطینہ کے میدان میں اپنے پڑاؤ میں حاکم توزر یحییٰ بن بہلول اور حاکم نفطہ علی بن الخلف کی بیعت پہنچی اور ابن مکی اپنی اطاعت کی تجدید کے لئے آیا اور اولاد مہلہل جو کعوب کے امراء تھے اور بنی ابی اللیل کے سردار اس کے پاس اسے تونس کی حکومت کے لئے ترغیب دیتے ہوئے آئے لیکن اس نے ان کے ساتھ فوجیں بھیجیں اور یحییٰ بن رحو بن تاشفین کو ان کا سالار مقرر کیا اور اس نے ان کی مدد کے لئے اپنا بحری بیڑا سمندر میں بھیجا اور رئیس محمد بن یوسف ابکم کو ان کا امیر مقرر کیا اور وہ تونس کی طرف گئے اور اس نے حاجب محمد ابن تافراکین کو اس کے سلطان ابو اسحاق ابن مولانا سلطان ابو یحییٰ کو اولاد ابواللیل کے ساتھ نکال دیا اور اس کے ساتھ فوجیں بھیجیں اور جب اس نے سلطان کی فوجوں کی آمد کو محسوس کیا اور بحری بیڑا بھی تونس کی بندرگاہ پر پہنچ گیا تو اس نے ان سے ایک آدھ دن جنگ کی اور رات کو مہدیہ چلا گیا اور وہاں قید ہو گیا اور سلطان کے مددگار رمضان ۷۵۸ھ کو تونس میں داخل ہوئے اور انہوں نے وہاں اس کی دعوت کو قائم کیا اور یحییٰ بن رحو قصبہ میں اترا اور اس نے احکام کو نافذ کیا اور انہوں نے سلطان کو فتح کے بارے میں لکھا اس کے بعد سلطان نے اس کے احوال میں غور و فکر کیا اور عربوں کے ہاتھوں کو اس ٹیکس سے روکا جسے وہ خفارہ کہتے تھے پس وہ شک میں پڑ گئے اور اس نے ان سے ضمانت طلب کی اور انہوں نے مخالفت کرنے کی ٹھان لی تو اس نے اپنی دھار کو ان سے تیز کیا اور ان کا امیر یعقوب بن علی تھا۔ پس ان کے ساتھ نکلا اور وہ اکٹھے الزاب پہنچے اور وہ ان کے پیچھے گیا اور

الزاب کا گورنر یوسف بن مزنی ایک راستے سے اُس کے آگے آگے گیا اور بسکرہ میں اترا پھر طولقہ کی طرف کوچ کر گیا اور ابن مزنی کے مشورہ سے عبدالرحمٰن بن احمد نے اس کے ہراول دستے پر گرفت کی اور یعقوب بن علی کے قلعوں کو برباد کر دیا اور وہ اس کے آگے صحرا کی طرف بھاگ گئے اور وہ انہیں چھوڑ کر واپس آ گیا اور ابن مزنی الزاب کا ٹیکس اس کے پاس لے گیا حالانکہ اس سے قبل ان کے عام پڑاؤ نے چرا گندم بار برداری کے جانور اور چارے تین رات تک بستیوں کو واپس کر دیے تھے اور سلطان نے اسے اس کے کارنامے کا صلہ دیا اور اسے اور اس کے عیال و اولاد کو خلعتیں اور قیمتی انعامات دیے اور قسنطینہ کی طرف واپس آ گیا۔

تونس کی طرف جانے کا عزم: اور اس نے تونس جانے کا عزم کر لیا اور اخراجات اور دور تک چلا جانے اور افریقہ میں داخل ہونے کے خطرات مول لینے کے بارے میں فوج کا دل تنگ پڑ گیا تو ان کے جوانوں نے سلطان سے علیحدگی کے بارے میں چغلی کی اور انہوں نے وزیر فارس بن میمون سے ساز باز کی تو اس نے اس بات میں ان کے ساتھ اتفاق کیا اور مشائخ اور فقہاء نے اپنے ماتحت قبائل کو مغرب جانے کا حکم دیا تاکہ وہ الگ ہو جائیں اور اس نے سلطان کو اطلاع دی کہ انہوں نے آپس میں اس کے قتل کا مشورہ کیا ہے اور اس نے ادریس بن ابی عثمان بن ابی العلاء کو امیر مقرر کیا تو اس نے اس بات کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور ان کے سامنے اسے ظاہر نہ کیا اور اس کے ساتھ تھوڑی سی فوج دیکھی اور اسے ان کی علیحدگی کا علم ہو گیا تو وہ قسنطینہ سے مشرق کی طرف دو دن سفر کرنے کے بعد مغرب کی طرف واپس لوٹا اور تیزی کے ساتھ فاس کی طرف گیا اور اسی سال کے ماہ ذوالحجہ کو وہاں اترا اور اس نے اپنی آمد کے روز ہی اپنے وزیر فارس بن میمون کو گرفتار کر لیا اور اس پر الزام لگایا کہ اس نے بنی مرین کے ساتھ اس کے بارے میں سازش کی ہے کہ اسے ایام التشریق کے چوتھے روز نیزہ مار کر قتل کر دیا جائے اور اس نے بنی مرین کے مشائخ کو بھی گرفتار کر لیا اور انہیں قتل کر دیا اور ان میں سے بعض کو قید خانے میں ڈال دیا اور اس کے قسنطینہ سے مغرب کی طرف واپس آ جانے کی خبر جہات میں پہنچی تو ابومحمد بن تافراکین مہدیہ سے تونس کی طرف آیا اور جب وہ اس کے قریب آیا تو اس کے مددگاروں نے سلطان کی اس فوج پر جو وہاں موجود تھی حملہ کر دیا اور وہ کشتیوں کی طرف چلے گئے اور بچ کر مغرب کی طرف آ گئے اور یحییٰ بن رحو جو اولاد مہلہل کی فوجوں کے ساتھ ان کے پیچھے آیا جو اپنا ٹیکس حاصل کرنے کے لئے الجرید کی جانب آیا ہوا تھا اور وہ سب کے سب سلطان کے دروازے پر جمع ہو گئے اور اس نے اپنی روانگی کو آئندہ سال تک مؤخر کر دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے ان شاء اللہ۔

فصل

سلیمان بن داؤد کی وزارت اور فوجوں کے ساتھ افریقہ پر اس کے حملہ کرنے کے حالات

جب سلطان افریقہ کی ناتمام فتح کے بعد واپس آیا تو اس کے دل میں اس کے بارے میں کچھ خلجان باقی تھا اور اُسے قسنطینہ کے مضافات کے بارے میں یعقوب بن علی اور اس کے ساتھ جو مخالف زواددہ تھے ان سے خوف پیدا ہو گیا' پس ان کے معاملہ نے اسے پریشان کر دیا تو اس نے سلیمان بن داؤد کو اندلس کی سرحدوں سے اس کے مقام پر بلایا اور اسے اپنے وزارت پر مقرر کیا اور فوجوں کے ساتھ اسے پریشان کر دیا تو اس نے سلیمان بن داؤد کو اندلس کی سرحدوں سے اس کے مقام سے بلایا اور اسے اپنی وزارت پر مقرر کیا اور فوجوں کے ساتھ اسے افریقہ بھیجا پس وہ ربیع الاوّل ۷۵۹ھ میں افریقہ کی طرف کوچ کر گیا اور جب یعقوب بن علی نے اپنی مخالفت کا اظہار کیا تو سلطان نے اس کی جگہ اس کے بھائی میمون کو کھڑا کر دیا جو اس سے جھگڑا کرتا تھا اور زواددہ میں سے اولادِ محمد پر اُسے مقدم کیا اور اُسے صحرا اور مضافات کی امارت دی اور اس کی قوم کے بہت سے آدمی اس کے بھائی یعقوب سے الگ ہو کر اس کے پاس آ گئے اور سباع بن یحییٰ کی اولاد میں سے بہت سے گروہ سلطان کی اطاعت سے وابستہ ہو گئے اور ان دنوں ان کا سردار عثمان بن یوسف بن سلیمان تھا پس وہ سب کے سب وزیر کے پاس اکٹھے ہو گئے اور وہ اپنے خیموں سمیت اس کے پڑاؤ میں آ گئے اور سلطان اس کے پیچھے گیا اور تلمسان میں اترا اور وہاں ٹھہر کر ان کے احوال کی نگرانی کرنے لگا اور وزیر سلیمان قسنطینہ کے وطن میں اترا اور تیزی کے ساتھ الزاب کے عامل یوسف بن مزنی کے پاس گیا تا کہ اس کی حمایت حاصل کرے نیز یہ کہ وہ اسے زواددہ کے حالات کے بارے میں مشورہ دے کیونکہ وہ انہیں خوب جانتا تھا پس وہ بسکرہ سے اس کے پاس گیا اور انہوں نے جبل اور اس سے جنگ کی اور اس کے ٹیکس اور تاوان کو حاصل کیا اور مخالف زواددہ کو وطن میں فساد پھیلانے سے بھگا دیا اور اس سے ان کی غرض پوری ہو گئی اور وزیر اور سلطان کی فوجیں افریقہ کے پہلے وطن میں پہنچیں جو ریاح کی جولانگاہوں کے آخر میں واقع ہے اور مغرب کی طرف واپس لوٹا اور تلمسان میں سلطان کے ساتھ ملاقات کی اور اس کے ساتھ عرب کے وہ وفد بھی پہنچے جنہوں نے خدمت میں بڑی بہادری دکھائی تھی پس سلطان نے ان سے حسن سلوک کیا اور انہیں خلعت اور سواریاں دیں اور الزاب میں ان کا عطیہ مقرر کیا اور انہیں لکھ کر بھی دیا اور وہ اپنے اہل کی طرف واپس لوٹ آئے اور ان کے بعد احمد بن یوسف بن مزنی آیا جسے اس کے باپ نے سلطان کے ہدیہ کے ساتھ بھیجا جو گھوڑوں' غلاموں اور رزق پر مشتمل تھا تو سلطان نے اُسے قبول کیا اور اُسے خوش آمدید کہا اور اُسے اپنے ساتھ فاس لے گیا تا کہ اُسے اپنا شرف دکھائے اور اس کے اعزاز میں حد درجہ خوشی کا اظہار کرے اور وہ ۱۵ ذوالقعدہ ۷۵۹ھ کو اپنے دارالخلافہ میں اترا۔

فصل

سلطان ابوعنان کے وفات پانے اور وزیر حسن بن عمر کے بے قابو ہو جانے سے سعید کو امارت پر مقرر کرنے کے حالات

جب سلطان اپنے دارالخلافے فاس میں پہنچا تو وہ وہاں بڑی عید سے پہلے آیا اور جب اس نے عیدالاضحیٰ کی نماز ادا کی تو اسے مرض نے آلیا اور حسب عادت عید کے روز اسے درد نے بیٹھنے سے روک دیا پس وہ اپنے محل میں داخل ہوا اور رہین بستر و بالش ہو گیا اور اس کا دکھ بڑھتا گیا اور عورتیں اس کی تیمارداری میں اس کے اردگرد چکر لگانے لگیں اور اس کا بیٹا ابو زیان اس کا ولی عہد تھا اور اس کا وزیر یحییٰ بن موسیٰ قفونی ان کی حکومت کا پروردہ اور ان کے وزراء کے بیٹوں میں سے تھا جسے سلطان نے اپنی وزارت پر مقرر کیا تھا اور اُسے اس کے بارے میں وصیت کی تھی پس اس نے جلد بازی سے کام لیا اور بنی مرین کے رؤساء سے ان کے امراء پر اکٹھا ہونے اور وزیر حسن بن عمر پر حملہ کرنے کی سازش کی اور اس بارے میں عمر بن میمون نے بھی اس سے سازش کی کیونکہ ان دونوں اور وزیر کے درمیان عداوت تھی پس حسن بن عمر کو اپنی جان کے متعلق خوف پیدا ہوا اور اس نے اس بارے میں اہل مجلس سے اپنے دل کی بات پر گفتگو کی اور ولی عہد سے ان کا اعراض بہت پختہ تھا کیونکہ انہیں اس کی بدعادات اور بداخلاقی سے واسطہ پڑا تھا پس انہوں نے اس سے امارت منتقل کرنے پر اتفاق کر لیا پھر ان کے پاس چغلی کی گئی کہ سلطان لامحالہ قریب المرگ ہے اور یہ کہ وہ اپنی وفات سے پہلے ان پر حملہ کرنے والا ہے پس انہوں نے اس پر حملہ کرنے اور اس کے پانچ سالہ بھائی سعید کی بیعت کرنے پر اتفاق کر لیا اور انہوں نے صبح سویرے سلطان کے گھر جا کر اس کے وزیر موسیٰ بن عیسیٰ اور عمر بن میمون کو پکڑ کر قتل کر دیا اور بیعت کے لئے بیٹھ گئے اور انہوں نے اس کے وزیر مسعود بن رحو بن ماسی کو محل کے کونے میں ابوزیان کے گرفتار کرنے پر اکسایا پس وہ اس کے پاس گیا اور اس کی عورتوں کے درمیان سے نکالنے میں نرم رویہ اختیار کیا اور اُسے اس کے بھائی کے پاس لے آیا پس اس نے بیعت کی اور وہ اسے محل کے ایک کمرے میں لے گیا اور اس میں اس کی جان تلف کر دی۔

حسن بن عمر کی خود مختاری: اور ۲۴ ذوالحجہ بروز بدھ ۵۹ کے ھ کو حسن بن عمر با اختیار امیر بن گیا اور اس دوران میں سلطان اپنے بستر پر اپنی جان دے رہا تھا اور لوگوں نے بدھ اور اس کے بعد جمعرات کو اس کے دفن کا انتظار کیا پس انہیں شک پڑ گیا اور بات پھیل گئی اور جماعت منتشر ہو گئی پس وزیر کو داخل کیا گیا جس کے متعلق لوگوں کا خیال تھا کہ وہ اپنے مقام کے باعث اس کی ہلاکت کے روز اس کے گھر میں تھا اور اسے ہفتے کے روز دفن کیا گیا اور حسن بن عمر نے اس لڑکے کو جسے امارت پر مقرر

کیا گیا تھا روک دیا اور اس پر اس کا دروازہ بند کر دیا اور خود امر دنہی کا مالک بن گیا اور عبدالرحمٰن بن سلطان ابی عنان اپنے بھائی کی بیعت کے روز جبل الکائی میں گیا اور وہ اس سے عمر رسیدہ تھا اور انہوں نے اُسے اُس کے عمزاد مسعود بن ماسی کے مقامِ وزارت کی وجہ سے ترجیح دی تھی پس انہوں نے اُسے اس کے پاس بھیجا اور اس نے اس سے ملاطفت کی اور اُسے امان پر اتارا اور اُسے اُس کے بھائیوں کے پاس لایا تو حسن نے اُسے فاس کے ایک قصبہ میں قید کر دیا اور سلطان کے چھوٹے بیٹوں کو جو سرحدوں کے امراء تھے اکسایا تو معتصم سجلماسہ سے آیا اور المعتمد مراکش میں قلعہ بند ہو گیا جہاں وہ عامر بن محمد الہنتاتی کی کفالت میں تھا جسے سلطان نے اس کے متعلق وصیت کی تھی اور اسے اس کا نگران مقرر کیا تھا پس اس نے اسے پہنچنے سے روک دیا اور مراکش سے اس کے ساتھ جبل ہنتانہ میں اپنے پہاڑ کی طرف چلا گیا اور وزیر نے اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے فوجیں بھیجیں اور وہ وہیں پر ٹھہرا رہا یہاں تک کہ اس کے چچا سلطان ابو سالم نے مغرب کی حکومت پر قابض ہوتے وقت اسے برطرف کر دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

فصل

مراکش کی طرف فوجیں بھیجنے اور وزیر سلیمان بن داؤد کے عامر بن محمد سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہونے کے حالات

قبائل مصامدہ میں سے عامر بن محمد بن علی ہنتانہ کا شیخ تھا اور سلطان یعقوب نے اس کے باپ محمد بن علی کو ان کے ٹیکس اکٹھا کرنے پر عامل مقرر کیا تھا اور سلطان ابوسعید نے اس کے چچا موسیٰ بن علی کو عامل مقرر کیا تھا اور اس عامر نے حکومت کی کفالت میں پرورش پائی تھی اور یہ سلطان کے مددگاروں میں افریقہ گیا اور سلطان نے تونس میں اسے پولیس کے احکام سپرد کئے اور جب وہ سمندر پر سوار ہو کر مغرب کی طرف گیا تو اس نے اپنی بیویوں اور چہیتی لونڈیوں کو کشتیوں میں سوار کرایا اور انہیں عامر بن محمد کی نگرانی میں دے دیا اور سمندر پار کر کے اندلس گیا اور انہیں سلطان ابوالحسن اور اس کی فوج کے غرق ہو جانے کی اطلاع ملی پس اس نے انہیں لندیہ میں اس کی جگہ ٹھہرایا اور سلطان ابوعنان کی دعوت دی لیکن اس کے داعی نے اس کے باپ کی بیعت کو پورا کرتے ہوئے جواب نہ دیا اور جب سلطان ابوعنان نے ان کے لئے اُسے بلایا اور اس کی خوب پزیرائی کی پھر اس نے اسے ۷۵۲ھ میں مصامدہ کے ٹیکس پر افسر مقرر کر دیا اور اُس کے لئے اُسے تلمسان سے بھیجا یہاں تک کہ وہ اس دوستی سے طاقت ور ہو گیا اور اس نے اس میں اچھی طرح کفایت کی یہاں تک کہ سلطان ابوعنان کہا کرتا تھا کہ کاش مجھے میری مشرقی سلطنت میں کوئی ایسا آدمی ملتا جو مجھے اس طرح کفایت کرتا جس طرح عامر بن محمد نے مجھے مغرب

کی جانب کفایت کی ہے اور میں آرام کرتا اور سلطان کے ہاں اُسے جو مقام حاصل تھا اس کی وجہ سے وزراء نے اس سے حسد کیا اور آخر الامر حسن بن عمر سلطان کی وزارت میں اکیلا رہ گیا اور اس کا حسد شدت اختیار کر گیا اور عداوت اور چغلی تک پہنچ گیا۔

وفات سے قبل سلطان کا چھوٹے بیٹوں کو والی بنانا: اور سلطان نے اپنی وفات سے قبل اپنے چھوٹے بیٹوں کو اپنے ملک کی عملداریوں کا والی مقرر کیا پس اس نے اپنے بیٹے محمد المعتمد کو مراکش کا والی مقرر کیا اور اس کا وزیر بنایا اور اُسے عامر کی نگرانی میں دے دیا اور اُسے اس کے متعلق وصیت کی اور جب سلطان فوت ہو گیا تو حسن بن عمر خود مختار امیر بن گیا اور اس نے سعید کو بادشاہی کے لئے مقرر کیا اور اس نے جہات سے بیٹوں کی آمد کی خواہش کی پس اس نے مراکش سے معتمد کے بارے میں پیغام بھیجا تو عامر نے ان کے پاس جانے کے متعلق اس کی بات کو قبول نہ کیا اور جبل ہنتاتہ میں اُسے اُس کے قلعے میں لے گیا اور حسن بن عمر کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے اس کی طرف فوجیں بھیجیں اور ان کی کمزوریوں کو دور کیا اور اس کے ساتھ جنگ کرنے پر وزیر سلیمان بن داؤد کو مقرر کیا جو امارت کے قیام میں اس کا حصہ دار تھا اور اس نے اسے محرم ۷۰۰ھ میں بھیجا پس وہ تیزی کے ساتھ مراکش گیا اور اس پر قابض ہو گیا اور عامر پر تنگی وارد کر دی اور اس سے طویل مقابلہ کیا اور اس کے قلعے میں داخل ہوا چاہتا تھا کہ اسے بنی مرین کے افتراق اور ملک کے شرفاء میں سے منصور بن سلیمان کے حکومت کے خلاف خروج کرنے کی اطلاع ملی نیز یہ کہ وہ جدید شہر سے جنگ کرنے والا ہے پس فوج اس کے اردگرد سے منتشر ہو گئی اور وہ ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہوئے منصور بن سلیمان کے پاس آ گئے اور وزیر سلیمان بن داؤد بھی اس کے ساتھ مل گیا اور عامر سے محاصرہ ہٹ گیا یہاں تک کہ سلطان ابو سالم نے شعبان ۷۰۰ھ میں مغرب کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور اس نے عامر اور اپنے بھتیجے معتمد کو جبل سے ان کے مقام سے بلایا پس اس نے اس پر دلیری کی اور اس نے اُسے اُس کے سپرد کر دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

تلمسان کے نواح میں ابوحمو کے غالب آنے اور اس کی مزاحمت کے لئے فوجیں تیار کرنے اور پھر اس پر منقلب ہو جانے کے حالات اور اس دوران میں ہونے والے واقعات

عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن یغمراسن کے یہ چار بیٹے تھے جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے اور یوسف ان کا بڑا تھا' جو خاموش طبیعت اور بھلائی کے راستوں کو اختیار کرنے والا اور ذہن میں بڑائی کا خواہش مند نہ تھا اور جب اس کا بھائی عثمان' تلمسان' میں فوت ہوا تو اس نے اسے صفین کا گورنر مقرر کیا اور اس کا بیٹا یوسف' خاموشی' آسودگی اور اہل شر سے کنارہ کشی کرنے میں اس کے طریق کو قبول کرنے والا تھا اور جب سلطان ابوعثمان ۳ ۵ ۷ ھ میں ان پر منقلب ہوا اور ابوثابت مشرق کی جانب بھاگ گیا اور قبائل زداودہ نے انہیں لوٹ لیا اور انہیں گھوڑوں سے اتار کر پیدل چلایا تو وہ اپنے قدموں پر دوڑنے لگے اور ابوثابت اور ابوزیان جو اس کے بھائی ابوسعید کا بیٹا تھا اور موسیٰ جو اس کے بھائی یوسف کا بیٹا تھا اور ان کا وزیر یحییٰ بن داؤد اپنی قوم سے الگ ہو کر ایک جانب ہو گئے اور ان کے طریق کو چھوڑ کر دوسرے طریق پر چلنے لگے اور اس نے ابوثابت اور یحییٰ بن داؤد اور محمد بن عثمان کو گرفتار کر لیا اور موسیٰ' تونس کی طرف چلا گیا اور حاجب محمد بن تافراکین اور ان کے سلطان کے ہاں اترا جہاں اس کی خوب پزیرائی ہوئی اور اس نے انہیں اس کی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ پناہ دی جو ان کے پاس چلی گئی تھی اور انہوں نے ان کے بڑے بڑے وظائف مقرر کر دیئے اور سلطان ابوعثمان نے ان کے بارے میں ابن تافراکین کو پیغام بھیجا تو اس نے ان کے سپرد کرنے سے انکار کر دیا اور علانیہ انہیں سلطان کے خلاف پناہ دی۔

سلطان کی فوجوں کا تونس پر قبضہ: اور جب سلطان کی فوجوں نے تونس پر قبضہ کیا تو وہاں کا سلطان ابواسحاق ابراہیم ابن مولانا سلطان ابویحییٰ بھاگ گیا تو یہ موسیٰ بن یوسف اس کے مددگاروں میں شامل ہو کر نکلا اور جب سلطان مغرب کی طرف واپس آیا تو مولیٰ ابواسحاق ابراہیم ابن مولانا سلطان ابویحییٰ اور اس کے بھتیجے مولیٰ ابوزید حاکم قسنطینہ نے یعقوب بن علی

اور اس کی زواودہ قوم کے ساتھ قسنطینہ سے جنگ کرنے اور اسے واپس لینے کا قصد کیا اور ان کے مددگاروں میں یہ موسیٰ بن یوسف بھی اپنی زناتیہ قوم کے ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے پاس موجود تھے چلا اور جب سے بنوعبدالود نے سلطان ابوعنان کو مغلوب کیا تھا اس وقت سے زغبہ کے بنوعامر سلطان ابوعنان کے باغی تھے اور ان کی امارت صغیر بن عامر بن ابراہیم کے پاس تھی جو اپنی قوم کے ساتھ افریقہ چلا گیا تھا اور یہ یعقوب بن علی کے ہاں اترے اور اپنی سواریوں اور خیموں کے ساتھ اس کے پڑوس میں رہنے لگے پس جب وہ قسنطینہ کو فتح نہ کر سکنے کی وجہ سے وہاں سے ہٹ گئے تو صغیر نے اپنی قوم کے ساتھ صحرائے مغرب میں اپنے وطن کی طرف جانے کا عزم کر لیا اور انہوں نے اس موسیٰ بن یوسف کو بھی اپنے ساتھ سفر کرنے کے لئے بلایا تا کہ اسے امیر مقرر کریں اور اس کے ساتھ تلمسان پر چڑھائی کریں پس موحدین نے ان کا راستہ چھوڑ دیا اور وقت کے مطابق اور باوجود سفر میں ہونے کے مقدور بھر اس کی اعانت کی اور اسے آلہ اور خیمے دیئے اور یہ بنی عامر کے ساتھ کوچ کر گیا اور اس نے صولہ بن یعقوب بن علی اور زیان بن عثمان بن سباع جوز داودہ کے امراء تھے اور صغار بن عیسیٰ کے ساتھ سعید کے خیموں میں جو ریاح کا ایک بطن ہے کوچ کیا اور یہ تیزی کے ساتھ مغرب کی طرف گئے تا کہ اس کے نواح میں فساد کریں اور ان کے سوید کے سرداروں نے ان کے لئے سلطان اور حکومت کے مددگاروں کو اکٹھا کیا اور تلمسان کی جانب جنگ ہوئی جس میں سوید کو شکست ہوئی اور ان کا بڑا سردار عثمان بن وتر مار ہلاک ہو گیا اور اس دوران میں سلطان بھی فوت ہو گیا اور جب غرب میں سلطان کی وفات کی خبر پہنچی تو وہ تیزی کے ساتھ تلمسان آئے اور اس کے مضافات پر قبضہ کر لیا۔

حسن بن عمر کا تلمسان کے لئے فوج تیار کرنا: اور حسن بن عمر نے تلمسان کے لئے فوج تیار کی اور اس پر اور وہاں جو محافظ موجود تھے ان پر سعید بن موسیٰ العجیسی کو سالار مقرر کیا جو سلطان کا پروردہ تھا اور اس نے اُسے تلمسان کی طرف بھیجا اور اس کے مددگاروں میں احمد بن مزنی بھی اپنی عملداری کی طرف جاتا ہوا چلا اور اس سے قبل اس نے اس سے حسن سلوک کیا تھا اور اُسے خلعت اور سواری دی تھی اور سعید بن موسیٰ فوجوں کے ساتھ تلمسان کی طرف گیا اور صفر ۷۶۰ھ میں وہاں اترا اور بنی عامر کی فوجوں اور ان کے سلطان ابوحمو موسیٰ بن یوسف نے اس پر چڑھائی کی اور مضافات میں ان پر غالب آ گئے اور انہیں شہر میں روک دیا پھر ان سے کئی روز تک جنگ کی اور ربیع الاول کی چند راتیں گزرنے کے بعد تلمسان میں ان پر غالب آ گئے اور جو فوج وہاں موجود تھی اس کی بیخ کنی کر دی اور ان کے کپڑوں اور غنیمت سے ان کے ہاتھ بھر گئے اور سعید بن موسیٰ ابن سلطان کے ساتھ جو صغیر بن عامر کے خیمہ میں چلا گیا تو اس نے اُسے اور اس کی قوم کے ان لوگوں کو جو اس کے پیچھے آئے پناہ دی اور اس نے بنی عامر کے جوانوں کو بھیجا جو اس کے آگے آگے اس کا راستہ بناتے جاتے تھے یہاں تک کہ انہوں نے اس کو اپنی حکومت کے دارالخلافے میں اس کے مامن تک پہنچا دیا اور ابوحمو نے تلمسان کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور اس ہدیہ کو منتقل کر لیا جو اس نے امانت خانے میں پایا جسے سلطان باقی چھوڑ گیا تھا اور اس نے اُسے حاکم برشلونہ کے پاس بھیج دیا اور اس نے اس کی طرف اپنے اصیل گھوڑوں میں سے سواری کے لئے ایک سیاہ گھوڑا اور دو سنہری قیمتی لگامیں بھیجیں پس ابوحمو نے اس گھوڑے کو اپنی سواری کے لئے رکھ لیا اور ہدیہ کو اپنے مصارف میں خرچ کر لیا۔

فصل

وزیر مسعود بن ماسی کے تلمسان پر حملہ کرنے اور اس پر متغلب ہونے پھر اس کے بغاوت کرنے اور سلیمان بن منصور کے امیر مقرر کرنے کے حالات

جب وزیر حسن بن عمر کو تلمسان اور اس پر ابو حمو کے قبضہ کرنے کی خبر پہنچی تو اس نے بنی مرین کے مشائخ کو جمع کیا اور انہیں تلمسان کی طرف جانے کا حکم دیا تو انہوں نے خود جانے سے انکار کر دیا اور فوجوں کی تیاری کا مشورہ دیا اور انہوں نے اس سے وعدہ کیا کہ وہ سب کے سب جائیں گے پس اس نے عطیات کا رجسٹر کھولا اور اموال تقسیم کئے اور قیمتی انعامات دیے اور کمزوریوں کو دور کیا اور جدید شہر کے میدان میں پڑاؤ کر لیا پھر اس نے ان پر مسعود بن رحو بن ماسی کو سالار مقرر کیا اور اس کے ساتھ مال لدوایا اور اسے آلہ دیا اور وہ جھنڈوں اور فوجوں کے ساتھ چلا اور اس کے مددگاروں میں منصور بن سلیمان بن منصور ابی مالک بن یعقوب بن عبد الحق بھی شامل تھا اور لوگ یہ جھوٹی خبر اڑا رہے تھے کہ سلطانِ مغرب ابو عنان کی وفات کے بعد اس تک پہنچنے والا ہے اور یہ بات زبانِ زد عوام ہوگئی جسے داستان سراؤں اور ساتھیوں نے بیان کیا جس کی وجہ سے منصور کو اپنی جان کے متعلق خوف پیدا ہو گیا۔ پس وہ وزیر حسن کے پاس آیا اور اس کے پاس اس کی شکایت کی تو اس نے اُسے اس وسوسے کے بارے میں سوچنے کے متعلق ایسی ڈانٹ پلائی جو سیاست سے خالی تھی پس وہ رک گیا اور میں بھی اس جنگ میں حاضر تھا اور مجھے اس کی عاجزی اور انکساری پر رحم آیا اور وزیر مسعود تیاری کے ساتھ کوچ کر گیا اور ابو حمو تلمسان کو چھوڑ گیا اور ربیع الثانی میں مسعود اس میں داخل ہو گیا اور اس پر قابض ہو گیا اور ابو حمو صحرا کی طرف چلا گیا اور زغبہ اور معقل کی عرب فوجوں نے اس پر اتفاق کر لیا پھر بنی مرین مغرب کی طرف چلے گئے اور اپنی سواریوں اور خیموں کے ساتھ انگاد میں اتر پڑے۔

مسعود بن رحو کا فوج بھیجنا: اور مسعود بن رحو نے اپنی سپاہیوں کی فوج ان کی طرف بھیجی جس میں اس نے بنی مرین کے امراء اور مشائخ کو منتخب کر دیا اور ان پر عامر کو سالار مقرر کیا جو اس کے چچا عبو بن ماسی کا بیٹا تھا اور اس نے ان کو بھیجا پس وہ وجدہ کے میدان میں اس کی طرف بڑھے اور عربوں نے بڑی بے جگری سے حملہ کیا تو وہ منتشر ہو گئے اور ان کی چھاؤنی لوٹ لی گئی اور ان کے مشائخ بھی لٹ گئے اور اپنے گھوڑوں سے اتر کر پیدل ہو گئے اور وجدہ کی طرف برہنہ حالت میں آ گئے

اور تلمسان میں بنی مرین کو خبر پہنچی جن کے دلوں میں وزیر کی سختی اور ان کے سلطان کو روکنے کی وجہ سے بیماری پائی جاتی تھی اور وہ حکومت کی تاک میں تھے پس جب خبر پہنچی اور لوگ اس کے لئے گدھوں کی طرح بھاگنے لگے اور ان میں سے کچھ لوگ الگ ہو کر شہر کے میدان میں مشورہ کرنے لگے اور انہوں نے یعیش بن علی بن ابی زیان بن سلطان ابی یعقوب کی بیعت پر اتفاق کر لیا پس انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور وزیر مسعود بن رحو کو خبر پہنچی جسے سلطان منصور بن سلیمان نے بیعت پر مجبور کیا تھا اور اس کے ساتھ بنی احمر کے رئیس ابکم اور نصاریٰ کی فوج کے قائد القبز دور نے بھی بیعت کی اور لوگ ہر سمت سے اس کے پاس آئے اور بنی مرین کے سرداروں نے یہ خبر سنی تو یہ وہ ہر جانب سے اس کی طرف دوڑ پڑے اور یعیش بن ابی زیان سیدھا چلا گیا اور سمندر پر سوار ہو کر اندلس چلا گیا اور امارت منصور بن سلیمان کے لئے پکی ہو گئی اور بنی مرین نے اس کی بات کو برداشت کیا اور وہ تلمسان سے ان کے ساتھ مغرب جانے کے لئے کوچ کر گیا اور راستے میں انہیں عرب فوجوں نے روکا تو انہوں نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کی سواریوں اور کپڑوں سے ان کے ہاتھ بھر گئے اور وہ تیزی کے ساتھ مغرب کی طرف گئے اور ۱۵ جمادی الاولی الآخرۃ کو سبو میں اترے اور حسن بن عمر کو خبر پہنچی تو شہر کے میدان میں اس کے پڑاؤ میں حرکت پیدا ہو گئی اور سلطان نے آلہ اور تیاری کے ساتھ اسے نکالا اور اسے اپنے خیمے میں اتارا اور جب رات چھا گئی تو سردار اس سے الگ ہو کر سلطان منصور بن سلیمان کے پاس آ گئے تو اس نے خیمے کے ارد گرد شمعیں اور آگیں روشن کر دیں اور موالی اور سپاہیوں کو اکٹھا کیا اور سلطان کو سواری دی اور اس کے محل کی طرف گیا اور جدید شہر میں رک گیا اور صبح کو منصور بن سلیمان نے تیاری کے ساتھ کوچ کیا اور ۲۲ جمادی الآخرۃ کو کدیۃ العرائس میں اترا جہاں اس کا پڑاؤ متحرک ہو گیا اور صبح کو اس نے جنگ شروع کر دی اور اس نے اس کے تاوان روک دیے لیکن اس دن وہ اسے فتح نہ کر سکا پھر اس نے محاصرہ کے لئے آلات تیار کرنے کے لئے لوگوں کو اکٹھا کیا اور بیعت کے لئے شہروں کے وفد مغرب میں اس کے پاس آئے اور اس کے ساتھ بنی مرین کے وہ دستے بھی مل گئے جو مراکش میں وزیر بن سلیمان بن داؤد کے ساتھ عامر کے محاصرہ کے لئے رکے ہوئے تھے پس اس نے اسے وزیر بنا لیا اور سلطان ابو عنان کے وزیر عبداللہ بن علی کو سبتہ کے قید خانے سے رہا کر دیا تو وہ اس کے ساتھ ایسے خالص ہو گیا جیسے سونا پگھلنے کے بعد خالص ہو جاتا ہے اور منصور بن سلیمان نے قیدیوں کے چھوڑنے کا حکم دیا پس بجایہ اور قسنطینہ کے جو بڑے لوگ وہاں موجود تھے وہ نکل گئے جو اس وقت سے وہاں قید تھے جب سلطان ابو عنان نے ان کے علاقوں پر قبضہ کیا تھا اور وہ اپنے مواطن کو چلے گئے اور وہ صبح و شام جدید شہر سے جنگ و قتال کرنے لگا اور بنی مرین کی ایک پارٹی اس سے الگ ہو کر وزیر حسن بن عمر کے پاس چلی گئی اور دوسرے اپنے اپنے شہروں میں چلے گئے اور انہوں نے اس کی امارت کے انجام کو دیکھتے ہوئے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور وہ ماہ شعبان تک اسی حالت میں رہا اور سلطان ابو سالم کے مغرب میں اپنے اسلاف کی حکومت کے لئے آنے اور اس پر غلبہ پانے کے حالات کو ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

فصل

مولیٰ ابوسالم کے جبال غمارہ میں آنے اور مغرب کی حکومت پر اس کے قابض ہونے اور منصور بن سلیمان کے قتل ہونے کے حالات

سلطان ابوسالم اپنے باپ کے مرنے اور اندلس میں ٹھہرنے اور سوس میں امارت کی طلب میں ابوالفضل کے خروج کرنے پھر سلطان ابوعنان کے اس پر فتح پانے اور اس کے مرنے کے بعد جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے' پرسکون ہو گیا تھا پھر جب سلطان اندلس ابوالحجاج ۷۵۵ھ میں عیدالفطر کے روز عیدگاہ میں فوت ہوا جسے اسود مدسوس نے نیزہ مارا تھا وہ اس کے بھائی محمد کی طرف ان کے محل کی بعض لونڈیوں کو منسوب کرتا تھا اور انہوں نے اس کے بیٹے محمد کو امارت کے لئے مقرر کیا اور اس کے غلام رضوان نے اسے روکا تو اس نے اس پر زیادتی کی اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں سلطان ابوعنان کو قوت حاصل تھی اور وہ اندلس کی حکومت کی اُمید رکھتا تھا اور جب اسے ۷۵۹ھ میں بیماری کا حملہ ہوا تو اس نے انہیں اشارہ کیا کہ وہ اس کی طرف اپنے گھریلو طبیب ابراہیم بن زرزر الذمی کو بھیجیں تو اس نے اس یہودی سے بچاؤ اختیار کیا اور معذرت کی تو انہوں نے اسے واپس کر دیا تو سلطان نے ان کا شکریہ ادا کیا۔

وزیر اور مشائخ کا قتل: اور جب وہ قسطنطینہ اور افریقہ کو فتح کر کے فاس پہنچا تو اس نے اپنے وزیر اور مشائخ کو گرفتار کر لیا اور انہیں نا کردہ گناہ سے متہم کر کے قتل کر دیا کہ انہوں نے سلطان اور اس کے حاجب کو جلدی سے مبارک باد نہیں دی اور ان کے درمیان فضا تاریک ہو گئی اور ابن نے ان پر حملہ کرنے کا عزم کر لیا اور وہ سب کے سب طاغیہ بطرہ بن اذفونش حاکم قشتالہ کے پاس اس کے باپ الہنشہ کی وفات کے وقت سے جمع ہوئے تھے جو ۷۵۱ھ میں جبل الفتح میں ہوئی تھی پھر ابوالحجاج کی وفات کے بعد رضوان نے حکومت سے سرکشی اختیار کر لی اور وہ اس کا قصد کئے ہوئے تھا اور بظاہر وہ مسلمانوں کو ان کے دشمن کے ساتھ مصالحت کی مہلت دے رہی تھی اور سلطان ابوعنان اس بات کو ان کے خلاف سمجھتا تھا اور اُسے معلوم ہو گیا تھا کہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے بحری بیڑوں سے ان کو مدد دے اور وہ اسے ان کے پاس جانے سے روکیں اور طاغیہ بطرہ اور قمص برشلونہ کے درمیان جنگ برپا تھی جس میں ان کے ہم مذہب ہلاک ہو گئے تھے پس سلطان نے اپنے ارادے کو قمص برشلونہ کی طرف پھیر دیا اور اسے ابن اذفونش کے خلاف جتھہ جوڑی کرنے کے لئے اس سے گفتگو کی۔

آبنائے جبرالٹر میں بحری بیڑوں کا اجتماع: اور مسلمانوں کے بحری بیڑے اور قمص کے نصاریٰ کے بحری بیڑے

آبنائے جبرالٹر میں اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے ان کے لئے جگہ اور وقت مقرر کیا اور سلطان نے انہیں نہایت قیمتی تحفہ دیا جس میں مغرب کا متاع اور گھریلو سامان اور مصنوعی سنہری مرکب اور اصیل گھوڑے شامل تھے پس یہ چیزیں تلمسان پہنچیں اور وہ ان کے اپنے مقام پر پہنچنے سے پہلے ہی فوت ہو گیا۔

اور جب سلطان ابو عنان فوت ہو گیا تو اس کے بھائی مولیٰ ابو سالم نے اپنے بھائی کی حکومت کی آرزو کی اور اس بارے میں اہل اندلس کی مدد کی خواہش کی کیونکہ ان کے اور اس کے بھائی کے درمیان تعلق پایا جاتا تھا اور اُسے اہل مغرب کے مددگاروں نے بلایا اور ان میں سے ایک اس کے پاس غرناطہ میں اس کے مقام پر پہنچا اور اس نے رضوان سے آنے کی اجازت طلب کی تو اس نے اُسے اجازت دینے سے انکار کر دیا تو وہ برافروختہ ہو گیا اور اپنی جان پر کھیل کر قشتالہ کے بادشاہ کے پاس چلا گیا کہ وہ اسے مغرب کی طرف جانے کے لئے بحری بیڑہ دے تو اس نے اس پر شرط عائد کی جسے اس نے قبول کر لیا اور اس نے اپنے بحری بیڑے میں مراکش کی طرف بھیجا تو عامر اُسے قبول کرنے سے رکا کیونکہ اس میں سلیمان بن داؤد کے دارالخلافے کا محاصرہ ہوتا تھا اور اس پر تنگی وارد ہوتی تھی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پس وہ الٹے پاؤں واپس آ گیا اور جب طنجہ اور بلاد غمارہ کے سامنے آیا تو اس نے اپنے آپ کو ان کے سامنے ڈال دیا اور ان کے علاقے کے چوڑے پتھروں میں اترا اور ان کے قبائل اس کے پاس جمع ہو گئے اور ہر جانب سے اس کی طرف اٹھ پڑے اور موت پر اس کی بیعت کی اور اس نے سبتہ اور طنجہ پر قبضہ کر لیا' جہاں ان دنوں حاکم قسطنطینہ سلطان ابو العباس بن ابی حفص موجود تھا جو سبتہ سے اپنی قید سے نکل کر وہاں چلا گیا تھا جیسا کہ ہم اسے بیان کر چکے ہیں پس مولیٰ ابو سالم نے اسے اپنی صحبت' دوستی اور اپنے اس سفر میں ٹھہرنے کے لئے چن لیا یہاں تک کہ اس نے اس کے ملک پر قبضہ کر لیا اور اس نے طنجہ میں حسن بن یوسف الورتاجنی اور سپاہیوں کے رجسٹر کے کاتب ابو الحسن بن علی بن السعود اور شریف ابو القاسم تلمسانی کو پایا اور منصور بن سلیمان کو ان کے متعلق شبہ تھا اور اس نے ان پر وزیر حسن بن عمر کے ساتھ سازش کرنے کی تہمت لگائی جو جدید شہر میں اس کے مکان میں کی گئی تھی پس اس نے ان کو اپنے پڑاؤ سے اندلس کی طرف بھیج دیا اور یہ امیر ابو سالم کو طنجہ پر قبضہ کرنے کے وقت ملے پس وہ اس کی حکومت میں پہنچ گئے اور اس نے حسن بن یوسف کو وزیر بنایا اور اپنی علامت کے لئے ابو الحسن علی بن السعود کو کاتب بنایا اور شریف کو ہم نشینی اور ہم رکابی کے لئے مختص کیا پھر اندلس کی سرحدوں کے باشندوں نے اس کی دعوت سنبھال لیا اور جبل الفتح کا حاکم یحییٰ بن عمر اپنی موجودہ فوج کے ساتھ چلا گیا اور مولیٰ ابو سالم کا پڑاؤ بھی وسیع ہو گیا۔

منصور بن سلیمان کا دفاع کے لئے فوج تیار کرنا: اور جدید شہر کے باغی منصور بن سلیمان کے پاس خبر پہنچی تو اس نے اس کے دفاع کے لئے فوج تیار کی اور اس پر اپنے دونوں بھائیوں عیسیٰ اور طلحہ کو سالار مقرر کیا اور انہیں قصر کتامہ میں اتارا اور انہوں نے اس سے جنگ کر کے اسے شکست دی اور اس نے جبل میں پناہ لے لی اور حسن بن عمر نے دیواروں کے پیچھے سے اس پر حملہ کرنے میں جلدی کی تو اس نے اپنی اطاعت اس کو بھیج دی اور اس نے وعدہ کیا کہ وہ اس کے دارالخلافے پر اسے قبضہ دلائے گا اور اس نے مولیٰ ابو سالم کے ایک مددگار مسعود بن رحو بن ماسی جو منصور کا وزیر تھا' کے ساتھ سلطان کے پاس جانے کے بارے میں سازش کی اور اس نے منصور اور اس کے بیٹے علی پر تہمت لگائی تھی پس وہ الگ ہو گیا اور لوگ منصور کے اردگرد سے چھٹ گئے اور اس کے بنی مرین کے مددگاروں نے بھی چھوڑ دیا اور وہ سواحل مغرب میں بادلیس چلا گیا اور

تمام اہل فوج ان کے ساتھ مل چلے اور ان کے دستے پوری طرح تیار تھے پس وہ سلطان ابوسالم کے پاس چلے گئے اور اسے اپنے دارالخلافے کی طرف لے جانے کے لئے تیار کر لیا پس وہ تیزی سے چلا اور حسن بن عمر نے اپنی خلافت کے نویں مہینے میں اس کے سلطان سعید کو اس کی امارت سے معزول کر دیا اور اسے اس کے چچا کے سپرد کر دیا اور وہ اس کے پاس آیا تو اس نے اس کی بیعت کر لی۔

جدید شہر میں سلطان کا داخلہ اور سلطان جدید شہر میں ۱۵ شعبان ۷۶۰ھ کو آیا اور مغرب کی حکومت پر قابض ہو گیا اور نواح کے وفود دستوں کے ساتھ آنے لگے اور اس نے حسن بن عمر کو مراکش کا امیر مقرر کیا اور اس کے مقام سے پریشان ہونے کی وجہ سے اسے فوجوں کے ساتھ مراکش بھیج دیا اور مسعود بن رحو بن ماسی اور حسن بن یوسف الورتاجنی کو وزیر بنایا اور اپنے باپ کے خطیب فقیہ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن مرزوق کو اپنے خواص میں چنا اور اس کتاب کے مؤلف کو اپنی مہر اور پرائیویٹ تحریرات سپرد کیں اور جب میں نے کدیۃ العرائس میں منصور بن سلیمان کے احوال کے اختلال اور امارت کو سلطان کے پاس جاتے دیکھا تو میں اس کے پڑاؤ سے اس کی طرف آ گیا تو وہ میری طرف آیا اور اس نے مجھے تعظیم کے مقام پر اتارا اور مجھے اپنی کتابت کے لئے چن لیا اور مغرب میں اس کی امارت منظم ہو گئی اور سلطان کے مددگاروں نے بادلیس میں منصور بن سلیمان اور اس کے بیٹے علی کو گرفتار کر لیا اور انہیں پا بجولاں اس کے دروازے پر لے آئے اور اس نے انہیں بلا کر ڈانٹ ڈپٹ کی اور انہیں اسی سال کے شعبان میں ان کے مقتل میں لے جا کر نیزے مار مار کے قتل کر دیا گیا اور اس نے اپنے باپ کی اولاد میں سے نمائندہ بیٹوں اور قرابت داروں کو اکٹھا کیا اور انہیں اندلس کی سرحد رندہ میں واپس بھجوا دیا اور انہیں پہرے داروں کی نگرانی میں دے دیا اور ان میں سے اس کا بھتیجا محمد بن ابوعبدالرحمن غرناطہ چلا گیا جہاں وہ طاغیہ سے مل گیا اور اس کے پاس اس کے مغرب پر قبضہ کرنے تک ٹھہرا جسے ہم بیان کریں گے ان شاء اللہ اور باقی لوگ سلطان کی سلطنت کے پناہ دینے کے بعد سمندر میں غرق ہو گئے۔ اس نے انہیں کشتیوں میں سوار کروا کر مشرق کی طرف بھیجا پھر انہیں غرق کر دیا اور ملک خوارج اور جھگڑا کرنے والوں سے خالی ہو گیا اور اس کی حکومت منظم ہو گئی اور سلطان نے مولانا سلطان ابوالعباس کی عزت افزائی کے لئے ایک جشن کیا۔

فصل

غرناطہ کے حکمران ابن الاحمر کے معزول ہونے اور رضوان کے قتل ہونے اور اس کے سلطان کے پاس آنے کے حالات

جب ۷۵۵ھ میں سلطان ابوالحجاج فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے محمد کو امیر مقرر کیا اور اس کے باپ کا غلام رضوان اس سے بے قابو ہو گیا۔ حالانکہ اس نے اس کے چھوٹے بیٹے اسماعیل کو تربیت دی تھی کیونکہ اس نے اس کے ماں باپ کو اپنی محبت دی تھی پس جب انہوں نے اس کی امارت سے اعراض کیا تو اسے اپنے ایک محل میں چھپا دیا اور اس کی اپنے عم زاد محمد بن اسماعیل ابن الرئیس ابی سعید سے رشتہ داری تھی اور وہ اسے خفیہ طور پر حکومت میں موقع ملنے پر اپنی امارت کی دعوت دیتا تھا پس سلطان اپنے باغات کی ایک سیر گاہ کی طرف نکل گیا تو وہ ۲۷ رمضان ۷۶۰ھ کی رات کو بعض اوباشوں کے ساتھ جسے اس نے کھانے پر جمع کیا تھا الحمراء کی دیوار پر چڑھ گیا اور حاجب رضوان کے گھر کی طرف گیا اور اس کے گھر میں داخل ہو کر اسے اس کی بیویوں اور بیٹیوں کی موجودگی میں قتل کر دیا اور انہوں نے اسماعیل کا گھوڑا اس کے قریب کیا تو وہ سوار ہو گیا پس انہوں نے اسے محل میں داخل کر دیا اور اس کی بیعت کا اعلان کر دیا اور الحمراء کی فصیل پر اپنے ڈھول بجائے اور سلطان اپنی سیر گاہ سے اپنے حاجب رضوان کے قتل کے بعد وادی آش کی طرف بھاگ گیا اور سلطان مولیٰ ابوسالم کو اطلاع ملی تو وہ رضوان کی ہلاکت سے غضبناک ہو گیا اور سلطان نے ان کی گزشتہ پناہ کا لحاظ رکھتے ہوئے خلعت دیا اور اسی وقت اپنے ہم نشینوں میں سے ابوالقاسم شریف کو ان کے بااختیار بنانے کے لئے بھیجا پس وہ اندلس پہنچا اور اس نے ارباب حکومت سے مخلوع کے وادی آش سے مغرب کی طرف جانے کا معاہدہ کیا اور وزیر کاتب ابو عبداللہ خطیب کو ان کی قید سے رہا کروا دیا جس کو انہوں نے اپنی امارت کے آغاز میں قید کیا تھا کیونکہ وہ حاجب رضوان کا نائب اور مخلوع کی حکومت کا رکن تھا پس مولیٰ ابوسالم نے انہیں اس کے رہا کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے اسے رہا کر دیا اور ایلچی ابوالقاسم شریف اس کے سلطان مخلوع سے مغرب کی طرف جانے کے لئے وادی آش میں ملا اور اسی سال کے ذوالقعدہ میں چلا گیا اور فاس میں سلطان کے پاس آیا اور اس نے اس کی آمد کو بڑی بات قرار دیا اور اس کی ملاقات کو سوار ہو کر گیا اور اس کے ساتھ اپنی قومی اسمبلی میں آیا اور اس نے اس کے لئے جشن کیا اور مشائخ اور صاحب شرف لوگوں کو ناراض کر دیا اور اس کے وزیر ابن الخطیب نے کھڑے ہو کر اپنا شاندار قصیدہ سلطان کو سنایا جس میں وہ اس سے اپنی امارت کے لئے اس سے مدد مانگتا تھا اور اس نے اس انداز سے اس سے مہربانی اور رحم طلب کیا جس نے لوگوں کو رحمت و شفقت سے رلا دیا قصیدہ کی عبارت یہ ہے:

قصیدہ

اے میرے دوستو! دریافت کرو کیا اس کے پاس کوئی یاد کی دوات ہے اور کیا وادی میں سرسبز گھاس ہو گئی ہے اور پھولوں کی خوشبو پھیل گئی ہے اور کیا موڑ پر جو گھر واقع ہے اسے موسم بہار کی پہلی بارش صبح صبح پہنچی ہے جس کے نشانات سوائے تو ہم اور ذکر کے مٹ چکے ہیں۔ میرے ملک نے اپنے اطراف سمیت، عشق میں لپٹے ہوئے آدمی کی خدمت کی ہے اور زندگی، خوبصورت لمبے بالوں چیز ہے اور میرے باحول نے میرے گھونسلے کے دونوں بازوؤں کی پرورش کی ہے اور اب میری یہ حالت ہے نہ میرا کوئی بازو ہے اور نہ گھونسلہ لیکن اس دنیا کا متاع قلیل ہے اور اس کی لذات ہمیشہ دگرگوں ہوتی رہتی ہیں، اس نے مجھے اپنے قرب سے مشقت میں ڈال دیا ہے اور اس کا ایک دن ہمارے ہاں ایک ماہ کے برابر ہوتا ہے اور ہماری ہر پسلی میں آگ کا ایک شعلہ روشن ہے اور جدائی کے ہاتھ نے اشکوں کے موتیوں کو بکھیر دیا ہے اور جدائی کے بہت سے غم ہیں جن سے سینہ تنگ ہو جاتا ہے اور ہم شام کو سرور کی نہر پر روئے تو اس کے بعد یہ نہر کھاری ہو گئی۔ میں نے ہودہ میں بیٹھی ہوئی عورتوں سے کہا جب کہ شب روی نے انہیں محتاج کر دیا تھا اور حدی خوان نے انہیں تسلی دی اور ڈانٹ نے انہیں گھیرا دیا، دراز کی اختیار کرو ہر تنگی کے بعد آسائش ہوتی ہے اور اللہ کے وعدے کے پورا ہونے سے خوش ہو جا کہ اب تنگی چلی گئی ہے اور اگر زمانہ بزدلی اختیار کرے تو عقل بزدلی نہیں کرتی اور اگر لوگ چھوڑ جائیں تو صبر نہیں چھوڑتا اور اگر مجھ جیسے تجربہ کار سے مصائب مقابلہ کریں تو تیغ و تیریں اس کے ہاں برابر ہوتے ہیں اور انہوں نے سیدھی لکڑی کو ذات سے کاٹ کر اس کی سختی اور نرمی معلوم کی اور اس کا عزم ہندی تلوار کی طرح کارگر ہے اور جب تو نے بیضا میں میرا گھر مقرر کر دیا تو وہاں نہ سواریاں اور نہ نگاہیں آئیں اور ہم نے ابراہیم کو اپنے ہموم کے برابر ڈالا اور جب ہم نے اس کے چہرے کو دیکھا تو ذات درست معلوم ہوئی اور سواروں نے اس کی اچھی باتوں کو روایت کیا اور جب انہوں نے اسے دیکھا تو خبر کی حقیقت کی تصدیق کر دی اور اس کے عزم کی تیزی نے سمندر کی تلخی کو دور کر دیا اور کبھی اس کی جزر نے مد کا تعاقب نہیں کیا اور وہ ایسی جنگ کرتا ہے جس کے خوف سے ہلاکت ڈرتی ہے اور اس کے سخت دامنوں میں دوشیزہ تخت سے چلتی ہے لوگوں نے اس کی اطاعت کی حتیٰ کہ ٹیلوں کی چوٹیوں پر جانوروں نے بھی اس کی اطاعت کی، اے بادشاہ کے آقا ہم نے یاد جو دوری کے تیرا قصد کیا ہے تا کہ زمانے نے تیرے بندے پر جو ظلم کیا ہے تو اس کے بارے میں ہم سے انصاف کرے ہم نے تیرے ذریعے زمانے کو زیادتی سے روکا حالانکہ ہم نے اس کے ظلم اور کبر کو دیکھا ہے اور ہم نے اس بزرگی کی پناہ لی ہے جس ہلاکت چلی گئی اور ہم نے اس عزت کی پناہ لی تو شر شکست کھا گیا اور جب ہم سمندر کے پاس آئے تو ہم اس کی موجوں سے خوفزدہ ہونے لگے اور ہم نے تیری بے شمار بخشش کا ذکر کیا تو سمندر حقیر ہو گیا اور جو شخص تیری عظیم خلافت کے قریب نہ ہوا تو اس کا اشارہ لغو اور اس کا عرفان جالا کی ہے اور تیری تعریف مدح کو صحیح راہ دکھاتی ہے جب کہ مجھ سے کمتر آدمی کے اوصاف میں شعر بھٹک جاتے ہیں، تجھے مسلمانوں کے دل نے پکارا اور اخلاص دکھایا اور ان کا سر وجہ اللہ کے لئے اچھا ہو گیا۔

اور انہوں نے عاجزی سے اللہ کے آگے ہاتھ پھیلائے تو اللہ نے انہیں کہا' اللہ نے فیصلہ کر دیا ہے اور اس نے تیری بیعت کے ذریعے انہیں نعمتیں عطا کیں اور انہیں خوش قسمتی حاصل ہو گئی اور سرحد کے اگلے وارث ہنسنے لگے حالانکہ جو تکلیف اسے پہنچی تھی اس میں کمی نہ ہوئی تھی اور تو نے صلح کے ساتھ شہروں اور اس کے باشندوں کو امن دیا پس نہ کوئی ظلم زیادتی کرتا اور نہ ذرا مخالفت کرتا ہے اور تیرے باپ مولانا نے تصریح کے ساتھ کہا تھا کہ اس کی اولاد میں ایک نیک لڑکا ہوگا اور تو اس کے فوراً بعد خلافت کا حق رکھتا تھا لیکن ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے اور تو نے خلافت کے باشندوں کو وہاں سے نکال دیا جو ایک زمانہ تک ٹھہرے رہے جہاں چاند ظاہر نہیں ہوتا تھا اور اللہ نے تیرا حق واپس کر دیا جب اس نے یہ فیصلہ کیا کہ تو نعمتوں کو اوڑھ لے اور پردوں کو لٹکا لے اور وہ مخلوق سے نرمی کر کے حکومت کو تیرے پاس لے آیا حالانکہ وہ امامت کے رکن کو کھو چکے تھے اور مجبور ہو کر جھکے تھے اور اس نے آزمائش سے تیری عزت' رفعت اور اجر میں اضافہ کر دیا اگر پگھلانا نہ ہوتا تو سونے کی پہچان نہ ہوتی' جب بلائیں آتی ہیں تو تجھے ہی آواز دی جاتی ہے اور جب بارش نہیں ہوتی تو تجھ سے اُمید کی جاتی ہے اور جب زمانہ اپنے حکم سے ظلم کرتا ہے تو امر و نہی اور خرابی اور درستی تیرے ہاتھ میں ہوتی ہے اور یہ ابن نصر تیرے پاس آیا تھا تو پرشکستہ تھا اور تیرے اشراف سے مدد مانگتا تھا اور وہ مسافر تھا اور تجھ سے اس امر کی امید رکھتا تھا جس کا تو اہل ہے اور تو فخر کرنا چاہتا ہے تو فخر تیرے پاس آ چکا ہے اے امیر المومنین دوبارہ پختہ بیعت لے کیونکہ عہد شکنی نے اس کی گرہ کو کھول دیا ہے اور تیرے جیسا شخص غیر قوم کے آدمی کا لحاظ کرتا ہے اور جو آل مرین کو پکارتا ہے اس کے پاس عزت اور مدد آ جاتی ہے اے امام برحق' حق کا بدلہ لے اور جو کچھ تو کرے گا اس کے ضمن میں عزت اور اجر ملے گا اور اے حق کے مددگار تو ہی اس کا اہل ہے پس تو حق کے ساتھ کھڑا ہو اور زید اور عمر سے کوئی امید نہیں کی جاتی اور اگر کہا جائے کہ تیرے مالک کا مال بہت ہے اور یہ تیری فوج بہت بڑا لشکر ہے تو تیرے ذریعے زیادتی کرنے والے کو روکا جاتا ہے اور تیرے ذریعے ہدایت زندہ ہوتی ہے اور جس چیز کو کفر نے گرا دیا ہے تیرے ذریعے اسلام اُسے تعمیر کرتا ہے' اُسے دوبارہ اس کے وطن کی طرف بھیج اور اُسے اپنی نعمتیں دے جن کا کوئی شمار نہیں ہے اور لوگوں کے دلوں کو جلدی سے درست کر کیونکہ تیرے غلبے اور دباؤ نے انہیں توڑ دیا ہے اور وہ تیرے فعل کو دیکھ رہے ہیں اور تیرا دایاں ہاتھ ان سے جو چاہتا ہے اس کے بعد کوئی خسارہ نہیں' تیرا مقصد آسان ہے جس کی کفالت تجھے درماندہ نہیں کرتی' سوائے اس کے کہ اسے بلندیوں میں رکاوٹ پیش آ جاتی ہے اور عمر ایک مستعار زینت ہے جسے واپس کیا جائے گا لیکن اصل عمر ثنا ہے اور جو شخص فنا ہونے والی چیز کو ہمیشہ رہنے والی چیز کے بدلے فروخت کرے تو اس کی کوشش کامیاب اور اس کی تجارت فائدہ بخش ہے اور اے بلندیوں کے مالک جو تو باقی چھوڑے گا اس کے سوا پوری قوت والے اور سفید ہاتھ پاؤں والے گھوڑے ہیں اور سرخ اور زرد رنگ کے گھوڑے ہیں جن کے داغ واضح ہیں اور ان کے جسم سونا اور تانگیں ہوتی ہیں اور مرین کے معزز لوگوں نے خوش کیا جن کے عمامے تلواریں اور عادات گندم گوں نیزے ہیں اور ان پر لوہے کی زرہیں ہیں جن کی اطراف میں بڑے بڑے لشکر داخل ہو جاتے ہیں وہ ایسے لوگ ہیں اگر وہ کسی مصیبت کے دور کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں تو کوئی اتار چڑھاؤ مشکل نہیں رہتا جب ان سے سوال کیا جائے تو وہ عطا کرتے ہیں اور جھگڑا کیا جائے تو حملہ کرتے ہیں اور اگر وعدہ کریں تو اسے پورا کرتے

ہیں اور اگر معاہدہ کریں تو سچ کر دکھاتے ہیں اور اگر وہ آواز سنیں تو معزز جانوں کے ساتھ پہنچتے ہیں جن کی کھوپڑیوں پر مخلوق سے نیکی کرنا فرض ہوتا ہے اور اگر ان کی مدح کی جائے تو وہ راحت محسوس کر کے جھومتے ہیں گویا وہ نشہ میں ہیں جن کی تلواروں میں شراب چلتی ہے اور ان کے سینے نیزوں کے درمیان مسکراتے ہیں اور درخت کی لکڑیوں کے درمیان پھول مسکرائے ہیں اے میرے آقا میری سوچ کم ہوگئی ہے اور میری طبیعت بدل گئی ہے پس میرا یقین اور سوچ طبعی نہیں ہے اور اگر تیری مہربانی نہ ہوتی جس سے تو نے مجھے پایا اور زندہ کیا ہے تو میرا کوئی نام ونشان نہ ہوتا' تو نے مجھ سے کھوئی ہوئی چیزوں کو موجود کر دیا ہے اور تو نے ایسے مردہ کو زندہ کیا ہے جس کے اعضاء کو قبر نے سمیٹ لیا تھا تو نے اپنے فضل سے آغاز کیا جس کی عظمت کے باعث میں اس کا اہل نہ تھا پس لطف اور انشراح صدر حاصل ہو گیا اور تو نے بڑی بڑی نعمتیں میرے گلے میں ڈال دیں جن کے متعلق میری تعریف اور شکر کم ہے اور تو احسانات کی تکمیل کا ضامن ہے یہاں تک کہ عزت' جاہ اور وقار واپس آ جائے وہ ذات جس نے اپنی رحمت سے تیرا مقام بلند کیا ہے تجھے جزا دے جس کے ذریعے تو قیدی کو چھڑاتا ہے اور مضطر تسلی پاتا ہے اور جب ہم مدح سے تیری ثنا کرتے ہیں تو ریت اور بارش کے قطرے کہاں شمار ہو سکتے ہیں بلکہ ہم تو اپنی استطاعت کے مطابق تعریف کرتے ہیں اور جو کوشش کرتا ہے اسے عذر کا حق بھی ہوتا ہے۔

پھر مجلس برخواست ہوگئی اور ابن الاحمر اپنے ٹھکانوں کی طرف چلا گیا اور اس کے لئے محلات میں فرش بچھائے گئے اور سنہری زینوں کے ساتھ گھوڑے اس کے قریب ہوئے اور اس نے اس کی طرف قیمتی چادریں بھیجیں اور ان کے لئے اس کے معلوجی موالی اور تربیت یافتہ دوستوں کے لئے وظائف مقرر کئے اور اس نے سواروں اور پیادوں میں ان کی شاہانہ رسم کی نگرانی کی اور اس نے سلطان کے ادب کی وجہ سے ان کے ملک کے القاب کو آلہ کے سوا ضائع نہیں کیا اور اس کے مددگاروں میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ ۳ےھ میں اندلس چلا گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

حسن بن عمرو کے تادلہ میں خروج کرنے اور سلطان کے اس پر متغلب ہونے اور وفات پانے کے حالات

جب وزیر حسن بن عمرو مراکش گیا اور وہاں ٹھہرا تو اس کی سلطنت اور ریاست وہاں جڑ پکڑ گئی جس سے سلطان کی مجلس کے لوگ حسد کرتے تھے اور انہوں نے کوشش کی کہ سلطان اس سے بگڑ جائے یہاں تک کہ دونوں کے درمیان فضا تاریک ہوگئی

اور وزیر بھی اس کو سمجھ گیا پس وہ اس کے مقام سے پریشان ہو گیا اور اپنے بارے میں سلطان کے حملے سے خوفزدہ ہو گیا اور شاہ صفر ا۷۶ھ میں مراکش سے نکلا اور اطاعت سے منحرف ہو کر تادلہ چلا گیا اور جشم کے بنو جابر اسے ملے اور اس کے پاس جمع ہو گئے اور انہوں نے اسے پناہ دے دی اور سلطان نے اپنی فوجوں کو اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بھیجا اور اپنے وزیر حسن بن یوسف کو ان کا سالار مقرر کیا اور اسے اس کی طرف بھیجا پس وہ تادلہ میں اترا اور حسن بن عمر و جبل چلا گیا اور ان کے سردار حسین بن علی الوردیغی کے ساتھ وہاں قلعہ بند ہو گیا اور فوجوں نے ان کا گھیراؤ کر لیا اور ان کی ناکہ بندی کر دی اور وزیر نے ان پر حملہ کرنے کیلئے جبل کے صناکہ باشندوں کے ساتھ سازش کی اور انہیں مال دیا پس انہوں نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کی فوج منتشر ہو گئی اور اس نے حسن بن عمر و کو گرفتار کر لیا اور اسے سب کچھ سمیت سلطان کی فوج میں لے آیا پس وزیر نے اسے قید کر دیا اور الحضرۃ کی طرف لوٹ آیا اور جمعہ کے روز سلطان کے حضور پیش ہوا اور سلطان نے اس میں فوج کو سوار کروایا اور خود اپنی فوج کو ملنے کے لئے شہر کے چوک میں اپنی جگہ پر سونے کے برج میں بیٹھا اور سلطان نے حسن بن عمر و کو ایک اونٹ پر سوار کرایا جو ان جمع شدہ لوگوں میں لے کر اسے پھرا اور سلطان کی نشست کے قریب ہوا تو اس نے اونٹ کے اوپر سے زمین کو چومنے کا اشارہ کیا اور سلطان سوار ہو کر اپنے محل کی طرف چلا گیا اور مجمع اکھڑ گیا اور وہ رسوا ہو چکے تھے اور دنیا کے لئے عبرت بن گئے تھے اور سلطان اپنے محل میں داخل ہوا اور اپنے آراستہ تخت پر بیٹھا اور اپنے خواص اور ہم نشینوں کو بلایا اور اسے بھی بلایا اور ڈانٹا اور اس نے جو کچھ کیا تھا اس کا اس سے اعتراف کروایا تو وہ معذرت اور انکار کرنے لگا۔

مجلس میں ابن خلدون کی موجودگی: اور شرفاء اور خواص کے ساتھ میں بھی اس مجلس میں موجود تھا اور یہ ایک ایسا مقام تھا جس میں رحمت و عبرت کے باعث آنکھیں اشک بار تھیں پھر سلطان کے حکم سے اسے منہ کے بل گھسیٹا گیا اور اس کی ڈاڑھی نوچی گئی اور ڈنڈوں سے مارا گیا اور اسے اس کے قید خانے لے جایا گیا اور قید کرنے سے چند راتوں بعد اسے شہر کے چوک میں نیزے مار مار کر قتل کر دیا گیا اور اس کے اعضاء باب محروق کے پاس شہر کی فصیل پر نصب کر دیے گئے اور وہ دوسروں کے لئے عبرت بن گیا۔

فصل

سوڈانی وفد اور اس کے ہدیے اور اس میں نادر زرافے کے حالات

جب سلطان ابوالحسن نے شاہ سوڈان منسا سلیمان بن منسا موسیٰ کو ہدیہ بھجوایا جس کا ذکر اس کے حالات میں آتا ہے تو اس نے اس کا بدلہ دینے کی کوشش کی اور اسے ہدیہ دینے کے لئے اپنے علاقے کی عجیب و غریب چیزوں کو جمع کیا اور اس دوران میں سلطان ابوالحسن کی وفات ہو گئی اور ہدیہ اس کی دور دراز سرحد تک پہنچ گیا اور منسا سلیمان بھی اس کی روانگی سے قبل

فوت ہو گیا اور اہل مالی میں اختلاف و انتشار پیدا ہو گیا اور ان کے ملوک امارت کے بارے میں ایک دوسرے پر حملے کرنے لگے اور قتل کرنے لگے اور فتنہ میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ ان میں فساد اٹھ کھڑا ہو گیا اور ان کا معاملہ اس کے لیے مرتب ہو گیا اور ابن نے اپنے ملک کی اطراف پر غور کیا اور اسے ہدیہ کے بارے میں بتایا گیا کہ اسے والات میں ذخیرہ کیا گیا ہے تو اس نے حکم دیا کہ اسے مغرب کی حکومت میں بھجوایا جائے اور اس عظیم الجثہ عجیب و غریب شکل کے زرافے کا اضافہ کیا جائے جو حیوانات سے مختلف صورت رکھتا ہو اور وہ اس ہدیہ کے ساتھ اپنے علاقے سے روانہ ہوئے اور صفر ۷۶۲ھ میں فاس پہنچے اور جمعہ کا روز ان کی آمد کا دن تھا اور سلطان ان کے لیے سنہری برج میں سامنے کی نشست پر بیٹھا اور لوگوں میں منادی کی گئی کہ وہ صحرا کی طرف چلے جائیں پس وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے چلے گئے یہاں تک کہ ان سے فضا تنگ ہو گئی اور عجیب و غریب شکل کے زرافہ کو دیکھنے کے لیے اس قدر بھیڑ ہو گئی کہ لوگ ایک دوسرے پر سوار ہو گئے اور شعراء نے مبارک باد اور مدح کے اشعار پڑھے اور وفد سلطان کے سامنے حاضر ہوا اور انہوں نے نہایت محبت و اخلاص کے ساتھ پیغام رسانی کی اور اہل مالی کے اختلاف اور امارت کے حصول کے لیے ان کے ایک دوسرے پر حملے کرنے کے باعث ہدیہ میں تاخیر ہونے پر معذرت کی اور اپنے سلطان کی عظمت بیان کی اور ترجمان ان کی طرف ترجمانی کرتا جاتا تھا اور وہ معروف دستور کے مطابق اپنی کمانوں کی تانت اتار کر اس کی تصدیق کرتے جاتے تھے نیز انہوں نے ملوک عجم کے طریق کے مطابق اپنے سروں پر مٹی ڈال کر سلطان کو سلام کیا پھر سلطان سوار ہو گیا اور یہ مجمع منتشر ہو گیا اور اس کی شہرت پھیل گئی اور یہ وفد سلطان کی حکومت اور اس کے بعد وظیفے کے تحت ٹھہرا رہا اور سلطان ان کی واپسی سے قبل فوت ہو گیا اور اس کے بعد جس آدمی نے امارت سنبھالی اس نے ان پر حسن سلوک کیا اور یہ مراکش کی طرف لوٹ آئے اور وہاں سے ذوی حسان کے پاس آ گئے جو سوس کے معقلی عربوں میں سے ہیں اور ان کے بلاد کے ساتھ متصل ہیں اور وہاں سے یہ اپنے سلطان کے پاس چلے آئے۔

فصل

سلطان کے تلمسان کی طرف آنے اور اس پر قابض ہونے اور ابوتاشفین کے پوتے ابو زیان کو اس پر قبضہ کرنے کے لئے ترجیح دینے اور اس کے ساتھ امرائے موحدین کے ان کے بلاد کی طرف جانے کے حالات

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب ۷۶۰ھ میں سلطان مغرب کا خودمختار بادشاہ بن گیا تو درعہ کا عامل عبداللہ بن مسلم زردالی تھا جو بنی عبدالواد کے اسلاف اور ابی زیان کے مددگاروں میں سے تھا جسے سلطان ابوالحسن نے تلمسان پر متغلب ہوتے وقت منتخب کر لیا تھا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس کے بعد سلطان ابوعنان نے اسے بلاد درعہ پر عامل مقرر کیا اور جب ابوالفضل بن سلطان ابوالحسن نے اپنے بھائی سلطان ابوعنان کے خلاف جبل حمیدی میں خروج کیا تو اس نے اس کے ساتھ دھوکہ کیا پس وہ مولیٰ ابوسالم کے بااختیار امیر بننے پر پریشان ہو گیا اور اس کے حملے سے خوفزدہ ہو گیا' کیونکہ اس نے دیکھا کہ وہ اپنے بھائی ابوالفضل کی وجہ سے اس سے کینہ رکھتا ہے کیونکہ ان دونوں کے درمیان سفر کی قرابت پائی جاتی تھی پس اس نے اپنے ان دوستوں کے ساتھ جو عرب المعقل سے تھا' سازش کی اور اپنے ذخائر اموال اور ذیل کو اٹھایا اور صحرا کو طے کر کے تلمسان پہنچ گیا اور ۷۶۰ھ کے آخر میں سلطان ابوحمو کے پاس چلا گیا اور اس نے اس کی خوب پذیرائی کی اور اس کے پہنچتے ہی اسے اپنا وزیر بنا لیا اور اس پر اور اس کے مقام پر فخر کا اظہار کیا اور تدبیر اور حل وعقد کے تمام کام اس کے سپرد کر دیئے اور اس نے خوب جانفشانی سے خدمت کی اور معقلی عربوں کو ان کے مواطن سے اس کی حکومت کی رغبت اور حکومت میں اس کے مقام کی عظمت اور سلطان مغرب کے خوف کی وجہ سے بلا لیا کیونکہ انہوں نے یکے بعد دیگرے بنی مرین کے ساتھ اتفاق کرنے کی وجہ سے اس سے زیادتی کی تھی' پس وہ تلمسان میں ٹھہر گئے اور سب کے سب بنی عبدالواد کے پاس اکٹھے ہو گئے۔

سلطان ابوسالم کا عبیداللہ بن مسلم کے بارے میں پیغام بھیجنا: اور سلطان ابوسالم نے ابوحمو کی جانب ان کے عامل عبداللہ بن مسلم کے بارے میں پیغام بھیجا تو اسے اس کی طرف سے جواب نہ ملا اور اس کے اہل وطن اس کے سامنے

معقل کی دوستی کو پیش کیا تو وہ ان کے کام میں لگ گیا تو سلطان نے ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا اور اس نے شہر کے میدان میں اپنا پڑاؤ بنا لیا اور عطیات کا رجسٹر کھول دیا اور لوگوں میں تلمسان کی طرف جنگ کے لئے جانے کا اعلان کر دیا اور کمزوریوں کو دور کیا اور اپنے وزراء کو فوج اکٹھی کرنے کے لئے مراکش کی طرف بھیجا' پس جہات کی فوجیں آ گئیں اور وہ جمادی الاوّل ۷۷۱ھ کو فاس سے روانہ ہوا اور ابو حمو نے اپنی حکومت کے لوگوں اور اپنی حکومت کے مددگار زناتہ اور بنی عامر اور معقل کے تمام عربوں کو سوائے عمازنہ کے جمع کیا ان کا امیر زبیر بن طلحہ سلطان کی طرف مائل تھا اور وہ تلمسان سے بھاگ گئے اور صحرا کی طرف چلے گئے اور سلطان ۳ رجب کو تلمسان گیا اور ابو حمو اور اس کے مددگار مغرب کی طرف چلے گئے اور وترمار بن عریف کے شہر کو سیف میں اترے اور اسے تباہ و برباد کر دیا اور وترمار اور اس کی قوم کے بنی مرین کے ساتھ دوستی رکھنے پر ناراضگی کی وجہ سے جو کچھ وہاں موجود تھا اسے لوٹ کر لے گئے اور حطاط کی طرف بھی بڑھے اور اس کے نواح میں فساد برپا کیا اور انکاد کی طرف واپس لوٹ آئے اور سلطان کو ان کی اطلاع ملی تو اس نے مغرب کے معاملے کا تدارک کیا اور تلمسان پر ابو تاشفین کے اس پوتے کو عامل مقرر کیا جس نے ان کی گود میں ان کی نعمتوں کے تحت پرورش پائی تھی اور وہ ابو زیان محمد بن عثمان تھا اور جوانی ہی میں وہ مشہور ہو چکا تھا اور اس نے اسے تلمسان کے قصر قدیم میں اتارا اور مشرق کے تمام زناتہ اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس کے عمزاد عمر بن محمد بن ابراہیم بن یحییٰ کو اس کا وزیر بنایا اور ان کے وزراء کے بیٹوں میں سے سعید بن موسیٰ بن علی بھی تھا اور اس نے اسے دنانیر و دراہم کے دس بوجھ دیئے اور اُسے آلہ دیا اور اس وقت مولانا سلطان ابو العباس کے سامنے اس کی سابقیت اور سخت مقامات سے اس کی محبت کو بیان کیا گیا پس وہ اس کی خاطر اپنی قسنطینہ کی امارت سے دستبردار ہو گیا اور اس طرح اس نے حاکم بجایہ مولیٰ ابو عبداللہ کو اپنے ملک بجایہ کو واپس لینے کے لئے بھجوایا تو اس نے ان دونوں کو امیر مقرر کیا اور خلعت دیئے اور دونوں کو دو بوجھ مال دیا اور اس نے قسنطینہ کے عامل منصور بن الحاج خلوف کو لکھا کہ وہ مولانا سلطان ابو العباس احمد کے شہر سے دستبردار ہو جائے اور اس پر قابو دلائے اور اس نے ان امراء کو الوداع کہا اور خود مغرب کی سرحدوں کو بند کرنے اور دشمن کی بیماری کے قلع قمع کے لئے اپنے دار الخلافے کی طرف واپس آ گیا اور اسی سال کے شعبان میں فاس آ گیا اور ابھی اس کے قدم ٹکے بھی نہیں تھے کہ ابو زیان تلمسان سے بھاگنے کے بعد اس کے پیچھے پیچھے واپس آ گیا اور وانشریس چلا گیا اور ابو حمو اس پر متغلب ہو گیا اور اس کی فوج منتشر ہو گئی پس وہ سلطان کے پاس چلا گیا اور ابو حمو تلمسان کا خود مختار بادشاہ بن گیا اور اس نے مصالحت کے بارے میں سلطان کو پیغام بھیجا تو اس نے اس کی مرضی کے مطابق مصالحت کر لی۔

فصل

سلطان ابو سالم کے وفات پانے اور مغرب کی حکومت پر عمر بن عبداللہ کے قابض ہونے اور اس کے یکے بعد دیگرے ملوک کو مقرر کرنے اور وفات پانے کے حالات

سلطان کی خواہش پر خطیب ابوعبداللہ بن مرزوق کو غلبہ حاصل تھا اور اس کے حالات میں سے یہ بات بھی ہے کہ اس کے اسلاف شیخ ابی مدین کے پڑاؤ سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں سے تھے اور اس کا دادا اس کی قبر کی خدمت کا نگران تھا۔ اس نے اُسے خادم بنایا اور اس کی اولاد بھی اس پڑاؤ کی مسلسل نگران رہی اور اس کا تیسرا دادا محمد حکومت میں مشہور و معروف تھا اور جب وہ فوت ہوا تو یغمراسن نے اُسے قصرِ قدیم میں دفن کیا تا کہ اس کی قبر سے برکت حاصل کرنے کے لئے اس کے پڑوس میں رہے اور اس کا یہ بیٹا احمد ابومحمد مشرق کی طرف چلا گیا اور وفات تک حرمین کے پڑوس میں رہا اور اس کے بیٹے محمد نے مشرق میں حجاز اور مصر کے درمیان پرورش پائی اور تلاش و جستجو میں کچھ چیزوں کو باندھ کر مغرب کی طرف لوٹ آیا اور امام کے لڑکوں سے علم فقہ میں بڑھ گیا اور جب سلطان ابوالحسن نے مسجد العباد تعمیر کی تو اسے اس کی خطابت سپرد کی اور اس نے اُسے منبر پر خطبہ دیتے سنا تو اس نے نہایت اچھی طرح اس کا ذکر کیا اور اس کے لئے دعا کی تو وہ اس کی آنکھ کو بھلا معلوم ہوا اور اس نے اسے اپنے لئے چن لیا اور اسے اپنا مقرب بنا لیا اور اسے خطیب بنایا جہاں وہ مغرب کی مساجد میں نماز پڑھاتا اور اسے چھوڑ کر بادشاہوں کے پاس چلا گیا اور جب قیروان کی مصیبت کا واقعہ ہوا تو وہ مغرب کی طرف چلا گیا اور اپنے اسلاف کے جبل میں ان احوال کے بعد جن کے بیان سے ہم نے پہلو تہی کی ہے عباد کی خانقاہ میں ٹھہر گیا اور جب سلطان الجزائر کی طرف گیا تو حاکمِ تلمسان ابوسعید نے اس سے ساز باز کی کہ وہ اس کی جانب سے سلطان ابوالحسن کے پاس اس کی سفارت کرے اور ان دونوں کے مابین جو خرابی ہے اسے درست کر دے پس وہ اس کام کے لئے گیا اور ابو ثابت اور بنو عبدالواد نے اسے ملامت کی اور انہوں نے اُسے اپنے سلطان سے بدظن کر دیا اور صغیر بن عامر کو اس کے پیچھے بھیجا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور انہوں نے اسے زمین دوز قید خانے میں ڈال دیا پھر انہوں نے کچھ عرصے بعد اسے اندلس کی طرف واپس بھیج دیا تو اس نے حاکمِ غرناطہ ابوالحجاج سے رابطہ کیا تو اس نے اسے اپنی خطابت سپرد کر دی کیونکہ اس کے متعلق مشہور ہو چکا

تھا کہ وہ بادشاہوں کے لئے ان کے خیال کے مطابق اچھا خطبہ دیتا تھا اور سلطان ابا ُن کے ساتھ ان دونوں کے غربت کے ٹھکانے میں مانوس ہو گیا اور ابوالحجاج کے ہاں اس کا حصہ دار بن گیا پس سلطان نے اس کے قدیم و جدید تعلقات اور وسائل کا جو اسے اس کے باپ کے پاس حاصل تھے لحاظ کیا پس جب مغرب کی حکومت اس کے لئے منتظم و مرتب ہو گئی تو اس نے اسے اپنی دوستی کے لئے چن لیا اور اسے اپنی محبت وعنایت عطا کی اور وہ اس کا مشیر اور اس کی خلوت کا راز دار اور اس کی خواہش پر غالب تھا پس چہرے اس کی طرف پھر گئے اور مطیع ہو گئے اور بہت سے اشراف اور وزراء اس کے متبعین میں سے تھے اور اس کے دروازے پر سالار اور امراء آتے تھے اور حکومت کی باگ دوڑ اس کے ہاتھ میں آ گئی اور وہ برے انجام کے خوف سے اکثر اوقات اس سے الگ رہتا تھا اور جو شخص تکلیف میں تعریض کرتا تھا وہ اسے ڈانٹتا تھا اور اصحاب مراتب پر سلطان کے دروازے پر جانے کی تہمت لگاتا تھا اور وہ جانتے تھے کہ وہ انہیں روک رہا ہے پس انہوں نے اس سے برا منایا اور اس کی وجہ سے حکومت سے ناراض ہو گئے اور اس کی آمد سے ارباب حل وعقد کے دل بیمار ہو گئے اور سلطان کے ہاں اسے جو پہرہ حاصل تھا اس کی وجہ سے وزراء اس پر حسد کرنے لگے اور حکومت کی تاک میں رہنے لگے اور عوام وخواص کو اس بیماری نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

وزیر عبداللہ بن علی کی وفات: جب عمر بن عبداللہ بن علی کا باپ وزیر عبداللہ بن علی سلطان کے اس کے ملک پر قبضہ کرنے کے وقت جمادی الاولیٰ ۷۶۰ھ میں فوت ہوا تو ارباب حکومت کے منہ سے اس کے ورثہ پر رال ٹپکنے لگی اور وہ بڑا مال دار آدمی تھا پس اس نے ان میں سے ابن مرزوق کی پناہ طلب کی اور اس نے بعد اس کے کہ انہوں نے سلطان کو اسے تکلیف پہنچانے اور اس کی توہین کرنے پر آمادہ کیا تھا اسے اپنے باپ کے ورثہ میں حصہ دار بنایا تو اس نے اسے پناہ دی اور سلطان کے ہاں اس کے مقام کو بلند کیا اور اسے اس کے ساتھ جو اپنی بہن کے رشتہ کرنے پر آمادہ کیا اور جب سلطان کو سفر درپیش ہوتا تو سلطان اسے جدید شہر یعنی اپنے دارالخلافے کی سیکرٹری شپ سپرد کرتا اور عمر نے حکومت کے وزیر مسعود بن یاسی کے ساتھ اس کے غم کو دور کرنے اور اس سے مخلصانہ محبت کرنے کے لئے رشتہ داری کی اور شعبان ۲ ۷ ۷ھ میں سلطان کو چھوڑ کر تلمسان کے پاس چلا گیا اور اس کے متعلق چغلی کی گئی کہ اس نے حاکم تلمسان کے ساتھ دھوکہ کرنے کے لئے سازش کی ہے پس ابن نے اس کو شعیبت میں ڈالنے اور اس کے قتل کرنے کا ارادہ کیا اور ابن مرزوق کو اس سے دور کر دیا اور اس کے عذاب سے بچ گیا اور دل میں کینہ رکھا اور حکومت کی تاک میں رہا اور اسے یکم ذوالقعدہ کو تلمسان سے واپسی پر دوبارہ دارالخلافے کی سیکرٹری شپ دی گئی کیونکہ سلطان وہاں سے قصبہ فاس کو آ گیا تھا اور اس نے اپنے محلات کی تنگی کی وجہ سے وہاں اپنے بیٹھنے کے لئے ایک بڑا ایوان بنایا اور جب عمر نے دارالخلافے پر قبضہ کیا تو اسے حملہ کرنے کی سوجھی اور جب اسے پتہ لگا کہ ابن مرزوق کے مقام کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں حکومت کے متعلق بیماری پائی جاتی ہے تو اس کے نفس نے یہ بات اسے خوب مزین کر کے دکھائی۔

عمر اور غریسہ کی سازش: تو اس نے فوج کے سالار غریسہ بن الطلول سے سازش کی اور انہوں نے اس کام کے لئے ۲۳ ذوالقعدہ ۷۶۲ھ کی رات کا تعین کیا اور وہ تاشفین الموسوس ابن سلطان ابی الحسن کے پاس جدید شہر میں ان کے مکان پر گئے پس انہوں نے اسے خلعت دیے اور اسے بادشاہ کا لباس پہنایا اور اس کی سواری اس کے قریب کی اور اسے سلطان کے تخت

کی طرف لے گئے اور اسے اس پر بٹھا دیا اور محافظوں اور تیر اندازوں کے شیخ محمد بن زرقاء کو اس کی بیعت پر مجبور کیا اور انہوں نے اعلانیہ علیحدگی اختیار کر لی اور ڈھول بجائے اور مال کے خزانے میں گئے اور کسی انداز سے اور حساب کے بغیر عطیات مقرر کئے اور جدید شہر کے باشندوں نے فوج پر حملہ کر دیا اور جو عطیات ان کے پاس پہنچے تھے انہوں نے اچک لئے اور خارجی خزانوں میں جو ساز و سامان تھا اسے لوٹ لیا اور جو کچھ ان خزانوں سے ضائع ہو چکا تھا اس پر پردہ ڈالنے کے لئے خزانوں کو آگ لگا دی اور سلطان نے قصبہ میں اپنی جگہ پر صبح کی پس وہ سوار ہوا اور اس کے جو مددگار اور قبائل موجود تھے وہ اس کے پاس آ گئے اور وہ جدید شہر کو گیا اور اس کے اردگرد راستہ کی تلاش میں چکر لگایا اور ان کے محاصرہ کے لئے کدیۃ العرائس میں اپنا پڑاؤ لگایا اور لوگوں میں اعلان کروا دیا کہ وہ اس کے پاس آ جائیں اور دوپہر کے قیلولہ کے وقت اپنے خیمے سے آیا اور لوگ اس کے دیکھتے دیکھتے اس سے الگ ہو کر فوج در فوج جدید شہر کی طرف جانے لگے یہاں تک کہ وہ خود بھی اپنے ہمنشینوں اور خواص کے ساتھ اس کی طرف گیا اور خود بھاگنا چاہا اور سواروں کی جماعت میں اپنے وزراء مسعود بن رحو اور سلیمان بن داؤد اور اپنے دروازے کے موالی اور سپاہیوں کے افسر سلیمان بن نصار کے ساتھ سوار ہو کر گیا اور اس نے ابن مرزوق کو اپنے گھر جانے کی اجازت دی اور خود سیدھا چلا گیا اور جب رات نے انہیں ڈھانپ لیا تو وہ اس سے الگ ہو گئے اور وزیر دارالخلافہ کی طرف واپس آ گیا پس اس نے عمر بن عبداللہ اور اس کے حصہ دار غرنیسہ بن القلول کو گرفتار کر لیا اور دونوں کو الگ الگ قید کر دیا اور اس نے علی بن مہدی اور بدر یحییٰ کو سلطان کی تلاش میں بھجوایا تو اسے پتہ چلا کہ وہ وادی ورغہ میں لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ پر سویا ہوا ہے اور اس نے اپنے وجود کو چھپانے کے لئے اپنا لباس اتارا ہوا ہے اور اپنی جگہ پر جاسوسوں سے چھپا ہوا ہے تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے ایک خچر پر سوار کرایا اور عمر بن عبداللہ کو خبر پہنچ گئی پس وہ اس کے شعیب بن میمون بن وردار اور فتح اللہ بن عامر بن فتح اللہ سے ملنے سے گھبرا گیا اور اس نے دونوں کو اس کے قتل کرنے کا اور اس کے سر کے بھیجنے کا حکم دیا تو انہوں نے کدیۃ العرائس کے سامنے اسے خندق اور القصب میں لٹا دیا اور ایک عیسائی سپاہی کو حکم دیا کہ وہ اس کو ذبح کرے اور وہ اس کے سر کو توبرے میں ڈال کر لے گیا اور اس نے اسے وزیر اور مشائخ کے سامنے رکھ دیا اور عمر با اختیار امیر بن گیا اور اس نے تاشفین الموسوس کو لوگوں کے خلاف واقعہ خبر سنانے پر مقرر کیا۔

فصل

ابن انطول کے نصاریٰ کی فوج کے سالار پر حملہ کرنے پھر یحیٰی بن رحو اور بنی مرین کے اطاعت سے خروج کرنے کے حالات

جب عمر بن عبداللہ نے وزیر کو گرفتار کر لیا تو سلیمان بن داؤد کا قید خانہ نصاریٰ کے سالار غریسہ کے گھر میں تھا اور ابن ماسی کا قید خانہ اس کے گھر میں تھا اس نے اس کی رشتہ داری کی وجہ سے اس کی اہانت کرنا چھوڑ دی تیز اس لئے کہ اس میں وہ اپنے بیٹوں بھائیوں اور قرابت داروں سے مدد مانگ سکتا تھا اور غریسہ بن انطول سلیمان بن ولقدار کا دوست تھا پس جب ابن نے ان کی علیحدگی کی رات کو سلطان کو چھوڑا تو اسکے پاس آیا اور وہ اُسے ہمیشہ شراب پلایا کرتا تھا اور وہ شہر کے وقت اس کے پاس آیا اور ان دونوں نے عمر کی قید کے بارے میں اسے قید کرنے والے سلیمان بن داؤد کے وزارت میں قائم کئے جانے کے متعلق گفتگو کی کیونکہ وہ عمر اور امارت میں راسخ القوم ہونے میں اس سے بڑھ کر تھا اور عمر کو اس بات کی اطلاع ملی تو اُسے شک پڑ گیا اور وہ پارٹی سے الگ تھا پس اس نے اندلسی پیادوں کے حزب سلطانی کے قائد ابراہیم البطر وجی کی پناہ لی اور موت پر اس کی بیعت کی پھر ان کی پارٹی با اختیار ہو گئی تو اس نے بنی مرین کے شیخ اور ان کے مشیر یحیٰی ابن رحو کی پناہ لے لی پس اس نے اس کے پاس شکایت کی تو اس نے اس کی شکایت کا ازالہ کر دیا اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ ابن انطول اور اس کے ساتھیوں کو پکڑے یا قتل کرے گا اور ابن انطول اور سلیمان بن ونصار نے بھی ان کے بارے میں پختہ معاہدہ کر لیا اور وہ محل کی طرف گئے۔

ابن انطول کی سازش: اور ابن انطول نے نصاریٰ کی ایک پارٹی سے مدد مانگنے کے لئے سازش کی اور جب بنو مرین حسب دستور سلطان کی مجلس میں آئے کہ عمر بن عبداللہ القائد ابن انطول یحیٰی بن رحو کے سامنے بیٹھا ہے اور گھر سے قید خانے کی طرف منتقل کرنے کے بارے میں پوچھا تو اس نے انکار کیا اور اس نے اس کی اہانت کرنے سے گریز کیا اور اسی طرح اس نے اس سے ابن ماسی کے متعلق پوچھا پس عمر نے اسے گرفتار کرنے کا حکم دیا تو وہ لوگوں کے سرداروں کے ساتھ بھاگ گیا اور اس نے مدافعت کے لئے اپنی چھری تان لی اور بنو مرین نے حملہ کر کے اسی وقت اسے قتل کر دیا اور ان کے داخل ہونے کے وقت جو نصاریٰ کے سپاہی گھر میں موجود تھے انہیں قتل کر دیا اور وہ اپنے پڑاؤ کی طرف بھاگ گئے اور جدید شہر کے پڑوس میں ملاح نام سے مشہور تھا اور عوام نے شہر میں یہ جھوٹی خبر مشہور کر دی کہ ابن انطول نے وزیر سے خیانت کی ہے پس شہر کے کوچوں میں جہاں بھی عیسائی سپاہی ملے لوگوں نے انہیں قتل کر دیا اور وہ ملاح کی طرف بڑھے تا کہ وہاں جو سپاہی موجود ہیں انہیں قتل

کریں اور بنی مرین' عوام کی تکلیف سے اپنی فوج کو بچانے کے لئے سوار ہوئے اور اس روز ان کے بہت سے اموال' برتن اور سامان لوٹ لئے گئے اور نصاریٰ نے بہت سے لوگوں کو مزاح کرتے ہوئے قتل کر دیا جو ملاح میں شراب نوشی کر رہے تھے اور عمر نے گھر کو اپنے لئے مختص کر لیا اور سلیمان بن ونصار کو رات تک قید کر دیا اور قید خانے میں ایک آدمی کو اسے قتل کرنے کے لئے بھیجا اور سلیمان بن داؤد کو ایک گھر سے دارالخلافے میں منتقل کر دیا اور وہاں اسے قید کر دیا اور اس کے امر پر مستولی ہو گیا اور مشورہ کے لئے یحییٰ بن رحو کی طرف رجوع کیا اور بنو مرین اس کے پاس جمع ہو گئے اور وہ امراء اور حکومت پر غالب آ گیا اور وہ سلطان ابو سالم کے خواص کا دشمن اور ان کے قتل کرنے کا حریص تھا اور عمر ان کی زندگی کا خواہاں تھا کیونکہ وہ ابن ماسی کے بارے میں پُر امید تھا پس وہ اس پر غضب ناک ہو گئے اور اس کے متعلق سازش کی اور اس نے عامر بن محمد سے ہتھ جوڑی کرنے اور مغرب کی حکومت کو تقسیم کرنے کے بارے میں گفتگو کی اور اسے ابوالفضل بن سلطان ابو سالم کو ابن کے پاس بھجوایا جسے اس نے اس محاصرہ کے بندھن سے رہائی کے لئے دوست بنایا تھا جس کا ارادہ بنی مرین کے مشائخ نے کیا تھا اور یہ ابوالفضل قصبہ میں زیر نگرانی تھا' پس اس نے اس کے مکان کو تلاش کیا اور مشائخ نے اس بارے میں عمر پر سخت عتاب کیا مگر وہ نہ مانا اور ان سے عہد شکنی کر دی اور جدید شہر میں قلعہ بند ہو گیا اور انہیں اس میں آنے سے روک دیا تو وہ باب الفتوح میں اپنے سردار یحییٰ بن رحو کے پاس جمع ہو گئے اور انہوں نے عبدالحلیم بن سلطان ابی علی کو بلایا اور ہم اس کے ساتھ ان کے حالات کو بیان کریں گے اور اس نے عمر بن عبداللہ بن ماسی کو ابن کے قید خانے سے رہا کر کے مراکش کی طرف بھیج دیا اور اس نے اس سے وعدہ کیا کہ اگر انہوں نے اس کا محاصرہ کیا تو وہ ان پر چڑھائی کرے گا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

تلمسان سے عبدالحلیم بن سلطان کے پہنچنے اور جدید شہر کے محاصرہ کرنے کے حالات

جب سلطان ابوالحسن نے اپنے بھائی سلطان ابو علی کو قتل کر دیا اور اس کے ذمہ جو حق تھا اس نے ادا کر دیا تو اس نے اس حق پر عمل کیا جو اس کے بیٹوں اور بیویوں کے بارے میں اس پر واجب تھا پس اس نے ان کی کفالت کی اور انہیں اپنی کفالت سے شاد کام کیا اور انہیں اپنے تمام کاموں میں اپنے بیٹوں کے برابر ٹھہرایا اور اپنی چہیتی بیٹی تاحضریت کو ان میں سے علی کے ساتھ بیاہ دیا جس کی کنیت ابو سلوس تھی اور قیروان کی مصیبت کے زمانے میں ان سے الگ ہو کر عربوں کے پاس چلا گیا اور ان کے ساتھ قیروان اور تونس میں سلطان کے پاس آیا پھر افریقہ سے واپس پلٹا اور تلمسان چلا گیا اور اس کے سلطان ابو سعید عثمان بن عبدالرحمٰن کے پاس اترا تو اس نے اس کی عزت افزائی کی پھر وہ اندلس جانے کے لئے مصروف ہو گیا اور اس کے جانے سے پہلے سلطان ابو عنان نے ان کے متعلق حکم بھیجا تو انہوں نے اسے واپس اس کے پاس بھیج دیا تو اس نے اسے قید کر

دیا پھر اس نے سلطان ابوالحسن کے ساتھ جو فعل کیا تھا اور اس کے حق کے انکار کرنے پر اسے بلا کر ڈانٹا اور اس کے بچے کی دوراتیں گزرنے پر اسے قتل کر دیا اور جب سلطان ابوالحسن فوت ہو گیا اور اس کے خواص اور بیٹے سلطان ابوعنان کے پاس چلے گئے اور اس نے اس کے بھائیوں کو اندلس بھجوا دیا اور ان کے ساتھ امیر ابوعلی کے بیٹوں عبدالحلیم عبدالمومن' منصور' ناصر اور ان کے بھتیجے سعید بن زیان کو بھی بھجوا دیا پس وہ ابن الاحمر کی پناہ میں اندلس میں رہے پھر ابوعنان نے اپنے بھائی کی طرح ان کے بھجوانے کا مطالبہ کیا تو ابن الاحمر نے سب کو پناہ دے دی اور انہیں اس کے سپرد کرنے سے باز رہا اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس وجہ سے ان دونوں میں ناراضگی پائی جاتی تھی۔

ابوسالم کا نمائندہ بیٹوں کو قید کرنا: اور جب ابوسالم نے نمائندہ بیٹوں کو قید کر دیا تو جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں وہ اس وقت رندہ میں تھا' تو ان میں سے عبدالرحمن بن علی بن ابی فلوس غرناطہ کی طرف چلا گیا اور اس کے مضافات میں گیا اور سلطان ابوسالم ان کے مقام کی وجہ سے ان کے متعلق شک رکھتا تھا حتیٰ کہ اس نے اپنی بہن تاحضریت کے بیٹے محمد بن ابی فلوس کو قتل کر دیا جب کہ وہ اس کی گود میں تھا اور جب ابوعبداللہ مخلوع بن ابی حجاج مغرب کی طرف گیا تو اس کے ہاں اترا اور اس کی حکومت میں آ گیا اور اس نے دیکھا کہ وہ ان نمائندوں کی موجودگی میں غرناطہ میں اپنے معاملے کو سنبھال لے گا اور اس نے رئیس محمد بن اسماعیل کو امراء پر حملہ کرنے اور سلطان ابوالحجاج کے بیٹوں سے جنگ کرنے کے وقت بھیجا تو اس نے ان سے ان کے قید کرنے کے متعلق خط و کتابت کی پھر رئیس اور طاغیہ کے حالات خراب ہو گئے اور اس نے مسلمانوں کے بہت سے قلعے اس سے لے لیے اور سلطان ابوسالم کو پیغام بھیجا کہ وہ اس کے پاس آنے کے لئے مخلوع کا راستہ چھوڑ دے مگر وہ رئیس سے وفاداری کے باعث رک گیا پھر اس نے طاغیہ کی ضرورت کو پورا کر کے اس کی سرحدوں سے دور کر دیا پس اس نے مخلوع کو تیار کیا اور اس کے تھیلوں کو انعامات سے بھر دیا اور اسے آلہ دیا اور اس نے اپنے سبتہ کے بحری بیڑے کو اشارہ کیا اور اپنے باپ کے قابل اعتماد آدمی علال بن محمد کو بھیجا اور اسے بحری بیڑے پر سوار کرایا اور اس کے ساتھ طاغیہ کے پاس گیا اور رئیس کو بھی غرناطہ میں اس کی خبر مل گئی اور حاکم تلمسان ابوحمو اس سے اولاد ابی علی کے متعلق خط و کتابت کیا کرتا تھا کہ وہ ان کو اس کی طرف بھیج دے تاکہ وہ انہیں سلطان کے مقابلہ میں رکاوٹ بنادے پس اس نے جلدی سے انہیں رہا کر دیا اور عبدالحلیم' عبدالمومن اور ان کے بھتیجے عبدالرحمن کو بحری بیڑے میں سوار کروا کر ابی فلوس کے پاس بھیجا اور انہیں سلطان ابوسالم کی وفات سے پہلے ھنین کی بندرگاہ کی طرف بھیج دیا پس حاکم تلمسان نے ان کی خوب مدارات کی اور ان میں سے عبدالحلیم کو مغرب کا امیر مقرر کیا اور محمد السبیع بن موسیٰ بن ابراہیم عمر سے الگ ہو کر تلمسان آ گیا اور ان کے ساتھ آ کر انہیں سلطان کی وفات کی اطلاع دی اور اس کی بیعت کی اور اسے مغرب کی طرف جانے کی ترغیب دی پھر پے در پے بنی مرین کے وفود آنے پس ابوحمو نے اسے بھیجا اور اسے آلہ دیا اور محمد السبیع کو اس کا وزیر بنایا اور تیزی سے اس کے ساتھ کوچ کر گیا اور راستے میں اولادِ علی کے محمد بن زکراز سے ملا جو اہل دبدو اور مغرب کی سرحد کے اس وقت سے بنی ونکاسن کے شیوخ ہیں' جب بنی مرین ان کی طرف آئے تھے پس اس نے ان کی بیعت کی اور اپنی قوم کو اس کی اطاعت اختیار کرنے پر آمادہ کیا اور تیزی سے گیا اور جب عمر بن عبداللہ نے ان سے عہد شکنی کی تو یحییٰ بن رحو اور مشائخ نے باب الفتوح میں پڑاؤ کر لیا اور انہوں نے ان میں سے مشائخ کو سلطان عبدالحلیم کو بلانے کے لئے تلمسان بھیجا تو وہ اسے تازی میں ملے اور ان کے ساتھ واپس آ گئے اور سبو شہر میں بنی مرین

کی ایک جماعت اسے ملی اور وہ ۷ محرم ۷۶۳ھ کو ہفتے کے روز جدید شہر میں اترے اور کدیۃ العرائس میں ان کا پڑاؤ لگا اور انہوں نے سات روز صبح و شام ان سے جنگ کی اور ان کے وفود اور لشکر پے در پے ان کے پاس آنے لگے پھر آئندہ ہفتے عمر بن عبداللہ سلطان ابو عمر کے ہراول میں مسلمانوں اور نصاریٰ کی تیر انداز اور نیزہ باز فوج کے ساتھ نکلا اور جو پوری تیاری کے ساتھ اس کے پاس آئے اس نے انہیں ساقہ میں سلطان کے سپرد کر دیا اور ان سے جنگ کی پس وہ اس کے قریب ہوئے پس اس نے حملہ کیا تا کہ تیر انداز فصیلوں میں مضبوطی سے ٹھہرا دے یہاں تک کہ انہیں زخم لگے پھر اس نے ان کی جانب جانے کا ارادہ کیا اور قلب کھل گیا اور فوج منتشر ہو گئی اور سلطان ساقہ کے ساتھ بڑھا تو وہ جہات میں خوفزدہ ہو گئے اور بنو مرین اپنے مواطن میں منتشر ہو گئے اور یحییٰ بن رحو' شیخ الخلط مبارک بن ابراہیم کے ساتھ مراکش چلا گیا اور عبدالحلیم اور اس کے بھائی شجاعت اور مردانگی دکھلانے کے بعد تازی آ گئے اور عمر بن عبداللہ نے محمد بن ابی عبدالرحمٰن کی آمد کا بڑے صبر سے انتظار کیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

امیر محمد بن امیر عبدالرحمٰن کے آنے اور عمر بن عبداللہ کی کفالت میں جدید شہر میں اس کی بیعت ہونے کے حالات

جب بنو مرین نے عہد شکنی کی اور اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس نے ابو عمر کی جو بیعت کی اس پر انہوں نے برا منایا کیونکہ اس میں عقل نہ تھی جو شرعاً اور عادۃً شرط خلافت ہے اور انہوں نے اس پر عیب لگایا اور اس نے اپنی نگاہ میں اپنے آپ کو متہم کیا اور نمائندوں کی تلاش کا قصد کیا تو سلطان ابو الحسن کے پوتے محمد بن امیر ابی عبداللہ پر اس کی نظر پڑی جو سلطان ابو سالم کی حکومت کے آغاز میں زندہ سے طاغیہ کے پاس چلا گیا تھا اور اسے اس کے پاس بہترین ٹھکانہ ملا تھا پس اس نے اپنے غلام عتیق الخصی کو اس کے پاس بھیجا پھر اس کے پیچھے عثمان بن یاسین پھر ان دونوں کے پیچھے بنی احمر میں اس کے رئیس الاعلم کو بھیجا ان میں سے ہر ایک نے اسے آنے پر اکسایا اور اس نے مخلوع بن احمر سے گفتگو کی جو طاغیہ کی پناہ میں تھا جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ اس نے تھوڑی مدت ہوئی اس کی پناہ لی تھی پس اس نے اس سے اکسانے اور طاغیہ کے ہاتھ سے چھڑانے کے لئے گفتگو کی اور مخلوع' مسلمانوں کی سرحدوں میں اپنے لئے ٹھکانہ تلاش کر رہا تھا کیونکہ اس کے اور طاغیہ کے تعلقات خراب ہو چکے تھے اور اس نے اس کی حکومت کو چھوڑنے کا ارادہ کر لیا تھا پس اس نے وزیر عمر پر شرط عائد کی کہ وہ اس کی خاطر رندہ سے دست بردار ہو جائے تو اس نے اس کی شرط کو قبول کیا اور اسے بنی مرین کے سرداروں' خواص' شرفاء اور

فقہاء کی مہروں کے ثبت کرانے کے بعد زندہ سے دست برداری کا خط بھیجا' پس ابن احمر' طاغیہ کے پاس گیا اور اس نے اس محمد کو اس کے ملک کی طرف بھیجنے کا مطالبہ کیا اور یہ کہ اس کے قبیلے نے اسے اس کام کے لئے بلایا ہے تو اس نے اس پر شرط عائد کرنے کے بعد اسے چھوڑ دیا اور اس کی آمد کے متعلق خط لکھا اور وہ ماہ محرم ۷۶۳ھ کے آغاز میں اشبیلیہ سے روانہ ہوا اور سبتہ میں اترا' جہاں عمر بن عبداللہ کے قرابت داروں میں سے سعید بن عثمان اس کی آمد کا منتظر تھا' پس خبر اس کے پاس پہنچی تو اس نے عمر کو اس کی بیعت کے سوال معزول کر دیا اور اسے اپنی بیوی کے ساتھ اس کے گھر میں اتارا اور سلطان ابو زیان محمد کو بیعت' آلہ اور خیمے بھیجے پھر اس کی ملاقات کے لئے اس نے فوج تیار کی تو وہ اسے طنجہ میں ملے اور وہ تیزی سے الکفرۃ کی طرف گیا اور ۱۵ صفر کو کدیۃ العرائس میں اترا اور وہاں اس کا پڑاؤ حرکت کرنے لگا اور ان دونوں وزیر اسے ملا اور اس کی بیعت کی اور اس نے اپنا خیمہ نکالا اور اُسے اپنے پڑاؤ میں لگایا اور سلطان وہاں تین ماہ ٹھہرا رہا پھر چوتھے مہینے اپنے محل میں داخل ہوا اور اپنے تخت پر بیٹھا اور اپنے ملک میں مشغول ہو گیا اور عمر اس سے بے قابو تھا وہ امر و نہی کو اس کے سپرد نہ کرتا اور اس موقع پر جھگڑا کرنے والوں نے ابو علی کے لڑکوں پر زیادتی کی۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے ان شاء اللہ۔

فصل

سلطان عبدالحلیم اور اس کے بھائیوں کے مکناسہ کی جنگ کے بعد سجلماسہ کی طرف جانے کے حالات

جب عبدالحلیم نے سنا کہ محمد بن ابی عبدالرحمٰن سبتہ سے فاس آ رہا ہے تو اس وقت وہ تازی میں اپنی جگہ پر تھا' اس نے اپنے بھائی عبدالمؤمن اور اپنے بھتیجے عبدالرحمٰن کو اُسے روکنے کے لئے بھیجا تو وہ مکناسہ پہنچے اور اس کے مقابلہ سے بزدلی دکھائی اور جب وہ جدید شہر میں داخل ہوا تو انہوں نے نواح پر غارت گری کر دی اور بڑا فساد کیا اور وزیر عمر نے فوجوں کے ساتھ ان کی طرف جانے کا ارادہ کیا پس وہ منظم فوج اور آلہ کے ساتھ نکلا اور وادی نجا میں شب باش ہوا پھر اس نے منظم کے ساتھ صبح کی اور تیزی کے ساتھ مکناسہ کی طرف گیا تو عبدالمؤمن اور اس کا بھتیجا عبدالرحمٰن دونوں اپنی فوجوں کے ساتھ اس کی طرف بڑھے تو اس نے کچھ دیر دونوں سے دفاعی جنگ کی پھر مضبوط ارادے کے ساتھ ان کی طرف بڑھا اور انہیں مکناسہ سے دور کر دیا اور یہ منتشر ہو کر اپنے بھائی سلطان عبدالحلیم کے پاس تازی آ گئے اور وزیر عمر مکناسہ کے میدان میں اترا اور سلطان کے پاس فتح کی خبر لے کر گیا اور میں اس دن اسے ان کے پاس لے گیا پس خوشخبری کی اطلاع پھیل گئی اور سلطان کو اپنی حکومت کے متعلق سرور اور مبارک باد ملی اور اس دن سے وہ اپنی حکومت میں مشغول ہو گیا اور جب عبدالمؤمن شکست کھا

کر اپنے بھائی عبدالحلیم کے پاس تازی پہنچا تو اس کے پڑاؤ نے بغاوت کر دی اور ان سے الگ ہو کر فاس آ گئے اور وہ اس کے بھائی اور ان کے ساتھ جو معقلی عرب تھے اپنے وزیر السبیع بن محمد کے ساتھ سید تھے چلے گئے اور سجلماسہ پہنچ گئے اور وہاں کے باشندے ان کی بیعت میں داخل ہو چکے تھے اور ان کی اطاعت کر چکے تھے پس یہ وہاں غالب آ گئے اور انہوں نے ملک و سلطنت کی علامت کو از سر نو اختیار کیا یہاں تک کہ ان کا خروج ہوا جسے ہم بیان کریں گے۔

فصل

عامر بن محمد اور مسعود بن ماسی کے مراکش سے آنے اور ابن ماسی کی وزارت کے واقعات اور عامر کے مراکش میں خود مختار بن جانے کے حالات

جب سلطان ابو سالم مغرب کا خود مختار بادشاہ بن گیا تو اس نے عمال کے بیٹوں میں سے مصامدہ کے ٹیکس اور مراکش کی حکومت پر محمد بن ابی العلاء بن ابی طلحہ کو مقرر کیا اور وہ وہاں کا واقف تھا اور ذری عامر میں سے کبیر نے مناقشہ کیا تو اس بات نے اسے برافروختہ کر دیا اور بعض اوقات اس نے سلطان کے پاس بار بار عامر کی چغلی کی مگر اس نے اس کی بات نہ مانی اور جب عامر کو سلطان ابو سالم کی وفات اور عمر کی امارت کے قیام کی خبر ملی اور ان دونوں کے درمیان دوستانہ تعلقات پائے جاتے تھے تو محمد بن ابی العلاء نے شب خون مار کر اسے پکڑ لیا اور اسے آزمائش میں ڈالا اور اسے قتل کر دیا اور مراکش کی امارت کو اپنے لئے مختص کر لیا اور وزیر عمر نے ابوالفضل بن سلطان ابی سالم کو اس کے پاس بھیجا کہ اس نے بنی مرین کا جو محاصرہ کیا ہے اس کا خیال کرے اور عامر ان پر حملہ کرے اور اسے ختم کر دے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ پھر اس نے مسعود بن ماسی کو بھیجا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور جب بنو مرین نے جدید شہر کا گھیراؤ کر لیا تو عامر کے پاس جو فوج تھی اس نے اکٹھی کی اور ابوالفضل بن سلطان ابو سالم کو مراکش کی طرف بھیجا اور وہ وادی ام الربیع میں اترا اور جب جدید شہر سے ان کی فوج تتر بتر ہو گئی تو وہ یحییٰ بن رحو کے پاس چلا گیا جو اس کا مہربان دوست تھا تو عمر بن عبداللہ کے عہد کی پاسداری کی وجہ سے اس کے لئے اجنبی بن گیا اور مسعود نے اس کی مصاحبت کی اور اس نے اسے جبل کی طرف بھیجا اور اس نے فوج کو نہ دیکھا تو وہ ناراض ہو کر چلا گیا اور سجلماسہ میں سلطان عبدالحلیم سے جا ملا اور عربوں کے ساتھ ایک جنگ میں ہلاک ہو گیا۔

عبدالحلیم کا تازی سے بھاگنا: اور جب عبدالمومن الگ ہوگیا اور عبدالحلیم تازی سے بھاگ گیا اور وہ سجلماسہ چلے گئے اور عمر بن عبداللہ کی حکومت منظم ہوگئی اور وہ جھگڑا کرنے والوں کے کام اور ان کے تنگ کرنے سے فارغ ہوگیا تو اس نے مسعود بن ماسی اور اس کے بھائیوں اور اقارب سے اپنے معاملے میں مدد مانگنے کی طرف رجوع کیا کیونکہ ان دونوں کے درمیان رشتہ داری تھی پس اس نے بنی مرین کی رضامندی کے لئے اسے وزارت کے لئے طلب کیا کیونکہ انہوں نے اس سے جو قلام کی تکلیف پائی تھی ان سب امور سے چشم پوشی کرتے ہوئے وہ اس کی طرف مائل تھے اور عامر بن محمد بھی سلطان کے پاس جانے کا ارادہ کئے ہوئے تھا پس وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ آیا اور حکومت کی طرف سے اس کی خوب پزیرائی ہوئی اور سلطان نے وزیر عمر کے مشورہ سے مسعود بن رحو کو اپنی وزارت پر مقرر کیا پس وہ اس سے طاقتور ہوگیا اور عمر نے اس کی طرف میلان رکھتے ہوئے اور اس کے مقام پر اعتماد کرتے ہوئے اور اس کی پارٹی سے مدد طلب کرتے ہوئے اسے وزارت دی تھی اور اس نے عامر بن محمد سے مغرب کی ہر چیز کی تقسیم کا حلفیہ معاہدہ کیا؛ در عامر بن محمد کی غرض کی تکمیل کے لئے مراکش کی امارت ابوالفضل بن سلطان ابو سالم کو دی اور عامر نے سلطان ابو یحییٰ کی دختر سے رشتہ داری کی جس کا خاوند سلطان ابوعنان فوت ہو چکا تھا اور انہوں نے اس کے اولیاء کو اس کے نکاح پر آمادہ کیا اور وہ دنیا کی عزت و ثروت کو اپنے پیچھے کھینچتے ہوئے ۳۷ے ھ میں اپنی مراکش کی عملداری کی طرف واپس آ گیا اور عمر نے عبدالحلیم اور اس کے بھائیوں کو سجلماسہ سے بھگانے کی طرف اپنا ارادہ پھیر لیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے ان شاء اللہ۔

فصل

وزیر عمر بن عبداللہ کے سجلماسہ پر حملہ کرنے کے حالات

جب عبدالحلیم اور اس کے بھائی سجلماسہ میں اترے تو تمام معقلی عرب اپنے خیموں سمیت ان کے پاس آ گئے اور انہوں نے شہر کا نیکس طلب کیا اور انہوں نے اسے آپس میں تقسیم کر لیا اور انہوں نے اطاعت پر اپنی ضمانت کو بوسیدہ کیا اور اس نے ان کو تمام مخصوص باغات جاگیر میں دے دیے اور وہ اس کے پاس جمع ہو گئے اور یحییٰ بن رحو اور وہاں جو بنی مرین کے مشائخ تھے انہوں نے اُسے مغرب کی طرف جانے پر آمادہ کیا تو اس نے اس کی بیعت کر لی اور وزیر عمر نے بھی اپنے معاملے میں سوچا اور ڈرا کہ اس کا چچا اُسے مجبور کرے گا پس اس نے اس کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا اور لوگوں میں عطیے اور سفر کا اعلان کر دیا اور وہ اس کے پاس آ گئے اور اس نے ان میں عطیات تقسیم کئے اور فوجوں کا معائنہ کیا اور کمزوریاں دور کیں اور فاس کے میدان سے شعبان ۳۷ے ھ میں کوچ کر گیا اور اس کے ساتھ اس کے مددگار مسعود بن ماسی نے بھی کوچ کیا اور سلطان عبدالحلیم ان کے مقابلہ میں نکلا اور جب تاعزوطت میں اس کے درے کے قریب دونوں فوجیں آمنے سامنے

ہوئیں جو مغرب کے ٹیلوں سے صحرا تک پہنچا تا ہے تو انہوں نے جنگ کا ارادہ کیا پھر کئی دن تک ٹھہرے رہے اور عرب کے جوان ان کے درمیان صلح کرانے اور عبدالحلیم کو اپنے باپ کی وراثت سجلماسہ سے الگ کرنے کے لئے دوڑنے لگے پس ان دونوں کے درمیان معاہدہ ہو گیا اور دونوں الگ الگ ہو گئے اور ہر کوئی اپنی عملداری میں واپس آ گیا اور عمر اور وزیر مسعود اسی سال کے رمضان میں جدید شہر میں داخل ہوئے اور ان دونوں کے بادشاہوں نے ان کا بہت اکرام و اعزاز کیا اور وزیر محمد بن السبیع 'سلطان عبدالحلیم سے الگ ہو کر وزیر عمر اور اس کے بادشاہ کے پاس آ گیا تو اس نے اسے قبول کیا اور اُسے نائب وزیر بنا کر اس کی عزت افزائی کی اور ہر کوئی اپنی جگہ پر ٹھہر گیا اور ان کے درمیان مصالحت رہی یہاں تک کہ عبدالمؤمن نے اپنے بھائی عبدالحلیم کو معزول کر دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

عربوں کے عبدالمؤمن کی بیعت کرنے اور عبدالحلیم کے مشرق کی طرف جانے کے حالات

جب عبدالحلیم' وزیر عمر کے ساتھ مصالحت کرنے کے بعد سجلماسہ کی طرف واپس آیا اور وہاں ٹھہرا تو ذوی منصور کے معقلی عرب دو فریق تھے' احلاف اور اولاد حسین اور سجلماسہ' احلاف کا وطن تھا اور ان کے آغاز امر

اور دخول مغرب کے وقت سے ہی ان کی جولانگاہوں میں شامل تھا اور جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں اولاد حسین' وزیر عمر کی مددگار تھی اور اسی سبب سے سلطان عبدالحلیم کا زیادہ میلان احلاف کی جانب تھا' اس بات نے اولاد حسین کو احلاف پر غصہ دلا دیا اور اس وجہ سے از سر نو فتنہ پیدا ہو گیا اور دونوں ایک دوسرے کی طرف بڑھے اور سلطان عبدالحلیم نے اپنے بھائی عبدالمؤمن کو اس شگاف کے پُر کرنے کے لئے بھیجا جو ان دونوں کے درمیان پایا جاتا تھا پس جب وہ اولاد حسین کے پاس آیا تو انہوں نے اُسے بیعت لینے اور اپنی امارت قائم کرنے کی دعوت دی تو اس نے انکار کیا پس انہوں نے اسے اس بات پر مجبور کیا اور اس کی بیعت کر لی اور وہ صفر ۶۲ ھ میں سجلماسہ کی طرف بڑھے اور عبدالحلیم اپنے احلاف مددگاروں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا اور کچھ دیر دونوں ٹھہرے رہے اور اپنی سواریوں کو باندھا اور احلاف منتشر ہو گئے اور شکست کھائی اور اس دن بنی مرین کے مشائخ کا سردار یحییٰ بن رحو جنگ میں ہلاک ہو گیا اور وہ سجلماسہ پر حملہ ہو گئے اور عبدالمؤمن سجلماسہ میں آیا اور اس کا بھائی عبدالحلیم اس کے لئے امارت سے دست بردار ہو گیا اور اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے مشرق کی طرف چلا گیا پس اس نے اُسے الوداع کہا اور اس نے جو چاہا اسے زادِ راہ دیا اور وہ حج کے لئے چلا گیا اور سوڈان کے شہر مالی تک صحرا کو طے کیا اور وہاں سے حج کی سواریوں کے ساتھ مصر چلا گیا اور وہاں کے امیر کے ہاں اترا جو اس کے ہاں اترا جو اس کے سلطان پر متغلب تھا اور اس کا نام ملبغا الخاصکی تھا اور اس کی اطلاع اس تک پہنچی اور وہ اس کے مقام

سے آگاہ ہوا تو اس نے اس کے مناسب حال اس کی غایت درجہ تعظیم و تکریم کی اور اس نے اپنا حج کیا اور مغرب کی طرف لوٹ آیا اور ۷۶۶ھ میں اسکندریہ کے قریب فوت ہو گیا اور عبدالمؤمن سجلماسہ کا با اختیار امیر بن گیا یہاں تک کہ فوج نے اس پر حملہ کیا جس کا ذکر ہم کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

ابن مائی کے فوجوں کے ساتھ سجلماسہ پر حملہ کرنے اور اس پر قابض ہونے اور عبدالمؤمن کے مراکش جانے کے حالات

جب سلطان ابو عنان کے بیٹوں کا اتحاد نہ رہا اور عبدالمؤمن نے اپنے بھائی کو معزول کر دیا تو وزیر عمران پر حقلب ہونے کے لئے بڑھا اور اولاد حسین کے دشمن احلاف اور عبدالحلیم مخلوع کے مددگار اس کے پاس آ گئے پس اس نے فوجوں کو تیار کیا اور عطیات تقسیم کئے اور کمزوریاں دور کیں اور اپنے مددگار مسعود بن ماسی کو سجلماسہ کی طرف بھیجا پس وہ ربیع الاول ۷۶۴ھ میں اس کی طرف گیا اور احلاف اسے اپنے خیموں اور چراگاہیں تلاش کرنے والوں کے ساتھ ملے اور وہ تیزی کے ساتھ گیا اور اولاد حسین اور بہت سے آدمی وزیر مسعود کی طرف مائل ہو گئے اور عامر بن محمد نے عبدالمؤمن کو سجلماسہ کے بارے میں پیغام بھیجا تو اس نے سجلماسہ کو چھوڑ دیا اور عامر کے پاس چلا گیا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے جبل ہنتاتہ میں اپنے گھر میں قید کر دیا اور وزیر مسعود نے سجلماسہ آ کر اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے اولاد ابی علی کی دعوت کے افتراق سے جو شقاق کا گوشہ پیدا ہو گیا تھا اکھڑ گیا اور اپنی روانگی کے دو ماہ بعد مغرب کی طرف واپس آ گیا اور فاس میں اترا یہاں تک کہ عمر کے خلاف اس کے بغاوت کرنے اور ان دونوں کے حالات خراب ہونے کی اطلاع آ گئی جسے ہم بیان کریں گے۔

فصل

عامر کے بغاوت کرنے اور اس کے بعد وزیر بن ماسی کے بغاوت کرنے کے حالات

جب جبال مصامدہ اور مراکش کی غربی جانب اور اس کے قرب وجوار کے مضافات پر عامر بااختیار ہو گیا اور انہیں اپنے لئے مخصوص کر لیا تو اس نے اپنے کام کے لئے ابوالفضل بن سلطان ابی سالم کو مقرر کیا اور اس نے اس کا بار اٹھالیا اور اس کے معاملے کو کافی ہو گیا اور غربی جانب آزاد حکومت کی طرح ہو گئی اور بنی مرین میں سے جو لوگ حکومت سے کشاکش کرتے تھے انہوں نے اپنے چہرے اس کی طرف پھیر دیے اور اس کی پناہ لے لی تو اس نے انہیں حکومت سے ہٹا دیا اور ان میں سے کچھ سردار اس کے پاس آ گئے اور انہوں نے اسے عبدالمؤمن کے آنے کا اشارہ کیا اور یہ کہ وہ ابوالفضل سے نسب اور قیام امراء اور بنی مرین کے اس کی طرف میلان کے لحاظ سے نمائندگی کے لئے نہایت اچھا ہے تو اس نے اسے بلایا اور اس نے عمر کو بتایا کہ اس سے وہ اپنے مفاد اور عبدالمؤمن کے ساتھ فریب کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور اس نے اس ساری بات کو عمر کی طرف منسوب کر دیا تو وہ اس سے پریشان ہو گیا اور آخر کار السبیع بن موسیٰ بن ابراہیم جو عبدالحلیم کا وزیر تھا اس کے پاس آ گیا اور اس نے اپنے ہمرازوں میں پردہ اٹھایا اور اس کی طرف فوج بھیجی اور اپنی حکومت کے باشندوں سے پریشان ہو گیا اور اسے وزیر مسعود بن ماسی کے اس خط کے متعلق پتہ چلا جس میں اس نے اس سے دوستی اور خیر خواہی کا اظہار کیا تھا تو اس نے نامہ بردار کو گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا تو مسعود بگڑ گیا اور اسے بنی مرین کے ان ساتھیوں نے جو اسے خروج کرنے اور عمر کے ساتھ امارت کے بارے میں جھگڑا کرنے کے لئے ڈھونڈتے پھرتے تھے اکسایا اور اسے ابن یرنح کا وعدہ دیا پس اس کا پڑاؤ فاس کے باہر زیتون میں ربیع کے درمیان سیر کا تو ریہ کر کے متحرک ہو گیا اور ماہ رجب ۵ ذ ۷ ھ میں زمین سرسبز ہو گئی اور اس کے ساتھیوں نے اس کے پڑاؤ میں خیمے لگائے اور جب ان کی فوج مکمل ہو گئی اور اس نے خروج کا عزم کر لیا تو وہ مخالفت کی ناشائستہ باتیں کرتا ہوا کوچ کر گیا اور اس نے وادی نجا میں ان لوگوں کے ساتھ جو بنی مرین میں سے اسے خروج کے لئے تیار کرتے تھے پڑاؤ کر لیا پھر وہ مکناسہ کی طرف کوچ کر گیا اور اس نے عبدالرحمٰن بن علی بن یغلوسن کو بیعت کے لئے تادلہ آنے کے لئے لکھا حالانکہ وہ سجلماسہ سے ان کے پلٹ جانے کے بعد وہاں سے چلا گیا تھا اور عبدالمؤمن سے پیچھے رہ گیا۔

عامر کا ان کی طرف فوج بھیجنا: اور عامر نے ان کی طرف فوج بھیجی تو انہوں نے اسے شکست دی پھر وہ بنی ونکاسن کے پاس چلا گیا تو ان نے اس کی طرف ابن ماسی اور اس کے اصحاب کو بھیجا تو وہ ان کے پاس آیا اور انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور عمر نے اپنے سلطان محمد بن ابی عبدالرحمٰن کو نکالا اور کدیۃ العرائس میں پڑاؤ کر لیا اور عطیات دیئے اور کمزوریاں دور

کیں اور پھر وادی نجا کی طرف کوچ کر گیا تو مسعود اور اس کی قوم نے اس پر شب خون مارا تو وہ اور اس کی فوج اپنے مراکز پر ڈٹے رہے یہاں تک کہ تاریکی چھٹ گئی اور وہ ان کے آگے بھاگ اٹھے تو انہوں نے ان کا تعاقب کیا اور ان کی فوج تتر بتر ہو گئی اور لوگوں نے سلطان اور اس کے وزیر عمر کے ساتھ جو سودے بازی کی تھی اور اس کی اطاعت سے وابستگی کا جو عہد کیا تھا وہ ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا پس وہ خوف زدہ ہو گئے اور مسعود بن ماسی بن زجو تادلا چلا گیا اور امیر عبدالرحمٰن بن دنکاسن کے بلاد میں چلا گیا اور عمر اور سلطان الحضرۃ میں اپنی اپنی جگہوں پر لوٹ آئے اور بنی مرین کے مشائخ مہربانی کے خواہاں ہوئے اور اس کی طرف پلٹ آئے اور اس نے انہیں معاف کر دیا اور ان کی دوستی چاہی اور ابوبکر بن حمامہ نے عبدالرحمٰن بن ابی یفلوسن کی دعوت کے ساتھ وابستگی اختیار کر لی اور اسے اس کی نواح میں قائم کیا اور موسیٰ بن سید الناس نے اس دعوت پر اس کی بیعت کی اور اس کی قوم وزیر عمر کے پاس چلی گئی اور انہوں نے اس سے ابوبکر بن حمامہ پر حملہ کرنے کا وعدہ کیا پس وہ اٹھا اور اس کے بلاد پر غالب آ گیا اور اس کے قلعے دنکادان میں داخل ہو گیا اور وہ اور موسیٰ کا داماد بھاگ گئے اور انہوں نے اپنے سلطان عبدالرحمٰن کو چھوڑ دیا اور اس سے عہد شکنی کی اور حاکم فاس کی اطاعت کی طرف واپس آ گئے اور وہ سلطان ابوحمو کے ہاں اترا جس نے اس کی عنایت درجہ تکریم کی اور اس کا وزیر مسعود بن ماسی ذریہ چلا گیا اور اس کے امیر محمد بن زکراز کے ہاں اترا جو اس سرحد کا حاکم تھا اور اس نے تلمسان سے امیر عبدالرحمٰن کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ موقع پا کر اس کا تعاقب کرے اس نے مغرب میں بیٹھ کر اس سے فائدہ اٹھانے کا خیال کیا مگر ابوحمو نے اس کی بات نہ مانی تو وہ بھاگ کر ابن ماسی اور اس کے اصحاب کے پاس چلا گیا تو انہوں نے اسے امیر مقرر کر لیا اور تازی پر چڑھائی کر دی اور وزیر نے فوجوں کے ساتھ ان پر حملہ کیا اور تازا میں اترا اور وہ اس سے جنگ کرنے کے لئے معترض ہوئے تو اس نے ان کی فوج کو منتشر کر دیا اور انہیں ان کے پاؤں جبل دبر کی طرف واپس کر دیا اور ان کے درمیان ونزمار بن عریف ولی الدولہ نے کشاکش سے ان کی لگام پکڑتے اور امارت کی جستجو سے علیحدگی اختیار کرنے کے بارے میں چغلی کھائی اور یہ کہ وہ جہاد کے لئے اندلس چلے جائیں پس عبدالرحمٰن بن ابی یفلوسن اور اس کا وزیر ابن ماسی غساسہ سے ۷ ۷ ۷ھ کے آغاز میں چلے گئے اور فضا ان کے شور و غل اور عناد سے خالی ہو گئی اور وزیر واپس آ گیا اور مراکش پر فوج کشی کی جیسا کہ ہم بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

وزیر عمر اور اس کے سلطان کے مراکش پر حملہ کرنے کے حالات

جب عمر مسعود اور عبدالرحمٰن بن ابی یفلوسن کے معاملے سے فارغ ہو گیا تو اس نے مراکش کی جانب توجہ کی اور عامر بن محمد نے وہاں بغاوت کر دی اور اس نے اس کی طرف جانے کی نیت کر لی پس اس نے عطیات دیئے اور عامر نے

جنگ کرنے کے لئے سفر کرنے کا اعلان کر دیا اور کمزوریاں دور کیں اور جب ۷۶۷ھ میں اس کی طرف کوچ کر گیا اور عامر اور اس کا سلطان ابوالفضل جبل کی طرف چلے گئے اور وہاں پناہ لے لی اور اس نے عبدالمؤمن کو قید خانے سے رہا کر دیا اور اس کے لئے آلہ نصب کیا اور اسے ابوالفضل کے تخت کے سامنے تخت پر بٹھایا جس سے وہ وہم میں ڈالنا چاہتا تھا کہ اس نے اس کی بیعت کر لی ہے اور یہ کہ اس نے اس کی امارت کو پختہ کر دیا ہے اس طرح وہ بنی مرین سے بچنا چاہتا تھا کہ وہ جانتا تھا کہ ان کا میلان اس کی طرف ہے اور وہ اس کے انجام سے خوف زدہ ہو گیا پس اس نے اس سے نرمی کے ساتھ بات کی اور خطاب میں نرم رویہ اختیار کیا اور حسون بن علی الصبیحی نے ان کے درمیان صلح کی چغلی کھائی تو جو وہ چاہتا تھا اس کے لئے عمر ضامن ہو گیا اور فاس کی طرف واپس آ گیا اور عامر نے عبدالمؤمن کو اس کے قید خانے میں واپس کر دیا اور حالات پہلے سے بھی زیادہ خراب ہو گئے یہاں تک کہ انہیں اطلاع ملی کہ وزیر نے اپنے سلطان کو قتل کر دیا ہے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

سلطان محمد بن عبدالرحمٰن کے وفات پانے اور عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن کی بیعت ہونے کے حالات

اس سلطان پر اس وزیر عمر کے قابو پانے کا معاملہ بھی عجیب ہے یہاں تک کہ وہ بچوں کی طرح اسے روک دیتا تھا اور اس نے اس پر جاسوس اور نگران مقرر کئے ہوئے تھے یہاں تک کہ اس کی بیویاں اور اس کے محل کے آدمی بھی اس کے جاسوس تھے اور سلطان اکثر اپنے شراب نوش رفیقوں اور اپنی مخصوص بیویوں کے ساتھ غم سے لمبے لمبے سانس لیا کرتا تھا یہاں تک کہ ایک روز اسے وزیر کے قتل کرنے کی سوجھی اور اس نے غلاموں کی ایک مخصوص پارٹی کو اس بات کا حکم دے دیا' پس اس بات کی چغلی ہو گئی اور ایک بیوی نے جو اس پر جاسوس مقرر تھی وزیر کو اس کی اطلاع دی تو اسے اپنی جان کا خوف لاحق ہوا اور وہ قابو پانے اور حکومت پر کنٹرول کرنے میں اس حد تک پہنچ چکا تھا کہ سلطان کی خلوتوں اور بیویوں کا پردہ اس سے اٹھا ہوا تھا پس وہ اپنے خواص کے ساتھ اس کے پاس گیا تو وہ اپنے شراب نوش رفیقوں کے ساتھ شراب پی رہا تھا پس اس نے ان کو اس کے پاس سے بھگا دیا اور اسے زور سے دبوچ لیا یہاں تک کہ وہ مر گیا اور انہوں نے اسے غزلان کے باغ کے کنوئیں میں پھینک دیا اور اس نے خواص کو بلا کر اس کی جگہ دکھائی کہ وہ اپنی سواری کے جانور سے گر پڑا ہے اور وہ اس کنوئیں میں شراب سے مخمور پڑا تھا اور یہ محرم ۷۶۸ھ کے آغاز کا واقعہ ہے جب اس کی خلافت پر چھ سال گزر چکے تھے اور اس نے اسی وقت عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن کو بلایا جو قصبہ کے ایک گھر میں وزیر کے نگرانوں کی حراست میں تھا کیونکہ سلطان محمد اس کے

حکومت کے نمائندہ ہونے کی وجہ سے غیرت کھا کر اس کو قتل کرنا چاہتا تھا۔

عبدالعزیز کی محل میں آمد: پس وہ محل میں آیا اور بادشاہ کے تخت پر بیٹھا اور بنی مرین اور خواص و عوام کے لئے دروازے کھول دیئے گئے اور انہوں نے اس کی اطاعت کرتے ہوئے اس کا ہاتھ چومنے میں ازدحام کیا اور اس کا کام مکمل ہو گیا اور وزیر نے اسی وقت مراکش کی طرف افواج بھیجنے میں جلدی کی اور عطیات کا اعلان کر دیا اور فوجی سپاہیوں کا وظیفہ خواروں کا رجسٹر کھول دیا اور ضروریات کو پورا کیا اور اپنے سلطان کے ساتھ ماہ شعبان میں فاس سے کوچ کر گیا اور تیزی کے ساتھ مراکش کی طرف گیا اور عامر بن محمد کے ساتھ جبل ہنتانہ میں ان کے پہاڑ میں جنگ کی اور اس کے ساتھ امیر ابوالفضل بن سلطان ابی سالم اور عبدالمؤمن بن سلطان ابوعلی بھی تھے جسے اس نے اسی طرح قید سے رہا کیا اور اسے اپنے عم زاد کے مقابل بٹھایا اور اس کے لئے آلہ بنایا اور وہ اس کی پہلی حالت کے بارے میں مصنوعی باتیں کرنے لگا پھر اس کے اور عمر کے درمیان صلح کی کوشش ہوئی اور صلح ہوگئی اور وہ اپنے سلطان کے ساتھ ماہ شوال میں فاس کی طرف پلٹ آیا اور اس کے بعد اس کی وفات ہوگئی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

وزیر عمر بن عبداللہ کے قتل ہونے اور سلطان عبدالعزیز کے خودمختار امیر ہونے کے حالات

سلطان عبدالعزیز پر عمر کا بہت قابو تھا پس اس نے اپنے معاملے میں دخل اندازی کرنے سے روکا اور لوگوں کو بھی منع کیا کہ وہ اپنے معاملات کے لئے اس کے پاس نہ جائیں اور اس کی ماں محبت اور خوف کے باعث اس کے بارے میں خوف زدہ رہتی تھی اور جب عمر نے اپنی عمارت سنبھالی اور اس پر قابو پا لیا تو وہ سلطان ابوعنان کی دختر کے رشتے کے بارے میں اس کی طرف مائل ہوا اور اس کی شرط کو لازم ٹھہرایا اور سلطان کے پاس چغلی کی گئی کہ عمر لامحالہ اسے دھوکے سے قتل کرنے والا ہے اور اس کے ساتھ یہ بات بھی شامل کر لی کہ عمر نے سلطان کو اشارہ کیا ہے کہ وہ اپنے محل کو چھوڑ کر قصبہ کی طرف چلا جائے پس اس نے مضطر ہو کر عہد شکنی کی اور اسے قتل کرنے کے عزم کر لیا اور اپنے گھر کے کونوں میں جوانوں کی ایک پارٹی کو چھپا دیا اور انہیں اس پر حملہ کرنے کے لئے تیار کیا پھر اس نے اسی سال اسے اپنے گھر میں مشورہ کے لئے بلایا تو وہ اس کے ساتھ داخل ہوا اور خصی غلاموں نے اس کے پیچھے سے محل کا دروازہ بند کر لیا پھر سلطان نے اس سے سخت کلامی کی اور اسے ملامت کی اور گھر کے کونوں سے نکل کر جوان اس کے قریب ہو گئے اور انہوں نے اسے تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اس نے اپنے خواص کو

آواز دی جہاں سے اس نے ان کو اپنی آواز سنا دی تو انہوں نے دروازے پر حملہ کر دیا اور اس کی بندش کو توڑ دیا اور انہوں نے اس کو خون میں لت پت دیکھا تو پیٹھ پھیر گئے اور محل سے باہر نکل گئے اور خوف زدہ ہو گئے اور سلطان اپنی نشست گاہ کی طرف آیا اور اپنے تخت پر بیٹھا اور اپنے خواص کو بلایا اور بنی مرین میں سے عمر بن مسعود بن مندیل بن حمامہ اور خواص میں سے شعیب بن میمون بن وردان اور موالی میں سے یحییٰ بن میمون بن مصمود کو رئیس بنایا اور ۱۵ ذوالقعدہ ۷۶۸ھ کو اس کی بیعت مکمل ہو گئی اور اس نے علی بن وزیر عمر اور اس کے بھائی اور چچا اور ان کے نوکروں اور ان کی جماعت کو گرفتار کر لیا اور قید کر دیا یہاں تک کہ چند راتوں بعد انہیں قتل کر دیا اور ان کی بیخ کنی کر دی اور پُرامن اور پُرسکون ہو گیا اور بھاگنے والوں کو اپنی امان دی اور ان سے خوش ہوا پھر اس نے کچھ دنوں بعد سلیمان بن داؤد اور محمد السبیع کو گرفتار کر لیا جنہیں عمر سے بہت دوستی تھی لیکن اس نے دونوں کو شک کی وجہ سے قید کر دیا اور ان دونوں کے متعلق میں کسی چیز کے بارے میں اس کے پاس شکایت کی گئی تو اس نے ان کو قید خانے میں ڈال دیا یہاں تک کہ وہ دونوں مر گئے اور اس نے ان دونوں کے ساتھ علال بن محمد اور شریف ابوالقاسم کو ان کے ساتھ صحبت رکھنے کے شک کی وجہ سے قید کر دیا پھر اس نے ابن الاحمر کے وزیر ابن الخطیب کی سفارش پر ان دونوں پر احسان کیا اور انہیں دور بھجوا دیا پھر اس نے اپنے اختیار کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی اور خواص اور راز داروں کو اپنی حکومت میں اپنی اجازت کے بغیر کسی چیز میں دخل اندازی کرنے سے روک دیا اور وزیر کے اختیار کے چند ماہ بعد شعیب بن میمون فوت ہو گیا پھر یحییٰ بن میمون بھی فوت ہو گیا۔ جیسا کہ ہم بیان کریں گے ان شاء اللہ۔

فصل

ابوالفضل بن مولیٰ ابی سالم کے بغاوت کرنے پھر سلطان کے اس پر حملہ کرنے اور وفات پانے کے حالات

جب سلطان عبدالعزیز نے عمر بن عبداللہ کو جو اس پر متغلب تھا قتل کر دیا تو ابوالفضل بن سلطان ابی سالم کو بھی عامر بن محمد کے متعلق اسی قسم کی بات سوجھی کیونکہ وہ بھی اس پر متغلب تھا اور اس کام پر اس کے خواص نے اسے اکسایا جس سے عامر ڈر گیا اور اپنے گھر میں بتکلف بیمار بن گیا اور اس نے اس سے جبل میں اپنی پناہ گاہ کی طرف جانے کی اجازت طلب کی

کہ وہاں اس کے اقارب اور بیویاں اس کی تیمارداری کریں اور وہ اپنے مددگاروں کے ساتھ کوچ کر گیا اور ابوالفضل اس پر قابو پانے سے مایوس ہو گیا اور اس کے خواص نے اسے عبدالمؤمن سے راحت حاصل کرنے پر اکسایا اور عامر کی واپسی سے کچھ راتوں بعد ایک شب ابوالفضل شراب سے مدہوش تھا اور اس نے نصاریٰ کی فوج کے سالار کو اطلاع بھیجی اور حکم دیا کہ عبدالمؤمن کو قصبہ مراکش میں اس کے قید خانے میں قتل کر دے پس وہ اس کا سر اس کے پاس لے آیا اور عامر کو بھی خبر مل گئی تو وہ خوف زدہ ہو گیا اور اس کے شر سے بچنے پر اللہ کا شکر ادا کیا اور اپنی بیعت سلطان عبدالعزیز کے پاس لے کر گیا اور اسے ابوالفضل کے خلاف اکسایا اور اسے مراکش کی حکومت میں رغبت دلائی اور اسے مدد دینے کا وعدہ کیا پس سلطان نے مراکش پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا اور لوگوں میں عطیات کا اعلان کر دیا اور اپنی روانگی کے اسباب کو پورا کیا اور ۷۶۹ھ میں فاس سے روانہ ہو گیا اور عبدالمؤمن کی وفات کے بعد ابوالفضل خود مختار بن گیا اور اس نے طلحہ نوری کو وزیر بنایا اور اپنی علامت محمد بن محمد مندیل کتانی کو سپرد کی اور مبارک بن ابراہیم بن عطیہ الخلطی کو اپنا مشیر بنایا پھر اس نے کتانی کی شکایت پر طلحہ نوری کو واپس بھیجا تو اس نے اسے قتل کر دیا اور اس نے عمر کے مقابلہ پر اعتماد کیا اور جب اس کام کے لئے وہ مراکش سے روانہ ہوا تو اسے اطلاع ملی کہ سلطان عبدالعزیز اس کی طرف آ رہا ہے تو اس کا پڑاؤ منتشر ہو گیا اور وہ تادلہ چلا گیا تا کہ وہاں بنی جابر کے پہاڑ میں پناہ لے لے اور سلطان اپنی فوجوں کو مراکش سے ہٹا کر اس کی طرف لایا اور اس سے مقابلہ کیا اور اس کی ناکہ بندی کر دی اور اس سے جنگ کی۔ پس اس نے اس کی فوج کو شکست دی اور بنی جابر کے بعض آدمیوں نے اس شرط پر کہ وہ انہیں مال دے جنگ کے روز اس کے میدان میں کھلبلی ڈال دینے کے لئے سازش کی تو انہوں نے ایسے ہی کیا۔

ابوالفضل کی فوجوں کو شکست: اور ابوالفضل کی فوجیں شکست کھا گئیں اور اس نے اس کے مددگاروں کو پکڑ لیا اور مبارک بن ابراہیم کو سلطان کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے قید کر دیا یہاں تک کہ اس نے اپنی وفات کے قریب عامر کے ساتھ اسے قتل کر دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور کتانی معلوم نہیں کس طرف بھاگ گیا پھر وہ عامر بن محمد کے پاس چلا گیا اور ابوالفضل ان کے پیچھے قبائل ضناکہ سے جاملا اور بنی جابر میں سے سلطان کے مددگاروں نے ان سے سازش کی اور اس کے سپرد کرنے کے بارے میں انہوں نے ان کو بہت مال دیا تو انہوں نے اسے سپرد کر دیا اور سلطان نے اپنے وزیر یحییٰ بن میمون کو ان کی طرف بھیجا تو وہ اسے قیدی بنا کر لے آیا اور سلطان نے اسے بلا کر ڈانٹ ڈپٹ کی اور اپنے نزدیکی خیمے میں اسے قید کر دیا اور پھر زور سے بھینچ کر اسے مار دیا اور اس کی وفات مراکش پر آٹھ سال امارت کرنے کے بعد رمضان ۷۶۹ھ میں ہوئی اور سلطان نے عامر کی اطاعت کا امتحان لینے کے لئے اسے اطاعت کرنے کا پیغام بھیجا تو اس نے انکار کیا اور اعلانیہ مخالفت کی یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔

فصل

وزیر یحییٰ بن میمون بن مصمور کی مصیبت اور اس کے قتل کے حالات

یہ یحییٰ بن میمون ان کی حکومت کے جوانوں میں سے تھا اور اس نے سلطان ابوالحسن کی حکومت میں پرورش پائی اور اس کا چچا علال اس کے باپ کے ساتھ عداوت رکھنے کی وجہ سے اس کا دشمن تھا اور جب سلطان ابوعنان اپنے باپ کی حکومت پر جھپٹا تو اس نے بقیہ ایام میں اس یحییٰ کو چن لیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ عمر اس کی وفات کے روز مر گیا تھا اور اس نے اس یحییٰ کو بجایہ کا عامل مقرر کیا اور یہ ہمیشہ وہیں رہا یہاں تک کہ موحدین نے اسے اس وقت گرفتار کر لیا جب انہوں نے بجایہ کو اس کے ہاتھ سے چھڑایا اور یہ تونس آ گیا اور مدت تک وہاں قید رہا پھر انہوں نے اسے عمر کے زمانے میں مغرب کی طرف بھیج دیا تو اس نے اسے چن لیا اور جب سلطان عبدالعزیز نے اسے اپنی وزارت پر مقرر کیا تو یہ بڑا غیرت مند' بڑا دانا' سخت عداوت والا اور تیز دھار والا تھا اور اس کے چچا علال نے جب کہ سلطان نے اُسے قید سے آزاد کر دیا تھا اس کی اجازت سے اسے ہٹا دیا اور اس نے اُسے اپنے سامنے متصرف بنا دیا' پس اس نے سلطان کے سامنے یحییٰ کی خودسری کو پیش کیا اور اسے اس کے حال سے ڈرایا اور اسے یہ بات پہنچائی کہ وہ دعوت کو آلِ عبدالحق کے القرابۃ کے ایک آدمی کی طرف منتقل کرنا چاہتا ہے اور یہ کہ اس نے اس بارے میں نصاریٰ کی فوج کے سالار سے ساز باز کی ہے اور وزیر کو تکلیف پہنچی جس سے وہ سلطان کی مجلس سے رک گیا پس لوگ اس کی ملاقات کو گئے اور نصاریٰ کے سالار اس کے دروازے پر بیٹھ گئے تو اسے ان کے معاملے میں شک پڑ گیا اور اسے ان کے بیٹھنے سے معاملے کے متعلق یقین ہو گیا پس سلطان نے اپنے خواص میں سے ایک آدمی کو بھیجا جس نے اسے گرفتار کر لیا اور اس نے اسے قید خانے میں ڈال دیا پھر دوسرے روز اسے مقتل میں لے جایا گیا اور نیزے مار مار کر قتل کر دیا اور تہمت لگانے والوں نے القرابۃ اور فوج کے سالاروں کو قتل کر دیا اور وہ سب قتل ہو گئے اور وہ دوسروں کے لئے عبرت بن گئے۔

فصل

سلطان کے عامر بن محمد کی طرف جانے اور اوراس کے جبل میں اس سے جنگ کرنے اوراس پر فتح پانے کے حالات

جب سلطان ابوالفضل کے معاملے سے فارغ ہوا تو اس نے اپنی حکومت کے پروردہ علی بن محمد بن اجانا کو مراکش کا امیر مقرر کیا اور اسے عامر کو تنگ کرنے اور اس کی ناکہ بندی کرنے اور اسے اطاعت پر مجبور کرنے کا اشارہ کیا اور فاس کی طرف لوٹ آیا اور تلمسان کی طرف جانے کا عزم کر لیا اور اسی اثناء میں کہ وہ جنگ کے لئے لوگوں کو جمع کر رہا تھا اسے اطلاع ملی کہ علی بن اجانا نے عامر پر حملہ کر دیا ہے اور ان کا کئی روز تک محاصرہ کئے رکھا اور یہ کہ عامر بھی اس کی طرف گیا ہے پس اس نے اس کے پڑاؤ کو منتشر کر دیا اور علی بن اجانا اور بہت سی فوج کو گرفتار کر کے قید کر دیا پس سلطان اپنی سواریوں میں پریشان ہو گیا اور اس نے تمام بنی مرین اور اہل مغرب کے ساتھ اس کی جانب جانے کی ٹھان لی پس اس نے فوجوں کے بارے میں پیغام بھیجا اور عطیات تقسیم کئے اور شہر کے باہر پڑاؤ کر لیا یہاں تک کہ مقصد پورا ہو گیا اور اس نے ابوبکر بن غازی بن یحییٰ بن کاس کو اپنی وزارت پر مقرر کیا کیونکہ اس میں امارت و ریاست کی نشانیاں پائی جاتی تھیں اور اس کا مقام بلند ہو گیا اور وہ ۰ےےھ میں کوچ کر گیا اور مراکش میں اترا پھر وہ جبل سے جنگ کے لئے گیا اور اس سے جنگ کی اور عامر بن محمد نے ابو ثابت بن یعقوب کی اولاد سے آل عبدالحق کے شرفاء میں سے تاشفین کو مقرر کیا تھا اور علی بن عمر ویعلان جو بنی ورتاجن کے شیوخ میں سے بنی مرین کا سردار اور اپنے زمانے میں ان میں صاحب مشورہ تھا ان سے جاملا جس سے ان کی طاقت مضبوط ہو گئی اور سلطان کی جنگ کے خوف سے اور ان کی بدسلوکی یا عامر کے پاس جو کچھ تھا اس کی رغبت کے باعث بہت سے سپاہی سلطان کو چھوڑ کر اس کے پاس آ گئے تو اس نے ان کو منظم کیا اور اللہ نے بخشش سے اس کے ہاتھ کو روک دیا اور وہ ایک قطرہ کو بھی نہ بھولا اور ان کے میدان اور ان کے محاصرہ میں سلطان کا قیام طویل ہو گیا اور اس نے جنگ کے لئے پوسٹیں مقرر کیں اور صبح و شام اس سے جنگ کی اور آہستہ آہستہ اس کے قلعوں پر غلبہ ہو گیا یہاں تک کہ تاسکروط پہاڑ کی چوٹی سے چمٹ گیا اور ابوبکر بن غازی کی مالداری ایک مشہور بات تھی اور عامر کے اصحاب اور مددگار اس کی عطا سے مایوس ہو گئے اور اس کے اور اس علی بن عمر کے درمیان حالات خراب ہو گئے تو اس نے امان طلب کرنے کے بارے میں سلطان سے سازش کی اور اپنے لئے عہد لیا پھر اس کی طرف چلا گیا اور عامر کے بھائی فارس بن عبدالعزیز نے اس کے ساتھ سلطان کی دعوت قائم کرنے اور اس کے چچا کی مخالفت کرنے کے بارے میں سازش کی کیونکہ اس میں دھار کے تیز کرنے اور اپنے بیٹے ابوبکر کو اس پر

فضیلت دینے کی بات پائی جاتی تھی' پس سلطان کو اس کی اطلاع پہنچی تو اس نے اس سے امان اور عہد کا پروانہ طلب کیا جو اس نے اسے بھیجا تھا پس اس نے اس کے چچا پر حملہ کر دیا اور جبل سے قبائل کو بلایا تو انہوں نے اسے جواب دیا اور اس نے سلطان کو ان کی طرف جانے پر آمادہ کیا' پس فوجوں نے مارچ کیا اور جبل کی پناہ گاہ پر قبضہ کر لیا۔

عامر کا گھیراؤ: اور جب عامر کو یقین ہو گیا کہ اس کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو اس نے اپنے بیٹے کو اشارہ کیا کہ وہ سلطان کے پاس اشتیاق کی ملمع سازی کرتا ہوا جائے پس اس نے اپنے آپ کو اس کے آگے ڈال دیا اور اس نے اسے امان دے دی اور اسے اپنے مددگاروں میں شامل کر لیا اور عامر لوگوں سے الگ ہو گیا اور سوس جانے کے لئے سیدھا چلا گیا پس برف نے اسے واپس کر دیا اور آسمان کئی روز سے اولے اور برفباری کر رہا تھا یہاں تک کہ جبل میں تہ بہ تہ ڈھیر لگ گئے اور راستے بند کر دیے گئے پس عامر اس میں گھس گیا اور اس میں اس کی ایک بیوی فوت ہو گئی اور اس کی سواری بھی مر گئی اور اس نے عاجل موت کو دیکھا اور پوشیدہ طور پر اس کے پیچھے غار کی طرف لوٹ آیا اور راہنماؤں کے ساتھ اس میں پناہ لی اور اس نے ان کے لئے مال خرچ کیا اور وہ اسے پہاڑ کی چوٹی پر سے صحرائے سوس کی طرف لئے جاتے تھے اور وہ برف کے رکنے کا انتظار کرتے ہوئے ٹھہر گئے اور وہ بھی ٹھہر گیا اور سلطان اس کی تلاش کے پیچھے پڑ گیا تو کچھ بربریوں نے جنہیں اس کا پتہ تھا اس کے متعلق انہیں بتایا تو اسے سلطان کے پاس لایا گیا اور اس نے اسے اپنے سامنے بلا کر زجر و توبیخ کی تو اس نے معذرت کی اور اطاعت کرنی چاہی اور درگزر میں رغبت کی اور گناہ کا اعتراف کیا پس اسے ایک خیمے کی طرف لایا گیا جو اس کے لئے سلطان کے خیمے کے سامنے بنایا گیا تھا اور وہاں اسے قید کر دیا گیا اور اس نے ان دنوں محمد الکتانی کو بھی پکڑا اور قید کر دیا اور عامر کے پہاڑ اور دیار پر ہاتھ آزاد ہو گئے اور اس قدر اموال' ہتھیار' ذخائر' کھیتیاں' غلہ جات لوٹے گئے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے اور نہ ان میں سے کسی کے دل میں ان کا خیال گزرا اور سلطان جبل اور اس کے پہاڑوں پر رمضان ا۷۷ھ میں محاصرہ کے دن سے ایک سال بعد غالب آ گیا۔

ہنتاتہ پر فارس کی امارت: اور اس نے ہنتاتہ پر فارس بن عبدالعزیز بن محمد بن علی کو امیر مقرر کیا اور فاس کی طرف کوچ کر گیا اور آخر رمضان میں وہاں اترا اور جمعہ کے روز اس میں داخل ہوا اور لوگ اس روز باہر نکلے اور عامر اور اس کے سلطان تاشفین کو دو اونٹوں پر سوار کرایا گیا اور انہیں بوسیدہ کپڑے دیے گئے اور ان کی توہین کی گئی اور یہ منظر دیکھنے والوں کے لئے عبرت کا باعث تھا اور جب اس نے عید الفطر کی عبادت ادا کر لی تو عامر کو بلایا اور اسے اس کے گناہوں پر توبیخ کی اور اس کے ہاتھ کا تحریر کردہ خط لایا گیا جس میں اس نے ابوحمو کو مخاطب کرتے ہوئے سلطان کے خلاف اس سے مدد طلب کی تھی پس اس نے اس کے خلاف گواہی دی اور سلطان کے حکم سے اسے آزمائش میں ڈالا گیا اور اسے مسلسل کوڑے مارے گئے یہاں تک کہ اس کا گوشت بدبودار ہو گیا اور اسے ڈنڈے مارے گئے یہاں تک کہ اس کے اعضاء متورم ہو گئے اور وہ بادشاہ کے محافظوں کے سامنے مر گیا اور اس نے کتانی کو بلا کر اس سے بھی یہی سلوک کیا اور اس کے سلطان تاشفین کو اس کے مقتل میں لایا گیا اور نیزے مار مار کر قتل کر دیا گیا اور مبارک بن ابراہیم کو قید کرنے کے بعد اس کے قید خانے سے لایا گیا اور اسے بھی ان کے ساتھ ملا دیا گیا اور ہر موت کے لئے ایک وقت مقرر ہے اور سلطان کے لئے جھگڑا کرنے والوں سے فضا صاف ہو گئی اور وہ تلمسان سے جنگ کرنے کے لئے فارغ ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

جزیرہ خضراء کی واپسی کے حالات

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ طاغیہ ابن الہنشہ نے ۷۴۳ھ میں الجزیرہ پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کے بعد اس نے ۷۵۱ھ میں جبل الفتح سے جنگ کی اور جب اس کی قوت وشوکت میں اضافہ ہو گیا تو وہ اس کے محاصرہ کی حالت ہی میں طاعون سے فوت ہو گیا اور اللہ اس کے کام کو کافی ہو گیا اور اس کے بعد امر خلافت کو اس کے بیٹے بطرہ نے سنبھالا اور اس نے اپنے بقیہ بھائیوں پر حملہ کر دیا اور اس کا بھائی القمط بن خطیہ ابیہ جسے ان کی زبان میں الریق ھمزہ کہتے ہیں قمط برشلونہ کی طرف بھاگ گیا تو اس نے اسے پناہ دی اور اس کی عزت افزائی کی اور زعماء میں سے المریکس بن خالہ اور دوسرے اقماط اس کے پاس چلے گئے اور قشتالہ کے بادشاہ بطرہ نے اپنے بھائی کی فرمانبرداری کے متعلق اس کے پاس پیغام بھیجا تو اس نے عہد شکنی کرنے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے ان دونوں کے درمیان طویل جنگ برپا ہو گئی جس میں بطرہ نے حاکم برشلونہ کے بہت سے قلعے فتح کر لئے اور اس کی فوجوں نے اس کے علاقے کے نواح کا محاصرہ کر لیا اور اس نے شرق اندلس کے دارالخلافے بلنسیہ کا کئی دفعہ محاصرہ کر لیا اور اپنی فوجوں کے ساتھ اس پر چڑھائی کی اور اپنے بحری بیڑوں سے سمندر کو پر کر کے اس کی طرف گیا یہاں تک کہ نصرانیہ پر اس کا بوجھ بڑھ گیا اور اس کی عادت خراب ہو گئیں تو انہوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔

<u>القمط کی آمد</u>: اور انہوں نے اپنے بھائی القمط کو بلایا تو اس نے قرطبہ کی طرف مارچ کر دیا اور اہل اشبیلیہ نے بطرہ پر حملہ کر دیا اور اسے یقین ہو گیا کہ نصاریٰ کا میلان اس کی طرف ہے تو اس نے اس کے مقبوضات کی کھود کرید کی اور جلیقیہ سے پرے جوف میں شاہ افرنگ کے پاس چلا گیا جو انکلطرہ کا مالک تھا اور اس کا نام الفس غالس تھا اور یہ ۷۶۷ھ میں اس کے پاس فریادی بن کر گیا تو اس نے اپنی قوم کو جمع کیا اور اس کی مدد میں نکل گیا یہاں تک کہ اس کے مقبوضات پر قابض ہو گیا اور شاہ افرنگ واپس آ گیا تو نصاریٰ نے بھی بطرہ کے ساتھ پہلے والا سلوک شروع کر دیا اور القمط نے بقیہ مقبوضات پر قبضہ کر لیا تو بطرہ اس کی سرحدوں کی طرف چلا گیا جو بلاد مسلمین کے قریب تھیں اور اس نے ابن الاحمر سے مدد طلب کی تو اس نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور مسلمانوں کی فوجوں کو اندر لے گیا اور اس نے نصرانیہ کے علاقے میں خوب خونریزی کی اور ان کے قلعوں اور شہروں جیسے ابدہ اور جیان وغیرہ کو برباد کر دیا جو ان کے شہر کی اصل تھے پھر وہ غرناطہ کی طرف واپس آ گیا اور بطرہ اور اس کے بھائی القمط کے درمیان مسلسل جنگ جاری رہی یہاں تک کہ القمط نے اس پر غلبہ پا لیا اور اسے قتل کر دیا اور ان جنگوں کے دوران میں ان کی وہ سرحدیں جو مسلمانوں کے علاقے کے قریب تھیں غیر محفوظ رہیں اور مسلمانوں نے اس جزیرہ کو واپس لینے کے متعلق نگاہ کی جو قریب زمانے میں مسلمانوں کے انتظام میں تھا اور حاکم مغرب اس سے بے پرواہ تھا کیونکہ اس میں اس کے بھتیجے ابوالفضل اور عامر بن محمد نے بغاوت کی ہوئی تھی پس اس نے حاکم اندلس سے خط و کتابت کی کہ وہ اس شرط پر

اپنی فوجوں کے ساتھ ان کے پاس آئے کہ اس پر ان کو عطیات دینے اور مال اور بحری بیڑوں کی امداد دینے کی ذمہ داری ہو گی تا کہ ان کے جہاد کا بدلہ خالصۃً اسی کے لئے ہو تو اس نے اس کی بات کو قبول کیا اور اس کی طرف مال کے بوجھ بھیجے اور اپنے سبتہ کے بحری بیڑوں کو اشارہ کیا تو وہ تیار ہو گئے اور الجزیرہ کی بندرگاہ سے ان کے محاصرہ کے لئے روانہ ہو گئے۔

ابن الاحمر کا مسلمان فوجوں کے ساتھ اس کا تعاقب کرنا: اور ابن الاحمر بھی مسلمان فوجوں کے ساتھ ان میں عطیات تقسیم کرنے اور کمزوریاں دور کرنے، اور محاصرہ کے لئے آلات تیار کرنے کے بعد اس کے پیچھے روانہ ہو گیا پس اس نے تھوڑے دن تک اس سے جنگ کی پھر نصاریٰ کو دادخواہ کے دور ہونے اور اپنے ملوک کی مدد سے ناامید ہونے کے بعد ہلاکت کا یقین ہو گیا اور انہوں نے ہاتھ اٹھا دیئے اور ان سے مصالحت کا مطالبہ کیا تو سلطان نے ان کی بات مان لی اور وہ شہر سے دست بردار ہو گئے اور اس نے اس میں شعائر اسلامی کو قائم کیا اور وہاں سے کفر کی باتوں اور اس کے طواغیت کو مٹا دیا اور جو شخص اللہ کے معاملے میں اخلاص سے کام لیتا ہے اللہ نے اس کے لئے اجر مقرر کیا ہے یہ ۷۰۰ھ کا واقعہ ہے اور ابن الاحمر نے اس سے قبل بھی اس پر قبضہ کیا تھا اور وہ ہمیشہ اس کی نگرانی میں رہا یہاں تک کہ اس نے اس پر نصرانیہ کے غالب آ جانے کے خوف سے اسے گرانے پر توجہ مرکوز کر دی پس ۸۰ے ھ میں اسے گرا دیا گیا اور وہ بے آباد ہو گیا گویا یہ کبھی آباد ہی نہ تھا۔ والبقاء اللہ۔

فصل

سلطان کے تلمسان کی طرف جانے اور اس پر اور اس کے بقیہ بلاد پر غالب آنے اور ابوحمو کے وہاں سے بھاگ جانے کے حالات

معقلی عرب صحرائے مغرب میں، سوس، درعہ، تافیلالت، ملویہ اور صاد کے پاس رہتے تھے اور بنو منصور میں سے اولاد حسین اور احلاف بنی مرین کی اطاعت کے ساتھ مختص تھے اور ان کے وطن میں رہتے تھے اور وہ بادشاہ کے دباؤ کے تحت حکومت سے مغلوب تھے اور جب بنو عبدالواد نے ابوحمو کے ہاتھ سے اپنی تلمسان کی حکومت واپس لی اور احلاف مغرب میں تھے تو ان معقل نے خرابی کی اور وطن میں بہت فساد کیا اور جب حکومت نے ان کی لغزش سے درگزر کیا تو وہ بنی عبدالواد کے پاس چلے گئے اور انہوں نے ان کو ان کے اوطان میں جاگیریں دیں اور وہ عامل درعہ عبداللہ بن مسلم کے ابوحمو کی طرف آنے کے وقت وہاں ٹھہر گئے اور سلطان مغرب اور ابوحمو کے درمیان اسی وجہ سے حالات خراب ہو گئے۔

ابوحمو کی مغرب کی طرف روانگی: اور ابوحمو ۷۶۶ھ میں مغرب کی طرف گیا اور اس نے دبدو اور مغرب کی سرحد میں فساد کیا جس کی وجہ سے اس نے اور حاکم سرحد محمد بن زکراز کے درمیان اس کے داعی کے باعث جس پر حاکم مغرب ظلم کرتا رہتا تھا عداوت کی آگ بھڑک اٹھی اور جب سلطان عبدالعزیز بااختیار ہو گیا اور ان کا ساتھی عبداللہ بن مسلم فوت ہو گیا اور ابوحمو اور سلطان عبدالعزیز کے درمیان ایلچی آنے جانے لگے اور اس نے اس پر یہ شرط بھی عائد کی کہ وہ اس کے وطنی عربوں یعنی عرب المعقل کو قبول نہ کرے کیونکہ اس طرح انہیں اس پر غلبہ حاصل ہو جائے گا اور ابوحمو نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ اپنے اہل وطن زغبہ کے خلاف ان سے مدد مانگتا تھا اور اس بارے میں جھگڑا بڑھ گیا اور اس نے سلطان کو ناراض کر دیا اور ۷۷۰ھ میں اس کی طرف جانے کا قصد کر لیا اور اس نے عامر کے خلاف جو رکاوٹ پیدا کی تھی اس میں کمی کر دی اور اس دوران میں حاکم سرحد محمد بن زکراز اسے ابوحمو کی طرف جانے پر اکساتا رہا اور اسے تلمسان کی حکومت میں رغبت دلاتا رہا اور جب سلطان نے مراکش کی روانگی کا کام مکمل کر لیا اور عامر کے معاملے سے فارغ ہو گیا اور فاس کی طرف واپس آ گیا تو وہاں اسے امیر سوید اپنی قوم بنی مالک کے ساتھ ملا جو اپنے خیموں اور چراگاہیں تلاش کرنے والوں کے ساتھ ابوحمو کے خلاف فریادی بن کر آیا تھا کیونکہ اسے ان سے تکلیف پہنچی تھی اور اس نے ان کے بھائی محمد کو جو بنی مالک کا سردار تھا اس بات کے عوض گرفتار کر لیا تھا کیونکہ اسے علم تھا کہ انہیں اور اس کے اسلاف کو حاکم مغرب کی دوستی حاصل ہے اور اہل جزائر کے ایلچی اس کے پاس ان کی بیعت لے کر گئے اور وہ سلطان کو آمادہ کرنے لگے کہ وہ انہیں اس کے بہلاوے سے نجات دے اور سلطان نے اپنے دوست وترمار اور حاکم دبدو محمد بن زکراز کو اس بارے میں حکم دیا تو وہ اس بارے میں اس کے ضامن بن گئے۔

سلطان کی تلمسان کو روانگی: اور اس نے تلمسان کی طرف روانگی کا عزم کر لیا اور فوج اکٹھی کرنے والوں کو مراکش کی طرف بھیجا اور لوگ ۷۷۱ھ کے ایام منیٰ میں حسب مراتب اس کے پاس آئے تو اس نے خوب عطیات دیئے اور کمزوریوں کو دور کیا اور جب وہ عیدالاضحیٰ کی عبادت ادا کر چکا تو وہ فوجوں سے ملا اور تلمسان کی طرف کوچ کر گیا اور تازا میں اترا اور اس کی روانگی کی خبر ابوحمو کو پہنچی تو مشرق کے زناتہ اور عرب المعقل کے بنی عامر اور زغبہ کو اس نے جمع کیا اور اس کی فوجیں تلمسان کے میدان میں آ گئیں اور وہاں اس کا پڑاؤ متحرک ہو گیا اور وہ اپنی فوجوں سے ملا اور معقل کی پوزیشن پر اعتماد کرتے ہوئے اس نے بنی مرین سے جنگ کرنے کا عزم کر لیا اور اس کے ساتھ معقلی عربوں میں سے احلاف اور عبیداللہ اپنے دوست وترمار کی سازش سے سلطان عبدالعزیز کے پاس چلے گئے اور اس نے ان کے ساتھ اپنے پردہ داروں کو بھیجا پس وہ اس کے سامنے کوچ کر گئے اور صحرا کے راستے پر چلے اور ان کے اکٹھے ہونے اور آنے کی خبر ابوحمو کو پہنچ گئی تو وہ اور اس کی فوجیں اور اس کے مددگار بنی عامر بھاگ گئے اور وہ کشادہ نالے میں داخل ہو گئے پھر وہ وہاں سے کوچ کر گئے اور مندوس پر غبار ڈالا اور بلاد دیالم کی طرف چلے گئے پھر وطن ریاح میں چلے گئے اور اولاد سباع بن یحییٰ کے ہاں اترے۔

سلطان عبدالعزیز کی تازا میں آمد: اور سلطان عبدالعزیز تازا میں اترا اور اس نے اپنے وزیر ابوبکر بن غازی کو اپنے آگے بھیجا اور اس نے تلمسان میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا اور سلطان اس کے پیچھے پیچھے کوچ کر گیا اور ۷۷۲ھ کو عاشورہ کے روز تلمسان میں اترا اور جمعہ کے روز اس میں داخل ہوا اور اس پر قابض ہو گیا اور اس نے اپنے وزیر ابوبکر بن

عاذی کو بنی مرین کی فوجوں، سپاہیوں اور معقل اور سوید کے عربوں پر سالار مقرر کیا اور اسے اس کے تعاقب میں بھیج دیا اور اپنا لباس اپنے دوست وترمار کے سپرد کیا پس وہ محرم کے آخر میں تلمسان سے کوچ کر گئے۔

ابن خلدون کا ابوحمو کے پاس جانا: اور میں ابوحمو کے پاس گیا پس جب وہ تلمسان سے بھاگا تو میں نے اسے الوداع کہا اور اندلس جانے کے لئے ہنین کی طرف لوٹ آیا اور ایک مفسد نے سلطان کے پاس چغلی کی کہ میں اندلس کے لئے مال لے گیا ہوں اس نے میری گرفتاری کے لئے فوج کا ایک دستہ بھیجا جو مجھے تلمسان میں داخل ہونے سے قبل وادی زیتون میں ملا تو اس نے مجھے بلا کر پوچھا اور چغل خور کا جھوٹ واضح ہوگیا تو اس نے مجھے رہا کر دیا اور مجھے خلعت دیا اور جب وزیر ابوحمو کے تعاقب میں روانہ ہوگیا تو اس نے مجھے ریاح کی طرف جانے اور اس میں اپنی دعوت واطاعت کے قائم کرنے اور انہیں ابوحمو اور اس کے دادخواہ کی اطاعت سے پھیرنے کا حکم دیا تو میں اس کام کے لئے تیار ہوگیا اور بطحاء میں وزیر سے جاملا اور میں نے بلاد انطاف کی وادی ورک تک اس کے ساتھ سفر کیا پس میں نے اسے الوداع کہا اور خود سیدھا چلا گیا اور میں نے ریاح کو سلطان کی اطاعت پر اکٹھا کر لیا اور انہیں ابوحمو کی اطاعت سے برگشتہ کر دیا اور ابوزیان حصین کی اپنی فرودگاہ سے نکلا اور زداودہ میں سے محمد بن علی بن سباع کی اولاد کے ساتھ جاملا اور ابوحمو مسیلہ سے کوچ کر گیا اور الدوسن میں اترا اور وہاں ٹھہرا اور میں نے زواودہ میں سے وترمار کو وزیر کے پاس بھیجا اور وہ اس کے پاس آنے میں ان کے راہنما تھے اور وہ الدوسن میں اسے اس کے زنانہ کے پڑاؤ اور بنی عامر کے خیموں میں ملے اور وزیر تیاری میں تھا اور زناتی قومیں معقل زغبہ اور ریاح کے عرب اسے خوفزدہ کرتے تھے پس انہوں نے اسے اس کے مال اور پڑاؤ سے الگ کر دیا اور اسے مکمل طور پر لوٹ لیا اور جو عرب اس کے ساتھ تھے ان کے اموال بھی لوٹ لئے گئے اور وہ اپنی جان بچا کر مصاب چلا گیا اور اس کے بیٹے اور اس کی قوم متفرق جنگلات میں سے ہو کر اس کے پاس چلے گئے۔

الدوسن میں وزیر کا قیام: اور وزیر کئی روز تک الدوسن میں ٹھہرا رہا جس کی وجہ سے بنی مرین اس کے پاس پہنچ گئے اور وہ مغرب کی طرف پلٹ آیا اور صحرا میں بنی عامر کے محلات کے پاس سے گزرا اور انہیں لوٹ لیا اور ان کو وہاں سے ویرانے اور بیابان جنگل کی طرف بھگا دیا اور ربیع الثانی میں تلمسان پہنچ گیا اور میں زداودہ اور ان کے رئیس ابودینار بن علی بن احمد کے ساتھ سلطان کے پاس آیا تو سلطان نے اسے خوش آمدید کہا اور اس کے بھائی کے ساتھ جو اس نے حسن سلوک کیا تھا اس کا لحاظ کیا اور اسے اور تمام وفد کو خلعت دیئے اور وہ اپنے مواطن کو پلٹ آئے اور سلطان نے اپنے عمال کو شہروں کی طرف جانے پر اکسایا اور اپنے سرحدوں کے لئے فوج کا بندوبست ہوا اور اس نے اپنے وزیر عمر بن مسعود بن منديل بن حمامہ کے ساتھ فوجوں کو حمزہ بن علی بن راشد کے محاصرہ کے لئے بھیجا جو آل ثابت بن منديل میں سے تھا اس نے حکومت کے ناز ونعمت میں پرورش پائی تھی اور ان کے ہاں اس کی حالت خراب ہوگئی تو وہ اپنے مفرا وی اسلاف کے وطن کی طرف آ گیا اور جبل بنی بو سعید میں اترا تو انہوں نے اسے پناہ دے دی اور اس کی حفاظت میں موت پر اس کی بیعت کی اور سلطان نے اپنے وزیر کو ان کی ناکہ بندی کے لئے بھیجا تو وہ ان کے پاس گیا اور ان سے جنگ کی اور وہ اپنے پہاڑ کی چوٹی پر قلعہ بند ہو گئے تو وزیر وادی شلیب کے انخلیس مقام پر ٹھہر گیا اور انہیں ان کی پناہ گاہ میں بند کر دیا اور تلمسان سے اس کے پاس فوج آ گئی تو اس نے اس کے دستے بنائے اور انہیں محاصرے کے لئے جگہیں دیں اور اس نے وہاں قیام کیا اور سلطان نے بقیہ وطن یعنی شہروں اور

مضافات پر قبضہ کر لیا اور ان پر امیر مقرر کئے اور مغرب کی حکومت اس کے اسلاف کی طرح اس کے لئے منظم و مرتب ہو گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فصل

مغرب اوسط کے اضطراب اور ابی زیان کے تیطرا کی طرف واپس آنے اور عربوں کے ابی حمو کو تلمسان لانے اور سلطان کے ان سب کو حکومت پر غالب کرنے اور ملک کے اس کے لئے منظم ہو جانے کے حالات

جب ابوحمو اور اس کے مددگار بنی عامر کے قبائل نے الدوسن کی جنگ سے نجات پائی تو وہ صحرا میں چلے گئے اور اپنے محلات کو چھوڑ کر ان میں دور تک جبل راشد کی طرف چلے گئے اور وزیر و تر مار بن عریف نے تمام حرب قبائل کو جو زغبہ اور معقل سے تعلق رکھتے تھے جمع کیا اور سلطان جب تلمسان میں اترا تو عربوں نے اس سے مطالبہ کیا کہ ابوحمو نے دفاع اور بزرگی کے باعث انہیں وطن میں جو جاگیریں دی ہیں وہ ان پر ان کے ہاتھ آزاد کر دے تو اس نے اپنی سلطنت کی عظمت اور اپنی حکومت کی خود مختاری کے باعث اس سے برا منایا پس ان کے حالات خراب ہو گئے اور انہوں نے ابوحمو کے غلبہ کی خواہش کی تا کہ جس چیز کی انہوں نے اس سے خواہش کی ہے اس سے حاصل کریں پس جب وہ شکست کھا گیا اور اس کی فوجیں کم ہو گئیں اور سلطان اپنے ہم عصروں پر غالب آ گیا تو رحو بن منصور نے جو معقل کا ایک بطن عبید اللہ میں سے الخراج کا امیر تھا سلطان کے خلاف خروج کرنے کا ارادہ کیا اور جب عرب نے

سرمائی مقامات کی طرف گئے تو وہ ابوحمو اور بنی عامر کے قبائل کے پاس چلا گیا اور وہ ان پر غالب آ گئے اور انہیں اوطان میں فساد کرنے کے لئے لے گئے پس وہ سلطان کے مقبوضات کی طرف بڑھے اور رجب ۲ے کے ھ میں وجدہ سے جنگ کی اور تلمسان سے ان کی جانب فوجیں بڑھیں تو وہ بھاگ گئے اور بطحاء کی طرف چلے آئے اور اس کے اوطان کو لوٹ لیا اور

وزیر نے فوجوں کے ساتھ ان پر حملہ کیا تو وہ اس کے آگے بھاگ اٹھے اور اس نے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ وہ صحرا میں چلے گئے۔

حمزہ بن علی کا شب خون: اس دوران میں حمزہ بن علی بن راشد نے وزیر کے پڑاؤ پر جو شلف کے محاصرہ کی جگہ پر تھا شب خون مارا اور اس نے اس کی فوج کو منتشر کر دیا اور وہ شکست کھا کر بطحاء چلا گیا اور حصین کو خبر پہنچی تو وہ سلطان سے خائف تھے کیونکہ انکے متعلق مشہور ہو چکا تھا کہ وہ خوارج کے حکم سے حکومتوں کی طرف بڑھتے اور کھڑے ہوتے ہیں تو انہوں نے باغی ابو زیان کو بلایا جو ان کے ہاں اولاد یحییٰ بن علی بن سباع کے قبائل میں جو زواودہ میں سے تھے رہتا تھا پس وہ ان کے پاس آ گیا۔

لمدیہ کے مضافات میں جنگ: اور وہ لمدیہ کے نواح کی طرف بڑھے اور انہوں نے وہاں پر سلطان کی فوجوں سے جنگ کی اور مغرب اوسط آگ سے بھڑک اٹھا اور جب ۷۷۳ھ کا سال آیا تو سلطان نے رحو بن منصور کو ابوحمو سے علیحدہ کر لیا اور اس کے لئے مال خرچ کیا اور اس کے پسندیدہ نواح اسے جاگیر میں دیئے اور ان کے بقیہ لوگوں سے بھی یہی سلوک کیا اور ان کے دلوں میں بھرپور دلچسپی پیدا کر دی اور فساد کی بیماریوں کا قلع قمع کرنے اور باغیوں کو نواح سے نکال باہر کرنے کے لئے فوجوں کو ان کے ساتھ بھیجنے کا عزم کر لیا اور اس نے مغراوی کے معاملے میں اپنے وزیر پر مداہنت کرنے کی تہمت لگائی اور اس نے اپنی حکومت کے ایک آدمی کو گرفتار کرنے کے لئے بھیجا اور اس نے اسے پابجولاں دارالخلافے کی طرف بھیجا اور اس نے اسے فاس میں قید کر دیا اور اس نے اپنی فوجوں کو تیار کر لیا اور اپنے سپاہیوں سے ملا۔

سلطان کا ابن خلدون سے مذاکرات کرنا: اور اس نے اپنے وزیر ابوبکر بن غازی کو باغیوں اور خوارج سے جنگ کرنے پر مامور کیا پس وہ رجب ۷۷۳ھ میں تلمسان سے اٹھا اور حمزہ علی بن راشد نے جبل بن یوسعید میں اپنی پناہ گاہ کا قصد کیا اور اس سے تحت جنگ کی اور جنگ نے ان کو کچل ڈالا اور ان پر رعب چھا گیا اور انہوں نے اپنے مشائخ کو وزیر کے پاس اپنی اطاعت اور حمزہ کی عہد شکنی کے ساتھ بھیجا تو اس نے ان کی مرضی کے مطابق ان سے معاہدہ کر لیا اور حمزہ حصین میں ابو زیان کے پاس اس کی جگہ پر چلا گیا پھر وہ اپنے ارادے سے باز آ گیا اور بعض مددگاروں کے ساتھ شلف کے نواح اور اپنے گھر میں واپس آ گیا پس وہ اپنے مراکز میں ڈٹ گئے اور اس کی فوج منتشر ہو گئی اور اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے وزیر کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے قید کر دیا اور اس کے متعلق سلطان کو اطلاع بھیجی اور ان کے اعضاء کو ملیانہ کی فصیل پر لٹکا دیا پھر حصین کی طرف بڑھا اور ان کو ان کے تیطری کے قلعے میں بند کر دیا اور زغبہ کے تمام قبائل ان کے پاس آ گئے اور اس نے ان کو ہر جانب سے گھیر لیا اور ان کا طویل محاصرہ کیا اور انہوں نے ان سے بار بار جنگ کی۔

سلطان عبدالعزیز کے ساتھ سازش: اور سلطان نے الزاب میں میرے مکان پر مجھ سے مذاکرات کئے اور مجھے اشارہ کیا کہ میں جلدی سے تمام ریاح کو وزیر کے پڑاؤ کی طرف لے جاؤں پس اس نے ان کے قبائل اور چراگاہیں تلاش کرنے والوں کو اتارا اور ہم نے صحرا کی جانب سے جو ریاح کے مضافات کے قریب ہے جبل سے جنگ کی تو انہیں تکلیف پہنچی اور ان پر رعب چھا گیا پس وہ پہاڑ سے بھاگ گئے اور جو کچھ اس میں تھا لوٹ لیا گیا اور اس نے اطاعت پر حصین سے

ضمانت طلب کی اوران پر ٹیکس اور تاوان لگائے تو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے انہیں ادا کیا اور اس دوران میں ابوحمو سلطان سے فوج کو علیحدہ کرنے کا موقع تلاش کرتا ہوا تلمسان کی طرف بڑھا اور اس کا دوست خالد بن عامر جو زغبہ میں سے بنی عامر کا امیر تھا اطاعت میں نفاق رکھتا تھا کیونکہ ابوحمو نے اس پر الزام لگایا تھا کہ وہ اسے چھوڑ کر نائب عبداللہ بن عسکر بن معروف سے دوستی رکھتا ہے تو اس بات نے اسے برافروختہ کر دیا۔

سلطان عبدالعزیز کے ساتھ سازش: اور اس نے سلطان عبدالعزیز کے ساتھ سازش کی کہ وہ اس مال کے عوض میں جو اس نے اس کے پاس بھیجا ہے ابوحمو کو چھوڑ کر اس کے پاس آ جائے گا پس اس نے اسے چھوڑ دیا اور سلطان نے ذوالقعدہ ۷۷۳ھ میں بنی عامر اور معقل میں سے اولاد یغمور کی فوج اس کے لئے بھیجی اور ابوبکر بن غازی کے قرابت دار محمد بن عثمان کو ان کا سالار مقرر کیا اور وہ ان سے جنگ کرنے کے درپے ہوئے تو اس نے ان کی فوج کو منتشر کر دیا اور انہوں نے اپنے ہاتھ اٹھا دیے اور ابی حمو کے پڑاؤ اور عربوں کے خیموں کو گھیراؤ ہو گیا پس اس نے جو کچھ ان میں تھا لوٹ لیا اور بنومرین اس کے اموال، اولاد اور بیویوں پر قابض ہو گئے اور وہ انہیں سلطان کے پاس لے گئے اور اس نے انہیں فاس کی طرف واپس بھجوا دیا اور اس نے انہیں اپنے محلات میں اتارا اور اس نے اپنے غلام عطیہ بن موسیٰ حاکم شلف کو پکڑ لیا اور اس پر احسان کیا اور اسے اس کے پیچھے بھیج دیا اور اس نے اس کے ساتھ بلاد قبلہ میں سے تیکورارین تک راہبر بھیجے پس وہ وہاں اترا اور یہ تیطرا کی فتح سے چند راتوں پہلے کا واقعہ ہے اور سلطان کا قدم اپنے ملک میں استوار ہو گیا اور وہ مغرب اوسط پر قابض ہو گیا اور اس نے باغیوں اور خوارج کو وہاں سے نکال دیا اور اس نے تمام عربوں کو اپنی اطاعت کی طرف مائل کیا تو انہوں نے رغبت و خوف سے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور مشرق کی جانب سے وزیر ابوبکر بن غازی عربوں کے تمام قبیلوں کے مشائخ کے ساتھ اس کے پاس آیا تو اس نے ان سے حسن سلوک کیا اور ان کی آمد کا اعزاز کیا اور وزیر کی ملاقات کے لئے سوار ہو کر گیا اور مشائخ سے اطاعت اور ابوحمو کو تیکورارین سے نکالنے پر برانگیختہ کرنے کے لئے ضمانت طلب کی اور ان کا خوب اعزاز و اکرام کیا اور وہ تیکورارین کی طرف روانگی کے اسباب کو تیار کرتے ہوئے اپنے سرمائی مقامات کی طرف لوٹ گئے جیسا کہ ہم بیان کریں گے ان شاءاللہ۔

فصل

ابن الخطیب کے اپنے سلطان حاکم اندلس ابن الاحمر کو چھوڑ کر تلمسان میں سلطان کے پاس آنے کے حالات

اس شخص کا اصل مقام لوشہ ہے جو غرناطہ سے ایک دن کی مسافت پر شمال میں واقع ہے جس میں اس کا مرج نامی میدان ہے جو وادی سنجیل پر واقع ہے اور جسے شنیل بھی کہتے ہیں اس علاقے میں ایک موڑ ہے جو جنوب سے شمال کی طرف جاتا ہے جہاں پر اس کے اسلاف رہتے تھے جو اپنی وزارت کی وجہ سے مشہور تھے اور ابوعبداللہ غرناطہ آیا اور بنی احمر کے ملوک کا خدمت گار بن گیا اور کھانے کے سٹور زپر عامل بن گیا اور اس کے بیٹے محمد نے غرناطہ میں پرورش پائی اور اس کے مشائخ سے پڑھا اور ادب وتہذیب سیکھی اور مشہور فلاسفر یحییٰ بن ہذیل کو اپنی صحبت کے لئے منتخب کیا اور اس سے فلسفیانہ علوم حاصل کئے اور طب وادب میں نمایاں مقام حاصل کیا اور اس کے اشیاخ سے ادب سیکھا اور اس کے منتخب کلام نظم ونثر سے سلطان کا حوض بھر گیا اور وہ شعر گوئی اور خوش الحانی کے ساتھ شعر پڑھنے میں اس مقام تک پہنچا کہ کوئی اس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا اور اس نے ملوک بنی الاحمر میں سے سلطان ابوالحجاج کی مدح کی اور حکومت کو اپنی مدائح سے پُر کر دیا اور آفاق میں اس کی شہرت پھیل گئی تو سلطان اُسے اپنی خدمت میں لے آیا اور اُسے ابوالحسن بن الجیاب کی سرکردگی میں جو نظم ونثر اور دیگر علوم ادبیہ میں دونوں کناروں کا شیخ تھا' اپنے دروازے پر کاتبوں کے دفتر میں مقرر کر دیا اور سلطان نے غرناطہ سے محمد مخلوع کے زمانے کے قریب جب اس نے اپنے بے قابو وزیر محمد بن الحکیم کو قتل کر دیا تھا خط وکتابت کی جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے پس ابن الجیاب نے اس دن سے لے کر اپنی وفات تک جو طاعون جارف سے ۷۴۹ھ میں ہوئی کاتبوں کی ریاست کو اپنے لئے مخصوص کر لیا' پس سلطان ابوالحجاج نے اس وقت اس محمد بن الخطیب کو اپنے دروازے کے کاتبوں کی سرداری عطا کی اور پھر اُسے وزارت بھی دی اور اُسے وزیر کا لقب دیا پس وہ اس کام میں با اختیار ہو گیا اور وہاں کے دونوں کناروں کے پڑوسی ملوک کے ساتھ خط وکتابت میں اس سے عجیب وغریب ورنگی کی باتیں صادر ہوئیں پھر سلطان نے شروط کے ساتھ اس کے ہاتھوں عمال کے حاکم مقرر کرنے کے بارے میں ساز باز کی پس ابن نے وہاں اس کے لئے اموال جمع کئے اور اس کی دوستی میں اس مقام تک پہنچ گیا کہ کوئی شخص اس سے پہلے اس مقام تک نہ پہنچا تھا اور وہ اس کی جانب سے کنارے کے بنی مرین کے سلطان ابوعنان کے پاس اس کے باپ سلطان ابوالحسن کو برانگیختہ کرتے ہوئے سفیر بن کر گیا پس وہ اپنی اغراض سفارت میں نمایاں ہو گیا۔

سلطان ابوالحجاج کی وفات: پھر سلطان ابوالحجاج ۵۵ےھ میں فوت ہو گیا اس پر ایک مخلوط گروہ نے عید الفطر کے دن مسجد میں نماز کے لئے سجدہ کرتے ہوئے حملہ کر دیا اور اسے نیزہ مارا پس اس نے اسی وقت اُسے ٹھہرا دیا اور یکے بعد دیگرے معلوجی غلاموں کی تلواریں اس قاتل پر پڑیں اور انہوں نے اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اس کے بیٹے محمد کی اسی وقت بیعت ہوئی اور اس کے کام کو ان کے غلام رضوان نے سنبھالا جو ان کے لشکریوں کی قیادت اور ان کے ملوک کے اصاغر کی کفالت میں بڑا تجربہ کار تھا اور اس نے حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا اور خطیب اس کی وزارت میں یکتا ہو گیا جیسا کہ وہ اس کے باپ کے ہاں وزیر تھا اور اس نے دوسرے شخص کو اپنی خط و کتابت کرنے پر مقرر کر دیا اور ابن الخطیب کو کام میں اپنا نائب بنایا اور وہ دونوں اختیارات میں شریک ہو گئے اور حکومت نہایت شاندار طریق پر چلنے لگی پھر انہوں نے وزیر ابن الخطیب کو سلطان ابوعنان کے پاس سفیر بنا کر بھیجا کہ وہ انہیں ان کے دشمن طاغیہ کے خلاف مدد دے جیسا کہ اس کے اسلاف کا ان کے ساتھ دستور تھا پس جب وہ سلطان کے پاس آیا اور اس کے سامنے بیٹھا تو اندلس کے وزراء فقہاء کا جو وفد اس کے ساتھ تھا آگے آیا اور اس نے اس سے کچھ شعر پڑھنے کی اجازت طلب کی جو وہ اپنے امراز دل کے سامنے پیش کرنا چاہتا تھا تو اس نے اُسے اجازت دی اور اس نے کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھے:

> ''اللہ کا خلیفہ قضا و قدر کا سردار ہے اس نے تجھے اس قدر بلند کیا ہے جہاں چاند بھی تاریکی میں نہیں چمکتا اور اس کے دست قدرت نے ایسے مصائب کو تجھ سے دور کیا ہے جن کو دور کرنے کی بشر طاقت نہیں رکھتا۔ تیرا چہرہ مصائب میں ہمارے لئے چاند اور قحط میں تیرا ہاتھ ہمارے لئے بارش ہے اور اگر تو نہ ہوتا تو اندلس کے تمام باشندے نہ اندلس کو وطن بناتے اور نہ وہاں آباد ہوتے اور جن کے ساتھ تو نے تعلق پیدا کیا ہے انہوں نے کسی احسان کا انکار اور ناشکری نہیں کی اور ان کی جانوں نے انہیں فکر مند کیا ہے تو انہوں نے مجھے تیری طرف بھیجا ہے اور خود انتظار کر رہے ہیں''۔

پس سلطان ان اشعار سے جھوم گیا اور اُسے بیٹھنے کی اجازت دی اور اس کے بیٹھنے سے قبل اُسے کہا تو ان کے تمام عطیات کو لئے بغیر ان کی طرف واپس نہیں جائے گا پھر اس نے احسانات کے ساتھ ان کے کندھوں کو گرانبار کر دیا اور جو کچھ انہوں نے مانگا انہیں دے کر واپس کر دیا۔

قاضی ابوالقاسم شریف کا بیان: ہمارے قاضی ابوالقاسم شریف بھی اس کے ساتھ تھے ان کا بیان ہے کہ کبھی کسی سفیر کے متعلق نہیں سنا گیا کہ اس نے سلطان کو سلام کرنے سے قبل اپنی سفارت مکمل کر لی ہو مگر اس شخص نے ایسے ہی کیا اور ان کی یہ حکومت اندلس میں پانچ سال رہی پھر ان کے ساتھ محمد الرئیس نے جنگ کی جو سلطان کا عم زاد تھا اور اس کے دادا میں ابو سعید میں اس کے ساتھ شامل ہو جاتا تھا اور سلطان نے الحمراء کے باہر اپنی سیرگاہ کی طرف جانے کا وقت مقرر کیا اور وہ دار الخلافے پر جو الحمراء کے نام سے مشہور تھا چڑھ گیا پس اس نے اُسے نکالا اور اس کی بیعت کی اور اس پر قابو پا کر اس کی حکومت سنبھالی اور سلطان محمد نے باغ میں ڈھول بجنے کو محسوس کیا تو وہ جرأت کے ساتھ وادی آش کی طرف آیا اور اس کو قابو کر لیا اور اس نے مغرب میں سلطان ابوسالم کے آباء کے ملک پر قابض ہونے کے بعد سلطان کو اطلاع بھیجی اور اس کے بھائی ابوعنان کے زمانے میں اس کا ٹھکانہ ان کے ہاں اندلس میں تھا۔

ابن الخطیب کی اسیری: اور حکومت کے ذمہ داری رئیس نے اس وزیر ابن الخطیب کو قید کر دیا اور اس کے قید خانے میں اسے تنگ کیا اور جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ اس کے اور خطیب بن مرزوق کے درمیان اندلس کے زمانے میں نہایت اچھے دوستانہ تعلقات تھے اور وہ سلطان ابو سالم کی خواہش پر غالب تھا پس ابن نے وادی آش کے ابن دستبردار سلطان کی پکار کو اسے خوبصورت کر کے دکھایا کہ وہ اس سے اہل اندلس کو دور کرنے اور القرابہ کے دشمنوں کو جو وہاں نمائندہ ہیں جب وہ مغرب کی حکومت کی خواہش کریں گے روکنے کا وعدہ کرتا ہے تو ابن نے اس کی بات قبول کر لی اور اس نے اہل اندلس سے گفتگو کی کہ وہ اس کے پاس آنے کے لئے اس کے راستے میں سہولت پیدا کریں اور اس نے اپنے ہم نشینوں میں سے شریف ابوالقاسم تلمسانی کو بھیجا اور اس کے ساتھ ابن الخطیب کی سفارش اور اُسے قید خانے سے آزاد کرنے کا پیغام بھی بھیجا تو ابن نے اسے آزاد کر دیا اور وہ وادی آش تک شریف ابوالقاسم کے ساتھ آیا اور وہ سلطان کے سواروں میں چلا اور وہ سلطان ابو سالم کے پاس آئے پس وہ ابن الاحمر کی آمد پر خوش ہوا اور ایک دستے کے ساتھ اس کی ملاقات کو گیا اور اُسے اپنی کرسی کے سامنے بٹھایا اور جیسا کہ بیان ہو چکا ہے ابن الخطیب نے اپنا قصیدہ سنایا جس میں وہ سلطان سے مدد مانگتا ہے پس ابن نے اس سے وعدہ کیا اور وہ جمعہ کا دن تھا اور اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے پھر اس نے اس کی تعظیم و تکریم کی اور اُسے خوشحال کر دیا اور اس کے ساتھ آنے والوں کے روزینے زیادہ کر دیے اور اس پر غالب آ گیا اور وظیفے اور جاگیروں کے لحاظ سے ابن الخطیب کی زندگی خوشحال ہوگئی اور اس نے سلطان سے مراکش کی جہات کی طرف جانے اور وہاں پر حکومت کے آثار سے مطلع ہونے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور عمال کو لکھا کہ وہ اسے تحفے دیں تو انہوں نے بڑھ چڑھ کر تحفے دیے اور سلطان ابوالحسن کی قبر پر کھڑا ہوا اور راء موصولہ کے قافیہ میں اپنا قصیدہ کہا جس میں اس کا مرثیہ کہتا ہے اور غرناطہ کی اس کی جاگیر کی واپسی کو ترجیح دیتا ہے جس کا مطلع یہ ہے:

''اگر اس کا گھر اور منزل دور ہوگئی ہے تو اس کے حالات اس کی شخصیت کے قائم مقام ہو گئے ہیں اپنے زمانے کو عبرت یا خاک میں تقسیم کرنے پر اس کی نمناک مٹی ہے اور یہ اس کے آثار ہیں''۔

سلطان ابو سالم کی سفارش: پس سلطان ابو سالم نے اس بارے میں اہل اندلس کو سفارش کی تو انہوں نے اس کی سفارش کی اور جتنا عرصہ کنارے میں ٹھہرا رہا سلطان سے سلا میں علیحدہ رہا پھر سلطان محمد مخلوع ۷۶۳ھ میں اپنے ملک اندلس کی طرف واپس آ گیا جیسا کہ اس کے حالات میں بیان ہو چکا ہے اور فاس میں جو اس کے اہل و اولاد پیچھے رہ گئے تھے اس نے ان کے متعلق پیغام بھیجا اور ان دنوں حکومت کا منتظم عمر بن عبداللہ بن علی تھا پس اس نے ابن الخطیب کو سلا سے بلایا اور انہیں اس کی نگرانی کے لئے بھیجا تو سلطان اس کی آمد سے خوش ہوا اور اُسے دوبارہ اس کا مقام دیا جیسا کہ وہ اپنے کفیل رضوان کے ساتھ تھا اور عثمان بن یحییٰ عمر غازیوں کا شیخ اور ان کے اشیاخ کا بیٹا تھا جب اس نے حاکم غرناطہ رئیس سے برائی محسوس کی تو وہ اپنے باپ کے سواروں کے ساتھ طاغیہ کے پاس چلا گیا اور یحییٰ وہاں سے کنارے کی طرف آ گیا اور عثمان دارالحرب میں ٹھہر گیا اور اس نے غربت میں سلطان کی مصاحبت کی اور اس کی خوب خدمت گزاری کی اور وہ طاغیہ کے ہاتھوں پر فتح پانے سے مایوس ہونے کے بعد اس سے منحرف ہو گئے اور اسے چھوڑ کر اس کے ملک کی سرحدوں پر آ گئے اور انہوں نے عمر بن عبداللہ سے اس بارے میں گفتگو کی کہ وہ انہیں ان سرحدوں میں سے جنہوں نے ان کی اطاعت کی ہے کسی

ایک سرحد پر قبضہ دلا دے جہاں سے وہ فتح کا انتظار کریں۔

ابن خلدون کے ساتھ سلطان مخلوع کی گفتگو: اور اس بارے میں سلطان مخلوع نے مجھ سے گفتگو کی اور میرے اور عمر بن عبداللہ کے درمیان ایک پختہ قابل لحاظ عہد تھا پس میں نے عمر بن عبداللہ کی جانب سے سلطان کے ساتھ وفاداری کی اور اسے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ رندہ کا شہر اسے واپس کردے کیونکہ وہ اس کے اسلاف کا ورثہ ہے تو اس نے میرے مشورے کو قبول کیا اور سلطان مخلوع اس پر چڑھ گیا اور عثمان بن یحییٰ اپنے مددگاروں کے ساتھ وہاں اترا اور وہ اس کے ہمرازوں کا سردار تھا پھر انہوں نے وہاں سے مالقہ سے جنگ کی اور وہ فتح کے لئے سواریوں کے پاؤں رکھنے کی جگہ تھی اور سلطان نے اس پر قبضہ کرلیا اور اس کے دارالخلافے غرناطہ پر قابض ہوگیا اور عثمان بن یحییٰ حکومت میں قوم کا سردار اور دوستی میں قدیم تھا اور اُسے سلطان کی خواہشات پر غلبہ حاصل تھا اور جب ابن الخطیب سلطان کے اہل و اولاد کے ساتھ الگ ہوا اور سلطان نے ذہنی بالادستی اور اس کے مشورہ کو قبول کرتے ہوئے حکومت میں دوبارہ اسے اس کا مقام دے دیا تو اسے عثمان پر غیرت آئی اور وہ سلطان سے اس کفایت کی درخواست کرے اور ان اشراف سے اس کی حکومت کے متعلق ڈرنے کی وجہ سے بگڑ گیا تو سلطان نے اسے انتباہ کیا اور اس کے خلاف سازش کرنے لگا یہاں تک کہ اس نے اسے اور اس کے آباء اور بھائیوں کو رمضان ۷۶۴ھ میں ہٹا کر زمین دوز قید خانے میں ڈال دیا پھر اس کے بعد انہیں جلاوطن کردیا اور ابن الخطیب کے لئے ماحول صاف ہوگیا اور وہ سلطان کی خواہش پر غالب آگیا اور اس نے مملکت کا انتظام اس کے سپرد کردیا اور اس نے اس کے بیٹوں کو اپنے شراب نوش ہم نشینوں اور خلوتیوں کے ساتھ ملا دیا اور حل وعقد میں ابن خطیب منفرد ہوگیا اور چہرے اس کی طرف مڑنے لگے اور اس سے امیدیں وابستہ کی جانے لگیں اور خواص اور سب لوگ اس کے دروازے پر آنے لگے اور سلطان کے ہمراز اور مددگار اس سے تنگی محسوس کرنے لگے پس انہوں نے اس کی چغلیاں کرنے پر اتفاق کرلیا اور سلطان ان کے قبول کرنے سے بہرا ہوگیا اور یہ خبر ابن الخطیب کو بھی پہنچ گئی تو اس نے اس کے پاس چلے جانے کی تیاری کرلی اور ان دونوں کنارے کے بادشاہ سلطان عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن نے اسے اپنے عم زاد عبدالرحمن بن ابی یفلوس بن سلطان ابو علی کو پکڑنے کے لئے نوکر رکھ لیا جسے انہوں نے اندلس میں غازیوں کا سردار مقرر کیا ہوا تھا اور جب وہ بادشاہ کی تلاش میں گھومنے کے بعد کنارے سے گزرا اور اس نے وہاں پر ہر جانب فتنہ کی آگ بھڑکا دی اور وزیر عمر بن عبداللہ نے جو بنی مرین کی حکومت کا منتظم تھا اس کا نہایت اچھی طرح دفاع کیا تو وہ اندلس جانے کی طرف مجبور ہوگیا پس وہ اس کا وزیر مسعود بن ماسی چلے گئے اور ۷۶۴ھ میں سلطان علی مخلوع کے ہاں اترے تو اس نے ان کی تعظیم و تکریم کی۔

شیخ الغزاۃ علی بن بدرالدین کی وفات: اور شیخ الغزاۃ علی بن بدرالدین کی وفات ہوگئی تو عبدالرحمن اس کی جگہ پر آ گیا اور سلطان عبدالعزیز اپنے وزیر عمر بن عبداللہ کے قتل کے بعد اپنی حکومت میں خود مختار ہو چکا تھا تو سلطان مخلوع نے جو کچھ کیا اس سے وہ تنگ ہوگیا اور ان سے اپنے معاملے کے بگڑنے کی توقع کرنے لگا اور ابن عبدالرحمن کے مذاکرات کو دیکھنے لگا تاکہ بنی مرین کو خوش کرے اور ابن الخطیب کو اس کے سلطان نے ابن ابی یفلوس اور ابن ماسی کے گرفتار کرنے پر اکسایا تو اس نے انہیں گرفتار کرلیا اور اس دوران میں ابن الخطیب کی نفرت مستحکم ہوگئی کیونکہ اسے ہمراز دوستوں سے یہ اطلاع ملی تھی کہ اس بارے میں نکتہ چینی اور چغلی ہورہی ہے اور بسا اوقات یہ خیال بھی آیا کہ سلطان ان چغلیوں کو قبول کرنے کی طرف

مائل ہے اور انہوں نے اسے اس کے متعلق برافروختہ کر دیا ہے پس اس نے اندلس سے مغرب جانے کا ارادہ کر لیا اور سلطان نے غربی سرحدات کی دیکھ بھال کے لئے اجازت طلب کی اور اپنے سواروں کی ایک جماعت کے ساتھ ان کی طرف روانہ ہو گیا اور اس کے ساتھ اس کا وہ بیٹا بھی تھا جو سلطان کا دوست تھا اور وہ اپنے ارادے کے مطابق چلا گیا اور جب وہ جبل الفتح کے سامنے اس بندرگاہ پر آیا جو کنارے کی طرف جانے کی گزرگاہ ہے تو وہ اس کی طرف مائل ہو گیا پس سواروں کا لیڈر اسے ملنے کے لئے نکلا اور سلطان عبدالعزیز نے اسے اس بات کا اشارہ کیا ہوا تھا اور اسی وقت اس کی طرف بحری بیڑے کو بھیجا تو وہ سبتہ کی طرف چلا گیا جہاں اس کی بہت پذیرائی ہوئی پھر وہ سلطان کے پاس جانے کے لئے چلا اور ۷۳ھ میں تلمسان میں اس کے پاس آیا پس حکومت اس کی آمد کی خوشی میں جھوم اٹھی اور سلطان نے اپنے خواص کو اس کی ملاقات کے لئے بھیجا اور اسے اپنی مجلس میں ایک قابل رشک جگہ دی اور اپنی حکومت میں ایک باعزت مقام عطا کیا۔

ابو یحییٰ بن مدین کو اس کے اہل و عیال کی تلاش میں روانہ کر دیا: اور اسی وقت اپنے کاتب ابو یحییٰ بن مدین کو اس کے اہل و عیال کی تلاش کے لئے سفیر بنا کر اندلس کی طرف روانہ کیا اور وہ انہیں نہایت عزت کے ساتھ اور پرسکون حالات میں لے کر آ گیا پھر حاسدوں نے اس کی شان میں شور و غل کیا اور اس کے سلطان کو اس کی لغزشوں کی جستجو کے لئے اکسایا اور انہوں نے اس کی طبیعت کی لغزشوں اور پارٹی کی قوت کو جسے وہ اپنے دل میں پوشیدہ کئے ہوئے تھا ظاہر کر دیا اور اس کے دشمنوں کی زبان پر وہ باتیں پھیل گئیں جو زندقت (بے دینی) کی طرف منسوب ہوتی ہے انہوں نے انہیں شمار کیا اور اس کی طرف منسوب کیا اور ان باتوں کو دارالخلافہ کے قاضی حسن بن حسن کے پاس فیصلے کے لئے لے جایا گیا تو اس نے ان کی طرف توجہ کی اور اس پر زندقت کا فیصلہ دیا اور حاکم اندلس نے بھی اس کے بارے میں اپنی رائے پر نظر ثانی کی اور قاضی ابوالحسن نے سلطان عبدالعزیز کو اس جوڈیشل ریکارڈ کے مطابق اسے سزا دینے اور اس کے بارے میں حکم الٰہی نافذ کرنے کا پیغام بھیجا تو وہ بہرہ ہو گیا اور اپنی پناہ اور اپنے عہد کے توڑنے پر برا منایا اور انہیں کہنے لگا تم نے اس وقت اس سے کیوں انتقام نہ لیا جب وہ تمہارے پاس تھا اور تم اس کے حال کے واقف تھے اور اب رہی میری بات تو جب تک وہ میری پناہ میں ہے کوئی آدمی اس تک نہیں پہنچ سکتا پھر اس نے اُسے اور اس کے بیٹوں اور اس کے ساتھ آنے والے اندلسی سواروں کو بہت سے وظائف اور ریوڑ دیئے۔

سلطان عبدالعزیز کی وفات: اور جب سلطان عبدالعزیز ۷۴ھ میں فوت ہوا اور بنو مرین مغرب کی طرف لوٹ آئے اور انہوں نے تلمسان کو چھوڑ دیا تو وہ حکومت کے منتظم وزیر ابوبکر بن غازی کی رکاب میں چلا اور فاس میں اترا اور اس نے بہت سی جاگیریں خریدیں اور مکانات کی تعمیر اور باغات کے لگانے میں احتیاط و حکمت کے ساتھ منہمک ہو گیا اور حکومت کے منتظم نے ان علامات کی نگرانی کی جن کے لئے سلطان مرحوم نے اس کے لئے حکم دیا تھا اور مسلسل اس کی یہی حالت رہی یہاں تک کہ وہ بات ہوئی جسے ہم بیان کریں گے۔

فصل

سلطان عبدالعزیز کے فوت ہونے اور اس کے بیٹے سعید کی بیعت ہونے اور ابوبکر بن غازی کے اس پر قابو پانے اور بنی مرین کے مغرب کی طرف واپس جانے کے حالات

سلطان ابوالحسن کو پیدائش کے آغاز سے ہی مرض بخار تھا جس سے وہ لاغری کی بیماری میں مبتلا تھا اور اسی وجہ سے سلطان ابوسالم اُسے بیٹوں کے ساتھ رندہ نہیں لے گیا تھا اور جب وہ جوان ہوا تو اپنی بیماری سے صحت یاب ہو گیا اور اس کا جسم تندرست ہو گیا پھر تلمسان میں دوبارہ بیماری نے اُسے آ لیا اور اس کی لاغری میں اضافہ ہو گیا اور جب فتح مکمل ہو گئی اور اس کی سلطنت مضبوط ہو گئی تو اس کی تکلیف بڑھ گئی اور اس نے بڑے صبر سے مرض کا مقابلہ کیا اور افواہوں کے خوف سے اسے لوگوں سے چھپائے رکھا اور تلمسان سے باہر اس کا پڑاؤ مغرب جانے کے لئے متحرک ہو گیا اور وہ ۲۲ ربیع الآخر ۷۷۴ھ کو اپنے اہل و اولاد کے درمیان آرام سے فوت ہو گیا اور بیوی نے یہ خبر وزیر کو پہنچائی تو وہ سلطان کے بیٹے محمد سعید کو کندھے پر اٹھائے ہوئے لوگوں کے پاس آیا اور اس نے لوگوں کو ان کے خلیفہ کی خلافت کے ساتویں سالوں کے متعلق تسلی دی اور اس کے بیٹے کو ان کے سامنے ڈال دیا تو وہ دردمندی کے ساتھ روتے ہوئے اس کے ارد گرد اکٹھے ہو گئے اور اس سے عہد کرنے لگے اور بیعت کے لئے اس کی دست بوسی کرنے لگے اور انہوں نے اسے پڑاؤ کے لئے باہر نکالا پھر وزیر نے سلطان کے جسم کو ان کی لکڑیوں پر نکالا اور اُسے اس کے خیموں میں اتارا اور پڑاؤ کی نگرانی کے لئے رات بھر جاگتا رہا اور اس نے لوگوں کو جانے کی اجازت دی تو وہ فوج در فوج اترنے کی جگہ کی طرف گئے پھر تین ماہ کے لئے سفر کر گئے اور تیزی کے ساتھ مغرب کی طرف گئے اور ازا میں اترے پھر تیزی سے فاس کی طرف گئے اور ابن السلطان اپنے دارالخلافہ میں اترا اور اپنے محل میں عوام کی بیعت کے لئے بیٹھا اور حسب دستور شہروں کے وفود اپنی بیعت کے ساتھ آئے اور وزیر ابوبکر بن غازی نے اس پر قابو پالیا اور اُسے اس کے محل میں چھپا دیا اور اُسے اپنی سلطنت کی کسی چیز میں دخل دینے سے روک دیا اور نہ ہی وہ تصرف کرنے کی عمر میں تھا اور اس نے جہات میں عامل مقرر کئے اور فیصلے کی نشست پر بیٹھا اور مغرب کی حکومت کی ادھیڑ بن میں مشغول ہو گیا یہاں تک کہ وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔

فصل

تلمسان اور مغرب اوسط پر ابوحمو کے قابض ہونے کے حالات

سلطان عبدالعزیز کی وفات کے بعد جب بنو مرین تلمسان سے روانہ ہوئے اور تازا میں اترے تو مشائخ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے ابراہیم بن سلطان کی وفات کے بعد جب بنو مرین تلمسان سے روانہ ہوئے اور تازا میں اترے تو مشائخ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے ابراہیم بن سلطان ابوتاشفین کو جس نے اپنے باپ کی وفات کے وقت سے لے کر ان کی حکومت کی کفالت میں پرورش پائی تھی' تلمسان کا امیر مقرر کیا پس انہوں نے اس کے خلوص کی وجہ سے اُسے اس بات پر ترجیح دی اور اسے معقل کے عبیداللہ کے امیر رحو بن منصور کے ساتھ بھیجا اور مغرب میں جو مفراوہ موجود تھے انہیں ان دونوں کے ساتھ شلف میں ان کی حکومت کے وطن میں بھیجا اور ان پر علی بن ھرون بن منديل بن عبدالرحمٰن کو امیر مقرر کیا اور وہ اپنے شہروں کو واپس چلے گئے اور ابوحمو کا غلام عطیہ بن موسیٰ سلطان عبدالعزیز تک پہنچ گیا تھا اور اس نے اسے اپنے ہمرازوں اور مددگاروں میں شامل کر لیا تھا اور جب سلطان کی وفات ہوگئی تو یہ محل سے نکل کر شہر میں روپوش ہوگیا اور جب بنو مرین ان کے پڑاؤ سے نکل کر شہر سے باہر چلے گئے تو یہ اپنے روپوش ہونے کی جگہ سے نکلا اور اپنے آقا ابوحمو کی دعوت کو قائم کرنے لگا اور شہر کے باشندوں میں سے ایک پارٹی' مخلوط لوگوں کے ساتھ اس کے پاس آ گئی اور انہوں نے خواص کو ابوحمو کی بیعت پر آمادہ کیا اور ابراہیم بن ابی تاشفین نے رحو بن منصور اور اس کی قوم عبیداللہ کے ساتھ ان سے نیک سلوک کیا تو انہوں نے اس کا عہد توڑ دیا اور اس کے سامنے ڈٹ گئے تو وہ ان کو چھوڑ کر مغرب کی طرف واپس آ گیا اور اولاد یغمور جو عبیداللہ میں سے ابوحمو کے مددگار تھے انہوں نے یہ اطلاع اس تک پہنچائی اور وہ اپنے تیکوارین کے ٹھکانے میں تھا اور اس نے اپنے بیٹے تاشفین سے رابطہ کیا جو یحییٰ بن عامر کے پاس تھا تو وہ اپنے بنی عبدالواد کے ساتھیوں کے ساتھ تلمسان آیا اور ہر جانب سے ان کی جماعت اس پر ٹوٹ پڑی اور سلطان ان کے بعد پہنچا جب کہ اس کی آمد سے مایوسی ہو چکی تھی اور وہ تلمسان میں جمادی الاولیٰ ۷۷۴ھ میں آیا اور اس کا خودمختار بادشاہ بن گیا اور اس نے اپنے ہمراز دوستوں کو گرفتار کر لیا جنہوں نے غربت میں اسے آزردہ خاطر کیا تھا اور ان کے متعلق اس کے پاس چغلی کی گئی تو اس نے انہیں قتل کر دیا اور بنو عبدالواد کی حکومت اور سلطنت واپس آ گئی اور بنی مرین کے مددگاروں نے مفراوہ پر شلف میں حملہ کیا پس اس نے پانسہ پلٹنے والی جنگوں کے بعد وہاں ان پر غلبہ پا لیا جن میں وحمون بن ھرون جو مغرب اوسط کے مضافات اور شہروں میں بنو مرین کی دعوت کا احیاء کرنے والا تھا فوت ہو گیا اور جیسا کہ ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے وہ خودمختار امیر بن گیا اور وزیر ابوبکر بن غازی کو اطلاع پہنچی تو اس نے

اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا پھر اس نے بطویہ کی جانب امیر عبدالرحمن کے خروج کی وجہ سے اپنا ارادہ بدل لیا اور اس کام نے اسے اس بات سے غافل کر دیا۔

فصل

امیر عبدالرحمن بن ابی یغلوس کے مغرب کی طرف جانے اور بطویہ کے اس کے پاس آنے اور اس کے کام کے ذمہ دار بننے کے حالات

محمد مخلوع ابن الاحمر رندہ سے جمادی ۷۶۳ھ میں اپنے ملک غرناطہ کی طرف واپس آ گیا اور طاغیہ نے اس کے لئے اس کے دشمن الرئیس کو جو ان کی حکومت ہمنین کا باغی تھا اور مخلوع کے عہد کو پورا کرنے کے لئے غرناطہ سے بھاگ کر اس کے پاس آ گیا تھا، قتل کر دیا اور وہ اس کے تخت پر بیٹھ گیا اور اس کی حکومت کا با اختیار منتظم بن گیا اور اس کے باپ کا کاتب محمد بن خطیب بھی اس کے پاس پہنچ گیا اور اس نے اُسے چن لیا اور اسے اپنی وزارت پر مقرر کیا اور اسے اپنے ملک کی ذمہ داری سپرد کی تو وہ اس پر غالب آ گیا اور اس کی خواہشات پر قابض ہو گیا اور اس کی آنکھ مغرب اور اس کی رہائش گاہ تک پھیلی ہوئی تھی یہاں تک کہ اس کی ریاست پر آفت آئی اور اسی لئے وہ اپنے بادشاہوں کے گھوڑے پیش کیا کرتا تھا اور سلطان ابوالحسن کے تمام بیٹے اپنے چچا سلطان ابوعلی کے بیٹوں پر غیرت کھاتے تھے اور اپنے معاملے کے بارے میں ان سے خائف تھے۔

امیر عبدالرحمن کا اندلس پہنچنا: اور جب امیر عبدالرحمن اندلس پہنچا تو ابن الخطیب نے اسے پسند کر لیا اور اپنے مشورہ کے لئے چن لیا اور حکومت میں اس کے مقام و مرتبہ کو بلند کر دیا اور سلطان کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے عم زاد شرفاء کی بجائے اُسے زناتہ کے مجاہد غازیوں پر سالار مقرر کر دے اور اس نے قوت حاصل کر کے کارنامے دکھائے اور جب سلطان عبدالعزیز خود مختار امیر اور اپنے ملک کا منتظم بن گیا اور ابن الخطیب اس کے سلطان کے ہاں اس کی رضامندی کے لئے کوشاں تھا تبھی اس نے اس کے ساتھ عبدالرحمن بن ابی یغلوس کے قید کرنے اور اس کے وزیر مسعود بن ماسی کو جو اس کا پیچھا کرنے والا تھا قید کرنے کے لئے سازش کی اور اس بارے میں ابن الخطیب نے اپنے مکر کا چکر چلایا اور سلطان کو ان دونوں کے خلاف اکسایا یہاں تک کہ ابن الاحمر نے ان دونوں پر حملہ کر دیا اور اس نے سلطان عبدالعزیز جو ۷۶۲ھ میں مغرب کا سلطان تھا کے بقیہ ایام میں ان دونوں کو قید کر دیا کیونکہ اس نے وسائل اور گھوڑے پیش کئے تھے پس سلطان نے اسے مقدم کیا اور اسے اپنے مقربین میں جگہ دی اور ابن الاحمر نے اپنے اہل و اولاد کے متعلق گفتگو کی۔ تو اس نے انہیں اس کے پاس بھیج دیا اور وہ سلطان کے مددگاروں میں شامل ہو گیا۔

سلطان اور ابن الاحمر کے درمیان عداوت: پھر سلطان اور ابن الاحمر کے درمیان پختہ عداوت ہو گئی اور سلطان نے اندلس کی حکومت میں دلچسپی لی اور اُسے اس امر پر اکسایا اور انہوں نے تلمسان سے مغرب کی طرف اس کی واپسی پر اس بات کا وعدہ کیا اور یہ بات ابن الاحمر کی طرف منسوب کی گئی تو اس نے سلطان کی طرف بے مثل تحائف بھیجے جن کے متعلق کبھی سنا بھی نہیں گیا' جن میں اس نے اندلس کا چیدہ متاع اور گھریلو ساز وسامان اور خوبصورت خچر اور معلوجی قیدی اور لونڈیاں منتخب کیں اور اس نے اپنے ایلچیوں کو یہ تحائف دے کر بھیجا اور اس سے تقاضا کیا کہ وہ اپنے وزیر ابن الخطیب کو اس کے سپرد کر دے پس سلطان نے اس بات کو تسلیم نہ کیا اور اس سے ناواقف بن گیا اور جب وہ فوت ہو گیا تو وزیر ابن غازی خود مختار امیر بن گیا اور ابن الخطیب اس کے پاس آ گیا اور ابن الاحمر نے جس طرح سلطان کے ساتھ اس کے بارے میں بات کی تھی اسی طرح اس سے بھی ساز باز کی اور مذاکرات کئے مگر اس نے رجوع نہ کیا اور اس سے برا منایا اور اس کا بہت برا جواب دیا اور اس کے ایلچی اس کے پاس واپس آ گئے اور وہ اس کی سطوت سے خوفزدہ ہو گیا پس ابن الاحمر نے اسی وقت عبدالرحمٰن بن ابی یفلوسن کو رہا کر دیا اور اسے بحری بیڑے پر سوار کرایا اور وہ اسے ساحل بطویہ پر لے گیا اور اس کے ساتھ وزیر مسعود بن ماسی بھی تھا۔

جبل الفتح پر حملہ: اور اس نے جبل الفتح پر حملہ کیا اور اس نے اپنی فوجوں کے ساتھ اس سے جنگ کی اور عبدالرحمٰن ذوالقعدہ ۷۷۴ھ میں بطویہ گیا اور اس کے ساتھ اس کا وزیر مسعود بن ماسی بھی تھا پس بطویہ قبائل اس کے پاس آ گئے اور انہوں نے اس کی دعوت کے قیام اور اس کی حفاظت میں موت پر اس کی بیعت کی اور وزیر ابوبکر بن غازی کو خبر پہنچی تو اس نے اپنے عم زاد محمد بن عثمان کو سبتہ پر امیر مقرر کیا اور اس کی سرحدوں کو بند کرنے کے لئے بھیجا کیونکہ اسے ان کے متعلق ابن الاحمر کا خوف تھا اور وہ فاس سے آلہ اور فوجوں کے ساتھ گیا اور اس نے بطویہ میں عبدالرحمٰن سے مقابلہ کیا اور کئی روز تک اس سے جنگ کی پھر تازا کی طرف لوٹ آیا پھر فاس آیا اور امیر عبدالرحمٰن تازا میں داخل ہو کر اس پر قابض ہو گیا اور وزیر فاس آ کر فیصلے کی نشست پر بیٹھ گیا اور وہ اپنے دشمن کو بھگانے کے لئے تازا کی طرف واپسی کا ارادہ کئے ہوئے تھا کہ اسے سلطان ابوالعباس احمد بن ابی سالم کی بیعت ہونے کی خبر مل گئی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

فصل

سلطان ابو العباس احمد بن ابی سالم کی بیعت ہونے اور حکومت میں اس کے خود مختار اور اس کے درمیان ہونے والے واقعات کے حالات

جب محمد بن عثمان سبتہ کی سرحد پر اس کے شگافوں کو پُر کرنے اور ابن الاحمر کی جس زیادتی کے متعلق خوف تھا اس کی مدافعت کے لئے آیا تھا اس وقت ابن الاحمر نے جبل الفتح کا طویل محاصرہ کیا تھا اور اس کی ناکہ بندی کر دی تھی اور اس کے اور محمد بن عثمان کے درمیان بار بار عتابانہ مراسلت ہوئی تو اس نے اسے رضا مند کر لیا اور اس کے عم زاد نے اس کے ساتھ جو تحقی کی تھی اسے برا قرار دیا اس طرح ابن الاحمر نے اپنے مقصد کی طرف راہ پالی اور اس کے ان بیٹوں کے متعلق جو طنجہ میں زیر نگرانی تھے سلطان ابی سالم کی بیعت کے بارے میں سازش کی کہ وہ اسے مسلمانوں کا سلطان بنا دیں جوان کی باڑ کی نگرانی کرے گا اور ان کا دفاع کرے گا اور انہیں غیر منتظم اور آزاد نہیں چھوڑے گا اور اس بچے کی بیعت کو ختم کر دے گا جس کی شرعاً بیعت نہیں ہو سکتی اور اس نے ان بیٹوں میں سے سلطان کو اس کے باپ کے حقوق کو پورا کرنے کے لئے چن لیا اور اس بارے میں اسے مدد دینے کا وعدہ کیا اور اس نے اس پر شرط لگائی کہ جب ان کا معاملہ طے ہو جائے تو وہ اس کی خاطر جبل سے دست بردار ہو جائیں اور جب ابن الخطیب پر قابو پائیں تو اسے واپس بھیج دیں اور بقیہ بیٹوں اور القرابہ کو اس کے پاس بھیج دیں تو محمد بن عثمان نے ان کی شرط قبول کر لی اور اس کام میں اس کا سفیر احمد المرغنی تھا جو سبتہ میں کتاب الاشغال کے طبقات میں سے تھا اور سلطان ابو الحسن سے جنگ طریف سے روانگی کی شب اور اپنی چھتی لونڈیوں کی تلاش کرتے ہوئے اس کی ماں سے شادی کی تھی تا آنکہ فاس سے اس کی بیوی اس کے پاس آ گئی تو اس نے اسے اس کے اہل وطن کی طرف واپس کر دیا اور المرغنی نے اسی کفالت کے دامن میں پرورش پائی جس سے اس کا سینہ پھول گیا اور وہ اس بات کو سلطان ابو الحسن کے بیٹوں کے ساتھ تعلق کا ذریعہ سمجھتا تھا اور وہ محمد بن عثمان اور ابن الاحمر کے درمیان سفیر تھا پس اس نے اس حکومت میں ریاست کی امید کی۔

<u>محمد بن عثمان کی سبتہ کو روانگی:</u> اور محمد بن عثمان سبتہ سے سوار ہو کر طنجہ گیا اور اس نے ان کے قید خانہ کا قصد کیا اور

ابوالعباس احمد بن سلطان ابوسالم کو اس کی جگہ سے بیٹوں کے ساتھ بلایا تو اس نے اس کی بیعت کی اور لوگوں کو اس کی اطاعت پر آمادہ کیا اور اس نے اہل سبتہ سے بیعت کی تحریر طلب کی تو انہوں نے پیش کر دی اور اس نے اہل جبل سے گفتگو کی تو انہوں نے بیعت کر لی اور ابن الاحمران سے علیحدہ ہو گیا اور محمد بن عثمان نے اسے جبل الفتح سے دست بردار ہونے کا پیغام بھیجا اور انہوں نے اس کے باشندوں سے اس کی اطاعت کی طرف رجوع کرنے کی بات کی تو وہ مالقہ سے اس کی طرف گیا اور اس میں داخل ہو کر اس پر قابض ہو گیا اور اس نے ماوراء البحر کے علاقے سے بنی مرین کی دعوت کا نشان مٹا دیا اور اس سے سلطان ابوالعباس کو تحفہ دیا اور اندلسی غازیوں کی فوج سے مدد دی اور اس کے امر کی اعانت کے لئے اس کے پاس مال لے کر گیا اور محمد بن عثمان نے فاس سے چلتے اور اپنے عم زاد وزیر کو الوداع کرتے وقت اس سے سلطان کے بارے میں گفتگو کی کہ وہ لوگوں کے لئے ایسا امام بنائے جس کی طرف لوگ رجوع کریں اور اپنا معاملہ اس پر چھوڑ دیں اور اس نے اس بارے میں اس سے مشورہ کیا اور وہ کسی قطعی فیصلے پر الگ نہ ہوئے پس جب وہ اس سواری پر سوار ہوا اور یہ معاملہ پیش ہوا تو وزیر نے اسے خلاف واقعہ بات سنائی کہ اس نے مشورے کے مطابق یہ کام کیا ہے اور اس کی اجازت سے کیا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان دونوں کے درمیان کیا گفتگو ہوئی اور وزیر اس کی تکذیب کرنے لگا اور لوگوں کے سامنے اس تہمت سے بریت کا اظہار کرنے لگا جو اس نے اس پر لگائی تھی اور اس نے اس امر کی خرابی کے بارے میں اس سے ملاطفت کی اور اس نے ابوالعباس کو بیٹوں کے ساتھ اس کی جگہ پر نگرانی کے تحت واپس کر دیا اور محمد اور محمد بن عثمان نے اس بات سے انکار کیا اور لوگوں کو اس پر متفق ہونے سے روکا۔

<u>قیدی بیٹوں کو اندلس بھیجنا</u>: اور اسی دوران میں کہ وزیر اس بات کا قصد کر رہا تھا کہ اسے اطلاع ملی کہ محمد بن عثمان نے تمام قیدی بیٹوں کو اندلس واپس بھجوا دیا ہے اور وہ ابن الاحمر کی کفالت میں ہیں تو اس نے غم کے باعث سر جھکا لیا اور اپنے عم زاد اور اس کے سلطان سے اعراض کر لیا اور اس نے تازا پر حملہ کیا تا کہ اپنے دشمن سے فارغ ہو کر ان کی طرف جائے لیکن اس نے امیر عبدالرحمٰن سے مقابلہ کیا اور اس کی ناکہ بندی کر دی اور محمد بن عثمان نے مغرب کی حکومت کے بارے میں موقع سے فائدہ اٹھایا اور اسے ابن الاحمر اور اس کی فوج کی اس جھنڈے تلے مدد پہنچ گئی جسے یوسف بن سلیمان بن عثمان بن ابی العلاء نے جو مجاہد غازیوں کے مشائخ میں سے تھا باندھا تھا اور ۷۰۰ھ میں اندلس کے تیراندازوں میں سے آخری آدمی بھی اکٹھا ہو گیا اور ابن الاحمر نے اپنے ایلچیوں کو امیر عبدالرحمٰن کی طرف اپنے عم زاد سلطان ابوالعباس احمد کے ساتھ ہاتھ جوڑی کرنے اور اس کے اسلاف کے ملک فاس کے بارے میں اس کی مدد کرنے اور اس سے جنگ کرنے کے لئے ان دونوں کے اکٹھا ہونے کے لئے اور ان دونوں کے درمیان اتفاق اور تعلق پیدا کرنے کے لئے بھیجا اور یہ کہ وہ عبدالرحمٰن کو اپنے اسلاف کے ملک کے لئے چن لے تو وہ دونوں رضامند ہو گئے اور سلطان محمد بن عثمان اور اس کا سلطان فاس کی طرف گئے اور انہوں نے اس کی طرف جانے میں وزیر کی مخالفت کی اور وہ قصر بن عبدالحلیم کے پاس پہنچ گئے اور وزیر کو تازا کے محاصرہ میں اپنی جگہ پر خبر پہنچ گئی تو اس کا پڑاؤ منتشر ہو گیا اور فاس کی طرف لوٹ آیا اور کدیۃ العرائس میں اترا اور سلطان ابوالعباس احمد زرہون میں پہنچ گیا پس وزیر اپنی فوجوں کے ساتھ اس کے پاس آیا اور وہ بھی پہاڑ کی چوٹی سے پورے ارادے کے ساتھ اس کی طرف بڑھا پس اس کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور اس کے پیچھے سے فوج کا ساقہ شکست کھا گیا اور شکست کھا کر الٹے پاؤں واپس آ

گیا اور پڑاؤ لوٹ لیا گیا اور جدید شہر میں آگیا اور اس نے اولاد حسین کے عربوں کو بلایا کہ ان کے لئے زیتون میں فاس کے باہر پڑاؤ کریں اور اپنی فوجوں کے ساتھ ان کے خیموں کی طرف نکلیں۔

امیر عبدالرحمٰن کا حملہ: پس امیر عبدالرحمٰن نے اپنے ساتھی احلاف عربوں کے ساتھ تازا سے ان پر حملہ کیا اور انہیں صحرا کی طرف بھگا دیا اور انہیں عرب اور زناتہ فوجوں کے ساتھ سلطان ابوالعباس احمد کے قریب ہو گیا اور انہوں نے اپنے اسلاف کے مددگار ونزمار بن عریف کو اس کی جگہ پر جو قصر مراد میں تھی پیغام بھیجا اس قصر کی حد بندی اس نے ملویہ میں کی تھی پس وہ ان کے پاس آیا اور انہوں نے اُسے اپنے پوشیدہ اسرار پر آگاہ کیا تو اس نے انہیں اتفاق واجتماع کا مشورہ دیا پس وہ وادی نجا میں جمع ہو گئے اور وہ ان کے اتفاق کرنے اور اپنے دشمن کے خلاف ان کے ہاتھ جوڑی کرنے پر حلف اٹھانے اور جدید شہر کے ساتھ اس کے جنگ کرنے کے وقت موجود تھا تاکہ اللہ اسے اس پر قدرت دے دے اور وہ ذوالقعدہ ۷۷۵ھ میں اپنی فوجوں کے ساتھ کدیۃ العرائس کی طرف چلا گیا اور وزیر اپنی فوجوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا پس گھمسان کا رن پڑا اور کچھ دیر تک سخت جنگ ہوئی پھر دونوں فوجیں اپنے اپنے ساقہ اور آلہ کے ساتھ اس کی طرف بڑھیں تو اس کے میدان میں کھلبلی مچ گئی اور اس کی فوجیں شکست کھا گئیں اور اس کا گھیراؤ ہو گیا اور وہ تھوک کے خشک ہونے کے بعد جدید شہر کی طرف چلا گیا اور سلطان ابوالعباس نے کدیۃ العرائس میں اپنا پڑاؤ لگایا اور امیر عبدالرحمٰن اس کے مقابل میں اترا اور انہوں نے محاصرہ کرنے کے لئے جدید شہر پر باڑ بنا دی اور وہاں انواع واقسام کی جنگ کی اور انہیں سلطان ابن الاحمر کے تیر انداز جوانوں کی مدد پہنچی اور انہوں نے ابن الخطیب کی فاس کی جاگیروں کے متعلق ثالث منظور کیا پس انہوں نے ان کو برباد کر دیا اور ان میں فساد کیا اور جب ۷۷۶ھ کا آغاز ہوا تو محمد بن عثمان نے اپنے عم زاد ابوبکر کے ساتھ جدید شہر سے دست بردار ہونے اور سلطان کی بیعت لینے کے لئے سازباز کی کیونکہ محاصرہ سخت ہو چکا تھا اور وہ دادخواہ سے مایوس ہو چکا تھا اور مال نے اسے عاجز کر دیا تھا تو اس نے اس کی بات قبول کی اور امیر عبدالرحمٰن نے ان پر مراکش کے مضافات سے دست برداری کی شرط عائد کی اور یہ کہ وہ اسے سجلماسہ پر فتح دلائیں۔ تو وہ کراہت کے ساتھ اس کے ضامن ہوئے اور دل میں دھوکے کو پوشیدہ رکھا اور وزیر ابوبکر سلطان ابوالعباس احمد کی خاطر نکلا اور اس کی بیعت کی اور اس نے اس سے امان طلب کی اور وزارت کے لئے اس کا راستہ چھوڑ دیا تو اس نے اسے امان دی۔

سلطان ابوالعباس کا جدید شہر میں داخلہ: اور سلطان ابوالعباس احمد جدید شہر میں ۷ محرم کو داخل ہوا اور امیر عبدالرحمٰن اسی دن مراکش کی طرف گیا اور اس پر قابض ہو گیا اور شیخ بنی مرین علی بن دیعلان اور وزیر ابن ماسی اس کے ساتھ کوچ کر گئے پھر اس سے الگ ہو کر ابن ماسی اس عہد کی وجہ سے جو سلطان ابوالعباس نے اس سے لیا تھا فاس کی طرف آگیا اور سمندر پار کر کے اندلس چلا گیا اور وہاں ابن الاحمر کی حکومت میں ٹھہر گیا اور سلطان ابوالعباس اور اس کا وزیر محمد بن عثمان مغرب کی حکومت میں با اختیار ہو گئے اور اس نے اس کے کام اس کے سپرد کر دیئے اور وہ اس کی خواہش پر غالب آ گیا اور شوریٰ کا معاملہ سلیمان بن داؤد کے پاس آ گیا جو جدید شہر سے ابوبکر بن غازی کے مددگاروں میں اس کے پاس آ گیا تھا اور اس سے قبل اس نے اُسے اُس کے قید خانے سے آزاد کر دیا تھا اور اُسے منتخب کر لیا تھا اور اپنا کام اس کے سپرد کر دیا تھا تو اس نے زیادہ محتاج کر کے چھوڑ دیا اور وہ سلطان ابوالعباس کے پاس جدید شہر میں اس کے محاصرے کی جگہ پر چلا گیا پس جب اس

کی حکومت منظم ہوگئی تو اس نے وزیر محمد بن عثمان کو اپنی حکومت کی لگام تھما دی اور شوریٰ کا معاملہ اور مشائخ کی ریاست اس کے پاس آ گئی اور اس کے اور ابن الاحمر کے درمیان محبت مستحکم ہوگئی اور انہوں نے اس کی حکومت کے نمائندہ بیٹوں کے مقام کی وجہ سے اپنے نقض و ابرام کا کام اس کے سپرد کر دیا اور جب امیر عبدالرحمٰن مراکش کی طرف گیا تو انہوں نے ان سے عہد شکنی کی اور اس سے عذر کیا کہ پہلا معاہدہ اس کے اسلاف کی حکومت اور مراکش کے بارے میں ہے اور اس نے انہیں معاہدہ پر مجبور کیا اور انہوں نے اس پر حملہ کرنے کی ٹھان لی پھر انہوں نے کوتاہی کی اور ۷۶ھ میں ان کے درمیان صلح ہوگئی اور ازمور ملحقہ سرحد بن گیا اور انہوں نے اس کی سرحد پر حسان صبیحی کو امیر مقرر کیا اور وہ اپنی وفات تک وہیں رہا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

ابن الخطیب کے قتل کے حالات

اور جب سلطان ابوالعباس نے اپنے دارالخلافے جدید شہر پر ۷۶ھ میں قبضہ کیا اور اس کا خودمختار حکمران بن گیا اور وزیر محمد بن عثمان اس پر حاوی تھا اور سلیمان بن داؤد اس کا مددگار تھا اور اسکے اور سلطان ابن الاحمر کے درمیان جب طنجہ میں اس کی بیعت ہوئی یہ شرط ہوئی تھی کہ وہ ابن الخطیب کو مصیبت میں ڈالے گا اور اسے اس کے سپرد کرے گا کیونکہ اس کے بارے میں اس کے پاس شکایت کی گئی تھی کہ وہ سلطان عبدالعزیز کو اندلس کی حکومت کے لئے برانگیختہ کرتا ہے۔

سلطان ابوالعباس کا وزیر ابوبکر کو شکست دینا: جب سلطان ابوالعباس طنجہ سے روانہ ہوا اور جدید شہر کے میدان میں وزیر ابوبکر سے جنگ کی تو سلطان نے اسے شکست دی اور وہ محاصرہ کی پناہ میں آ گیا اور وہ اپنی جان کے خوف سے ابن الخطیب کو بھی اپنے ساتھ جدید شہر میں لے گیا پس جب اس نے شہر پر قبضہ کیا تو کئی روز تک ٹھہرا رہا پھر سلیمان بن داؤد نے اُسے اس کے گرفتار کرنے پر اکسایا تو انہوں نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے قید خانے میں ڈال دیا اور انہوں نے سلطان ابن الاحمر کو اطلاع پہنچائی اور سلیمان بن داؤد، ابن الخطیب سے بہت عداوت رکھتا تھا کیونکہ سلطان نے ابن الاحمر کے ساتھ اندلس کے غازی مشائخ کے بارے میں موافقت کی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی حکومت واپس لوٹا دی اور جب اس کی سلطنت مستحکم ہوگئی تو سلیمان عمر بن عبداللہ کا سفیر بن کر اور سلطان سے اپنے عہد کا تقاضا کرتا ہوا آیا پس ابن الخطیب نے اُسے اس بات سے روک دیا کیونکہ یہ ریاست صرف آل عبدالحق کے شاہی شرفاء کے لئے تھی اس لئے کہ وہ زناتہ کے سردار تھے پس وہ مایوس ہو کر دوبارہ آ گیا اور اس وجہ سے ابن الخطیب سے غصے ہو گیا پھر وہ جبل الفتح میں اپنے مقام امارت اندلس کے قریب چلا گیا اور اس کے اور ابن الخطیب کے درمیان مراسلت ہوتی رہتی تھی اور دونوں ایک دوسرے کو ایسی باتیں لکھتے تھے جو اسے برافروختہ کر دیتی تھیں کیونکہ ان دونوں کے سینوں میں کینہ پوشیدہ تھا۔

سلطان کو ابن الخطیب کی گرفتاری کی اطلاع ملنا: اور جب سلطان کو ابن الخطیب کی گرفتاری کی اطلاع ملی تو اس

نے اپنے کاتب اور وزیر ابوعبداللہ بن زوک کو جو ابن الخطیب کے بعد وزیر بنا تھا بھیجا تو وہ سلطان ابوالعباس کے پاس آیا اور اس نے ابن الخطیب کو خواص اور اہل شوریٰ کی مجلس میں بلایا اور اس کے سامنے کچھ باتیں پیش کیں جو اس کے خط میں بیان ہوئی تھیں پس اسے یہ عیب چینی گراں گزری اور اس نے ان سرداروں کی موجودگی میں ڈانٹ ڈپٹ کی اور سزا دی اور مبتلائے عذاب کیا پھر اُسے اس کے قید خانے کی طرف بھیج دیا اور انہوں نے ان تحریر شدہ باتوں کے مطابق اسے قتل کرنے کا مشورہ کیا اور بعض فقہاء نے اس کے قتل کا فتویٰ دیا اور سلیمان بن داؤد نے اپنے مددگاروں میں سے بعض کم عقل لوگوں کے ساتھ اس کے قتل کے بارے میں سازش کی پس وہ رات کو قید خانے میں گئے اور ان کے ساتھ کچھ مخلوط لوگ بھی تھے جو خادموں کے گروہ میں سلطان ابن الاحمر کے سفراء کے ساتھ آئے تھے اور انہوں نے اُسے اُس کے قید خانے میں گلا گھونٹ کر قتل کر دیا اور دوسرے دن انہوں نے اس کے جسم کو نکال کر باب المحروق کے قبرستان میں دفن کر دیا پھر دوسرے دن وہ اپنی قبر کی بنیاد کے پاس پھینکا پڑا تھا اور اس کے لئے لکڑیاں جمع کی گئیں اور اس پر آگ جلائی گئی تو اس کے بال جل گئے اور اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور دوبارہ اسے اس کی قبر کی طرف لایا گیا اور اس میں اس کی تکلیف کا خاتمہ ہو گیا اور لوگ سلیمان کی اس حماقت پر متعجب ہوئے اور انہوں نے اسے اس کی خوشی سمجھا اور اس بارے میں اس پر اور اس کی قوم اور ارباب حکومت پر بہت عیب چینی ہوئی اور اللہ جو چاہے کرتا ہے اور اللہ نے قید خانے میں اس کی آزمائش کے ایام میں ہی اُسے معاف کر دیا تھا وہ موت کی مصیبت کی توقع کرتا تو اپنے آپ پر روتے ہوئے اس کے خیالات شعر کی صورت میں جوش مارنے لگے اس بارے میں اس نے جو اشعار کہے ان میں سے یہ اشعار بھی ہیں:

''ہم دور ہو گئے ہیں اگرچہ گھروں نے ہمیں قریب کر دیا ہے اور ہم خاموشی کے ساتھ ایک نصیحت لائے ہیں اور ہمارے سانس یک طرفہ ٹھہر گئے ہیں جیسے جہری نماز کے بعد قنوت ہوتی ہے ہم بڑے تھے پس ہم ہڈیاں ہو گئے ہیں ہم خوراک کھاتے تھے اب ہم خود خوراک بن گئے ہیں۔ ہم بلندیوں کے آسمان کے آفتاب تھے پس گھروں نے ان پر نوحہ کیا اور کتنے ہی تلوار والوں کو ہرنوں نے دو ٹکڑے کر دیا اور کتنے ہی محققین سے کمینوں نے جھگڑا کیا اور کتنے ہی جوانوں کو چیتھڑوں میں قبر کی طرف لایا گیا جو جامہ دانوں کی چادروں سے بھرپور تھے دشمنوں سے کہہ دو ابن الخطیب فوت ہو گیا ہے اور کون ہے جسے موت نہیں آئے گی پس تم میں سے جو شخص اس کی موت پر خوش ہوتا ہے اسے کہہ دو کہ آج وہ خوش ہوتا ہے جو نہیں مرے گا''۔

فصل

سلیمان بن داؤد کے اندلس جانے اور ٹھہرنے اور وہاں پر وفات پانے کے حالات

اس سلیمان بن داؤد کو جب سے مصائب نے دکھ دیا اور اس پر تکالیف آئیں یہ اپنی قوم کے مجاہد غازیوں کے ساتھ

اندلس میں قیام کرنے کے لئے بھاگ جانے کا ارادہ کر رہا تھا اور جب سلطان ابن الاحمر اپنے معاہدے اور ۷۱ھ میں سلطان ابی سالم کے پاس جانے کے وقت فاس میں ٹھہرا اور سلیمان بن داؤد نے اس کے ذمہ دار بننے کی امید پر اس سے ساز باز کی تو اس نے اس بارے میں اس سے معاہدہ کیا کہ وہ اسے اپنی قوم کے مجاہد غازیوں پر مقدم رکھے گا اور جب وہ اپنے ملک کی طرف واپس آیا تو سلیمان بن داؤد ۷۶ھ میں عمر بن عبداللہ کی طرف سے سفیر بن کر غرناطہ میں اس کے پاس گیا اور یہ کہ وہ سلطان سے اس کا مضبوط تعلق کروا دے گا مگر ابن الخطیب بیچ میں حائل ہو گیا اور اس بارے میں سلطان سے جھگڑا کیا کہ غازیوں کی سرداری ملک کے شرفاء جو بنی عبدالحق سے ہوں کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ اندلس میں ان کی پارٹی کا ایک مقام ہے پس اس وقت سلیمان کی امید ناکام ہو گئی اور وہ اس کی وجہ سے ابن الخطیب سے غصے ہو گیا اور اپنے بھیجنے والے کی طرف واپس آ گیا پھر سلطان عبدالعزیز کے زمانے میں اس پر مصیبت آئی اور وہ اپنی موت کے بعد ہی اس سے نجات پا سکا اور اسے ابوبکر بن غازی نے جس نے اس کے بعد امارت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا تھا رہا کر دیا تا کہ اس کی جگہ اپنے کاموں میں اس سے مدد لے لیں جب ابن غازی کا سخت محاصرہ ہوا تو سلیمان اسے چھوڑ کر سلطان ابوالعباس بن مولیٰ ابی سالم کے پاس اس کے مکان میں جو جدید شہر کے باہر تھا چلا گیا اور یہ بھی فتح کا ایک سبب تھا۔

سلطان کی دارالخلافے میں آمد: اور جب ۷۶ھ کے آغاز میں سلطان جدید شہر کے اپنے دارالخلافے میں آیا اور اس کی حکومت میں منتظم ہو گئی تو اس نے سلیمان کا مقام بلند کر دیا اور اسے شوریٰ میں جگہ دی اور اس کے وزیر محمد بن عثمان نے اس سے مدد مانگی اور اسے اپنے لئے چن لیا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور وہ اس کے مشورے کی طرف رجوع کرتا تھا اور اس دوران میں وہ اندلس جانے کی کوشش کرتا رہا اور وزیر محمد بن عثمان کے ابن الوزیر مسنویہ کے قتل پر اکسانے کے باعث اس کا پہلا کام سلطان ابن الاحمر کا تقرب حاصل کرنا تھا پس یہ کام حکومت کے آغاز میں ہی مکمل ہو گیا اور اس کے بعد اس کی مرضی کے مطابق کام ہوتے رہے یہاں تک کہ اس نے اپنے سلطان کے مقاصد کے بارے میں ۷۸ھ میں وترمار بن عریف کی مصاحبت میں اس کی طرف سفیر بن کر جانا چاہا پس سلطان ابن الاحمر ان دونوں کو عزت کے ساتھ ملا جیسے کہ وہ ان لوگوں سے ملا کرتا تھا اور وترمار پیغامبری کے فرائض کی ادائیگی کے آغاز میں ہی لوٹ آیا اور سلطان سے اس کے بحری بیڑے کے قائدین کے ساتھ اپنا حصہ طلب کرنے لگا کہ وہ جب چاہے آسانی کے ساتھ اس کی طرف جا سکے اور وہ شکار کے لئے نکلا پس موسیٰ نے بالقبہ میں بلا اور سلطان کا تحریری حکم بحری بیڑے کے سالار کو دیا تو وہ اسے سبتہ لے گیا اور وہ اس کی جگہ پر پہنچ گیا اب رہا سلیمان تو اس نے ابن الاحمر کے پاس قیام کرنے کا ارادہ کر لیا اور وہاں دوست اور مشیر بن کر رہا یہاں تک کہ ۷۸۱ھ میں فوت ہو گیا۔

فصل

وزیر ابوبکر بن غازی اور اس کے ماریقہ کی طرف جلاوطن کیے جانے پھر واپس آنے اور اس کے بعد بغاوت کرنے کے حالات

جب وزیر ابوبکر بن غازی کا محاصرہ سخت ہو گیا اور اس کے اور اس کے سلطان کے اموال ختم ہو گئے اور اس نے خیال کیا کہ اس کا گھیراؤ ہو گیا ہے تو وزیر محمد بن عثمان نے اس کے محاصرہ کی جگہ سے اس کے ساتھ امان اور زندگی کی شرط پر شہر سے دستبردار کے متعلق سازباز کی تو اس نے اسے قبول کر لیا اور وہ سلطان ابوالعباس بن ابی سالم کے پاس چلا گیا تو اس نے اُسے تحریری امان دے دی اور وہ اپنے گھر کی طرف فاس آ گیا اور اس نے اس کے مقرر کردہ امیر کو چھوڑ دیا جسے وزیر محمد بن عثمان نے قبول کیا اور اس کی بہت حفاظت کرنے لگا یہاں تک کہ اس نے اسے سلطان ابن الاحمر کے پاس بھیجا اور وہ اسکے ہاں اس کے بیٹوں میں شامل تھا اور سلطان ابوالعباس اپنے دارالخلافے میں آیا اور اپنے تخت پر بیٹھا اور مقبوضات میں اس کے اوامر نافذ ہوئے اور ابوبکر بن غازی اپنے گھر میں اپنے حال پر ٹھہرا رہا اور خواص صبح سویرے اس کے پاس آتے اور دل اس کے امید دلانے پر پیچ و تاب کھا رہے تھے پس ارباب حکومت اس سے تنگ پڑ گئے اور بار بار اس کے متعلق چغلیاں ہونے لگیں اور سلطان نے اسے پکڑ کر غساسہ کی طرف واپس بھیج دیا اور وہ وہاں سے کشتی پر سوار ہو کر ۷۶۶ھ کے آخر میں ماریقہ چلا گیا اور ایک ماہ تک وہاں ٹھہرا رہا اور وزیر محمد بن عثمان کے پاس اس کی باتیں پہنچتی رہیں پھر اس نے اس پر مہربانی کی اور اس نے اسے مغرب کی طرف آنے اور غساسہ میں قیام کرنے کی اجازت دی پس وہ ۷۶۷ھ کے آغاز میں وہاں آیا اور اس کی امارت کو مخصوص کر لیا اور اسے حملہ کرنے کی رائے معلوم ہوئی اور وہ اپنے عم زاد کے ساتھ جو پوشیدہ حسد رکھتا تھا وہ ظاہر ہو گیا پس اس نے ابن الاحمر سے سمندر سے پرے بات چیت کی اور تحائف و ہدایا کے ساتھ اس سے ملاطفت کی تو اس نے اپنے عم زاد محمد بن عثمان کو لکھا اور اسے آمادہ کیا کہ وہ اس کی مصیبتوں کو دور کرنے کے لئے اسے اس کی جگہ کی طرف لوٹا دے تو اس نے انکار کر دیا۔

وترمار کی سازش: اور وترمار بن عریف نے اسی طرح اس سے ایک سازش کی تو اس نے رکنے میں اصرار کیا اور اس نے اپنے سلطان کو ابوبکر سے عہد شکنی کرنے پر آمادہ کیا تو وہ اس سے بگڑ گیا اور عرب فوجوں کے ساتھ اس کی طرف جانے کی نیت کر لی پس وہ ۷۶۹ھ میں فاس سے چلا اور ابوبکر بن غازی کو بھی اطلاع مل گئی تو اس نے عربوں سے کمک طلب کی اور انہیں پہنچنے پر اکسایا پس معقل کے احلاف اس کے پاس پہنچ گئے اور اس نے اپنے اموال کو ان میں تقسیم کیا اور وہ غساسہ سے نکلا اور اس نے اپنے آپ کو ان کے درمیان ڈال دیا اور اس نے بعض مسافروں کی طرف جانے کا قصد کیا تو انہوں نے اُسے سلطان ابوالحسن کے ایک بیٹے سے مشابہ ہونے کی وجہ سے امیر مقرر کر لیا اور سلطان اس کی طرف گیا اور تازا میں اترا اور عرب قبائل بنی مرین کی فوجوں کے آگے بھاگ گئے اور ابن غازی نے ان کے ساتھ اپنی جان بچائی پھر وترمار بن عریف نے اختلاف کے بارے میں سلطان کی بات قبول کرنے کے متعلق ساز باز کی تو اس نے اُسے قبول کر لیا اور اس نے اسے بادشاہ کے تخت تک پہنچا دیا اور سلطان نے اُسے حفاظت کے ساتھ فاس کی طرف بھجوا دیا جہاں اسے قید کر دیا گیا اور فوج کے ہراول دستے وادی ملویہ میں اترے جس سے حاکم تلمسان خوفزدہ ہو گیا پس اس نے اپنی قوم اور اپنی اسمبلی کے بڑے آدمیوں کو سلطان کے پاس ملاطفت کرتے ہوئے بھیجا تو اس نے اس کی بات مان لی اور صلح کر لی اور اپنا تحریر کردہ عہد اور خط اسے بھیجا اور عمال کو ان نواح میں ٹیکس اکٹھا کرنے کے لئے بھجوانے کے بعد اپنے دارالخلافے کی طرف پلٹ آیا تو انہوں نے ان نواح سے اس کے لئے اتنا ٹیکس جمع کیا جس سے وہ راضی ہو گیا اور جب وہ اپنے دارالخلافے میں آیا۔

ابوبکر بن غازی کا قتل: تو اس نے ابوبکر بن غازی کے قتل کے متعلق اپنا حکم نافذ کیا پس اسے اس کے قید خانے میں نیزے مار مار کر ہلاک کر دیا گیا اور سلطان کی امارت منظم ہو گئی اور اس نے امیر عبدالرحمٰن بن ابی یفلوس حاکم مراکش کے ساتھ پختہ معاہدہ کیا اور دونوں نے ایک دوسرے کو اور حاکم اندلس کو تحائف دیئے ان میں عاطل مشرب بھی شامل تھا اور اس نے خوشی اور رشک کیا اور ۷۷۱ھ کے آخر تک جب کہ ہم یہ تالیف کر رہیں ان کا یہی حال تھا۔

فصل

حاکم مراکش امیر عبدالرحمٰن فاس سلطان ابوالعباس کے درمیان مصالحت کے خاتمے اور عبدالرحمٰن کے ازمور پر قابض ہونے اور اس کے عامل حسون بن علی کے قتل ہونے کے حالات

بنی ورتاجن کا سردار اور بنی ویعلان کا شیخ علی بن عمران میں سے اس وقت امیر عبدالرحمٰن کے پاس آ گیا تھا جب وہ اندلس گیا تھا اور اس نے تازا پر قبضہ کر لیا تھا اور اس نے سلطان ابوالعباس کے ساتھ جدید شہر کے محاصرہ کے لئے واپس کر دیا تھا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے پس وہ اس کے مددگاروں میں شامل ہو کر مراکش پہنچا اور وہ اس کا مشیر اور اس کی حکومت کا بڑا آدمی تھا اور وہ قبائل مصامدہ میں سے شیخ جاجہ خالد بن ابراہیم کے پاس مراکش اور سوس کے درمیان سفر کیا کرتا تھا اور عمر بن علی نے وزیر ابن غازی کے خلاف بغاوت کر دی تھی جو سلطان عبدالعزیز کے بعد خود مختار بن گیا تھا اور سوس چلا گیا تھا اور وہ اس خالد بن ابراہیم کے پاس سے گزرا تو اس نے اسے راستے میں روکا اور اس کے بہت سے بوجھ اور اونٹنیاں قابو کر لیں اور وہ اپنی نجات گاہ سوس کی طرف چلا گیا اور اس وجہ سے وہ خالد سے غصے ہو گیا پھر جب امیر عبدالرحمٰن اندلس سے تازا کی طرف گیا تو اس نے معقل کے شیوخ کو اکسایا کیونکہ وہ ان سے ملنا چاہتا تھا پس وہ اس کے پاس گئے اور وہ ان کے ساتھ ان کے قبائل کی طرف گیا اور ان کے ساتھ ٹھہرا حالانکہ وہ امیر عبدالرحمٰن کی اطاعت اور دعوت سے وابستہ تھا یہاں تک کہ وہ اس سے سلطان ابوالعباس کے ساتھ اس کے جدید شہر کے محاصرہ کرنے سے قبل مل گیا۔

سلطان کا جدید شہر کو فتح کرنا: اور جب سلطان نے جدید شہر کو ۷۷ھ کے آغاز میں فتح کیا اور اس نے وہاں ان کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور حسب معاہدہ عبدالرحمٰن مراکش چلا گیا اور علی بن عمر بھی سلطان عبدالرحمٰن کے مددگاروں میں شامل ہو کر مراکش چلا گیا تو اس نے اس کے ساتھی خالد کے قتل کے بارے میں اس سے اجازت طلب کی مگر اس نے اُسے اجازت نہ دی تو اس بات نے اسے بڑا فروختہ کر دیا اور اس نے اس کے خلاف دل میں کینہ پوشیدہ رکھا اور کچھ دنوں کے بعد کسی حکومتی غرض کے لئے جبل دریکہ پر چڑھا اور اس کے پوتے عامر کو خالد کے قتل کا حکم دیا تو اس نے اُسے بیرون مراکش قتل کر دیا اور اس کا دادا علی بن عمر دریکہ میں تھا پس امیر عبدالرحمٰن نے اس سے تلطف کیا اور نرمی اور مہربانی کے ساتھ اس سے مراسلت کی پھر خود

سوار ہو کر اس کے پاس گیا اور اس سے دوستی کرنا چاہی اور اسے مراکش اتارا اور کئی روز تک ان کے ساتھ ٹھہرا رہا پھر اسے شک پڑ گیا اور ازمور چلا گیا ان دنوں وہاں کا عامل حسون بن علی الصبیحی تھا پس اس نے اسے مراکش کی عملداری پر حملہ کرنے پر اکسایا اور سب کے سب ضباجہ کی عملداری کی طرف چلے گئے اور امیر عبدالرحمٰن نے اپنی حکومت کے بڑے آدمی اور اپنے عم زاد عبدالکریم بن عیسیٰ بن منصور بن ابی مالک عبدالواحد بن یعقوب بن عبدالحق کو اس کی مدافعت کے لئے بھیجا پس وہ فوج کے ساتھ نکلا اور امیر عبدالرحمٰن کا غلام منصور بھی اس کے ساتھ تھا پس انہوں نے عمر بن علی سے جنگ کی اور اسے شکست دی اور اس کا علاقہ لے لیا اور وہ ازمور کی طرف گیا پھر وہ اور حسون بن علی سلطان کے پاس فاس گئے اور اس اثناء میں دونوں سلطانوں کے درمیان مراسلت ہوئی اور دونوں کے درمیان صلح طے پا گئی پس علی بن عمر فاس میں ٹھہرا اور حسون بن علی اپنی عملداری ازمور میں واپس آ گیا پھر دوبارہ دونوں سلطانوں کے درمیان حالات بگڑ گئے اور محمد بن یعقوب بن حسان الصبیحی کی اولاد میں سے دو بھائی امیر عبدالرحمٰن کے پاس تھے اور وہ علی اور احمد تھے جو فساد اور بغاوت کے جرثومے تھے اور ان دونوں میں سے بڑے پر علی بن یعقوب بن علی بن حسان نے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اسکے بھائی موسیٰ نے سلطان سے مدد مانگی تو اس نے اسے مدد دی اور اسے اجازت دی کہ وہ اس سے اپنے بھائی کا بدلہ لے لیں تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ پس اس کام کے لئے علی کا بھائی احمد نکلا اور موسیٰ کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے بنی ونکاسن کے سردار اور امیر عبدالرحمٰن کے داماد موسیٰ بن یعقوب بن موسیٰ بن سید الناس سے پناہ طلب کی اور کئی روز تک اس کی پناہ میں رہا پھر ازمور کی طرف بھاگ گیا پس فتنہ کی آگ بھڑک اٹھی۔

امیر عبدالرحمٰن کا ازمور پر حملہ: اور امیر عبدالرحمٰن نے ازمور پر حملہ کیا اور حسان بن علی اس کا دفاع نہ کر سکا تو اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اسے قتل کر دیا اور ازمور کو لوٹ لیا اور سلطان کو فاس میں اطلاع ملی تو وہ اپنی فوجوں کے ساتھ اٹھا اور سلا تک پہنچ گیا اور امیر عبدالرحمٰن مراکش کی طرف لوٹ آیا اور سلطان اس کے تعاقب میں گیا اور مراکش کے قلعہ الکلمیم میں اترا اور قریباً تین ماہ تک وہاں ٹھہرا اور ان کے درمیان جنگ جاری رہی پھر اس نے دونوں سلطانوں کے درمیان مصالحت کی کوشش کی تو انہوں نے پہلے عملداریوں کی حدود پر صلح کی اور حاکم فاس اپنی عملداری اور ملک کی طرف واپس آ گیا اور حسن بن یحییٰ بن حسون ضباجی کو ازمور کی سرحد کا عامل بنا کر بھیجا پس وہ وہاں ٹھہرا اور اس کی اصل ضباجہ تھی جو وطن ازمور کے باشندے ہیں اور اس نے بنی مرین کی حکومت کے آغاز میں سبقت حاصل کی تھی اور اس کا باپ یحییٰ سلطان ابوالحسن کی حکومت میں ازمور وغیرہ میں ٹیکس کا عامل تھا جو تونس میں جب کہ سلطان وہاں مقیم تھا اس کی خدمت میں فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے کو چھوڑا جو اس قسم کے کاموں میں عامل مقرر ہوتا تھا اور ان میں سے یہ حسن الحضرمیہ کی طرف آ گیا اور اس کا لباس پہن لیا اور اس کے مناسب حال حکومت میں دخل دینے لگا اور جب شروع شروع میں سلطان ابوالعباس کی طنجہ میں بیعت ہوئی تو اس کی خدمت میں پہنچ گیا اور ان دنوں یہ قصر کبیر میں عامل تھا اور اس کی دعوت میں داخل ہو گیا اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا اور فتح میں اس کے ساتھ حاضر ہوا اور اس نے اسے السیف کی مقبوضہ زمین میں عامل مقرر کیا یہاں تک کہ اس نے اسے ازمور کی یہ ولایت دی پس اس نے اس کا انتظام کیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

صبیحیون کے حالات: ان کی اولیت کے حالات یہ ہیں کہ ان کا دادا حسان سوید کے قبائل میں سے قبیلہ صبیح کے ساتھ تعلق

رکھتا تھا اور جب بنی عبدالواد کا عبداللہ بن کندوز الکمی تونس سے آیا تھا تو یہ اس کے ساتھ آیا تھا اور سلطان عبدالحق کے پاس جا کر اسے ملا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اور حسان اس کے اونٹوں کا چرواہا تھا پس جب عبداللہ بن کندوز مراکش کی جانب ٹھہر گیا اور سلطان یعقوب نے اس کے مضافات میں اسے جاگیر دی اور وہ اونٹ جن پر سلطان باربرداری کرتا تھا وہ مغرب کی جماعت میں متفرق تھے پس اس نے ان کو اکٹھا کیا اور انہیں عبداللہ بن کندوز کی نگرانی میں دے دیا پس اس نے ان کے لئے چرواہے جمع کئے اور ان ذنوں چرواہوں کا سردار حسان الصبیحی تھا اور وہ ان اونٹوں کے بارے میں سلطان سے ملا کرتا تھا اور اس کے سامنے اپنی مہمات کو بیان کیا کرتا تھا پس خوش قسمتی سے ہمرازی حاصل ہو گئی یہاں تک کہ وہ بلند اور بڑا ہو گیا اور انہوں نے حکومت کے زیر سایہ پرورش پائی اور ریاستوں میں دخل اندازی کی اور شاوبیہ میں منفرد ہو گئے اور ہمیشہ ہی ان کی حکومت ان میں متوارث اور اس دور تک ان میں منقسم رہی یہاں تک کہ وہ دوسری ریاستوں میں بھی دخل اندازی کرنے لگے اور علی' یعقوب اور طلحہ وغیرہ' حسان کے بیٹے تھے اور اس حسان سے اس کے بیٹوں میں قبائل متفرع ہوئے اور وہ اس دور تک حکومت میں دخل انداز ہیں حالانکہ ان کے اسلاف کو شادیہ کی حکومت اور سلطان کی سواریوں اور ان اونٹوں کی نگرانی حاصل تھی جن پر باربرداری کی جاتی تھی اور انہیں حکومت میں تعداد' کثرت اور شرافت حاصل تھی۔

فصل

حاکم فاس اور حاکم مراکش کے درمیان تعلقات کا بگاڑ اور حاکم فاس کا جا کر اس کا محاصرہ کرنا اور پھر دونوں کا دوبارہ صلح کرنا

صلح کے استقرار کے بعد جب سلطان فاس کی طرف لوٹا تو امیر عبدالرحمٰن نے مطالبہ کیا کہ وہ ضہاجہ دور دکالہ کی عملداری کو اس کے مضافات میں شامل کرے اور سلطان نے حسن بن یحییٰ کو جواز مور اور اس عملداری کا عامل تھا لکھا کہ وہ اس کے پاس آئے اور اس کے راستوں کو مسدود کر دے اور حسن بن یحییٰ حکومت پر احسان کرنے والا تھا پس جب وہ اس کے پاس پہنچا تو اس نے اس سے مخالفت کرنے کے بارے میں سازش کی اور یہ کہ وہ اس عملداری پر قبضہ کرے پس اس سے امیر عبدالرحمٰن کی اپنے معاملے میں قوت بڑھ گئی اور وہ حاکم فاس کو بہلانے لگا کہ دونوں حکومتوں کے درمیان حد ہونی چاہیے اور حاکم فاس اس سے مسلسل انکار کرنے لگا پس امیر عبدالرحمٰن مراکش سے اٹھا اور حسن بن یحییٰ اس کی اطاعت میں داخل ہو گیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور اس نے اپنے غلام منصور کو فوجوں کے ساتھ انفاء کی طرف بھیجا اور اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے اعیان' قاضی اور والی سے مطالبہ کیا اور سلطان کو بھی خبر پہنچ گئی تو وہ فاس سے اپنی فوجوں کے ساتھ اٹھا اور سلا پہنچ گیا تو

منصور انفاء نے بھاگ گیا اور اُسے چھوڑ گیا اور اپنے آقا عبدالرحمٰن کے پاس چلا گیا پس وہ ازمور سے مراکش بھاگ گیا اور سلطان اس کے پیچھے پیچھے تھا یہاں تک کہ وہ وادی کے پل تک پہنچ گیا جو شہر سے تیر مارنے کے انتہائی فاصلہ پر ہے اور اس نے پانچ ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا اور حاکم اندلس سلطان ابن الاحمر کو خبر پہنچی تو اس نے اپنے دوست وزیر ابوالقاسم الحکیم الرندی کو دونوں کے درمیان صلح کروانے کے لئے بھیجا پس اس نے اس شرط پر اس سے صلح کی کہ سلطان اس سے بنی مرین کے امیر عبدالرحمٰن وغیرہ کی اولاد کو ضمانت کے طور پر مانگے جو اسے چھوڑ گئے تھے اور محمد بن یعقوب الصبیحی راستے میں عبدالرحمٰن کے غلام سے ملا جسے مجبور کر کے سلطان کے پاس لایا گیا تھا اور اسی طرح آنے والوں میں بنی ونکاسن کا سردار یعقوب بن موسیٰ بن سید الناس اور ابوبکر بن رحو بن حسن بن علی بن ابی الطلاق اور محمد بن مسعود الادریسی اور زیان بن عمر بن علی الطاسی اور دیگر مشاہیر شامل تھے یہ سلامیں سلطان کے پاس آئے تو اس نے ان کی عزت کی اور فاس واپس جانے کے لئے کوچ کر گیا۔

فصل

شیخ الهساکرہ علی بن زکریا کے امیر عبدالرحمٰن کے خلاف بغاوت کرنے اور اس کے غلام منصور پر حملہ کرنے اور امیر عبدالرحمٰن کے قتل ہونے کے حالات

جب سلطان فاس سے واپس آیا اور امیر عبدالرحمٰن کی حکومت میں انتشار کا آغاز ہوا اور لوگوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں تو اس نے فوجوں پر بھروسہ کرنا چھوڑ دیا اور شہر کو مضبوط کرنے اور قصبہ کے اردگرد فصیلیں بنانے اور خندقیں کھودنے میں لگ گیا اور اس سے اس کی حکومت کا انتشار واضح ہو گیا اور علی بن زکریا مسکورہ کا شیخ اور مصامدہ کا سردار تھا اور جب سے وہ مراکش آیا تھا اس کی دعوت میں شامل تھا اس نے حاکم فاس کے ساتھ اپنے معاملے کا تدارک کر لیا اور اپنی اطاعت کا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا پھر اس نے امیر عبدالرحمٰن کے خلاف بغاوت کر دی اور سلطان کی دعوت میں شامل ہو گیا اور امیر عبدالرحمٰن نے اس کی طرف اپنے غلام کو درستی کرنے کے لئے بھیجا پس اس نے اس کے راستے میں اپنے خواص میں ایک آدمی گھات لگانے کے لئے کھڑا کر دیا جس نے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو فاس بھیج دیا۔

سلطان کا مراکش پر حملہ: پس سلطان نے اپنی فوجوں کے ساتھ مراکش پر حملہ کیا اور امیر عبدالرحمٰن نے قصبہ میں پناہ لے لی اور اس نے فصیلوں کے ذریعے اسے شہر سے الگ کر دیا تھا اور وہاں خندقیں بنائی تھیں پس سلطان نے شہر پر قبضہ کر لیا اور اس نے قصبہ کی ہر جہت میں جانباز مقرر کر دیے اور آلہ نصب کیا اور شہر کی جہت سے اس کے ارد گرد دیوار بنا دی اور نو ماہ تک اس کا محاصرہ کیے رہا اور صبح و شام اس سے جنگ کرتا رہا اور احمد بن محمد الصبیحی ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اس سے جنگ کرنے کے لئے مورچے بنائے تھے پس اس نے بغاوت کرنے کا ارادہ کیا اور سلطان سے غداری کرنے اور اس پر حملہ کرنے کا سوچا اور سلطان کے پاس اس بات کی چغلی کی گئی تو اس نے اسے گرفتار کر کے قید کر دیا اور سلطان نے اپنے مضافات میں لام بندی کا حکم بھیج دیا پس ہر جہت سے فوجیں آنے لگیں اور حاکم اندلس نے بھی اسے فوجی امداد بھیجی پس جب امیر عبدالرحمٰن کے ساتھ جنگ اور محاصرہ سخت ہو گیا اور خوراک ختم ہو گئی اور اس کے ساتھیوں کو موت کا یقین ہو گیا اور انہیں اپنی جانوں کی فکر پڑ گئی اور اس کا وزیر محمد بن عمر شیخ الهسا کرۃ والمصامدہ سلطان ابوالحسن اور اس کے بیٹے کے عہد کے باعث اسے چھوڑ کر بھاگ گیا جس کا ذکر بیان ہو چکا ہے۔

وزیر محمد بن عمر کا سلطان ابوالحسن کے پاس جانا: پس جب یہ سلطان کے پاس پہنچا اور اسے معلوم ہو گیا کہ یہ مضطر ہو کر آیا ہے تو اس نے اُسے پکڑ کر قید کر دیا پھر لوگ امیر عبدالرحمٰن سے الگ ہو گئے اور سلطان کی طرف دوڑتے ہوئے فصیلوں سے اتر آئے اور وہ اپنے قصبہ میں اکیلا ہی رہ گیا اور اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو موت قبول کرنے پر آمادہ کرتے ہوئے رات گزاری اور وہ ابو عامر اور سلیم تھے اور دوسرے روز سلطان فوج کے ساتھ قصبہ کی طرف پلٹ آیا اور اس میں اپنی ہراول فوج کے ساتھ داخل ہو گیا اور امیر عبدالرحمٰن اور اس کے دونوں بیٹے انہیں اس میدان میں ملے جو ان کے گھروں کے دروازوں کے درمیان تھا پس انہوں نے ان کے ساتھ مقابلہ کیا جس میں اس کے دونوں بیٹے مارے گئے ان کو علی بن ادریس اور زیان بن عمر الوطاسی کے درمیان تھا پس انہوں نے ان کے ساتھ مقابلہ کیا جس میں اس کے دونوں بیٹے مارے گئے ان کو علی بن ادریس اور زیان بن عمر الوطاسی نے قتل کیا اور زیان لمبا عرصہ تک ان کے ہاتھوں سے نعمتیں حاصل کرتا رہا اور ان کی جاہ میں تکبر سے اپنا دامن کھینچتا رہا پس وہ کفران نعمت اور برے بدلے کی مثال بن کر چلا گیا اور اللہ کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔

یہ واقعہ مراکش پر اس کی امارت کے دسویں سال جمادی الآخرہ ۷۸۴ھ میں ہوا پھر سلطان فاس کی طرف پلٹ گیا اور اس نے مغرب کے بقیہ مضافات پر قبضہ کر لیا اور اپنے دشمن پر فتح پائی اور جھگڑا کرنے والوں کو اپنے ملک سے دور کر دیا۔

فصل

سلطان کی غیر حاضری میں ابو علی کے بیٹوں اور ابو تاشفین بن ابی حمو حاکم تلمسان کی خواہش پر عربوں کے مغرب پر حملہ کرنے اور ابو حمو کے ان کے پیچھے آنے کے حالات

معقلی عربوں میں سے اولادِ حسین' سلطان کے مراکش روانہ ہونے سے قبل اس کے مخالف تھے اور ان کا شیخ یوسف بن علی بن غانم تھا' اس کے اور حکومت کے نگران وزیر محمد بن عثمان کے درمیان منافرت اور فتنہ پیدا ہو گیا اور اس نے سجلماسہ کی طرف فوجیں بھیجیں پس وہاں اس کی جو املاک اور جاگیریں موجود تھیں ان کو اس نے برباد کر دیا اور وہ باغی ہو کر صحرا میں قیام پذیر ہو گیا' پس جب سلطان نے مراکش میں امیر عبدالرحمٰن کا محاصرہ کر لیا اور اس کی ناکہ بندی کر دی تو اس نے اپنے چچا منصور کے بیٹے ابوالعشائر کو یوسف بن علی اور اس کی قوم کی طرف بھیجا تا کہ اس سے مغرب پر حملہ کروائیں اور سلطان کو اس کے محاصرہ سے روکیں پس وہ اس کام کے لئے چلا اور جب یوسف کے پاس آیا تو وہ اسے اس مقصد کے لئے سلطان ابوحمو سے کمک مانگنے کے لئے تلمسان لے گیا اس لئے کہ اس کے اور امیر عبدالرحمٰن کے درمیان اس بارے میں معاہدہ ہو چکا تھا پس ابوحمو نے اپنے بیٹے ابوتاشفین کو ان کے ساتھ کچھ فوج دے کر بھیجا اور خود بقیہ لوگوں میں ان کے پیچھے چلا اور ابوتاشفین اور ابوالعشائر' عرب قبائل کی طرف گئے اور احواز مکناسہ میں داخل ہو گئے اور اس میں فساد کیا اور سلطان نے اپنے مراکش کے سفر کے موقع پر اپنے دارالخلافے فاس پر علی بن مہدی العسکری کو فوج کے ایک دستے کے ساتھ قائمقام بنایا اور اس نے سوید کے شیخ اور حکومت کے دوست جو حادیہ کے قبائل میں مقیم تھا ونزمار بن عریف سے مدد مانگی پس اس نے معقلی عربوں کے درمیان معاہدہ کروایا اور اس نے ان میں سے العمارنہ اور المنبات سے دوستی کرنا چاہی اور وہی احلاف تھے اور وہ علی بن مہدی کے ساتھ مل گیا اور وہ مکناسہ کے نواح میں دشمن کی مدافعت کے لئے گئے اور انہوں نے ان کو ان کے مقصد سے روک دیا اور انہیں ملک میں داخل نہ ہونے دیا پس وہ کئی روز تک جم کر کھڑے رہے اور ابوحمو ایک فوج کے ساتھ تازی شہر کو گیا اور سات ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا اور بادشاہ کے محل اور اس کی مسجد کو جو قصر تازردت کے نام سے مشہور ہے برباد کر دیا اور ابھی وہ اسی حالت میں تھے کہ مراکش کی فتح اور امیر عبدالرحمٰن کے قتل کی یقینی خبر پہنچ گئی تو وہ ہر طرف سے بھاگ گئے اور اولادِ

حسین ابوالعشائر' ابوتاشفین اور عرب الاحلاف ان کے تعاقب میں نکلے اور ابوحمو تلمسان کی طرف لوٹتے ہوئے تازی سے بھاگ گیا اور لبطویہ کے نواح میں قصر وترمار کے پاس سے گزرا جسے المرادہ کہتے ہیں تو اس نے اسے برباد کر دیا اور سلطان فاس پہنچ گیا اور اسے مکمل فتح اور غلبہ حاصل ہو گیا یہاں تک کہ وہ حال ہوا جسے ہم بیان کریں گے ان شاء اللہ۔

فصل

سلطان کے تلمسان پر حملہ کرنے' اسے فتح کرنے اور اسے برباد کرنے کے حالات

عربوں اور ابوحمو نے مغرب میں جو کچھ کیا جب اس کی خبر سلطان کو پہنچی تو اس بات نے اسے اس کے کام سے غافل نہیں کیا اور اس نے ابوحمو کے فعل پر برانگیختہ کیا کہ اس نے بلا سبب اپنا عہد توڑ دیا ہے پس جب وہ اپنے دارالخلافہ فاس میں اترا تو چند روز آرام کیا پھر اس نے تلمسان پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا اور حسب دستور اپنی فوجوں کے ساتھ نکلا اور تاوریت پہنچ گیا اور ابوحمو کو بھی اطلاع پہنچ گئی تو وہ مضطرب ہو گیا اور اس نے محاصرے کا عزم کر لیا اور اہل شہر کو اس بات پر متفق کر لیا اور وہ اس کے لئے تیار ہو گئے پھر وہ ایک شب اپنے بیٹوں' اہل اور خواص کے ساتھ نکل گیا اور صفصف میں خیمہ زن ہو گیا اور اہل شہر میں سے کچھ لوگ اپنے اہل وعیال اور بیٹوں کے ساتھ اس سے متمسک ہو کر اور فوجوں کے حملے کے عیب سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اس کے پاس چلے آئے مگر اس بات نے اُسے اس کے ارادے سے نہ روکا اور وہ بطحاء کی طرف چلا گیا پھر اس نے بلادِ مغراوہ کا قصد کیا اور شلف کے قریب بنی بوسعید میں اترا اور اپنے چھوٹے بچوں اور اہل کو تاجموت کے قلعے میں اتارا اور سلطان نے تلمسان آ کر اس پر قبضہ کر لیا اور کئی روز تک اس میں قیام کیا پھر اس نے اپنے دوست وترمار کے اکسانے پر اس کی فصلیں اور بادشاہ کے محلات برباد کر دیئے اور یہ سب کچھ اس نے ابوحمو کے فعل کے بدلے میں کیا کیونکہ اس نے قصر تازروت اور قلعہ مرادہ کو برباد کر دیا تھا پھر وہ ابوحمو کے تعاقب میں تلمسان سے نکلا اور ایک دن کی مسافت پر اترا اور وہاں اسے اپنے چچا کے بیٹے سلطان موسیٰ بن ابی عنان کے اندلس سے مغرب کی طرف جانے کی اطلاع ملی اور یہ کہ اس نے دارالخلافہ کا قصد کر لیا ہے پس یہ پلٹا اور تیزی کے ساتھ مغرب کی طرف گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور ابوحمو تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور وہاں اپنے ملک میں ٹھہر گیا جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے۔

فصل

سلطان موسیٰ بن سلطان ابوعنان کے اندلس سے مغرب کی طرف جانے اور بادشاہت پر قابض ہونے اور اپنے عمزاد سلطان ابوالعباس پر فتح پانے اور اسے اندلس کی طرف بھگانے کے حالات

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ سلطان محمد بن الاحمر مخلوع کو حاکم مغرب سلطان ابوالعباس بن ابی سالم کی حکومت میں من مانی حاصل تھی کیونکہ اس کے مشورہ سے محمد بن عثمان نے اس کی بیعت کی تھی حالانکہ وہ طنجہ میں قید تھا پھر اس وجہ سے کہ اس نے اموال و افواج سے اس کی امارت تک اسے مدد دی تھی اور جدید شہر پر قابض ہو گیا تھا جیسا کہ ہم ان کے حالات کے آغاز میں پہلے بیان کر چکے ہیں پھر اُسے ان نمائندگان القرابة پر غلبہ حاصل تھا جو طنجہ میں سلطان ابوالعباس کے ساتھ جو سلطان ابوالحسن کی اولاد میں سے ابوعنان' ابوسالم' فضل' ابوعامر اور ابوعبدالرحمٰن وغیرہ کے بیٹوں میں سے تھے قید تھے اور انہوں نے اپنے قید خانے میں باہم یہ عہد کیا تھا کہ ان میں سے جس کو بھی اللہ تعالیٰ نے بادشاہت دی تو وہ انہیں قید سے نکالے گا اور اندلس لے جائے گا' جب سلطان ابوالعباس کی بیعت ہوئی تو اس نے ان سے یہ عہد پورا کیا اور انہیں اندلس بھجوا دیا تو وہ سلطان ابن الاحمر کے ہاں اترے اور ان کی خوب پذیرائی ہوئی اس نے انہیں الحمراء میں اپنے شاہی محلات میں اتارا اور سواریاں ان کے قریب کیں اور انہیں عطیات دیے اور ان کے وظائف اور روزینوں میں اضافہ کر دیا اور وہ وہاں بہت آسودگی کے ساتھ رہے اور انہوں نے مغرب کی بادشاہت پر قبضہ کر لیا اور اس کے منتظم وزیر محمد بن عثمان نے اس کا اندازہ کر لیا تھا لیکن وہ اپنے اغراض و مقاصد کے مطابق چلتا تھا اور حکومت میں جو چاہتا تھا فیصلہ کرتا تھا یہاں تک کہ بنی مرین اور مغرب کے اشیاخ نے ہمیشہ رہنے پر ابن الاحمر کی طرف رُخ کر لیا اور مغرب' اندلس کی ایک عملداری کی طرح ہو گیا۔

سلطان کا تلمسان پر حملہ: اور جب سلطان نے تلمسان پر حملہ کیا تو انہوں نے اس سے مذاکرات کیے اور اسے مغرب کے بارے میں وصیت کی اور محمد بن عثمان نے اپنے دارالخلافے میں اپنے کاتب محمد بن الحسن کو چھوڑا جو بجایہ کے موحدین کے

بقیہ پیروکاروں میں سے اس کے نزدیک باادب تھا پس اُس نے اسے چن لیا اور اسے ترقی دی اور اپنے اس سفر میں اسے دارالخلافے میں اپنا نائب مقرر کیا پس جب وہ تلمسان پہنچے اور اسے جو فتح حاصل ہوئی تھی تو انہوں نے عبو بن قاسم مردانی کی اولاد میں سے ایک شیطان کے ہاتھ جو ان کے گھر میں تھا' فتح کی خبر لکھ کر سلطان ابن الاحمر کو بھجوائی جس کا نام عبدالواحد بن محمد بن عبو تھا اور وہ ان عظیم کاموں کی طرف مائل ہوتا تھا جن کا وہ اہل نہ تھا اور اس وجہ سے حکومت کی تاک میں رہتا تھا اور ابن الاحمر اپنی بہت من مانی کی وجہ سے بعض اوقات ان پر اعتماد کرتا تھا کیونکہ جب وہ کسی معاملے میں سفارش یا مخالفت کے سوا کوئی راستہ نہ پاتے تو اس میں سستی کرتے تھے پس وہ اس وجہ سے ان سے حسن سلوک کرتا تھا پس جب یہ عبدالواحد اس کے پس فتح کی خبر لے کر آیا اور اسے واقعہ سنایا تو اس نے اس سے دسیسہ کاری کی کہ اہل حکومت اپنے سلطان کے بارے میں پریشان ہیں اور اگر انہیں طاقت حاصل ہو تو وہ اسے بدلنا چاہتے ہیں اور اس نے اِدھر اُدھر کی باتیں کر کے اسے اشارہ کیا کہ وہ مغرب کو تمام محافظوں سے مسافت کر دے اور وہ اس سے زیادہ جانتا ہے پس ابن الاحمر نے اس موقع کو غنیمت جانا اور اس کے پاس جو اسباط موجود تھے ان میں سے موسیٰ بن سلطان ابو عنان کو تیار کیا اور مسعود بن رحو بن ماسی کو اس کا وزیر بنایا جو بنی مرین کے وزراء کے طبقہ میں سے اور بنی تو دور کے حلیفوں میں سے تھا اور اسے اس بارے میں سبقت حاصل تھی اور اس نے قبل ازیں اسے امیر عبدالرحمٰن بن ابی یفلوسن کا اس وقت وزیر بنا کر بھیجا تھا جب وہ ابوبکر بن غازی کے خودمختار ہونے کے زمانے میں مغرب کی طرف گیا تھا اور وہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہا تا آنکہ جدید شہر کا محاصرہ ہو گیا اور سلطان ابوالعباس نے اس پر قبضہ کر لیا۔

عبدالرحمٰن کی مراکش کو روانگی: اور عبدالرحمٰن مراکش کی طرف گیا پس مسعود نے اس سے اندلس کی طرف جانے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور وہ اسے چھوڑ کر فاس آ گیا پھر اس نے فاس کو بھی چھوڑ دیا اور سبب سے دوستی اور صلح کرتے ہوئے اور ابن الاحمر پر اعتماد کرتے ہوئے اندلس چلا گیا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور خوب پذیرائی کی اور وظیفہ میں اضافہ کیا اور اسے اپنے ساتھ ملا لیا اور اسے اپنے شراب نوش ہم نشینوں کے ساتھ بلایا اور وہ ہمیشہ اسی حال میں رہا تا آنکہ اس نے اسے وزیر بنا کر سلطان ابو عنان کے ساتھ مغرب کی طرف بھیجا اور ان دونوں کے ساتھ فوج بھی بھیجی' پھر کشتی پر سوار ہو کر سبتہ چلا گیا اور اس کے اور اس کے شرفاء اور رؤسائے شوریٰ کے درمیان تعلق تھا پس انہوں نے سلطان موسیٰ کی دعوت کو قائم کیا اور اسے داخل کیا اور اس کے عامل رحو بن زعیم الکذولی کو پکڑ لیا اور اسے سلطان کے پاس لے آئے پس اس نے ماہ صفر ۷۸۶ھ میں اس پر قبضہ کر لیا اور اسے ابن الاحمر کے سپرد کر دیا پس سبتہ اس کی اطاعت میں داخل ہو گیا اور فاس آ گیا پس وہ تھوڑے دنوں میں وہاں پہنچ گیا اور دارالخلافے کا گھیراؤ کر لیا اور عوام نے اس پر اتفاق کر لیا اور عوام نے اس پر اتفاق کر لیا اور الدہش محمد بن حسن کے پاس گیا تو اس نے اس کی اطاعت میں جلدی کی اور سلطان دارالخلافے میں آ گیا اور اسی وقت اسے پکڑ لیا اور یہ ۱۰ ربیع الاول ۷۸۶ھ کا واقعہ ہے اور لوگ ہر جانب سے اس کی اطاعت میں آ گئے اور تلمسان کے نواح میں سلطان ابوالعباس کو اپنی جگہ پر خبر پہنچی کہ سلطان موسیٰ سبتہ میں آیا ہے اور اس نے علی بن منصور اور فوج کے ترجمان اور اپنے دروازے کے نصاریٰ سپاہیوں کو ان کی ایک پارٹی کے ساتھ تیار کیا اور انہیں دارالخلافے کے لیے محافظ بنا کر بھیجا پس وہ تازا پہنچے اور انہیں اس فتح کی خبر پہنچی اور وہ وہاں ٹھہر گئے۔

سلطان کی فاس کو روانگی: اور سلطان ابو العباس تیزی کے ساتھ فاس گیا اور انہیں تادریت میں اس کی فتح کی خبر ملی تو وہ بلویہ آیا اور وہ مغرب سے سجلماسہ جانے یا مغرب جانے کے بارے میں اپنی رائے میں متردد ہوا پھر اس نے اپنا عزم مضبوط کیا اور تازا میں اترا اور چار ماہ تک وہاں رہا اور الرکن کی طرف آیا اور اس دوران میں اس کے اہل حکومت اس کے خلاف بغاوت کرنے میں مشغول ہو گئے اور اس کے عم زاد موسیٰ کی طرف کھسکنے لگے جو فاس کا متولی تھا اور جب اس نے الرکن میں صبح کی تو انہوں نے اس کے متعلق جھوٹی خبر اڑا دی اور فاس کی طرف آنے والے گروہوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور وہ اپنے پڑاؤ کے لٹنے کے بعد تازا کی طرف واپس آ گیا اور اس کے خیام اور خزائن میں آگ بھڑک اٹھی پھر اس رات کی صبح کو تازا گیا اور اس میں داخل ہو گیا اور ان دنوں اس کا عامل سلطان ابوالحسن کا غلام الخیر تھا اور محمد بن عثمان حکومت کے دوست ونزمار بن عریف اور معقل کے امرائے مغرب کے پاس چلا گیا اور جب سلطان ابو العباس تازا کی طرف گیا تو اس نے اپنے عم زاد سلطان موسیٰ کو لکھ کر اس کا وہ عہد یاد کرایا جو دونوں کے درمیان تھا اور سلطان ابن الاحمر نے اسے وصیت کی کہ اگر اسے اس پر فتح ہوئی تو وہ اسے اس کی طرف بھیج دے پس سلطان موسیٰ نے اسے بنی عسکر کی ایک جماعت کے ساتھ جو اس طرف کے باشندے تھے بلانے میں جلدی کی اور وہ زکریا بن یحییٰ بن سلیمان اور محمد بن سلیمان بن داؤد بن اعراب تھے اور ان کے ساتھ العباس بن عمر الوسنانی بھی تھا پس وہ اسے لائے اور اسے فاس کے باہر جبس کے تالاب پر زادیہ میں اتارا پس اس نے اسے وہاں بیڑی ڈال دی پھر اس نے اسے وزیر مسعود بن ماسی کے بھائی عمر بن رحو کے ساتھ اس پر بھروسہ کرتے ہوئے اندلس کی طرف بھیج دیا اور اس کے بیٹے ابو فارس کو ساتھ رکھا اور ان کے بقیہ لوگوں کو فاس میں چھوڑ دیا اور سبتہ سے سمندر کو پار کیا پس سلطان ابن الاحمر نے اسے اپنے ملک کے قلعۂ الحمراء میں اتارا اور اس کی بیڑیاں کھول دیں اور اس پر بھروسہ کیا اور اس کے وظیفہ میں اضافہ کر دیا تو وہ وہاں اس کی نگرانی میں رہا۔ یہاں تک کہ اس کا وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔

فصل

وزیر محمد بن عثمان کی مصیبت اور اس کا قتل

اس وزیر کی اصل محمد بن الکاس ہے جو بنی ورتاجن کا ایک بطن ہے اور جب بنو عبدالحق کی حکومت مغرب میں مستحکم ہو گئی تو وہ ان میں سے اس کو وزارت پر مقرر کرتے تھے اور بسا اوقات ان کے اور بنی ادریس اور بنی عبداللہ کے درمیان حسد پیدا ہو جاتا تھا جس میں بعض بنی الکاس، سلطان ابو سعید اور اس کے بیٹے ابوالحسن کی حکومت میں مارے گئے پھر سلطان ابوالحسن نے اپنے وزیر یحییٰ بن طلحہ ابن محلی کی وفات کے بعد اس کو تلمسان کے محاصرے کی جگہ پر اپنا وزیر بنایا اور وہ کئی روز تک اس کی

وزارت کا ذمہ دار رہا اور ۷۴۱ھ میں جنگ طریف میں اسکے ساتھ شامل ہوا اور شہید ہو گیا اور اس کے بیٹے ابوبکر نے حکومت کے زیر سایہ حسن کفالت اور فراخی رزق سے فیض یاب ہوتے ہوئے پرورش پائی اور اس کی ماں اُم ولد تھی اور اس کے عم زاد محمد بن عثمان نے اس وزیر کو اس کا جانشین بنایا اور ابوبکر نے اس کی گود میں پرورش پائی اور وہ اپنے باپ اور سلف کی اوّلیت کی وجہ سے بلند مرتبت تھا اور جب یہ جوان ہوا تو حالات نے اسے بلند کر دیا اور وہ اپنے انتخاب اور نمائندگی کے لئے بادشاہوں کے شہروں میں گھوما یہاں تک کہ سلطان عبدالعزیز نے اسے اپنا وزیر بنا لیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اس نے اس کی وزارت کو بہت اچھی طرح سنبھالا اور یہ محمد بن عثمان اس کا نائب بن گیا۔

اور سلطان عبدالعزیز فوت ہو گیا تو ابوبکر نے اس کے بیٹے سعید کو بادشاہ مقرر کر دیا وہ بچہ تھا اور ابھی اس کے دانت بھی نہیں ٹوٹے تھے اور اس کی حکومت کے بگڑنے اور اس کے جدید شہر کے محاصرہ کرنے اور سلطان ابوالعباس کے اس پر غالب آنے کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' محمد بن عثمان نے سلطان ابوالعباس کی وزارت کو اس پر غالب ہو کر سنبھالا اور اس نے اپنی حکومت کے امور کو اس کے سپرد کر دیا اور خود اپنی لذات میں مشغول ہو گیا پس محمد بن عثمان نے سلطان ابوالعباس کی حکومت کے ان امور کو سنبھالا جنہوں نے اسے مشقت میں ڈال دیا تھا حتیٰ کہ سلطان موسیٰ کا ان کے دارالخلافے پر قبضہ ہو گیا جو پہلے بیان ہو چکا ہے اور بنو مرین سلطان ابوالعباس کی خاطر اس سے الگ ہو گئے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور وہ تازہ کی طرف لوٹ آیا پس سلطان ابوالعباس اس میں داخل ہو گیا۔

اور محمد بن عثمان انہیں چھوڑ کر حکومت کے دوست وتر مار بن عریف کے پاس چلا گیا جو تازا میں مقیم تھا اور اس کی پناہ لی تو وتر مار اس سے ترشروئی کے ساتھ پیش آیا اور اس سے اعراض کیا پس وہ تیار ہو کر معقلی عربوں کے المنبات قبائل کی طرف چلا گیا جو وہاں تازا کے سامنے ان ساتھیوں کی امان میں رہتے تھے جو اس کے اور ان کے شیخ احمد بن عبو کے درمیان تھی پس وہ اس کے ہاں پناہ لیتے ہوئے اترا تو اس نے اسے دھوکا دیا اور سلطان کو اس کی اطلاع بھیج دی تو اس نے المزوار عبدالواحد بن محمد بن عبو بن قاسم بن ورزوق بن یومریطت اور موالی میں سے حسن عونی کے ساتھ اس کی طرف فوج بھیجی تو عرب اس سے الگ ہو گئے اور انہوں نے اسے ان کے سپرد کر دیا پس وہ اسے لے آئے اور انہوں نے اس کے فاس میں داخل ہونے کے روز اسے رسوا کیا اور کئی روز تک قید رکھا اور پر اصرار مطالبہ کے بارے میں اسے آزمائش میں ڈالا گیا پھر اس کے قید خانے میں اسے ذبح کر کے قتل کر دیا گیا۔

فصل

غمارہ میں حسن بن الناصر کے بغاوت کرنے اور وزیر ابن ماسی کے فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کرنے کے حالات

جب سلطان موسیٰ مغرب کا بااختیار بادشاہ بن گیا اور مسعود بن ماسی نے اس پر حاوی ہو کر اس کی وزارت سنبھال لی اور ان کے سلطان ابوالعباس کو اندلس کی طرف جلاوطن کرنے اور اس کے وزیر محمد بن عثمان کو قتل کرنے اور وزیر محمد بن عثمان کے مددگاروں، قرابت داروں اور رازداروں کے منتشر ہو جانے کے باعث انہوں نے زمین کے اندر جانا چاہا اور ان میں سے اس کا بھتیجا عباس بن مقداد اندلس چلا گیا پس اس نے حسن بن الناصر بن سلطان ابوعلی کو وہاں پایا اور وہ حکومت کی جستجو میں وہاں اندلس میں اس کے ٹھکانے میں چلا گیا اور اس نے اس کی رائے کو کہ مغرب کی طرف واپس جا کر وہاں امارت طلب کی جائے ہوا دی پس اس نے اسے تونس سے نکالا اور صحراؤں اور صعوبتوں کو پھاندتا ہوا جبل غمارہ تک پہنچ گیا اور وہ ان میں سے بنی الصفیحہ کے ہاں اترا تو انہوں نے اس کی آمد و رفت پر تعظیم و تکریم کی اور اس کی دعوت کے قیام کا اعلان کیا اور اس نے عباس بن مقداد کو وزیر بنایا اور مسعود بن ماسی کو خبر پہنچی تو اس نے اپنے بھائی مہدی بن ماسی کے ساتھ فوج بھیجی پس اس نے کئی روز تک جبل الصفیحہ میں اس کا محاصرہ کر لیا اور ان کے سامنے ڈٹ گیا پس وزیر مسعود بن ماسی نے دارالخلافے سے فوجوں کو تیار کیا اور اس کے محاصرے کے لئے گیا پھر راستے سے ہی واپس آ گیا کیونکہ اسے اس کے بعد سلطان کی وفات کی خبر پہنچ گئی تھی۔

فصل

سلطان موسیٰ کے وفات پانے اور منتصر بن سلطان ابوالعباس کی بیعت ہونے کے حالات

سلطان موسیٰ جب مغرب کا با اختیار بادشاہ بن گیا تو اس نے ابن ماسی کے اپنے اوپر حاوی ہونے کو برا سمجھا اور اس کے ہمرازوں سے اس پر حملہ کرنے کے بارے میں سازش کی اور اکثر وہ اس بارے میں اپنے کاتب اور دوست محمد سے جو اس کے باپ کا کاتب کا بیٹا تھا اپنے دوست محمد بن ابی عمر سے گفتگو کیا کرتا تھا اور سلطان موسیٰ کے کچھ شراب نوش ساتھی تھے جن کو وہ اپنے بہت سے امور سے آگاہ رکھتا تھا اور ان میں عباس بن عمر بن عثمان الوسنانی بھی تھا اور وزیر مسعود بن ماسی نے ابوعمر کو اپنی ماں کا قائم مقام بنایا اور اس نے اس کی گود میں پرورش پائی پس وہ اس کے پاس یہ باتیں لے جاتا تھا اور سلطان کی مجلس میں اس کے متعلق جو گفتگو ہوتی تھی اسے اس کے پاس پہنچاتا تھا جس کی وجہ سے وزیر کو نفرت ہو گئی جس کی وجہ سے اس نے سلطان سے دور ہونا چاہا اور غمارہ کے منتظم حسن کی مدافعت کے لئے جلدی سے نکلا اور دار الخلافے پر اپنے بھائی یعیش بن رحو بن ماسی کو جانشین بنایا پس جب وہ قصر کبیر تک پہنچا تو اسے سلطان موسیٰ کی وفات کی خبر ملی اور اس کی وفات جمادی الآخری میں ہوئی اسے ایک مرض لاحق ہو گیا تھا اور وہ اپنی خلافت کے تین سال اور ایک دن رات بعد فوت ہو گیا اور لوگ وزیر کے بھائی یعیش پر تہمت لگاتے تھے کہ اس نے اسے زہر دے دیا ہے اور یعیش نے جلدی سے اپنے عم زاد کو بادشاہ مقرر کر دیا اور وہ منتصر ابن سلطان ابی العباس تھا اور محل سے وزیر مسعود کے لئے واپس پلٹ آیا اور السبیع نے طبقہ وزراء میں سے محمد بن موسیٰ کو قتل کر دیا اور اس کا اور اس کی قوم کا ذکر بیان ہو چکا ہے اور اس نے سلطان موسیٰ کے زمانے میں اسے قید کیا اور اس کی وفات کے بعد اسے قتل کر دیا اور حکومت اپنی آزادی پر قائم رہی۔

فصل

اندلس سے واثق محمد بن ابی الفضل بن سلطان ابی الحسن کی روانگی اور اس کی بیعت کے حالات

وزیر مسعود بن ماسی جب سلطان موسیٰ سے وحشت محسوس کرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹے یحییٰ اور عبدالواحد المزوار کو سلطان ابن الاحمر کے پاس بھیجا کہ وہ اس سے سلطان ابوالعباس کو اس کے ملک کی طرف واپس کرنے کے بارے میں دریافت کرے پس ابن الاحمر نے اسے قید سے نکالا اور اسے جبل الفتح میں لے آیا وہ اسے کنارے کی طرف روانہ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا' پس جب سلطان موسیٰ فوت ہو گیا تو وزیر مسعود کو اپنے متعلق سازش کی اور یہ کہ وہ واثق محمد بن ابی الفضل بن سلطان ابوالحسن کو ان القرابہ سے جو اس کے پاس مقیم ہیں' اس کے پاس بھیجے اور اس نے اسے خود رائی اور زکاوت کے لحاظ سے زیادہ قابل سمجھا پس ابن الاحمر نے اس کی یہ حاجت پوری کر دی اور سلطان احمد کو اس کی جگہ الحمراء واپس بھیج دیا اور واثق کو لایا پس وہ جبل الفتح میں اس کے پاس آیا اور اس دوران میں اس کے پاس اہل حکومت کی ایک جماعت پہنچ گئی اور انہوں نے وزیر مسعود کے خلاف بغاوت کر دی اور سبتہ پہنچ گئے اور سلطان ابن الاحمر کے پاس چلے گئے اور وہ یعیش بن علی بن فارس' سیور بن یحییٰ بن عمر الونکاسی اور احمد بن محمد الصبیحی تھے پس اس نے واثق کو ان کی طرف بھیجا اور وہ اس کے ساتھ اس شرط پر کہ وہ وزیر کی خدمت میں رہیں گے مغرب کو واپس آ گئے حتیٰ کہ وہ جبل زرہون پہنچ گئے اور انہوں نے ان کے پہاڑ کی پناہ لے لی اور جو لوگ ان کی طرح ابن ماسی کے خلاف تھے وہ بھی ان کے پاس پہنچ گئے اور طلحہ بن زبیر الورتاجنی' سیور بن یحیاتن بن عمر الونکاسی' بنی ابی الطلاق سے محمد تونسی اور سلطان کے معلوجی سے فارح بن مہدی کی مانند ان کے مددگار بن گئے اور اس کی اصل بنی زیان ملوک تلمسان کے موالی ہیں۔

<u>احمد بن محمد الصبیحی کی آمد</u>: اور جب احمد بن محمد الصبیحی' واثق کے ساتھ آیا تو وہ اس کے اصحاب پر احسان کرنے لگا اور خود رائی کا اظہار کرنے لگا کیونکہ خدمت گار سپاہیوں کا ایک دستہ اس کے پاس تھا پس اہل حکومت اس سے تنگ ہو گئے اور سلطان واثق کے لئے اس سے الگ ہو گئے۔ پس اس نے بھی ان کے لئے اس سے برأت کا اظہار کیا تو انہوں نے اس پر حملہ کر کے اسے سلطان کے خیمہ کے پاس قتل کر دیا اور اس میں بنی مرین کے سردار یعیش بن علی بن فاس الیابانی نے بڑا پارٹ ادا کیا اور وہ پچھلوں کے لئے عبرت بن گیا اور اس پر آسمان رویا نہ زمین' اور رزوق بن بوفریطت جو بنی علی بن زیان کے موالی میں سے تھا جو اعیان حکومت میں سے بنی ونکاسن کے شیوخ اور فوج کے پیشوا تھے' اس نے سلطان موسیٰ کے زمانے میں

حکومت کے خلاف بغاوت کر دی اور سلطان موسیٰ کے زمانے سے مخالف معقل عربوں میں سے اولاد حسین کے قبائل میں سے اولاد حسین کے قبائل میں چلا گیا اور ان کے شیخ یوسف بن علی بن غانم کے ہاں اس عہد کی وجہ سے اترا جو دونوں کے ساتھیوں کے درمیان مواطن میں ان کے پڑوس کی وجہ سے تھا اور وہ اس بات میں محمد بن یوسف بن علال بھی اس کے ساتھ تھا جس کا باپ یوسف سلطان ابوالحسن کے پروردوں اور اس کی حکومت کے جوانوں میں سے تھا۔ یہ دونوں وزیر سے ڈر گئے اور عربوں کے ساتھ جا ملے پس جب یہ سلطان واثق آیا تو یہ دونوں اس کے پاس آئے تو یہ انہیں عزت کے ساتھ ملا اور ان کو حکومت میں مقام دیا۔

وزیر مسعود بن ماسی کی فوجوں کے ساتھ روانگی: اور وزیر مسعود بن ماسی فوجوں کے ساتھ روانہ ہوا اور جبل مغیلہ میں ان کے قبائل میں گیا اور کئی روز تک ان سے جنگ کی اور واثق کے ساتھ جو لوگ تھے ان کے ساتھ ساز باز کی اور ان سے مہربانی چاہی اور مکناسہ کی طرف ایک فوج بھیجی جس نے اس کا محاصرہ کر لیا ان دنوں وہاں عبدالحق بن الحسن بن یوسف الورتاجنی موجود تھا پس اس نے اس سے مدد مانگی اور اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے اور واثق اور اس کے اصحاب کے درمیان بار بار خط و کتابت ہوئی کہ وہ اسے امیر مقرر کر دیں اور وہ مقرر کردہ امیر المنتصر کو اس کے باپ سلطان ابوالعباس کے پاس اندلس بھیج دے اور اس نے واثق کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو پکڑ لیا جس میں المز وار عبدالواحد جیسے لوگ شامل تھے اس نے اس کو قتل کر دیا اور فارح بن مہدی کو پکڑ کر قید کر دیا اور امیر عبدالرحمٰن کے غلام الخیر کو پکڑ لیا اور اسے مبتلائے مصائب کیا اور ان کے سوا دوسرے لوگوں کو بھی مبتلائے عذاب کیا پھر اس نے سلطان موسیٰ کے ہمرازوں کی ایک جماعت کو پکڑا جو اس کے پکڑنے اور قتل کرنے کے بارے میں اس سے سازش کرتے تھے پس اس نے ان کو قید کر دیا اور بعض کو قتل کر دیا اور ان اندلسی سپاہیوں کو بھی پکڑ لیا جو واثق کی مدد کے لئے آئے تھے اور ان کے قائدین کو بھی پکڑ لیا جو معلوجی ابن الاحمر میں سے تھے اور ان کو قید خانے میں ڈال دیا پھر اس نے سلطان موسیٰ بن ابی الفضل بن ابی عمر کے کاتب کو اپنے سلطان کی سفارت سے اندلس واپس آتے ہوئے گرفتار کر لیا اور قید کر دیا اور اس سے پُراصرار مطالبہ کیا پھر اسے چھوڑ دیا پھر اس نے غمارہ کے جبل صفیحہ میں ادریس بن موسیٰ بن یوسف الیابائی کے ساتھ بغاوت کرنے والے حسن بن الناصر کے پاس بھیجا پس اس نے اس کو ملک اور بیعت کے لئے بلانے میں اس سے دھوکا کیا اور اسے لا کر کئی روز تک قید کر دیا پھر اسے اندلس جانے کی اجازت دے دی اور معاملہ اسی حالت پر قائم رہا۔

فصل

وزیر ابن ماسی اور سلطان ابن الاحمر کے درمیان جنگ اور سلطان ابوالعباس کے اپنے طرف کی حکومت کی جستجو میں سبتہ کی طرف آنے اور اس پر قبضہ کرنے کے حالات

جب وزیر ابن ماسی کو واثق کے بارے میں اطلاع ملی اور اس نے دیکھا کہ اس نے حکومت کو سنبھال لیا ہے اور اس سے فتنہ وفساد دور کر دیا ہے اور اس نے حکومت کے مضافات کے بارے میں جو کوتاہیاں کی ہیں ان کی طرف اپنی توجہ کو پھیرا ہے اور اس نے سبتہ سے اپنے کام کا آغاز کیا اور سلطان موسیٰ نے اپنی پہلی آمد پر اسے ابن الاحمر کو عطا کیا تھا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے پس اب اس نے وزیر ابن ماسی کو اس کے پاس بھیجا کہ وہ اسے اس سے ملاطفت کے ساتھ واپس لے لے تو ابن الاحمر اس کے لئے برافروختہ ہو گیا اور اس کے رد میں لگ گیا جس کی وجہ سے فتنہ پیدا ہو گیا اور ابن ماسی نے عباس بن عمر بن عثمان بن الوسنانی یحییٰ بن علال بن اصمود اور بنی الاحمر کے رئیس محمد بن احمد ابکم کے ساتھ سبتہ کے محاصرہ کے لئے فوجیں بھیجیں پھر سلطان الشیخ کے گھر سے جو ان کی امارت کا آغاز کرنے والا اور ان کی حکومت کا ہموار کرنے والا ہے اور اس نے اشبیلیہ اور جلالقہ کے سلطان سے جو سمندر سے پرے رہنے والے بنی ادفونش میں سے ہے خط وکتابت کی کہ وہ ان کی طرف سلطان ابن الاحمر کے عم زاد محمد بن اسماعیل کو رئیس ابکم کے ساتھ بھیجے تاکہ وہ دونوں اس کی جانب سے اندلس پر چڑھائی کریں اور وزیر کی فوجوں نے آکر سبتہ کا محاصرہ کر لیا اور بزور قوت اس میں داخل ہو گئیں اور اندلس کے جو محافظین وہاں موجود تھے انہوں نے قصبہ میں پناہ لے لی اور شہر کے وسط میں فریقین کے درمیان مسلسل جنگ جاری رہی اور اہل قصبہ نے پہاڑ پر اپنے معاملے کی نشانی کے طور پر آگ روشن کر دی تاکہ ابن الاحمر اسے دیکھ لے جو مالقہ میں مقیم تھا پس اس نے بحری بیڑے کو جانبازوں سے بھر کر ان کی مدد کے لئے بھیجنے میں جلدی کی پھر سلطان ابوالعباس نے اس کے مقام الحمراء سے بلایا اور اسے ماہ صفر ۷۸۹ھ میں کشتی میں سوار کرا کر قصبہ کی طرف بھیجا اور وہ دوسرے دن ان کے پاس پہنچ گیا اور اس نے فصیل سے انہیں پکار کر اپنی اطاعت کی دعوت دی پس جب انہوں نے اسے دیکھا تو وہ مضطرب ہو گئے اور منتشر ہو گئے اور وہ ان کے پاس گیا اور ان کے علاقے کو لوٹ لیا اور وہ دوڑتے ہوئے اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے اور فوج کی اکثریت اور ان کے سربراہ طنجہ کی طرف واپس آ گئے اور سلطان سبتہ کے شہر پر قابض ہو گیا اور ابن الاحمر نے اسے پیغام بھیجا کہ وہ اس سے دست بردار ہو کر اسے اس کی طرف واپس کر دے پس وہ اس کی حکومت میں شامل ہو گیا اور وہاں اس کی بیعت مکمل ہو گئی اور وہ آنے والے مہمانوں کا انتظام کرتا رہا۔

فصل

سبتہ سے سلطان ابوالعباس کے اپنی فاس کی حکومت کے طلب کرنے کے لئے چلنے اور ابن ماسی کے اس کے دفاع کے لئے تیار ہونے اور شکست کھا کر واپس آنے کے حالات

جب سلطان ابوالعباس نے سبتہ پر قبضہ کر لیا اور اس کی حکومت اس کے لئے مکمل ہو گئی اور اس نے اپنی فاس کی حکومت کو حاصل کرنے کا عزم کیا اور ابن الاحمر نے اسے اس بات پر اکسایا اور اس سے مدد کا وعدہ کیا کیونکہ ابن ماسی نے اس کے دوستوں کی ایک جماعت کے ساتھ سازش کی تھی کہ وہ اسے قتل کر دیں اور رئیس ابکم کو بادشاہ بنا دیں کہتے ہیں کہ ابن الاحمر کے دوستوں میں جس نے اس کے ساتھ سازش کی تھی وہ یوسف بن مسعود بلنسی اور محمد بن وزیر ابوالقاسم بن الحکیم الرندی تھے اور سلطان ابن الاحمر نے ان کو معلوم کر لیا اور وہ ان دنوں جبل الفتح پر سلطان ابوالعباس کے امور کی دیکھ بھال کر رہا تھا پس اس نے ان سب کو اور ان کے بھائیوں کو قتل کر دیا' کہتے ہیں کہ یہ اس کے غلام خالد کی چغلی پر ہوا تھا۔ جو اس کی حکومت کا نگران تھا اور وہ ان سے غصہ اور عداوت رکھتا تھا پس اس نے ان سے یہ بات مخفی رکھی اور ان کے متعلق اس کی چغلی مکمل ہو گئی پس ابن الاحمر ابن ماسی پر غصے سے بھڑک اٹھا اور اس نے سلطان ابوالعباس کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنی حکومت کی جستجو کے لئے سفر کے لئے تیار ہو جائے اور اس نے سبتہ پر رحو بن زعیم المکدی کو جانشین بنایا جو قبل ازیں اس کا عامل تھا جیسے کہ بیان ہو چکا ہے اور وہ طنجہ کی طرف روانہ ہو گیا اور وائق کی طرف اس کے عامل صالح بن رحو الیابانی تھا اور فوجوں کی طرف سے رئیس ابکم بھی وہاں اس کے ساتھ تھا تو اس نے کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا مگر اسے سر نہ کر سکا پس اس نے وہاں سے فوجیں اکٹھی کیں اور وہاں سے اصیلا چلا گیا پس وہ اس کی دعوت میں شامل ہو گیا اور اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور وزیر اپنے بھائی یعیش کو دار الکلائف پر جانشین بنانے کے بعد فاس سے فوجوں کے ساتھ چلا اور اس کا ہراول اصیلا پہنچ گیا تو سلطان ابوالعباس اصیلا کو چھوڑ کر جبل الصفیحہ کی طرف چلا گیا اور اس کی پناہ لے لی۔

ابن ماسی کا ابوالعباس کا محاصرہ کرنا: اور ابن ماسی آیا اور جبل میں اس کے محاصرہ کے لئے بڑھا اور طنجہ میں جو پیادہ انداز تھے ان کو اکٹھا کیا اور دو ماہ تک صفیحہ میں اس کا محاصرہ کئے رکھا اور معقلی عربوں میں سے اولاد حسین کا شیخ

یوسف بن علی بن غانم وزیر مسعود کا مخالف اور سلطان ابوالعباس کا ذاتی اور مددگار تھا اور وہ اس کے بارے میں ابن الاحمر سے خط و کتابت کرتا رہتا تھا پس جب اس نے اس کے سبتہ پر قابض ہونے اور فاس کی طرف آنے کے متعلق سنا تو اس نے اپنے عرب مددگاروں کو اکٹھا کیا اور اس کی اطاعت میں شامل ہو کر بلادِ مغرب کی طرف فاس اور مکناسہ کے درمیان چلا گیا اور اس نے علاقے پر حملے کیے اور اسے لوٹا اور رعایا نے جھوٹی افواہیں اڑائیں اور وہ قلعوں کی طرف بھاگ گئے اور حکومت کا دوست وترمار بن عریف سلطان کا مددگار تھا اور وہ اس سے جب کہ وہ اندلس میں تھا خط و کتابت کرتا اور ابن الاحمر سے بھی اس کے میں خط و کتابت کرتا تھا پس جب صفیحہ میں سلطان کا محاصرہ سخت ہو گیا تو اس نے اپنے بیٹے ابوفارس کو وترمار کی طرف بھیجا جو نواحِ تازا میں اپنے مقام پر تھا اور اس نے سیور بن یحیاتن بن عمر کو بھی اس کے ساتھ بھیجا پس وترمار ابن کی دعوت کا ذمہ دار بن گیا اور اسے تازا شہر کی طرف لے آیا اور اس کا عامل سلیمان العودودی' وزیر ابن ماسی کے قرابت داروں میں سے تھا پس جب ابوفارس بن سلطان وہاں گیا تو اس نے فوراً اس کی اطاعت کر لی اور اسے شہر پر قابو دے دیا اور اس نے اس سلیمان کو وزیر بنایا اور صفیروا کی طرف گیا اور اس کے ساتھ وترمار بھی معقلی عربوں کو ملنے کے لئے گیا اور وہ انہیں فاس کے محاصرہ کے لئے لے گیا اور محمد بن الدمغہ' ورغہ کا عامل تھا پس سلطان نے وزیر محمد بن عثمان کے بھانجے عباس بن مقداد کے ساتھ فوج بھیجی تو انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو لے کر آ گئے اور جدید شہر کی ہر جانب لغیش کی مخالفت ہو گئی اور یہ تمام حالات اس کے بھائی کے پاس پہنچ گئے جو صفیحہ میں سلطان کا محاصرہ کئے ہوئے تھا پس فوجوں نے اسے چھوڑ دیا اور وہ فاس کی طرف دوڑتا ہوا واپس آیا اور سلطان اس کے تعاقب میں گیا اور مکناسہ کا عامل اس کی اطاعت میں شامل ہو گیا اور الخیر موسیٰ امیر عبدالرحمٰن کی طرف آیا اور یوسف بن غانم اور اس کے ساتھ جو عرب قبائل تھے وہ اسے ملے اور سب کے سب فاس کی طرف آ گئے اور ابوفارس ابن سلطان تازا سے اپنے باپ کی ملاقات کے لئے صفیروا چلا گیا تھا پس ابن ماسی نے اس امید پر کہ اسے شکست دے گا' فوجوں کے ساتھ اسے روکا اور بنی بہلول کے ساتھ اس سے جنگ کی پس اہل فوج ابوفارس بن سلطان کی طرف آ گئے اور سلطان مکناسہ میں تھا پس وہ تیزی کے ساتھ فاس کی طرف آیا اور اس کا بیٹا ابوفارس' وادی النجاء میں اس کی ملاقات کو گیا اور وہ صبح کو جدید شہر پہنچ گئے اور وہاں اپنی فوجوں کے ساتھ اتر گئے' جہاں وزیر نے اپنے مددگاروں اور دوستوں کے ساتھ پناہ لی ہوئی تھی اور اس کے ساتھ عمر ابن بن محمد السالفی اور بنی مرین کے وہ بڑے عمائد بھی تھے جن کو اس نے اصیلا میں سلطان کی ملاقات کے لئے چلتے وقت طلب کیا تھا۔

فصل

مراکش میں سلطان ابوالعباس کی دعوت کے غالب آنے اور اس کے مددگاروں کے اس پر قبضہ کرنے کے حالات

وزیر مسعود بن ماسی نے مراکش اور مصامدہ کے مضافات پر جو اس کی اطاعت میں شامل تھے اپنے بھائی عمر بن رحو کو والی مقرر کیا پس جب سلطان کے سبتہ پہنچنے اور اس پر قابض ہونے کی اطلاع پہنچی تو اس کے سرکردہ دوست ان نواح میں اس کی دعوت کے اظہار کے لئے کھڑے ہو گئے اور جبل الہساکرہ میں علی بن زکریا اس کی دعوت کا ذمہ دار بن گیا اور وزیر مسعود نے اپنے مقام سے جہاں وہ صفیحہ میں سلطان کا محاصرہ کئے ہوئے تھا مراکش سے اس کی امداد کے لئے فوج بھیجنے کا پیغام بھیجا پس مخلوف بن سلیمان الوارتیبی جو مراکش اور سوس کے درمیان مضافات کا حاکم تھا اس کی طرف گیا اور باقی لوگ اس کی مدد کرنے سے رک گئے اور متفرق ہو گئے اور علی بن عمر کا پوتا ابوثابت جبل الہساکرہ کی طرف چلا گیا اور یوسف بن یعقوب بن الصبیحی بھی اس کے ساتھ تھا پس علی بن زکریا نے مدد مانگی اور مراکش کی طرف علی بن رحو پر چڑھائی کرتے ہوئے لوٹ آیا اور اس نے مکناسہ میں سلطان کو فاس کی طرف جاتے ہوئے یہ بات لکھ دی تو اس نے اس کی طرف لکھا کہ وہ دارالخلافہ کے محاصرہ کے لئے مراکشی فوجوں کے ساتھ اس سے مل جائے پس ابن نے فوجوں کو اکٹھا کیا اور مراکش پر اپنے ایک عم زاد کو نائب مقرر کیا اور سلطان کے پاس چلا گیا اور جدید شہر کے محاصرہ میں اس کے ساتھ ٹھہر گیا۔

فصل

مراکش پر المنتصر بن سلطان ابوعلی کی حکومت اور وہاں پر اس کے بااختیار ہونے کے حالات

جب سلطان ابوالعباس نے مغرب پر قبضہ کیا تو اس نے اپنے بیٹے المنتصر کو سمندر میں سلا کی طرف بھیجا اور عبدالحق بن یوسف الورتاجنی کو اس کا وزیر بنایا اور اقامت اختیار کی جس وقت سلطان جدید شہر میں آیا اس وقت رزدق بن تو فریطت

وکالہ سے واپسی پر ان کے پاس سے گزرا تو ان نے نرمی سے اسے بلایا پھر اسے پکڑ لیا اور اُسے پابجولاں اپنے باپ کے پاس بھیج دیا جس نے اُسے قید خانے میں ڈال دیا اور اس کے بعد قید خانے میں اُسے قتل کر دیا پھر سلطان نے اپنے بیٹے المنتصر کو مراکش کی حکومت کی طرف جانے کا پیغام بھیجا پس جب وہ مراکش پہنچا تو نائب نے قصبہ میں پناہ لے لی اور اس نے المنتصر کے وزیر عبدالحق سے فریب کیا کہ نائب نے اس کے قتل کا ارادہ کر لیا ہے اور اس وقت المنتصر قصبہ پر غلبہ پائے گا پس وہ المنتصر کے ساتھ بھاگ گیا اور جبل ہناتہ کی طرف چلا گیا اور سلطان کو بھی اطلاع مل گئی تو وہ ابو ثابت سے بگڑ گیا اور اُسے حکم دیا کہ وہ اس کے بیٹے کو قصبہ میں قبضہ دینے کے بارے میں اپنے نائب کو خط لکھے اور اس نے سعید بن عبدون کو اس کا وزیر بنایا اور اُسے خط دے کر بھیجا اور عبدالحق کو اپنے بیٹے کی وزارت سے معزول کر دیا اور اُسے فاس بلایا پس سعید بن عبدون مراکش پہنچا اور اس نے قصبہ کے نائب کو اس کے نائب بنانے والے کا خط عملدرآمد کے لئے دیا اور اس نے اُسے قصبہ پر قبضہ دے دیا اور وہاں سے الگ ہو گیا پس وہ اس میں داخل ہو گیا اور اس نے المنتصر کے بارے میں اطلاع بھیجی تو انہوں نے قصبہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے نائب عامر اور اس کے دیگر مددگاروں اور دوستوں کو پکڑ لیا اور انہیں مبتلائے مصائب کیا اور ان کا صفایا کر دیا یہاں تک کہ وہ ہوا جسے ہم بیان کریں گے۔

فصل

جدید شہر کے محاصرے' اس کی فتح' وزیر ابن ماسی کی مصیبت اور اس کے قتل کے حالات

جب سلطان جدید شہر میں آیا اور اس کے بقیہ قبائل اور مددگار اور دوست اس کے پاس آ گئے تو وزیر مسعود کو بنی مرین پر ان کو چھوڑ دینے کی وجہ سے غصہ آ گیا تو اس نے ان کے ان بیٹوں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا جن کو اس سے وفاداری پر یرغمالی بنایا گیا تھا' پس یعمر ابن السالفی نے نرمی کے ساتھ اُسے اس بات سے روکا تو وہ اس کام سے رک گیا اور سلطان نے تین ماہ تک اس کا محاصرہ کر کے اس کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ اس نے دست برداری اور اطاعت کی طرف بلایا تو اس نے اس کی طرف حکومت کے دوست وزمار بن عریف اور اپنے مخلص دوست محمد بن علال کو بھیجا تو انہوں نے اُسے اور اس کے ساتھیوں کو اس شرط پر امان دی کہ وہ وزارت پر قائم رہے گا اور اپنے سلطان واثق کو اندلس کی طرف بھیج دے گا اور اس نے اس امر پر ان کو قسم دی اور سلطان کی خاطر ان کے ساتھ نکل گیا اور سلطان ۵ رمضان ۹ ذیحجہ کو اپنی علیحدگی کے تین سال چار ماہ بعد جدید شہر میں داخل ہوا اور اس نے داخل ہوتے ہی واثق کو گرفتار کر لیا اور اُسے قید کر کے طنجہ بھیج دیا اور اس کے بعد وہیں اسے قتل کر دیا اور جب وہ اپنی امارت پر قابض ہو گیا تو اس نے اپنے دخول کے دوسرے دن وزیر ابن ماسی کے بھائیوں اور ان کے مددگاروں کو پکڑ لیا اور سب کو مبتلائے عذاب کیا اور وہ عذاب ہی میں مر گئے پھر اس نے مسعود پر وہ انتقام و عذاب

مسابقہ کیا جسے بیان نہیں کیا جا سکتا اور اس نے سلطان کی طرف آنے والے بنی مرین کے گھروں میں جو کچھ کیا تھا اسے اس پر ملامت کی اور جب کبھی وہ ان میں سے کسی کے پاس بھاگ کر جاتا تو اس کے گھروں کی طرف جاتا اور انہیں لوٹ لیتا پس سلطان نے حکم دیا کہ اسے ان کے کھنڈرات میں سزا دی جائے اور اسے وہاں کے ہر گھر میں لایا جاتا اور وہ اسے بیس کوڑے مارتا یہاں تک کہ عذاب نے اسے مار دیا اور حد سے بڑھ گیا تو اس کے چار اعضاء قطع کئے گئے اور دوسرے عضو کے قطع ہونے پر مر گیا اور دوسروں کے لئے عبرت بن گیا۔

فصل

محمد بن علال کی وزارت

اس کا باپ یوسف بن علال حکومت کے رؤساء اور سلطان ابوالحسن کے رفقاء میں سے تھا اور اس نے اس کے گھر میں پرورش پائی تھی اور جب اس کی پوزیشن مضبوط ہو گئی تو اس نے اسے مقامات کی حکومت دے دی اور اسے وریہ کا والی مقرر کیا اور اس نے حکومت کے مددگار منتخب کئے پھر سلطان ابوعنان نے اسے طنجہ اور اس کے دسترخوان اور اس کے مہمانوں کا کام سپرد کیا اور اس نے اسے اس کام میں کفایت کی اور اس کے بعد اس کے بھائی ابوسالم نے بھی اسی طرح اس کو والی بنایا پھر اسے سجلماسہ کی طرف بھیجا جہاں اس نے عربوں کے امور میں بہت مشقت برداشت کی تو اس نے اسے وہاں سے معزول کر دیا اور فاس میں فوت ہو گیا اور اس کے بہت سے لڑکے تھے جنہوں نے آسائش میں پرورش پائی تھی اور ان میں سے محمد مذکور کی شرافت کی وجہ سے اس پر مہربانی ہوئی پس جب سلطان ابوالعباس نے قبضہ کر لیا تو اس نے اسے دسترخوان اور مہمانوں کے امور پر اس کے باپ کی طرح مقرر کیا پھر اسے ترقی دے کر اپنا دوست بنا لیا اور اپنے ساتھ ملا لیا۔

اور جب سلطان دستبردار ہو گیا اور مغرب پر وزیر ابن ماسی کا قبضہ ہو گیا اور اس کے اور اس کے بھائی یعیش کے درمیان قدیم کینے تھے تو وہ ان کے غلبے کی وجہ سے سکون پذیر ہو گیا اور جب مغرب میں فتنہ کی آگ بھڑک اٹھی اور معقل عربوں نے مخالفت شروع کر دی تو یہ محمد خوفزدہ ہو گیا اور رزوق ابن توفریطت کے ساتھ ان کے قبائل میں چلا گیا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اور اولاد حسین کے شیخ یوسف بن علی بن غانم کے ہاں اترا اور اس کی مخالفت میں اس کے ساتھ رہا اور جب سلطان واثق اندلس کی طرف گیا اور اپنے اصحاب کے ساتھ جبل زرہون پہنچا اور انہوں نے ابن ماسی کی مخالفت کا اظہار کیا تو اس محمد اور رزوق نے سلطان کی طرف جانے میں جلدی کی اور اس نفاق سے اظہار بیزاری کرتے ہوئے جس پر انہیں وزیر کی عداوت نے آمادہ کیا تھا اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے یہاں تک کہ واثق اور ابن ماسی کے درمیان صلح طے پا گئی اور وہ اسے اور اس کے اصحاب کو فاس لے گیا اور وہ ابن ماسی کے قبضہ میں آ گئے تو جو کچھ انہیں کیا تھا اس نے انہیں معاف کر دیا اور انہیں ان کی حکومت کے گہواروں میں عامل مقرر کر دیا اور پھر سلطان ابوالعباس کے سبتہ جانے کی اطلاع آئی تو محمد بن یوسف مضطرب ہو گیا اور اس نے سلطان کی دوستی اور ابن ماسی کی منافرت کا ذکر کیا پس اس نے اپنے کام کا ارادہ کر لیا اور سبتہ چلا گیا تو سلطان اسے عزت کے ساتھ ملا اور اس کی آمد سے خوش ہوا اور اس نے اسے اپنی حکومت کی ذمہ داری سونپ دی اور یہ

ہمیشہ ہی ان کے رد برد متصرف رہا یہاں تک کہ وہ جدید شہر کی طرف آ گیا اور اس نے اس کے محاصرے کے کچھ دن بعد اسے وزارت دے دی جسے اس نے بہت اچھی طرح نبھایا پھر فتح ہوئی اور حکومت کی پوزیشن درست ہو گئی اور یہ محمد حکومت کو نہایت اچھی طرح چلاتا رہا یہاں تک کہ وہ ہوا جسے ہم بیان کریں گے۔

فصل

سجلماسہ میں محمد بن سلطان عبدالحلیم کے غلبہ کے حالات

اس سے قبل ہمارے سامنے سلطان عبدالحلیم بن سلطان ابی علی کا تذکرہ بیان ہو چکا ہے اور اسے حلی کہہ کر بلایا جاتا تھا اور بنو مرین نے کیسے اس کی بیعت کی اور ۷۶۳ھ میں اس سے عمر بن عبداللہ پر چڑھائی کروائی جن دنوں وہ سلطان ابی عمر بن سلطان ابی الحسن کے لئے بھیجا گیا تھا اور انہوں نے اس کے ساتھ جدید شہر کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ وہ ان کے دفاع کے لئے نکلا اور ان سے جنگ کی تو وہ شکست کھا گئے اور منتشر ہو گئے اور سلطان عبدالحلیم تازا اور اس کا بھائی عبدالمؤمن مکناسہ چلا گیا اور اس کے ساتھ ان کا بھانجا عبدالرحمن بن ابی یفلوسن بھی تھا پھر وزیر عمر بن عبداللہ نے محمد بن ابی عبدالرحمن بن سلطان ابوالحسن کی بیعت کر لی اور ابی عمر کے بدلے میں اسے لے لیا اور جب بنو مرین اس پر جنون اور وسوسہ کی تہمت لگاتے تھے تو اس نے محمد بن ابی عبدالرحمن کو اس کی غربت گاہ اشبیلیہ سے بلایا اور اس کی بیعت کی اور عبدالمؤمن اور عبدالرحمن کو مکناسہ سے روکنے کے لئے فوجوں کے ساتھ نکلا پس اس نے ان دونوں سے جنگ کر کے ان کو شکست دی اور یہ دونوں سلطان عبدالحلیم کے پاس تازا چلے گئے اور سب کے سب سجلماسہ کی طرف روانہ ہو گئے اور وہاں سلطان عبدالحلیم کے ساتھ مقیم ہو گئے اور قبل ازیں یہ تمام حالات اپنی اپنی جگہوں پر بیان ہو چکے ہیں۔

پھر عرب المعقل یعنی اولاد حسین اور احلاف کے درمیان اختلاف ہو گیا اور عبدالمؤمن ان کی اصلاح کے لئے نکلا تو اولاد حسین نے اس کی بیعت کر لی اور بادل نخواستہ اسے بادشاہ مقرر کر لیا اور سلطان عبدالحق' احلاف کی فوجوں کے ساتھ ان کی طرف گیا تو انہوں نے اس سے جنگ کی اور اسے شکست دی اور اس کی قوم کے بڑے بڑے آدمیوں کو قتل کر دیا جن میں یحییٰ بن رحو بن تاشفین بن معطی بھی شامل تھا جو بنی تیربیعن کا شیخ اور بنی مرین کی حکومت کا بڑا آدمی تھا' جنگ نے اس کے قتل سے پردہ اٹھایا اور عبدالمؤمن شہر میں منفرد بادشاہ بن کر داخل ہوا اور سلطان نے اپنے بھائی عبدالحلیم کو رغبت کے ساتھ اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے مشرق کی طرف بھیجا پس وہ صحرا کے راستے' تکرور سے حاجیوں کے راستے پر چلا اور قاہرہ پہنچ گیا اور ان دنوں وہاں شاہ الناصر محمد بن قلاوون کی اولاد میں سے یلبغ الخاصکی علی الاشرف شعبان بن حسین خود مختار حکمران تھا پس اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اس کے وظیفے میں اضافہ کیا اور اس کے خواص کو خوب روزینے دیئے

پھر اس نے حج میں اس کی مدد کے لئے توشے، خیمے، گھوڑے اور اونٹ دیئے اور جب وہ اپنے حج سے لوٹا اور مغرب کی طرف سفر کے لئے چلا تو ۷۶۷ھ میں فر دجہ مقام پر فوت ہو گیا اور ابن کے نوکر اس کی بیویوں اور بچوں کے ساتھ مغرب کی طرف واپس آ گئے اور اس نے اس محمد کو شیر خواری کی حالت میں چھوڑا چونکہ سلطان ابوالحسن کو اپنے چچا سلطان ابوعلی کے بیٹوں سے غیرت آتی تھی اس لئے یہ اپنی قوم سے الگ ہو کر ملک در ملک پھرتا ہوا جوان ہوا اور تلمسان میں بنی عبدالواد کے سلطان ابی حمو کے نزدیک اس کا مقام سب سے بڑا تھا کیونکہ اس نے اس سے مغرب پر حملہ کر دایا تھا اور اس نے اس سے بنو مرین کے دشمنوں کو دور کیا تھا۔

مسعود بن ماسی کے خلاف عرب المعقل کی بغاوت: اور جب مغرب میں عرب المعقل نے ۷۹۱ھ میں وزیر مسعود بن ماسی کے خلاف بغاوت کی اور وہ مخالفت پر ڈٹ گئے تو ابوحمو نے موقع سے فائدہ اٹھایا اور اس محمد بن عبدالحلیم معقل کی طرف بھیجا تا کہ ان سے مغرب پر حملہ کروائے اور وہ حتیٰ المقدور ملک کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں پس وہ ان کے قبائل میں گیا اور ان احلاف کے ہاں اترا جو سب سے زیادہ قیمتی تعلق دار اور وطن کے لحاظ سے قریب تر تھے اور وزیر ابن ماسی نے اپنے اقارب میں سے علی بن ابراہیم بن عبو بن ماسی کو ان کا والی مقرر کیا تھا پس جب سلطان ابوالعباس نے اس پر تنگی وارد کی اور جدید شہر میں اس کا گلہ گھونٹ دیا تو اس نے احلاف اور اپنے قرابت دار علی بن ابراہیم سے سازش کی کہ وہ محمد بن سلطان عبدالحلیم کو امیر مقرر کرنے اور انہیں سجلماسہ پر قبضہ دلائے اور مغرب کی ملحقہ سرحدوں پر اس سے حملہ کروائے تا کہ سلطان ابوالعباس کی رکاوٹ ان سے دور ہو اور وہ اس کے محاصرہ سے راحت حاصل کریں تو انہوں نے ایسے ہی کیا اور محمد بن سجلماسہ میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا اور علی بن ابراہیم نے اس کی وزارت سنبھال لی اور جب سلطان ابوالعباس نے جدید شہر پر قبضہ کر لیا اور وزیر مسعود بن ماسی، اس کے بھائیوں اور اس کے دیگر قرابت داروں پر حملہ کیا تو علی بن ابراہیم پریشان ہو گیا اور اس کے اور اس کے سلطان محمد کے درمیان حالات خراب ہو گئے تو وہ سجلماسہ کو چھوڑ کر چلا گیا اور پہلے کی طرح سلطان تلمسان ابی حمو کی طرف دعوت دینے لگا پھر اس کی پریشانی میں اضافہ ہو گیا تو وہ سجلماسہ کو چھوڑ کر چلا گیا اور عرب قبائل سے جا ملا اور ان میں سے ایک پارٹی اس کے ساتھ گئی جس نے اسے اس کی امن گاہ تک پہنچا دیا اور یہ سلطان ابی حمو کے ہاں اترا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا پس یہ تونس آ گیا اور وہاں ۷۹۶ھ میں سلطان ابوالعباس وفات پا گیا اور محمد بن سلطان عبدالحلیم ابی حمو کی وفات کے بعد تونس چلا گیا پھر سلطان ابوالعباس کی وفات کے بعد فریضہ حج ادا کرنے کے لئے مشرق کی طرف چلا گیا۔

فصل

ابن ابی عمر کی مصیبت اور ہلاکت اور ابن حسون کے دستے

جب سلطان اپنی حکومت میں خود مختار ہو گیا اور اپنے تخت پر بیٹھا تو اس نے اس حکومت کے مددگاروں اور ان لوگوں کی طرف جن پر اسے شک تھا توجہ کی اور محمد بن ابی عمر کا ذکر اور اس کے خواص اور مددگاروں اور شراب نوش ہم نشینوں

میں اس کی اولیت کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے اور سلطان اسے اپنی عنایات اور حسن نظر سے حصہ دیتا تھا اور اسے اس کے ہمسروں سے اعلیٰ مقام دیتا تھا' پس جب سلطان موسیٰ نے حکومت سنبھالی تو اس نے اپنے باپ سلطان ابوعنان کے ساتھ اس کی دوستی کے جذبہ سے اس کی طرف میلان اختیار کیا اور اس کا باپ اس کا نہایت عزیز دوست تھا جیسے کہ بیان ہو چکا ہے پس سلطان موسیٰ نے توزیر کے لئے منتخب کر لیا اور اسے اہل حکومت کے منابر پر چڑھا دیا اور سلطان فرامین پر اپنی علامت لگانا بھی اس کے سپرد کر دیا جیسے کہ اس کا باپ کرتا تھا اور وہ اپنے اہم امور کے متعلق اس سے مذاکرات بھی کرتا تھا اور اپنے امور کے معاملہ میں اس کی طرف رجوع کرتا تھا یہاں تک کہ اہل حکومت اس سے ناراض ہو گئے اور وزیر مسعود بن ماسی کے پاس اس کے متعلق چغلی کی گئی کہ وہ سلطان کے ساتھ اس کی مضبیت کے بارے میں ساز باز کر رہا ہے اور بسا اوقات اس کے سلطان کے پاس سلطان احمد کے دوستوں کی ایک جماعت کے بارے میں چغلی کی گئی تو اس نے انہیں ان باتوں کی وجہ سے عذاب دیا اور قتل کیا جو ان کے اور اس کے درمیان سلطان کے ہاں شراب کی مجلسوں میں ہوتی تھیں۔ پس جب خوش قسمتی سے اسے اس کی سلطنت میں حصہ ملا تو اس نے ان کے متعلق چغلی کی تو اس نے انہیں قتل کر دیا اور قاضی ابو اسحاق الیرناسی سلطان احمد کے دوستوں میں سے تھا اور وہ اس کے شراب نوش دوستوں کے ساتھ حاضر ہوتا تھا پس ابن ابی عامر نے اسے کینہ رکھا اور اس کے خلاف اپنے سلطان کو اکسایا تو اس نے اسے مارا اور اسے گھمایا اور اس کے ساتھ نہایت برا سلوک کیا اور وہ اس کی سلطنت کو چھوڑ کر اندلس چلا گیا اور وہ سلطان احمد کی مجلس اور اس کے قید خانے کے پاس سے گزرتا تھا اور بعض اوقات وہ اسے ملا بھی کرتا تھا پس وہ نہ اس کے قریب ہوتا اور نہ اس سے گفتگو کرتا اور نہ اسکے حق میں رعایت کرتا تو اس بات نے سلطان کو برافروختہ کر دیا۔

ابن ابی عمر کی گرفتاری: اور جب وہ ابن ماسی سے فارغ ہوا تو اس نے اس ابن ابی عمر کو گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا۔ پھر اس کے بعد اسے مبتلائے آلام کیا یہاں تک کہ وہ کوڑے کھا کھا کر مر گیا اور اسے اس کے گھر لایا گیا اور اسی اثناء میں کہ اس کے گھر والے اسے قبر کی طرف لئے جاتے تھے کہ اچانک سلطان نے حکم دیا کہ عذاب کو مکمل کرنے کے لئے اسے شہر کے نواح میں گھسیٹا جائے پس اسے چارپائی سے اٹھایا گیا اور اس کی ٹانگ میں رسی باندھی گئی اور تمام شہر میں اسے گھسیٹا گیا پھر اسے ایک سنڈاس کے ڈھیر پر پھینک دیا گیا پھر اس نے ابن حسون کے دستوں پر قابو پایا جو فتنہ پرور تھے اور جب سلطان سبتہ کی طرف گیا اور اس کے دستے تادلہ میں تھے تو معقل کے مخالف عربوں نے اسے سلطان کی اطاعت کی ترغیب دی تو شروع شروع میں وہ اطاعت کرنے سے رکا پھر انہوں نے اسے مجبور کیا اور اسے سلطان کے پاس لائے تو اس نے اس بات کو دل میں پوشیدہ رکھا اور جب اس کی امارت قائم ہو گئی اور اس نے جدید شہر پر قبضہ کر لیا تو اس نے اسے گرفتار کر کے مبتلائے آلام کیا یہاں تک کہ اس کی وفات ہو گئی۔

فصل

جبل الہساکرہ میں علی بن زکریاؒ کی مخالفت اور اس کی مصیبت

جب سلطان نے جدید شہر پر قبضہ کرلیا اور اپنی حکومت پر حاوی ہو گیا تو شیخ ہسکورہ علی بن زکریا اپنے سابقہ کاموں کی وجہ سے اس کی دوستی چاہتا ہوا اس کے پاس گیا اور یہ جدید شہر کے محاصرہ میں بھی اس کے ساتھ تھا اور اس نے اسے بلایا تو وہ حکومت کے دستور کے مطابق اپنی قوم اور مصامدہ کی فوجوں کے ساتھ آیا پھر شیوخ مصامدہ میں سے محمد بن ابراہیم المیر اری اس کے ساتھ گیا اور اسے وزیر محمد بن یوسف بن علال کے ساتھ بہن کے رشتے کی وجہ سے امان حاصل تھی پس سلطان نے علی بن زکریا کی جگہ اسے والی بنا دیا تو وہ برافروختہ ہو گیا اور بغاوت اور مخالفت کرنے میں جلدی کی اور بنی عبدالحق میں سے القرابہ کے ایک آدمی کو مقرر کر دیا پس سلطان نے محمد بن یوسف بن علال اور صالح بن حمو الیابانی کے ساتھ اس کی طرف فوجیں بھیجیں اور حاکم درعہ عمر بن عبدالمؤمن بن عمر کو حکم دیا کہ وہ قبلہ کی جہت سے درعہ کی فوجوں کے ساتھ اس پر حملہ کرے پس وہ اس کی طرف گئے اور انہوں نے اس کے پہاڑ میں اس کا محاصرہ کرلیا اور انہوں نے کئی بار کوشش کی کہ وہ تمام سمیت شکست کھا جائے یہاں تک کہ انہوں نے اسے پہاڑ میں مغلوب کرلیا اور وہ ابراہیم بن عمران ضاکی کے پاس چلا گیا جو اس کے پہاڑ میں اس کا پڑوسی تھا اور اس نے امان طلب کی اور ابراہیم مخالفت اور غلبہ کی ذلت سے ڈر گیا اور وزیر محمد بن یوسف نے اس کے لئے جو خرچ دیا تھا اسے اس پر برتری دی تو اس نے اس پر غلبہ پالیا اور وزیر کو پکڑ کر فاس لے آیا اور جمعہ کے روز اسے شہر میں داخل کیا اور اس کو رسوا کیا اور قید کر دیا اور وہ سلطان ابوالعباس کی وفات تک قید میں رہا اور اس کے بعد اہل حکومت نے اس پر تہمت لگا کر اسے قتل کر دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

ابوتاشفین کا اپنے باپ کے خلاف فریادی بن کر سلطان ابوالعباس کے پاس جانا اور فوجوں کے ساتھ اس کی روانگی اور اس کے باپ سلطان ابوحمو کا قتل ہونا

ابوتاشفین بن سلطان ابی حمو نے ۷۸۸ھ کے آخر میں اپنے باپ پر حملہ کر دیا کیونکہ وہ دوسرے بھائیوں کی مدد کرتا تھا اور اسے وہران میں قید کر دیا اور فوجیں لے کر اپنے بھائیوں المنتصر' ابوزیان اور عمر کی تلاش میں نکلا پس وہ جبل تیطری کے قلعے میں قلعہ بند ہو گئے تو اس نے کئی روز تک ان کا محاصرہ کئے رکھا' پھر اسے اپنے باپ کے شر کا خیال آیا تو اس نے اپنے بیٹے ابوزیان کو اپنے ہمراز دوستوں کی ایک پارٹی کے ساتھ بھیجا جس میں وزیر عمران اور عبداللہ بن جابر خراسانی بھی شامل تھے تو انہوں نے تلمسان میں اس کے بعض لڑکوں کو قتل کر دیا اور وہران میں اس کے قید خانے میں اس کے پاس گئے پس جب اسے ان کے متعلق معلوم ہوا تو اس نے قلعے سے جھانکا اور اس نے اہل شہر میں منادی کر دی کہ وہ ان کی امان میں ہے تو وہ دوڑ کر اس کی طرف آئے اور وہ اپنے عمامے کو کمر میں باندھ کر ان کی طرف لٹکا تو انہوں نے اسے اتارا اور اسے گھیر لیا اور اسے اس کے تخت پر بٹھایا اور اس میں شہر کے خطیب ابن حذورۃ نے بڑا پارٹ ادا کیا۔

ابوزیان کا فرار اور ابوحمو کا تعاقب: اور ابوزیان بن ابی تاشفین بھاگ کر تلمسان آیا اور سلطان ابوحمو نے اس کا تعاقب کیا تو وہ وہاں سے اپنے باپ کے پاس بھاگ گیا اور ابوحمو تلمسان میں اس حال میں داخل ہوا کہ وہ کھنڈر بن چکا تھا اور اس کی فصیلیں برباد ہو چکی تھیں پس اس نے اس میں اپنی رسم حکومت قائم کی اور ابوتاشفین کو بھی اطلاع پہنچ گئی تو وہ تیطری سے بھاگا اور تیزی کے ساتھ تلمسان میں داخل ہو گیا اور اس کے باپ نے مسجد کی اذان گاہ میں پناہ لی تو اس نے اسے وہاں سے اتارا اور اس کے قتل سے باز رہا اور اس کے باپ نے اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے مشرق کی طرف سفر کرنے کے بارے میں اس سے التجا کی تو اس نے اس کی مدد کی اور اسے ایک عیسائی تاجر کو سپرد کرتے ہوئے کشتی میں سوار کروا کر اسکندریہ کی طرف بھیج دیا اور جب وہ بجایہ کی بندرگاہ کے سامنے پہنچا تو اس نصرانی نے اس کا راستہ چھوڑنے کے

بارے میں نرمی سے بات کی تو اس نے اس کی حاجت پوری کر دی اور اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا اور اس نے بجایہ کے حکمران کو پیغام بھیجا اور اسے وہاں اترنے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور وہ وہاں سے الجزائر کی طرف چلا گیا اور عربوں سے خادم مانگے اور تلمسان کا معاملہ اس کے لئے مشکل ہو گیا پس وہ صحرا کی طرف چلا گیا اور مغرب کی جہت سے تلمسان کی طرف آیا اور اپنے بیٹے تاشفین کی فوجوں کو شکست دی اور تلمسان پر قبضہ کر لیا اور ابوتاشفین وہاں سے بھاگ کر نکلا اور سوید کے قبائل کے سرمائی مقامات میں چلا گیا اور ابوحمو جب ۹۰ ےھ میں تلمسان میں داخل ہوا اور ان واقعات کی مکمل تفصیل پہلے گزر چکی ہے پھر ابوتاشفین' شیخ سوید بن محمد بن عریف کے ساتھ سلطان ابوالعباس کے پاس اپنے باپ کے خلاف فریادی بن کر اس کی امداد سے حملہ کی امید کرتے ہوئے گیا پس سلطان نے ان سے بہت شاندار وعدے کئے اور ابوتاشفین ان کا انتظار کرنے لگا اور وزیر محمد بن یوسف بن علال اسے وعدے دینے لگا اور اسے تمنائیں دلانے لگا اور اس سے وفاداری کے وعدے کرنے لگا اور سلطان ابوحمو نے ابن الاحمر کی طرف پیغام بھیجا تاکہ وہ بنی مرین کی حکومت پر اس کے احسانات کو معلوم کرے جیسے کہ وہ حیلے کے ساتھ اسکے پاس پہنچا کہ انہیں ابوتاشفین کی امداد سے روکے' پس ابن الاحمر نے اس بارے میں وضاحت کی اور اسے اپنی اہم حاجات میں سے قرار دیا اور سلطان ابوالعباس سے گفتگو کی کہ وہ ابوتاشفین کو اس کی طرف بھیج دے تو اس نے اس بارے میں بہانے سے کام لیا کہ اس نے اس کے بیٹے ابوفارس کی پناہ اور امان لی ہے اور وزیر ابن علال ہمیشہ ہی اپنے سلطان اور ابن الاحمر کو فریب دینے کے لئے چکر لگاتا رہا یہاں تک کہ اس کا کام مکمل ہو گیا اور سلطان نے اس سے نگرانی کا وعدہ پورا کیا اور اپنے بیٹے امیر ابوفارس اور وزیر ابن علال کو ان کے خیرخواہ بنا کر بھیجا اور یہ تازا پہنچ گئے۔

ابوحمو کی تلمسان سے روانگی: اور ابوحمو کو اطلاع ملی تو وہ فوجوں کے ساتھ تلمسان سے نکلا اور اس نے عبیداللہ کے اپنے مددگاروں سے دوستی کی اور جبل بنی راشد جو تلمسان پر جھانکتا ہے' کے پیچھے الغیران مقام پر اترا اور وہاں پہاڑ میں قلعہ بند ہو کر ٹھہر گیا اور جاسوس تازا میں بنی مرین کی فوجوں کے پاس اس کی جگہ پر آئے اور الغیران سے اس کے اعراب بھی آئے اور انہوں نے اس سے جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا اور وزیر علال اور ابوتاشفین اور وہ صحرا میں چلے گئے اور ان کا راہنما سلیمان بن ناجی تھا جو احلاف میں سے تھا یہاں تک کہ انہوں نے ابوحمو اور اس کے ساتھ جو الجراح کے قبائل تھے ان پر الغیران میں صبح کو حملہ کر دیا پس انہوں نے ایک گھنٹہ تک ان سے نبرد آزمائی کی اور شکست کھا کر بھاگ گئے اور سلطان ابوحمو کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ گر پڑا۔

ابوحمو کا قتل: اور ابوتاشفین کے چند اصحاب نے اسے پکڑ لیا اور نیزے بار بار کے قتل کر دیا اور اسکے سر کو ان کے بیٹے تاشفین اور وزیر ابن علال کے پاس لے آئے جسے انہوں نے سلطان کی طرف بھجوا دیا اور اس کا بیٹا عمیر قیدی بنا کر لایا گیا تو اس کے بھائی ابوتاشفین نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو بنو مرین نے کئی دنوں تک اسے روکے رکھا پھر انہوں نے اسے اس پر قابو دے دیا تو اس نے اسے قتل کر دیا اور ۱۹ ےھ کے آخر میں تلمسان میں داخل ہوا اور وزیر اور بنی مرین کی افواج نے شہر سے باہر خیمے لگا لئے یہاں تک کہ اس نے انہیں وہ مال دے دیا جس کی اس نے ان کے ساتھ شرط کی تھی پھر وہ مغرب کی طرف واپس لوٹ گئے اور ابوتاشفین حاکم مغرب سلطان ابوالعباس کی دعوت کو قائم کرتے ہوئے تلمسان

میں ٹھہر گیا اور تلمسان اور اس کے مضافات کے منابر پر اس کا خطبہ دینے لگا اور ہر سال اسے وہ ٹیکس بھیجنے لگا جو اس نے اپنے آپ پر لازم کیا تھا اور ابوحمو نے جب تلمسان پر قبضہ کیا تو اس نے اپنے بیٹے ابوزیان کو الجزائر کا والی مقرر کیا پس جب اسے اپنے باپ کے قتل ہونے کی اطلاع ملی تو وہ غضب ناک ہو گیا اور حصین کے قبائل کے پاس گفتگو کرنے اور مدد طلب کرنے کے لئے گیا اور زغبہ کے بنی عامر کا وفد اس کے پاس اُسے حکومت کی دعوت دیتا ہوا آیا تو وہ ان کے پاس گیا اور ان کا شیخ مسعود بن صغیر اس کی دعوت کا ذمہ دار بن گیا اور ان سب نے رجب ۷۹۲ھ میں تلمسان پر حملہ کر دیا اور کئی روز تک اس کا محاصرہ کئے رکھا پھر ابوتاشفین نے عربوں میں مال تقسیم کیا تو وہ ابوزیان سے الگ ہو گئے اور ابوتاشفین نے اسی سال کے شعبان میں انہیں جا کر شکست دی اور معقل کے قبائل سے دوستی کی اور شوال میں دوبارہ تلمسان کا محاصرہ کیا اور ابوتاشفین نے اپنے بیٹے کو داد خواہ بنا کر مغرب کی طرف بھیجا تو وہ فوجوں کی مدد کے ساتھ آیا اور جب تاوریرت پہنچا تو ابوزیان تلمسان سے ہٹ گیا اور صحرا کی طرف بھاگ گیا پھر اس نے حاکم مغرب کی طرف جانے کا ارادہ کیا پس وہ داد خواہ بن کر اس کے پاس گیا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اس کے دشمن کے مقابلہ میں اُسے مدد دینے کا وعدہ کیا اور ابوتاشفین کی وفات تک اس نے وہیں قیام کیا۔

فصل

ابوتاشفین کی وفات اور حکمران مغرب کا تلمسان پر قبضہ کرنا

یہ امیر ابوتاشفین ہمیشہ ہی تلمسان پر قابض رہا اور اس میں حاکم مغرب ابوالعباس بن سلطان ابی سالم کی دعوت قائم کرتا رہا اور اس نے جو ٹیکس قبضہ کے وقت سے اپنے پر لازم قرار دیا تھا اسے ادا کرتا رہا اور اس کا بھائی امیر ابوزیان، حاکم مغرب کے پاس اس کے خلاف اس کی مدد کا منتظر رہا یہاں تک سلطان ابوالعباس، بعض شاہانہ وسوسوں کے بارے میں ابوتاشفین پر بگڑ گیا تو اس نے ابوزیان کے داعی کی بات کو قبول کیا اور اسے تلمسان کی حکومت کے لئے فوجیں تیار کر کے دیں پس وہ ۷۹۵ھ کے نصف میں اس کام کے لئے گیا اور تازا پہنچا اور ابوتاشفین کو ایک مزمن مرض نے آ لیا پھر وہ اسی مرض سے اسی سال رمضان میں فوت ہو گیا اور اس کی حکومت کا منتظم ان کا پروردہ احمد بن العز تھا پس اس نے اس کے بیٹوں میں سے ایک بچے کو اس کے بعد حکمران بنا دیا اور خود اس کی کفالت کرنے لگا اور یوسف بن ابی حمو جسے ابن الزابیہ کہتے ہیں وہ ابوتاشفین سے پہلے الجزائر کا والی تھا پس جب اسے اطلاع ملی تو وہ عربوں کے ساتھ تیزی کے ساتھ چلا اور تلمسان میں داخل ہو گیا اور احمد بن العز اور اپنے بھائی ابوتاشفین کے مکفول بیٹے کو قتل کر دیا اور جب حاکم مغرب سلطان ابوالعباس کو اطلاع ملی تو وہ تازا کی طرف آیا اور وہاں سے اس نے اپنے بیٹے ابوفارس کو فوجوں کے ساتھ بھیجا اور ابوزیان بن ابی حمو کو فاس کی طرف واپس کر دیا اور اس پر بھروسہ کیا اور اس کے بیٹے ابوفارس نے جا کر تلمسان پر قبضہ کر لیا اور اس میں اپنے باپ کی دعوت کو قائم کیا اور اس کے باپ کا وزیر صالح بن حمو ملیانہ آیا اور اس نے ملیانہ اور اس کے بعد جزائر پر قبضہ کر لیا اور حدود بجایہ تک آ گیا اور یوسف بن الزابیہ قلعہ تاجموت میں قلعہ بند ہو

گیا اور وزیر صالح نے اس کا محاصرہ کر لیا اور مغرب اوسط سے بنی عبد الواد کی دعوت کا خاتمہ ہو گیا۔

فصل

حاکم مغرب ابوالعباس کی وفات اور ابوزیان بن ابوحمو کا تلمسان اور مغرب اوسط پر قبضہ کرنا

جب سلطان ابوالعباس بن ابی سالم پر اپنے بیٹے ابو فارس کو تلمسان کی طرف بھیجا تو اس نے تلمسان پر قبضہ کر لیا اور وہ خود تازا میں ٹھہر کر اپنے بیٹے اور اپنے وزیر صالح کے حالات کی نگرانی کرتے لگا جو بلاد شرقیہ کی فتح کے لئے آیا تھا اور معقل میں سے اولاد حسین کے امیر یوسف بن علی بن غانم نے ۷۹۳ھ میں حج کیا اور مصر کے ترکی بادشاہ ملک الظاہر سے رقوق میں ملا اور سلطان کو تحائف پیش کئے اور اسے اپنی قوم میں اپنے مقام کے متعلق بتایا تو اس نے اس کی عزت افزائی کی اور ادائیگی حج کے بعد اسے حاکم مغرب کے پاس تحائف لے جانے کے لئے سواریاں دیں جن میں اس نے بادشاہوں کے دستور کے مطابق اسے اپنے ملک کا نادر سامان دیا' پس جب یوسف ان تحائف کے ساتھ سلطان ابوالعباس کے پاس آیا تو اس نے ان کی قدر کی اور ان کی نمائش کی مجلس میں بیٹھا اور ان پر فخر کیا اور ان کے بدلے میں بہترین گھوڑے' کپڑے اور سامان دینے کی تیاری میں لگ گیا یہاں تک کہ اس نے اپنی مرضی کے مطابق تیاری مکمل کر لی اور انہیں ان کے حامل اول یوسف بن علی کے ساتھ بھیجنے کا عزم کر لیا اور یہ کہ وہ اسے تازا میں اپنے قیام کے دنوں میں بھیجے گا' پس وہاں اُسے مرض نے آ لیا اور اسی مرض سے محرم ۷۹۶ھ میں اس کی وفات ہو گئی اور انہوں نے اس کے بیٹے ابو فارس کو تلمسان سے بلایا اور تازا میں اس کی بیعت کی اور اس کی جگہ اسے حکمران بنایا اور اس کے ساتھ فاس واپس آ گئے اور ابوزیان بن ابی حمو کو قید سے رہا کر دیا اور اسے تلمسان کا امیر اور اس میں سلطان ابی فارس کی دعوت کا منتظم مقرر کر کے بھجوایا پس اس نے وہاں جا کر اس پر قبضہ کر لیا اور اس کا بھائی یوسف بنی عامر کے قبائل سے جا ملا جو تلمسان کی حکومت کا خواہاں تھا اور اس پر حملہ کرنا چاہتا تھا پس جب اسے پتہ چلا تو اس نے ابوزیان کو ان کی طرف بھیجا اور ان کے لئے بہت مال خرچ کیا کہ وہ اسے اس کے پاس بھجوا دیں تو انہوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور اسے ابوزیان کے ثقہ آدمیوں کے سپرد کر دیا اور وہ اسے لے کر چل پڑے تو عرب کے بعض قبائل نے انہیں روکا تا کہ اسے ان سے چھڑا لیں تو انہوں نے جلدی سے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو اس کے بھائی ابوزیان کے پاس لے آئے پس ان کے احوال پُر سکون ہو گئے اور اس کے مرنے سے فتنہ ختم ہو گیا اور اس کی حکومت کے امور درست ہو گئے اور وہ اس زمانے تک اسی حال میں ہیں۔ واللّٰہ غالب علیٰ امرہ و ھو علیٰ کل شئی قدیر۔

سلطان ابو العباس احمد بن ابی سالم ابراہیم بن ابی الحسن علی بن ابی سعید عثمان بن یعقوب بن عبدالحق

المنتصر
ابو الفضل

موسیٰ بن ابی عنان
السعید بن عبدالعزیز
الواثق بن الفضل

عبدالرحمن بن علی بن ابی یفلوسن بن ابی الحسن

عبدالحلیم
عبدالمومن
منصور بن سلیمان بن منصور بن ابی مالک عبدالواحد
ابو ثابت بن ابی عامر بن ابی یعقوب یوسف
عبداللہ العجوب
محمد اعلنشد
علی بن مسندین

یحییٰ
محمد
عثمان
ال کی بن ورتطین

فصل

اندلس کے مجاہد غازیوں میں سے آل عبدالحق کے ان نمائندو القرابة کے حالات جنہوں نے ابن الاحمر کی حکومت میں حصہ داری کی اور اس کے جہاد کی بے نظیر سیادت کی

جب سے بنی عبدالمومن کی امارت کا خاتمہ ہوا اور ابن الاحمر نے جزیرہ اندلس کی امارت سنبھالی' سمندر سے پرے جزیرہ اندلس کے حالات خراب تھے اور اس کے محافظ کم ہو گئے تھے' ہاں قبائل زناتہ جو دوبارہ حکومت کے خواہش مند تھے اور مغرب کے مقبوضات کو تقسیم کرنے والے تھے ان کے حالات عمل جہاد کی وجہ سے درست تھے خصوصاً بنی مرین کے جو مغرب اقصیٰ کے باشندے تھے اور اندلس کے کنارے کے علاقوں سے تعلق رکھتے تھے اور دو کناروں کے قریب آبنائے جبرالٹر میں متعدد فرائض سرانجام دیتے تھے اور ہمیشہ سے جبرالٹر کے باشندے قدیم زمانے سے اسی وجہ سے سواحل مغرب کے درے دہانہ پر رہے ہیں۔

اور جب بنو مرین نے ان کے مقبوضات پر قبضہ کیا اور اندلس میں مسلمانوں کے حالات خراب ہو گئے اور طاغیہ نے ان کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ انہیں سمندر کے کنارے کی طرف جانے پر مجبور کر دیا اور قوسرہ اور دین کے ماوراء علاقے کو مخصوص کر لیا اور بنو حفص نے شرق اندلس میں برشلونہ اور قطلو مہ کے باشندوں کو ترجیح دی اور قرطبہ اشبیلیہ اور بلنسیہ کا معاملہ علاقوں میں پھیل گیا جس کی وجہ سے مسلمان غضب ناک ہو گئے اور جہاد اور مال و جان سے اندلس کی امداد کرنے میں رغبت کرنے لگے اور امیر ابوزکریا بن حفص نے اس وجہ سے کہ وہ حاکم وقت تھا اور غلبہ کا امیدوار تھا لوگوں سے اس بارے میں سبقت کی اور جب انہوں نے ان کی دعوت کے قیام کو ترجیح دی اور مشائخ کو اپنی بیعت کے ساتھ اس کے پاس بھیجا تو اس کے بعد اس نے اپنے بہت سے اموال کو ان کی امداد میں خرچ کر دیا اور یعقوب بن عبدالحق کو جہاد کا بہت شوق تھا پس اس نے اپنے بھائی ابو یحییٰ کی حکومت میں اس کام کے لئے جانے کا عزم کیا تو اس نے اس بخل کی وجہ سے کہ وہ اس سے دور چلا جائے گا اسے روک دیا اور حاکم سبتہ ابوعلی بن خلاص کو بھی اسے روکنے کا اشارہ کیا پس اس نے اس کے لئے راستہ کو سخت کر دیا اور اس کے راستے بند کر دیے۔

اور جب یعقوب بن عبدالحق نے اپنے بھائی ابو یحییٰ کے بعد مغرب کی سلطنت سنبھالی تو اس نے بالکل ذریعہ لگائی اور اس کے بھتیجے ادریس بن عبدالحق کے معاملے نے اسے فکر مند کر دیا کیونکہ ان میں نمائندگی اور اس کے بیٹوں سے حسد پایا جاتا تھا۔

عامر بن ادریس کا اذنِ جہاد حاصل کرنا: اور ان میں سے عامر بن ادریس نے کنارے کے بعد اس سے جہاد کی اجازت مانگی تو اس نے اسے غنیمت جانا اور اسے زناتہ کے تین ہزار سے زائد رضا کاروں کا افسر مقرر کر دیا اور اس کے ساتھ اس کے عم زاد رحو بن عبداللہ بن عبدالحق کو بھی بھیجا اور وہ ۶۶۱ھ میں اندلس کی طرف روانہ ہوئے اور انہوں نے جہاد میں نہایت شاندار کارنامے سرانجام دیے اور عامر بن ادریس مغرب کی طرف واپس آ گیا اور القرابہ کی بغاوت بڑھ گئی اور زناتہ کے سرداروں نے اس جیسے کاموں میں ان کا مقابلہ کیا پس مغرب اوسط میں عبدالملک یغمراسن بن زیان اور عامر بن مندیل بن عبدالرحمٰن اور زیان بن محمد بن عبدالقوی جیسے شہزادگان اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے اندلس کی طرف جہاد کے لیے جانے کا باہم معاہدہ کر لیا اور ان کی قوم کے جو لوگ ان کے ساتھ چلے ان کے ساتھ وہ ۶۶۲ھ میں چلے گئے اور اندلس زناتہ کے سرداروں اور ملک کے شرفاء سے بھر گیا اور ان کے شرفاء میں سے جو لوگ گئے ان میں بنو عیسیٰ بن یحییٰ بن وسناف بن عبو بن ابی بکر بن حمامہ اور سلیمان اور ابراہیم شامل تھے اور ان دونوں نے جہاد میں قابل تعریف کارنامے سرانجام دیے اور جب موسیٰ بن رحو نے سلطان اور ان کے باپ کے بیٹوں عبداللہ بن عبدالحق نے قلعہ علودان میں جنگ کی اور اس کے عہد پر اترے تو وہ تلمسان چلا گیا اور بنو عبداللہ بن عبدالحق اور ادریس بن عبدالحق بقیہ لوگوں کے درمیان ایک پارٹی تھے کیونکہ عبداللہ اور ادریس سوط النساء دختر عبدالحق کے حقیقی بھائی تھے پس ابو یعقوب بن عبدالحق بن عبداللہ اپنے عم زاد محمد بن ادریس کو منتخب کیا اور اس نے ۶۶۳ھ میں قصر کتامہ میں سلطان کے خلاف بغاوت کر دی پھر اس کے چچا نے اسے راضی کر لیا اور اسے اتار لیا اور یعقوب بن عبدالحق اپنی بغاوت پر قائم رہ کر جہات میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ سلطان کے مددگاروں میں سے طلحہ بن محلی نے اسے ۶۶۳ھ میں سلا کی جہات میں قتل کر دیا۔ اور سلطان اس کے معاملے کو کافی ہو گیا اور جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سلطان نے اپنے بیٹے ابو مالک کو ولی عہد مقرر کیا تھا پس ان القرابہ نے اس بارے میں اس سے حسد کیا اور بغاوت کر دی اور ابن ادریس قلعہ علودان میں چلا گیا اور موسیٰ بن رحو بن عبداللہ اپنے چچا ابی عباد بن عبدالحق کے لڑکوں کے ساتھ جبال غمارہ میں چلا گیا اور سلطان نے ان سے جنگ کی یہاں تک کہ وہ اس کے عہد میں اتر آئے اور اس نے ۶۶۴ھ میں انہیں اندلس بھیج دیا پس سلطان ابن الاحمر کے ہاں پر اسے تمام مجاہد غازیوں کا سالار مقرر کر دیا کیونکہ وہ ان کا سردار اور مسئول تھا جونہی وہ مغرب کی طرف واپس آیا سلطان نے اس کی جگہ اس کے بھائی عبدالحق کو مقرر کر دیا پھر اس نے ناراض ہو کر چھوڑ اور تلمسان آ گیا اور اس نے اس کی جگہ ابراہیم بن عیسیٰ بن یحییٰ بن دسناف کو مجاہد غازیوں کو سالار مقرر کر دیا یہاں تک کہ وہ حال ہوا جس کا ہم ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

فصل

اندلس میں ریاست کے فاتح موسیٰ بن رحو اور اس کے بھائی عبدالحق اور ان دونوں کے بعد اس کے بیٹے حمو بن عبدالحق کے حالات

جب سلطان شیخ ابن الاحمر فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا سلطان فقیہ حکمران بنا اور مسلمانوں کا دادخواہ بن کر سلطان یعقوب بن عبدالحق کے پاس گیا تو پہلی دفعہ وہ ۶۷۳ھ میں اس کے پاس گیا اور اس نے نصرانیہ کے لیڈر پر حملہ کیا اور زعیم ذنبہ کو قتل کر دیا اور اسے اندلس پر غلبہ حاصل ہو گیا اور ابن الاحمر نے اپنے معاملے میں سوچا اور اپنے انجام سے ڈر گیا اور اس نے توقع کی کہ اس کا معاملہ اس کے ساتھ یوسف بن تاشفین جیسا ہو اور جیسا کہ مرابطین کا ابن عباد کے ساتھ تھا اور اندلس میں بنوشقیلہ اس کے قرابت دار تھے جنہوں نے اس کے مقبوضات میں اس سے حصہ داری کی تھی اور وہ وادی آش مالقہ اور قمارش میں علیحدہ ہو گئے تھے جیسا کہ ہم نے سلطان کے ساتھ اس کے حالات میں بیان کیا ہے اور اسی طرح رؤسائے اندلس میں سے ابن حجبر ریل اور ابن الدلیل نے اس کے خلاف بغاوت کر دی تھی اور وہ مسلمانوں کے بلاد پر حملے کرتے تھے اور انہوں نے نصرانیہ کی فوجوں سے کمک طلب کی اور غرناطہ سے جنگ کی اور جہات میں فساد کیا اور جب اندلس میں یعقوب بن عبدالحق کے قدم جم گئے تو ان باغیوں نے اپنے ہاتھ اس سے جوڑ لیے اور ان سب سے ابن الاحمر اپنے بارے میں خوف کھانے لگا اور سلطان یوسف سے بدل گیا اور اس سے دشمنی کی اور اپنے قرابت دار شرفاء سے اس کے خلاف مدد مانگی اور یہ القرابۃ رحو بن عبداللہ بن عبدالحق اور ادریس بن عبدالحق کی اولاد میں سے تھے اور سب کے سب سوط النساء کی طرف منسوب ہوتے تھے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور ابوعیاد بن عبدالحق کے لڑکوں نے جب سلطان سے خوف اور ملامت کو محسوس کیا تو جہاد کا ارادہ کر کے اندلس چلے گئے اور اس کی جگہ سے بھاگ کر خوف سے دور ہو گئے اور جب انہوں نے سلطان ابویوسف کے خلاف بغاوت کی تو اس نے انہیں اندلس واپس بھیج دیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اولاد عبدالحق اور اولاد وسناف میں اولاد دبردل اور تاشفین بن معطی جو بنی محمد میں سے بنی تیربیعن کا سردار تھا ان میں سے ایک پارٹی ابن الاحمر کے پاس اکٹھی ہو گئی اور اولاد محلی نے جو سلطان ابویوسف کے ماموں تھے ان کی پیروی کی اور ابن الاحمر ان کو زناتہ کے مجاہد غازیوں پر دارالحرب میں امیر مقرر کیا کرتا تھا۔

موسیٰ کا امیر مقرر ہونا: پس سب سے پہلے اس نے موسیٰ بن رحو کو ۶۷۳ھ میں امیر مقرر کیا اور اس کے مغرب کی طرف واپس آ جانے کے بعد عبدالحق کو اور پھر ان دونوں کے اکٹھا واپس آنے کے بعد ابراہیم بن عیسیٰ کو امیر مقرر کیا جیسا کہ ہم بیان

کر چکے ہیں پھر یہ دونوں واپس آ گئے تو اس نے موسیٰ بن رحو کو دوبارہ ان کے اشیاخ پر امیر مقرر کیا اور ریاست میں اس کے قدموں کو مضبوطی پر قائم کر دیا تا کہ وہ سلطان ابو یوسف کو اچھی طرح ان سے ہٹا سکے۔ پھر امارت ان کے درمیان اور ان میں سے عمر کے درمیان یکے بعد دیگرے چلتی رہی اور اس سے قبل بعض اوقات اس نے بعض غزوات میں یعلی بن ابی عیاد بن عبدالحق اور تاشفین بن معطی کو بھی ۹ ۷۷ ھ کے آخر میں امیر مقرر کیا اور اس کے ساتھ طلحہ بن یحلی کو بھی پس انہوں نے طاغیہ کو مسلمانوں کا محاصرہ کرنے سے پہلے ہی روک لیا اور بعض اوقات انہیں غلبہ بھی حاصل ہوا پھر اس کے اور سلطان ابو تاشفین کے درمیان اختلاف ہو گیا اور ابن الاحمر نے اپنی بعض جنگوں میں ان کے ساتھ یعلی بن ابی عیاد کو تمام زناتہ پر امیر مقرر کر دیا اور انہیں اپنے جھنڈے تلے جمع کر لیا پس ابو یوسف کی فوجیں منتشر ہو گئیں اور انہوں نے اس پر غلبہ پا لیا۔

مندیل کی گرفتاری: اور جنگ میں اس کے بیٹے مندیل کو گرفتار کر لیا اور اسے قیدی بنا کر لے آئے یہاں تک کہ سلطان ابن الاحمر نے اسے اس صلح میں جو اس کی موت کے بعد اس کے باپ یوسف بن یعقوب کے ساتھ ہوئی رہا کر دیا اور اس کے بعد موسیٰ بن رحو نے اندلس کے غازیوں کی امارت کو اپنی وفات تک اپنے لئے مخصوص کر لیا اور اس کے بعد امارت کو اس کے بھائی عبدالحق نے سنبھالا یہاں تک کہ ۹ ۷۷ ھ میں فوت ہو گیا اور وہ مسلمانوں کے دشمن کے خلاف مظفر و منصور تھا اور جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کا بیٹا حمو بن عبدالحق والی بنا اور یہ امارت مسلسل بنی رحو میں رہی یہاں تک کہ ان میں سے ان کے بھائیوں بنی ابی العلاء وغیرہ میں منتقل ہو گئی اور حمو بعد ازاں عثمان بن ابی العلاء کے مددگاروں میں شامل ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

ابراہیم بن عیسیٰ کا قتل: اور ابراہیم بن عیسیٰ الونشانی مغرب کی طرف لوٹ آیا اور یوسف بن یعقوب کے ہاں اترا اور اس نے اسے عمر رسیدہ اور نابینا ہو جانے کے بعد اور تلمسان کے محاصرہ کے کچھ عرصہ بعد اس کی جگہ پر اسے قتل کر دیا اور ابن ابی عیاد کی وفات ۸۷۷ ھ اور معطی بن ابی تاشفین کی وفات ۹ ۸۷ ھ اور طلحہ بن یحلی کی وفات ۸۶ ۷ ھ میں ہوئی۔

فصل

اندلس کے شیخ الغزاۃ عبدالحق بن عثمان کے حالات

یہ عبدالحق مرینی حکومت کے شرفاء میں سے تھے جو محیو بن عبدالحق کی اولاد میں سے تھا جو اپنے باپ عبدالحق کے بعد بنی مرین کا دوسرا امیر تھا اور اس کا باپ عثمان بن محمد جہاد کے دنوں میں ایک دن ۹ ۷۷ ھ میں اندلس میں فوت ہو گیا اور اس عبدالحق نے سلطان یوسف بن یعقوب کی گود میں پرورش پائی یہاں تک کہ اس نے وزیر رحو بن یعقوب کے ساتھ ابوالربیع کے خلاف خروج کیا جسے ہم نے اس کے حالات میں بیان کیا ہے اور تلمسان چلا گیا اور وہاں سے اندلس چلا گیا اور ان دنوں اس کا سلطان ابوالجیوش بن سلطان فقیہ اور شیخ زناتہ حمو بن عبدالحق بن رحو تھے اور شاہ مشرب سلطان ابوسعید نے انہیں اپنی قید سے مخاطب کیا تو انہوں نے اسے جواب دیا اور وہ اپنے قید خانے سے بھاگ کر دار الحرب میں چلا گیا۔

ابو الولید کی بغاوت: اور جب ابو الولید بن رئیس ابی سعید نے بغاوت کی اور مالقہ میں اپنی بیعت لی اور غرناطہ جاکر اس سے جنگ کی اور غرناطہ سے باہر فریقین کے درمیان جنگ ہوئی اور ان دونوں کی جنگوں میں حمو بن عبدالحق قیدی ہو کر پکڑا گیا اور اسے سلطان ابو الولید کے پاس لایا گیا اور ان کے ساتھ اس کا چچا ابو العباس بن رحو بھی تھا پس ان نے اپنے بھتیجے کی گرفتاری سے انکار کیا اور اسے چھوڑ کر اپنے سلطان کے پاس آ گیا تو ان نے اس وجہ سے اس پر تہمت لگائی اور اس کی بجائے غازیوں پر عبدالحق بن عثمان کو دارالحرب سے اس کی جگہ سے بلا کر امیر مقرر کیا پھر ابو الولید نے غرناطہ میں ان پر غلبہ پا لیا اور ابو الجیوش ابن صلح پر تجوان کے درمیان نے طے ہوئی وادی آش کی طرف منتقل ہو گیا اور عبدالحق بن عثمان اس کے ساتھ اپنے کام کے لئے گیا پھر اس کے بعد ابو الجیوش کے درمیان ناراضگی ہو گئی جس کی وجہ سے وہ طاغیہ کے پاس چلا گیا اور سبتہ کی طرف گیا پس ابو یحییٰ بن ابی طالب الغرفی نے سلطان ابو سعید کے محاصرہ کے ایام سے اس سے مدد مانگی اور اس نے اس کی سرحد کی حفاظت اور اس کے دفاع میں یادگار کارنامے دکھائے تھے پھر سلطان ابو سعید نے یحییٰ الغرفی سے مصالحت کی اور اس سے الگ ہو گیا۔

عبدالحق بن عثمان کی افریقہ روانگی: پس عبدالحق بن عثمان افریقہ روانہ ہو گیا اور ۷۱۹ھ میں ابی عبدالرحمٰن بن عمر کے ہاں بجایہ میں اترا جو سلطان ابو یحییٰ کا ساتھی تھا جس نے غربی سرحدوں کو اپنے لئے مخصوص کر لیا تھا پس ان نے ان کو خوش آمدید کہا اور اس کی خوب پذیرائی کی اور اس کی عزت افزائی کے لئے شہر کے میدان میں الزانیۃ میں اس کے لئے خیمے لگائے اور اسے اور اس کے اصحاب کو ایک سو پچاس گھوڑے دیے پھر ان کو تونس میں سلطان کے پاس لایا تو اس نے انہیں خوش آمدید کہا اور عبدالحق کو اپنے ساتھ ملا لیا اور اس کو دوستی اور صحبت کے لئے مخصوص کیا اور اس سے اور اس کی پارٹی سے مدد مانگ کر اس کے مقام کو بلند کیا اور جب سلطان نے محمد بن سید الناس کو ۷۲۷ھ میں اپنی دربانی پر مقرر کیا اور اسے اس کام کے لئے بجایہ کی سرحد سے بلایا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں تو اس کی ریاست عظیم ہو گئی اور اس کی پوشیدگی سخت ہو گئی اور ایک روز عبدالحق اس کے دروازے سے پوشیدہ ہو گیا تو وہ اس سے ناراض ہوا اور غصے ہو کر چلا گیا اور اپنے بھائی کے خلاف بغاوت کرنے کے لئے ابو فارس سے سازش کی تو اس نے اس کی بات کو قبول کیا اور اس نے اسے تونس سے نکالا پس ان کے حالات اور ابو فارس کے قتل اور عبدالحق کے تلمسان جانے اور ابو تاشفین کے ہاں اترنے اور ۷۲۹ھ میں بنی عبدالواد کی فوجوں کے ساتھ افریقہ کی طرف جنگ کے لئے جانے کے واقعات کو ہم نے حفصی حکومت کے حالات میں بیان کیا ہے پھر جب بنو عبدالواد تلمسان کی طرف واپس آئے تو مولانا سلطان ابو یحییٰ نے اس سال کے آخری دنوں میں تونس جانے کا ارادہ کیا۔

مقرر کردہ سلطان ابن عمران کا فرار: اور بنی حفص میں سے تونس کا مقرر کردہ سلطان ابن عمران عرب قبائل کی طرف بھاگ گیا اور اس نے عبدالحق بن عثمان کے بھتیجے ابی رزیق کو اس کے ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا اور اسے نیزے مار مار کر قتل کر دیا اور عبدالحق بن عثمان تلمسان میں اپنی جگہ پر واپس آ گیا لیکن وہ اعزاز و اکرام کے ساتھ ابو تاشفین کے ہاں اپنے ٹھکانے پر ٹھہرا یہاں تک کہ جس روز سلطان ابو الحسن نے ۷۳۷ھ میں تلمسان میں ان پر حملہ کیا وہ ابو تاشفین کے مرنے سے مر گیا اور یہ سب کے سب بادشاہ کے محل کے پاس قتل کئے گئے یعنی ابو تاشفین اور اس کے دونوں بیٹے عثمان اور مسعود اور اس کا

حاجب موسیٰ بن علی اور ان کا نائب مہمان عبدالحق اور اس کا بھتیجا ابو ثابت پس ان کے سر کاٹ دیئے گئے اور عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے ان کے اعضاء کو محل کے میدان میں چھوڑ دیا گیا جیسا کہ ہم نے ابو تاشفین کے حالات میں بیان کیا ہے۔

فصل

اندلس کے مجاہد غازیوں کے امراء میں سے عثمان بن ابی العلاء کے حالات

عبدالحق کی اولاد میں سے سوط النساء کے لڑکے جتھے دار اور اپنی قوم پر غالب تھے اور وہ اس کے دونوں حقیقی بیٹوں ادریس اور عبداللہ کی اولاد تھے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور ادریس اکبر کی وفات اس کے باپ کی وفات کے روز تافریطت میں ہوئی اور عبداللہ اس سے پہلے فوت ہوا اور عبداللہ نے تین بیٹے چھوڑے جن سے اس کی نسل پھیلی اور وہ یعقوب، رحو اور ادریس تھے اور جب ابو یحییٰ بن عبدالحق نے ۶۴۹ھ میں سلا کو فتح کیا تو ان میں سے یعقوب کو اس کا امیر مقرر کیا پھر اس کے بعد اس نے ۶۵۸ھ میں اپنے چچا یعقوب کے خلاف بغاوت کر دی اور نصاریٰ نے اس پر جو حملہ کیا اس کا ذکر ہم کر چکے ہیں اور یعقوب بن عبدالحق نے اسے چھین لیا اور یعقوب بن عبدالحق بلاد غمارہ میں علودان چلا گیا اور وہاں قلعہ بند ہو گیا اور اس کے بعد اس کے چچا ادریس کے دو بیٹوں عامر اور محمد نے بغاوت کی اور قصر کبیر میں کود پڑے اور سوط النساء کی سب اولاد بھی ان کے ساتھ مل گئی اور سلطان نے ان سے مطالبہ کیا تو وہ جبال غمارہ میں چلے گئے اور اس نے ان سے جنگ کی اور اس کے بعد انہیں امان دے کر اتار لیا اور ۶۶۰ھ میں اس نے عامر کو اندلس کے ساتھ جنگ کرنے پر مقرر کیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اس کے ساتھ رحو بن عبداللہ کو بھی بھیجا اور محمد بن عامر واپس آ گیا اور ۶۷۰ھ میں تلمسان گیا اور وہاں سے اندلس چلا گیا پھر انہوں نے ۶۹۱ھ میں سلطان یعقوب بن عبدالحق کے خلاف بغاوت کی اور ان کے ساتھ ابی عیاد بن عبدالحق کے لڑکے بھی تھے اور انہوں نے علودان میں پناہ لے لی اور سلطان نے انہیں تلمسان لے جانے کی شرط پر اتارا تو وہ وہاں چلے گئے اور سوط النساء اور ابو عیاد کے سب لڑکے اندلس چلے گئے اور وہیں ٹھہر گئے اور ان میں سے عامر اور محمد واپس آ گئے اور ان کے حالات ہم بیان کریں گے۔

یعقوب بن عبداللہ کی وفات: اور یعقوب بن عبداللہ بادیۃ الفتح سے واپسی پر سفر کی حالت میں ہی ۶۸۷ھ میں فوت ہو گیا جسے طلحہ بن محلی نے قتل کر دیا اور سوط النساء کی اولاد میں سے اس کے لڑکے مغرب میں ٹھہر گئے اور سلطان ابو یوسف کے زمانے میں اس کا لڑکا ابو ثابت بلاد سوس کا امیر تھا اور اس کے بھائیوں میں سے ابوالعلاء اور رحو بن عبداللہ بن عبدالحق بھی تھے ان دونوں میں اس کی نسل پھیلی اور رحو عامر اور اس کے عم زاد ادریس کے ساتھ اندلس چلا گیا پھر موسیٰ نے اپنے بیٹے کو اولاد ابی عیاد اور اولاد سوط النساء کے ساتھ ۶۹۹ھ میں بھیجا پھر وہ حکومت میں اپنے مقام پر واپس آ گیا اور دوسری بار وہ

۷۷۵ھ میں تلمسان کی طرف بھاگ گیا اور وہاں سے اندلس چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا اور ۷۸۵ھ میں ابوالعلاء کی اولاد ابو یحییٰ بن عبدالحق اور عثمان بن عبدالحق کی اولاد کے ساتھ جا کر اندلس مقیم ہو گئی اور وہ اپنی ریاست کے بارے میں اپنے بڑے سردار عبداللہ بن ابی العلاء کی طرف رجوع کرتے تھے اور ابن الاحمر نے اسے زناتہ کے غازیوں پر استقرار منصب سے قبل امیر مقرر کیا اور وہ ۷۹۳ھ کے ایک غزوہ میں شہید ہو کر فوت ہو گیا اور مخلوع ابن الاحمر نے اس کے بھائی عثمان بن ابی العلاء کو مالقہ کے محافظوں اور اس کے غربی غازیوں پر اپنے عم زاد رئیس ابوسعید فرج بن اسماعیل بن یوسف بن نصر کی نگرانی پر مقرر کیا اور جب ۷۹۵ھ میں رئیس ابوسعید نے سبتہ میں غداری کی اور اس جیسے شہروں میں ان کا حیلہ مکمل ہو گیا اور اس کے اور حاکم مغرب کے درمیان عداوت کی آگ بھڑک اٹھی تو انہوں نے اس عثمان کو امیر مقرر کیا اور اسے غمارہ کی طرف لے گئے۔

غمارہ پر حملہ: پس اس نے اس پر حملہ کیا اور اپنی دعوت دی اور اصلا اور العرائش پر متغلب ہو گیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں ابوالربیع نے ۸۰۰ھ میں اس پر غلبہ پالیا اور وہ اندلس میں اپنے مقام پر واپس آ گیا اور جب ابوالولید بن رئیس ابی سعید نے حاکم غرناطہ ابوالجیوش کے خلاف بغاوت کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے اس بارے میں مالقہ کے شیخ الغزاۃ عثمان بن ابی العلاء سے سازش کی تو اس نے اس معاملہ میں اس کی مدد کی اور اس کے باپ رئیس ابوسعید کو قید کر دیا اور ۸۰۳ھ میں غرناطہ کی طرف بڑھا اور جب اس پر قابض ہو گیا تو اس عثمان کو زناتہ کے مجاہد غازیوں کی امارت دی اور وہاں سے عثمان بن عبدالحق بن عثمان کو ہٹا دیا تو وہ وادی آش میں ابوالجیوش کے پاس آ گیا اور حمو بن عبدالحق بن رحو شیخ الغزاۃ ہونے کے بعد اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اس عثمان کی ولایت کے ایام برقرار رہے اور اس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی اور حاکم مغرب ابوسعید اس کے مقام سے غصے ہو گیا اور جب مسلمانوں نے ۸۱۰ھ میں اس سے جہاد کے لئے مدد مانگی تو اس نے اس عثمان کے مقام کی وجہ سے معذرت کر دی اور ان پر اس کے پکڑنے کی شرط عائد کر دی تا کہ وہ انہیں چھوڑ دے مگر یہ ممکن نہ ہو سکا۔

غرناطہ سے طاغیہ کی جنگ: اور طاغیہ نے غرناطہ سے جنگ کی اور اس کا محاصرہ کر لیا اور عثمان اور اس کے بیٹوں نے اس میں یادگار کارنامے دکھائے اور اللہ تعالیٰ نے اس عثمان اور اس کے بیٹوں کے ہاتھوں مسلمانوں کو نصرانیوں پر وہ فتح عطا فرمائی جس کے متعلق کسی کے دل میں خیال بھی نہیں گزر سکتا پس حکومت اور مسلمانوں کو ان کے مقام پر بہت رشک آنے لگا یہاں تک کہ ابوالولید اس عثمان کی سازش سے اپنے بعض قرابت دار رؤساء کے دھوکے سے جنہوں نے اس کے ساتھ دھوکہ کرنے کا لالچ کیا ۸۲۵ھ میں ہلاک ہو گیا اور اس نے اس کے بیٹے محمد کو جو نابالغ تھا امیر مقرر کر دیا اور اس کے حکم سے محمد بن محروق کو اس کا وزیر مقرر کیا جو ان کی حکومت کا پروردہ تھا پس وہ اس پر حاوی ہو گیا اور اس نے حکومت کے جوڑ توڑ کی باگ عثمان کے ہاتھ میں دے دی تو وہ ان پر غالب آ گیا اور امارت میں ان سے حصہ داری کی اور ٹیکس کے بہت سے اموال کے دینے میں غازیوں کو ترجیح دی یہاں تک کہ وزیر کو حکومت کے بارے میں خطرہ پیدا ہو گیا اور اس کے اور اس کے وزیر محروق کے درمیان حالات خراب ہو گئے تو اس نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور وہ ناراض ہو کر چلا گیا اور غرناطہ کی چراگاہ میں اس کے خیمے تک گئے اور قبائل زناتہ میں سے غازیوں کی ایک جماعت اس کے گرد جمع ہو گئی اور وزیر اور ارباب حکومت الحمراء

میں پناہ گزین ہو گئے اور لوگوں نے ان دونوں کے درمیان کئی روز تک کوشش کی اور وزیر نے یہ مشورہ دیا کہ اس کے قرابت داروں میں سے اس کا ایک ہمسر مقرر کیا جائے جو اس سے کشاکش کرے اور اسے اپنے کام سے حکومت سے غافل کر دے پس اس نے یحییٰ بن عمر بن رحو کو بلایا اور وہ عثمان کے مددگاروں میں تھا اور اس نے اس کی بیٹی کا رشتہ لیا اور اسے غازیوں کا امیر مقرر کیا اور وہ ہر سمت سے اس کے پاس آ گئے اور عثمان اپنے خاندان اور بیٹوں کے ساتھ اپنی چھاؤنی میں گیا اور اس کے ساتھ مغرب کی طرف جانے کے بارے میں مصالحت کی اور ۷۲۸ھ میں اپنے خواص کو سلطان ابوسعید کے پاس بھیجا اور غرناطہ کے میدان سے اپنے قرابت داروں کے ایک ہزار شہسواروں کے ساتھ کوچ کر گیا اور تدرش جانے کا قصد کیا تا کہ اسے اپنے گزرنے کے لئے بندرگاہ بنائے اور جب وہ تدرش کے سامنے آیا تو اس کے اور تدرش کے رؤساء کے درمیان تعلقات پائے جاتے تھے اس لئے وہ اس کی فیاضی کا حق ادا کرنے کے لئے نکلے پس اس نے ان کے ساتھ خیانت کی اور تدرش جا کر اس پر قبضہ اور کنٹرول کر لیا اور وہاں اپنی بیویوں اور بوجھوں کو اتارا اور محمد بن الرئیس کو شلوبانیہ سے بلایا جو وہاں فروکش تھا تو وہ اس کے پاس آیا اور اس نے اسے امیر مقرر کیا اور صبح و شام غرناطہ پر حملے کئے اور فتنہ کی آگ بھڑک اٹھی اور یحییٰ بن رحو نے زناتہ کے جن لوگوں پر قابو پایا انہیں مرتب کیا اور سالوں جنگ کرنے کا مطالبہ کیا تا آنکہ سلطان محمد بن الاحمر نے اپنے وزیر ابن المحروق پر حملہ کیا اور عثمان بن العلاء کو بلا کر اس سے اس شرط پر صلح کی کہ وہ اس سے چچا کو مغرب کی طرف بھجوا دے اور وہ اپنے کام کے لئے جو غازیوں کی ریاست کا کام ہے غرناطہ چلا جائے پس یہ کام ۷۲۹ھ میں مکمل ہوا اور اسے حکومت میں جو مقام حاصل تھا اس کی طرف لوٹ آیا اور اس کے بعد غازیوں پر اپنی امارت کے سینتیسویں سال فوت ہو گیا۔

فصل

اس کے بعد اس کے بیٹے ابوثابت کی ریاست اور ان کے انجام کے حالات

جب شیخ الغزاۃ اور زناتہ کا سردار عثمان بن ابوالعلاء فوت ہو گیا تو اس کے اور اس کی قوم کے کام کی ذمہ داری اس کے بیٹے ابوثابت عامر نے سنبھالی اور سلطان ابوعبداللہ بن ابی الولید نے اسے اس کے باپ کی طرح مجاہد غازیوں کا سالار مقرر کیا پس قوت شوکت اور کثرت جتھے داری اور نفوذ رائے اور بسالت کے لحاظ سے اس کی شان بڑھ گئی اور ان کی قوم کو حکومت پر غلبہ حاصل تھا کیونکہ وہ اس کی طاقت پر متعجب تھے اور وہ اس میں بڑے جنگجو اور صاحب قوت تھے اور حکومت پر حاوی تھے اور سلطان محمد بن ابی الولید قلت و کثرت میں اپنے پر حاوی ہونے سے برا مناتا تھا اور وہ اکثر ان کی آراء کو احمقانہ قرار دے کر انہیں بے وقوف بناتا تھا اور ان کے جاہ و مرتبہ میں ان پر تنگی وارد کرتا تھا۔

اور جب وہ ۷۳۲ھ میں سلطان ابوالحسن کے پاس طاغیہ کے خلاف فریادی بن کر گیا اور اسکے بیٹے امیر ابو مالک سے جبل الفتح کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے مدد مانگی تو انہوں نے اس پر تہمت لگائی کہ ابن نے ان کے بارے میں سلطان ابوالحسن سے سازش کی ہے تو وہ بگڑ گئے اور اس پر حملہ کرنے کی ٹھان لی اور اس بارے میں اس کے ایک پروردہ نے سازش کی جو حکومت کی تاک میں تھا اور جب اس نے جبل کو فتح کیا تو اس کے حالات کو ہم بیان کر چکے ہیں اور طاغیہ نے بڑھ کر وہاں پڑاؤ کر لیا اور ابن الاحمر نے اپنے بیٹوں کے ساتھ طاغیہ کا قصد کیا کہ وہ قلعے کی طرف واپس چلا جائے پس وہ واپس چلا گیا اور مسلمانوں کی فوجیں منتشر ہو گئی اور سلطان ابن الاحمر ۷۳۲ھ میں غرناطہ کی طرف کوچ کر گیا اور انہوں نے راستے میں اس کے لئے گھات لگائی اور اسے بھی اس کی اطلاع مل گئی تو اس نے اپنے بحری بیڑے کو سوار ہو کر مالقہ کی طرف جانے کے لئے بلایا اور انہیں اس بات کی خبر پہلے ہی مل گئی تو وہ جلدی سے اس کے پاس آئے اور اسے اس کے راستے میں ساحل اصطبونہ پر ملے اور اسے اس کے معلوجی عاصم کے احسان کے بارے میں ملامت کی اور انہیں اس سے روکا تو انہوں نے عاصم کو نیزوں سے مارا تو اس نے ان پر اس کی وجہ سے عیب لگایا اور انہوں نے اُسے اس کے ساتھ ملا دیا اور وہ اپنی سواری سے پچھڑ کر گر پڑا اور انہوں نے اس کے بھائی یوسف کو پیغام بھیجا اور اس کی بیعت کر لی اور اسے غرناطہ واپس لے آئے اور وہ ان کے اس فعل کی وجہ سے جو انہوں نے کیا تھا محتاط تھا اور ہمیشہ یہی حال رہا۔

تلمسان کی فتح کی تکمیل: اور جب سلطان ابوالحسن نے تلمسان کی فتح مکمل کر لی اور اپنے عزائم کو جہاد کی طرف پھیرا تو ابن الاحمر سے اپنے مقام جہاد اندلس سے ان کو ہٹانے کے لئے ساز باز کی تو اس نے اسے قبول کیا اور ابو ثابت اور اسکے بھائیوں ادریس، منصور اور سلطان کو گرفتار کر لیا اور ان کا بھائی سلیمان فرار ہو کر طاغیہ کے پاس چلا گیا اور اس نے ایک یادگار دن میں مسلمانوں پر حملہ کیا اور جب ابن الاحمر نے ابو ثابت اور اسکے بھائیوں کو گرفتار کیا تو ان کو کئی دنوں تک زمین دوز قید خانے میں ڈال دیا پھر انہیں افریقہ کی طرف جلا وطن کر دیا پس وہ تونس میں مولانا سلطان ابو یحییٰ کے ہاں اترے اور سلطان ابوالحسن نے ان سے عہد و پیمان کرنے کا اشارہ کیا کہ وہ مغرب کے نواح میں پہنچ جائیں اور جب وہ اندلس میں جہاد میں مشغول ہو تو وہ ان کی طرف چلے جائیں پس اس نے انہیں قید کر دیا اور محمد بن تافراکین کو ان کے بارے میں سفارشی بنا کر سلطان ابوالحسن کے دربار میں بھیجا تو اس نے اس کی سفارش کو قبول کیا اور ان کی اچھی طرح مہمان نوازی اور عزت کی اور جب وہ ۷۴۲ھ میں جزیرہ کے محاصرہ کے ایام میں سبتہ اترا تو اسکے پاس ان کے متعلق شکایت کی گئی تو اس نے انہیں گرفتار کر لیا اور مکناسہ میں انہیں قید کر دیا۔

امیر ابو عنان کی بغاوت: اور جب اس کے بیٹے امیر ابو عنان نے حکومت کے خلاف بغاوت کی اور منصور نے اپنے بھائی ابو مالک کے بیٹے کو جو فاس کا حاکم تھا شکست دی اور جدید شہر میں اس سے مقابلہ کیا تو اس نے ان کے بارے میں مکناسہ پیغام بھیجا تو اس نے انہیں قید سے رہا کر دیا اور ان پر احسانات کئے اور اپنے کام پر غالب آ گیا اور اس نے ابو ثابت کو اپنی مجلس میں شوریٰ کے مقام پر اتارا اور اس کے بھائی ادریس سے جدید شہر میں فریب کرنے کے لئے سازش کی تو وہ وہاں چلا آیا اور اس نے ابو ثابت کو سبتہ اور بلاد الریف پر امیر مقرر کیا تاکہ اپنے مقام امارت اندلس کے قریب ہو جائے اور اس نے مال اور فوج میں اپنا ہاتھ کھلا کر دیا اور اس کے لئے اس نے مال علیحدہ کر دیا اور ۷۴۹ھ میں جدید شہر کے محاصرہ میں سلطان

کے پڑاؤ کے بالمقابل اپنے پڑاؤ میں طاعون سے فوت ہو گیا اور اسکے بھائی ادریس کے فرار اور اندلس کے غازیوں پر اس کی حاکمیت کا واقعہ ہوا جسے ہم بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فصل

اندلس کے غازیوں پر پہلی اور دوسری بار یحییٰ بن عمر بن رحو کی امارت کے حالات اور اس کا آغاز و انجام

رحو بن عبداللہ' عبداللہ بن عبدالحق کے بیٹوں میں سے بڑا تھا اور اس کے بہت سے بیٹے تھے اور ان میں سے موسیٰ عبدالحق' عباس' عمر' محمد علی اور یوسف سے اس کی نسل پھیلی' یہ سب کے سب سوط النساء کی اولاد کے ساتھ تلمسان سے اندلس چلے گئے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور عمر' ان کے بعد مدت تک تلمسان میں ٹھہرا رہا اور وہاں وہ بیوی بچوں کے ساتھ رہا ہوئے پھر ان کے ساتھ مل گیا اور ابراہیم بن عیسیٰ الوسنانی کے بعد غازیوں کی امارت موسیٰ نے سنبھالی اور اس کے بعد ان کا بھائی عبدالحق غازیوں کا امیر بنا جو وہاں مدت تک ٹھہرا رہا اور ۷۰۵ھ میں رئیس ابوسعید اور عثمان بن ابی العلاء کے ساتھ سبتہ چلا گیا اور اس کے بعد مجاہد غازیوں کا امیر بنا اور پھر اندلس کی طرف واپس آ گیا اور ابھی وہاں ٹھہرا بھی نہ تھا کہ مغرب کی طرف چلا گیا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا پھر یہ اندلس کی طرف واپس چلا گیا اور جب غازیوں کی امارت عثمان بن ابی العلاء نے سنبھالی اور ان کے درمیان اوطنیوں کے ساتھیوں کی طرح حسد پایا جاتا تھا' اس نے تمام بنی رحو کو افریقہ کی طرف واپس بھیج دیا تو وہ مولانا سلطان ابویحییٰ کے ہاں اترے جہاں ان کی خوب پذیرائی ہوئی اور اس نے انہیں منتخب کر لیا اور اپنی جنگوں میں ان کی فوج سے مدد لی۔

عمر بن رحو کی وفات: اور عمر بن رحو بلاد الجرید میں فوت ہو گیا اور نفزاوہ کے بشری مقام میں اس کی قبر مشہور ہے اور اس کا بیٹا یحییٰ اپنے بھائیوں میں مولانا سلطان ابویحییٰ سے الگ ہو گیا اور ابن ابی عمران کے مددگاروں میں شامل ہو گیا پھر وہ زواوہ کے پاس چلا گیا اور سالوں تک بنی تیراتن کے ہاں ٹھہرا رہا پھر اندلس کی طرف چلا گیا اور اپنی قوم میں اپنے مقام پر مستقر رہا اور عثمان بن ابی العلاء نے اسے چن لیا اور اس کی بیٹی سے رشتہ کیا اور اسے اپنے ساتھ ملا لیا اور جب ۷۲۷ھ میں اس کے اور سلطان غرناطہ کے وزیر ابن محروق کے حالات خراب ہو گئے تو ان دنوں ابن محروق نے اس یحییٰ کے ساتھ ساز باز کی اور اسے اس کی عملداری کی طرف بلایا تا کہ اس کا کنٹرول کرے تو اس نے اس کی طرف بات قبول کر لی اور عثمان اور اس کی قوم کو چھوڑ کر ابن محروق اور اس کے سلطان کے پاس آ گیا اور اس نے اسے غازیوں کا امیر مقرر کر دیا تو

وہ عثمان کو چھوڑ کر ان کے پاس آ گئے اور لمدیہ کی طرف لوٹ آیا اور ہم نے اس کے امور کو اس کے حالات میں بیان کیا ہے اور یحییٰ بن عمر ان کی امارت میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ ابن محروق اپنے سلطان کے حملے سے فوت ہو گیا اور اس نے عثمان بن ابی العلاء کو امارت کے لئے بلایا تو وہ اس کی طرف واپس آ گیا اور اس نے یحییٰ بن عمر کو وادی آش کی طرف بھیج دیا اور اسے وہاں غازیوں کا امیر مقرر کیا تو اس نے کچھ وقت قیام کیا پھر اپنی قوم کے درمیان اپنے مقام کی طرف لوٹ آیا اور عثمان بن ابی العلاء نے اسے اور اس کے بیٹے ابو ثابت کو چن لیا کیونکہ اس کی ماں موسیٰ بن رحو کی بیٹی تھی پس وہ اس کی خولت (ماموں کا رشتہ) کی وجہ سے اس کی مدد کرتا تھا پھر عثمان فوت ہو گیا اور اس کے بیٹوں اور سلطان مخلوع پر ان کے حملے کے حالات کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور ان کے بھائی ابوالحجاج نے ان کو گرفتار کر لیا اور انہیں افریقہ کی طرف واپس بھیج دیا اور ان کی ریاست کی بنیادیں اکھیڑ دیں اور ان کی جگہ غازیوں پر اس یحییٰ بن عمر کو امیر مقرر کیا تو اس نے وہاں بہت قوت حاصل کی اور ہمیشہ اس کا یہی حال رہا اور وہ ابوالحجاج کی جنگوں میں سلطان ابوالحسن کے ساتھ حاضر ہوا اور اس کی کفالت وضرورت واضح ہو گئی۔

ابوالحجاج کی وفات: اور جب ۷۵۵ھ میں ابوالحجاج عیدگاہ میں اپنی نماز کے آخری سجدے میں اپنے اصطبل کے ایک فاتر العقل غلام کے ہاتھوں نیزہ کھا کر مر گیا اور اسے اسی وقت تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے قتل کر دیا گیا اور اس کے بیٹے محمد کی بیعت کی گئی اس دن اس کے معلوجی غلام رضوان نے جو اس کے باپ اور چچا کا دربان تھا لوگوں سے اس کی بیعت لی اور اس نے اس کے کام کو سنبھال لیا اور اس پر حاوی ہو گیا اور اسے روک دیا پس اس نے اس یحییٰ بن عمر کو اپنے کام میں شریک کیا اور اپنے سلطان کی مدد کی اور جب ان کے عمزاد رئیس محمد بن اسماعیل بن رئیس ابی سعید نے سلطان محمد کے بھائی اسماعیل بن ابی الحجاج کی دعوت کو قائم کرتے ہوئے الحمراء میں اس پر حملہ کیا اور انہوں نے اس کام کے لئے وہ وقت مقرر کیا جب سلطان الحمراء سے باہر باغ میں اپنی سیرگاہ میں گیا ہو پس وہ اسے اس کی طرف لے گئے اور رات کو انہوں نے اسے دبوچ لیا اور انہوں نے خود سر دربان رضوان کو قتل کر دیا اور سلطان کو اس کے تختِ حکومت پر بٹھایا گیا اور انہوں نے لوگوں میں اس کی بیعت کی منادی کی اور جب صبح ہوئی تو یحییٰ بن عمر ان کے پاس گیا حالانکہ وہ اس سے قبل اس کی آمد سے مایوس ہو چکے تھے اور اس کے حملے سے خائف تھے پس وہ ان کے پاس اپنی بیعت کے ساتھ آیا اور اس پر اپنا عہد کیا اور اپنے گھر کی طرف لوٹ گیا اور ان کے غلبے کے بعد انہوں نے ادریس بن عثمان بن ابی العلاء کو منتخب کر لیا جو دارالحرب برشلونہ سے ان کے پاس پہنچا تھا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

ادریس کا غازیوں کا امیر بننا: اور انہوں نے اسے غازیوں کی امارت سپرد کی اور یحییٰ بن عمر کو گرفتار کرنے کے لئے آپس میں مشورہ کیا اور وہ بھی چوکنا ہو گیا اور وہ ارض جلالقہ سے دارالحرب کے ارادے سے اپنے خواص کے ساتھ سوار ہوا اور ادریس نے اپنی قوم کے غلاموں کے ساتھ اس کا تعاقب کیا پس اس نے دن کے آغاز میں ان سے جنگ کی اور ان کی فوج کو منتشر کر دیا پھر نصرانیہ کی ملحقہ سرحدوں کی طرف چلا گیا اور وہاں سے اپنے معزول سلطان محمد بن ابی الحجاج کے پیچھے پیچھے شاہِ مغرب کے دربار میں جا پہنچا اور اس نے اپنے بیٹے ابوسعید عثمان کو دارالحرب میں اپنا نائب بنایا اور ان دنوں ۷۶۱ھ میں سلطان ابی سالم کے ہاں اترا تو اس نے اس کی عزت کی اور اسے اپنی مجلس میں مشیر بنایا اور یہ اس کے مددگاروں میں

شامل ہو گیا یہاں تک کہ شاہ قشتالہ نے معزول سلطان کے بیٹے ابوسعید کے مشورے اور چغلی سے اس کے متعلق پیغام بھیجا تا کہ اس کے ذریعے اہل اندلس پر حملہ کرے کیونکہ انہوں نے اس سے عہد شکنی کی ہے۔

سلطان ابوسالم کا اسے تیار کرنا: اور ۷۶۳ھ میں سلطان ابوسالم نے اسے تیار کیا اور ابن یحییٰ بن عمر نے اس کی مصاحبت کی اور اس کا بیٹا ابوسعید عثمان انہیں ملا اور انہوں نے اپنے سلطان کے کام کو سنبھالا اور اس نے اندلس پر قبضہ کر لیا اور انہوں نے اس کام میں بڑے کارنامے دکھائے اور جب اس نے ۷۶۳ھ میں غرناطہ پر قبضہ کیا تو یحییٰ بن عمر کو پہلے کی طرح غازیوں کی امارت پر مقرر کیا اور اس کے ہاتھ کو بلند کیا اور عثمان کو اپنا مشیر چنا اور اسے اپنے خواص کے ساتھ شامل کیا اور وزیر محمد بن الخطیب نے اس سے حسد کیا اور ان کے بارے میں چغلی کی اور سلطان کو ان کے خلاف بھڑکایا تو ۷۶۴ھ میں اس نے انہیں گرفتار کر لیا اور زمین دوز قید خانے میں ڈال دیا پھر اس نے ۷۶۶ھ میں یحییٰ کو مشرق کی طرف واپس بھیجا اور وہ المریہ سے کشتی میں سوار ہو کر اسکندریہ آیا اور وہاں سے مغرب کو لوٹ گیا اور عمر بن عبداللہ کی خود مختاری کے ایام میں اس کے ہاں اترا جہاں یہ عزت کے ساتھ ٹھہرا رہا اور ہمیشہ ہی مغرب میں بہتر احوال میں رہا یہاں تک کہ ۷۸۲ھ میں فوت ہو گیا پھر اس نے اس کے بیٹے ابوسعید عثمان کو ۷۹۶ھ میں قید سے رہا کر کے افریقہ کی طرف بھیج دیا اور وہ بجایہ میں سلطان ابویحییٰ کے پوتے مولانا سلطان ابوالعباس کے ہاں اترا اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا اور فتح اندلس میں اس کے ساتھ حاضر ہوا اور اس میں شجاعت کا مظاہرہ کیا اور سلطان نے اسے جاگیر دی اور وظیفہ زیادہ کر دیا اور اسے اپنے ساتھ ملا لیا اور اپنے مشورہ اور دوستی کے لیے چن لیا اور وہ اس عہد میں بھی اس کی مجلس کے عظیم آدمیوں اور اس کی جنگوں میں اس کے مددگاروں میں شامل ہے اور اس کے بھائی اندلس میں معزز عہدوں پر اور اپنی قوم کی عصبیت کے سائے میں ہیں اور سلطان کو اندلس میں ان پر جو بزرگی حاصل تھی وہ جاتی رہی اور وہ ان کے مشورہ کی مدد کا پابند ہے۔

فصل

ادریس بن عثمان بن ابوالعلاء اور اندلس میں اس کی امارت کے حالات اور اس کا انجام

جب ابوثابت بن عثمان بن ابوالعلاء ۷۵۰ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بھائی شاہ مغرب سلطان ابوعنان کے مددگاروں میں شامل ہو گئے اور اس نے ان کو جاگیریں دیں اور ان کے وظائف میں اضافہ کر دیا اور ان میں سے ادریس میں لوگ نمائندگی کے آثار دیکھتے تھے اور جب سلطان نے ۷۵۸ھ میں قسطنطنیہ کی فتح کے لیے حملہ کیا تو دیار افریقہ میں دور تک چلا گیا اور اس کی قوم نے اس کی جنگوں میں بزدلی دکھائی تو انہوں نے اسے ان کے قصد سے باز رکھنے کے لیے حیلہ بازی کی اور مشائخ کے پاس ان کی قوم کے جو لوگ تھے انہوں نے انہیں مغرب کی طرف جانے کی اجازت دے دی یہاں تک کہ

چھاؤنی' چھاؤنی والوں سے ہلکی ہوگئی اور مشورہ کیا اور سلطان کو قتل کرنے اور اس سے حکومت لے کر اس ادریس کو دینے کا لالچ کیا مگر وہ چوکنا ہوگیا اور واپس آ گیا جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے اور جب یہ بات مشہور ہوگئی تو ادریس نے خیانت کی اور رات کو فوج سے بھاگ گیا اور تونس چلا گیا اور حکومت کے منتظم حاجب ابی محمد بن تافراکین کے ہاں اترا جہاں اس کی خوب پذیرائی ہوئی اور تونس سے کشتی پر سوار ہو کر کنارے کی طرف چلا گیا اور حاکم برشلونہ ابن القمص کے ہاں اپنے خواص اور رشتہ داروں کے ساتھ اترا اور وہاں پر رضوان حاجب کی وفات تک قیام پذیر رہا جو اندلس میں ۷۶۰ھ میں خود مختار تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں پس وہ اپنے مرزبوم غرناطہ کی طرف آ گیا اور اسماعیل بن سلطان ابوالحجاج کے ہاں اترا اور ان دنوں اس کی حکومت کا منتظم رئیس محمد تھا جو اس کے چچا اسماعیل بن محمد الرئیس ابی سعید کا بیٹا تھا پس انہوں نے اسے خوش آمدید کہا اور اس سے امید کی کہ وہ امیر الغزاۃ یحییٰ بن عمر پر فتح دلائے گا کیونکہ لوگ اس پر تہمت لگاتے تھے کہ وہ صاحب الامر مخلوع کی مدد کرتا ہے۔

<u>یحییٰ بن عمر کا طاغیہ کے پاس جانا</u> اور جب یحییٰ بن عمر طاغیہ کے پاس گیا اور ۷۶۱ھ میں دارالحرب میں چلا گیا تو انہوں نے اس ادریس بن عثمان کو اس کی جگہ غازیوں کا امیر مقرر کیا اور اپنی حکومت میں اسے اس کے باپ اور بھائی والا کام سپرد کیا پس وہ وہاں طاقت ور ہوگیا اور اس نے رئیس محمد کو اس کے بھائی اس کے سلطان اسماعیل بن ابی الحجاج کے قتل کرنے میں مدد دی اور حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا اور اس کی امارت کے دو سال ہونے پر مخلوع ابوعبداللہ نے اسے حکومت کے معاملے میں مغلوب کر لیا اور رندہ سے سا کی طرف گیا جہاں وہ دارالحرب سے خروج کے بعد طاغیہ کو غصہ دلانے کے لئے اترا تھا اور مغرب کے وزیر عمر بن عبداللہ نے اسے وہاں اترنے کی اجازت دی تھی پس وہ وہاں اترا پھر وہ غرناطہ میں ان کی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے والے رئیس اور اس کے مددگاروں کی طرف بڑھا

پس وہ بھاگ گئے اور یہ رئیس محمد بن ادریس قشتالہ چلا گیا اور وہ اپنے مددگاروں سمیت طاغیہ کے ہاں اترے تو اس نے انہیں پکڑ لیا اور رئیس محمد اور اس کے مددگار رضوان سے خیانت کرنے کے بدلہ میں قتل کئے گئے پھر اس کے بعد سلطان اسماعیل نے خیانت کی اور ادریس اور اس کے ساتھی غازیوں کو اشبیلیہ کے قید خانے میں ڈال دیا پس وہ مسلسل اس کی قید میں رہا یہاں تک کہ اس نے قیدیوں میں سے مسلم کے ساتھ سازش کر کے بھاگنے کا حیلہ کیا اس نے اس کے قید خانے کے سامنے اس کے لئے ایک گھوڑا تیار کیا اور اس کی بیڑی کو کھولا اور گھر میں نقب لگائی اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور ۷۶۶ھ میں مسلمانوں کے علاقے میں چلا گیا اور انہوں نے اس کا تعاقب کیا تو انہوں نے انہیں عاجز کر دیا اور محمد بن مخلوع' سلطان ابوعبداللہ کے پاس آیا تو اس نے اسے خوش آمدید کہا اور اس سے حسن سلوک کیا پھر اس نے اسے اس سے مغرب جانے کی اجازت طلب کی تو اس نے اسے اجازت دے دی اور وہ سبتہ کی طرف چلا گیا اور مغرب کے حاکم عمر بن عبدالملک کو اس کا حال معلوم ہوا تو اس نے حاکم سبتہ کو اس کے نمائندہ ہونے کی وجہ سے اس کے گرفتار کرنے کا اشارہ کیا اور اس نے اسے قید خانے میں ڈال دیا پھر سلطان عبدالعزیز نے اسے فاس کے بجن الغدر میں ڈال دیا۔

پھر انہوں نے اسے ۷۶۰ھ میں گلا گھونٹ کر قتل کر دیا۔

فصل

اندلس کے غازیوں پر علی بن بدر الدین کی امارت کے حالات اور اس کا انجام

ہم بیان کر چکے ہیں کہ موسیٰ بن رحو بن عبداللہ بن عبدالحق اور لیس بن عبدالحق کے بیٹوں محمد اور عامر اور ان کی قوم اولاد سوط النساء کے ساتھ ۶۹۱ھ میں اندلس چلا گیا تھا پھر مغرب کی طرف لوٹا اور تلمسان کی طرف بھاگ گیا اور وہاں سے اندلس چلا گیا اور وہاں اس نے سلطان یوسف بن یعقوب کے ساتھ اپنی بیٹی کا رشتہ کرنے کے بعد غازیوں کی امارت سنبھال لی پس اس نے اس کا عقد اس کے ساتھ کر دیا اور اپنی قوم کے ایک وفد کے ساتھ اسے ان کی طرف بھیج دیا اور موسیٰ بن رحو کے بہت سے بیٹے تھے جن میں محمد ان جمال الدین اور بدر الدین سب سے بڑے تھے اہل مشرق کے طریق کے مطابق ان دونوں کو یہ لقب شریف مکی نے دیے جو اس زمانے میں شرفائے مکہ میں سے مغرب گیا تھا اور یہ شرفاء ان کے بادشاہوں اور سرداروں میں سے تھے جو اہل بیت نبوی کی تعظیم کرتے تھے اور ان سے اپنے احوال کے بارے میں دعا و برکت کے خواستگار ہوتے تھے پس موسیٰ بن رحو ان دونوں بچوں کی پیدائش کے وقت شریف کے پاس گڑھتی اور دعا کے لئے گیا پس شریف نے اسے کہا یہ لے جمال الدین اور یہ لے بدر الدین پس موسیٰ نے ان دونوں کو ان القاب سے پکارنے کو پسند کیا تاکہ شریف نے ان کا جو نام رکھا ہے اس سے برکت حاصل کرے پس یہ دونوں نام مشہور ہو گئے اور جب یہ بالغ ہو گئے اور ان کے باپ نے انہیں امارت کا بوجھ اٹھانے میں شریک کیا تو ان کے باپ کی وفات ہو گئی جیسے کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور غازیوں کی امارت ان دونوں کے چچا عبدالحق اور اس کے بیٹے کے پاس آ گئی اور ان دونوں میں سے جمال الدین ۷۰۳ھ میں طاغیہ کے پاس چلا گیا پھر قرطاجنہ سمندر پار کر کے سلطان یوسف بن یعقوب کے پڑاؤ میں چلا گیا جو تلمسان کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا۔

سلطان یوسف بن یعقوب کی وفات: اور جب سلطان کی وفات ہو گئی تو اس کا بیٹا ابو سالم اس کی امارت کو سنبھالنے کے درپے ہو گیا اور وہ مغلوب اور کمزور ہو گیا تھا پس اس کی امارت مکمل نہ ہوئی اور سلطان کے پوتے ابو ثابت نے حکومت سنبھال لی اور اس پر قابو پا لیا اور ابو سالم اس کی وفات کی شب کو بھاگ گیا اور القرابۃ میں سے یہ جمال الدین اور اس کے چچا عباس، عیسیٰ اور علی اس کے ساتھ تھے جو رحو بن عبداللہ کے بیٹے تھے پس اس نے انہیں راستے میں مدیونہ میں گرفتار کر لیا اور انہیں سلطان ابو ثابت کے پاس لایا گیا تو اس نے اپنے چچا ابو سالم اور جمال بدر الدین بن موسیٰ بن رحو کو قتل کر دیا اور بقیہ لوگوں پر احسان کیا اور انہیں زندہ رکھا اس کے بعد سلطان اندلس کی طرف گیا اور جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں اس نے وہاں جہاد میں یادگار کارنامے کئے۔

بدر الدین: اور بدر الدین اپنی قوم کے ساتھ ہمیشہ اندلس میں رہا اور جس طرح اس کے نسب میں بزرگی اور عظمت پائی جاتی تھی اسی طرح وہ امارت اور بزرگی کے مقام پر رہا یہاں تک کہ اس کی وفات ہوگئی اور اس کے بعد اس کے بیٹے علی بن بدر الدین نے اپنی قوم کے ساتھ مزاحمت کرتے ہوئے اور نمائندگی پر فخر کرتے ہوئے اس کی امارت کو سنبھالا اور بنی الاحمر کے ملوک اکثر اسے زمانہ کے ان غازیوں پر امیر مقرر کرتے تھے جو ان سرحدوں پر پڑاؤ کئے رہتے تھے جو اندلس کے بڑے شہروں کے ہیڈکوارٹر سے دور ہوتے تھے جیسے مالقہ' المریہ اور وادی آش اس کے اہل بیت کے نمائندوں کا راستہ تھے اور اندلس کے غازیوں کی امارت' تلوار کے حکم سے مخصوص تھی اور عطیات اور روزینوں میں ٹیکس کے اکثر حصہ کی سلطان کے ساتھ حصہ دار تھی اور مغرب کی سلطنت کا اندلس کی سلطنت سے ٹکراؤ تھا اور وہ ان کے ظلم سے چشم پوشی کرتے تھے کیونکہ دونوں دشمنوں کے دفاع کے لئے ان کی ضرورت تھی اور اس ضدی کے نصف نے طاغیہ کے اپنے ہم مذہبوں کے فتنہ میں مشغول ہونے کی وجہ سے ان کا رعب جاتا رہا اور اسی طرح بنو مرین' سلطان ابوالحسن کی وفات کے بعد مشغول ہو گئے اور اپنے ہمسروں اور پڑوسیوں پر غلبے کے زمانے کو بہانہ کر کے بھول گئے اور انہوں نے اس سارے عہد کو جان بوجھ کر بھلا دیا' پس حاکم اندلس نے اپنی حکومت سے اس عادت کو صاف کرنے کی خواہش کے مطابق اسے اس بات پر اکسایا اور اس نے ۷۶۴ھ میں یحییٰ بن عمر اور اس کے بیٹوں کو گرفتار کر لیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

مجاہد غازیوں پر امیر یوسف کا امیر بننا: اور اس نے اپنے ولی عہد بیٹے یوسف کو مجاہد غازیوں کا امیر مقرر کیا اور تمام بنی مرین کی مخصوص زمین کا نشان مٹا دیا یہاں تک کہ بڑے گھرانوں کی عصبیت کے فنا ہونے سے ان میں سے محافظوں کے فنا ہونے کا خیال پیدا ہو گیا تو اس نے اپنی رائے پر نظر ثانی کی اور علی بن بدر الدین اس کا مخلص دوست تھا اور وہ وادی آش کے غازیوں کا لیڈر تھا اور جب سلطان' رضوان کی وفات کی رات' معقیت سے بھاگ کر اس کے پاس پہنچا تو اس نے اس کی حفاظت کی اور اس کے کام میں اس کی مدد کی اور جب اس نے مغرب کی طرف کوچ کیا تو وہ بھی اس کے ساتھ گیا اور سب کے سب ۷۶۰ھ میں سلطان ابوسالم کے ہاں اترے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور جب وہ اندلس کی طرف واپس آیا تو وہ بھی اس کے مددگاروں کے ساتھ واپس آ گیا اور اس نے اس بات کا عہد اور ذمہ داری لی تھی اور سلطان نے ان دونوں باتوں کا لحاظ کیا اور وہ اسے پسند کرتا تھا اور اس سے سرگوشی کرتا تھا اور جب اس نے امیر کی جگہ غازیوں پر امیر تلاش کیا اور دیکھا کہ وہ کس کو یہ کام سپرد کرے تو اس نے اس کی سابقت اور وسائل اور جو اس نے اس سے خیر خواہی کی تھی اور اپنی حد پر کھڑا رہا تھا اس کی وجہ سے اسے منتخب کر لیا اور اسے ۷۶۷ھ میں غازیوں پر امیر مقرر کر دیا جیسا کہ انہوں نے اسے کیا تھا لیکن اس نے ان کی امارت کو سنبھالا اور اس کے امور سے قوت حاصل کی اور مسلسل اس کی یہی حالت رہی یہاں تک کہ ۷۸۰ھ میں طبعی طور پر فوت ہو گیا۔

فصل

اندلس کے غازیوں پر عبدالرحمٰن بن علی ابی یغلوسن بن سلطان ابی علی کی امارت اور اس کے انجام کے حالات

سلطان ابوعلی کے لڑکے چلے گئے تھے یہاں تک کہ امارت نے انہیں طلب کیا اور ان کے حالات کو ہم نے مفصل طور پر بیان کیا ہے تا آنکہ یہ عبدالرحمٰن اپنے وزیر مسعود بن رحو بن ماسی کے ساتھ جو اسے پُر اصرار مطالبہ کرنے والا تھا ۷۶۴ھ میں عساسہ سے اس صلح پر آیا جو ان کے لئے وزیر مغرب نے طے کی تھی ان دنوں عمر بن عبداللہ اس کے حکم پر حاوی تھا یہ عبدالرحمٰن منکب میں اترا جہاں سلطان ان دنوں پڑاؤ کئے ہوئے تھا پس اس نے اس کے ساتھ مناصب حال نیک سلوک کیا اور اس کی عزت کی اور اس کا اور اسکے وزیر اور خواص کا وظیفہ بڑھا دیا اور وہ جملہ مجاہد غازیوں میں شامل ہو گئے اور جب ۷۶۸ھ میں علی بن بدرالدین فوت ہو گیا تو سلطان نے دیکھا کہ وہ کس کو ان کی امارت سپرد کرے تو اس نے عبدالرحمٰن کو چنا کیونکہ اسے اس کی شجاعت دلیری اور اس کے اور شاہ مغرب کے درمیان قریبی تعلقات کا علم تھا جو اندلس کی اس سرزمین میں نمائندگی کا دار و مدار تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس لئے کہ عبداللہ بن عبدالحق کی اولاد کے تعلقات ان کے نسب کے مقابلے میں حاکم مغرب کے نسب کے ساتھ ملاپ میں دور تک چلے گئے تھے پس حاکم اندلس نے وہاں اسے ترجیح دی اور ۷۶۸ھ میں اسے مجاہد غازیوں کا امیر مقرر کیا اور اس پر عزت و عظمت کے لباس کا اضافہ کیا اور اسے پہلے امراء کی طرح امدادی مجلس میں بٹھایا اور سلطان مغرب عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن کو اطلاع ملی تو اس کے مقام سے ناراض ہوا اور خیال کیا کہ یہ امارت اس کی نمائندگی میں اضافہ اور اس کی حکومت کا وسیلہ ہے۔

وزیر اندلس کی حاکم مغرب کے ساتھ ساز باز: اور وزیر اندلس محمد بن الخطیب کی حاکم مغرب کے ساتھ ساز باز تھی کیونکہ وہ اسے اپنی حفاظت کے لئے پارٹی بنانا چاہتا تھا پس اس نے اسے اشارہ کیا کہ وہ اس کے اور حاکم اندلس کے درمیان بگاڑ پیدا کرنے کے لئے حیلہ بازی کرے پس اس نے اس بارے اپنی بھرپور کوشش کی اور اس نے اس کے اور اس کے وزیر مسعود بن ماسی کے متعلق قبائل کے سرداروں اور حکومت کے بعض رازداروں سے کہا کہ وہ حاکم مغرب کے خلاف خروج کرنا اور اس کا محاسبہ کرنا چاہتے ہیں تو سلطان ابن الاحمر نے انہیں بلایا اور ان کا خط انہیں دیا تو اس نے ان کے خلاف گواہی دی اور اس نے ان کے متعلق حکم دیا تو وہ ۷۷۳ھ میں زمین دوز قید خانے میں قید کر دیئے گئے اور حاکم مغرب ان کے بارے میں اس کے فعل سے خوش ہو گیا اور اس کے بعد وزیر ابن الخطیب سلطان عبدالعزیز کے پاس آ گیا اور ان کے بارے

میں اس کا فریب سلطان پر واضح ہوگیا اور جب سلطان عبدالعزیز فوت ہوگیا اور حاکمِ اندلس اور حکومت کے منتظم ابوبکر بن غازی کے درمیان فضا تاریک ہوگئی اور ابن الاحمر' مسلمانوں کی انارکی سے غضب ناک ہوگیا تو اس نے عبدالرحمن بن ابی یغلوسن اور اس کے وزیر مسعود بن ماسی کو قید سے رہا کر دیا اور ان کے لئے بحری بیڑا تیار کیا اور وہ اس میں مغرب گئے اور عاسہ کی بندرگاہ پر بطوییہ کے بان اترے جو اپنی دعوت دیتا تھا تو انہوں نے اس کا کام سنبھال لیا اور وزیر ابوبکر بن غازی کے ساتھ اس کے جو حالات تھے ہم انہیں بیان کر چکے ہیں اور آخر میں وہ مراکش ٹھہرا اور مغرب کے مقبوضات اور اس کے مضافات کو سلطان ابوالعباس احمد بن ابی سالم کے ساتھ تقسیم کیا جو اس وقت مغرب کا حاکم تھا اور ان دونوں کے درمیان ملحقہ سرحد ملویہ تھی اور ان میں سے ہر ایک اپنی حد پر کھڑا ہوگیا اور حاکم اندلس نے اپنی حکومت سے اس علاقے کو چھوڑ دیا اور اپنے ملک سے اس کا نشان مٹا دیا اور مجاہد غازیوں کی امارت اس کے پاس آ گئی اور اس نے ان کے احوال کو خود سنبھال لیا اور سب کو اپنی نگرانی میں لے لیا اور ان میں سے نمائندہ القرابہ کو مزید عنایات سے مخصوص کیا اور اس عہد تک جو ۸۳ کے ھ ہے یہ معاملہ یونہی چلا آتا ہے۔

ابو ثابت
ابو ابراہیم
عبداللہ
علی
ابو ثابت بن یعقوب
عامر بن ادریس
علی بن بدر الدین بن محمد

فصل

مؤلف کتاب

ابن خلدون کا تعارف

اس گھرانے کی اصل اشبیلیہ ہے جو جلاوطنی کے وقت نقل مکانی کر آیا تھا اور ساتویں صدی کے وسط میں جلالقہ کے بادشاہ ابن اوفونش نے تونس تک اس پر قبضہ کر لیا تھا۔

ابن خلدون کا نسب نامہ: عبدالرحمن بن محمد بن محمد بن محمد بن الحسن بن محمد بن جابر بن محمد بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن خلدون مجھے اپنے نسب کے بارہ میں ان دس آدمیوں کے سوا خلدون تک اور کسی کے متعلق کچھ یاد نہیں اور ظن غالب یہی ہے کہ وہ زیادہ تھے اور اتنی تعداد ساقط ہو گئی ہے کیونکہ یہ خلدون ہی اندلس میں آنے والا ہے پس اگر پہلی فتح کا زمانہ لیا جائے تو اس عہد تک یہ مدت سات سو سال بنتی ہے تو یہ تقریباً بیس آدمی بنتے ہیں یعنی ہر سو سال میں تین جیسا کہ کتاب اول کے آغاز میں بیان ہو چکا ہے۔

اور ہمارا نسب حضرموت میں یمنی عربوں سے وائل بن حجر تک جاتا ہے جو مشہور عرب سرداروں میں سے ہے اور اسے صحبت بھی حاصل ہے ابو محمد بن حزم کتاب الجمہرۃ میں بیان کرتا ہے کہ

وائل بن حجر بن سعد بن مسروق بن وائل بن نعمان بن ربیعہ بن الحرث بن عوف بن عدی بن مالک بن شرجیل بن الحرث بن مالک بن مرہ بن حمیر بن زید بن الحضرمی بن عمر بن عبداللہ بن عوف بن جروم بن جرسم بن عبد شمس بن زید بن لوی بن شبت بن قدامہ بن اعجب بن مالک بن لوی بن قحطان۔

اور علقمہ بن وائل اس کا بیٹا ہے اور عبدالجبار علقمہ بن وائل کا بیٹا ہے اور ابو عمر بن عبدالبر نے استیعاب میں حرف واؤ میں اس کا ذکر کیا ہے اور یہ کہ وہ حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو آپ نے اپنی چادر اس کے لئے بچھائی تھی اور اسے اس پر بٹھایا اور فرمایا تھا:

''اے اللہ وائل بن حجر اور اس کے بیٹوں اور پوتوں میں روز قیامت تک برکت دے۔''

اور آپ نے حضرت معاویہ بن سفیان کو اس کی قوم کی طرف اسلام اور قرآن سکھانے کے لئے بھیجا اس طرح اسے معاویہ سے دوستی اور رفاقت حاصل تھی اور یہ حضرت معاویہ کی خلافت کے آغاز میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے اسے عطیہ دیا تو اس نے عطیہ واپس کر دیا اور اسے قبول نہ کیا۔

اور جب کوفہ میں حجر بن عدی کی جنگ ہوئی تو اہل یمن کے سرکردہ لوگ جمع ہوئے جن میں یہ وائل بھی شامل تھا لیں یہ زیاد بن ابی سفیان کے ساتھ تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اسے پکڑ لیا اور اسے حضرت معاویہؓ کے پاس لائے تو آپ نے اسے قتل کر دیا۔ جیسا کہ مشہور ہے' اور ابن حزم کا قول ہے کہ اس کی اولاد میں سے اشبیلی بن خلدون بیان کرتے ہیں کہ مشرق سے داخل ہونے والا ان کا دادا خالد تھا جو خلدون بن عثمان بن ہانی بن الخطاب بن کریب بن معدی کرب بن الحرث بن وائل بن حجر کے نام سے مشہور تھا اور ابن حزم اور اس کا بھائی محمد بیان کرتے ہیں کہ اس کی اولاد میں سے ابوالعاصی عمرو بن محمد بن خالد بن محمد بن خلدون تھا اور ابوالعاص نے محمد اور احمد اور عبداللہ تین بیٹے چھوڑے وہ بیان کرتا ہے کہ ان کا بھائی عثمان بھی تھا جس کی اولاد تھی اور ان میں سے الحکیم بھی تھا جو اندلس میں مشہور تھا اور مسلمۃ المجریطی کا شاگرد تھا اور وہ ابومسلم عمر بن محمد بن تقی بن عبداللہ بن ابی بکر بن خالد بن عثمان بن خلدون الداخل تھا اور اس کا عم زاد احمد بن محمد بن عبداللہ تھا' وہ بیان کرتا ہے کہ مذکورہ کریب الرئیس کے بیٹوں میں سے ابوالفضل بن محمد بن خلف بن احمد بن عبداللہ بن کریب کے سوا کوئی زندہ نہیں بچا۔ ابن حزم کا کلام ختم ہوا۔

<u>اندلس میں اس کے اسلاف</u>: جب ہمارا دادا خلدون بن عثمان اندلس آیا تو اپنی حضر موتی کی قوم کی ایک پارٹی کے ساتھ قرمونہ میں اترا' اور اس کے بیٹوں کے گھرانے نے وہیں پرورش پائی پھر وہ اشبیلیہ کی طرف چلا آیا اور یہ لوگ یمنی فوج میں تھے اور اس کی اولاد میں سے کریب اور اس کے بھائی خالد نے امیر عبداللہ مروانی کے زمانے میں اشبیلیہ میں مشہور بغاوت کی تھی' اس نے ابی عبدہ پر حملہ کیا اور اشبیلیہ کو اس کے قبضہ سے چھین کر سالوں اس پر قبضہ کئے رکھا پھر عبداللہ بن حجاج نے امیر عبداللہ کی مدد سے اس پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ یہ تیسری صدی کے آخر کا واقعہ ہے۔

جسے ابن سعید نے الحجازی اور ابن حیان وغیرہ سے نقل کیا ہے اور وہ اسے اشبیلیہ کے مورخ ابن الاشعث سے نقل کرتے ہیں۔

جب امیر عبداللہ کے زمانے میں اندلس میں فتنوں کی آگ بھڑک اٹھی اور اشبیلیہ کے رؤساء بغاوت اور خود مختاری کی طرف بڑھنے لگے اور بغاوت کی طرف بڑھنے والے رؤساء یمن گھرانوں سے تعلق رکھتے تھے۔

<u>ابوعبیدہ کا گھرانہ</u>: ان دنوں ان کا رئیس امیہ بن عبدالغافر بن ابی عبیدہ تھا اور عبدالرحمن الداخل نے اشبیلیہ اور اس کے مضافات ابوعبیدہ کے سپرد کئے تھے اور اس کا پوتا امیہ' قرطبہ میں حکومت کے سرکردہ لوگوں میں سے تھا اور وہ اسے بڑے بڑے مقبوضات کا والی بناتے تھے۔

<u>بنو خلدون کا گھرانہ</u>: ان کا سردار کریب تھا جس کا ذکر ہو چکا ہے اور اس کا نائب اس کا بھائی خالد تھا۔

ابن حیان بیان کرتا ہے کہ بنو خلدون کا گھرانہ اس وقت اشبیلیہ میں انتہائی شریف گھرانہ ہے اور ہمیشہ ہی اس کے سرکردہ لوگ علمی اور سلطانی ریاست میں رہے ہیں۔

<u>بنو حجاج کا گھرانہ</u>: ان دنوں ان کا رئیس عبداللہ تھا' ابن حیان کا بیان ہے کہ وہ لخم میں سے تھا اور اس وقت تک ان کا گھرانہ اشبیلیہ میں قائم دائم ہے اور علمی اور سلطانی ریاست کے ساتھ موسوم ہے۔

پس جب ۲۸۰ھ میں اندلس میں فتنہ کا زور بڑھ گیا تو اس وقت امیر عبداللہ نے امیہ بن عبدالغافر کو اشبیلیہ کا والی مقرر کیا اور اس کے ساتھ اپنے بیٹے محمد کو بھی بھیجا اور اسے اس کی کفالت میں دے دیا پس یہ لوگ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے امیر عبداللہ کے بیٹے محمد اور ان کے ساتھ امیہ پر حملہ کر دیا حالانکہ وہ اس بارے میں ان کی مدد کر رہا تھا اور امیر عبداللہ کے متعلق سازش کر رہا تھا اور انہوں نے ابن کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ اس نے ان سے اپنے باپ کے پاس جانے کا تقاضا کیا تو انہوں نے اسے نکال دیا اور امیہ اشبیلیہ میں خود مختار ہو گیا اور اس نے عبداللہ بن حجاج کے خلاف سازش کی جسے کسی نے قتل کر دیا اور اس نے اس کی جگہ اس کے بھائی کو کھڑا کیا اور اشبیلیہ کو کنٹرول کیا اور بنو خلدون اور بنو حجاج کو یرغمالی بنا لیا پھر انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور اس نے ان کے بیٹوں کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے دوبارہ اس کی اطاعت کر لی اور اس سے معاہدہ کیا تو اس نے ان کے بیٹوں کو رہا کر دیا تو انہوں نے دوبارہ بغاوت کی اور اس سے جنگ کی تو اس نے موت قبول کرنی چاہی اور اپنی بیویوں کو قتل کر دیا اور گھوڑوں کو ذبح کر دیا اور موجودہ سامان کو جلا دیا اور ان سے جنگ کی یہاں تک کہ انہوں نے اسے سامنے سے بغیر پیٹھ پھیرے قتل کر دیا اور عوام نے اس کے سر کو کچل دیا اور امیر عبداللہ کو لکھا کہ اس نے حیا کو خیر باد کہہ دیا تھا اور انہوں نے اسے قتل کر دیا تو اس نے مدارات کے طور پر ان کی بات قبول کر لی اور اپنے قرابت داروں میں سے ہشام بن عبدالرحمٰن کو ان کا امیر بنا کر بھیجا تو انہوں نے خود سری کی اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا اور اس میں کریب بن خلدون نے بڑا پارٹ ادا کیا اور اس کا با اختیار امیر بن گیا اور ابراہیم بن حجاج اپنے بھائی عبداللہ کے قتل ہو جانے کے بعد جیسا کہ ابن سعید نے الحجازی سے بیان کیا ہے تنہائی کی طرف مائل ہو گیا تھا اور اس نے اندلس کے سب سے بڑے باغی کے ساتھ مصاہرت کی اور وہ ان دنوں مالقہ اور اس کے مضافات میں رندہ تک رہتا تھا اور وہ اس کا مددگار تھا پھر وہ کریب بن خلدون کی مدارات اور میل جول کی طرف پلٹا تو اس نے اسے اپنے کام میں نائب بنا لیا اور اپنی سلطنت میں اسے شریک کیا۔

کریب رعیت پر ظلم کرتا تھا: اور کریب رعیت پر ظلم کرتا اور ان کے لئے مشکلات پیدا کرتا تھا اور ان سے ترش روئی اور سختی کے ساتھ پیش آتا تھا اور ابن حجاج ان سے محبت و شفقت کے ساتھ پیش آتا تھا پس وہ کریب کو چھوڑ کر ابراہیم کی طرف چلے گئے پھر اس نے اشبیلیہ کی امارت کے متعلق امیر عبداللہ سے تحریر مانگ کر سفارش کی تا کہ عوام اس سے خوش ہو جائیں تو اس نے اسے اس کا پروانہ لکھ دیا اور اس نے شہر کے سرکردہ لوگوں کو جو اس کی محبت اور کریب کی نفرت سے سرشار تھے اطلاع دی پھر باغیوں نے اتفاق کیا اور عوام نے کریب پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو امیر عبداللہ کے پاس بھیج دیا اور وہ اشبیلیہ کی امارت پر قائم ہو گیا ابن حیان کا بیان ہے کہ قرمونہ شہر کا قلعہ اندلس کے سب سے بڑے قلعوں میں سے ہے اور اس نے اسے اپنے گھوڑے کے تیار کرنے کی جگہ بنایا اور وہ اس کے اور اشبیلیہ کے درمیان آیا جایا کرتا تھا اور اس نے فوج بنائی اور ان کے طبقات مرتب کئے اور وہ امیر عبداللہ کو اموال اور ہدایا دیا کرتا تھا اور اس نے طوائف الملوک کے زمانے میں فوج اس کی طرف بھیجی اور وہ قابل تعریف مقصود تھا جس کا شرفاء نے قصد کیا تو اس نے ان سے حسن سلوک کیا اور شعراء نے اس کی مدح کی اور العقد کے مؤلف ابو عمر بن عبدربہ نے بھی ان کی مدح کی اور بقیہ باغیوں میں سے اس کے پاس گیا تو اس نے اس کے حق کو پہچانا اور اس کے انعامات میں اضافہ کیا اور بنو خلدون کا گھرانہ بنی امیہ کے بقیہ ایام میں طوائف الملوک کے زمانے تک ہمیشہ ہی اشبیلیہ میں رہا جیسا کہ ابن حیان اور ابن حزم نے بیان کیا ہے اور ان کی طاقت کے جانے سے ان کی امارت

جاتی رہی۔

ابن عباد کا اشبیلیہ پر قبضہ: اور جب ابن عباد نے اشبیلیہ پر قبضہ کیا اور اس کے باشندوں پر قابو پالیا تو اس نے ان بنی خلدون میں سے وزیر بنائے اور انہیں اپنی حکومت کے عہدوں پر مقرر کیا اور وہ جنگ جلالقہ میں اس کے ساتھ حاضر ہوئے جو ابن عباد اور یوسف بن تاشفین نے ملوک جلالقہ کے خلاف برپا کی تھی جس میں ابن عباد کے ساتھ حملہ میں ان بنی خلدون میں سے ایک نیا رُخ شہید ہوگئی پس انہوں نے اس جنگ میں مسلمانوں کے غلبہ کے لئے قیام کیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے دشمن پر فتح دی پھر یوسف بن تاشفین اور مرابطین اندلس پر متغلب ہوگئے اور عرب کے قبائل کمزور اور فنا ہوگئے۔

افریقہ میں ان کے اسلاف: جب موحدین نے اندلس پر قبضہ کیا اور اسے مرابطین کے قبضے سے چھین لیا تو ان کے ملوک عبدالمؤمن اور اس کے بیٹے تھے اور ہنتانہ کا سردار شیخ ابوحفص ان کی حکومت کا لیڈر تھا اور انہوں نے اسے کئی بار اشبیلیہ اور غرب اندلس کا والی مقرر کیا پھر انہوں نے اپنی حکومت کے کچھ دن اس کے بیٹے عبدالواحد کو والی مقرر کیا پھر اسی طرح اس کے بیٹے زکریا کو مقرر کیا اور ہمارے اسلاف کا اشبیلیہ میں ان سے میل جول تھا اور امہات کی جانب سے ہمارے ایک دادا نے جو منتسب کے نام سے مشہور تھا امیر ابوزکریا یحییٰ بن عبدالواحد بن ابی حفص کو اس کی حکومت کے زمانے میں جلالقہ کے قیدیوں میں سے ایک لڑکی کو جسے اس نے ام ولد بنایا تھا' تحفہ کے طور پر بھیجا اور اس سے اس کے ہاں اس کا بیٹا ابوزکریا یحییٰ ہوا جو اس کا ولی عہد تھا اور اس کی حکومت کے زمانے میں فوت ہوگیا تھا اور اس کے دو بھائی ابوبکر اور عمر بھی تھے اور وہ ام الخلفاء کے لقب سے ملقب تھی پھر امیر ابوزکریا ۶۲۰ھ میں افریقہ کی حکومت کی طرف چلا گیا اور وہاں اپنی دعوت دی اور ۶۲۵ھ میں بنی عبدالمؤمن کی دعوت سے الگ ہوگیا اور افریقہ میں خودمختار حکمران بن گیا اور اندلس میں موحدین کی حکومت خراب ہوگئی اور ابن ہود نے ان پر حملہ کیا پھر وہ فوت ہوگیا اور اندلس مضطرب ہوگیا اور طاغیہ نے اس پر حملہ کر دیا اور الفرنیترہ تک بار بار جنگ کی جو قرطبہ اور اشبیلیہ کے علاقے سے جیان تک ہے۔

ابن الاحمر کا حملہ: اور ابن الاحمر نے غرب اندلس سے قلعہ ارجونہ سے اندلس کے بقیہ علاقے کو قابو کرنے کے لئے حملہ کیا اور اشبیلیہ میں اہل شوریٰ نے گفتگو کی جو بنوالباجی' بنوالجد' بنوالوزیر' بنو سید الناس اور بنوخلدون تھے اور ابن نے ان سے ابن ہود کے خلاف بغاوت کرنے کے بارے میں سازباز کی اور یہ کہ وہ الفرنیترہ سے طاغیہ سے دور رہیں اور ساحلی پہاڑوں اور ان کے دشوار شہروں سے جو مالقہ سے غرناطہ اور المریہ تک ہیں پناہ لے لیں تو انہوں نے اپنے شہروں کے متعلق اس سے اتفاق نہ کیا اور ان کا لیڈر ابومروان الباجی تھا پس ابن الاحمر نے ان کی مخالفت کی اور الباجی کی اطاعت چھوڑ دی اور کبھی ابن ہود کی بیعت کر لی اور کبھی بنی عبدالمؤمن کے مراکش کے حاکم کی بیعت کر لی اور کبھی حاکم افریقہ امیر ابوزکریا کی بیعت کر لی اور اس نے غرناطہ سے جنگ کی اور اسے اپنا دارالخلافہ بنالیا اور الفرنیترہ اور اس کے شہر حکومت کے سایہ سے باہر رہ گئے پس بنوخلدون ڈر گئے کہ طاغیہ ان کا برا انجام کرے گا اور وہ اشبیلیہ سے چلے گئے اور سبتہ میں اترے اور طاغیہ نے ان سرحدوں پر حملہ کیا اور قرطبہ' اشبیلیہ' قرمونہ' جیان اور اس کے اردگرد کے علاقوں پر بیس سال تک قبضہ کئے رکھا اور جب بنوخلدون سبتہ میں آئے تو العزفی نے اپنے بیٹوں کا ان سے رشتہ کیا اور ان سے مل جل گیا اور اس کا ان کے ساتھ مشہور رشتہ تھا اور ہمارا دادا

الحسن بن محمد ابن المحتسب کا نواسہ تھا وہ بھی ان کے پاس آنے والوں کے ساتھ ان کے پاس آ گیا تھا پس انہوں نے اس کے اسلاف کے احسانات کا امیر ابوزکریا کے پاس ذکر کیا تو وہ اس کے پاس آیا تو اس نے اس کو خوش آمدید کہا اور مشرق کی طرف چلا گیا اور اپنا فرض ادا کیا پھر واپس آیا اور امیر ابوزکریا کو بونہ میں ملا تو اس نے اس کی عزت کی اور وہ اس کی حکومت کے زیر سایہ اور اس کے احسانات کی چراگاہ میں ٹھہرا رہا اور اس نے اس کے روزینے مقرر کر دیے اور جاگیریں دیں اور وہ وہیں فوت ہو گیا اور ۶۳۷ھ میں بونہ میں دفن کیا گیا۔

المستنصر محمد کی حکمرانی: اور اس کے بیٹے المستنصر محمد نے حکومت سنبھالی اور اس نے ہمارے دادے ابوبکر کا وہی وظیفہ جاری کر دیا جو اس کے باپ کا تھا پھر ہمارے زمانے نے اپنی ضرب لگائی اور المستنصر ۵۷۷ھ میں فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے یحییٰ کو والی بنایا اور اس کا بھائی امیر ابواسحاق جو اپنے بھائی المستنصر کے آگے اندلس بھاگ گیا تھا' اندلس سے آیا اور اس نے یحییٰ کو معزول کر دیا اور خود افریقہ کا بااختیار حکمران بن گیا اور اس نے ہمارے دادا ابوبکر محمد کو موحدین کی حکومت کے عظماء کے طریق کے مطابق جو اس سے قبل تنہا ہی عمال کی حکمرانی' معزولی اور ٹیکس کی جانچ پڑتال کے فرائض سرانجام دیا کرتے تھے' حکومت کے کاموں پر مقرر کر دیا پس اس نے اس عہدہ کو نبھایا پھر سلطان ابواسحاق نے اس کے بیٹے محمد کو جو ہمارا جدِ اقرب ہے' اپنے ولی عہد بیٹے ابو فارس کا حاجب مقرر کر دیا جن دنوں اس نے اسے بجایہ کی طرف دور بھجوا دیا تھا پھر ہمارے دادا نے اس کام سے استعفیٰ دے دیا تو اس نے اس کا استعفیٰ منظور کر لیا اور وہ دارالخلافے کی طرف لوٹ آیا۔

الدعی بن ابی عمارہ کا تونس پر قبضہ: اور جب الدعی بن ابی عمارہ نے ان کے ملک تونس پر قبضہ کیا تو اس نے ہمارے دادا ابوبکر محمد کو قید کر دیا اور اس سے اموال کا پُر اصرار مطالبہ کیا پھر اس نے اسے اس کے قید خانے میں گلا گھونٹ کر قتل کر دیا اور اس کا بیٹا محمد جو ہمارا جدِ اقرب ہے سلطان ابواسحاق اور اس کے بیٹوں کے ساتھ بجایہ گیا تو اس کے بیٹے ابو فارس نے اسے گرفتار کر لیا اور وہ اور اس کے بھائی فوجوں کے ساتھ الدعی بن ابی عمارہ کی مدافعت کے لئے نکلے اور وہ فضل بن مخلوع کے مشابہ تھا حتیٰ کہ جب انہوں نے مرماجنہ میں جنگ کی تو ہمارا دادا محمد' ابوحفص امیر ابوزکریا کے ساتھ جنگ سے بھاگ گیا اور ان دونوں کے ساتھ الفازازی اور ابوالحسن بن سید الناس بھی تھے پس اس نے الفازازی کے ترجیح دینے کو ناپسند کیا اور جب ابوحفص امور پر حاوی ہوا تو اس نے اس کی سابقت کا لحاظ کیا اور اسے جاگیر دی اور اسے جملہ سالاروں اور جنگوں کے مراتب میں شامل کیا اور اس نے اس سے اپنے ملک کے بہت سے کاموں میں کفایت کی درخواست کی اور الفازازی کے بعد اسے اپنی حجابت کے لئے ترتیب دی اور فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کے بھائی المستنصر کا پوتا ابوعصیدہ امیر بنا اور اس نے اپنی حجابت کے الفازازی کے کاتب محمد بن ابراہیم دباغ کو منتخب کیا اور محمد بن خلدون کو حجابت میں اس کا نائب مقرر کیا اور وہ اسی حال میں رہا یہاں تک کہ سلطان فوت ہو گیا۔

امیر خالد کی حکومت: اور امیر خالد کی حکومت آ گئی تو اس نے اسے عزت و بزرگی کے حال پر قائم رکھا لیکن اسے عامل نہ بنایا اور نہ امیر مقرر کیا یہاں تک کہ ابو یحییٰ بن اللحیانی کی حکومت آ گئی تو اس نے اسے چن لیا اور جب عربوں کے تغلب سے رنگین پھر گئیں تو اس نے اس سے کفایت کی درخواست کی اور اسے لاج کے جزیرہ کی حمایت کے لئے بھجوایا لاج جزیرہ کے

نواح میں بسنے والے سلیم کا ایک بطن ہے اور ابن نے یہاں قابلِ ذکر کارنامے سرانجام دیے اور جب ابن اللحیانی کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا تو مشرق کی طرف چلا گیا اور ۷۱۸ھ میں فریضہ حج ادا کیا اور توبہ اور گناہوں سے باز رہنے کا اظہار کیا اور ۷۲۳ھ میں دوبارہ نفلی حج کیا اور اپنے گھر میں گوشہ گیر ہو گیا اور سلطان ابو یحییٰ نے ازراہ ترحم اسے بہت سی جاگیریں اور وظائف دیے اور اسے کئی بار اپنی حجابت کے لئے بلایا مگر وہ نہ آیا۔

مجھے محمد بن منصور بن مری نے بتایا کہ جب ۷۲۷ھ میں حاجب محمد بن عبدالعزیز کردی جوالمزوار کے نام سے مشہور ہے فوت ہو گیا تو سلطان نے تیرے دادا محمد بن خلدون کو بلایا اور چاہا کہ اسے حجابت پر مقرر کر دے اور اپنا کام اس کے سپرد کر دے تو اس نے انکار کیا اور معافی چاہی تو اس نے اُسے معافی دے دی اور اس نے اس سے مشورہ کیا کہ وہ کس کو اپنی حجابت دے تو اس نے بجایہ کی سرحد کے حاکم محمد بن ابوالحسن بن سید الناس کو اپنے پر ترجیح دی جو اپنی کفایت اور قوت اور تونس اور اشبیلیہ میں ان دونوں کے اسلاف میں قبل ازیں جو قدیم دوستانہ تعلقات پائے جاتے تھے ان کی وجہ سے اس کا استحقاق رکھتا تھا اور اس نے اُسے کہا کہ وہ اپنے خواص اور دین کی وجہ سے اس امر پر بہت قدرت رکھتا ہے تو سلطان نے اس کے مشورہ پر عمل کیا اور ابن سید الناس کو بلا کر اسے اپنی حجابت دے دی۔

سلطان ابو یحییٰ: اور سلطان ابو یحییٰ جب تونس سے باہر جاتا تو ہمارے دادا محمد کو تونس کا عامل مقرر کرتا اور اس کی نگرانی سے بچاؤ کرتا یہاں تک کہ ۷۳۷ھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے محمد بن ابوبکر نے جو میرا باپ تھا تلوار اور ملازمت کے طریق کو چھوڑ کر علم اور خانقاہ کا راستہ اختیار کیا کیونکہ اس نے ابوعبداللہ الرندی کی گود میں پرورش پائی تھی جو فقیہ کے نام سے مشہور تھا اور اپنے زمانے میں علم و فتویٰ اور ولایت کے ان طریق کے اختیار کرنے میں جن کا وہ ابوحسین اور اس کے چچا حسن سے جو مشہور ولی تھے وارث ہوا تھا' تونس کا بڑا آدمی تھا اور جس دن سے اس نے ہمارے دادا کے طریق کو خیرباد کہا تھا ہمارا دادا اس کے ساتھ رہتا تھا اور اس نے اپنے بیٹے کو جو میرا والد تھا اس کے ساتھ کر دیا پس اس نے پڑھا اور سمجھا اور وہ علم عربی میں بڑی دستگاہ رکھتا تھا اور شعر اور فنونِ شعر میں اُسے بصیرت حاصل تھی اور میرے زمانے میں اہل شعر اس کے پاس شعر کے فیصلے کے لئے آتے تھے اور اس کے سامنے شعر کو پیش کرتے تھے اور وہ ۷۴۹ھ میں طاعون جارف سے فوت ہوا۔

میری پیدائش: میری پیدائش ماہ رمضان ۷۳۲ھ میں تونس میں ہوئی اور میں نے اپنے والد مرحوم کی گود میں پرورش پائی یہاں تک کہ میں جوان ہو گیا اور استاذ ابوعبداللہ محمد بن نزال انصاری سے قرآن عظیم پڑھا جو اصل میں اندلس کے ان غریب الوطن لوگوں میں سے تھا جو بلنسیہ کے مضافات میں رہتے تھے اس نے بلنسیہ اور اس کے مضافات کے مشائخ سے علم حاصل کیا اور وہ قرأت کا امام تھا اور قرأت سبع میں ان کا سب سے مشہور شیخ ابوالعباس احمد بن بطوی تھا اور ان میں اس کے مشائخ اور اسانید مشہور و معروف ہیں اور قرآن عظیم کو از بر حفظ کرنے کے بعد میں نے مشہور سبع قرأت میں اسے اکیس ختموں میں افراداً و جمعاً قرآن سنایا پھر میں نے انہیں ایک اور ختم میں جمع کیا پھر میں نے یعقوب کی روایت کے مطابق ایک ختم میں دونوں روایتوں کے توافق سے سنایا اور اس کے سامنے قرأت کے بارے میں شاطبی کا قصیدہ لامیہ اور قصیدہ رائیہ جو کتابت کے بارے میں ہے پیش کیا اور اس نے مجھے استاد ابوعبداللہ بطوی وغیرہ شیوخ سے ان دونوں قصیدوں کے متعلق آگاہ کیا اور میں نے موطا ابن عبدالبر کی احادیث کی کتاب التفسیر کو اس کے اور اس کی کتاب التمہید الموطا کے روبرو جو فقط احادیث پر مشتمل

ہے پیش کیا اور میں نے اُسے سب کتابیں سنائیں جیسے ابن مالک کی کتاب التسہیل اور فقہ کے بارے میں ابن الخطیب کی مختصر مگر میں نے ان کو مکمل حفظ نہیں کیا اور اس دوران میں نے اپنے والد اور تونس کے اساتذہ سے عربی زبان میں علم حاصل کیا جن میں شیخ ابوعبداللہ محمد العربی الحصاری بھی شامل ہے جو علم نحو کا امام تھا اور اس نے کتاب التسہیل کی مفصل شرح بھی لکھی ہے اور ابوعبداللہ محمد الشواش الزرازی اور ابوالعباس احمد بن القصار بھی تھا جو علم نحو میں بڑی دستگاہ رکھتا تھا اور اس نے آنحضرت ﷺ کی مدح میں لکھے گئے مشہور قصیدہ بردہ کی شرح لکھی ہے اور اس زمانے میں بھی وہ تونس میں زندہ موجود ہے اور ابو عبداللہ محمد بن بحر جو تونس میں عربی اور ادب کا امام تھا وہ بھی ان میں شامل تھا میں ہمیشہ اس کا ہم نشین رہا اور میں اس کے پاس جاتا رہتا تھا وہ علوم اللسان میں ایک موجزن سمندر تھا اس نے مجھے شعر یاد کرنے کا مشورہ دیا تو میں نے اشعار کی چھ کتابیں اور حماسہ اور متنبی کے کچھ اشعار اور کتاب الاغانی کے کچھ اشعار یاد کر لیے' اسی طرح میں تونس کے امام المحدثین شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن جابر کا بھی ہم نشین رہا جو الرحلتین کا مؤلف ہے اور میں نے اُسے مسلم بن الحجاج کی کتاب اور کتاب الموطا اول سے آخر تک اور امہات خمس میں سے بھی کچھ کتابیں سنائیں اور اس نے مجھے عربی اور فقہ کی بہت سے کتابیں دیں اور مجھے عام اجازت عطا فرمائی اور اس نے مجھے اپنے مذکورہ مشائخ کے متعلق بتایا جن میں تونس میں سب سے مشہور قاضی الجماعۃ ابوالعباس احمد بن الغماز خزرجی ہے اور میں نے تونس میں ان کی ایک جماعت سے فقہ کا علم حاصل کیا جن میں ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحیانی اور ابوالقاسم محمد القصیر بھی شامل ہیں میں نے اُسے ابوسعید البرداعی کی کتاب التہذیب مختصر المدونہ اور کتاب المالکیہ سنائی اور اس سے سمجھا' اسی اثناء میں ہمارے شیخ امام قاضی الجماعۃ ابوعبداللہ کی مجلس میں محمد بن عبدالسلام میرے بھائی عمر رحمۃ اللہ علیہما کے ساتھ آیا اور میں اس سے الگ ہو گیا اور اسی دوران میں میں نے اسے امام مالک کی کتاب موطا سنائی اور اس کے محمد بن ہرون طائی سے تونس کے ان مشائخ کے علاوہ دوسرے مشائخ سے میل جول کرنے سے قبل اونچے طرق ہیں اور میں نے اُسے سب کے سب بتا دیئے اور اس نے میرے لئے تحریر لکھی اور مجھے اجازت دی پھر وہ سب کے سب طاعون جارف میں مر گئے۔

اور جب سلطان ابوالحسن نے ۷۴۸ھ میں افریقہ پر قبضہ کیا تو سلطان کے مددگاروں میں اہل علم کی ایک جماعت بھی ہمارے پاس آئی وہ انہیں اپنی مجلس میں حاضر رکھتا تھا اور ان کی موجودگی سے زینت حاصل کرتا تھا' پس ان میں مغرب کا مفتی اعظم اور مالکی مذہب کا امام ابوعبداللہ محمد بن سلیمان السطی بھی تھا اور میں اس کی مجلسوں میں جایا کرتا تھا اور ان میں سلطان ابوالحسن کا کاتب اور مہر بردار جو اس کے مکتوبات کے نیچے لگائی جاتی تھی' امام المحدثین ابومحمد عبدالمہیمن حضرمی بھی تھا' میں ہمیشہ اس کے ساتھ رہا اور میں نے سماعاً اس سے علم حاصل کیا اور امہات الکتب' کتاب الموطا اور سیر ابن اسحاق اور حدیث کے بارے میں ابن الصلاح کی کتاب اور بہت سی کتب جو مجھے یاد نہیں رہیں ان کی اجازت لی اور حدیث' فقہ' عربی' ادب' معقول اور دیگر فنون میں اس کا سرمایہ بہت درست تھا اور سب کا سب سامنے تھا اور ان میں سے کوئی کتاب اس کے بعض شیوخ کی تحریر سے خالی نہ تھی جو اس کی سند میں تالیف تک مشہور تھے یہاں تک کہ فقہ اور وہ عربی جو ان زبانوں میں مؤلف کی طرف غریبۃ الاسناد ہے وہ بھی شیوخ کی تحریر سے خالی نہ تھی اور ان میں امام المغرب شیخ ابوالعباس احمد الزواوی بھی تھا اور میں نے ابوعمرو الدانی اور ابن شریح کے طریق پر قراءت سبع کے درمیان بڑے توافق کے ساتھ اسے قرآن عظیم سنایا مگر

میں نے اس قرأت کو مکمل نہ کیا اور میں نے اُسے متعدد کتب سنائیں تو اس نے مجھے عام اجازت عطا فرمائی اور ان میں علوم عقلیہ کا شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم ایلی بھی تھا جو اصل میں تلمسان کا رہنے والا تھا اور وہیں اس نے پرورش پائی تھی اور تعلیمی کتب پڑھی تھیں اور ساتویں صدی میں بڑے محاصرے نے اسے تلمسان پہنچا دیا تھا پس وہ وہاں سے نکلا اور حج کیا اور مشرق کے اس دور کے بڑے آدمیوں سے ملا مگر ان سے کچھ حاصل نہ کیا کیونکہ اسے دماغی عارضہ تھا پھر مشرق سے واپس آ گیا اور روبصحت ہو گیا اور منطق اور اصلین' شیخ ابوموسیٰ عیسیٰ بن الامام کو سنائیں اور اس نے تونس میں اپنے بھائی ابوزید عبدالرحمٰن کے ساتھ ابوزیتون کے مشہور شاگرد کو سنایا اور دونوں منقول و معقول کے بہت سے علم کے ساتھ تلمسان آئے اور ان دونوں میں سے ایلی نے ابوموسیٰ کو سنایا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے پھر وہ تلمسان سے مغرب بھاگ گیا کیونکہ اس کا سلطان ابوحمو جو یغمراسن بن زیان کی اولاد میں سے تھا اپنے مضافات میں دخل اندازی اور ٹیکس کو اس کے حساب کے لئے روکنے کی وجہ سے اُسے ناپسند کرتا تھا پس وہ مغرب کی طرف بھاگ گیا اور مراکش چلا گیا اور شہرت یافتہ عالم ابوالعباس بن البناء کے پاس رہنے لگا پس اس نے اس سے بقیہ علوم عقلیہ حاصل کئے اور وہاں پر اس کے مقام کا وارث ہوا پھر شیخ کی وفات کے بعد علی بن محمد تر دمیت کے بلانے سے جبل الھساکرہ کی طرف چلا گیا تا کہ اسے سنائے پس اس نے اسے علم عطا کیا اور کچھ سالوں کے بعد شاہِ مغرب سلطان ابوسعید نے اسے اتارا اور اپنے ساتھ جدید شہر میں ٹھہرایا پھر سلطان ابوالحسن نے اسے منتخب کر لیا اور اسے اپنی مجلس کے علماء میں شامل کر لیا اور اس دوران میں وہ علوم عقلیہ سکھاتا رہا اور اہل مغرب کے درمیان انہیں پھیلاتا رہا یہاں تک کہ ان میں سے مغرب کے دیگر شہروں کے بہت سے آدمی ان میں ماہر ہو گئے اور اس نے اپنی تعلیم میں اصاغر کو اکابر کے ساتھ ملا دیا اور جب وہ سلطان ابوالحسن کے مددگاروں کے ساتھ تونس آیا تو میں ہمیشہ اس کے ساتھ رہنے لگا اور میں نے اس سے علوم عقلیہ' منطق اور فنون حکمیہ اور تعلیمیہ سیکھے اور وہ مرحوم اس بارے میں میرے متعلق تبریز میں گواہی دیتا تھا اور سلطان کے مددگاروں میں آنے والے اصحاب میں سے ہمارے صاحب ابوالقاسم عبداللہ بن یوسف بن رضوان مالقی بھی ہیں' یہ سلطان کے کاتب تھے اور رئیس الکتاب اور فرامین و خطابات کے نیچے لگائی جانے والی علامت کے حامل ابومحمد عبداللہ کی خدمت میں رہتے تھے اور کبھی سلطان اپنے خط سے علامت لگا دیتا تھا اور یہ رضوان اپنے خط کی برتری' علم کی کثرت' چہرے کی خوبصورتی' دستاویزات کی سمجھ اور سلطان کی طرف سے پڑھنے میں بلاغت اور منابر پر شعر و خطابت کے مرتب کرنے میں مغرب کا قابل فخر فرزند تھا اور وہ اکثر سلطان کے ساتھ نماز پڑھتا تھا پس جب وہ ہمارے پاس تونس آیا تو میں اس کے ساتھ ہو گیا اور میں نے اس پر رشک کیا اگرچہ میں نے اُسے ہم عمر ہونے کی وجہ سے شیخ نہیں بنایا اور جس طرح میں ان سے الگ ہو گیا تھا اس سے بھی الگ ہو گیا اور ہمارے دوست ابوالقاسم الرحوی نے جو تونس کا شاعر ہے ایک قصیدہ میں جو نون کے قافیہ میں ہے اس کی مدح کی ہے اور اس سے خواہش کی ہے کہ وہ اپنے شیخ محمد عبدالمہیمن کو یاد کر دلائے کہ اس نے قصیدہ میں سلطان ابوالحسن کی یاد کے قافیہ میں جو مدح کی ہے وہ اس تک پہنچا دے اور سلطان کے حالات میں اس کا ذکر بیان ہو چکا ہے ابن رضوان کی مدح میں سلطان کے ساتھ آنے والے سرکردہ علماء کا بھی ذکر کیا ہے جو یہ ہے:

''میں نے اپنے زمانے کو اس وقت پہچانا جب میں نے اپنے عرفان کا انکار کر دیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ کیوان کی ہتھیلی میں کوئی سعادت نہیں اور تعیین و تعدیل کرنے والے کے صورت کے اختیار میں کوئی اختیار نہیں اور

قرآن کے ساتھ مدمقابلوں کا کوئی مقابلہ نہیں اور صورت کے نظام نے اپنی ترتیب کو مکمل کیا ہے کیونکہ قاضی نے دلیل کے ساتھ رجحان میں اضافہ کر دیا ہے اور آدمی کا اس کے فقرات اور اس کی نقل سے مفلس ہونا عقلمند کو اور ان سے بے نیاز کر دیتا ہے پھر آنے والے علماء کے متعلق کہتا ہے:

وہ لوگ ہی اصل لوگ ہیں اور ان کی عقلیں شبیر اور نہلان پہاڑ کے تودوں سے زیادہ مضبوط ہے اور ان کے علوم میں اوچھا پن نہیں اور ان علوم کے ماہرین بغیر آگ کے تیری راہنمائی کریں گے۔

پھر آخر میں کہتا ہے:

اور تونس عبدالمہیمن کا دیوانہ ہے اور میں اس کے فضل اور قرب میں کامیاب ہو چکا ہوں اور میرے پوشیدہ خیالات نے اس کے سوا کسی دوسرے سے تعلق پیدا نہیں کیا اگرچہ میں ابن رضوان کی محبت کی وجہ سے سب سے محبت رکھتا ہوں۔

اور اس شاعر نے ہمارے دوست الرموی کو عبدالمہیمن کی اس بات کو یاد دلاتے ہوئے لکھا:

دل اکتساب اور سخی سے محبت رکھتا ہے اور یہی عمر ہے جو مکمل جیت میں لگی رہتی ہے اور میں لوگوں کو دیکھتا ہے کہ وہ ہدایت کی جستجو میں ہدایت کے لئے کوشاں ہیں اور کچھ گمراہی کے لئے کوشاں ہیں اور میں علوم کو مخلوقات کے لئے زینت سمجھتا ہوں پس اُس سے اچھی پوشاک بنا اور میں دیکھتا ہوں کہ سب فضیلت ابن عبدالمہیمن میں اکٹھی ہوگئی ہے۔

اور پھر اس کے آخر میں کہتا ہے:

وہ خواہشات کے زینوں سے قرب کا خواہاں ہے اور ترقی اوپر کی جانب ہے پس تو آواز دیتا ہے ان کے مقاصد کو حاصل کر، ہر دور نزدیک کا آدمی دوڑ لگا رہا ہے۔

پھر جب قیروان میں ۹۴۷ھ کے آغاز میں عربوں نے سلطان سے جنگ کی تو وہ ان سے غافل ہو گئے اور یہ الرموی اس کی جستجو میں کامیاب نہ ہو سکا پھر طاعون جارف آ گئی تو اس نے سب کی صف لپیٹ دی اور عبدالمہیمن بھی مرنے والوں کے ساتھ مر گیا اور تونس میں ہمارے اسلاف کے مقبرے میں اس دوستی کی وجہ سے دفن ہوا جو ان کے اور میرے والد مرحوم کے درمیان ان ایام میں پائی جاتی تھی جب وہ ہمارے ہاں آئے تھے۔

معرکہ قیروان: پس جب قیروان کا معرکہ ہوا تو اہل تونس نے سلطان ابوالحسن کے ان تمام مددگاروں پر حملہ کر دیا جو ان کے پاس تھے تو انہوں نے دارالخلافہ کے قصبہ میں پناہ لی جہاں سلطان کے اہل و عیال رہتے تھے اور ابن تافراکین نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور قیروان سے نکل کر عربوں کے پاس گیا اور وہ سلطان کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اور انہوں نے ابودبوس پر اتفاق کر کے اس کی بیعت کر لی جیسا کہ سلطان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے پس انہوں نے ابن تافراکین کو تونس بھیجا تو اس نے قصبہ کا محاصرہ کر لیا مگر اُسے سر نہ کر سکا اور عبدالمہیمن نے تونس کی بغاوت کے روز گھبراہٹ میں ڈالنے والی آواز سنی تو وہ اپنے گھر سے نکل کر ہمارے گھر آیا اور میرے باپ مرحوم کے پاس روپوش رہا اور وہ تقریباً تین ماہ تک ہمارے ہاں روپوش رہا۔ پھر سلطان قیروان سے سوسہ گیا اور سمندر پر سوار ہو کر تونس چلا گیا اور ابن تافراکین مشرق کی طرف بھاگ گیا اور عبدالمہیمن روپوشی سے باہر آ گیا اور سلطان نے اُسے دوبارہ ولایت و کتابت کا وظیفہ جاری کر دیا اور وہ اکثر

میرے والد مرحوم سے گفتگو کرتا رہتا تھا اور اس کی دوستی کا قدردان تھا اور اس نے جو خط اُسے لکھا میں نے اسے اس کے خط میں اُسے یاد کیا ہے:

محمد خوبیوں والے نے مجھے روکا ہے اور میں ہمیشہ اس کا شکرگزار رہوں گا اللہ تعالیٰ ابن خلدون کو آسودہ زندگی اور ہمیشہ کی جنت عطا کرے اور اس نے کس قدر زبان اور اعمال سے نیکیاں کرکے دوستی کی ہے اور اس نے حضرمیہ کی اس بات میں رعایت کی ہے جس کی محبت سے اس نے مہربانی کے گلاب کا پھول توڑا ہے اے ابوبکر! میں عمر بھر تیری تعریف کروں گا اور دل و زبان سے اسے دہراتا رہوں گا اور جب تک میری زندگی ہے میں تلوار اور زبان سے تیری بلندیوں کا دفاع کرتا رہوں گا اور میں نے تجھ سے دوستی حاصل کی ہے کاش میرا زمانہ اس کی محبت کا لحاظ کرتا اور میں اپنی مہار موڑ تا۔

اور الرموی نے اپنے اشعار میں جن سرکردہ لوگوں کا ذکر کیا ہے وہ سلطان ابوالحسن کی مجلس کے پیشرو تھے جنہیں اس نے اہل مغرب میں سے اپنی محبت کے لئے چن لیا تھا اور ان میں سے امام کے دو بیٹے تلمسان کے مضافات میں سے اہل برشک کے دو بھائی تھے جن میں سے بڑے کا نام ابوزید عبدالرحمٰن اور چھوٹے کا ابوموسیٰ عیسیٰ تھا اور ان کا باپ برشک کی ایک مسجد میں امام تھا۔

زیرم بن حماد کا الزام: اور زیرم بن حماد نے جو ان دنوں شہر پر متغلب تھا اس پر الزام لگایا کہ ان کے پاس اس کے دشمنوں کا مال بطور امانت پڑا ہے پس اس نے اس سے امانت کا مطالبہ کیا اور اس نے انکار کیا اور زیرم نے اس کے قبضے سے مال حاصل کرنے کے لئے اس پر شب خون مارا تو وہ دفاع کرتا ہوا قتل ہو گیا اور اس کے یہ دونوں بیٹے ساتویں صدی کے آخر میں تونس چلے گئے اور وہاں انہوں نے ابن زیتون کے شاگردوں سے علم اور عبداللہ بن شعیب الدکالی کے اصحاب سے فقہ حاصل کی اور علم میں بہرہ وافر حاصل کر کے مغرب واپس آ گئے اور الجزائر میں اقامت اختیار کر کے وہاں علم پھیلانے لگے کیونکہ متغلب زیرم کی وجہ سے برشک جانے میں ان کے لئے رکاوٹ تھی اور بنی مرین کا سلطان ابو یعقوب جو ان دنوں مغرب اقصیٰ کا حکمران تھا' تلمسان کے مشہور طویل محاصرے میں وہاں بیٹھا ہوا تھا اور وہاں سے اس نے ان کے نواح میں اپنی فوجیں بھیجیں اور اس کے بہت سے مضافات اور شہروں پر قبضہ کر لیا اور شلف میں مغراوہ کی عملداری پر بھی قبضہ کر لیا اور ملیانہ کو گھیر لیا اور بنی عسکر میں سے حسن بن الطلاق اور بنی ورتاجن میں سے علی بن محمد بن الخیر کو وہاں بھیجا اور ان دونوں کے ساتھ ٹیکس کے لکھنے اور اموال کے حاصل کرنے کے لئے کاتب منڈیل بن محمد کنانی کو بھی بھیجا پس یہ دونوں بھائی الجزائر سے کوچ کر گئے اور اس کی نگرانی کرنے لگے پس یہ دونوں منڈیل کی آنکھ کو بھا گئے تو وہ ان دونوں کے ساتھ بھاگ گیا اور ان کو چن لیا اور اپنے بیٹے محمد کی تعلیم کے لئے مقرر کر دیا۔

پس جب سلطان مغرب یوسف بن یعقوب ۵۷۰ھ میں تلمسان کے محاصرہ میں اپنی جگہ پر اپنے خصیوں میں سے ایک خصی کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا اس نے اُسے نیزہ مار کر اس کا کام تمام کر دیا اور اس کے بعد اس کے پوتے ابوثابت نے کچھ امور کے بعد جن کا ذکر ہم نے اس کے حالات میں کیا ہے حکومت سنبھال لی اور اس کے بعد اس کے اور حاکم تلمسان ابو زیان محمد بن عثمان بن یغمراسن اور اس کے بھائی ابوحمو کے درمیان تلمسان سے چلے جانے اور اس کے مضافات کو اسے واپس

کرنے کا پختہ عہد ہوا پس اس نے ان کے ساتھ اس عہد کو پورا کیا اور مغرب کی طرف واپس آ گیا اور ابن ابی الطلاق شلف سے اور کتانی ملیانہ سے مغرب کی طرف واپس جانے کے لئے کوچ کر گئے اور تلمسان سے گزرے پس ابوحمو نے ان دونوں کو وصیت کی اور ان کے علمی مقام کی وجہ سے ان کی تعریف کی اور ان دونوں پر رشک کیا اور ان کے لئے مشہور مدرسہ بنایا جو ان دونوں کے نام سے مشہور ہے اور وہ اہل علم کے طریق کے مطابق اس کے پاس قیام پذیر رہے اور ابوحمو فوت ہو گیا اور وہ اس کے بیٹے ابوتاشفین کے ساتھ بھی اسی طرح رہے یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن نے تلمسان پر چڑھائی کی اور ۷۳۷ھ میں بزور قوت اس پر قبضہ کر لیا اور مغرب کی اطراف میں ان دونوں کی بہت شہرت تھی جس نے ان کے لئے اچھے خیال کی بنیاد رکھ دی پس اس نے اپنی آمد کے وقت ہی ان دونوں کو بلایا اور ان کی نشست کو قریب کیا اور ان کی عزت کو بڑھایا اور ان کے ہم طبقہ لوگوں میں ان کی شان بلند کی اور جب بھی وہ تلمسان سے گزرتا تو وہ ان دونوں سے اپنی مجلس کو آراستہ کرتا اور وہ پہلی بار اس وقت اس کے پاس گئے جب ان دونوں کے بلاد کے اعیان جمع ہوئے پھر وہ ان دونوں کو جنگ کی طرف لے گیا اور وہ جنگ طریف میں اس کے ساتھ حاضر ہوئے اور اپنے شہر کی طرف واپس لوٹ آئے اور اس کے بعد ان میں سے ابوزید فوت ہو گیا اور اس کا بھائی موسیٰ عزت کے ساتھ زندہ رہا۔

سلطان ابوالحسن کی افریقہ کو روانگی: اور جب سلطان ابوالحسن ۷۴۸ھ میں افریقہ کی طرف گیا جیسا کہ اس کے حالات میں بیان ہو چکا ہے تو ابوموسیٰ بن امام کو عزت و وقار کے ساتھ اپنے ساتھ لے گیا اور جب اس نے افریقہ پر قبضہ کر لیا تو اسے اس کے شہر کی طرف بھیج دیا تو وہ تھوڑا عرصہ وہاں ٹھہرا اور ۷۴۹ھ میں طاعون جارف سے فوت ہو گیا اور ان دونوں کی اولاد اس عہد تک درجہ بدرجہ عزت کے راستوں پر بڑھتی رہی۔

السطی: اور السطی کا نام محمد بن سلیمان تھا جو بطون اوربہ میں سے سطہ قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا جو فاس کے نواح میں رہتے تھے پس اس کا باپ سلیمان شہر فاس میں اترا اور محمد نے وہیں پرورش پائی اور مغرب کے امام المالکیہ شیخ ابوالحسن الصغیر سے علم حاصل کیا جو بہت مشہور آدمی تھا اور فاس کا قاضی الجماعۃ تھا اور فقہ حاصل کی اور اسے سنایا اور وہ امام مالک کے مذہب کا سب لوگوں سے زیادہ حافظ اور فقیہ تھا اور سلطان ابوالحسن اپنی عالی ہمتی اور مہربانی اور نوازش میں دور تک جانے کے باعث اپنی مجلس کو علماء کے ساتھ مزین کرنے پر نظر رکھتا تھا اور اس نے ان میں سے ایک جماعت کو اپنی صحبت اور ہم نشینی کے لئے چن لیا ان میں یہ امام محمد بن سلیمان بھی شامل تھا اور وہ اپنے مددگاروں کے ساتھ ہمارے پاس تونس میں آیا اور ہم نے اس کی فضیلت و برتری کو دیکھا اور میں نے دیکھا ہے کہ ان میں سے کوئی شخص فقہ کے حفظ و فہم میں اس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا اور میرا بھائی موسیٰ اسے ابوالحسن لخمی کی کتاب التبصرہ سناتا تھا اور وہ متعدد مجالس میں اپنی املاء اور حفظ سے اس کی تصحیح کرتا جاتا تھا اور اکثر کتب جن سے اس کا واسطہ پڑتا تھا اس کا یہی حال تھا اور وہ جنگ قیروان میں سلطان ابوالحسن کے ساتھ شامل ہوا اور اس کے ساتھ تونس گیا اور تقریباً دو سال تک وہاں مقیم رہا اور مغرب نے سلطان کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کا بیٹا ابوعنان بااختیار ہو گیا پھر سلطان ابوالحسن ۷۵۰ھ کے آخر میں تونس سے اپنے بحری بیڑے میں سوار ہوا اور بجایہ سے گزرا اور اس کے سواحل میں غرق ہو گیا اور اس کا بحری بیڑا اور اس کے سوار بھی غرق ہو گئے اور اکثر اس کے ساتھ یہ فضلاء وغیرہ ہی تھے اور سمندر نے ان کو ایک جزیرے میں پھینک دیا یہاں تک کہ ان میں سے ایک بحری بیڑے نے اسے بچا لیا اور وہ بہت سے اپنے عیال و اصحاب

اور موجودہ چیزوں کو تباہ کرنے کے بعد الجزائر کی طرف چلا گیا اور اس کی امارت کا حال اس کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔

ایلی: اور ایلی کا نام محمد بن ابراہیم تھا اس نے تلمسان میں پرورش پائی اور اصل میں وہ اندلس کے غریب الوطن لوگوں میں سے ہے جو الجوف شہر کے ایلہ کے باشندوں میں سے ہیں' وہ اپنے باپ اور چچا احمد کے ساتھ گیا پس یغمراسن بن زیان نے ان کو خادم بنا لیا اور اس کے بیٹے ان کی فوج میں تھے اور ان دونوں میں سے ابراہیم نے تلمسان کے قاضی محمد بن غلبون کی بیٹی سے رشتہ کیا جس سے یہ محمد پیدا ہوا اور اس نے تلمسان میں اپنے دادا کی کفالت میں پرورش پائی' جس کی وجہ سے اس کے دل میں فوج کی بجائے جو اس کے باپ اور چچا کا پیشہ تھا علم کی طرف توجہ ہوئی اور جب وہ جوان ہوا تو اس کے دل میں تعلیمات کی محبت سبقت کر گئی اور وہ ان میں مشہور ہو گیا اور لوگ ان کے سیکھنے کے لئے اس کے پاس آ کر بیٹھ گئے حالانکہ یہ سن بلوغ میں تھا پھر سلطان یوسف بن یعقوب نے آ کر خیمے لگا کر تلمسان کا محاصرہ کر لیا اور مضافات کی طرف فوجیں بھیجیں اور اکثر مضافات کو فتح کر لیا اور ابراہیم ایلی تلمسان کی بندرگاہ حنین کا قائد تھا پس جب یوسف بن یعقوب نے اس پر قبضہ کر لیا تو بنو عبدالواد کے جس قدر مددگار وہاں موجود تھے انہیں قید کر لیا اور ابراہیم ایلی کو بھی قید کر لیا اور تلمسان میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ یوسف بن یعقوب ان کے بیٹوں کو یرغمالی بناتا ہے اور انہیں رہا کرتا ہے۔ پس ان کے بیٹے محمد نے ان کے پاس جانے کے متعلق غور کیا اور اس کے اہل نے اسے اس کے عزم پر اکسایا پس وہ فصیلوں کو پھاند کر اپنے باپ کی طرف گیا تو اس نے یرغمالی بنانے کی خبر کو صحیح نہ پایا اور یوسف بن یعقوب نے یادریت میں اسے اندلسی فوج کا سالار بنا کر اس سے خدمت لینی چاہی مگر اس نے اس مقام پر کھڑا ہونا پسند نہ کیا اور اپنی ہیئت بدل لی اور ٹاٹ پہن لیا اور حج کے ارادے سے چل پڑا اور فقراء کی صحبت میں مختفی ہو کر عبادت گزاروں کی خانقاہ میں پہنچ گیا اور وہاں اس نے اہل کربلا میں سے بنی الحسین کے ایک رئیس کو پایا جو مغرب میں اپنی دعوت قائم کرنے کے ارادے سے آیا اور وہ بڑا سادہ لوح تھا' پس جب اس نے یوسف بن یعقوب کی فوجوں اور اس کے غلبے کی شدت کو دیکھا تو اپنے مقصد سے مایوس ہو گیا اور اس سے دست بردار ہو گیا اور اپنے شہر کو واپس جانے کا عزم کر لیا' پس ہمارا شیخ محمد بن ابراہیم بھی اس کے مددگاروں میں شامل تھا۔

مرحوم بیان کرتا ہے کہ کچھ عرصے بعد مجھ پر اس کا حال منکشف ہوا اور جس کام کے لئے وہ آیا تھا اس کی حقیقت معلوم ہوئی اور میں اس کے مددگاروں' اصحاب اور تابعین میں شامل ہو گیا وہ بیان کرتا ہے کہ ہر شہر میں اس کے اصحاب' پیروکار اور خدام اس سے ملتے جو اپنے اپنے شہر سے اس کے پاس تو شے اور اخراجات لاتے یہاں تک کہ ہم تونس سے اسکندریہ تک سمندر پر سوار ہو گئے' وہ بیان کرتا ہے کہ سمندر میں مجھ پر شہوت کا سخت غلبہ ہو گیا اور اس رئیس کے مقام کی وجہ سے میں نے بکثرت نہانے سے شرم محسوس کی تو اس کے ایک امراز نے مجھے کافور پینے کا مشورہ دیا تو میں نے اس سے ایک چلو بھر لے کر پیا تو مجھے دماغی عارضہ ہو گیا اور اسی حال میں دیار مصر میں آ گیا اور اس زمانے میں وہاں معقول و منقول کے شہسواروں میں تقی الدین بن دقیق العید بن الرفعہ' صفی الدین ہندی اور تبریزی وغیرہ رہتے تھے' خلاصہ کلام یہ کہ جب اس نے ہمارے سامنے ان کا ذکر کیا تو دماغی عارضے کی وجہ سے ان کے وجود کی تمیز ہی ہوئی پھر اس نے اس رئیس کے ساتھ حج کیا اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو کر کربلا کی طرف چلا گیا اور اپنے اصحاب میں سے اس کے ساتھ ایک آدمی کو بھیجا جو اسے بلاد زواوہ

میں جو مغرب کے ایک گوشے میں ہے ان کے نام میں پہنچا دے۔

اور مجھے میرے مرحوم شیخ نے بتایا کہ میرے پاس بہت سے دینار تھے جنہیں نے مغرب سے حاصل کیا اور جو جبہ میں پہنا کرتا تھا ان کے اندر جب میں بیمار ہو گیا تو اس نے ان کو مجھ سے چھین لیا حتیٰ کہ اس نے اپنے اصحاب کو مغرب تک میری مشایعت کے لئے بھیجا تو وہ دنانیر انہیں دے دیئے اور جب انہوں نے مجھے مامن تک پہنچا دیا تو انہوں نے وہ دنانیر مجھے دے دیئے اور انہوں نے مجھ سے ایک تحریر پر گواہی دلوائی جسے وہ ان کے پاس لے گئے جیسا کہ اس نے انہیں حکم دیا تھا پھر ہمارے شیخ کے مغرب پہنچنے کے ساتھ ہی یوسف بن یعقوب کی وفات اور اہل تلمسان کا محاصرے سے چھٹکارا ہو گیا پس وہ تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور اپنے دماغی عارضے سے صحت ہو گئی اور علم سیکھنے کے لئے اس کی خواہش میں اضافہ ہو گیا اور وہ عقلیات کی طرف میلان رکھتا تھا پس اس نے ابوموسیٰ بن الامام سے منطق اور جملہ اصلین پڑھے اور حاکم تلمسان ابوحمو کی حکومت مضبوط ہو چکی تھی اور وہ امور کا کنٹرولر تھا اُسے ہمارے شیخ کے متعلق پتہ چلا کہ اُسے علم حساب میں تقدم حاصل ہے تو اس نے اپنے اموال کا کنٹرولر اور اپنے احوال کی نگرانی اس کے سپرد کر دی اور ہمارے شیخ نے اس سے جان چھڑائی تو اس نے اسے اس کام پر مجبور کیا پس اس نے اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے ایک حیلہ کیا اور سلطان ابوالربیع کے زمانے میں فاس چلا گیا اور ابوحمو نے اس کے متعلق اطلاع بھیجی تو وہ المخیلی کے خلیفہ یہودی سے تعلیم حاصل کرنے کے لئے فاس میں روپوش ہو گیا پس اس نے اس کے فنون کو مکمل طور پر حاصل کیا اور ماہر ہو گیا اور فاس سے چھپتے چھپاتے نکل کر علاقے میں مراکش چلا گیا اور معقول و منقول کے شیخ اور علمی اور حالی تصوف کے ماہر امام ابوالعباس ابن البناء کے ہاں اترا اور ہمیشہ اس کے ساتھ رہا اور اس سے علم حاصل کیا اور علم معقول، تعالیم اور حکمت میں بہرہ وافر حاصل کیا۔

پھر شیخ الہساکرہ علی بن محمد بن ترومیت نے اُسے بلایا کہ اسے سنائے اور وہ سلطان کا تابعدار تھا پس ہمارا شیخ اس کے پاس گیا اور اس کے ہاں مدت تک ٹھہرا رہا اور اس دوران میں اسے سناتا رہا اور وہاں طالبان علم شیخ کے پاس اکٹھے ہو گئے اور اس کے افادہ اور استفادہ میں اضافہ ہو گیا اور اس اثناء میں علی بن محمد اس کی محبت اور تعظیم اور اس کے اشارہ پر عمل کرنے پر قائم رہا پس وہ اس کی خواہش پر غالب آ گیا اور ان قبائل میں اس کی امارت و ریاست بڑھ گئی اور جب سلطان ابوسعید علی بن ترومیت اپنے پہاڑ سے اترا تو شیخ بھی اس کے ساتھ اتر آیا اور فاس میں ٹھہر گیا اور ہر طرف سے طالب علم اس کے پاس آ گئے پس اس کا علم اور شہرت پھیل گئی اور جب سلطان ابوالحسن نے تلمسان فتح کیا اور ابوموسیٰ ابن الامام کو ملا تو اس نے نہایت اچھی طرح اس کا ذکر کیا اور اس کے علوم میں متقدم ہونے کو بیان کیا اور سلطان اپنی مجلس میں علماء کے جمع کرنے کا اہتمام کرتا تھا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں پس اس نے اُسے فاس سے بلایا اور اسے اپنی مجلس کے علماء کے طبقہ میں شامل کر لیا اور وہ تعلیم و تدریس میں الگ ہو گیا اور سلطان کی صحبت سے وابستہ ہو گیا اور افریقہ کی جنگ طریف اور جنگ قیروان میں اس کے ساتھ شامل ہوا اور اس کے اور میرے والد مرحوم کے درمیان دوستی تھی جو اسے سنانے میں میرا وسیلہ تھی پس میں اس کی مجلس سے وابستہ ہو گیا اور میں نے تعالیم کے ذریعے اس سے علوم عقلیہ سیکھے پھر میں نے منطق، اصلین اور علوم حکمت پڑھے اور اس اثناء میں معلوم ہوا کہ سلطان تونس سے اپنے بحری بیڑوں پر سوار ہو کر مغرب آ رہا ہے اور شیخ ہمارا مہمان اور ہماری کفالت میں تھا پس میں نے

اُسے ٹھہرنے کا مشورہ دیا اور ہم نے اُسے سفر کرنے سے روکا تو اس نے ہماری بات قبول کر لی اور ٹھہر گیا اور سلطان ابوالحسن نے ہم سے اس کا مطالبہ کیا تو ہم نے اس کے پاس نہایت اچھی طرح معذرت کر دی تو اُس نے اُسے چھوڑ دیا اور قبل ازیں ہم اس کے سمندر میں غرق ہونے کے واقعہ کو بیان کر چکے ہیں اور شیخ تونس میں ٹھہر گیا اور ہم اور ہمارے سب اہل شہر اس کی مجلس میں جانے اور اس سے علم سیکھنے میں مطالبہ کرتے تھے اور جب سلطان ابوالحسن ہنتاتہ میں وفات پا گیا اور اس کا بیٹا ابوعنان اپنے شواغل سے فارغ ہو گیا اور اس نے تلمسان کو بنی عبدالواد سے چھین لیا تو اس نے تونس سے حکمران کو اس کے بارے میں خط لکھا اور اس سے اس کا مطالبہ کیا اور اس وقت تونس کا سلطان ابواسحاق بن یحییٰ شیخ الموحدین بن تافراکین کی کفالت میں تھا تو اس نے اُسے اس کے سفیر کے سپرد کر دیا اور وہ اس کے ساتھ ابوعنان کے اس بحری بیڑے میں سمندر پر سوار ہو گیا جس میں سفیر آیا تھا اور وہ بجایہ سے گزرا اور اس میں داخل ہوا اور ایک ماہ تک وہاں ٹھہرا یہاں تک کہ طالبانِ علم نے وہاں اسے ابن کی اور بحری بیڑے کے سالار کی مرضی سے مختصر ابن حاجب سنائی جو اصول فقہ کی کتاب ہے پھر اس نے کوچ کیا اور حنین کی بندرگاہ پر اترا اور تلمسان میں ابوعنان کے پاس آیا اور اس نے اس کی عزت افزائی کی اور اسے اپنے اشیاخ علماء کے طبقہ میں شامل کر لیا اور وہ اُسے سنتا اور اس سے سیکھتا تھا یہاں تک کہ ۷۵۷ھ میں فاس میں فوت ہو گیا اور مرحوم نے مجھے بتایا کہ ۶۸۱ھ میں اس کی پیدائش تلمسان میں ہوئی تھی۔

عبدالمہیمن: سلطان ابوالحسن کا کاتب تھا اور اصل میں سبتہ کا رہنے والا تھا اور ان کا گھرانہ وہاں بہت قدیم ہے اور یہ بنی عبدالمہیمن کے نام سے مشہور ہے اور اس کا باپ محمد بنی العزفی کے دور میں سبتہ کا قاضی تھا اور اس کے بیٹے عبدالمہیمن نے اس کی کفالت میں پرورش پائی اور وہاں کے مشائخ سے علم حاصل کیا اور استاد ابواسحاق غافقی کے ساتھ مختص ہو گیا اور جب رئیس ابوسعید حاکم اندلس نے سبتہ پر قبضہ کیا تو بنی العزفی اپنے جملہ اعیان کے ساتھ غرناطہ چلے آئے اور محمد بن عبدالمہیمن بھی ان کے ساتھ چلا آیا اور وہیں اس نے تعلیم کو مکمل کیا اور غرناطہ کے مشائخ میں فوقیت لے گیا اور مغرب اور اندلس کے باشندوں نے اس سے خط و کتابت اور اندلس کے رئیس وزیر ابوعبداللہ بن الحکیم الرندی نے جو سلطان مخلوع ابن الاحمر پر حاوی تھا اُسے کاتب بنایا پس اس نے اس کی جانب سے لکھا اور اس نے اُسے اپنی مجلس کے فضلاء جیسے محدث ابوعبداللہ بن سید الفہری ابوالعباس احمد العزفی اور متبحر عالم اور صوفی ابوعبداللہ محمد بن خمیس تلمسانی کے طبقہ میں شامل کر لیا اور وہ دونوں بلاغت و شعر میں ان دیگر فضلاء کے ساتھ نہیں چلتے تھے پس جب وزیر ابن الحکیم مبتلائے مصیبت ہوا اور سبتہ بنی مرین کی تابعداری میں لوٹ آیا تو عبدالمہیمن بھی سبتہ واپس آ کر قیام پذیر ہو گیا پھر ابوسعید نے امارت سنبھالی اور اس کے بیٹے ابوعلی نے اس پر غلبہ پا لیا اور خود کو حکومت کا بوجھ اٹھانے کے لئے مخصوص کر لیا تو اس نے فضلاء کو بلانے کی طرف غور کیا اور ان کے مقام سے زینت حاصل کی پس اس نے عبدالمہیمن کو سبتہ سے بلایا اور ۷۱۲ھ میں اسے کاتب بنایا پھر وہ ۷۱۴ھ میں اپنے باپ کے خلاف ہو گیا اور جدید شہر میں قلعہ بند ہو گیا اور وہاں سے اپنے باپ کے ساتھ صلح کرنے کے لئے تلمسان چلا گیا پس سلطان ابوسعید نے عبدالمہیمن سے تمسک کیا اور اسے کاتب بنا لیا یہاں تک کہ اس نے اُسے رئیس الکتاب بنا دیا اور اس نے پیغامات اور اوامر میں اس کی علامت کا نشان لگایا پس وہ اس کام کے لئے ۷۱۸ھ میں آیا اور سلطان ابوسعید کے بقیہ ایام اور اس کے بیٹے ابوالحسن کے زمانے میں بھی اسی عہدے پر قائم رہا اور ابوالحسن کے ساتھ افریقہ چلا گیا اور نقرس کی بیماری کی وجہ سے جنگ

قیروان سے پیچھے رہ گیا اور جب تونس میں گھبرا دینے والی آواز آئی اور جنگ کی خبر پہنچی اور سلطان کے مددگار ان کی بیویوں کے ساتھ قصبہ کی طرف چلے گئے تو عبدالمہیمن ان سے الگ ہو کر شہر میں گھس گیا اور ان خوف سے ہمارے گھر میں روپوش ہو گیا کہ کہیں ان کے ساتھ اسے بھی گزند نہ پہنچے اور جب یہ تاریکی دور ہوئی اور سلطان قیروان سے سوسہ واپس آ گیا اور وہاں سے سمندر پر سوار ہو کر تونس آ گیا تو اس نے عبدالمہیمن سے اعراض کیا کیونکہ وہ قوم سے الگ ہو کر قصبہ میں اس کے غائب ہونے سے ناراض ہو گیا تھا اور اس نے ابوالفضل بن الرئیس عبداللہ بن ابی مدین کو علامت پر مقرر کر دیا حالانکہ اس سے قبل وہ اس گھرانے سے مخصوص تھی اور ایک ماہ تک عبدالمہیمن بے کار رہا پھر سلطان نے غور و فکر کیا اور اس سے راضی ہو گیا اور پہلے کی طرح علامت اسے واپس کر دی پھر چند دنوں میں تونس میں طاعون جارف سے ۷۴۹ھ میں فوت ہو گیا اور اس کی پیدائش ۶۷۵ھ میں ہوئی تھی اور ابن الخطیب نے تاریخ غرناطہ میں اس کا مکمل تعارف کروایا ہے پس جو شخص اس سے آگاہ ہونا چاہتا ہے وہ اس کا مطالعہ کرے۔

<u>ابن رضوان</u>: جس کا ذکر ابن الرحوی نے اپنے قصیدے میں کیا ہے وہ ابوالقاسم عبداللہ بن یوسف بن رضوان البخاری ہے اس کا اصل وطن اندلس ہے اس نے مالقہ میں پرورش پائی اور اس کے مشائخ سے علم حاصل کیا اور عربی ادب میں مہارت حاصل کی اور علوم اور نظم و نثر کو خوش اسلوبی اور عمدگی سے بیان کیا اور عمدگی کے ساتھ درست پڑھتا تھا اور دستاویزات کو نہایت اچھی طرح لکھتا تھا اور جنگ طریف کے بعد کوچ کر گیا اور سبتہ اترا اور وہاں سلطان ابوالحسن سے ملا اور اس کی مدح کی اور اس نے اسے انعام دیا اور قاضی ابراہیم بن یحییٰ سے مختص ہو گیا اور ان دنوں وہ فوجوں کا قاضی اور سلطان کا خطیب تھا اور وہ اسے قضا اور خطابت سے توبہ کرنے کی ترغیب دیتا تھا پھر اس نے اسے سلطان کے دروازے کے کاتبوں میں شامل کر لیا اور رئیس الکتاب عبدالمہیمن کی خدمت اور اس سے علم حاصل کرنے کے لئے مختص ہو گیا یہاں تک کہ سلطان افریقہ کی طرف چلا گیا اور جنگ قیروان ہوئی اور وہ اپنے اہل و عیال اور مددگاروں کے ساتھ قصبہ تونس میں محصور ہونے والوں کے ساتھ محصور ہو گیا اور سلطان نے ابن رضوان کو اپنے بعض کاموں کے لئے پیچھے چھوڑا تھا پس محاصرے کے وقت انہیں جو تحریرات ملیں وہ لے کر چلا گیا اور اس نے اس میں بڑا پارٹ ادا کیا اور اسے اچھی طرح نبھایا یہاں تک کہ سلطان قیروان سے آ گیا اور اس نے اس کے حق خدمت کا لحاظ کیا اور اس سے انس کیا اور اسے قرب عطا کیا اور بکثرت عامل مقرر کیا یہاں تک کہ وہ ۷۵۰ھ میں بحری بیڑے میں تونس سے مغرب چلا گیا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اور اس نے اپنے بیٹے ابوالفضل کو جانشین بنایا اور ابوالقاسم بن رضوان کو اس کا کاتب بنا کر پیچھے چھوڑا پس وہ دونوں اسی حالت میں رہے پھر تونس میں سلطان الموحدین الفضل بن سلطان ابو یحییٰ نے انہیں مغلوب کر لیا اور ابوالفضل اپنے باپ کے پاس چلا گیا اور ابن رضوان اس کے ساتھ سفر کرنے کی سکت نہ پا سکا پس وہ ایک سال تک تونس میں ٹھہرا رہا پھر سمندر پر سوار ہو کر اندلس چلا گیا اور سلطان ابوالحسن کے جملہ مددگاروں کے ساتھ المریہ میں ٹھہرا جن میں شیخ ہنتانہ عامر بن محمد بن علی بھی تھا جو سلطان ابوالحسن کی بیوی اور بیٹے کا کفیل تھا اس نے کوچ کے وقت انہیں اپنے ساتھ تونس سے کشتی میں سوار کرایا اور اندلس کی طرف چلا گیا اور وہ المریہ میں اترے اور سلطان اندلس کے وظیفے پر وہاں مقیم رہے پس ابن رضوان ان کے پاس چلا گیا اور ان کے ساتھ قیام پذیر ہو گیا اور سلطان اندلس ابوالحجاج نے اسے اپنا کاتب بنانے کے لئے بلایا تو اس نے انکار کیا پھر سلطان ابوالحسن فوت ہو گیا اور المریہ میں اس

کے جو پسماندگان تھے وہ کوچ کر گئے اور سلطان ابوعنان کے پاس چلے گئے اور ابن رضوان بھی ان کے ساتھ گیا تو اس نے اس کے باپ کی جو خدمت کی تھی اس کا لحاظ کیا اور اسے اپنا کاتب بنالیا اور اسے اپنے حضور طالبان علم کے ساتھ اپنی مجلس میں حاضر ہونے کے لئے مختص کیا اور اس زمانے میں محمد بن ابی عمرو حکومت کا رئیس اور خلوت کا ہمراز اور علامت اور تکیس اور فوجوں کے حساب کا افسر تھا اور وہ سلطان کی خواہش پر غالب تھا اور اس نے اسے مختص کر لیا پس ابن رضوان نے اسے خدمت میں لے لیا یہاں تک کہ وہ دوستی صحبت اور داستان گوئی کے انتظام اور خاص مجالس میں جانے کے عہد کی وجہ سے اس سے محبت کرنے لگا اور اس کے باوجود وہ اسے سلطان کے قریب کرنے لگا اور اس کے ہاں اس کا بازار گرم ہو گیا اور جب وہ وہاں سے اہم کاموں کے لئے غیر حاضر ہوتا تو وہ اس کی خدمت کے مواقف میں اسے کفایت کرتا' پس وہ سلطان کی آنکھ کو بھا گیا اور اسکے ہاں اس کے فضائل مشہور ہو گئے۔

پس جب ابوعمر ۷۵۴ھ میں فوجوں کے ساتھ بجایہ کی طرف گیا تو ابن رضوان' علامت کتابت کے ساتھ سلطان سے الگ ہو گیا پھر ابن ابی عمرو سلطان کو واپس لے گیا اور اسے بجایہ کی طرف دور بھیج دیا اور اسے بجایہ اور اس کے بقیہ مضافات اور قسنطینہ کے موحدین کا والی مقرر کیا اور ابن رضوان' کتابت میں یکتا ہو گیا اور اس نے ابوعمر کی طرح اسے علامت بھی دے دی پس وہ اس کا منتظم بن گیا اور اسے بہت جاگیریں اور عزت حاصل ہوئی پھر وہ ۷۵۸ھ کے آخر میں اس سے ناراض ہو گیا اور محمد بن القاسم بن ابی مدین کو علامت اور انشاء پردازی اور مہر لگانے کا کام ابواسحاق ابراہیم بن الحاج الغرناطی کو دے دیا اور جب سلطان ابوسالم کی حکومت آئی تو اس نے فوج انشاء پردازی کی اور مہر کے رجسٹرار علی بن محمد بن مسعود کو علامت دے دی اور سیکرٹری شپ مؤلف کتاب عبدالرحمٰن بن خلدون کے سپرد کر دی پھر ۷۶۲ھ میں ابوسالم فوت ہو گیا اور وزیر عمر بن عبداللہ نے اس کے جس بیٹے کی کفالت کی تھی اس پر حاوی ہو گیا پس اس نے اپنے بقیہ ایام میں علامت ابن رضوان کو دے دی اور عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن نے اسے قتل کر دیا اور اس کی حکومت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا پس ابن رضوان ہمیشہ علامت پر قائم رہا اور عبدالعزیز فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹے سعید کو وزیر ابوبکر بن غازی بن الکاس کی کفالت میں حکمران بنایا اور ابن رضوان اپنے حال پر قائم رہا پھر سلطان احمد نے ملک پر قبضہ کر لیا اور اسے سعید اور ابوبکر بن غازی سے چھین لیا اور اس کی حکومت کے انتظام کو محمد بن عثمان بن الکاس نے اس پر حاوی ہو کر سنبھال لیا اور علامت پہلے کی طرح ابن رضوان کے پاس رہی یہاں تک کہ اس نے ازمور میں وفات پائی جب سلطان احمد عبدالرحمٰن بن ابی یفلوسن بن سلطان ابی علی کے محاصرے کے لئے مراکش جا رہا تھا۔

اور سلطان ابوالحسن کے مدد [illegible] مغرب کے اعیان وفضلاء کی ایک بہت بڑی جماعت تھی جن میں سے بہت سے لوگ تونس میں طاعون جارف سے ہلاک ہو گئے اور ایک جماعت بحری بیڑے میں غرق ہو گئی اور مصیبت دوسروں کی طرف بھی بڑھی یہاں تک کہ انہوں نے اپنی مقررہ مدتوں کو پورا کر لیا۔

افریقہ میں اس کے ساتھی: افریقہ میں جو لوگ اس کے ساتھ تھے ان میں مغرب کا شیخ القراء فقیہ ابوعبداللہ محمد بن احمد الزواوی بھی تھا جس نے فاس کے مشائخ سے علم اور عربی سیکھی تھی اور ابوعبداللہ بن رشید سے مروی ہے جو بہت سفر کرنے والا تھا کہ وہ قرأت میں امام تھا اور ان میں اپنا ملکہ رکھتا تھا کہ اس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا تھا اور اس کے ساتھ اسے مزامیر داؤد کی

آواز حاصل تھی اور وہ سلطان کو تراویح پڑھایا کرتا تھا اور بعض اوقات اسے قرآن کا ایک حصہ سنایا کرتا تھا۔

افریقہ میں اس کے ساتھ حاضر ہونے والوں میں سے دوسرا آدمی فقیہ ابوعبداللہ محمد بن محمد بن صباغ تھا جو مکناسہ کا باشندہ تھا اور معقول و منقول میں فائق اور حدیث اور اس کے رجال کا عارف اور کتاب موطا کی معرفت اور سنانے کا امام تھا' اس نے فاس اور مکناسہ کے مشائخ سے علوم حاصل کیے اور ہمارے شیخ ابوعبداللہ ایلی سے ملا اور اس کے ساتھ رہنے لگا اور اس سے علوم عقلیہ حاصل کیے اور اپنی بقیہ جستجوئے علم کو پوری طرح وہیں خرچ کیا اور آخر میں نمایاں ہو گیا اور سلطان نے اسے اپنی ہم نشینی کے لئے چن لیا اور اسے بلایا اور وہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہا یہاں تک کہ اس بحری بیڑے میں غرق ہو گیا۔

اور ان میں سے ایک قاضی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن عبدالنور بھی تھا جو ندرومہ کے مضافات کا باشندہ تھا اور اس کا نسب ضہاجہ میں تھا اور وہ امام مالک بن انس کے فقہ کا ماہر تھا اور اس نے امام کے دونوں بیٹوں ابوزید اور ابوموسیٰ سے فقہ سیکھی اور یہ ان دونوں کے اصحاب میں شامل تھا اور جب سلطان ابوالحسن نے تلمسان پر قبضہ کیا تو اس نے امام کے دونوں بیٹوں کے مقام کو بلند کیا اور دونوں کو ان کے شہروں میں شوریٰ کے لئے مختص کیا اور وہ اپنی حکومت میں بہت سے اہل علم کو اکٹھا رکھتا تھا اور ان کے روزینے مقرر کرتا تھا اور ان سے اپنی مجلس کو معمور رکھتا تھا ایک روز اس نے امام کے بیٹے سے تقاضا کیا کہ وہ اپنے اصحاب میں اس کے لئے ایک آدمی کو منتخب کرے جو اسے مجالس کے فقہاء میں شامل کر دے تو اس نے اسے اس عبدالنور کے متعلق مشورہ دیا تو اس نے اسے قریب کیا اور اسے اپنا قریبی ہم نشین بنایا اور اپنی فوج کی قضا اس کے سپرد کی اور وہ ہمیشہ اس کے مددگاروں میں شامل رہا یہاں تک کہ وہ ۷۴۹ھ میں تونس میں فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بھائی علی کو پیچھے چھوڑا جو ابن الامام کی تدریس میں اس کا رفیق تھا مگر فقہ میں اس سے کم ماہر تھا' پس جب سلطان ابوعنان اپنے باپ سلطان ابوالحسن کی فرماں برداری سے دست کش ہو گیا اور فاس پر حملہ کیا تو اسے بھی اپنے مددگاروں میں شامل کر لیا اور اسے مکناسہ کی قضا سپرد کی اور وہ ہمیشہ وہیں رہا یہاں تک کہ عمر بن عبداللہ حکومت پر متغلب ہو گیا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے پس وہ اپنے فرض کی ادائیگی کا مشتاق ہوا تو اس نے اسے بھیجا اور وہ ۷۶۴ھ میں حج کو گیا اور جب مکہ پہنچا تو اس کا کچھ مرض باقی تھا اور طواف قدوم میں فوت ہو گیا اور اس نے امیر الحاج کو اپنے بیٹے محمد کے متعلق وصیت کی کہ وہ اس کی یہ وصیت دیار مصر کے متغلب امیر یبغا الخاصکی کو پہنچا دے تو اس نے اس بارے میں اس کی نہایت اچھی طرح جانشینی کی اور اسے فقہاء کے کام سپرد کیے جس سے اس نے اس کی ضرورت پوری کر دی اور لوگوں سے سوال کرنے سے اس کی آبرو کو بچا لیا اور اس مرحوم کو علم کیمیا کا بڑا شوق تھا تاکہ اس میں لوگوں نے جو غلطیاں کی ہیں ان کی جستجو کرے پس اس وجہ سے وہ ایسی تکالیف برداشت کرتا رہا جو اسے اپنے دین اور عزت کے بارے میں لوگوں سے الجھاتی رہیں تا آنکہ ضرورت نے اسے مصر چھوڑنے پر مجبور کیا اور وہ بغداد چلا گیا اور وہاں بھی اسے اسی قسم کی تکالیف سے واسطہ پڑا تو وہ ماردین چلا گیا اور وہاں کے حاکم کے پاس ٹھہر گیا اور اس نے حق ہمسائیگی کو نہایت اچھی طرح ادا کیا یہاں تک کہ ہمیں ۷۹۰ھ کے بعد اطلاع ملی کہ وہ وہاں پر طبعی موت مر گیا ہے۔

اور ان میں سے ایک شیخ التعالیم ابوعبداللہ محمد بن النجار تلمسانی تھا جس نے اپنے شہر کے مشائخ اور ہمارے شیخ ایلی سے علم حاصل کیا اور اس سے سبقت لے گیا پھر مغرب کی طرف چلا گیا اور سبتہ میں امام التعالیم ابوعبداللہ محمد بن ہلال شارح قسنطنطی سے ملا جو ہیئت کی کتاب ہے اور مراکش میں امام ابوالعباس ابن البناء سے علم حاصل کیا اور وہ علم نجامت اور اس کے

احکام اور اس کے متعلقات میں امام تھا اور وہ بہت سے علم کے ساتھ تلمسان واپس آیا اور حکومت نے اُسے منتخب کر لیا پس جب ابوتاشفین فوت ہوا اور سلطان ابوالحسن بادشاہ بنا تو اس نے اسے اپنے مددگاروں میں شامل کیا اور اس کا روزینہ مقرر کیا پس یہ افریقہ میں اس کے ساتھ حاضر ہوا اور طاعون سے فوت ہو گیا۔

اور ان میں سے ایک ابوالعباس احمد بن شعیب فاسی تھا جو ادب ولسان اور علوم عقلیہ یعنی فلسفہ تعالیم اور طب وغیرہ میں یکتا تھا اور سلطان ابوسعید نے اسے جملہ کاتبوں میں شامل کر لیا اور طب میں متقدم ہونے کی وجہ سے اس نے اس کا اطباء کا روزینہ مقرر کر دیا پس وہ اس کا کاتب اور طبیب بن گیا اور اسی طرح اس کے بعد سلطان ابوالحسن کا بھی کاتب اور طبیب بنا اور افریقہ گیا اور اسی طاعون سے وہاں فوت ہو گیا اور وہ اپنے اشعار میں متقدم اور متاخر فاضل شعراء سے سبقت لے گیا اور شعر کے نقد وتبصرہ میں اسے امامت حاصل تھی اور اب مجھے صرف اس کے یہ اشعار ہی یاد ہیں:

''محبوب کا گھر نجد میں ہے اور اس کا رہنے والا چاند ہے اور دل کی امارت نجد میں ہے کیا موسم بہار کی پہلی بارش صبح صبح اس کے صحن میں ہوئی ہے اور اس کے میدانوں میں کم موگھوڑے آگے پیچھے دوڑتے ہیں یا نسیم کے مریض نے وہاں پیلو اور رند سے شفا طلب کرتے ہوئے رات گزاری ہے وہ ان لوگوں کی باتیں سناتا ہے جو سیدھے راستے پر جانے والے ہیں اگرچہ وہ سیدھے راستے سے ہٹ گئے ہیں اور داستان گوئی کا زمانہ میرا وطن ہے اور اس کے پانی نیلے اور سرخ ہیں اور نگا ہیں ایک ہرنی پر لگی ہوئی ہیں جو سیاہی مائل سرخ آنسوؤں اور رسیلے قد والی ہے وہ تیری طرف اشکبار آنکھوں سے دیکھتی ہے اور اس نے عاشق کو عمداً قتل کر دیا ہے یہاں تک کہ مصائب کی گردش اور نصیبے کی لغزش انہیں جلدی جلدی لے گئی وہ مر گئے تیرے باپ کی قسم ان کے بعد میری زندگی موت کے قریب ہو گئی ہے اور وہ مدفون ہو گئے اور اسے زمین کے بطن اور لحد کے گڑھے نے اپنے اندر لے لیا ہے اور جدائی کے پھینکنے اور دوری کے ویرانے کو اس کے دیدار سے دور کرتے ہوئے میں ان کے بعد زندگی گزار رہا ہوں اور میں نے اکیلے ان کا گرم پانی پیا ہے اے غم میں پکارنے والے مجھ سے اصرار نہ کر جو کچھ میں نے اس سے چھپایا ہے وہ اس سے زیادہ ہے جو میں نے ظاہر کیا ہے اور میرے قریب ٹھہر کر مجھے دن بھر چلائے گا اور اس کی یاد سے مجھے بے خوابی پر بے خوابی ہونے لگی اس نے دو بچے مضیعہ میں چھوڑے ہیں اور مجھے عطیے کی تکلیف پہنچی ہے''۔

اور ان میں سے ہمارے دوست خطیب ابوعبداللہ محمد بن احمد بن مرزوق تلمسانی بھی تھے اور اس کے اسلاف عباد میں شیخ ابومدین کے مہمان تھے اور اپنے دادا کے زمانے سے اس کی قبر کے خادم تھے جو اس کی زندگی میں اس کا خادم تھا اور وہ اس کا پایا یا پڑدادا تھا اور اس کا نام ابوبکر بن مرزوق تھا جو اس کی دوستی میں مشہور تھا اور جب وہ فوت ہوا تو یغمراسن بن زیان نے جو بنی عبدالواد میں سے تلمسان کا بادشاہ تھا اُسے اپنے محل کے قبرستان میں دفن کیا تاکہ جب وہ فوت ہو تو اس کے سامنے دفن ہو اور اس محمد نے تلمسان میں پرورش پائی اور اس نے مجھے جو بات بتائی اس کے مطابق اس کی پیدائش ۷۱۰ھ میں ہوئی اور ۷۱۸ھ میں اپنے باپ کے ساتھ مشرق کی طرف چلا گیا اور بجایہ سے گزرا تو وہاں اس نے شیخ ابوعلی ناصرالدین کے متعلق سنا اور مشرق میں داخل ہوا اور اس کا باپ حرمین شریفین کے پڑوس میں رہنے لگا اور وہ خود قاہرہ کی طرف لوٹ آیا اور وہاں قیام پذیر ہو گیا اور برہان الدین الصفاقسی المالکی اور اس کے بھائی لیا اور طلب و روایت میں یکتا ہو گیا اور وہ دو

خطوں کو بہت اچھی طرح لکھتا تھا پھر وہ ۷۳۳ھ میں مغرب کی طرف آ گیا اور سلطان ابوالحسن کو تلمسان کے محاصرہ میں اس کے مقام پر ملا اور اس نے عباد میں ایک عظیم مسجد تعمیر کی اور اس کا چچا ان دستور کے مطابق عباد میں اس مسجد کا خطیب تھا اور جب اس کی وفات ہوئی تو سلطان نے اس کے چچا ابن مرزوق کی جگہ اس کو اس مسجد کی خطابت سپرد کی اور اسے منبر پر خطبہ دیتے سنا اور وہ اس کی تعریف وتوصیف کرتا تھا پس وہ اس کی آنکھ کو بھا گیا اور اس نے اسے منتخب کر لیا اور اپنا مقرب بنایا اور اس کے باوجود وہ شیخین جو امام کے دونوں بیٹے تھے کی مجلس سے وابستہ رہتا تھا اور وہ اپنے آپ کو فضلاء اور اکابر کی ملاقات اور ان سے علم حاصل کرنے میں لگائے رکھتا تھا اور سلطان ہر روز اس کی ترقی میں اضافہ کرتا جاتا تھا اور وہ ان کے ساتھ جنگ طریف میں شامل ہوا جس میں مسلمانوں کی آزمائش ہوئی اور وہ اُسے حاکم اندلس کے ساتھ اپنی سفارت میں عامل مقرر کرتا تھا پھر اس نے اس کے افریقہ پر قابض ہو جانے کے بعد اس کی طرف سے قشتالہ کے بادشاہ ابن اذفونش کے پاس صلح کے قیام اور اس کے بیٹے عمر ابو تاشفین کو چھڑانے کے لئے سفارت کی جسے جنگ طریف میں قیدی بنا لیا گیا پس وہ اس سفارت میں جنگ قیروان سے غائب ہو گیا اور تاشفین کو نصرانی زعماء کی ایک پارٹی کے ساتھ واپس لے آیا جو اپنے بادشاہ کی طرف سے سفارت میں آئے تھے اور انہیں بلادِ افریقہ میں قسنطینہ مقام پر جنگِ قیروان کی اطلاع ملی اور وہیں پر سلطان کا عامل اور اس کے محافظ بھی موجود تھے پس اہل قسنطینہ نے ان سب پر حملہ کر دیا اور انہیں لوٹ لیا اور فضل بن سلطان ابو یحییٰ کا خطبہ دیا اور موحدین کی دعوت کو دہرایا اور اسے بلایا پس وہ ان کے پاس آیا اور شہر پر قبضہ کر لیا اور ابن مرزوق' اعیان وعمال اور ملوک کے سفراء کی ایک پارٹی کے ساتھ مغرب کی طرف لوٹتے ہوئے چلا اور سلطان ابوعنان کے پاس ابوالحسن کی چہیتی لونڈی اس کی والدہ کے ساتھ گیا جو اس کی طرف سفر کر کے آ رہی تھی پس اسے قسنطینہ میں اس کی اطلاع مل گئی اور گھبراہٹ پیدا ہو گئی پس اس کے بیٹے ابوعنان نے اپنے باپ کی حکومت پر قبضہ کر لیا اور فاس پر قابض ہو گیا تو وہ اس کے پاس واپس آ گئی اور ابن مرزوق بھی اس کی خدمت میں تھا پھر اس نے تلمسان جانا چاہا تو انہوں نے اسے وہاں بھجوا دیا اور اس نے عباد میں اپنے اسلاف کی جگہ پر اقامت اختیار کر لی اور تلمسان پر ان دنوں ابوسعید عثمان بن عبدالرحمٰن بن یغمراسن بن زیان کی حکومت تھی اور بنی عبدالواد کے قبیلہ نے جنگ قیروان کے بعد تونس میں اس کی بیعت کر لی اور اس وقت ابن تافراکین نے قصبہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان ہو چکا ہے اور وہ تلمسان کی طرف واپس آ گئے پس ان دونوں نے وہاں ابوسعید عثمان بن جرار کو پایا جسے سلطان ابوعنان نے اپنے باپ کے خلاف بغاوت اور فاس کی طرف روانگی کے وقت تلمسان کا عامل مقرر کیا تھا اور اس کے بعد ابن جرار نے بغاوت کر دی اور اپنی دعوت دی اور عثمان بن عبدالرحمٰن نے اس کا قصد کیا اور اس کے ساتھ اس کے بھائی ابوثابت اور ان کی قوم بھی تھی پس انہوں نے ابن جرار کے ہاتھوں سے تلمسان کو چھین لیا اور اسے قید کر دیا اور پھر اُسے قتل کر دیا۔

تلمسان میں ابوسعید کی خودمختاری: اور ابوسعید تلمسان کی حکومت میں خودمختار ہو گیا اور اس کا بھائی ابوثابت اس کی نیابت کرتا تھا اور سلطان ابوالحسن تونس سے سمندر پر سوار ہوا اور اس کا بحری بیڑا غرق ہو گیا اور وہ بچ کر الجزائر چلا گیا اور وہاں اترا اور تلمسان پر چڑھائی کرنے کے لئے فوج جمع کرنے لگا پس ابوسعید نے دیکھا کہ وہ اس تعلق کی وجہ سے جو ان دونوں کے درمیان ہے اُن سے اس کی دھار کو ان سے روکے اور اس نے اس کام کے لئے ابن مرزوق کو منتخب کیا پس اس

نے اسے بلایا اور رازداری کے ساتھ اسے وہ بات بتائی جو وہ سلطان ابوالحسن سے کہنا چاہتا تھا اور وہ اس کام کے لیے صحرا کے راستے سے گیا اور ابو ثابت اور اس کی قوم کو بھی اطلاع مل گئی تو انہوں نے اسے ابوسعید پر تبدیل کرنے کی کوشش کی اور اُسے برا بھلا کہا مگر وہ نہ مانا تو انہوں نے صغیر بن عامر کو ابن مرزوق کے روکنے کے لئے بھیجا تو وہ اسے لے آیا اور انہوں نے اسے کئی روز تک قید رکھا پھر اسے سمندر پار کروا کر اندلس بھیج دیا تو وہ غرناطہ میں سلطان ابوالحجاج کے ہاں اترا اور جب وہ جنگ طریف کے بعد سبتہ میں سلطان ابوالحسن کی مجلس میں اس سے ملا تھا اس وقت سے اس کا اس کے ساتھ تعلق تھا تو ابوالحجاج نے اس جان پہچان کا پاس کیا اور اُسے قریب کیا اور الحمراء کی جامع مسجد میں اسے خطیب مقرر کر دیا اور وہ مسلسل اس کا خطیب رہا یہاں تک کہ سلطان ابوعنان نے اسے ۷۵۴ھ میں اپنے باپ کی وفات اور تلمسان اور اس کے مضافات پر قابض ہونے کے بعد بلایا تو وہ اس کے پاس آیا تو اس نے اس کے تعلقات کی پاسداری کی اور اسے اپنی مجلس کے اکابر میں شامل کر لیا اور وہ اس کی مجلس اعلیٰ میں اس کے سامنے کتابیں پڑھتا تھا اور اس کی مجلس میں درس دینے والوں کے ساتھ اپنی باری پر درس دیتا تھا پھر اس نے ۷۵۸ھ میں تونس پر قابض ہونے کے سال اسے تونس کی طرف بھیجا تا کہ سلطان ابوالحسن کی دختر اسے منگنی کا پیغام دے مگر اس عورت نے اس منگنی کو رد کر دیا اور اسے تونس میں خوفزدہ کیا گیا اور سلطان ابوعنان کے پاس چغلی کی گئی کہ وہ اس لڑکی کے مکان پر چھا نکتا ہے تو اس وجہ سے وہ اس پر ناراض ہوا اور سلطان قسنطینہ سے واپس آ گیا اور اہل تونس نے ان تمام عمال اور محافظوں پر حملہ کر دیا جو تونس میں موجود تھے اور انہوں نے ابو محمد بن تافراکین کو مہدیہ سے بلایا پس وہ آیا اور اس نے شہر پر قبضہ کر لیا اور لوگ بحری بیڑے پر سوار ہو گئے اور تلمسان کی بندرگاہوں پر اترے۔

ابن مرزوق کی گرفتاری: اور سلطان نے ابن مرزوق کے قید کرنے کا اشارہ کیا اور اس کام کے لئے یحییٰ بن شعیب جو اس کے دروازے کے دربانوں کا لیڈر تھا' گیا پس وہ اسے تا سالت میں ملا اور وہیں اسے قید کر دیا اور اسے اس کے پاس لایا تو سلطان نے اسے بلا کر ڈانٹا پھر اسے ایک مدت تک قید کر دیا اور اسے اپنی موت سے پہلے رہا کر دیا اور سلطان ابوعنان کی موت کے بعد حکومت مضطرب ہو گئی اور بنی مرین کے کچھ لوگوں نے بنی یعقوب بن عبدالحق کے ایک شریف الاصل کی بیعت کر لی اور انہوں نے جدید شہر کا محاصرہ کر لیا اور وہیں پر اس کا بیٹا ابوسعید اور اس کا وزیر حسن بن عمر جو اس پر حاوی تھا' موجود تھا اور سلطان ابو سالم اندلس میں تھا جسے اس کے بھائی ابوعنان نے ان کے عم زادوں کے ساتھ جو سلطان ابوعلی کے بیٹے تھے سلطان ابوالحسن کی وفات کے بعد اندلس کی طرف جلاء وطن کر دیا اور وہ سب اس کے قبضے میں تھے پس جب وہ فوت ہو گیا تو ابو سالم اپنی مغرب کی حکومت کے لئے مستعد ہوا تو رضوان نے اسے منع کیا جو ان دنوں اندلس کی حکومت کا منتظم اور ابن السلطان ابی الحجاج پر حاوی تھا اور وہ دارالحرب سے اشبیلیہ چلا گیا اور بطرہ کے ہاں اترا جو ان دنوں ان کا بادشاہ تھا پس اس نے اس کے لئے کشتیاں مہیا کیں اور اسے کنارے کی طرف بھیج دیا اور بلاد غمارہ کے جبل صفیحہ میں اترا اور اس جبل کے باشندوں میں سے بنو میرا اور بنو میر نے اس کی دعوت کو قائم کیا پھر انہوں نے اسے مدد دی اور وہ اپنی حکومت پر قابض ہو گیا اس کے مفصل حال کو ہم نے اس کی حکومت کے حالات میں بیان کیا ہے۔

اور ابن مرزوق اس سے جب کہ وہ اندلس میں تھا ساز باز کرتا تھا اور اس سے کام لیتا تھا اور اپنے امور میں اس سے مذاکرات کرتا تھا اور کبھی کبھی اس سے خط و کتابت بھی کرتا تھا اور وہ جبل صفیحہ میں رہتا تھا اور وہ اپنی قوم کے زعماء سے اس کی

دعوت سے وابستہ ہونے کے بارے میں ساز باز کرتا تھا پس جب سلطان ابوسالم بادشاہ بنا تو اس نے اس کے تمام تعلقات کا لحاظ کیا اور اُسے لوگوں پر فضیلت دی اور اسے اپنی محبت سے نوازا اور امور کی باگ دوڑ اس کے ہاتھ میں دے دی پس لوگوں نے اس کی دہلیز کو روند دیا اور حکومت کے اشراف اس کے دروازے پر گئے اور چہرے اس کی طرف پھر گئے' جس کی وجہ سے اہل حکومت کے دل بیمار ہو گئے اور انہوں نے اس کے بارے میں سلطان کو ملامت کی اور لوگ اس کی تاک میں رہے یہاں تک کہ عمر بن عبداللہ نے جدید شہر پر حملہ کر دیا اور لوگ سلطان سے الگ ہو گئے اور عمر بن عبداللہ نے ۷۶۲ھ کے آخر میں اسے قتل کر دیا اور ابن مرزوق کو قید کر دیا اور اس نے اس کے سلطان کو جسے محمد بن ابی عبدالرحمٰن بن ابی الحسن نے مقرر کیا تھا' اکسایا تو اس نے اُسے آزمائش میں ڈالا اور اس نے اسے دوست بنا لیا پھر اس نے اسے رہا کر دیا حالانکہ اس کی حکومت کے بہت سے باشندوں نے اس کے قتل کا ارادہ کیا ہوا تھا پس اس نے اسے ان سے بچایا اور وہ ۷۶۴ھ میں تونس چلا گیا اور سلطان ابواسحاق کے ہاں اترا اور اس نے حکمران بن ابو محمد تافراکین حاوی تھا تو اس نے اُسے خوش آمدید کہا اور انہوں نے اسے تونس کی جامع موحدین کی خطابت سپرد کر دی اور وہ وہاں ٹھہر گیا یہاں تک کہ سلطان ابواسحاق ۷۷۰ھ میں فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا خالد حکمران بنا۔

<u>سلطان ابوالعباس کی تونس پر چڑھائی</u> اور سلطان ابویحییٰ کے پوتے سلطان ابوالعباس نے اپنے ہیڈکوارٹر قسطنطینہ سے تونس پر چڑھائی کی اور اس پر قبضہ کر لیا اور ۷۷۲ھ میں خالد کو قتل کر دیا اور ابن مرزوق اس کی کج روی سے پریشان رہتا تھا حالانکہ وہ اپنے عم زاد محمد حاکم بجایہ کے پاس فاس میں رہتا تھا اور سلطان ابی سالم کے ہاں اسے اس پر ترجیح دیتا تھا پس سلطان ابوالعباس نے اسے تونس میں خطبہ دینے سے معزول کر دیا جس سے وہ غمگین ہو گیا اور مشرق کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا اور سلطان نے اسے چھوڑ دیا پس وہ کشتی پر سوار ہوا اور اسکندریہ آ گیا پھر قاہرہ کی طرف کوچ کر گیا اور اہل علم اور حکومت کے امراء سے ملا اور اس کا سرمایہ ان کے ہاں چل نکلا اور انہوں نے اسے سلطان اشرف کے پاس پہنچا دیا پس وہ ان دنوں اس کی مجلس میں حاضر ہوتا تھا اور اس نے اسے علمی کام سپرد کر دیے جن سے وہ اپنی معاش کا سامان حاصل کرتا تھا اور اسی نے اپنے گھر کے اُستاذ محمد کا سلطان کے ساتھ تعلق کر دیا تھا جس سے وہ اپنی آمد کے آغاز میں ملا تھا تو وہ اس کی آنکھ کو بھا گیا تھا اور اس نے اس کے مددگاروں کو اچھا سمجھا پس اس نے اس کے لئے کوشش کی اور اس کی کوشش کامیاب ہوئی اور وہ ہمیشہ قاہرہ میں معزز عہدوں پر مالکی قضاء کا نمائندہ بن کر تدریس کے کاموں سے وابستہ رہا یہاں تک کہ ۷۸۱ھ میں فوت ہو گیا ہمارے اشیاخ اور اصحاب میں سے جو لوگ سلطان ابوالحسن کے پاس رہتے تھے انہوں نے اسی طرح بیان کیا ہے اور کتاب کا موضوع طوالت نہیں ہے اس لئے ہم اسی پر بس کرتے ہیں اور مؤلف کے حالات کے بیان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

فصل

تونس میں علامت پر متصرف ہونا پھر اس کے بعد مغرب کی طرف سفر کرنا اور سلطان ابوعنان کی کتابت پر مقرر ہونا

اور جب سے میں پروان چڑھا اور جوان ہوا ہوں ہمیشہ سے ہی میں تحصیل علم اور فضائل کے حاصل کرنے اور علمی حلقوں میں آنے جانے میں پورے انہماک سے مشغول رہا ہوں یہاں تک کہ طاعون جارف آ گئی اور اعیان وصدور اور تمام مشائخ فوت ہو گئے اور میرے والدین مرحومین بھی وفات پا گئے اور میں اپنے شیخ ابوعبداللہ ابلی کی مجلس سے وابستہ ہو گیا اور تین سال تک اسے سنانے میں پورے انہماک سے مشغول رہا یہاں تک کہ سلطان ابوعنان نے اسے بلایا اور وہ اس کے پاس چلا گیا اور مجھے ابومحمد تافراکین نے جوان دنوں تونس کی حکومت پر حاوی تھا سلطان ابواسحاق کی علامت کی کتابت کے لئے بلایا اور جب سے اس نے قسطنطینہ سے اس پر حملہ کیا سلطان ابویحییٰ کا پوتا ابوزید فوجوں سمیت اس کے ساتھ تھا اور اس کے ساتھ اولاد مہلہل کے عرب بھی تھے جنہوں نے اس سے اس کام کے لئے مدد مانگی تھی پس ابن تافراکین اور اس کا سلطان ابو اسحاق اولاد ابواللیل کے عربوں کے ساتھ نکلا اور فوج کو عطیات دیے اور اسے زندگی بھر کے لئے مراتب اور وظائف دیے اور صاحب علامت ابوعبداللہ محمد بن علی بن عمر نے اس سے بخشش کے اضافے کے لئے عذر کیا تو اس نے اسے معزول کر دیا اور اس سے علامت لے کر مجھے دے دی پس میں نے سلطان کی طرف سے علامت لکھی اور وہ بسملہ کے درمیان موٹے قلم سے الحمد للہ والشکر للہ کے الفاظ تھے اور اس کے بعد خطابیہ یا فرمان ہوتا تھا اور میں ۷۵۳ھ کے آغاز میں ان کے ساتھ نکلا اور افریقہ سے سفر کا عزم کئے ہوئے تھا کیونکہ مجھے اپنے اشیاخ کے فوت ہو جانے اور حصول علم میں رکاوٹ ہو جانے کے باعث گھبراہٹ ہو گئی تھی۔

بنومرین کی مغرب کو واپسی: پس جب بنومرین مغرب میں اپنے مراکز کی طرف واپس آ گئے اور افریقہ سے ان کی رو رک گئی اور ان کے ساتھ جو فضلاء تھے ان کی اکثریت دوستوں اور اشیاخ کی تھی و میں نے ان کے پاس جانے کا عزم کر لیا اور اس بات سے میرے بھائی اور میرے رئیس محمد رحمہ اللہ نے مجھے روکا پس جب مجھے اس کام کی طرف دعوت دی گئی تو میں نے

انسے قبول کرنے میں جلدی کی کیونکہ مغرب میں جانے سے میری غرض پوری ہوتی تھی اور ایسے ہی ہوا اور جب ہم تونس سے نکلے تو بلاد ہوارہ میں اترے اور فوجیں ایک دوسرے کی طرف مرناجنہ کی جستجو میں بڑھیں اور ہماری صف شکست کھا گئی اور میں ایتہ کی طرف آ کر بچ گیا اور میں مرابطین کے رؤساء میں سے شیخ عبدالرحمٰن الوشتانی کے ہاں ٹھہرا پھر میں سبتہ آ گیا اور اس کے حاکم محمد بن عبدون کے ساتھ اس نے کچھ راتیں میرے پاس قیام کیا یہاں تک کہ مغرب کے ایک رفیق کے ساتھ اس نے میرے لئے راستہ تیار کیا اور میں نے قفصہ کی طرف سفر کیا اور وہاں کئی روز ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ وہاں فقیہ محمد ابن الرئیس منصور بن مزنی اور اس کا بھائی یوسف جو ان دنوں الزاب کا حاکم تھا' ہمارے پاس آئے اور جب امیر ابوزید نے تونس کا محاصرہ کیا تو وہ تونس میں ہی تھا پس وہ اس کے پاس آیا اور وہ اس کے ساتھ ہی تھا اور جب انہیں اطلاع ملی کہ سلطان ابوعنان نے مغرب پر قبضہ کرلیا ہے تو اس نے تلمسان پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کرلیا اور کے سلطان عثمان بن عبدالرحمٰن اور اس کے بھائی ابوثابت کو قتل کر دیا اور وہ المریہ پہنچ گیا اور بجایہ کو اس کے امیر ابوعبداللہ سے چھین لیا جو سلطان ابویحییٰ کا پوتا تھا اور جب وہ اس کے شہر کے قریب آیا تو اس نے اس سے خط و کتابت کی پس وہ اس کے پاس گیا اور اس کی خاطر اس سے دست بردار ہو گیا اور اس کے مددگاروں میں شامل ہو گیا اور ابوعنان نے بنی وزیر میں سے شیخ بنی وطاس علی بن عمر کو بجایہ کا حاکم مقرر کر دیا پس جب انہیں یہ خبر پہنچی تو امیر عبدالرحمٰن تونس کا محاصرہ چھوڑ کر بھاگ گیا اور قفصہ سے گزرا اور محمد بن مزنی الزاب جاتے ہوئے ہمارے پاس آیا تو میں نے بسکرہ تک اس کی رفاقت کی اور میں وہاں اس کے بھائی کے پاس گیا اور وہ اپنے بھائی کی ضمانت کے تحت الزاب کی ایک بستی میں اترا یہاں تک کہ سردی کا موسم ختم ہو گیا اور ابوعنان نے جب بجایہ پر قبضہ کیا تو اس نے شیوخ بنی وطاس میں سے عمر بن علی بن وزیر کو اس کا حاکم مقرر کیا پس امیر ابوعبداللہ کا غلام فارح اس کی بیوی اور بچوں کو لے جانے کے لئے آیا تو صنہاجہ کے ایک بے وقوف نے عمر بن علی کے قتل کے متعلق سازش کی اور اس نے اسے اس کی نشست گاہ پر قتل کر دیا اور شہر پر قبضہ کرلیا اور امیر ابو زید کو قسطنطینہ سے بلا بھیجا اور شہر کے آدمی ان کے درمیان سلطان کی سطوت کے خوف سے چلنے پھرنے لگے پھر انہوں نے فارح پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور پہلے کی طرح سلطان کی دعوت کو دوبارہ قائم کیا اور انہوں نے تدلس کے سلطان کے عامل کے متعلق بنی مرین میں سے بنی ونکاسن کے شیخ یحیاتن بن عمر عبدالمومن کو بھیجا تو انہوں نے اسے اپنی باگ تھما دی اور سلطان کو اپنی فرمانبرداری کا پیغام بھیج دیا پس اس نے اسی وقت اپنے حاجب محمد بن ابی عمرو کو نکالا اور فوج نے اسے گھیر لیا اور اس کے ساتھ اس کی حکومت کے سرکردہ اور اس کے ہمراز اعیان بھی چلے گئے اور میں سلطان ابوعنان کے پاس تلمسان جانے کے لئے بسکرہ سے کوچ کر گیا اور ابن عمرو کو بطحا میں ملا اور اس نے میری اس قدر عزت کی کہ جس کا میں گمان بھی نہیں کرسکتا تھا اور مجھے اس کے ساتھ بجایہ واپس بھیجا پس میں فتح میں موجود تھا اور افریقہ کے وفود ہر سمت سے اس پر ٹوٹ پڑے اور جب وہ سلطان کی طرف واپس گیا تو میں بھی ان کے ساتھ گیا اور اس نے مجھ پر اس قدر احسان و کرم کیا جس کا مجھے گمان بھی نہ تھا حالانکہ میں اس وقت جوان تھا اور میری مسیں بھی نہیں بھیگی تھیں پھر میں وفود کے ساتھ لوٹ آیا اور ابن عمر بجایہ واپس آ گیا اور میں نے اس کے ہاں قیام کیا یہاں تک کہ ۷۵۴ھ کے آخر میں موسم سرما ختم ہو گیا۔

سلطان ابوعنان کی فاس کو واپسی: اور سلطان ابوعنان فاس واپس آ گیا اور اس نے اہل علم کو اپنی مجلس کے حلقہ کے لئے اکٹھا کیا اور اس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ اس مجلس میں مذاکرہ کے لئے طالب علموں کو منتخب کر رہا تھا پس ان لوگوں نے

جنہیں میں تونس میں ملا تھا اس کو میرے بارے میں اطلاع دی اور اس کے سامنے میری تعریف کی تو جا جب نے مجھے آنے کے متعلق لکھا تو میں ۷۵۵ھ میں اس کے پاس گیا اور اس نے مجھے اپنی مجلس کے اہل علم میں شامل کر لیا اور مجھے اس کے ساتھ نمازوں میں حاضر ہونے کا پابند کیا پھر اس نے باوجود میری ناپسندیدگی کے مجھے اس کی کتابت اور اس کے سامنے مہر لگانے پر مقرر کر دیا جب کہ میں نے اپنے اسلاف کو ایسے کرتے نہ دیکھا تھا اور میں پڑھنے' استدلال کرنے اور اہل مغرب کے مشائخ اور اندلس کے سفارت کاروں سے ملاقات کرنے میں پورے انہماک سے لگ گیا اور میں نے ضرورت کے مطابق ان سے فائدہ اٹھایا اور ان دنوں ان کے مددگاروں میں مراکش کے باشندوں میں سے استاد ابوعبداللہ محمد بن الصفار بھی شامل تھا جو اپنے وقت کا امام القرآن تھا اس نے مغرب کے مشائخ اور مسافر محدثین کے شیخ ابوعبداللہ محمد بن رشید فہری سید اہل مغرب سے علم حاصل کیا اور وہ قرآن کی روایات سبع میں سلطان سے معارضہ کیا کرتا تھا یہاں تک کہ اس کی وفات ہو گئی۔

اور ان میں سے ایک فاس کا قاضی الجماعۃ ابوعبداللہ المغربی بھی تھا جو اہل تلمسان میں سے ہمارا دوست تھا اس نے دہاں پر ابوعبداللہ محمد السلوی سے علم حاصل کیا اور مشرب سے وہاں معارف سے خالی آیا پھر اس نے علم سے آراستہ ہونے پر کمر باندھی اور گھر بیٹھ کر قرآن پڑھنے لگا اور اسے حفظ کر لیا اور اسے سبع قراءت میں پڑھا پھر وہ کتاب التسہیل فی العربیہ پڑھنے لگ گیا اور اسے بھی حفظ کر لیا پھر اس نے فقہ اور اصول کی کتاب مختصر ابن الحاجب پڑھنی شروع کی اور اسے حفظ کر لیا پھر وہ ابوعلی ناصر الدین کے شاگرد فقیہ عمران المشدالی سے وابستہ ہو گیا اور اس سے فقہ سیکھی اور علوم میں اس قدر سبقت لے گیا کہ اس کی انتہا تک نہ پہنچا جا سکتا تھا۔

سلطان ابوتاشفین کا تلمسان میں مدرسہ تعمیر کرنا: اور سلطان ابوتاشفین نے تلمسان میں ایک مدرسہ تعمیر کیا اور اسے اس تدریس کے لئے مقدم کیا اور وہ اسے اولاد کی امام کے مشابہ قرار دیتا تھا اور تلمسان میں اس نے ایک جماعت نے فقہ سیکھی جس میں سب سے زیادہ اس ابوعبداللہ مغربی نے علوم میں سے حصہ پایا اور جب ہمارا شیخ ابوعبداللہ ابلی' سلطان ابوالحسن کے تلمسان پر قبضہ کرنے کے وقت تلمسان آیا تو عبداللہ السلوی' تلمسان کی فتح کے روز قتل ہو گیا اسے سلطان کے ایک پہرہ دار نے ایک گناہ کی وجہ سے قتل کر دیا جو اس نے تجلماسہ میں علم حاصل کرنے سے قبل اس کے بھائی ابوعلی کی جاگیر میں کیا تھا اور سلطان نے اسے اس پر دھمکی دی تھی پس وہ مدرسے کے دروازے پر قتل ہو گیا اور اس کے بعد ابوعبداللہ المغربی ہمارے شیخ ابلی اور امام کے بیٹوں کی مجلس سے وابستہ ہو گیا اور وسیع العلم ہو گیا اور جب ۷۴۹ھ میں سلطان ابوعنان نے بغاوت کی اور اپنے باپ کو معزول کر دیا تو اسے بیعت کی کتب کی طرف متوجہ کیا پس اس نے انہیں لکھا اور جمعہ کے روز انہیں لوگوں کو سنایا اور سلطان کے ساتھ فاس چلا گیا پس جب اس نے فاس پر قبضہ کر لیا تو اس کے قاضی شیخ معمر ابوعبداللہ بن عبدالرزاق کو معزول کر دیا اور اسے اس کی جگہ قاضی مقرر کیا اور وہ مسلسل وہاں پر قاضی رہا یہاں تک کہ اس نے اسے ایک شاہانہ دعوت سے ناراض کر دیا اور اس نے اسے معزول کر دیا اور اس کی جگہ ۷۵۶ھ کے آخر میں ابوعبداللہ تشتالی کو قاضی مقرر کر دیا پھر اس نے اسے اندلس کی سفارت پر بھیجا تو وہ واپس نہ آیا اور سلطان اس کے لئے اپنے سواروں سمیت رک گیا اور حاکم اندلس کو اس کے ساتھ تمسک کرنے پر ملامت کی اور اسے لانے کے لئے اس کے پاس آدمی بھیجے تو اس نے ابن الاحمر کی سفارش کی پناہ لی اور اس سے سلطان ابوعنان کی تحریری امان کا مطالبہ کیا اور اس نے اسے غرناطہ میں مقیم شیوخ علم کی

جماعت کے ساتھ بھیجا جس میں ہمارے شیخ ابوالقاسم الشریف السبتی بھی تھے جو جلالت علم، وقار اور ریاست کے شیخ الدنیا اور فصاحت و بیان کے لحاظ سے امام اللسان اور نظم و نثر اور اس کی درستگی میں متقدم ہیں اور ہمارے دوسرے شیخ ابوالبرکات محمد بن محمد الحاج البلفیقی تھے جو المریہ کے باشندے تھے اور اندلس کے فقہاء، محدثین، ادباء، صوفیاء اور خطباء کے شیخ تھے اور معارف کے اسالیب اور ملوک کی صحبت کے آداب کو عمدگی سے بیان کرنے میں اہل علم کے سردار تھے اور ان کے سوا کچھ اور لوگ بھی تھے پس وہ دونوں سفارشی بن کر اسے سلطان کے پاس لائے کیونکہ وہ ان دونوں کی ملاقات کا بہت خواہش مند تھا پس سفارش قبول ہو گئی اور وسیلہ مفید ثابت ہوا اور جب وہ دونوں ۷۵۷ھ میں آئے میں بھی سلطان کی مجلس میں موجود تھا اور وہ جمعہ کا روز تھا اور قاضی المغربی سلطان کے دروازے پر اپنے مکان میں امارت اور وظیفے سے الگ ہو کر ٹھہرا ہوا تھا اس کے سلطان کی جانب سے اس پر آزمائش آئی جو اس کے اور اس کے اقارب کے درمیان واقع ہوئی اور وہ ان کے ساتھ قاضی قسنطلی کے پاس حاضر ہونے سے رک گیا اور سلطان اپنے دروازے کے ایک محافظ کے پاس آیا کہ وہ اسے گھسیٹ کر قاضی کی مجلس میں لے جائے تاکہ اس کا حکم اس کے متعلق نافذ ہو جائے اور لوگ اسے ایک آزمائش سمجھتے تھے پھر اس کے بعد سلطان نے قسنطینہ کی طرف کوچ کرنے کے موقع پر اسے اپنی حکومت کی افواج کی قضا پر مقرر کیا، پس جب اس نے اسے فتح کر لیا اور ۵۸ ۷ھ کے آخر میں اپنے دارالخلافہ کی طرف واپس آیا تو قاضی المغربی راستے میں بیمار ہو گیا اور فاس آنے پر مر گیا۔

اور ان میں سے ایک ہمارے دوست امام، عالم، مقتدا، معقول و منقول کے شہسوار اور فروع و اصول کے ماہر ابو عبداللہ محمد بن احمد الشریف الحسنی بھی تھے جو علوی کے نام سے معروف تھے یہ ایک تلمسان کے مضافات کی بستی کی نسبت سے ہے جس کا نام علوبین ہے اور اس کے اہل شہر اپنے نسب میں مداخلت نہیں کرتے تھے اور بعض اوقات ان میں ایک ایسا فاجر بھی داخل ہو جاتا تھا جسے نہ اپنے دین کی سمجھ ہوتی تھی اور نہ وہ انساب کی معرفت رکھتا تھا اور ایک لغویت کی وجہ سے اس کی طرف التفات نہ کرتا تھا۔

اس آدمی نے تلمسان میں پرورش پائی اور اس کے مشائخ سے علم حاصل کیا اور امام کی اولاد کے ساتھ مختص ہو گیا اور ان سے فقہ، اصول اور کلام کو سیکھا پھر ہمارے شیخ ابلی سے وابستہ ہو گیا اور اس کے معارف سے بہر وافر حاصل کیا اور وسیع العلم ہو گیا اور اس کے حواس سے علم کے سوتے پھوٹنے لگے پھر وہ ۷۴۰ھ میں ایک کام کے سلسلہ میں تونس چلا گیا اور ہمارے شیخ قاضی ابوعبداللہ بن عبدالسلام سے ملا اور اس کی مجلس میں حاضر ہوا اور اس سے استفادہ کیا اور علم میں اس کا رتبہ بڑھ گیا اور ابن عبدالسلام اس کی طرف میلان رکھتا تھا اور اس کے مقام کو پسند کرتا تھا اور اسکے حق کو پہچانتا تھا یہاں تک کہ لوگوں کو یہ گمان ہو گیا کہ وہ اپنے گھر میں اس سے خلوت میں ملتا ہے اور اسے ابن سینا کی کتاب الاشارات کی فصل تصوف سناتا ہے کیونکہ اس نے اس کتاب کو ہمارے شیخ ابلی سے اچھی طرح سمجھا تھا اور ابن سیناء کی کتاب الشفاء کا بہت سا حصہ اسے سنایا تھا اور ارسطو کی کتب کی تلاخیص، حساب، ہندسہ، فرائض اور اس کے علاوہ فقہ، عربی اور دیگر علوم شریعت کی کتب بھی اسے سنائی تھیں اور اسے کتب خلافیات میں بھی ید طولی اور مہارت حاصل تھی پس ابن عبدالسلام نے اسے یہ سب کچھ سمجھایا اور اس کے حق کو واجب کیا اور تلمسان کی طرف واپس آ گیا اور علم کی تدریس و اشاعت میں منہمک ہو گیا پس اس نے مغرب کو علوم اور شاگردوں سے بھر دیا یہاں تک کہ جنگ قیروان کے بعد مغرب مضطرب ہو گیا۔

سلطان ابوالحسن کی وفات: پھر سلطان کی وفات ہو گئی اور ابوعنان نے تلمسان جا کر ۷۵۲ھ میں اس پر قبضہ کر لیا اور اس نے شریف ابوعبداللہ کو پسند کر لیا اور اپنی بلند شان مجلس کے لیے مشائخ کے ساتھ اسے بھی منتخب کر لیا اور اسے فاس لے گیا پس شریف' سفر اور دربار کے شکوہ و شکایت سے رنج ہو گیا اور سلطان کو بھی اس کے متعلق معلوم ہو گیا اور اس پر شک کرنے لگا' پھر اس اثناء میں اسے اطلاع ملی کہ تلمسان کے سلطان عثمان بن عبدالرحمٰن نے اسے اپنے بیٹے کا وصی بنایا ہے اور تلمسان کے ایک سردار کے ہاں اس کے لیے مال امانت رکھا ہے اور یہ کہ شریف کو اس کے متعلق علم ہے پس اس نے امانت کو لے لیا اور شریف پر اس وجہ سے ناراض ہوا اور اسے برطرف کر دیا اور وہ کئی ماہ تک اس کی قید میں رہا پھر اس نے اسے ۷۵۹ھ کے آغاز میں رہا کر دیا اور اسے دور بھجوا دیا پھر اسے راضی کر لیا اور دوبارہ اسے اپنی سیٹ پر بحال کر دیا یہاں تک کہ سلطان ۷۵۹ھ کے آخر میں فوت ہو گیا اور ابوحمو بن یوسف بن عبدالرحمٰن نے تلمسان کو بنی مرین کے قبضے سے چھین لیا اور شریف کو فاس سے بلایا پس اس زمانے کے منتظم وزیر عمر بن عبداللہ نے اسے بھجوا دیا تو وہ تلمسان آ گیا اور ابوحمو نے اس کو اس کی دونوں ہتھیلیوں سمیت آزاد کر دیا اور اس کی بیٹی سے رشتہ کیا تو اس نے اس کے ساتھ اس کی شادی کر دی اور اس نے اسے اس کے لیے ایک مدرسہ تعمیر کیا اور اس کی ایک طرف اپنے باپ اور چچا کا مدفن بنایا اور شریف وہاں علم پڑھانے لگا یہاں تک کہ ۷۷۱ھ میں فوت ہو گیا اور اس مرحوم نے مجھے بتایا کہ اس کی پیدائش ۷۱۰ھ میں ہوئی تھی۔

اور ان میں سے ایک ہمارا دوست قاضی ابوالقاسم محمد بن یحییٰ البرجی تھا جو اندلس کے برجہ میں سے تھا اور سلطان ابوعنان کا کاتب' انشاء پرداز اور اس کی حکومت کا راز دار تھا اور اس کا مخصوص اور صاحب عزت آدمی تھا اور اصل میں اندلس کے برجہ کا رہنے والا تھا جہاں اس نے پرورش پائی اور تحصیل علم میں کوشش کی اور پڑھا اور سنا اور اندلس کے مشائخ سے فقہ سیکھی اور ادب میں وسیع علم حاصل کیا اور نظم و نثر میں سبقت لے گیا اور فطرتی سخاوت' حسن معاشرت' نرمی اور کشادہ روئی اور نیکی کرنے میں اس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا تھا اور وہ ۷۴۷ھ کے دا ہے میں بجایہ کی طرف کوچ کر گیا جہاں امیر ابوزکریا بن سلطان ابی یحییٰ اس وقت سے جب وہ کتابت و بلاغت کے لکھنے سے الگ ہوا تھا اپنے قبضہ کیے ہوئے تھا پس اہل حکومت نے سلطان کی جانب سے خطوط نویسی کے لیے اسے منتخب کرنے میں جلدی کی یہاں تک کہ ابوزکریا فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد کھڑا ہو گیا پس اس نے اس کی جانب سے اس کے حکم کے مطابق لکھا پھر سلطان ابویحییٰ فوت ہو گیا اور سلطان ابوالحسن افریقہ کی طرف گیا اور اس نے بجایہ پر قبضہ کر لیا اور امیر نے محمد کو اس کے اہل اور خواص سمیت تلمسان منتقل کر دیا جیسا کہ قبل ازیں اس کے حالات میں بیان ہو چکا ہے پس ابوالقاسم البرجی تلمسان آ گیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا اور ابوعنان بن سلطان ابوالحسن کو اس کی اطلاع ملی ان دنوں وہ تلمسان کا امیر تھا اور اس نے اس سے ملاقات کی پس اس کے دل میں اس کی جگہ ہو گئی یہاں تک کہ قیروان کی جنگ ہوئی اور ابوعنان باغی ہو گیا اور خود مختار امیر بن گیا پس اس نے اسے کاتب بنا لیا اور وہ اسے مغرب لے گیا اور اسے علامت تک ترقی نہ دی کیونکہ اس کے لیے اس نے محمد بن ابی عمر کو مختص کیا تھا اس لیے کہ اس کا باپ اسے قرآن سکھاتا تھا اور محمد نے اس کے گھر میں پرورش پائی تھی پس اس نے اسے علامت سپرد کر دی اور البرجی اس کی ریاست میں اس کا مددگار رہا یہاں تک کہ سب کا خاتمہ ہو گیا اور سلطان ابوعنان فوت ہو گیا اور اس کا بھائی ابوسالم مغرب کی حکومت پر قابض ہو

گیا اور ابن مرزوق نے اس کی خواہشات پر غلبہ پالیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں پس اس نے البرجی کو کتابت سے ہٹا کر فوجوں کی قضاء پر مقرر کر دیا اور وہ اپنی موت تک اسی عہدے پر رہا اور مرحوم نے مجھے بتایا کہ اس کی پیدائش ۷۱۰ھ میں ہوئی۔

اور ان میں سے ایک ہمارا شیخ المعمر الزعالہ بھی تھا یعنی ابو عبداللہ محمد بن عبدالرزاق جو جلالت و تربیت اور اپنے شہر کے متعلق علم و تجربہ میں اپنے وقت کا شیخ اور ان میں صاحب عظمت تھا' اس نے فاس میں پرورش پائی اور اس کے مشائخ سے علم حاصل کیا اور تونس کی طرف کوچ کر گیا اور قاضی ابو اسحاق بن عبدالرفیع اور قاضی ابو عبداللہ نفرازی اور ان دونوں کے طبقہ کے لوگوں سے ملا اور ان سے علم حاصل کیا اور تفقہ سیکھی اور مغرب کی طرف لوٹ آیا اور اکابر و مشائخ کے طریقوں سے واسیعہ ہو گیا یہاں تک کہ سلطان ابوالحسن نے اسے فاس شہر کا قاضی بنا دیا اور وہ اس عہدے پر قائم رہا یہاں تک کہ سلطان ابو عنان جنگ قیروان کے بعد تلمسان آیا اور اس نے اسے معزول کر دیا اور فقیہ ابو عبداللہ المغربی کو مقرر کر دیا۔

اور یہ بے کار ہو کر گھر میں بیٹھ گیا اور جب سلطان نے اہل علم کو اپنی مجلس کے حلقہ اور ان سے استفادہ کرنے کے لئے جمع کیا تو اس نے ہمارے شیخ ابو عبداللہ بن عبدالرزاق کو بلایا اور وہ اس سے حدیث سیکھتا تھا اور خاص مجلس میں قرآن کو اس کی روایات کے ساتھ اسے سناتا تھا یہاں تک کہ مرحوم سلطان ابو عنان کے پہلے اہل مغرب اور اندلس کے دوسرے لوگوں کے ساتھ ہلاک ہو گیا اور میں اس سے ملا اور مذاکرہ کیا اور اس سے استفادہ حاصل کیا اور اس نے مجھے عام اجازت دی۔

فصل

سلطان ابو عنان کی مصیبت کا بیان

۷۵۶ھ کے آخر میں سلطان ابو عنان سے میری ملاقات ہوئی اور اس نے مجھے اپنا مقرب بنالیا اور اپنی کتابت پر مجھے مامور کیا اور مجھے اپنی مجلس میں مناظرہ کرنے اور مہر لگانے کے لئے مخصوص کیا پس حسد کرنے والے بکثرت ہو گئے اور چغلیاں بڑھ گئیں۔

پھر سلطان ۷۵۷ھ کے آخر میں بیمار ہو گیا اور اسے میرے اور حاکم بجایہ امیر محمد کے درمیان جو موحدین میں سے تھا سازش ہونے کا پتہ چلا جسے اس نے اپنی حکومت میں میرے اسلاف کے مقام کی وجہ سے مضبوط کیا اور اس قسم کی باتوں میں سلطان کو جو غیرت آ سکتی تھی اس کے تحفظ کو میں نے نظر انداز کر دیا اور سیاسی اس کی تکلیف میں مشغول کرتا تھا یہاں تک کہ بعض دشمنوں نے اس کے پاس چغلی کی کہ حاکم بجایہ اپنے شہر کو واپس لینے کے لئے فرار پر عمل کر رہا ہے اور ان دنوں اس کا وزیر کبیر عبداللہ بن علی تھا وہاں موجود تھا پس سلطان اس کام کے لئے اٹھا اور اسے گرفتار کرنے میں جلدی کی اور اس کے پاس جو چغلی کی گئی اس میں یہ بات بھی تھی کہ میں نے اس بارے میں اس سے سازش کی پس اس نے مجھے بھی گرفتار کر لیا اور مجھے آزمائش میں ڈالا اور قید کر دیا پھر امیر نے محمد کو رہا کر دیا اور میں اس کی موت تک اس کی قید میں رہا اور میں نے اس کی وفات

سے قبل ایک قصیدہ میں اسے خطاب کیا۔

''راتوں کی کس حالت پر میں برا مناؤں اور زمانے کی کس گردش پر غالب آؤں میرے لئے یہی غم کافی ہے کہ میں قرب کے باوجود دور ہوں اور میں اپنی موجودگی کے دعویٰ کے باوجود غیر حاضر ہوں اور میں حوادث کے حکم کے مطابق اترنے والا ہوں وہ کبھی مجھ سے مصالحت کرتا ہے اور کبھی جنگ کرتا ہے''۔

(اور اس میں سے کچھ شوقیہ اشعار بھی ہیں)

''میں انہیں بھول گیا ہوں مگر ان کی جگہوں کے ذکر کو نہیں بھولا جہاں گزرنے والوں شبوں میں عجیب وغریب معاملات ہوتے تھے اور باد نسیم مجھے ان کی طرف لئے جاتی ہے اور کھیلنے والی بجلیاں مجھے شوق دلاتی ہیں''۔

اور یہ ایک طویل قصیدہ ہے جو تقریباً دوسو اشعار پر مشتمل تھا اور مجھے یاد نہیں رہا' اس قصیدہ کا اس پر بڑا اثر ہوا اس وقت وہ تلمسان میں تھا پس اس نے فاس آنے کے وقت مجھے رہا کرنے کا وعدہ کیا اور اس کی آمد کی پانچویں شب اسے درد اٹھا اور وہ ۲۴ ذوالحجہ ۷۵۹ھ کے آخر میں جب کہ اس کی آمد پر پندرہ راتیں گزر چکی تھیں فوت ہو گیا اور حکومت کے منتظم وزیر حسن بن عمر نے قیدیوں کی جماعت کو رہا کرنے میں جلدی کی جن میں میں بھی شامل تھا پس اس نے مجھے خلعت دیا اور سواری دی اور دوبارہ مجھے پہلے عہدے پر بحال کیا اور میں نے اس سے اپنے ملک کو واپس جانے کی درخواست کی جو اس نے قبول نہ کی اور مجھ پر کئی قسم کے احسانات کئے یہاں تک کہ اس کی امارت مضطرب ہو گئی اور بنو مرین نے اس کے خلاف بغاوت کر دی' جیسے ہم ان کے حالات میں قبل ازیں بیان کر چکے ہیں۔

فصل

سلطان ابو سالم کے بھید اور انشاء کے بارے میں کتابت کرنا

جب سلطان ابو سالم اپنی حکومت کی جستجو میں اندلس سے چلا اور بلاد غمارہ میں جبل صفیحہ میں اترا' اس وقت خطیب ابن مرزوق فاس میں تھا اور پوشیدہ طور پر اس کی دعوت پھیل رہی تھی اور اس نے اپنے معاملے میں مجھ سے بھی مدد طلب کی کیونکہ میرے اور بنی مرین کے اشیاخ کے درمیان محبت ودوستی پائی جاتی تھی پس میں نے ان میں سے بہت سے لوگوں کو اس بات پر آمادہ کیا تو انہوں نے میری بات مان لی اور میرے ان دنوں بنی مرین کے منتظم منصور بن سلیمان بن منصور بن عبدالواحد بن یعقوب بن عبدالحق کی طرف سے لکھتا تھا اور انہوں نے اسے بادشاہ مقرر کیا اور وزیر حسن بن عمر اور اس کے سلطان سعید بن ابی عنان کا جدید شہر میں محاصرہ کر لیا پس اس بارے میں ابن مرزوق نے میرا قصد کیا اور اس نے مجھے سلطان ابو سالم کا خط پہنچایا جس میں مجھے اس امر کی ترغیب دی گئی تھی اور اس میں خوش کن وعدے کئے گئے تھے اور اس نے مجھ پر اپنا بوجھ ڈال دیا پس میں اس کے ساتھ اٹھا اور شیوخ بنی مرین اور امرائے حکومت کو اس بات پر آمادہ کرنے کے لئے آیا یہاں تک کہ انہوں

نے میری بات مان لی اور ابن مرزوق نے حسن بن عمر کو سلطان ابو سالم کی فرمانبرداری کی دعوت دیتے ہوئے خط بھیجا اور وہ محاصرے سے تنگ آ چکا تھا تو اس نے مجھے جلدی سے جواب دیا اور اتفاق سے اس نے بنی مرین کو دیکھا کہ وہ منصور بن سلیمان سے الگ ہو کر جدید شہر میں داخل ہو رہے ہیں پس جب اس بارے میں ان کا معاہدہ مکمل ہو گیا تو میں ارباب حکومت کے سرکردہ اصحاب کی ایک پارٹی میں سلطان ابو سالم کے پاس گیا جن میں محمد بن عثمان بن الکاس بھی تھا جو اس کے بعد مغرب کی حکومت کے سلطان پر حاوی ہو گیا تھا اور سلطان کے پاس میرے متعلق اس کے چغلی کرنے کی وجہ سے اس کی روانگی اس کے بخت و سعادت کا سرچشمہ بن گئی پس جب میں صفیحہ میں سلطان کے پاس حکومت کی خبریں اور ان کے منصور بن سلیمان کو معزول کرنے کے اتفاق اور اسکے لئے جو وقت انہوں نے مقرر کیا تھا' کی اطلاع لے کر آیا اور میں نے اُسے برانگیختہ کیا تو وہ کوچ کر گیا اور ہمیں منصور بن سلیمان کے نواح بادلیس کی طرف بھاگ جانے اور بنی مرین کے جدید شہر میں داخل ہونے اور حسن بن عمر کے سلطان ابی سالم کی دعوت کا اظہار کرنے کی خوشخبری ملی پھر ہمیں سلطان کے قبائل اور فوجیں اپنے جھنڈوں سمیت اور وزیر منصور بن سلیمان مسعود بن رحو بن ماسی قصر کبیر میں ملے اور سلطان اسے عزت کے ساتھ ملا جیسے کہ وہ چاہتا تھا اور اس نے اسے حسن بن یوسف بن علی بن محمد ورتاجنی کا جو پہلے سے اس کا وزیر تھا' نائب وزیر بنا دیا اور وہ اسے سبتہ میں ملا تھا اور منصور نے اسے اندلس کی طرف جلاوطن کر دیا تھا پس اس نے اسے وزیر بنا لیا اور اس نے اُسے کفایت کی اور جب قصر میں اس کے پاس فوجیں اکٹھی ہو گئیں تو وہ فاس کی طرف چلا گیا اور حسن بن عمر اسے فاس کے باہر ملا اور اس نے اس کی اطاعت اختیار کر لی اور وہ اپنے دار الخلافے کی طرف آ گیا اور میں بھی جب کہ مجھے اس کے پاس آئے ہوئے پندرہ راتیں ہوئی تھیں ۱۵ شعبان ۷۶۰ھ کو اس کی رکاب میں تھا پس اس نے میری سابقت کا لحاظ کیا اور مجھے اپنے بھید کی کتابت اور اس کی طرف سے ترسیل کرنے اور اپنے خطابات کے لکھنے پر مقرر کیا اور اکثر خطابات وہ میری طرف سے مرسل کلام میں بھیجتا تھا۔ بغیر اس کے کہ کوئی سمجھنے لکھنے والا میرے ساتھ حصہ دار ہوں کیونکہ غیر مرسل کلام کے .... برخلاف بہت سے لوگوں پر اس کے معانی پوشیدہ رہتے ہیں پس میں ان دنوں اس میں یکتا تھا اور ان میں سے جو لوگ اس ہنر کے واقف تھے ان کے نزدیک یہ ایک عجیب بات تھی پھر میں نے اپنے آپ کو شعر گوئی کی طرف لگا دیا اور مجھ پر شعر کی بحور ٹوٹ پڑیں جو عمدہ اور کوتاہ کے درمیان تھیں اور میں نے ۷۶۳ھ میں میلاد نبوی کی شب جو کچھ کہا وہ یہ تھا:

''انہوں نے میری جدائی اور مجھے عذاب دینے کے بارے میں زیادتی کی ہے اور انہوں نے میرے آنسوؤں اور رونے کو طویل کر دیا ہے اور میں غمگین اور انتہائی دلدادہ تیماردار کے لئے جدائی کے دن کو قیامت کے میدان کی طرح بیان کرتا ہوں سفر کرنے والوں کا زمانہ کیا ہی اچھا تھا حالانکہ میرا دل عشق کا اسیر ہو چکا ہے اور دھڑ کتا رہتا ہے ان کی سواریاں جدا ہو گئیں اور میرے آنسو رواں تھے اور ان کے بعد میں نے آنکھوں کا پانی پیا' اے وہ شخص جو عتاب سے ان کے شوق کی پیاس کو بجھانا چاہتا ہے اللہ میری ملامت اور ڈانٹ ڈپٹ میں تجھ پر رحم کرے عاشق' ملامت کو شیریں خیال کرتا ہے اور میرے نزدیک بارش کا پانی بھی پینے کے قابل نہیں' اور اگر محبوب اور منزل یاد نہ ہوتی تو نہ مجھے خوشی برانگیختہ کرتی اور نہ میں سوزش عشق کا عادی ہوتا' میں ان کھنڈرات کا دلدادہ ہوں جو ماہتاب کے طلوع کی جگہ یا پالتو ہرنی کی پناہ گاہ تھا' کہنگی کے ہاتھوں نے اس کی توہین کی اور اسے جھکانے کے لئے بار بار وہ ہاتھ چلے' زمانہ کس قدر پُر مصائب ہے' اس کی جگہیں بوسیدہ ہو گئی ہیں اور ان

کے زمانے کو میری تعریف اور میرا حسن عشق کھینچے لئے آتا ہے اور جب دیار کسی سرگرداں عاشق کے در پے ہوتے ہیں تو ان کی یاد سے جوانی کا ابتدائی دور جھوم اٹھتا ہے' ذرا صبر جمیل سے کام لے انہوں نے میرے لئے اپنے دل کو جھیل کر رکھ دیا ہے میں نے انہیں فراموش نہیں کیا اور زمانہ اپنی گردش کو روکے گا اور حاسد اور رقیب کی آنکھ کو جھکا دے گا اور زمانے سے جو کچھ کفر نے حاصل کیا تھا اس کی وجہ سے وہ پر رونق تھا اور وہ ہر صیقل چیز سے اسے صیقل کرتا ہے' اے اونٹوں کے ہانکنے والے مسلسل دوڑنے اور شب کو چلنے سے صحرا' غیر معلوم راستے پر ڈال دیتا ہے اور ہر نازنین جو وقت آجانے اور تھکن کے چھونے سے مست ہوتا ہے تکیہ کیا دے پر لوٹ پڑتا ہے' باد صبا اور باد جنوب کی لپٹیں اس کی چادر کے بڑھتے ہوئے دامنوں کو جہاں وہ ملتے ہیں' کھینچتی ہیں۔ اگر عشق کی بیابان سے ان کے ساتھی سرگرداں ہو گئے ہیں تو انہوں نے اس کے رواں آنسوؤں کے گھاٹ سے پہلی بار پانی پیا ہے' اگر تاریکی شب ان کی شب روی میں حائل ہو تو وہ اپنے مچلتے ہوئے عشق سے تاریکی کے پردے کو پھاڑ دیں اور ہر درے میں ایک آرزو ہے جس کے ورے خواہشات کا چھوڑنا یا موت کا ملنا ہے تو نے ان سواریوں کے سینوں کو ان کی جگہوں کی طرف کیوں نہیں موڑا' جہاں خوبصورت محبوبہ کے لئے آنکھیں اور دل پڑے ہوئے تھے پس تو یثرب کی اکناف سے امن کا قصد کر اور تو جس قباحت سے ڈرتا ہے وہ اسکے لئے تجھے کافی ہو گا' جہاں نبوت کے نشان جگمگاتے ہیں اور ہر مسافر ان آثار سے کچھ سیکھتا ہے یہ ایک عجیب بھید ہے جسے مٹی چھپا نہیں سکتی اور نہ ہی سر الٰہی حجاب میں آنے والا ہے۔

اور رسول کریم ﷺ کے معجزات کے شمار کرنے اور آپ کی طویل مدح کرنے کے بعد اس قصیدہ کے کچھ اشعار یہ ہیں۔

''اے بہترین پکارے جانے والے اور بہترین جواب دینے والے میں نے اس اعتماد پر کہ مجھے جواب ملے گا آپ کو آواز دی ہے' میں نے آپ کی مدح میں کوتاہی کی ہے پس اگر وہ مدح اچھی ہے تو تیرے ذکر کی خوشبو کی وجہ سے اچھی ہے طویل مدح کرنے والا کیا چاہتا ہے' جب کہ قرآن نے تیری مدح میں ہر اچھی چیز کو جمع کر دیا ہے' کیا دا تیں مجھے ایک ملاقات تک پہنچا دیں گی اور کامیابی رغبت کے ساتھ میرے قریب ہوتی جاتی ہے میں اپنی خطاؤں کو ان سے نجات حاصل کر کے مناؤں گا اور اپنے گناہوں کے بوجھوں کو گرا دوں گا' ایسے جوانوں کے ساتھ جنہوں نے خواہشات کو چھوڑ دیا اور ہر اچھی اونٹنی اور اونٹ کو کمزور کرنے کے عادی ہو گئے' صحرائی اونٹنیاں ان کی رات کے صحائف کو لپیٹتی ہیں' تو دو گام اور ذکی چال سے کیا چاہتا ہے' اگر حدی خوان خوش الحانی سے تیرا ذکر کرے تو وہ اشتیاق رکھنے والے اور خوش ہونے والوں کے پالانوں کو تیری طرف لوٹا دیں اور اگر طیبی جانے والا قافلہ گائے تو وہ اس کی ملاقات کے لئے بوڑھی اونٹنی کی طرح رو کیں وہ آباؤ اجداد سے بیابان کے ظلم کے اسی طرح وارث ہوئے ہیں جیسے بنی یعقوب خلافت کے وارث ہوئے ہیں وہ ترش گھوڑوں پر سفر کرنے والے ہیں اور ہر ایال میں اڑتا ہوا غبار آتا ہے' وہ ہمارے اونٹ فروخت کرنے والوں کو اصیل' تیز رفتار اور کھیل کرنے والے گھوڑے دیتے ہیں اور وہ دشمنوں کی مجلس میں بغیر عیب لگائے اپنے پڑوسی کی عزت تک کی حفاظت کرتے ہیں ان کی جلدی سے خوف کھایا جاتا ہے اور ان کے حلم سے امید رکھی جاتی ہے اور حسن سے امید رکھی جائے اور جسے آواز دی جائے عزت کرنا ان کا شیوہ ہوتا ہے۔''

اور اپنے سمندر پار جانے اور اپنے ملک پر قابض ہونے کا ذکر کرتے ہوئے قصیدہ میں کہتا ہے:

''یہی طالبِ العیاب کا سائل روانہ ہوتا ہے اور عزم کی چلنے والی ہوا اسے چلائے جاتی ہے اور نیزوں اور عزائم کے ستارے اس کی راہنمائی کرتے ہیں اور وہ خوفناک حادثے کی رات سے رُکتا ہے' یہاں تک کہ اس کی کوشش سے ظلمت کے پردے چاک ہو گئے اور ہدایت نے اپنے مغلوب فریق پر حملہ کر دیا۔ ان کے بیٹوں نے خلافت کو تقویٰ سے بلند کیا اور ان کے غصب شدہ تاج کو مخصوص کر لیا' انہوں نے حفظِ دین کے لئے کئی مناقب جمع کئے اور ان کی وجہ سے وہ موجودگی اور عدم موجودگی میں مکرم ہو گئے' تیری قدیم و جدید بزرگی کا کیا کہنا' ہم نے اس سے عجیب و غریب باتیں دیکھی ہیں' تجھے بلندیوں کی کس قدر رغبت یا خوف ہے اور ترغیب و ترہیب سے تو کانٹے دور کرتا ہے اور تو ہمیشہ بہترین حکومت سے شاد کام رہے اور اس کے پسندیدہ افق سے ہدایت نمایاں ہوتی رہے۔''

شاہ سوڈان کے ہدیہ کے وصول ہونے پر جس میں ایک عجیب و غریب جانور زرافہ بھی تھا' میں نے اسے اپنے قصیدہ میں مخاطب کرتے ہوئے کہا:

''شوق کے ہاتھ نے میرے چقماق سے آگ نکالنے کا ارادہ کیا اور میرے دل میں غم کی آہیں سائیں سائیں کرنے لگیں اور میں نے قرب کے اعتماد پر اپنا مہرہ پھینک دیا تو وہ دوری میں تبدیل ہو گیا اور کتنے ہی وصل میں جن کا میں امیدوار تھا تو ان کے بدلے میں مجھے وہ اعراض ملا جس عہد کو میں صبر کے وقت طلب کرتا ہوں' عشق نے میرا وہ عہد ضائع کر دیا ہے' ملامت گر میرے پیچھے پڑ جاتا ہے تو میں اسے ڈانٹ ڈپٹ نہیں کرتا اور کہتا ہوں کہ وہ بھٹک گیا ہے اور میں اپنی ہدایت کو پا لیتا ہوں اور میں ان لپٹوں کا مقابلہ کرتا ہوں جن سے میں سوزشِ عشق کو ٹھنڈا کرنا چاہتا ہوں تو وہ سوزش اور تیز ہو جاتی ہے اور عشق اس کے راستوں کی طرف راہ پا جاتا ہے کیونکہ میں ایسی کمزور چیز سے بہل جاتا ہوں جو راہنمائی نہیں کر سکتی' دانے اونٹوں کو ظلم سے چلانے والے بیابانوں کا قطع کرنا اچھے غم کے ساتھ ہوتا ہے' سواریوں کو آرام دے کہ عشق میں ایک خبر ہے جو کم ہو دوڑنے والے گھوڑوں سے بے نیاز کر دیتی ہے اور رامہ کی جو لیلیوں سے ساکنین نجد اور نجد کے بارے میں خبر پوچھ' کیا وجہ ہے کہ عشق کے بارے میں میرے اخلاق پر مجھے ملامت کی جاتی ہے' حالانکہ وہ تعریف کے سوا کچھ نہیں سنتے اور ہدایت کے سوا کوئی گھر نہیں اور المستعین کے ذریعے ہدایت کے نشانات واضح ہو چکے ہیں اور وہ روشن رو سرداروں کا بیٹا ہے جن کا کام غم کی بخششوں سے بلندیاں حاصل کرنا ہے۔''

اور جب میں اس کے پاس گیا اور جو کچھ میں نے کہا اس کے تذکرے کے متعلق اس قصیدے میں یہ بیان ہے:

''مجھے اس پر بہت تعجب ہے کہ جب شب کے وقت اس کا ذکر ہوا تو وہ منفرد و بلند چوٹی پر تھا وہ ذکی القلب ہے جو تیز اور قاطع تلواروں اور تمام صاحب قوت سرداروں کو شکست دے دیتا ہے تو نے میری تلاش میں عزم کا چقماق روشن کیا اور میرا قصد کرنے سے تو نے بزرگی کا حق ادا کیا اور تو پیاس کے باعث اس کے گھاٹوں پر لوٹ آیا اور تو میری عزت اور بخشش سے سیراب ہوا' وہ گھاٹ اس شخص کے لئے جو بزرگی کا طلب گار ہو جنت الماویٰ ہیں اور اگر میں اس کے کوثر کی ٹھنڈک کا پیاسا نہ ہوتا تو میں نہ کہتا کہ جب جنت الخلد ہے میری قوم کو یہ بات کون پہنچائے گا جب کہ اس کے درمیان جدائی کی پھسلن اور دوری کا ویرانہ ہے میں نے ان کی امید پر برا

منایا ہے اور میں نے ان سب کی عزت آپ کیلئے ہی حاصل کی ہے وہ فراخ کندھوں والی اور دور بین ہے اور دھار دار چادروں سے آراستہ ہے اور وہ صحرائی نسب ہے اور ویرانے کی وحشت میں گانے سے مانوس نہیں ہوتی اور وہ خوبصورت گردن کے ساتھ محلات کی بلندیوں کو بغیر کسی مشقت کے دیکھتی ہے اور بلند چوٹیاں اسے دیکھتی ہیں اور بسا اوقات وہ گڑھے سے بھی کوتاہ رہتی ہے اور وہ ویرانے کو طے کر کے تیرے پاس تیز اور چھوٹے چھوٹے قدموں کے ساتھ آئی ہے اور وہ اس کی غدی کی آواز سن کر آہستگی سے چلتی ہے اور وہ آسمان اور لمبی چوٹیوں پر شب باش ہوتی ہے اور تیرے بخت کی وجہ سے وہ پوری زندگی اس کی بافراغت گزران کا ضامن رہا اور وہ حبشیوں کے وفد میں تیرے پاس آئی اور وہ تیرے سوا کسی کو وفد کی تکریم کرنے والا نہیں پاتے اور وہ تجھے بلندی اور پستی میں سواریوں کے ہاتھوں کو کاٹ کر پہنچے اور انکار کے بغیر وہ اس نیکی کی تعریف کرتے ہیں جو سبقت کر گئی ہے اور وہ ان کی آمد میں تیرے حصے کو اتراک اور ہند پر فخر سمجھتے ہیں' اے مستعین! تو منصور اور مہدی سے رتبے میں بڑا ہے' تیرا رب اپنی مخلوق کی طرف سے تجھے بہترین جزا دے پس وہ کیا ہی اچھا احسان کرنے والا ہے اور دنیا اور اس کے باشندوں کے لئے تو ہمیشہ عزت اور سعادت میں رہے۔"

اور میں نے اس کے بقیہ ایام میں ان دو قصیدوں کے علاوہ اور بھی بہت سے قصیدے کہے جن میں سے اب مجھے کچھ یاد نہیں رہا' پھر ابن مرزوق اس کی خواہش پر غالب آ گیا اور اس نے اسے اپنی دوستی کے لئے چن لیا اور اس کے قرب سے رکاوٹوں کو دور کیا پس میں باوجود اس کے اسرار کا کاتب ہونے اور اس کی تقاریر اور فرامین کے لکھنے کے اس سے منقبض ہو گیا پھر اس نے حکومت کے آخر میں مجھے مظالم کے کام پر لگا دیا پس میں نے ان کا حق ادا کیا اور میں نے بہت سے مظالم کو نپٹایا جس کے ثواب میں امید رکھتا ہوں اور ابن مرزوق ہمیشہ ہی میرے اور میرے امثال ارباب حکومت کی غیرت اور اور حسد سے اس کے پاس چغلی کرتا رہا' یہاں تک کہ اس کے سبب سے سلطان کا معاملہ بگڑ گیا اور وزیر عمر بن عبداللہ نے دار الخلافے پر حملہ کر دیا پس لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور انہوں نے سلطان اور اس کی بیعت کو چھوڑ دیا اور اسی میں اس کی وفات ہو گئی' جیسا کہ ہم نے ان کے حالات میں بیان کیا ہے۔

اور جب وزیر عمر نے حکومت سنبھالی تو اس نے مجھے اپنے عہدے پر بحال رکھا اور میری جاگیر اور وظیفے میں اضافہ کر دیا اور میں جوانی کے زور میں جس کام پر لگا ہوا تھا آگے بڑھتا گیا اور اس نے اس محبت کی وجہ سے جو سلطان ابوعنان کے زمانے سے تھی مجھ پر بھروسہ کیا اور میرے اور امیر عبداللہ حاکم بجایہ کے درمیان دوستی پختہ ہو گئی پس وہ ہمارے چولہے کا تیسرا پایہ اور ہماری خوش طبعی کو مشتعل کرنے والا تھا پس سلطان کی غیرت شدت اختیار کر گئی جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اور اس نے ہم پر حملہ کر دیا اور اس نے عمر بن عبداللہ کو اس وجہ سے کہ بجایہ کی سرحد میں اس کے باپ کا ایک مقام تھا اسے چھوڑ دیا۔ پھر اس نے میری ترقی کی راہ میں جو رکاوٹ پیدا کی تھی اور میں نے اس کی سلطنت کے ایام میں اس پر جو بھروسہ کیا تھا اس نے مجھے اس کے چھوڑ دینے پر آمادہ کیا اور سلطان سے ناراضگی کی وجہ سے سلطان کے گھر میں نہیں جاتا تھا پس وہ بھی مجھ سے بگڑ گیا اور اس نے مجھ سے کچھ اعراض کیا پس میں نے اپنے ملک افریقہ جانا چاہا اور بنوعبدالواد نے تلمسان اور مغرب اوسط میں اپنی حکومت واپس لے لی پس اس نے مجھے اس بات سے روک دیا کہ کہیں حاکم تلمسان میرے مقام کی وجہ سے رشک نہ کرے اور میں اس کے ہاں اقامت کر لوں اور اس نے مجھے اس بات سے روکنے میں اصرار کیا اور میں نے سفر کے سوا بات ماننے سے انکار کر دیا

اور میں نے اس بارے میں ان کے نائب اور رشتہ دار مسعود بن رحو بن ماسی کو بھی گھسیٹا اور عید الفطر کے دن ۷۶۳ھ میں ان کے پاس گیا اور یہ اشعار سنائے:

''روزہ کی مبارک ہو اور اس کے سوا کچھ قبول نہ ہو اور عید کی خوش خبری ہو جس میں تو سخاوت کرنے والا ہے اور تو نے ہمیں عزت اور سعادت کے ساتھ مبارک دی ہے اور مسلسل اسی قسم کے سال اور موسم آتے رہیں اللہ تعالیٰ زمانے کو سیراب رکھے جس کی آنکھ کی پتلی تو ہے اور تیری حفاظت میں موسم بہار کو قحط نہ چھوئے اور راتوں کے درمیان تیرا زمانہ عید کا زمانہ ہے جو روشن ہے اور تیرا پہلو جو دنیا کی امید گاہ ہے' سخاوت کے لئے اٹھا ہوا ہے اور عالم اور جاہل اس کے گرد گھومتے ہیں قریب ہے کہ زمانہ مجھے دینے سے انکار کر دے پس تیرے سوا خواہشات کا دیکھنا محال ہے مجھے پناہ دے کیونکہ زمانہ مجھ سے مصالحت کرنے والا نہیں جب تک تیری پناہ میں میری آرام گاہ نہ ہو اور میں جو امید کرتا تھا تو نے مجھے وہ بھلائی دے دی ہے اور تیرے جیسا آدمی امیدوار کو دیا کرتا ہے اور قسم بخدا میں نے دشمنی سے اور نہ ہی گزران کی تنگی سے جانے کا ارادہ کیا ہے حالانکہ گزران تو بہت زیادہ ہے اور نہ ہی اس گھر سے بے رغبت ہو کر جا رہا ہوں جس کا لوگوں پر گھنا سایہ ہے' لیکن قوم میں ہمارے کچھ محبوب ہم سے دور ہیں جن کا غم مصیبت اور جدائی طویل ہے' جنہیں غم برانگیختہ کرتا ہے کہ میں دور ہوں اور جہاں وہ فروکش ہیں وہیں میرا فروکش ہے اور جس مصیبت سے میں دوچار ہوا ہوں وہ ان پر گراں گزرتی ہے اور ملکوں میں میری مسافرت طویل ہو گئی ہے اور زمین نے میرے بیٹوں کو مجھ سے اوجھل کر دیا ہے گویا مجھے اچک لیا گیا ہے یا میری سواریوں کو ہلاکتوں نے تباہ کر دیا ہے اے دوستوں کے کام آنے والے میں نے تجھے یاد کیا تو میرے دل سے نالہ و شیون نکلنے لگے' اے ہمارے احباب میرے اور تمہارے درمیان ایک اچھا عہد ہے اور کریم کا عہد نہیں ٹلتا اور جب صابر آدمی کو میرے آنسو راضی نہیں کر سکے تو وہ مجھے صابر آدمی کی ملاقات کے قریب نہ کریں' اس جگہ کب تک میرا قیام رہے گا جہاں بلندیاں میری مراد کو نہیں پاتیں اور نہ نرم اخلاق کو باگ دوڑ دیتی ہے اور امید اور مایوسی کے درمیان جو چیز ہے وہ مجھے مار دے گی اور زمانہ شرارت کے حصول میں بخیل ہے' مجھ سے اس کی فریب کار امان محبت کرتی ہے اور طویل امان مجھ سے مانوس ہوتی ہے اور راتوں کی مصیبتیں دور نہیں ہو سکتیں اور میرے دل میں ان کے وار سے دندانے پڑے ہیں مجھے ان کی گردش سے ہر حادثہ ڈراتا ہے' قریب ہے کہ اس سے ٹھوس زمین ہل جائے' میں دشمنوں کے برعکس اس کی گردش سے مدارات کرتا ہوں وہ جس کا اندرونہ چغلخور اور ملامت گر ہے دھوکہ دیتا ہے اور میں اپنے غم سے علیل ہو گیا ہوں گویا آہوں اور پیاس سے اپنی جان دے رہا ہوں اور اگرچہ میں مسافرانہ وطن میں ہوں اور راتیں میری سکون کو بدلتی رہتی ہیں اور زمانے نے مجھے اچھے گھر سے روک دیا ہے اور تو نے اس سے عہد کیا ہے کہ مسافر پر ظلم نہ ہو گا اور میں جانتا ہوں کہ نیکی بہت پھیلنے والی ہے' خواہ مددگار کمزور ہوں اور دوست جدا ہوں''

پس وزیر مسعود نے اس امر میں میری مدد کی اور اس نے مجھے اس شرط پر اجازت دی کہ میں تلمسان کے سوا اور جس راستے سے چاہوں چلا جاؤں' پس میں نے اندلس کے راستے کو اختیار کیا اور میں نے اپنے بیٹوں اور ان کی ماں کو ان کے ماموؤں جو قسطنطینہ کے قائد محمد بن الحکیم کے لڑکے تھے کے پاس ۷۶۴ھ کے آغاز میں بھیج دیا اور خود میں نے اندلس کا راستہ

اختیار کر لیا جس کا سلطان ابوعبداللہ مخلوع تھا اور جب وہ فاس میں سلطان ابو سالم کے پاس گیا اور اس کے ہاں ٹھہرا تو مجھے وزیر ابوعبداللہ بن الخطیب کی طرف سے اس کے ساتھ تعلق خدمت کی اقدمیت حاصل ہوگئی کیونکہ میرے اور اس کے درمیان دوستی تھی پس میں اس کی خدمت کرتا تھا اور حکومت میں ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کام کرتا تھا اور جب وہ طاغیہ کے بلانے پر اپنے ملک کو واپس لینے کے لئے گیا اس وقت طاغیہ اور اس کے قرابت دار رئیس کے درمیان جس نے اندلس میں اس پر ظلم کیا تھا' تعلقات خراب ہو گئے تھے اس نے فاس میں اپنے جو اہل و عیال چھوڑے میں نے ان کی حاجات کے پورا کرنے اور انہیں ان کے متولیان ارزاق سے فراوانی کے ساتھ رزق دلوانے اور ان کی خدمت کرنے میں اس کی اچھی جانشینی کی پھر اس کے ملک پر قبضہ کرنے سے پیشتر ہی اس کے اور طاغیہ کے درمیان تعلقات خراب ہو گئے کیونکہ اس نے اس شرط سے رجوع کر لیا تھا جو اس نے اس پر عائد کی تھی کہ وہ مسلمانوں کے ان قلعوں سے الگ رہے گا جن پر اس نے جنگ کر کے قبضہ کیا تھا پس وہ اسے چھوڑ کر بلاد مسلمین کی طرف استجہ میں آ گیا اور اس نے عمر بن عبداللہ کو خط لکھا کہ وہ غربی اندلس کے شہروں میں اس شہر کو حاصل کرنا چاہتا ہے جو لوک مغرب کے جہاد میں ان کی رکاب تھا اور اس نے مجھ سے بھی اس بارے میں گفتگو کی اور میں عمر کے ہاں اس کا بہترین وسیلہ تھا یہاں تک کہ اس کا مقصد پورا ہو گیا اور وہ رندہ اور اس کے مضافات سے اس کی خاطر دست کش ہو گیا پس وہ وہاں اترا اور اس نے ان پر قبضہ کر لیا اور وہ اس کا دار ہجرت اور اس کی فتح کی رکاب تھا اور اس نے ان میں سے اندلس پر ۷۶۳ھ کے وسط میں قبضہ کیا اور اس کے بعد میں عمر سے وحشت محسوس کرنے لگا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اور میں اپنے سابقہ احسانات پر اعتماد کرتے ہوئے اس کی طرف کوچ کر گیا پس اس نے اچھا بدلہ دیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

فصل

سفرِ اندلس

جب میں نے اندلس کی طرف سفر کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے اپنے اہل و اولاد کو ان کے ماموؤں کے پاس قسطنطینہ بھیج دیا اور میں نے ان کے متعلق قسطنطینہ کے سلطان ابوالعباس کو جو سلطان ابو یحییٰ کا پوتا تھا خط لکھا کہ میں اندلس سے گزروں گا اور وہاں سے اس کے پاس آؤں گا اور میں سبتہ کی بندرگاہ کی طرف گیا' ان زمانے میں اس کا رئیس ابوالعباس احمد بن شریف حسنی تھا جو تمام اہل مغرب کے نزدیک بلاشک و ریب واضح نسب والا تھا ان کے اسلاف سلی سے سبتہ منتقل ہوئے تھے سب سے پہلے بنو العزفی نے ان کی عزت کی اور ان سے رشتہ داری کی پھر شہر میں ان کی شہرت بڑھ گئی تو وہ ان سے بگڑ گئے اور یحییٰ العزفی نے ان سب کو الجزیرہ کی طرف جلاوطن کر دیا تو آبنائے جبرالٹر میں نصاریٰ کی سواریوں نے انہیں روکا اور

انہیں قیدی بنالیا اور سلطان ابوسعید ان کے شرف کے لحاظ کی وجہ سے ان کے فدیے کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے اس بارے میں نصاریٰ کو پیغام بھیجا تو انہوں نے اسے جواب دیا اور اس نے اس آدمی اور اس کے باپ کا تین ہزار دینار فدیہ دیا اور وہ سبتہ کی طرف واپس آ گئے اور بنو العزفی اور ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور شریف کا والد فوت ہو گیا اور جنگ قیروان کے وقت وہ شوریٰ کی ریاست کی طرف گیا اور ابوعنان نے اپنے والد کو معزول کر دیا اور مغرب پر قابض ہو گیا اور عبداللہ بن علی' سلطان ابوالحسن کی طرف سے سبتہ کا والی تھا پس وہ اس کی دعوت سے وابستہ رہا اور اہل شہر سلطان ابوعنان کی طرف مائل ہو گئے اور انہوں نے اسے اپنے شہر پر قبضہ کروا دیا اور اس نے اپنی حکومت کے عظماء میں سے سعید بن موسیٰ العجیسی کو وہاں کا والی بنا دیا جو اس کے بچپن میں اس کی تربیت کا ذمہ دار تھا اور ایک روز سبتہ میں شوریٰ کا تنہا رئیس بن گیا اور یہ اس کے بغیر کسی کام کا فیصلہ نہ کرتا تھا اور ایک روز یہ سلطان کے پاس گیا تو اس نے اس کے ساتھ ایسا حسن سلوک کیا جس میں عظماء اور ملوک کے وفود میں سے کوئی ایک آدمی بھی اس کا حصہ دار نہ تھا اور یہ سلطان کے بقیہ ایام اور اس کی وفات کے بعد بھی اسی حال پر رہا اور یہ معظم' باوقار' خندہ پیشانی سے ملاقات کرنے والا' خوش آمدید کہنے والا' علم و ادب سے آراستہ' شاعر' سخی اور حسن عہد اور سادگی نفس میں انتہا کو پہنچا ہوا تھا اور جب ۷۶۴ھ میں اس کے پاس سے گزرا تو اس نے مجھے جامع مسجد کے سامنے اپنے گھر میں اتارا اور میں نے اس سے وہ کچھ دیکھا جس کی بادشاہ بھی سکت نہیں رکھتے اور اس نے میرے سفر کی شب کو مجھے فائر شپ پر سوار کرایا جس کی سیڑھی پانی تک پہنچی تھی اور میں جبل الفتح میں اترا اور ان دنوں وہ حاکم مغرب کے ماتحت تھا پھر میں وہاں سے غرناطہ چلا گیا اور میں نے سلطان ابن الاحمر اور اس کے وزیر ابن الخطیب کو اپنے متعلق اور اس رات کے متعلق خط لکھا جو میں نے غرناطہ سے بارہ میل کے فاصلہ پر گزاری اور مجھے ابن الخطیب کا خط ملا جس میں مجھے وہ آمد پر مبارکباد دیتا ہے اور مجھ سے محبت کرتا ہے اور اس کا متن یہ ہے:

''تو قحط زدہ شہر میں بارش کی طرح فرخندہ فال' وسعت اور نرمی کے ساتھ اترا ہے' اس کی قسم جس کے چہرے کے بوڑھے' تاج پہننے والے بچے اور ادھیڑ عمر قیدی ہو جاتے ہیں' تو نے میرے ہاں پرورش پائی ہے اور تیری ملاقات کا شوق ہے اور تو میرے شوق کو ایک جیسے آدمیوں اور اہل کی وجہ سے بھول گیا ہے اور میری محبت کسی گواہ کی محتاج نہیں اور یہ اواضح الاعتراف جہالت کی ایک قسم ہے۔

میں نے اس ہستی کی قسم کھائی ہے جس کے گھر کا قریش نے حج کیا ہے اور قبر کی زیارت کی ہے جس نے زندہ لوگوں کی تنگی کو اپنے مردہ کی طرف پھیر دیا ہے اور ایک نور کی جس کے طاقچے اور تیل کی مثالیں بیان کی جاتی ہیں اور اسے پیارے محبت' جس کی ملاقات میری بلند مرتبہ خواہش اور بڑی نوازش اور نفس میں انبساط پیدا کرنے والا اور جگر لگانے والا نکتہ ہے اگر مجھے اس جوانی کی بارش کے درمیان اختیار دیا جائے جس کا پانی ٹپکتا ہو اور جس کی چڑھائی لہریں لیتی ہو اور وہ اشاروں کے ساتھ جوان عورتوں کی بجائے ستاروں کی آنکھوں سے عشق بازی کرتی ہو اس طرح کہ وہ نصیحت میں کوتاہی نہ کرے جو اس کی زلفوں کی وسعت کو جانتا ہے یا اس کی تاریکی میں اپنا فتیلہ روشن کرتا ہے یا عشیوں اور اپنی قوم کے مددگاروں کو ان کی مصیبت میں آگے کرتا ہے اور اس کا زمانہ راحت اور آرام ہے اور نعمتوں میں صبح و شام کرنے والا اور خالص سبزہ زار ہے اور گیت اور زخم ہے اور استجاب و ایجاد ہے اور ایک سینہ ہے جس میں انشراح کے سوا کچھ نہیں اور خوشیاں ہیں جن کے پیچھے

فرحتیں ہیں اور تیری آمد کے درمیان عیش فائدہ اٹھانے والا ہے اور بیداری اور اونگھ میں اللہ کی تعریف ہے جو جنید کی عبادت اور حسن کے حیلے میں محکم ہے اور علوم کے عجائبات سے فائدہ اٹھانے والا ہے اور نقدی کی تجارت کرنے والوں کے بازار کو پھیرنے والا ہے اور براہین کے نور سے جھوٹ کو مٹانے والا ہے تو میں کبھی جوانی کو اختیار نہ کرتا اگرچہ اس کے زمانے نے مجھے شوق دلایا ہے اور اس کی قیمت نے مجھے دربایذہ کر دیا ہے اور میں نے اس کے گھر کے نشانات پر اپنے آنسوؤں کا بادل برسایا ہے پس اس خدا کی تعریف ہے جس کی مہربانی نے میرے سفر کو ٹھیک کیا ہے اور مجھے شکوک کے بحران پر قابو دیا ہے اور مجھے میرے مال اور زمین پر رشک دیا ہے اور میرے ہجولیوں سے الفت کی ہے اور اس نے میرے مشروبات کی لذت سے مجھے پھندا لگوایا ہے اور اس کی منتشر سطور پر میرا سر جھکایا ہے اور میں سواری کو بٹھا کر جلدی سے اس رشک کی جگہ اور سعادت کے سنگم پر آیا ہوں اور نرم و ملائم امیدیں مبارک باد دیتی ہیں پس تو تشنہ دلوں سے جو تیری سیرابی کے خواہاں ہیں کیا چاہتا ہے وہ تیرے لباس سے آراستہ ہیں اور تیرے مضبوط خط تیز ے کو دیت دینے والے اور اس کے بلند مکارم سے دوستی رکھنے والے ہیں اور جو کچھ وہاں ہے حقیقت اس کی تصدیق کرے گی اور تیری بزرگی کی فضیلت' صحراؤں سے پیچھے رہنے والوں بلکہ سمندروں سے پرے رہنے پر بھی حاوی ہوگی۔ والسلام

پھر میں دوسرے دن صبح کو شہر آنے لگا یہ ۸ ربیع الاوّل ۷۶۳ھ کا واقعہ ہے اور سلطان میری آمد سے خوش ہوا اور اس نے اپنے محلات میں مجھے جگہ دی اور اس میں قالین اور ضرورت کی چیزیں رکھیں اور حسن سلوک اور اعزاز اور نیکی کا بدلہ دینے کے لئے اس نے اپنے خواص کو میری ملاقات کے لئے بھیجا' پھر میں اس کے پاس آیا تو وہ مجھے مناسب طریق سے ملا اور خلعت دیا اور میں واپس چلا گیا اور وزیر ابن الخطیب باہر نکلا اور اس نے میری رہائش گاہ تک میری مشایعت کی پھر اس نے مجھے اپنی مجلس کے سرکردہ لوگوں میں شامل کر لیا اور مجھے اپنی خلوت میں گفتگو کرنے اور اپنے ساتھ سواری کرنے اور کھانے پینے اور اپنی مصاحبانہ خلوتوں میں گپ شپ کے لئے منتخب کر لیا اور میں اس کے پاس ٹھہر گیا اور ۷۶۵ھ میں اس کی طرف سے سفیر بن کر شاہ قشتالہ طاغیہ بطرہ بن الہنشہ بن ازفونش کے پاس معاہدہ صلح کی تکمیل کے لئے گیا جو اس کے اور کنارے کے بادشاہوں کے درمیان طے پائی تھی اور اپنے ساتھ قیمتی تحائف لے گیا جو ریشمی کپڑوں اور اصیل گھوڑوں پر مشتمل تھے جن کے زین سونے کے تھے پس میں اشبیلیہ میں طاغیہ سے ملا اور میں نے وہاں اپنے اسلاف کے آثار دیکھے اور اس نے میری بہت عزت کی جس سے زیادہ کا تصور نہیں کیا جا سکتا اور اس نے میرے مقام پر رشک کیا اور اشبیلیہ میں ہمارے اسلاف کی اولیت کو جان گیا اور اس کے طبیب ابراہیم بن زرزر یہودی نے جو طب و نجوم میں بڑا ماہر تھا اس کے پاس میری تعریف کی اور وہ مجھے سلطان ابوعنان کی مجلس میں ملا تھا اور اس نے اسے علاج کے لئے بلایا تھا اور اس وقت وہ اندلس میں ابن الاحمر کے گھر میں تھا' پھر وہ رضوان جو ان کی حکومت کا منتظم تھا' کی وفات کے بعد طاغیہ کے پاس آ گیا اور اس کے پاس ٹھہر گیا اور اس نے اسے اپنے اطباء میں شامل کر لیا۔ پس جب میں اس کے پاس گیا تو اس نے اس کے پاس میری تعریف کی۔ پس اس نے طاغیہ کے ہاں مقام کرنے کی درخواست کی اور یہ کہ وہ میرے اسلاف کی وراثت کو جو اشبیلیہ میں تھی مجھے واگزار کر دے جو اس کی حکومت کے زعماء کے ہاتھ میں تھی پس میں نے اس کے لئے سے پرہیز کیا جسے اس نے قبول کر لیا اور وہ ہمیشہ مجھ پر رشک کرتا رہا یہاں تک کہ میں اس کے پاس سے واپس آ گیا تو اس نے مجھے توشہ اور سواری دی اور خاص طور پر مجھے بوجھل زین

اور سونے کی دو لگاموں کے ساتھ جوان خچر دیا اور میں نے دونوں لگامیں سلطان کو ہدیۃً دے دیں تو اس نے مجھے غرناطہ کی چراگاہ میں المتقی کے علاقہ میں البیرہ کی بستی جاگیر میں دی اور میرے لئے اس کے متعلق شاہی فرمان لکھا۔

پھر میں میلاد النبیؐ کی پانچویں شب کو حاضر ہوا اور وہ اس میں ملوک مغرب کی اقتداء میں طعام اور شعر پڑھنے کی مجلس کیا کرتا تھا پس اس شب میں نے یہ اشعار پڑھے:

''ان جگہوں کو سلام کہو جو قبل ازیں مجھے ٹپکتے آنسوؤں کے ساتھ سلام کہتی تھیں اور وہ مجھے پیار کرتی تھیں' وہ میرے اور ان کے گھروں سے دور ہیں اور انہوں نے میرے علاوہ دل کو اپنے آثار میں گراں بار کر دیا ہے میں کھڑا ہو کر صبر سے پڑھنے لگا جو ان کے بعد ضائع ہو گیا تھا اور میں نشانات سے پوچھنے لگا جو مجھ سے بات نہ کرتے تھے' میں شوق کے ساتھ حویلی کے سامنے کھڑا ہو گیا کہ اس کو بوسہ دوں اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سوچ اسے نزدیک اور مجھے دور کرتی ہے اور ہر غم نے مجھ سے تمام موتی چھین لئے ہیں جن کے بارے میں میرا دل ہمیشہ ہی پُر سکون نہیں تھا۔ میری آنکھوں نے ان کے بعد حویلی کے کھنڈروں کو آنکھوں نے سیراب کیا جو اس کے سیاہ کھنڈروں پر کھڑی تھی اور دل کو دائی عشق سے مصروفیت تھی۔ کاش میرا دل سکون کی طرف دعوت دیتا اور اے ہمارے احباب کاش کوئی وصل کے عہد کو یاد کروانے والا ہوتا اور کیا اس کی یاد نسیم مجھے سلام کہتی ہے' مجھے اور میرے خیال کو کیا ہو گیا ہے کہ اس کا زائر تیار نہیں ہوتا اور نسیم کا بیمار' میری دوا نہیں کرتا اور اہل نجد' جنت الفردوس اور موتی' آنکھوں کے والی حوروں کے سوا اور کون اس کا باشندہ ہے میں تمہارے علاقے کی اطراف سے شوق کے ساتھ بجلی کی طرف مائل ہوتا ہوں اور اگر تم نہ ہوتے تو وہ مجھے مائل نہ کرتی اے دور جانے والے' شام اسے میرے دل کے قریب کرتی ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنے قریب اپنے ساتھ باتیں کرتا محسوس کرتا ہوں میں اپنے دل کو تیری محبت کے سوا' بے غم کر دوں گا اور تیرے سوا کوئی کسی حال میں مجھ کو تجھ سے بے غم نہیں کر سکتا' تو راتوں کو دیکھتا ہے کہ انہوں نے تجھ کو میری یاد سے مانوس کر دیا ہے اے وہ شخص جس کی یاد زمانہ مجھے بھلا نہیں سکتا۔''

اور اس نے اپنے محلات کے درمیان اپنے بیٹھنے کے لئے جو ایوان تعمیر کیا اس کی تعریف میں یہ اشعار بھی ہیں:

''اے کاریگر اس کے بخت نے زمانہ حیران ہے زمانہ اس کی امارت کو کمزور نہیں کر سکتا' وہ ایک محل ہے جس کے رنگوں اور شکلوں کو دیکھ کر آنکھ حیران رہ جاتی ہے' ایوان کسریٰ کے بعد تیرا بلند محل' تمام ایوانوں سے بڑا ہے اور دمشق اور اس کے گھر کو چھوڑ دے تیرا محل' دل کو ابواب جیرون سے زیادہ مرغوب ہے۔

اور کمر لتے سے میری واپسی پر تعریف کے اشعار

اور میرے ان دوستوں کو کون یہ اطلاع دے جو میری محبت سے دستبردار ہو چکے ہیں اور انہوں نے مجھے ضائع کر کے اپنی رکھ ضائع کر دی ہے میں نے بلندیوں سے حرم کی پناہ لی ہے قریب ہے کہ اس کے گھر مجھے خوشخبری کا تحفہ دیں اور میں سفر کرنے والا ہوں اور میں تمہارے بعد زمانے سے نہیں ملا کہ وہ مجھے تکلیف دے اور نہ وہ مجھے تکلیف دے سکتا ہے میرا وہ زمانہ سرسبز و شاداب رہے جس میں میرے ہاتھ اپنے نصیبے سے سرفراز ہوئے جسے نقصان نہیں پہنچایا جا سکتا' میں اس سے کچھ دیر مطالبہ کرتا رہا وہ مجھ سے وعدہ میں ٹال مٹول نہ کرتا تھا اور میں

اپنے کریم سے امید رکھتا ہوں جو مجھے مشقت نہیں ڈالتا اور قاصیوں کو حکم نے ایسے لپیٹ دیا ہے جیسے پھول ریاحین میں لپیٹے جاتے ہیں اگر تو انہیں روشن کرے تو وہ موتیوں کی طرح نمایاں ہوتے ہیں اور اگر آگے پیچھے کئے جائیں تو باغات کی خوشبو سے تیری ثنا کرتے ہیں تو نے میری کوشش سے اس میں غیر مانوس الفاظ دیکھے ہیں اگر تیری برکت نہ ہوتی تو وہ مجھ سے موافقت نہ کرتے' مگر تیری برکت سے غیر مانوس الفاظ میرے تابع ہو گئے ہیں اور میں نے ان کو خوب مزین و آراستہ کیا ہے تو عمر بھر امن و راحت میں رہے اور تیرا ملک ہمیشہ مظفر منصور رہے۔

اور ۵۷ کے ھ میں میں نے اس کے لڑکے کے ختنے کی مجلس میں یہ اشعار پڑھے اور اس نے نواح اندلس کے حلیفوں کو میں بلایا تھا مجھے ان میں سے صرف یہی اشعار یاد ہیں:

''اگر عبرت اور رونا نہ ہوتا تو شوق ظاہر ہو جاتا اور یاد جب ٹوٹتی تو غم کو نیا کر دیتی اور ابوالوفاء کا دل اپنے عہد پر قائم ہے اگرچہ گھر دور اور محبوب جدا ہو چکا ہے اور قسم بخدا جدائی کے حادثے کے بعد میرا دل محبوبوں کو یاد کر کے خوش ہوتا ہے اور خواب کا خیال اسے بے خواب رکھتا ہے اور اس کے اندر رونے کو لپیٹ اور حرکت جلا دیتی ہے' اے میرے دو دوستو! مدد نہ مانگو غم نے آواز دی ہے اور جب غم مجھے آواز دیتا ہے تو میں اسے ضرور جواب دیتا ہوں ان کھنڈرات پر آؤ جن کے منافع کو زوال آنسوؤں نے خراب کر دیا ہے اور مجھے رونے پر ملامت نہ کرنا یہ میری باقی ماندہ جان ہے جو آنسوؤں میں پگھل رہی ہے۔''

اور اس کے بیٹے کے بغیر کسی رکاوٹ کے ختنہ کے لئے آنے کے بارے میں یہ اشعار ہیں:

''اس نے پیچھے ہٹے بغیر مجلس کا قصد کیا اور ملاقات کے وقت کمزوری نہ دکھائی اور یوں گیا جیسے جنگ سے تلوار جاتی ہے اس کی آبداری اچھی لگتی ہے اور اس کا جوہر خون سے رنگا ہوتا ہے اور وہ سونتی ہوتی ہیں۔ ان کو تیرے شمائل و اخلاق نے توڑ دیا ہے جو بزرگی کی صفوں میں ملے جلے ہوتے ہیں۔

اور ان کے دونوں بچوں کی تعریف میں جو اشعار ہیں ان میں سے یہ بھی ہیں:

یہ دونوں فتح کی آیات سے ہدایت پر چڑھنے والے سورج ہیں جن کی شان عجیب ہے' یہ جنگ میں شہاب اور جدائی میں شتر مرغ ہیں ان دونوں سے بلندیاں پھیلتی اور ٹیکتی ہیں' یہ خوبیوں کے پھیلانے کے لئے دو ہاتھ ہیں جنہیں بزرگی کی طرف بخشش کرنے والے سخی نے بڑھایا ہے۔

اور اسی سال ولادت نبوی کی شب کو میں نے یہ اشعار سنائے۔

خیال تو صرف ٹیک وہم ہے مجھے کون اس امر کی ضمانت دے سکتا ہے کہ میں صحیح خیال سے ملاقات کروں گا اور میں اس سے ہدایت طلب کرتا تھا کاش وہ مجھے فائدہ دیتا اور میں بلکوں سے بارش طلب کرتا تھا' کاش وہ پیاس بجھاتیں' لیکن جھوٹا خیال اور طمع' ایسے ہی ہے جیسے سرگردان عاشق کے دل کو جھوٹی خواہشات سے بہلاتا ہے اے میرے ہمراز' محبت ایک سوزش ہے جو اپنے شکوؤں سے پوشیدہ ضمیر کو ظاہر کر دیتی ہے۔ باد صبا کے جھونکے سے میرے دل نے عہد لیا ہے اور گودے دار ہڈی اور زبان کو لپیٹنا وہ چراگاہ ہے جس پر کوئی سبزی نہ ہو اور تسلی مجھے محبت سے بلاتی ہے اور غم مجھے بڑھنے سے روکتے ہیں' یہ کس کے گھر کے نشان خالی ہو گئے ہیں اور ان کے کھنڈرات میں مترنم آوازیں آتی ہیں میں نے وہاں محبت کی علامات دیکھیں اور اس کے نشانات نے مجھ پر

غارت گری کی اور عاشق حویلی کے مٹے ہوئے نشانات پر آتا ہے اور گھروں کے آثار کو ہم سے معلوم کر لیتا ہے وہ میرے پاس آیا اور رات میرے اور اس کے درمیان تھی اور دانتوں کی اطراف میں چمک نمودار تھی اور اس نے میرے عہد قدیم کو نیا کر دیا گویا اس نے عہدوں کے ذکر سے اشارہ کیا اور سمجھا دیا۔ میں پسلیوں کے درمیان اور دھڑکنے والے دل سے حیران ہوں میں اس کے لئے تاریکی کے پیچھے رویا اور وہ مسکرا دیا اور میں نے اس کو اپنے آنسوؤں کے جام سے سیراب کرتے ہوئے رات گزاری اور اس نے مجھے چراگاہ کی باتوں میں مشغول کر کے رات گزاری۔ میں نے جنڈ والے گھر کے کھنڈر پر اس سے مصافحہ کیا اور میں نے وہاں پر جوانی کا دھار دار لباس زیب تن کیا۔ میں جس زمانے میں وہاں تھا اس میں کبھی ہرنیاں قریب ہو جاتی تھیں اور خوب صورت عورتیں اس کے آفاق میں ستارے طلوع کرتی تھیں خواہ عشق مجھے کہیں لے جائے میں اس کا مشتاق ہوں اور میں اپنے کجاوے کو نجد اور تہامہ میں لے جاتا ہوں۔

اور جب قرار حاصل ہو گیا اور گھر پرسکون ہو گیا اور سلطان خوش و خرم ہو گیا اور گھر والوں کی یاد اور محبت زیادہ ہو گئی تو اس نے میرے اہل کو ان کی غربت گاہ قسنطینہ سے لانے کا حکم دیا اور ایک آدمی کو تلمسان لانے کے لئے بھیجا اور اس نے المریہ کے بحری بیڑے کے قائد کو حکم دیا ... اس نے

المریہ کے بحری بیڑے کے قائد کو حکم دیا تو وہ اپنے بحری بیڑے میں ان کو لے گیا اور وہ المریہ میں اترے اور میں نے سلطان سے ان کے استقبال کی اجازت مانگی اور میں ان کے لئے گھر باغ ' الفلح ' کا حوض اور دیگر ضروریات معاش مہیا کرنے کے بعد انہیں دارالخلافے میں لایا اور جب میں دارالخلافے کے قریب ہوا تو میں نے وزیر ابن الخطیب کو لکھا

"میرے آقا میں یمانی پرندوں کے ساتھ پرامن شہر میں آیا ہوں اور بیٹوں کو اتحاد و اتفاق کی دعا دی ہے اور میں نے سالوں کی طوالت سے فائدہ اٹھایا ہے اور ملاقات و زیارت کی دوری و نزدیکی اور دوری کے خاتمے اور دیار کے قرب کے بارے میں واضح برات نے میری مدد کی ہے اور میں اپنے آقا سے اس چیز کے متعلق دریافت کرتا ہوں جو مخدوم کے پاس جانے کے بارے میں میرے پاس ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میرا آقا اس وقت مجھے بہترین دروازے پر بلائے جب مجلس جمہوری اپنے سے جھگڑنے والے کا فیصلہ نہ کر سکے اور دور والے اس مقام تک پہنچ جائیں جسے سعادت نے ان کے ٹھہرنے کے لئے تیار کیا ہو اور برکت نے ان کے پسند کرنے سے قبل اسے پسند کر لیا ہو۔ والسلام

پھر دشمنوں اور چغل خوروں نے دیر نہ لگائی اور انہوں نے وزیر ابن الخطیب کو اکسایا کہ میں سلطان سے میل جول رکھتا ہوں اور وہ میرا پاس کرتا ہے اور انہوں نے اسے غیرت کے گھوڑے پر سوار کرا دیا اور وہ بگڑ گیا اور میں نے اس کے حکومت کے مختص کرنے اور دیگر احوال میں من مانی کرنے کے ساتھ ساتھ اس سے انقباض کی بو محسوس کی اور مجھے حاکم بجایہ سلطان ابو عبداللہ کے خطوط آئے کہ وہ رمضان ۷۶۵ھ میں بجایہ پر قابض ہو چکا ہے اور مجھے اس نے اپنے پاس بلایا پس میں نے سلطان ابن الاحمر سے اس کے پاس جانے کی اجازت مانگی اور محبت کو باقی رکھنے کے لئے میں نے اسے ابن الخطیب کا حال پوشیدہ رکھا تو وہ اس وجہ سے غمگین ہو گیا اور اسے حاجت پوری کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا پس اس نے الوداع کہا اور توشہ دیا اور وزیر ابن الخطیب کے املاء کرانے سے اس نے میرے لئے مشایعت کا فرمان لکھا جس کا متن یہ تھا:

یہ ایک اچھا مددگار ہے اور اکرام واعظام اور رفعت ومشایعت کا حق دار ہے اور احسان کرنے والے کی مہر اور اچھے کام کرنے والے کی تکمیل ہے اور اس نے اسے معتمد کی تعریف کی ہے جس نے حسن کو اچھا دیکھا ہے اور اس کے بہت سے حصے حاصل کیے ہیں اور اس نے فوجوں کی واپسی کے بعد آنے کے ساتھ دل لگا لیا ہے اور اس نے پختہ عزم سفر پر مقام کو ترجیح دی ہے اور اس نے اس کے متعلق حکم دیا اور اس کے مقتضاء کے مطابق کام کیا اور امیر ابوعبداللہ محمد بن مولانا امیر المسلمین ابی الحجاج بن مولانا امیر المسلمین ابی الولید بن نصر نے اُسے قید کر دیا' اس نے اُسے حکم دیا اور اس کی مدد کی اور مخلص عالم فاضل کامل دوست ابوزید بن عبدالرحمن بن ابویحییٰ بن شیخ مرحوم ابوعبداللہ بن خلدون کے ذکر کو بلند کیا اللہ تعالیٰ اسے اسباب سعادت سے شاد کام کرے اور اپنے فضل سے اس کے ارادوں کو پورا کرے اس نے اس کے متعلق اپنے اچھے خیالات کا اظہار کیا اگرچہ اسے اظہار کی ضرورت نہ تھی اور اس نے اس کے متعلق یہ بھی بتایا کہ وہ علماء' رؤساء اور اعیان کا کیسے محاسبہ کیا کرتا تھا اور اس نے بتایا کہ جب وہ اس کے دروازے پر آیا تو اس نے اس کے نیک مقاصد پر اپنی رضامندی کا اظہار کیا اور اس نے اسے بلند مرتبہ عطا فرمایا یہاں تک کہ اس نے اپنے وطن جانے کا ارادہ کر لیا اور اللہ تعالیٰ اسے ظاہرہ نیکی پر رشک کرنے کے بعد امن وامان اور رحمان کی کفالت کے سائے میں پہنچائے اور وہ حتی الامکان اس کی پناہ میں رہے پھر اس نے اس کے عذر کو قبول کر لیا کیونکہ دلوں میں اوطان کی محبت رچ بس گئی ہے۔ پس اس نے اسے قیادت وسیادت دی اور مشورہ کے لئے ہم نشین بنایا پھر اس کے فراق پر بخل کا اظہار کرتے ہوئے اس نے اس کی مشایعت کی اور اسے تمام آفاق پر فوقیت دی اور اسے اپنے ہاتھ میں پختگی کا سفید داغ بنا دیا اور دیکھنے سننے والے کے لئے دستاویز بنا دی پس جب وہ اپنی حاجت کے پورا کرنے کے بعد اس علاقے کی طرف مڑا اور اس کے شوق سفر نے اسے مہلت دی یا شوق محبت اور حسن عہد نے اسے پھینکا تو عنایت کا سینہ مشروح اور رضا وقبول کا دروازہ مفتوح تھا اور اس نے اس سے جو نیکی اور اچھے کا وعدہ کیا وہ اسے دیا پس اس قسم کے معزز دوستوں کے پاس جانے کا مقصد ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا نہیں ہوتا پس چاہیے کہ وہ اپنے ضمیر کو قابو کرے اور جس صاف پانی پر چاہے چلا جائے اور جن سالاروں اشیاخ اور خدام بحر و بر نے اختلاف مراتب و احوال ونسب کے باوجود اسے دیکھا ہے وہ اس خیال کی حقیقت کو سمجھیں کہ اسے تکمیل غرض کے لئے کس قدر اعانت واعتناء کی ضرورت ہے اور اس فرض واجب کو اللہ کی مدد وقوت سے ادا کر دیا جائے اور اس نے یہ خط ۱۹ جمادی الاولیٰ ۷۶۷ھ کو لکھا اور تاریخ کے بعد سلطان کی تحریر میں اس پر علامت لگائی گئی اور اس کی یہ عبارت درست ہے۔

اندلس سے بجایہ کی طرف سفر اور حجابت پر تقرر

موحدین کے بنی حفص کی حکومت میں بجایہ افریقہ کی سرحد تھا اور جب ان میں سے سلطان ابو یحیٰی کی حکومت آئی اور وہ افریقہ کا با اختیار بادشاہ بنا تو اس نے اپنے بیٹے امیر ابوزکریا کو بجایہ کی سرحد میں اور قسنطینہ کی سرحد میں اپنے بیٹے امیر ابوعبداللہ کو والی بنایا اور مغرب اوسط اور تلمسان کے بادشاہ بنو عبدالواد اس سے اور اسکے مضافات کے بارے میں جھگڑا کرتے تھے اور فوجوں کو بجایہ میں روک لیتے تھے اور قسنطینہ پر حملے کرتے تھے تا آنکہ سلطان ابوبکر نے مغرب اوسط و اقصیٰ کے سلطان ابوالحسن کی پناہ لے لی جو بنی مرین میں سے تھا اور اسے ان کے دیگر بادشاہوں پر فضیلت حاصل تھی اور سلطان ابوالحسن تلمسان کی طرف بڑھا اور دو سال یا اس سے زیادہ عرصہ تک اس کی ناکہ بندی کئے رکھی اور بزور قوت اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے سلطان ابو تاشفین کو قتل کر دیا یہ ۷۳۷ھ کا واقعہ ہے اور بنو عبدالواد کے مقابلے کا بوجھ موحدین پر پڑا ہوا تھا وہ کم ہو گیا اور ان کی حکومت مضبوط ہوگئی پھر ابوعبداللہ بن سلطان ابو یحیٰی ۷۴۰ھ میں قسنطینہ میں وفات پا گیا اور اس نے اپنے پیچھے سات لڑکے چھوڑے جن میں ابوزید عبدالرحمٰن بڑا تھا پھر ابوالعباس احمد پس امیر ابوزید اپنے غلام نبیل کی کفالت میں اپنے باپ کی جگہ والی بنا پھر ابوزکریا ۷۴۶ھ میں بجایہ میں وفات پا گیا اور اپنے پیچھے تین لڑکے چھوڑ گیا جن میں سے ابوعبداللہ محمد بڑا تھا اور سلطان ابوبکر نے اپنے بیٹے ابوحفص کو وہاں بھیجا پس اہل بجایہ امیر ابوعبداللہ بن زکریا کی طرف مائل ہو گئے اور امیر عمرو سے منحرف ہو گئے اور اسے نکال دیا اور سلطان نے ان کے مطالبہ کے مطابق امیر ابوعبداللہ کو ان کا والی بنا کر اس شگاف کو جلدی سے پُر کر دیا پھر سلطان ابوبکر ۷۴۷ھ کے نصف میں فوت ہو گیا اور ابوالحسن نے افریقہ جا کر اس پر قبضہ کر لیا اور بجایہ اور قسنطینہ سے امراء کو مغرب کی طرف بھجوا دیا اور وہاں انہیں جاگیریں دیں تا آنکہ جنگ قیروان ہوئی اور سلطان ابو عنان نے اپنے باپ کو معزول کر دیا اور وہ تلمسان سے فاس کی طرف کوچ کر گیا اور بجایہ اور قسنطینہ کے ان امراء کو بھی اپنے ساتھ لے گیا اور انہیں اپنے ساتھ ملا لیا اور ان کی بہت عزت کی پھر پہلے پہل اس نے امیر ابوعبداللہ اور اس کے بھائیوں کو تلمسان سے اور ابوزید اور اس کے بھائیوں کو فاس سے ان کی سرحدوں کی طرف بھیجا تا کہ وہ اپنی سرحدوں میں خود مختار ہو جائیں اور لوگوں کو سلطان ابوالحسن کی مدد سے دست کش کر دیں پس وہ ان کے بلاد میں پہنچے اور انہوں نے ان کو بنی مرین کے قبضہ سے چھین کر ان پر قبضہ کر لیا حالانکہ اس سے قبل فضل بن سلطان ابوبکر ان پر قبضہ کر چکا تھا اور ابوعبداللہ بجایہ میں ٹھہر گیا اور جب سلطان ابوالحسن جبال مصامدہ میں فوت ہو گیا اور سلطان ابوعنان نے ۷۵۳ھ میں تلمسان پر حملہ کیا تو اس نے اس کے بادشاہوں کو جو بنی عبدالواد میں سے تھے شکست دی اور ان کو تباہ و برباد کر دیا اور المریہ میں اترا اور بجایہ کے قریب آ گیا اور امیر ابوعبداللہ نے جلدی سے اس سے ملاقات کی اور فوج اور عربوں کی سختی اور ٹیکس کی کمی سے جو تکلیف اسے پہنچی تھی اس کی اس کے پاس شکایت کی اور وہ اس کی خاطر بجایہ کی سرحد سے نکل گیا اور اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں اپنے کارندوں کو اتارا اور امیر ابوعبداللہ کو اپنے ساتھ مغرب لے گیا اور وہ ہمیشہ ہی کفایت و کرامت کے ساتھ اس کے پاس رہا۔

ابن خلدون کا سلطان ابوعنان کے پاس جانا: اور جب میں ۷۵۵ھ میں سلطان ابوعنان کے پاس آیا اور اس نے مجھے واپس لے لیا تو میرے سابق اسلاف اور امیر ابوعبداللہ کے اسلاف کے درمیان جو تعلقات تھے ان کی رگوں نے

حرکت کی اور اس نے مجھے اپنی صحبت کے لئے دعوت دی تو میں نے سرعت سے کام لیا اور سلطان ابوعنان اس قسم کی باتوں میں بڑی غیرت رکھتا تھا پھر حاسد زیادہ ہو گئے اور انہوں نے سلطان کے پاس شکایت کی کہ امیر ابوعبداللہ نے بجایہ کی طرف فرار کا عزم کیا ہوا ہے اور میں نے اس سے معاہدہ کیا ہوا ہے کہ وہ مجھے اپنی حجابت کا کام سپرد کرے گا پس سلطان اس بات سے برانگیختہ ہو گیا اور اس نے ہم پر حملہ کر دیا اور اس نے مجھے تقریباً دو سال تک قید رکھا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا اور سلطان ابوسالم نے آ کر مغرب پر قبضہ کر لیا اور میں اس کی پرائیویٹ خط و کتابت پر مامور ہوا پھر اس نے تلمسان پر حملہ کیا اور اسے بنی عبدالواد کے ہاتھ سے چھین لیا اور ابوحمو موسیٰ بن یوسف بن عبدالرحمٰن بن یغمراسن کو وہاں سے نکال دیا پھر اس نے فاس واپس جانے کا ارادہ کیا اور اس نے ابوزیان محمد بن ابی سعید عثمان بن سلطان ابوتاشفین کو تلمسان کا والی مقرر کیا اور ابوحمو کو تلمسان سے دور رکھنے کے لئے اسے اموال اور فوجوں سے مدد دی جو اس کے وطن کے باشندوں پر مشتمل تھیں تاکہ وہ اس کا مخلص دوست بن جائے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ امیر ابوعبداللہ حاکم بجایہ اور امیر ابوالعباس حاکم قسنطینہ' جب کہ بنو مرین نے اس کے بھائی ابوزید کا قسنطینہ میں مسلسل کئی سال تک محاصرہ کئے رکھا تھا اس کے مخلص دوست تھے پھر وہ ایک راستے سے بونہ چلا گیا اور اپنے بھائی ابوالعباس کو وہاں چھوڑ گیا پس اس نے اسے معزول کر دیا اور خود مختار ہو گیا اور بنی مرین کی جو فوجیں وہاں جمع ہوئی تھیں ان کی طرف بڑھا اور انہیں شکست دی اور قتل کیا اور سلطان نے ۵۸ ۷ ھ میں فاس سے اس پر حملہ کیا تو اہل شہر نے اس سے علیٰحدگی اختیار کر لی اور اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیا پس اس نے اسے سمندر میں سبتہ بھیج دیا اور وہاں اسے قید کر دیا اور جب سلطان ابوسالم نے اندلس جاتے ہوئے ۶۰ ۷ ھ میں سبتہ پر قبضہ کیا تو اس نے اسے قید سے رہا کیا اور اسے اپنے دارالخلافے میں لے گیا اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ اس کا شہر اسے واپس دے دے گا پس جب ابوزیان نے تلمسان پر قبضہ کیا تو اس کے خواص اور خیر خواہوں نے اسے مشورہ دیا کہ وہ ان موحدین کو ان کی سرحدوں کی طرف بھیج دے پس اس نے ابوعبداللہ کو بجایہ کی طرف بھیج دیا حالانکہ اس کے چچا ابواسحاق حاکم تلمسان اور مکفول بن تافراکین نے اسے بنی مرین کے قبضے سے چھینا تھا اور ابوالعباس کو قسنطینہ کی طرف بھیج دیا جہاں بنی مرین کا ایک زعیم حکمران تھا اور سلطان ابوسالم نے اسے لکھا کہ وہ اس کے لئے اس سے علیٰحدہ ہو جائے پس اس نے اسی وقت اس پر قبضہ کر لیا اور امیر ابوعبداللہ بجایہ کی طرف گیا اور اس کا بجایہ پر حملہ کرنا اور اس کا بار بار محاصرہ کرنا طویل ہو گیا اور اس کے باشندوں نے سلطان ابواسحاق کے ساتھ رہنے کے بارے میں اصرار کیا اور ان امراء کو ان کے شہروں کی طرف بھیجنے میں مجھے ایک قابل تعریف مقام حاصل تھا اور میں نے سلطان ابوسالم کے خواص اور اس کی مجلس کے کاتبوں کے ساتھ بڑا پارٹ ادا کیا یہاں تک کہ اس کا مقصد پورا ہو گیا۔

ابن خلدون کا حاجب بننا اور امیر ابوعبداللہ نے مجھے خود لکھا کہ جب اسے سلطنت حاصل ہو گی وہ مجھے حجابت کا کام سپرد کرے گا اور ہماری مغرب کی حکومت میں حجابت کے معنے' حکومت کی خود مختاری اور سلطان اور اس کے ارباب حکومت کے درمیان ایسی وساطت کے ہیں جس میں کوئی اور حصے دار نہیں ہوتا اور میرا ایک چھوٹا بھائی یحییٰ نام تھا پس ان نے اسے امیر عبداللہ کے ساتھ علامت کی حفاظت کے لئے بھیجا اور میں سلطان کے ساتھ واپس آ گیا پھر میں نے اندلس جانے اور وہاں قیام کرنے کے بارے میں اس سے بات کی تو وزیر ابن الخطیب بگڑ گیا اور میرے اور اس کے درمیان فضا مکدر ہو گئی اور ہم اسی حالت میں تھے کہ رمضان ۶۵ ۷ ھ میں بجایہ پر امیر ابوعبداللہ کے قبضہ کرنے کی خبر پہنچی اور امیر ابوعبداللہ نے مجھے

آنے کے متعلق خط لکھا تو میں نے اس کا ارادہ کر لیا اور سلطان ابوعبداللہ بن الاحمر اس وجہ سے مجھ سے بگڑ گیا اس کا خیال یہ تھا کہ اس نے مجھے اس بات سے آگاہ کیوں نہیں کیا جو اس کے اور وزیر ابن الخطیب کے درمیان چل رہی تھی پس میں ارادے کو کر گزرا اور اس نے میری مدد کی اور حسن سلوک اور مہربانی کی اور میں ۷۶۶ھ کے نصف میں المریہ کی بندرگاہ سے سمندر پر سوار ہوا اور روانگی سے پانچویں دن بجایہ اترا پس سلطان نے جو بجایہ کا حاکم تھا میری آمد پر جشن کیا اور میری ملاقات کے لئے سوار ہو کر آیا اور ہر جانب سے اہل شہر مجھ پر ٹوٹ پڑے وہ میرے کندھوں پر ہاتھ پھیرتے اور میرے ہاتھوں کو چومتے تھے اور وہ جمعہ کا دن تھا پھر میں سلطان کے پاس گیا تو اس نے میری آمد پر خوش آمدید کہا اور خلعت دیا اور سواری دی اور دوسری صبح کو سلطان نے اہل حکومت کو صبح صبح میرے دروازے پر پہنچنے کا حکم دیا اور میں نے اس کی حکومت کا بوجھ اٹھایا اور تدبیر سلطنت اور سیاست امور میں اپنی پوری قوت صرف کی اور اس نے مجھے قصبہ کی جامع مسجد کی خطابت بھی پیش کی جس سے میں علیحدہ نہ ہوں گا' اور میں نے محسوس کیا کہ اس کے اور اس کے عم زاد سلطان ابوالعباس حاکم قسطنطینہ کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے جسے رعایا اور عمال کی حدود میں لالچی لوگوں نے پیدا کیا تھا اور اس اختلاف کی آگ ریاح کے زواودہ عربوں کے اوطان میں جنگ کا بازار گرم کرنے کے لئے بھڑک اٹھی' جہاں سے وہ اپنے اموال لاتے تھے اور وہ ایک دوسرے کو اکٹھا کرنے کا اہم راستہ تھے پس انہوں نے ۷۶۷ھ میں جنگ کی اور یعقوب بن علی سلطان ابوالعباس کے ساتھ تھا پس سلطان ابوعبداللہ نے شکست کھائی اور بجایہ کی طرف پا بجولاں واپس آیا اور اس سے قبل میں نے اس کے لئے بہت سا مال جمع کیا تھا جو سب کا سب اس نے عربوں میں خرچ کر دیا تھا اور جب وہ واپس آیا تو اخراجات نے اسے بدحال کر دیا اور میں خود قبائل بربر کی طرف جبال میں گیا جو سالوں سے ٹیکس نہیں دے رہے تھے پس میں ان کے علاقے میں داخل ہوا اور ان کی رکھ کو مباح کیا اور تابعداری کرنے پر ان سے ضمانت لی یہاں تک کہ میں نے ان سے ٹیکس پورا کر لیا اور اس سے ہمیں بڑی مدد ملی پھر حاکم تلمسان نے سلطان کی طرف رشتہ کرنے کا پیغام بھیجا تو اس نے اس کی حاجت پوری کر دی تاکہ اس کے ذریعے اس کا ہاتھ اپنے عم زاد تک پہنچ جائے اور اس نے اسے اپنی بیٹی بیاہ دی پھر ۷۶۷ھ میں سلطان تیار ہوا اور اوطان بجایہ میں گھس گیا اور اہل شہر سے خط و کتابت کی اور وہ سلطان ابوعبداللہ سے بہت خائف تھے کیونکہ وہ ان کے لئے دھار تیز رکھتا تھا اور انہیں خوب لتاڑتا تھا پس انہوں نے اسے جواب دیا کہ وہ اس سے منحرف ہیں اور شیخ ابوعبداللہ اس کی مدافعت کے ارادے سے نکلا اور جبل ایزو میں اترا کر اس کی پناہ لی تو سلطان ابوالعباس نے اپنی فوجوں اور اعراب کی فوجوں جو محمد بن ریاح کی اولاد میں سے تھیں' کے ساتھ اس کے مکان پر شب خون مارا اور اس نے یہ کام ابن صخر اور قبائل سدویکش کے اکسانے پر کیا اور اس کے خیمے پر حملہ کر دیا اور وہ بھاگ گیا پس اس نے اسے مل کر قتل کر دیا اور اس کے باشندوں کے ساتھ اس نے جو وعدہ کیا تھا اس کے مطابق شہر کی طرف گیا اور مجھے بھی اس کی اطلاع مل گئی اور میں اس وقت سلطان کے قصبہ میں اس کے محلات میں مقیم تھا اور شہر کے باشندوں کی ایک جماعت نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں سلطان کے کسی بیٹے کو امیر مقرر کروں اور اس کی بیعت لوں مگر میں نے اس بات سے جان چھڑائی اور سلطان ابوالعباس کی طرف چلا گیا تو اس نے مجھے خوش آمدید کہا اور میری عزت کی اور میں نے اسے اس کے شہر پر قبضہ دلا دیا اور اس کے حالات روبراہ ہو گئے اور میرے بارے میں اس کے پاس بہت چغلیاں ہوئیں اور میرے مقام سے اسے خوفزدہ کیا گیا اور مجھے بھی اس کا علم ہو گیا پس میں نے عہد

کے مطابق جو اس نے مجھ سے اس بارے میں کیا تھا اس سے واپس جانے کی اجازت مانگی تو اس نے انکار کے بعد اجازت دے دی اور میں عزبون کی طرف چلا گیا اور یعقوب بن علی کے ہاں اترا پھر اسے میرے معاملے کا حال معلوم ہوا اور اس نے میرے بھائی کو پکڑ کر بونہ میں قید کر دیا اور ہمارے گھروں میں داخل ہو گیا اسے خیال تھا کہ یہاں ذخیرہ اور اموال ہوں گے پس اس کا ظن ناکام ہوا' پھر میں یعقوب بن علی کے قبائل سے کوچ کر گیا اور بسکرہ جانے کا ارادہ کر لیا کیونکہ میرے اور اس کے شیخ احمد بن یوسف بن مزنی کے درمیان اور اس کے باپ کے درمیان دوستی تھی پس اس نے عزت کی اور حسن سلوک کیا اور ان حالات میں اپنے مال و جاہ سے حصہ دیا۔

حاکم تلمسان ابوحمو کی مشایعت

سلطان ابوحمو نے سلطان ابوعبداللہ حاکم بجایہ کی بیٹی سے رشتہ کیا تھا اور وہ تلمسان میں اس کے پاس تھی پس جب اسے اس کے باپ کے قتل اور اپنے عم زاد سلطان ابوالعباس حاکم قسنطینہ کے بجایہ پر قابض ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے اس پر غضب کا اظہار کیا اور اہل بجایہ نے اپنے سلطان سے اس کی دھار کی تیزی' شدت' گرفت اور سطوت سے خوف محسوس کیا اور باطن میں اس سے منحرف ہو گئے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے قسنطینہ میں اس کے عم زاد سے خط و کتابت کی اور سلطان ابوحمو کے لئے سازش کی اور وہ اپنے حاکم سے چھٹکارا چاہتے تھے پس جب سلطان ابوالعباس قابض ہو گیا اور اس نے اپنے عم زاد کو قتل کیا تو انہوں نے دیکھا کہ ان کا زخم مندمل ہو چکا ہے اور ان کی حاجت پوری ہو گئی ہے پس وہ اس کے پاس جمع ہو گئے اور سلطان ابوحمو نے اس واقعہ پر غصے کا اظہار کیا جس سے ارتقاء میں تھوڑی سی سہولت ہوئی اور اس نے اسے بجایہ پر قبضے کا ذریعہ بنایا کیونکہ وہ تعداد اور تیاری کے لحاظ سے اور اس کی قوم نے گزشتہ زمانے میں اس کے محاصرہ میں جو کچھ کیا تھا اس کی وجہ سے اپنے آپ کو اس کے لئے کافی سمجھتا تھا پس وہ تلمسان سے ساز و سامان کے ساتھ چلا اور رشتہ کے میدان میں خیمہ زن ہو گیا اور تلمسان سے بلاد حصین تک زغبہ کے قبائل جو بنی عامر' بنی یعقوب' سوید' دیالم' عطاف اور حصین میں سے تھے اپنی فوجوں اور ہودوں سمیت اس کے ساتھ تھے اور ابوالعباس فوج کی ایک چھوٹی سی ٹکڑی کے ساتھ شہر میں رک گیا اور سلطان ابوحمو نے فوج کے استعمال سے قبل اسے جا لیا اور اہل شہر نے بہت اچھا دفاع کیا اور سلطان ابوالعباس نے ابو زیان بن سلطان ابوسعید کے متعلق جو ابوحمو کا چچا تھا' قسنطینہ سے پیغام بھیجا جو وہاں پر قید تھا اور اس نے اپنے غلام اور فوج کے سالار بشیر کو حکم دیا کہ وہ اس کے ساتھ فوجیں لے کر جائے اور وہ چلتے چلتے بنی عبدالجبار کے ہاں ابوحمو کی چھاؤنی کے سامنے اترے اور زغبہ کے جوان سلطان کو ناپسند کر کے پیچھے ہٹ گئے اور اس نے انہیں انتباہ کیا کہ بجایہ کے بادشاہ نے ان کو وہاں قید کر دیا ہے تو انہوں نے ابوزیان سے خط و کتابت کی اور اس کی طرف سوار ہو کر گئے اور ایک دن شہر کی پیادہ فوج قلعے کی چوٹی سے باہر نکلی اور انہوں نے اس چھوٹی سی ٹکڑی کو جوان کے سامنے جمع تھی ہٹا دیا پس انہوں نے ان کے خیموں کو اکھیڑ دیا اور اس گھاٹی سے رشتہ کے میدان میں آ گئے اور عزبون نے انہیں اپنی چھاؤنی کے دور دراز مقام سے دیکھا پس وہ بھاگ گئے اور لوگ بھی پے در پے بھاگنے لگے تا آنکہ انہوں نے سلطان کو اس کے خیمے میں اکیلا چھوڑ دیا پس وہ اپنی اونٹنیوں پر سوار ہوا اور چلا اور راستے ان کی بھیڑ سے تنگ ہو گئے اور لوگ ایک دوسرے پر گر پڑے اور ان میں سے بہت سے آدمی ہلاک ہو گئے اور

جبال کے بربری باشندوں نے ہر طرف سے آ کر انہیں لوٹ لیا اور رات چھا گئی پس وہ اپنے توشے اور زاد اونٹ چھوڑ گئے اور سلطان اور ان میں سے کچھ لوگ تھوک خشک ہونے کے بعد بچ گئے اور صبح کو نجات کی جگہ پہنچ گئے اور زا ستون نے ہر جہت سے انہیں تلمسان پہنچا دیا۔

سلطان ابوحمو کو میرے بجایہ سے جانے کی اطلاع پہنچنا: اور سلطان ابوحمو کو میرے بجایہ سے جانے اور جو کچھ سلطان نے میرے بعد میرے اہل اور باقی ماندہ لوگوں سے سلوک کیا تھا اس کی خبر اسے پہنچ گئی تو اس نے مجھے اس واقعہ سے قبل آنے کے لئے خط لکھا اور حالات مشتبہ ہو گئے پس میں نے غدر کر کے جان چھڑائی اور یعقوب بن علی کے قبائل میں قیام کیا پھر میں نے بسکرہ کی طرف کوچ کیا اور وہاں کے امیر احمد بن یوسف بن مزنی کے ہاں ٹھہرا۔ پس جب سلطان ابوحمو تلمسان پہنچا اور وہ اس واقعہ سے غمگین تھا اور وہ ریاح کے قبائل سے دوستی کرنے لگا تا کہ ان سمیت اپنی فوجوں کے ساتھ اوطانِ بجایہ پر حملہ کرے۔ چونکہ قریب زمانے میں میں نے انہیں پیچھے چلایا تھا اس لئے اس نے اس بارے میں مجھ سے گفتگو کی اور اس نے ان کی باگ ڈور قابو کر لی اور اس نے اس بارے میں مجھ پر اعتماد کرنا چاہا اور اس نے مجھے اپنی حجابت اور علامت کے لئے بلایا اور اس نے مجھے ملفوف خط لکھا جس کی عبارت یہ تھی:

> اللہ نے جو نعمت دی ہے اور جو اس نے عطا کیا ہے اس پر اس کا شکر ہے تا کہ فقیہ مکرم ابوزید عبدالرحمٰن بن خلدون حفظ اللہ جان لے آپ ہمارے لئے قابل عزت مقام تک پہنچ چکے ہیں اس لئے کہ ہم نے آپ کو بلند مقام سے مخصوص کیا ہے اور وہ ہماری خلافت کا قلم اور ہمارے دوستوں کی لڑی میں منسلک ہوتا ہے اور ہم نے آپ کو یہ بات بتا دی ہوئی ہے۔

اور اس نے اپنے ہاتھ کی تحریر سے لکھا عبداللہ المتوکل علی اللہ موسیٰ بن یوسف لطف اللہ بہ و خار لہ اور اس کے بعد کاتب کی تحریر میں یہ عبارت لکھی ہے۔ ۷ا رجب ۷۶۹ھ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی بھلائی سے آشنا کرے اور اس ملفوف خط کی عبارت یہ ہے جسے کاتب نے لکھا ہے:

> اے فقیہ ابوزید اللہ تعالیٰ آپ کو عزت دے اور تمہاری محافظت کرے ہمیں صحیح طور پر معلوم ہو چکا ہے کہ آپ ہمارے مقام سے کس قدر محبت اور ہم سے خصوصی صحبت رکھتے ہیں اور ہمیں قدیم و جدید زمانے سے کس قدر قوت دیتے ہیں حالانکہ ہم آپ کے اوصاف کی خوبیوں کو جانتے ہیں اور ان معارف سے بھی آگاہ ہیں جن میں آپ اپنے ہمسروں سے فوقیت لے گئے ہیں اور فنون علمیہ اور آداب عربیہ میں راسخ القدم ہیں اور ہمارے باب عالی کی حجابت کا کام ایسا ہے کہ اللہ اسے تمہارے پیچھے لوگوں کے درجات تک پہنچائے اور آپ کے ہمسروں کے مدارج کو ہمارے قرب اور ہمارے مقام سے اختصاص اور ہمارے اسرار کے پوشیدہ امور پر اطلاع پانے تک بلند کرے ہم نے آپ کو ترجیح دی ہے اور آپ کو انتخاب و چناؤ میں مقدم کیا ہے پس ہمارے باب عالی تک پہنچنے کے لئے عمل کرو جسے اللہ نے بلند کیا ہے کیونکہ اس میں آپ کی تعظیم و تعریف اور شان کی بلندی ہے آپ ہمارے باب عالی کے حاجب اور ہمارے اسرار کے امین اور ہماری معزز علامت کے افسر اور اس قسم کے انعام عمیم اور خیر جسیم اور اعتناء تکریم کے حامل ہوں گے جس میں آپ کا کوئی حصہ دار نہ ہو گا اور نہ کوئی آپ سے مزاحمت کرے گا خواہ آپ کا ہمسر ہی ہو پس اسے سمجھ لو اور اس پر اعتماد کرو اللہ آپ کا حامی ہو

گا۔ والسلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔

اور یہ شاہی خطوط مجھے سفیر کے ہاتھ سے جو اس کے وزراء میں سے تھا' پہنچے جو ان غرض کے لئے زواودہ کے اشیاخ کے پاس آیا تھا پس میں نے اس مقصد کے لئے اس کی خاطر خوب تیاری کی اور اس کی خوب مدد کی اور میں نے انہیں سلطان کے داعی کی بات قبول کرنے اور جلد اس کی خدمت میں جانے کے لئے آمادہ کیا اور وہ اپنے سردار سلطان ابوالعباس سے منحرف ہو کر اس کی خدمت میں آ گئے اور اس کے طریقوں پر کام کرنے لگے اور اس سے اس کی غرض پوری ہو گئی اور میرا بھائی یحییٰ ابن کی قید سے بچ گیا اور میرے پاس بسکرہ آیا پس میں نے اُسے سلطان ابوحمو کی طرف اپنے کام کا نائب بنا کر بھیجا تا کہ اس کے احوال کی مشقت سے جان چھڑاؤں کیونکہ میں مناصب کی گمراہی کو چھوڑ چکا تھا اور علم کو چھوڑنا مجھ پر گراں گزرا پس میں نے بادشاہوں کے احوال میں مشغول ہونے سے اعراض کیا اور میں نے تدریس اور مطالعہ کے کمر کس لی' پس میرا بھائی اس کے پاس پہنچا اور اس نے اسے کفایت کی اور اس نے اسے اس کی طرف بھیج دیا اور ان شاہی خطوط کے ساتھ غرناطہ سے وزیر ابوعبداللہ بن الخطیب کا تحریری پیغام ملا کہ وہ میرا مشتاق ہے اور اس نے سلطان ابن الاحمر کے ہاتھ اسے تلمسان پہنچایا اور اس نے وہاں سے میری طرف بھیجا جس کی عبارت یہ تھی:

میری جان سستی نہیں ہے اور قیمت کم کرنے والا مجھے اس سے دست بردار کرے گا' شیوب مجھ سے دور چلا گیا ہے اور بہرہ ہو گیا ہے تا کہ میں واپس آ جاؤں اور جدائی کے کمزور نیزے نے مجھے عمداً کمزور کر دیا ہے اور بڑھاپے کے غم نے وہ کچھ کیا جو نہ ہونے والا تھا اور جب میرے غم جاتے رہے تو اس نے مجھ پر مصیبت ڈال دی میں نے اپنی آنکھوں کے آنسوؤں سے اس کا گھاٹ بنایا پس اس نے میرے مشروب کو فراق سے مکدر کر دیا اور مجھے پیاسا رکھا اور میں نے اپنے حسن عہد کی غیرت سے اس کا لحاظ کیا تو ابن نے میری امیدوں کو ناکام اور میرے زمانے کو وحشت ناک کر دیا اس کے پاس میرے لئے رضامندی تھی میں نے اس رضامندی پر قیاس کرتے ہوئے جو میرے پاس تھی اس سے معاہدہ کیا تو اس نے میری قسم کو توڑ دیا' مجھے اس کی دشمنی سے جو تکلیف پہنچی ہے اس کے باوجود میں اپنی پیاس کے ڈر سے اس کی ملاقات کا مشتاق ہوں تو نے اس کی محبت میں میرے جنون کے متعلق دریافت کیا ہے' میں نے عشق کی گرمی سے سلیمان کے جن کو نکال دیا ہے اور قوم میں سے جب کوئی آدمی اس کا نام لے کر پکارتا ہے تو پیاس کی عادت باقی نہیں رہتی اور قسم بخدا میں اس کے متعلق کسی ملامت گر کی بات نہیں سنتا اور میں اس سے کنارہ کشی کرتا ہوں یہاں تک کہ وہ باز آ جاتا ہے اور مجھ سے کنارہ کشی کر لیتا ہے اور نہ ہی میرے دل نے کسی عابد کی مہربانی کو زیب تن کیا ہے کہ کسی روز رحمان کا بندہ اسے اس طرح سایہ دے گا اور نہ ہی میں نے شوق سے یہ محسوس کیا ہے کہ رحمان کا بندہ کسی روز اس کی طرح دوستی کرے گا۔

پس شوق نے سمندر سے روایت کی اور یہ کوئی حرج کی بات نہیں اور صبر' خم و پیچ سے گزرنے کے بعد بھی اس سے کئی درجے فرومایہ ہے لیکن شدت' کشادگی سے عشق رکھتی ہے اور مؤمن اللہ کی روح کی خوشبو سے پھٹ جاتا ہے اور میں صبر سے پتھروں کی نوک پر ہوں' نہیں بلکہ کاٹنے والی ضرب پر ہوں اور ماہ و سال کے مقابلہ سے' مجبوری کے حکم کے تابع ہوں اور آنکھ کے لئے کون اس بات کا ضامن ہے کہ وہ اپنی دیکھنے والی پتلی

کی کوتاہی کو بھول جائے یا زاہد کے بھولنے کی طرح اپنے مرئی راز کو بھول جائے اور جسم میں ایک لوتھڑا ہے جب وہ درست ہو تو جسم درست ہو جاتا ہے پس اس کا اس وقت کیا حال ہو گا جب وہ اس سے چھوڑ جائے گا اور جب فراق ہی مرگ اول ہے تو پناہ کیسی' فراق کا بہلاوا پردے سے درماندہ ہے اور قریب ہے کہ عشق کی جلن' یہاں تک لے جائے۔

تم نے اپنی مدد کے بعد مجھے چھوڑ دیا ہے اور صبر کے معاملے نے نافرمانی کو زیادہ کر دیا ہے اس نے کبھی ندامت سے میرے دانتوں کو کھٹکھٹایا اور کبھی میں نے آنسوؤں کی سخاوت کی۔

اور بعض اوقات میں خالی مقامات پر جا کر بہلتا رہا اور میں نے صبح صبح بوسیدہ کھنڈرات پر جا کر غم کی نشانیوں کو تازہ کیا' میں جدائی کے ارادے نے اس کے اہل کے متعلق پوچھتا ہوں اور مرقد کھجور کے پاگل سے اس سے مقابلہ کرنے والے کے متعلق پوچھتا ہوں اور چولہے کے مثلث پایوں سے موحدین کی منازل کے متعلق پوچھتا ہوں اور ان کھنڈرات میں' میں ملحدوں کی طرح حیرت زدہ ہو جاتا ہوں تب تو میں گمراہ ہوں اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سے نہیں ہوں' اللہ کی قسم! میں اپنی بےخواب آنکھوں کے متعلق سوال کرنے والے اور اپنے متفرق اور مجتمع غموں سے غفلت کرنے والے کی محبت سے سرشار ہوں جو اکتا کر کوچ کر گیا ہے نہ کہ برے حال سے زچ ہو کر اور دشمن اپنی صفائی کے بعد مکدر ہو گیا ہے اور تلوار اپنا عہد وفا کرنے کے بعد ٹوٹ گئی ہے۔

اے دل میں تیرا بہت کم شوق رکھتا ہوں' میں نے تجھے ان سے صاف محبت رکھتے دیکھا ہے جو محبت کا بدلہ نہیں دیتا پس اب میں یہاں خون کے آنسو رو رہا ہوں اور جدائی کی حویلی میں نوحہ کر رہا ہوں اور اس کے پاس دل کے پھٹنے کی شکایت کر رہا ہوں اور اسے وہ غم دے رہا ہوں جو اس نے دیا ہے کیونکہ اس نے اسے دھوکا دیا ہے پھر اس سے دشمنی کی ہے اور اسے چھوڑ دیا ہے' اے میرے دوستو تمہارا عشق کیا ہے' کیا تم نے کسی مقتول کو دیکھا ہے جو مجھ سے پہلے اپنے قاتل کی محبت میں رویا ہو پس اگر امید کا عسیٰ اور لعل نہ ہوتا' نہیں بلکہ اس مقام کی سفارش ہے جہاں وہ اترا ہے' ناراضگی کے جھنڈے کھل گئے ہیں اور اس کی فوجیں ٹیلوں کی گھاٹیوں میں گھات لگائے بیٹھی ہیں اور تیروں کو نیزوں کی طرح ہلاتی ہیں اور مچھلیوں نے نرم کمانوں کی طرح متاثر ہوتی ہیں اور صحائف اور تابوت کے مجموعے کو چٹیل میدان میں لئے جاتی ہیں جو لگاموں میں گر پڑتا ہے لیکن اس نے پرامن حرم کی پناہ لے لی ہے اور پناہ کے سائے میں ہے جو دائیں بائیں سے گہرائی کے عیب سے محفوظ ہے یعنی حزنیہ کی دوستی' بڑے پنے کے سائے بلند ہمتی اور ان عادات کا حرم جو کمینگی سے راضی نہیں ہوتا' جہاں عطا کئے گئے عطیات اور دائیں پہلو کے پرندے اس سے برکت کی امید رکھتے ہیں۔

وہ ایسا نسب ہے جس پر چاشت کے سورج کا نور ہے اور صبح کے پھٹنے کا ستون ہے اور جو اس لوٹنے کی جگہ پر اترتا ہے اس کا پہلو مطمئن ہو جاتا ہے اور اس کا گناہ عفو سے ڈھک جاتا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ

اس کے حق کی قسم اگر اس کا گھر حمص نہ ہوتا تو میں اس کی تعریف میں بخل سے کام لیتا وہ ایسا شہر ہے جب میں اسے یاد کرتا ہوں تو میری جلن جوش زن ہو جاتا ہے اور جب میں چقماق کو رگڑتا ہوں تو اس کے شرارے اڑتے ہیں۔

اے اللہ! بخش دے اور بخیل دوست کے ٹھکانے اور خیال کے جھوٹ سے اس کی کھجور دن والی قرارگاہ کو کیا نسبت ہے اور جدائی کی دوری بلند وفا جرت سے برأت کرنے والے سے کیا نسبت رکھتی ہے۔

جو اس بارش سے انکار کرے جو زمین میں سیاہی کو غالب کر دیتی ہے اس کو اس کے بعد مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے' بنی مرین کا خوب صورت بالوں والا چلا گیا ہے اور تو اس کی واپسی کی مہربانی سے سیراب ہوتا ہے وہ اس وقت سے چلا گیا ہے جب وہ بسکرہ میں اترا تھا جس روز میں نے اس کے مصحف کو پڑھا تھا تو میں اس کی عبارت' معانی اور حروف سے مدہوش ہو گیا تھا اور دنیا اس وقت اس کا شکریہ ادا کرنے لگی جب وہ پہچاننے لگی کہ اس میں اس کی تعریف کرنے والا چمک اٹھا ہے۔

بلکہ ہم کہتے ہیں کہ بیٹھنے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں حالانکہ تو اس شہر میں اترا ہے اور تیرے درمیان چمڑے کی برہنگی اتری ہے اور اے ابن خلدون تیرے بعد دل میں شوق ہمیشہ کے لئے بیٹھ گیا ہے پس اللہ اس زمانے کو مبارک کرے جس کی آفت تیرے قرب سے درست ہو گئی ہے اور تو اپنی بزرگی کی چوٹی پر اس کے موتیوں سے آراستہ ہوا ہے اور اس شائق کا کیا کہنا جس نے تیری طویل دوستی سے اپنی ضرورت پوری نہیں کی اور ان باغات کو خوش آمدید جن کے بید نے تیرے چہرے کے شباب کو تباہ کر دیا ہے پس اس کے کبوتر تیرے بعد روتے ہیں اور تڈی دل انگلی مدد کرتی ہے اور اس کے پیاز' کمزور ہو کر رتو ندے ہو جاتے ہیں اور سر سبز گھاس گر کر کمزور ہو جاتی ہے اور اس کے درخت آپس میں ملے ہوئے ہیں اور اس کے کبوتر الجھاؤ والے کے ماتم میں ہیں گویا اس نے اپنے اپنے گنبدوں کے بالوں سے شرط نہیں لگائی اور تیری محبت اس کے دروازے کا راستہ نہیں جو شہد کی صفائی اور اس کے بہترین حصے کی طرف لے جاتا ہے اور تیری آنکھ کی پتلی اس کے شباب کے پانی میں نہیں تیری' پس تجھ پر اس موتی کے بارے میں افسوس ہے جسے جدائی کے ہاتھ نے اچک لیا ہے اور زمانے نے اس کے واپس کرنے میں ٹال مٹول کی ہے اور اس کی جدائی کے کوے نے عشق کی حویلیوں کی کائیں کائیں کی ہے اور سختی سے گفتگو کی ہے اور عشق کے بارے میں گفتگو نہیں کی اور تیز بہت بہنے والے دریا کے چڑھاؤ اور لبریز حوضوں کے بعد وہ کون سی چیز تجھ سے بدلہ میں لے اور نہ وہ شخص مبغوض دشمن ہوتا ہے جو رات گزار کر صبح پر غیرت کھائے پس تو برداشت کر اور ناقہ اور اونٹ کو کام میں شریک کر اور اس کے بازو کو مجلس کے مکمل چاند پر ترجیح دے پس اس نے بادبان اٹھایا اور ڈر گیا اور مسلسل تیزی سے چلا گویا وہ مگر مچھ ہے اور وہ انہیں کنارے سے آنکھ کی پاکیزگی اور پاکیزگی آنکھ سے اچک کر لے گیا اور وہیں تک گیا اور آنکھیں دیکھتی رہیں اور اتباع کے بارے میں عبرتیں پیش آتی رہیں مگر وہ افسوس اور مٹ جانے والے نشان کی جھلک اور جبر پورا کا کی سے واپسی اور حسرت کے راگ کے سوا کسی چیز کی طاقت نہ رکھ سکا' ہم غم کی شکایت صرف اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں اور اس سے بارش طلب کرتے ہیں اور جب مایوسی کے تیز سے اور پھل اٹھے ہوئے ہوں تو امید کی تلوار سے پھل طلب کرتے ہیں۔

اور اللہ نے طاقت نہیں دی کہ باوجود دوری کے غم ان کے گھر کے قریب ہو جائے ان کے مقابلہ میں جس کا گھر غم سے صاف ہے پس اگر فراق کا کلام رغبت دلانے والا ہے تو پھر بھی وہ غائب کا قائم مقام نہیں ہوتا اور میں خوشگوار وقت میں شور و غل کرتا ہوا اترا شاید کہ ملاقات کی جگہ قریب ہو اور اس کی بات صحیح اور غریب

بیان کی جاتی ہے اے میرے آقا ان روشن شمائل اور خصائل کا کیا حال ہے جن کی بارشیں بکثرت ہیں' کیا اس کے دل میں کوئی خیال گزرتا ہے جس کا دل دُوری سے خوف کھاتا ہے اور جدائی کی آندھی سے اس کا فتیلہ بجھ گیا ہے یا اس کی شان کی تباہی پر نہ تھمنے والی بارش رحم کرے اور شوق' عاشق کے تعلقات کو توڑ دیتا ہے اور وہ کمزوری جو اس کے شان دار خیموں سے کوتاہ اور پوشیدہ رہتی ہے اور معاملہ بہت بڑا ہے اور اللہ تیاری کرتا ہے اور کون تجھے اس گرم ہوا کی لپیٹ سے جو گزر کنے کے بعد تجھے نقصان دینے والی ہے' روکے گا اور جو کچھ اس نے تجھ سے کرنا تھا کر چکی ہے کہ تو رمق حیات سے نرم برتاؤ کرے یا پانی کے گھونٹ سے تھوڑی سی پیاس واپس کرے اور جگہیں اس سلام کا خیال رکھتی ہیں جس نے تیری سانسوں کو جدا کر دیا ہے یا تو دور سے ہماری طرف سفید آنکھ سے دیکھتا ہے جو تیرے کاغذ کی سفیدی اور تیرے سانسوں کی سیاہی سے ہے اور بسا اوقات آنے والے خیال سے محبت' نفوس کو رام کر لیتی ہے اور عذر رسانی ہوئی بخشش سے بہلتی ہے اور راضی ہو جاتی ہے جب عقلاء زرزور نہیں رد کرتا۔

اے وہ شخص جو چلا گیا ہے اور ہوائیں اس کی وجہ سے مشتاق ہیں کہ اس کی خوشبو مہکے اور جب تو سلام بھیجتا ہے تو دل زندہ ہو جاتے ہیں اور جب تو پڑھتا تو تو دیکھتا ہے کہ انہیں کس نے زندہ کیا ہے اور اگر تو نے وہاں ہمارے اسلاف کو زندہ کیا تو وہ تجھ پر فدا ہوں گے اور اللہ تجھے بھلائی کی طرف ہدایت دے گا اور ہم کہتے ہیں کہ جو تجھ سے محبت کرنے والا گروہ ہیں کہ تو اسے مرغ کا انڈا اور عذر نہ بنا میں تجھ سے مفلس فقرہ کے ساتھ خطاب کی جرأت نہیں کر سکتا اور میں نے تیری محراب کے قریب خوشی سے آواز بلند کی ہے اور اس نے اپنا فرمان بھیجا ہے اور ادب کے ساتھ کوئی خوشحالی نہیں مگر وہی سیاست جو وہ چلتا ہے اور اس کے راز دار نے اس کے زمانے پر چھا لکا اور یہ سینے کے درد والے کے تھوک کا خاتمہ ہے اور لائق تجربہ کار کی خوشی ہے اگرچہ وہ بیابان میں مشغول ہے پس یہ قیاس فارق ہے جس نے اس قدر راہ اور فیصلے کو مہیا کیا ہے اور اس کی محبت اور احسان نے ناپسندیدہ بات کو مجھ پر آسان کر دیا ہے جس کا اقتضاء یحییٰ نے کیا ہے اللہ اس کی زندگی کو طویل کرے اور اس کی جہات کو حوادث سے محفوظ کرے اور وہ ایسا خطاب ہے جو اس طبیعت سے ٹپکا ہے جس کی تری ختم ہو چکی ہے حالانکہ اس سے قبل وہ اس کی پیاس پر راضی ہو چکا تھا اور جعفری کے ساتھ اس کی اولاد پیوست ہو چکی تھی پس اس نے اس کی حاجت کے پورا کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ پایا جس سے اسے بچا دیا تو میں نے جواب دینے والے کو مہلت دی جو دوڑ کے روز شریف کو شمار نہ کرتا تھا اور میں نے اسے دھڑکتے دل کے ساتھ سنا دیا کیونکہ میں نے ان مصائب سے عجیب سحر کا مقابلہ کیا اور جب بر یدہ قلم اس کے میدان سے مالوف ہو گیا اور سخاوت کا ٹٹو رک گیا تو میں نے اسے مارنے کی طاقت نہ پا سکا اور وہ اپنی مستی سے ہوش میں نہ آیا' ہاں وہ دھوکہ کھا کر بلکہ سوالی بن کر تیرے گروہ کی طرف آیا اور اس نے مسکراتے ہوئے اس کا استقبال کیا اور اس سے نیکی کر کے خوش ہوا اگرچہ وہ شرمندگی سے زرد تھا اور وہ وصل کی جستجو میں پہلا چھوڑنے والا نہیں ہے یا ہجر کی طرف کھجور بھیجنے والا پہلا شخص نہیں اور آج میرے اور دہن کلام اور غم کے خوشی اور شعر خوانی کے درمیان حائل ہو جانے کے بعد بڑے لوگوں کی گفتگو میں قلمی گھوڑوں کے دوڑانے اور مریض کے تعریض سے غافل ہو جانے کے درمیان کیا تعلق پایا جاتا ہے اور شوق سستی پر غالب آ گیا ہے اور سفید بال نیزوں کی طرف بکھرے ہوئے

ہیں جو سانپوں کے سیاہ نقطوں سے زندگی کے راستہ کو خوف زدہ کرتے ہیں اور ناتجربہ کار اور جوانوں کو شب خون مارنے والے کے پاس لاتے ہیں اور بڑھاپا موت عاجل ہے اور عبرت پکڑنے والا دیر سے آنے والا ہے اور جب بوڑھا اپنی معاد کے سوا کسی اور چیز میں منہمک ہو جائے تو ظاہر میں اس کے دور بھیج دینے کا حکم دیا جائے گا اللہ تجھے زندہ رکھے تر و تازہ رہ اور جو مطمع سے کوتاہی کرے اسے بخش دے اور کمزور آنکھ سے دیکھ اور ثواب کے لباس کو غنیمت جان اور کچھ سوزش کو جواب سے دور کرے اور تو نے جس چیز پر قابو پایا اللہ اس میں تیری مدد کرنے اور تو ہلاک نہ ہو اور تیرے پاس چلنے والا نشان تھا اور اس نے سعادت کے نشان سے تجھے بہرہ مند کیا اور موت سے پہلے تیری ملاقات کا وقت مقرر کیا۔ کریم انسان میرے بیٹے کے جلال پر اعتماد کرتا ہے اور وہ میرے دل میں رہنے والا ہے بلکہ میرا بھائی ہے اور اگر تو اس کی ناراضگی سے بچے تو میرا سردار ہے اور اس کے مشتاق۔

محب بن عبداللہ بن الخطیب کی طرف سے ۱۴ ربیع الثانی ۷۶۹ھ کو یہ خط آیا اور اس خط سے قبل اس کا ایک خط مجھے آیا تھا جو اس نے مجھے تلمسان سے بھیجا تھا پس اس کے پہنچنے میں تاخیر ہو گئی یہاں تک کہ اسے میرے بھائی یحییٰ نے سلطان کے پاس آنے کے وقت مجھے بھجوایا اور خط کی عبارت یہ ہے:

اے میرے آقا اجلال و التفات کے ساتھ اور اے میرے بھائی محبت و اعتقاد کے ساتھ اور میرے بیٹے کا مقام شفقت ہے جو میرے دل میں جاگزیں ہے تمہاری خبروں کا اخفاء و انقطاع مجھ پر گراں ہے پس میں نے چاہا کہ اس خط کے ذریعے آپ تک اپنی آرزو پہنچاؤں اور تم سے ورے جور کاوٹیں ہیں دور ہو جائیں اگرچہ میں تمہاری محبت میں سیراب نہ ہونے والے پیاسے اور طبعی حدود سے گزر کر سیر نہ ہونے والے کھانے والے کی طرح ہوں پس اس سلام کے پہنچانے کے بعد جس کے باغ پر آنسوؤں کی شبنم پڑی ہے اور شوق قدیم کی چٹخی اور دردناک دوری کی شکایت اور اللہ جو مشکلات کو آسان کرنے والا ہے اور بعید کو قریب کرنے والا ہے اس سے قرب کے متعلق کرنے کے بعد میں آپ سے آپ کے احوال کے متعلق اس شخص کی طرح سوال کرتا ہوں جو آپ کے نزدیک خلوص سے بہت دور ہے اور آپ کا بسکرہ میں ٹھہرنا باعث رشک ہے کیونکہ یہ مشہور اور بلند شان ریاست ہے اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھے یہ فضلاء کی نجات گاہ اور بلند قدر انسانوں کی خیمہ گاہ ہے اور میں سلامتی کے ہر میدان کے قریب ہوا ہوں پس آزادی پانے پر اللہ کا شکر کرو اور آرزوؤں کے معاملہ میں میانہ روی اختیار کرو اور اس فاضل ذات کو مشقتوں میں ڈالنے سے بچو پس دنیا کے حریص کا مطلوب خسیس ہے اور گھبراہٹ کرنے والی رکاوٹیں بہت ہیں اور حاصل حسرت ہے اور عاقل پر وہ استغراق غالب نہیں آتا جس کا اخیر موت ہو وہ اس سے ضروری چیز لے لیتا ہے اور آپ جیسے شخص کو لوگوں کے ساتھ عافیت عمر کے تقاضے کے مطابق کھانے پینے کی چیزوں کو دگنا حاصل کرنے سے درماندہ نہیں کر سکتی اور اللہ ہمیں کافی ہے اور اگر آپ اس سیادت کے محب کا حال دیکھیں تو اس کا حال اس شخص کی طرح ہے جس نے زمام قضا و قدر کے ہاتھ میں دے دی ہے اور غفلت کے راستے پر چلتا ہے اور شواغل کی لہروں میں تیرتا ہے اور امور کے پیچھے پوشیدہ غیب ہے اور تحریر شدہ مدت ہے جس کے متعلق دستور الٰہی کی پوشیدگی امید کرتی ہے ہاں وہ اکتاہٹ جسے تم جانتے ہو جب لوگوں کے حیلے اور مددگار درماندہ ہو جاتے ہیں تو وہ اسے یاد کرتے ہیں اور راستے بند ہو جاتے ہیں اور آج

لوگ وہ کام کرتے ہیں جو انہیں اعتدال کے قریب کرتا ہے اور جن کاموں میں وہ سلطان کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے کئی گنا زیادہ دیتا ہے جو میرے آقا نے جنگل میں جھنڈا گاڑنے سے حاصل کیا ہے اور جن باتوں میں وہ احباب و اولاد کی طرف رجوع کرتا ہے تو جو کچھ اب تک میں سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ شوق دلوں کو ڈھانپ لیتا ہے اور ملاقات کا تصور وطن اور موجودہ نعمتوں سے بے رغبت کر دیتا ہے اور جن باتوں میں وہ وطن کی طرف رجوع کرتا ہے پس سونے والے کے احوال سرسری مصالحت اور دشمن پر غالب آنے کے ہوتے ہیں اور قلعہ آش اور برغہ کو فتح کرنا تیرے لئے کافی ہے جو بلاد اسلام اور دیرہ عازین بیغہ اور سہلہ کے قلعے کے درمیان جدائی کرنے والا ہے پھر اشبیلیہ کی بیٹی طریرہ میں بزور قوت داخل ہونا اور دارالخلافے کو فتح کر کے تقریباً پانچ ہزار قیدیوں پر قبضہ کرنا اور دن دہاڑے قرطبہ اور جیان شہر کو فتح کرنا اور جانبازوں کو قتل کرنا اور اولاد کو قیدی بنانا اور آثار کو مٹانا یہاں تک کہ وہاں آبادی کا نہ ہونا پھر رندہ شہر کا فتح کرنا جس کے بھرپور ہونے نے جیان کو تباہ کر دیا اور وہ تجارت، رفاہیت، بھرپور عمارات اور بے شمار نعمتوں کا مقام بن گیا ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنی مدد کے احسانات کو جاری رکھے اور اپنی رحمت کو منقطع نہ کرے اور اپنی مدد سے فائدہ دے اور اس نے ان حوادث سے زیادہ کچھ نہیں کیا جنہیں تم جانتے ہو کہ اللہ نے بڑے نسب کو پکڑا اور عمر بن عبداللہ کی بھلائی کے اثر سے مسلوب زمین خراب ہوگئی اور اس نے اس کے متعلق بڑے مردار کا حکم لگایا اور اس کے مددگاروں پر عذاب آیا اور اس کی نفیس چیزوں کا خاتمہ ہو گیا اور اس کے بعد اضطراب وطن پر مستولی رہا، مگر اکی دوڑ کے قرب دوسرے کو ترجیح نہیں دیتا اور آج شیخ ابوالحسن علی بن بدرالدین رحمہ اللہ کی وفات کے بعد عبدالرحمٰن بن علی بن سلطان ابی علی اندلس کے غازیوں کا شیخ ہے اور وہ میرے آقا امیر مذکور اور وزیر مسعود بن رحو اور عمر بن عثمان بن سلیمان کے لوٹ آنے کے بعد وہاں ٹھہر گیا تھا اور نصاریٰ کے ملک کا سلطان بطرہ اپنے ملک اشبیلیہ کی طرف واپس آ گیا ہے اور اس کا بھائی اس کی مخالفت میں قشتالہ اور قرطبہ کے ساتھ اس پر حملہ کرنے والا ہے اس نے کبار نصاریٰ کی ایک پارٹی بنائی جو اپنی جانوں کے متعلق خوف زدہ ہیں اور اس کے بھائی کے داعی ہیں اور مسلمانوں نے اس ہوا کے چلنے کو غنیمت سمجھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے غلبے اور بھلائی کے دروازے میں ان کے لئے مہربانی کی ہے جس کا امیدوں میں بھی گزر نہ تھا اور سلطان ایدہ اللہ نے اس کے بعد لقب اختیار کیا اور اس نے فتوحات کے متعلق مختصر اور مفصل گفتگو کی اور جو وقت گزارنے کے لئے اس کمال کو دیکھ کر اس کی طرف رجوع کرتا ہے تو تفاصیل و تفاہید صادر ہوتی ہیں جن میں سیادت کے واپس جانے کے بعد کہا جاتا ہے اسے ابراہیم اور آج کوئی ابراہیم نہیں ہے۔

اور ان میں سے ایک کتاب محبت کے بارے میں سلطان تک پہنچائی گئی جو مشارقہ میں سے ابن ابی حجلہ کی تصنیف تھی تو میں نے اس کا معاوضہ کیا اور موضوع کو اعلیٰ بنا دیا اور وہ اللہ کی محبت ہے پس وہ کتاب آئی اور اصحاب نے اس کی غرابت کا ادعاء کیا اور وہ مشرق کی طرف گیا اور میں نے اسے کتاب غرناطہ اور اپنی دیگر تالیفات دے دیں اور مصر میں سعید السعداء کی خانقاہ کے وقف سے آگاہ تھا پس لوگ اس پر ٹوٹ پڑے اور وہ لطیف رنگ میں اعتراض کرتا اور اپنے اصرار سے مشارقہ کی اغراض کا مکلف تھا میں نے مصر کو عشق کے بارے میں سلام کیا جس کا عشق سونگھنے سے ہی راہنمائی کرتا ہے اور جو شخص میری دعوت کا انکار کرے اسے میری طرف

نے کہہ دے عزیز کی عورت اپنے عشاق کو کافی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ اس کے لکھنے اور اصلاح کرنے میں مدد کرے اور مجھ سے ایک جز صادر ہوا جس کا میں نے الغیرۃ علی اھل الحیرۃ نام رکھا اور ایک جز کا نام حمل الجمہور رکھا علی السنن المشہور رکھا اور جوہری کی کتاب کے اختصار میں لگا رہا اور اس کی مقدار سے پانچ گنا مقدار تک اس کا رد کیا نیز اس کی سہل ترتیب کا بھی لحاظ رکھا اور اللہ تعالیٰ کام میں معین و مددگار ہوتا ہے جس سے ہم اس عرصہ کو قطع کرتے ہیں جو تمہ کے قریب شروع ہونے والا ہے اور تعریف پر قائم رہنے والا مطلوب اس سیادت اور فرزندی سے تعلق رکھتا ہے' جب حج سے واپس آنے کا وجود معتذر نہیں ہوتا یا وہ تلمسان جاتا ہے تو سید شریف اُسے وہاں سے بھیجتا ہے پس نفس بہت پیاسا ہے اور دل' شوق سے گلوں تک جا پہنچے ہیں اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ دوری میں میری امانت کو محفوظ رکھے اور تجھے عافیت کا لباس پہنائے اور تجھے اور مجھے الجھن سے نجات دے اور ہم سب کو راستے پر ڈالے اور ہمارا خاتمہ بالخیر کرے' یاد کرنے والے عاشق' محب' داعی ابن الخطیب کی طرف سے ۲ جمادی الاولیٰ ۷۶۹ھ۔

میں نے اسے جواب دیا اور جواب کی عبارت یہ تھی:

بزرگی اور بلندی کے لحاظ سے میرے آقا اور مہربانی اور حسن سلوک کے لحاظ سے میرے والد کے قائم مقام

جب سے مجھ سے اور آپ سے گھر دور ہوا ہے اور دوری ہمارے درمیان مستحکم ہو گئی ہے میرا شوق قائم رہا ہے اور میرا کان تمہاری خبریں سنتا رہا ہے اور میرا خیال ہواؤں کے ہاتھوں سے تمہارا خط وصول کرتا رہا ہے یہاں تک کہ آپ کا خط ملا جس میں حقیقت حال دریافت کی گئی ہے اور اس عہد کے متعلق جو ضائع نہیں ہوا اور ہم جنس اور ہم نوع کی محبت کے متعلق دریافت کیا گیا ہے پس میرے دل سے بھولا بسرا مردہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے کئی قسم کی خوشیوں کو اکٹھا کیا اور تیری ملاقات کے لئے امید کا چقماق روشن کیا اور قسم بخدا میں موت سے پہلے اس طرح تیری پناہ میں آنے کی دعا کرتا ہوں جس سے تو راضی ہو اور میں نے اسے بادلوں کے برسنے کے وقت سرگرداں عاشق اور روشن صبح کے لئے رات کے آخری حصے میں سفر کرنے والے کا سلام کہا اور میں نے دوستوں کے اقامت کرنے کی جگہ اور خصوصاً تیرے بارے میں اطمینان حال اور حسن قرار اور وسوسوں کے خاتمہ اور بھاگنے کے سکون اور عام طور پر حکومت کے راسخ القدم ہونے اور فتح کی ہواؤں کے چلنے اور ان قلعوں کو جو حکومت کی کمزوری کے باعث نصرانیوں نے چھین لئے تھے واپس لے کر دشمن پر غالب آنے اور ان قلعوں کو تباہ کرنے جو نصرانیہ کی عجیب چھاؤنیاں تھے کے متعلق لکھوایا ہے اور یہ اللہ کا ایک نشان ہے اور گزشتہ زمانوں سے لے کر اس مدت تک اس فتح کا پوشیدہ رہنا اس ذات شریف پر اللہ کی عنایت ہے کہ اس نے اس کے ہاتھ پر خارق عادت کام ظاہر کئے پس حسن تدبیر اور تیاری کی برکت اور دائمی ذکر نصری خلافت کے حلہ میں ایک بیل بوٹا ہے اور وزارت کی مانگ میں تاج ہے جسے اللہ نے تیرے لئے مقدر کیا ہے اور اس محفوظ زمانے کے اشراف اس پر مطلع ہوئے ہیں اور دنیا میں اسلام کی عزت کے سرور اور اظہار نعمت اور دولت امویہ کے ذکر نے اسے ثنائے طیب التماس دعا' تحدیث نعمت اور پہلی اور پچھلی حکومت پر اس کی فضیلت کو مشہور کیا ہے پس سینے وسعت سے منشرح ہو گئے اور دل اجلال و تعظیم سے لبریز ہو گئے اور اعتقاد و دعا سے آثار اچھے ہو گئے اور

میرے آقا کا خط اس حکومت کے شرف کا عنوان تھا اور وہ میری اس تعریف سے جو میں نے اس کے مناقب کی وضاحت میں لکھی خاموش رہا اللہ اس پر اپنے فضل کا اضافہ کرے اور مسلمانوں کو اس مسافر کے سکون سے جو بے قراری شوق اور حیرت سے پیدا ہوتا ہے شادکام کرے اور قریب ہے کہ وہ حیرت افسوس کے ساتھ جان کو لے جائے کیونکہ اس کی شدت امن سے اور دار العزیز کے منہدم کرنے سے دور ہوتی ہے اور اگر میں غیب دان ہوتا تو زیادہ بھلائی حاصل کر لیتا اور اگر سیادت کریمہ حال کی طرف دیکھے تو آپ جانتے ہی ہیں کہ امید کے ساتھ چلنے اور زمانے کے نصیبے پر غالب آ جانے اور غفلت کو عمر سے ختم کر دینے کے ساتھ دیکھنا ہوگا کیا مجھے امیدوں کے ساتھ اور پر کی طرف جانا سود مند ہوگا جب کہ نصیبہ راستے کے نشیب میں ہے۔

اللہ تعالیٰ آمین اس کی طرف واپس لے جائے اور شاید تمہاری عظمت نافعہ میں اس لا علاج بیماری سے شفا ہو اور نوازش الٰہی اس ریاست مرینہ کی مددگار رہے اور وہاں تجھے مکمل حفاظت حاصل ہے جو آزاد ہے کو میرے اس ذخیرے کی طرف پھیر دے گی جسے میں ان سے حالات کے ناہموار ہونے اور زمانے کے بدل جانے اور مصیبت کے گمان سے بھاگنے کے وقت تیار کرتا تھا جیسا کہ تمہیں علم ہی ہے اور جب سلطان مرحوم کا حادثۂ وفات اسے لے آیا تو اس کا ماحول مکدر ہو گیا اور یہ حادثہ اس کے عم زاد اور حکومت میں اس کے حصہ دار اور نسب میں اس کے شریک اور جاہ کے مضبوط ہونے اور سلطان کے بدل جانے اور جانشین بھائی کے قید کرنے اور اس سے مایوس ہو جانے کے باعث ہوا اور اگر اللہ تعالیٰ اس کی نجات اور اس کے بعد گھر اور بچوں میں خرابی اور حاصل شدہ جاگیروں کے اغتصاب کی کیفیت پیدا نہ کرتا تو لفری حکومت اسے نہ لے جاتی لیکن اس نے محو نسلیے کی پناہ لی اور واقعہ میں حصہ دار ہوا اور جاہ و مال میں شریک کیا اور مصائب زمانے کے خلاف مدد کی اور جب اس نے دیکھا کہ زمانہ میرا دشمن ہے تو اس نے آسائش چاہی اور بادشاہوں کو میری رہائی کی امید دلائی اور انہوں نے مجھے بہت زیادہ تحائف دیے اور اللہ تعالیٰ امیدوں کے بندھنوں سے رہائی دینے والا اور ان پیچ دار نصیبوں کی طرف راہنمائی کرنے والا ہے۔

اور مجھے میرے آقا نے ان عجیب و غریب تصانیف کے متعلق بتایا جو اس نے ان جلیل القدر فتوحات کے میں صادر ہوئی تھیں اور میری محبت کی قسم کہ اگر وہاں تحفہ بازی ہوتی تو جو میں نے کوتاہی کی ہے اس پر مجھے بار بار پشیمانی ہوتی۔

اور اب رہی بات اس علاقے کے حالات کی تو وہ اس سے زیادہ نہیں جو تم سلطان ابو اسحاق بن سلطان ابو یحییٰ کے تونس میں استقرار کرنے سے معلوم کر چکے ہو وہ شیخ الموحدین ابو محمد بن تافراکین کی وفات کے بعد دار الخلافہ میں خود مختار تھا اور وہ اپنی زندگی میں وطن کو تنگ کرنے والا اور جو عرب اس کی دعوت میں اس کی مدد کرتے تھے انہیں مضبوط کرنے والا تھا اور اگر وہ حسن کی سیاست اور بجایہ کے انتظام سے ہماری حکومت کی جگہ حاکم قسطنطینہ اور بونہ پر قابو پا لیتا تو انہیں رعایا اور راستوں سے زیادہ امان دیتا۔

اور مغرب اقصیٰ و ادنیٰ کے حالات کا آغاز تمہارے پاس ہے اور مشرق کے حالات یہ ہیں کہ حاجیوں نے اس سال کے اختلال اور اس کے سلطان کے باغی ہونے اور اجڈ لوگوں کے اس کے تخت پر کودنے اور محلات اور پانی کے جو حوض بیت اللہ کے حاجیوں اور اللہ کے مہمانوں کے لیے تیار کیے گئے تھے ان کے خراب کرنے کی خبر

دی ہے جو آنکھوں کو رلاتی ہے اور غم کو زیادہ کرتی ہے یہاں تک کہ انہوں نے گمان کیا کہ گھبراہٹ کئی روز تک قاہرہ سے متصل رہی اور اس کے کوچوں اور بازاروں میں بہت فتنہ وفساد پیدا ہو گیا کیونکہ بلبغا الخاصکی کے بعد متغلب ہونے والے سندمر اور اس کے سلطان کے درمیان قلعہ سے باہر جنگ ہوئی جس میں اسے شکست ہوئی جس میں اس کے مددگاروں میں سے تقریباً پانچ سو آدمی مارے گئے اور بقیہ کو اس نے گرفتار کر لیا اور ان میں سے کچھ کو قید خانون میں ڈال دیا اور سندمر کو اس کے قید خانے میں قتل کر دیا اور سلطان کے بڑے مددگار کے ہاتھ میں حکومت کی باگ تھما دی پس وہ خود مختار بن گیا اور اسے بااختیار ہو کر چلانے لگا اور امور کی گردش اور غیوب کے مظاہر اللہ کے ہاتھ میں ہیں اور میں اپنے آقا سے خواہش رکھتا ہوں کہ انہیں جب بھی موقع ملے وہ مجھ سے گفتگو کریں اور مجھ پر احسان فرمائیں اور میری طرف سے اپنے چھوٹے بڑے پیروکاروں کو سلام پہنچا دیں اور میں نے ان کے سلطان کی جو مدد کی ہے اسے بھی جان لیں اور ان کی جناب سے میری طرف الحاج نافع سلمہ اللہ نے خط پہنچا دیا ہے جسے اس نے یحییٰ بھائی سے تلمسان میں ملاقات کرتے وقت سلطان ابوحمو کی موجودگی میں حاصل کیا تھا اور بعض اوقات میرے آقا میری اس قدر تعریف کرتے میں جو لکھی نہیں جا سکتی اللہ آپ کو مسلمانوں اور امیدواروں کے لئے اپنے فضل سے ذخیرہ اور پناہ گاہ بنا کر باقی رکھے اور آپ اور آپ کے پاس پناہ لینے والے نجیب سرداروں اہل مددگاروں اور اصحاب کو سلام ، اس خط کا عنوان یہ تھا:

سیدی وعمادی ورب الصنائع والایادی والفضائل الکریمۃ الخواتم والمبادی امام الائمۃ علم الائمۃ تاج الملۃ فخر الملۃ فخر العلماء وعماد الاسلام مصطفیٰ الملوک الکرام کافل الامانۃ تاج الدول اثیر اللہ ولی امیر المؤمنین الغنی باللہ ایدہ اللہ الوزیر ابوعبداللہ ابن الخطیب البقاء اللہ وتولی عن المسلمین وجزاہ۔

اور انہوں نے مجھے غرناطہ سے لکھا:

یا سیدی وولی واخی ومحل ولدی کان اللہ کم حیث کنتم
ولا اعلم لطفہ وعنایۃ

اگر آپ کا ٹھکانہ وہاں ہوتا جہاں ایلچی کا جانا اور جھے کے پہنچانا اور نائب کا بھیجنا آسان ہوتا تو میں اپنے دل کو تمہارے حق کے متعلق غفلت کرنے میں ملامت کرتا لیکن آپ میرے عذر سے آگاہ ہیں اور میں اس فاضل کی پناہ میں رہنے پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے تمہیں اپنی پناہ میں لے لیا ہے اور اس کے فضل نے تمہیں ڈھانپ لیا ہے اور میں نے حرمین جانے والے اس شیخ کے سفر کو غنیمت جانا ہے جس نے میرے اس خط کو پہنچا کر تمام برکات حاصل کر لی ہیں اور تم میری محبت کی قسم اور اگر تم اس پونجی سے آگاہ ہوتے جس کا بہترین حصہ تم ہو تو آپ کو اس سے کچھ انس ہو جاتا پس جان لو کہ پانی نے مجھے ٹیلوں تک پہنچا دیا ہے اور مجھ پر مزاج کی خرابی غالب آ چکی ہے اور پے در پے بیماریاں لاحق ہو رہی ہیں اور شفاء سبب کے باقی رہنے اور اس کے دور کرنے سے درماندہ ہونے کی وجہ سے بدحال ہو گئی ہے اور یہ وہ سازش ہے جس کے انجام کو اللہ بخیر کرے میں نے اس کے لئے ہر حیلہ اختیار کیا ہے مگر مجھ کو کچھ فائدہ نہیں ہوا اور اگر میں تمہارے بعد زہد کے ساتھ اس تالیف کے فکر میں مشغول نہ ہوتا اور عہد کے بعد کتب کے مطالعہ کی طرف متوجہ نہ ہوتا تو فکری خرابی اس حد تک نہ پہنچتی اور آخری جو بیاض مجھ سے صادر ہوئی میں نے اس کا نام اہتزاز اللطیف الموجود فی امر الوجود رکھا اور میں نے

اسے ان دنوں میں لکھوایا جن میں سلطان کے جہاد کی طرف سفر کرنے کی رسم نیابت ادا کی گئی اور میری محبت کی قسم! کاش تم اس پر اور میری اس کتاب پر جو محبت کے بارے میں ہے آگاہ ہوتے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ میسر کر دے گا اور قسم بخدا میں نے تمہاری طرف خط پہنچانے میں کوتاہی نہیں کی اور اگر تمہارے بھائی یا سید شریف ابوعبداللہ کی جانب سے کچھ کوتاہی ہو ہو تو' یہاں تک کہ میں نے مغرب سے سنا کہ وہاں سے قافلہ آ رہا ہے مجھے معلوم نہیں آپ کو اس کی کچھ خبر پہنچی ہے یا نہیں' باقی تمام حالات ایسے ہی ہیں جیسے آپ چھوڑ گئے تھے اور آپ کے دوست خیریت سے ہیں اور تمہاری جدائی کی وجہ سے محبت و شوق کے باعث تکلیف محسوس کرتے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی طاقت نہیں وہ تمہاری حفاظت کرے اور آپ کے امور کا متولی ہو۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

غمگین محب الخطیب کی جانب سے ربیع الثانی ۷۷۱ھ

اور اس کے اندر ایک ملفوف تھا جس کی عبارت یہ تھی:

میرا آقا تم سے راضی ہو وہ سفر اور تیز مزاجی کے باعث تلمسان میں ٹھہر گیا تھا آپ جانتے ہیں کہ ہمارا دوست ابوعبداللہ شقوری طب میں بڑا ماہر ہے پس جب وہ تم سے ملے تو اس کی پسند میں اس کی مدد کرنا اور آپ جیسے لوگوں کی موجودگی میں اسے اس کی ضرورت نہیں ہوگی اس کا عنوان ہے:

سیدی ومحل اخی الفقیہ الجلیل الصدر الکبیر المعظم الرئیس الحاجب العالم الفاضل الوزیر ابن خلدون وصل اللہ سعدہ وحرس مجدہ بمنہ

میں نے ان گفتگوؤں کو بڑا طول دیا ہے حالانکہ بظاہر یہ کتاب کے مقصد سے تعلق نہیں رکھتیں کیونکہ ان میں اکثر میرے حالات کی تفصیل ہے پس یہ کتاب کا مطالعہ کرنے والوں کو کفایت کریں گے۔

پھر سلطان ابوحمو ہمیشہ ہی بجایہ پر چڑھائی کرنے اور اس کے لئے قبائل ریاح سے دوستی کرنے اور اس بارے میں میری مدد پر اعتماد کرتے ہوئے کام کرتا رہا اور اس کے ساتھ بنی حفص کے حاکم تونس سلطان ابو اسحاق بن سلطان ابوبکر کے ساتھ اس کا تعلق ہو گیا کیونکہ اس کے بھائی کے درمیان جو بجایہ اور قسطنطینہ کا حاکم تھا عداوت پائی جاتی تھی جو نسب اور ملک کی تقسیم کا تقاضا کرتی تھی اور وہ ہر وقت اپنے وفد اسکے پاس بھیجتا تھا اور وہ بسکرہ میں میرے پاس سے گزرتے تھے پس دونوں کے ساتھ گفتگو کرنے سے تعلق پختہ ہو گیا۔

ابوزیان کی تلمسان میں آمد: اور سلطان ابوحمو کا عم زاد ابوزیان' بجایہ سے بھاگنے اور اپنے پڑاؤ میں کھلبلی پڑ جانے کے بعد ان کے پیچھے پیچھے تلمسان آیا اور اس کے نواح پر حملہ کر دیا مگر اسے کچھ کامیابی نہ ہوئی اور حصین کی طرف واپس آ کر ان کے درمیان مقیم ہو گیا اور انہوں نے اس کا احاطہ کر لیا اور مغرب اوسط کے دیگر نواح میں نفاق پیدا ہو گیا اور وہ ہمیشہ ہی ان سے دوستی کرتا رہا یہاں تک کہ ان میں سے بہت سے آدمی اس کے پاس اکٹھے ہو گئے پس وہ ۷۷۱ھ کے نصف میں اپنی فوجوں کے ساتھ حصین اور ابوزیان کی طرف گیا اور انہوں نے جبل تیطری میں پناہ لے لی اور اس نے مجھے زواودہ سے مدد مانگنے کا پیغام بھیجا تا کہ صحرا کی جانب سے ان کی ناکہ بندی کر دی جائے اور اس نے ان کے اشیاخ یعقوب بن علی جو اولاد محمد کا سردار تھا اور اولاد سباع بن یحییٰ کے سردار عثمان بن یوسف کو بلاتے ہوئے لکھا اور اس نے ان کے ہم وطن ابن مرنی کو لکھا

کہ وہ اس بارے میں ان کی مدد کرے پس اس نے ان کی مدد کی اور ہم اس کی طرف گئے یہاں تک کہ ہم تیطری کے ٹیلے میں القطفا مقام پر اترے اور سلطان نے ٹیلے کی جانب سے اس کا محاصرہ کر لیا اور جب وہ ان کے معاملے سے فارغ ہوا تو ہمارے ساتھ بجایہ گیا اور حاکم بجایہ ابو العباس کو اطلاع ملی تو اس نے قبائل ریاح کے بقایا دوستوں کے ساتھ القطفا کی اس گھاٹی کی طرف پڑاؤ کر لیا جو المسیلہ پہنچاتی ہے اور ابھی ہم اسی حالت میں تھے کہ زغبہ کے مخالفین میں سے بنی عامر کا سردار خالد بن عامر اور سوید کے سردار اولاد عریف اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے القطفا میں ہمارے مقام پر حملہ کر دیا پس زوادوہ کے قبائل بھاگ گئے اور ہم المسیلہ اور پھر الزاب کی جانب پیچھے رہ گئے اور زغبہ تیطری کی طرف چلے گئے اور ابوزیان اور حصین کے ساتھ مل گئے اور تلمسان واپس آ گیا اور اس کے بعد وہ ہمیشہ ہی زغبہ اور ریاح کا دوست رہا اور اپنے وطن اور اپنے عم زاد پر فتح پانے اور سال بہ سال بجایہ پر حملہ کرنے کی امید کرتا رہا اور میں اس کی متابعت میں اپنے حال پر قائم رہا اور اس کے اور زوادوہ اور حاکم تونس سلطان ابو اسحاق اور اس کے بعد اس کے بیٹے خالد کے درمیان انس کرواتا رہا پھر زغبہ اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے اور اس کی چاکری پر متفق ہو گئے اور وہ حصین اور بجایہ سے اپنے دل کو شفا دینے کے لئے تلمسان سے تیار ہوا اور یہ ۱۷۶ھ کے آخر کا واقعہ ہے پس میں زوادوہ کی ایک پارٹی جو عثمان بن یوسف بن سلیمان کی اولاد میں سے تھی کے ساتھ اس کے احوال کو دیکھنے کے لئے اس کے پاس گیا پس ہم اسے بطحاء میں ملے اور اس نے ہمیں الجزائر میں ملنے کا وعدہ کیا اور عرب اسے اپنے اہل کے پاس واپس لے گئے اور میں ان کے بعد بعض اغراض پورا کرنے اور ان کے پاس جانے کے لئے پیچھے رہ گیا اور میں نے بطحاء میں اسے عید الفطر پڑھائی اور خطبہ دیا اور عید گاہ سے واپسی پر میں نے اسے عید گاہ کی مبارک دیتے ہوئے یہ شعر سنائے۔

> ان گھروں کو صبح کے وقت سلام کہہ اور ان کے درمیان درماندہ سواریوں کو ٹھہرا اگر کھنڈرات نے تیری آنکھوں کے آنسوؤں کو نہیں دیکھا تو ان سے دریافت نہ کرے اور انہوں نے تیری پلکوں سے عہد لیا ہے کہ وہ دوری کے باوجود بخیل کو نہیں دیکھیں گی اس اکٹھے قبیلے کے پاس جا بسا اوقات ان کے ذکر سے دل کو خوشی اور راحت ملتی ہے اور مسافروں کی منازل غم کے باعث بول نہیں سکتیں حالانکہ وہ خوشی کے ساتھ گفتگو کرتی تھیں۔

یہ ایک لمبا قصیدہ ہے جس میں سے صرف مجھے یہ اشعار یاد رہ گئے ہیں اور اسی دوران میں یہ اطلاع ملی کہ مغرب اقصیٰ کے حکمران سلطان عبد العزیز نے جو بنی مرین میں سے تھا مراکش میں جبل عامر بن محمد الہنتاتی پر قبضہ کر لیا ہے اور اس نے ایک سال سے اس کی ناکہ بندی کی ہوئی تھی اور اس نے اسے فاس لا کر عذاب دے دے کر قتل کر دیا اور اس نے تلمسان پر حملہ کرنے کا بھی عزم کیا کیونکہ سلطان ابو حمو نے جب کہ سلطان عبد العزیز عامر کا اس کے پہاڑ میں محاصرہ کئے ہوئے تھا مغرب کی سرحدوں پر حملہ کیا تھا اس خبر کے پہنچنے پر سلطان ابو حمو کو اپنے کئے پر پریشانی ہوئی اور واپس تلمسان لوٹ آیا اور زغبہ کے قبائل میں سے بنی عامر کے مددگاروں کے ساتھ صحرا کی طرف نکل جانے کے اسباب اختیار کرنے میں لگ گیا پس اس نے ذوستی کی اور فوج جمع کی اور لوگوں کو ہدایت کی اور عید الاضحیٰ گزاری اور میں نے بلاد ریاح کی طرف جانے سے عذر کے باعث اس سے اندلس واپس جانے کی اجازت مانگی اور ماحول فتنہ کے باعث تاریک ہو چکا تھا اور راستے بند ہو چکے تھے پس اس نے مجھے اجازت دی اور سلطان ابن الاحمر کی طرف مجھے ایک خط دیا اور میں ھنین کی بندرگاہ کی طرف لوٹ گیا اور اسے اطلاع

ملی کہ حاکم مغرب اپنی فوجوں کے ساتھ تازا میں اترا ہے تو وہ میرے بعد تلمسان سے بطحاء کے راستے صحرا کی طرف بھاگ گیا اور میرے لئے ھنین سے سمندر پر سوار ہونا مشکل ہو گیا تو میں رک گیا اور سلطان عبدالعزیز کو اطلاع ملی کہ میں ھنین میں مقیم ہوں اور میرے پاس ایک امانت ہے جسے میں حاکم اندلس کے پاس پہنچانا چاہتا ہوں' یہ بات ایک خواہش پرست نے سوچی اور اسے سلطان عبدالعزیز کو لکھ بھیجا تو اس نے اس وقت تازا سے ایک جماعت بھیجی اور اس نے مجھ سے اس امانت کے واپس لینے پر الجھاؤ کیا اور وہ تلمسان کی طرف گیا اور وہ جماعت ھنین میں ملی اور انہوں نے حالات معلوم کئے مگر وہ اس کی صحت پر مطلع نہ ہوئے اور مجھے سلطان کے پاس لے گئے' پس میں اُسے تلمسان کے قریب ملا اور اس نے مجھ سے اس خبر کے متعلق دریافت کیا تو میں نے اس کا انکار کیا اور اس نے مجھے انکا گھر چھوڑنے پر ڈانٹ ڈپٹ کی تو میں نے اس سے معذرت کی کیونکہ عمر بن عبداللہ ان پر قابو رکھتا تھا اور ان کی مجلس کے بڑے آدمی اور ان کے باپ کے دوست اور ان کے دوست کے بیٹے ونزمار بن عریف اور اس کے وزیر عمر بن مسعود بن مندیل بن حمامہ نے میری شہادت دی اور نواز اشات نے مجھے گھیر لیا اور اس نے اس مجلس میں مجھ سے بجایہ کے معاملے کے متعلق پوچھا اور اس نے مجھے سمجھایا کہ وہ اس پر قبضہ کرنا چاہتا پس میں نے اس بارے میں اس کا راستہ آسان کر دیا تو وہ اس سے خوش ہو گیا اور میں نے یہ رات قید میں گزاری پھر دوسرے دن اس نے مجھے رہا کر دیا تو میں الشیخ الولی ابی مدین کی خانقاہ کی طرف چلا گیا اور علم کی خاطر علیحدگی کو ترجیح دیتے ہوئے اس کے پڑوس میں اترا کاش میں اسے چھوڑتا۔

مغرب کے حکمران سلطان عبدالعزیز کا بنی عبدالواد کی مدد کرنا

جب سلطان عبدالعزیز نے تلمسان آ کر اس پر قبضہ کر لیا اور بطحاء میں سلطان ابی حمو کو اس کی اطلاع ملی تو وہ وہاں سے بھاگ گیا اور اپنی قوم اور بنی عامر کے اپنے مددگاروں کے ساتھ بلاد ریاح کی طرف چلا گیا پس سلطان نے اپنے وزیر ابوبکر بن غازی کو فوجوں کے ساتھ اس کے تعاقب میں بھیجا اور اپنے دوست ونزمار کی دوستی اور تدبیر سے ترغیب اور متفق کئے قبائل کو ان کے خلاف متفق کیا پھر سلطان نے نگاہ دوڑائی اور مجھے اس سے قبل بلاد ریاح کی طرف بھیجنا مناسب سمجھا تا کہ میں ان کے لئے راہ ہموار کروں اور انہیں ان کی مدد پر آمادہ کروں اور اس کے دل کو اس کے دشمن سے شفا دوں کیونکہ سلطان ریاح کو پیچھے چلانے اور انہیں اطاعت کے راستوں کے پھیرنے سے مایوس ہو چکا تھا پس اس نے مجھے خلوت گاہ عبادت سے جو ولی ابومدین کی خانقاہ کے قریب تھی بلایا اور میں تدریس علم میں لگ گیا اور میں نے انقطاع کا عزم کر لیا پس اس نے مجھ سے مؤانست کی اور مجھے قریب کیا اور بلایا کیونکہ اس نے بھی یہی طریق اختیار کر لیا تھا پس مجھے اس کی بات ماننے کے سوا چارہ نہ ہوا اور اس نے مجھے خلعت دیا اور سواری دی اور شیوخ زواودہ کو لکھا کہ وہ میرے حکم کو مانیں اور اس کے جو احکام انہیں پہنچاؤں انہیں بھی مانیں اور اس نے یعقوب بن علی اور ابن مزنی کو اس بارے میں میری مدد کرنے کے متعلق لکھا اور یہ کہ وہ بنی عامر کے قبائل کے درمیان سے ابوحمو کی رہائی کے لئے کوشش کریں اور اسے یعقوب بن علی کے قبیلے کی طرف لے جائیں

پس میں نے اسے الوداع کہا اور عاشورہ ۷۶ھ میں واپس لوٹ آیا۔ پس میں وزیر ذاس کی فوجوں سمیت ملا اور معقل اور زغبہ کے عرب قبائل بطحاء پر تھے اور میں نے ان سے ملاقات کر کے انہیں سلطان کا خط دیا اور ان کے آگے آگے چلا اور ابن زوزر وترمار نے میری مشایعت کی اور اپنے بھائی محمد کے متعلق مجھے وصیت کی جسے ابوحمو نے اس وقت گرفتار کر لیا تھا جب ابن نے ان سے مخالفت محسوس کی تھی نیز یہ کہ وہ مغرب کی طرف سفر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اس نے انہیں اپنے ساتھ تلمسان سے پاکھولان نکالا اور اسے اپنے پڑاؤ میں لے گیا پس وترمار نے مجھے ممکن حد تک اس کی رہائی کے بارے میں کوشش کرنے کی تاکید کی اور اپنے بھتیجے عیسیٰ کو سوید کی ایک جماعت کے ساتھ میرے ساتھ بھیجا جو مجھ سے آگے چلے گئے اور وہ حصین کے قبائل کی طرف آیا اور خزرج بن عیسیٰ نے ان کو اپنے چچا وترمار کی وصیت کی اطلاع دی تو انہوں نے ابوزیان کا عہد توڑ دیا اور اس کے ساتھ آدمی بھیجے جنہوں نے اسے بلاد ریاح میں پہنچا دیا اور وہ اولاد یحییٰ بن علی بن سباع کے ہاں اترا اور وہ صحرا میں گھس گئے اور میں بلاد ریاح کی طرف چلا گیا۔

ابن خلدون کا المسیلہ پہنچنا: پس جب میں المسیلہ پہنچا تو میں نے ابوحمو اور ریاح کے قبائل کو دو پڑاؤں میں اس کے قریب ہی سباع بن یحییٰ کے لڑکوں کے وطن میں پایا جو زواودہ میں سے تھے اور وہ ہر جانب سے اس پر ٹوٹ پڑے اور اس نے انہیں خطیات دیئے تاکہ وہ اس کے پاس اکٹھے ہو جائیں پس جب انہوں نے سنا کہ میں المسیلہ میں موجود ہوں تو وہ میرے پاس آئے تو میں نے انہیں سلطان عبدالعزیز کی تابعداری پر آمادہ کیا اور ان کے اعیان و اشیاخ کو میں نے وزیر ابوبکر بن غازی کے پاس بھیجا پس وہ اسے بلاد دیالم میں نہر واصل کے پاس ملے تو انہوں نے اس کی تابعداری کر لی اور اسے اپنے دشمن کے تعاقب میں اپنے ملک میں داخل ہونے کی دعوت دی اور وہ ان کے ساتھ تیار ہوا اور میں المسیلہ سے بسکرہ کی طرف آیا اور وہاں میں یعقوب بن علی سے ملا اور اس نے اور ابن مزنی نے اس کی تابعداری پر اتفاق کیا اور اس نے اپنے بیٹے محمد کو ابوحمو کی ملاقات کے لئے بھیجا اور خالد بن عامر نے بنی عامر کو حکم دیا کہ وہ انہیں اپنے وطن آنے اور سلطان عبدالعزیز کے وطن سے دوری اختیار کرنے کی دعوت دے پس اس نے اسے المسیلہ سے صحرا کی طرف جاتے پایا اور اسے الدوسن میں ملا اور رات بھر انہیں یہ بات پیش کرتا رہا کہ وہ اولاد بنی سباع کے وطن سے اپنے وطن کی طرف منتقل ہو جائیں جو الزاب کے مشرق میں ہے اور دن بھی اس نے اسی طرح گزارا اور دن کے آخری حصہ میں غبار کے انتشار نے انہیں خوف زدہ کر دیا جو گھاٹی کے دہانوں سے نکل رہا تھا پس وہ دیکھنے کے لئے سوار ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ گھاٹی سے گھوڑوں کے سینے نمایاں ہو رہے ہیں اور بنی مرین، معقل اور زغبہ کی فوجیں وزیر ابوبکر بن غازی کے آگے بکھری پڑی ہیں اور انہیں اولاد سباع کے ان لوگوں نے راستہ دکھایا تھا جنہیں اس نے المسیلہ سے بھیجا تھا پس جب وہ خیمہ گاہ کے قریب ہوئے تو انہوں نے غروب آفتاب کے ساتھ ہی اس پر حملہ کر دیا پس بنو عامر بھاگ گئے اور سلطان ابوحمو کی خیمہ گاہ اور اس کی قیام گاہیں اور اموال لوٹ لئے گئے اور خود وہ رات کی تاریکی میں بچ گیا اور اس کے بچوں اور بیویوں کی جمعیت پریشان ہو گئی یہاں تک کہ کچھ دنوں بعد وہ اس کے پاس آ گئے اور صحرائی بلاد کے میدانی محلات میں جمع ہو گئے اور فوجوں اور عربوں کے ہاتھ غنیمت سے بھر گئے اور اس گھبراہٹ میں محمد بن عریف چلا گیا جسے اس کے موکلین نے رہا کر دیا اور وہ وزیر اور اس کے بھائی وترمار کے پاس آیا اور انہوں نے اس کے مناسب حال اس کا استقبال کیا اور وزیر ابوبکر بن غازی نے کئی روز تک الدوسن میں قیام کیا اور ابن مزنی نے اپنی تابعداری کا

اسے پیغام بھیجا اور اسے بافراغت توشہ اور چارہ دیا اور مغرب کی طرف واپس چلا گیا اور میں ان کے بعد کئی روز تک اپنے اہل کے پاس بسکرہ میں ٹھہر گیا۔

ابن خلدون کا ایک عظیم وفد کے ساتھ سلطان کے پاس جانا: پھر میں زواودہ کے ایک عظیم وفد کے ساتھ سلطان کے پاس گیا جس کی پیشوائی یعقوب بن علی کا بھائی ابو دینار اور ان کے اعیان کی ایک جماعت کر رہی تھی پس وزیر ہم سے پہلے تلمسان چلا گیا اور ہم سلطان کے پاس گئے تو اس نے ہماری خوب خاطر داری اور مہمان نوازی کی جس جیسی مہمان نوازی ہم نے بعد کے زمانے میں نہیں دیکھی پھر ہمارے بعد وزیر ابو بکر بن غازی صحرا میں آیا اور اس نے بنی عامر کے محلات کے پاس سے گزرتے ہوئے انہیں تباہ کر دیا اور وہ جمعہ کے روز سلطان کے پاس آیا اور اس کے بعد اس نے زواودہ کے دفود کو اپنے اپنے علاقے کی طرف واپس جانے کی اجازت دے دی اور وہ ان کے ساتھ وزیر اور اس کے دوست و تر مار بن عریف کی آمد کا انتظار کر رہا تھا پس انہوں نے اسے الوداع کہا اور اس نے حد درجہ احسان کیا اور وہ اپنے بلاد کو لوٹ گئے پھر اس نے زواودہ کے قبائل سے ابو زیان کے نکالنے کے بارے میں غور و فکر کیا کیونکہ وہ ابن کے حصین کی طرف واپس چلے جانے سے خوف زدہ تھا پس اس نے اس بارے میں مجھے حکم دیا اور اس نے مجھے اُسے ان سے واپس کرنے کے بارے میں آزادی دے دی تو میں اس کام کے لئے گیا اور حصین کے قبائل نے سلطان سے خوف محسوس کیا اور ان سے بگڑ گئے اور وزیر کے ساتھ جس جنگ پر گئے تھے اس سے واپسی پر اپنے اہل کے پاس چلے گئے اور انہوں نے ابو زیان کو اولاد علی بن یحییٰ کے پاس بلانے میں جلدی کی اور انہوں نے اسے ان کے درمیان اتارا اور اس کے گرد جمع ہو گئے اور دوبارہ ان اختلاف پر قائم ہو گئے جس پر ابو حمو کے زمانے میں قائم تھے اور مغرب اوسط آگ نے بھڑک اٹھا اور مغراوہ میں بادشاہ کے گھر میں ایک بچہ ظاہر ہوا جو حمزہ بن علی بن راشد تھا جو وزیر ابن غازی کے پڑاؤ میں اس وقت بھاگ گیا جب وہ وہاں مقیم تھا پس اس نے شلف اور اپنی قوم کے بلاد پر قبضہ کر لیا اور سلطان نے اپنے وزیر عمر بن مسعود کو فوجوں کے ساتھ اس سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا اور اس کی بیماری نے اسے درماندہ کر دیا اور میں اس وقت بسکرہ میں حالت انقطاع میں تھا اور وہ میرے اور سلطان کے درمیان خط و کتابت اور پیغام کے سوا ہر چیز میں حائل ہو گیا۔

اندلس سے وزیر ابن الخطیب کے فرار کی اطلاع: اور انہی دنوں جب کہ میں بسکرہ میں تھا مجھے اطلاع ملی کہ وزیر ابن الخطیب اندلس کے سلطان سے خوف محسوس کر کے بھاگ گیا ہے کیونکہ اسے اس پر قابو حاصل تھا اور ہمرازوں نے اس کے متعلق بہت چغلیاں کی تھیں پس اس نے سلطان کی اجازت سے مغربی سرحدوں کو دیکھنے کے لئے سفر کیا اور جب وہ بندرگاہ سے جبل الفتح کے سامنے آیا تو وہ جبل میں چلا گیا اور اس کے ہاتھ میں اپنی آمد کے متعلق اندلس کی جانب سے سلطان عبدالعزیز کا عہد تھا اور وہ اسی وقت سمندر پار کر کے سبتہ چلا گیا اور تلمسان میں سلطان کے پاس گیا اور جمعہ کے روز اس کے حضور پیش ہوا اور سلطان نے اس پر نعمتوں کی بارش کر دی اور اسے ایسی سعادت سے بہرہ ور کیا جس جیسی سعادت اس نے دیکھی نہ تھی اور اس نے مجھے تلمسان سے خط لکھا جس میں مجھے اپنے حال سے آگاہ کیا اور مجھ پر کچھ ناراضگی کا اظہار بھی کیا کیونکہ اسے اندلس میں میری پہلی بات کی اطلاع مل چکی تھی مگر اب مجھے اس کا خط یاد نہیں رہا اور میں نے اسے جو جواب دیا اس کی عبارت یہ تھی۔

الحمد للہ ولا قوۃ الا باللہ ولا راد لما قضی اللہ

اے میرے آقا اور بہترین ابدی ذخیرے اور مضبوط کڑے جس سے میں نے اپنا ہاتھ پیوست کیا ہے میں آپ کو وہ سلام کہتا ہوں جو مخدوم کو آمد پر کیا جاتا ہے اور متبوع بادشاہ کے لئے جس قسم کا خضوع کیا جاتا ہے ایسا خضوع کرتا ہوں' نہیں بلکہ میں آپ کو وہ سلام کرتا ہوں جو عاشق' معشوق کو کرتا ہے اور رات کو چلنے والا روشن صبح کو کرتا ہے اور میں اقرار کرتا ہوں کہ آپ میرے تعلق محبت کو خوب جانتے ہیں اور یہ کہ میں آپ کی قدر کو جانتا ہوں اور آپ کی تعظیم و تعریف میں دور ترین حدود تک جانے والا ہوں اور آفاق میں آپ کے مناقب اور ایک اچھی عادت کو مشہور کرنے والا ہوں جسے اللہ جانتا ہے اور وہی کافی گواہ ہے اور جیسا کہ آپ کے علم میں ہے یہ وہ بات ہے جو بہت بلند ہے اور اس میں اول و آخر اور حاضر و غائب میں سے کسی نے اختلاف نہیں کیا اور آپ میرے دل کی مراد کو بہتر جانتے ہیں اور یہ میرے ضمیر میں پوشیدہ باتوں کے بارے میں سب سے بڑی شہادت ہے اور اگر میں ایسا ہوتا تو آپ سے سبقت کر چکا ہوتا اور اگر قضا و قدر کوششوں نے تمہارے نصیبے کو تیار کرتی اور تمہاری حکومت میں میرے مقام کو ترجیح دیتی تو دلی جذبات نرم ہو جاتے اور وساوس کے کینے کھینچ جاتے اور میں آپ کی پیشگوئی کے شعار بنانے یا وطن سے عہد شکنی کرنے سے بچاتا ہوں خواہ چمٹنے والا خرز و زیور کے تنے سے چمٹ جائے پس اس بات سے اللہ کی پناہ کہ آپ کے خلوص کے بارے میں قدح کی جائے یا تمہارے غلاموں کو ترجیح دی جائے یہ حسر اور طاقات تک دل کی ناکامی ہے اور قسم بخدا میری پوشیدہ بات پر سوائے میرے اور تمہارے ساتھ میل جول رکھنے والے دوست حکیم فاضل ابو عبداللہ شقوری کے سوا اور کوئی آگاہ نہیں اور آپ کے ہاں اس کا جو مقام ہے اس سے بھی آگاہ ہوں اور اسے علم ہے کہ تلمسان کو چھوڑتے وقت اور آپ کی طرف سفر کرتے وقت اور تمہارے کنارے کی طرف آنے کے لئے سمندر کے کنارے پر جاتے وقت اسے کس قدر اضمحلال ہوا تھا مجھے ان کے بارے میں تہمتوں سے دوچار ہونا پڑا اور میں ظنون کے میدان میں کھڑا ہو گیا اور اس میں ہلاکت کے بھنور میں پھنس گیا اور اگر ۔۔۔۔۔۔ مجھ میں اس کی اچھی رائے اور ثبات بصیرت نہ ہوتا تو میں پہلے ہلاک ہونے والوں میں ہو جاتا اور یہ سب کچھ تمہاری ملاقات کے شوق اور تمہارے انس کا تمثل تھا پس میرے بارے میں بدظنی نہ کرو اور نہ تو ہمات کی تصدیق کرو پس میں وہ ہوں جس کی دوستی' سادگی' خلوص اور ظاہری و باطنی اتفاق کو تم جانتے ہو جو سب لوگوں سے بڑھ کر عہد کا پابند اور غیب کا محافظ اور بھائیوں کے وزن اور فضلاء کی خوبیوں کو جاننے والا ہے اور ایک امر کے باعث میرا خط تلمسان سے لیٹ ہو گیا ہے حالانکہ ایلچی میرے پاس آیا اور اس نے مجھے آپ کے اور سلطان کے اہتمام کے متعلق بتایا اگر اللہ میرے پوشیدہ حال کا انکشاف نہ کرتا تو میں کسی چیز کو جس کے متعلق مجھے علم ہوتا کہ آپ کی رغبت اس کی طرف ہے نہ چھوڑتا اور اس کے لئے اس کا پردہ اٹھا دیتا اور اسے اس کے پہچاننے میں امین بناتا اور میں مولیٰ خلیفہ کو اپنے خون سے ناتوں کرنے اور اس کے میرے بازو کھینچنے کے بعد میں ہمیشہ ہی شواغل کی لہروں میں تیرتا رہا جیسا کہ آپ کو یقینی طور پر معلوم ہے اور میری اونٹنی کے دارالخلافہ کی طرف جانے سے قبل اس جہت سے مجھے آپ کے مغرب کی طرف جانے کی خبریں ملتی رہیں اور عصا کے رکھنے اور جدائی کے نکلنے کی جگہ متعین نہیں ہوئی تھی پس میں نے اس کے ظاہر کرنے تک خطاب مؤخر کر دیا اور میں نے تمہارے خط سے جو

فضل و مجد کے طریقوں پر جاری تھا آپ کے شان دار حال کو معلوم کر لیا لیکن میں نے تمہارے لئے حکومتوں کے کھنڈرات سے احسن طور پر چھٹکارا پانے اور دین و دنیا کے اچھے عواقب پر اللہ کا شکریہ ادا کیا جس سے اہل و اولاد کا مآل اچھا ہو جاتا ہے اور اس سے قبل تم نے زمانے کی سرکشی کو لوٹا اور عزت کی چوٹیوں پر چڑھ گئے اور تم نے مکمل طور پر دنیا کو حاصل کیا اور آفاق ساوی کو ان کے اہل سمیت قابو کیا پس تمہیں مبارک ہو کہ تمہارے شائق نفس نے اپنی دور دراز خواہشات کو حاصل کر لیا پھر اس نے ان چیزوں کا شوق کیا جو اللہ کے پاس ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارے دل میں دنیا سے اعراض اور اس کے کوڑا کرکٹ سے دست کش ہونا الہام کیا گیا ہے اور جب اللہ کسی امر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے اسباب کو آسان کر دیتا ہے اور سیادت مولویہ نے آپ کی آمد سے جس قدر خوشی ہوئی ہے مجھے اس کی اطلاع بھی ملی ہے اور اس قسم کی خلافت اس کے لئے ہوتی ہے جو مفاخر پر ثابت قدم رہتا ہے اور اچھے کاموں کو ترجیح دیتا ہے اور کاش یہ تمہارے نصیبے کی طرف آنے پر ہوتا اور تمہارا امیدوں کے دیکھنے سے مانوس ہونا اس لئے ہے تا کہ اچھا فائدہ حاصل ہو اور تخت شاہی تمہارے مقام سے زینت حاصل کرے۔

اور میں اٹھے ہوئے قدموں اور الہام الٰہی سے صقیل شدہ بصیروں اور سامنے آنے کے بعد پیچھے رہ جانے والے مقامات میں ہوں اور عرفان اس کے انوار اور بجلیوں کی طبیعت ہے اور جب اس کی رکاوٹیں اٹھ گئیں تو اس کے حقائق منکشف ہو گئے اور اب رہا میرا حال تو تمہارے متعلق گمان یہ ہے کہ تم اس کے متعلق کرید اور اہتمام کر رہے ہو گے اور یہ بات باب مولوی سے پوشیدہ نہ ہو گی جسے اللہ نے سربلند کیا ہے اور جو اس کی اطاعت کا مظہر اور امر کا مصدر ہے اور اس کی گردشیں اس کی خدمت میں ہیں اور خیال ہے کہ میں مصاحبت اجتماع اور تمام لوگوں کو خیر خواہی کی طرف مائل کرنے اور دوستی کے لئے دلوں کو خالص کرنے میں اور جو کچھ تمہارا فضل و مجد دیکھتا ہے۔ مقام محمود میں کھڑا ہوں ان کی قریب ترین خبر میرا خط آپ کو پہنچا دے گا پس اس کے لئے کانوں اور سرگوشیوں کے پہلو کو نرم کر دیتا کہ وہ جو کچھ تمہارے اور میرے پاس ہے پہنچا دے اور اسے باتوں کے انجام سے پکڑ لو تا کہ وہ ان کے آغاز پر ٹھہر جائے اور جو تم بیان کرتے ہوا سے اس پر امین بناؤ اور وہ راز کے بارے میں بخیل نہیں اور مجھے اس چیز کا شوق ہے جو میرا آقا اور میرا اور تمہارا فضل و مجد میں مقرب دوست اور مصائب میں حصہ دار مغرب کا سردار اور حکومت کا مددگار ابو یحییٰ بن ابی مدین تمہارے پاس لائے گا اور بیٹے کے معاملے میں اللہ اس کا مددگار ہو پس جدائی تمہیں غمگین نہ کرے اور سلطان کبیر ہے اور اثر جمیل ہے اور کوشش کرنے والا دشمن قلیل اور حقیر ہے اور نیت درست ہے اور عمل خالص ہے اور جو اللہ کا ہوتا ہے اللہ اس کا ہوتا ہے اور میں نے تمہارے مناقب کی بلندی اور فاصلے کی دوری اور عطیے کی ندرت کا اعتراف کیا ہے جس کی شہادت تمہارے ان مشہور کارناموں نے دی ہے جن کا چرچا ہر آنے جانے والے کی زبان پر جاری ہے اور وہ کارنامے بار حکومت کے اٹھانے اور سیاست کے مستقیم ہونے اور اس کے تمہاری سلامتی کے متعلق مطلع ہونے کے بارے میں ہیں اور وہ تمہیں سلام کا جواب دیتا ہے اور دعا میں تمہارا حصہ دار ہے اور میرے آقا اور میرے جگر گوشے اور میرے بیٹے کے قائم مقام الفقیہ الزکی الصدر ابوالحسن کو میرا سلام ہو جو تمہارا بیٹا ہے اللہ اسے سربلند کرے اور حکومت میں اس کا معزز مقام پر ہونا میرے لئے خوشی کا باعث ہے اور اللہ تعالیٰ تم سب کو

عافیت کی چادر میں لپیٹ لے اور تمہارے لئے امن و رشک کا مقام استوار کرے اور تم پر اپنا فضل و کرم اور لطف و عنایت کرے۔ والسلام

از طرف محب شاکر و شائق عبدالرحمٰن بن خلدون و رحمۃ اللہ و برکاتہ

بروز عید الفطر ۲ بجے

اور اس نے اپنے خط کے ساتھ مجھے اپنے خط کا ایک نسخہ بھی اپنے سلطان ابن الاحمر حاکم اندلس کی طرف بھیجا جب وہ جبل الفتح میں آیا تھا اور بنی مرین کی حکومت میں چلا گیا تھا پس اس نے وہاں سے اس کے ساتھ اس خط کے ذریعے گفتگو کی اور میں نے چاہا کہ میں اسے یہاں نقل کر دوں اگرچہ اسے اس کی غرابت اور عمدگی کی وجہ سے یہاں نہیں کیا جا رہا مگر اس جیسا خط چھوڑا نہیں جا سکتا علاوہ ازیں اس میں حکومتوں کے حالات کو مفصل طور پر بیان کیا گیا ہے خط کا متن یہ ہے:

وہ جدا ہو گئے اور جور و ستم والا ہے وہ رویا کرے بلاشبہ یہ رات کو سفر کرنے والی سواریاں ہیں اور سواریوں کے ٹیلوں کے نشیب سے فلک کی طرف چڑھنے والے سے جمعیت اس طرح منتشر ہو گئی ہے جس طرح لڑی کے موتی بکھر جاتے ہیں جدائی سے قبل ہمیشہ خوف زدہ رہتا تھا اس جدائی نے تجھے ملک کا نالک بنا دیا ہے۔

اے میرے آقا اللہ تمہارا حامی ہو اور تمہارے معاملہ کا پاسبان ہو میں تمہیں سلام و وداع کہتا ہوں اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ جدائی کے بعد میل ملاقات کو آسان کرے اور میں آپ کے پاس اعتراف کرتا ہوں کہ انسان تقدیر کا اسیر اور مسلوب الاختیار ہے اور افکار و خیالات کے حکم میں منتقل ہوتا رہتا ہے اور ہر اول کے لئے آخر ضروری ہے اور جب ہر دو آدمیوں کو موت یا زندگی سے جدا ہونا لازمی ہے تو اس سے کوئی چارا نہیں اور اس کی بہترین قسم احباب کے درمیان واقع ہونے والی جدائی ہے جو شر و رسے پاک اور خوب صورت چہروں پر دا جب ہوتی ہے اور میرا مولیٰ اپنے بندے کا حال جانتا ہے اور جب سے وہ تمہارے بیٹوں کے ساتھ مغرب سے تمہارے پاس پہنچا ہے اور تمہارے ہاں ٹھہرا ہے وہ مضطرب الحال ہے اور اگر تمہارے بہلا دے وعدے اور تمہارے دل کے بدلنے کے متعلق لطائف کا انتظار اور تمہاری عمر کی تکمیل کے شوق کے زمانے کی پھلنے پھولنے والی تلواروں کی کاٹ اور تمہارے لڑکوں کی تیاری اور اپنے امر سے تمہارا قوی ہونا اور تمہارے وطن کی صلح کا پختہ ہونا اور جو کچھ اس نے اپنی غرض کو چھوڑ کر تمہاری غرض کے لئے برداشت کیا اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں تمہارے عہد تھے اور یہ کہ جو بندہ فتح اور غلبے اور سعی کی کامیابی کے بعد صلح میں تمہارے لئے سبب بنا ہے نہ ہوتا تو تمہارے اندلس میں القرابہ میں سے کوئی شور و غل کرنے والا نہ ہوتا اور اس نے غربی سرحدوں کی دیکھ بھال کے لئے تدریج کیا اور گزرگاہ کے دہانے کے قریب ہو گیا اور اس کے صبر کو خیالات کی ہواؤں نے ہلا دیا اور اس نے سفیدی کے حاوی ہو جانے کے وقت عمر کے پورا ہونے اور استغراق کے عواقب اور فضلاء کی سیرت کو نایوں کیا پس اس پر شدید حالت غالب آ گئی جس نے تمام جمعیت اور وطن ملیح اور بلند مرتبہ اور قلیل النظیر سلطنت کے ساتھ عشق کو شکست دے دی اور اس نے موتوا قبل ان تموتوا (مرنے سے پہلے مر جاؤ) کے مقتضی کے مطابق عمل کیا پس اگر اللہ کی متوقع مدد سے حالت درست ہو گئی تو قدم آگے کی طرف منتقل ہوں گے اور اگر درماندگی نے آ لیا یا عزم ناکام ہو گیا تو اللہ ہمارے ساتھ مہربانی کا سلوک کرے گا اور اس کام کا ارادہ مشکل ہے لیکن کچھ امور نے مجھ پر اسے آسان کر دیا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب واپسی کے سوا کوئی چارہ نہ ہو

تو وہ اس صورت کے سوا اور کسی اور صورت میں متعین نہیں ہوتی جب کہ تمہارے نزدیک وہ محالات میں سے ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر میرا آقا مجھے واپسی کی غرض سے اجازت دے دے تو قسم بخدا مجھے اس کے وداع کے موقف کی طاقت نہیں ہوگی اور موت سب سے پہلے میری طرف بڑھے گی اور یہ اچھا وسیلہ ہی کافی ہے جسے وہ وسیلہ جانتا ہے اور تیسری بات یہ ہے کہ مجھے اس بات کی خواہش ہے کہ میرے اس دعوے کی سچائی نمایاں ہو جس کی میں تعریف کرتا ہوں اور میرا گمان ہے کہ میری تصدیق نہیں ہوگی اور چوتھی بات یہ ہے کہ امان' طویل مصالحت اور استغناء کے زمانے میں مفارقت سے فائدہ اٹھانا جب کہ اس حال کے سوا واجب واپسی ضروری اور قبیح ہو اور پانچویں بات وہ مضبوط تر عذر ہے کہ جب تک میں اس معاملے کو مکمل کرنے کی طاقت نہ پاؤں یا میرا دل اس سے درماندگی یا مرض یا راستے کے خوف یا زادِ راہ کے ختم ہو جانے یا شوقِ غالب کے باعث تنگ ہو جائے تو میں شفیق باپ کے نیک بیٹے کی طرف رجوع کرنے کی طرح رجوع کروں گا' جب کہ میں اپنے پیچھے رجوع سے یا تع کوئی قبیح قول و فعل نہ چھوڑوں بلکہ میں اپنے پیچھے محفوظ وسائل' ہمیشہ قائم رہنے والے کارنامے اور اچھا کردار چھوڑ دوں' اور میں نیک ارادے سے واپس لوٹ جاؤں تو میں اپنے اشیاخ اور اپنے وطن کے بڑے آدمیوں اور اپنی قسم کے آدمیوں سے بڑھ جاؤں گا اور تمہیں اس بہتر صورت میں تمہاری تعریف کرتا ہوا اور تمہارے لیے دعوت دیتا ہو چھوڑ دوں گا جو اسے راضی کر دے گی اور اگر اللہ مدت میں وسعت دے اور ضرورت کو پورا کر دے تو میں اپنے بیٹوں اور وطن کی طرف واپسی کو لمبا کر دوں گا اور اگر اجل نے کام تمام کر دیا تو مجھے امید ہے میں ان لوگوں میں ہوں گا جس کا اجر اللہ کے ذمے ہوگا اور اگر میرا تصرف درست اور راستی پر ہو تو درست کام کرنے والے کو ملامت نہیں کی جائے گی اور اگر وہ تصرف' حماقت اور عقلی خرابی سے ہوا تو مختل العقل اور خراب مزاج کو ملامت نہیں کی جائے گی بلکہ اسے معذور سمجھا جائے گا اور اس پر رحم کیا جائے گا اور اگر میرے آقا نے میرے معاملے کا عادلانہ حق نہ دیا اور گناہ نمایاں ہو گئے اور میرے بعض عیوب کو نشر کیا گیا تو اس کا حیا اور انصاف اس سے انکار کرے گا اور تعلیم و تربیت اور خدمتِ سلف اور زندہ جاوید کارناموں اور بچے کا نام رکھنے اور سلطان کو لقب دینے اور اعمالِ صالحہ' مداخلت اور میل جول کی طرف راہنمائی نے حساب کو مختصر کرے گا اس نے کبھی مال اور راز میں خیانت نے نفوذ نہیں کیا اور نہ تدبیر میں کبھی دھوکہ کیا ہے اور نہ نقص نے کبھی اسے مکدر کیا ہے اور نہ اس پر تمہارا خوف طاری ہوا ہے اور نہ جو تمہارے ہاتھ میں ہے اس کا اس نے طمع کیا ہے اگرچہ یہ بلحاظ تعلق داری اور مہربانی کے اسباب نہیں ہیں پس میں تمہیں مال کی وصیت نہیں کرتا میرے نزدیک وہ سب سے معمولی تر کیسے ہے اور نہ بیٹے کی وصیت کرتا ہوں بلکہ وہ تمہارے جوان اور خدام ہیں اور کون تم جیسا ان کی کثرت کا خواہش مند ہے اور نہ عیال کی وصیت کرتا ہوں پس یہ تمہارے گھر کی فضیلتوں اور خوبیوں میں سے ہے اور میں تمہیں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور کل کے لئے عمل کرنے اور سنجیدگی کے مقام پر کھیل کی لگام پکڑنے اور اللہ سے حیا کرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے آزمائش کی اور درگزر کی اور زوال نعمت کے بعد دوبارہ آبیاشی دی تاکہ دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو اور میں نے تمہیں جو وافر زادِ راہ' مکافات اور اعانت دی ہے جس نے تمہاری سہولت میں اضافہ کر دیا ہے اور اس کے عوض میں تم سے مطالبہ کرتا ہوں کہ تم میرے متعلق کہو کہ تو نے خطاءً یا عمداً میری حق تلفی کی ہے اللہ تجھے بخشے اور جب تم یہ کرو گے تو میں راضی ہو جاؤں

گا اور خیر خواہی کے نقطہ نگاہ سے یہ بات بھی سمجھ لو کہ ابن الخطیب ہر علاقے میں مشہور ہے اور ہر بادشاہ کے نزدیک بھی مشہور ہے اور اس کا اعتقاد اور نیکی اور اس کے بارے میں سوال اور اس کا ذکر خیر اور اس کی ملاقات کی اجازت تمہاری شفقت ہے اور ابن الخطیب تمہارے وطن میں رحمت کا بادل ہے جو برسا اور چھٹ گیا اور گلوں کو مہکتے اور بچوں کو چہکتے چھوڑ گیا اور تمہارے ساتھ اس کی مثال دودھ پلانے والی کی سی ہے جس نے بیاست اور مبارک تدبیر کا دودھ پلایا ہے اور میں نے تمہیں صلح اور امان کے گہوارے میں مددگی اور عافیت کی چادر میں ڈھانپ لیا اور حمام کی طرف لوٹ گیا جو دودھ اور میل کو دھوتا ہے پس اگر تو شیر خوار بچہ پائے تو اس سے حسن سلوک کر اور اگر وہ جاگ پڑے تو اسے دودھ چھوڑنے کے وقت چھوڑ اور ہم اس ملامت کو اس معرکہ حلف پر ختم کرتے ہیں کہ میں نے تمہارے دین و دنیا کی کسی خیر خواہی کو نہیں چھوڑا اور میں درماندگی کی وجہ سے تم سے جدا ہوا ہوں اور جو شخص اس کے خلاف گمان کرے گا وہ مجھ پر اور تم پر ظلم کرے گا اور اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے معاملے کا متولی ہو اور سمندر سوار ہونے میں تمہارے دل کا کفیل ہو۔ خط ختم ہوا اور اس کے نیچے یہ اشعار تھے:

''باد صبا کے چلنے کے وقت تیری سمت سے آنسوؤں کا بادل اس آنکھ سے برسا جو تجھ پر عاشق ہے اے میری جنت وہ تجھے کیسے بھول سکتا ہے اور وہ وجود سے قبل تیری محبت سے دیوانہ ہو گیا تھا پھر کہہ کہ وہ روح کی پیدائش سے قبل تیری محبت اور قرب میں کیسا تھا' تیرے محفوظ گھر نے اللہ کے گھر کے سوا اور کوئی پناہ اس کے لیے نہیں چھوڑی' میرا پہلا عذر رضا ہے پس میں کوئی انوکھی چیز نہیں لایا اور فضل اور رضا مندی تیری عادت ہے اور جب تو میرے کھونے سے کرب کا ادعا کرتا ہے میرے کرب اور وحشت کو تیرے کرب سے کیا نسبت ہے' میرا بیٹا تیری پناہ میں ہے اور میرا گھونسلہ تیرے درخت میں ہے اور میری قبر تیری زمین میں ہے اور اے زمانے میری جمعیت سے فراق کو برا سمجھ کر کاش میں تجھ سے جنگ کے لیے تیاری کرتا' تیری گردشوں نے مجھے صعوبتوں پر سوار کرایا ہے یہاں تک کہ تو جدائی کو لایا ہے جو تیری سب سے بڑی صعوبت ہے''۔

اور اس نے خط کے آخر میں مجھے مخاطب کرتے ہوئے لکھا کہ:

''اس وزارت سے بھی کچھ میسر آیا ہے جس کے درمیان اور اہل کمال کے درمیان کوئی نسبت نہیں اور اللہ میرے اور تمہارے لیے بہتری کرنے والا ہے اور اللہ ہمیں اس کی طرف واپس لے جائے اور عیوب سے پاک کرے ہم نے اس پر بھروسہ کیا ہے اور جو اس کے پاس ہے اس کی رغبت دلائے اور خط کے نیچے ایک ایک ملفوف میں یہ عبارت تھی اللہ تمہاری سیادت سے راضی ہو اور اس واقعہ کے درمیان جو کچھ مجھ سے صادر ہوا ہے اس سے میں تمہیں نا خوش کرتا ہوں اور بیٹے نے اسے اسی وقت یاد کر لیا ہے اور وہ تمہیں واجبی سلام کہتا ہے اور اس نے باعزت مقام سے زیادہ فوقیت حاصل کی ہے اور اس نے اپنے احسان کو زیادہ کیا ہے اور وظیفے کو زیادہ کیا ہے اور سواروں کو اس کے پیچھے کھڑا کیا ہے۔ والحمد للہ''۔

پھر اس نے فتنہ سے مضطرب ہو کر جو بلاد مغراوہ میں سلطان عبدالعزیز اور حمزہ بن راشد سے رابطہ کرنے میں مانع تھا میرے ساتھ بسکرہ اور مغرب اوسط میں رابطہ کیا اور وزیر عمر بن مسعود فوجوں کے ساتھ قلعہ تاجموت میں اس کا محاصرہ کیے ہوئے تھا اور ابو زیان العبد الوادی بلاد حصین میں تھا اور وہ اس کے محافظ تھے اور اس کی دعوت کے منتظم تھے پھر سلطان اپنے

وزیر عمر بن مسعود پر ناراض ہوا اور حمزہ اور اس کے اصحاب کے بارے میں اس نے جو کوتاہی کی تھی اس سے بگڑ گیا اور اسے تلمسان بلا کر گرفتار کر لیا اور قید کر کے اسے فاس بھیج دیا اور وہاں اسے محبوس کر دیا اور اس نے وزیر ابن غازی کے ساتھ فوجیں تیار کیں پس اس نے اس پر حملہ کیا اور اسکا محاصرہ کر لیا تو وہ قلعہ سے بھاگ کر ملیانہ چلا گیا اور اس کے گورنر نے اسے اشتباہ کیا اور گرفتار کر لیا اور اُسے اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ وزیر کے پاس لایا گیا تو انہیں قتل کر دیا گیا اور اس نے فتنہ پرور لوگوں کو روکنے اور انہیں نصیحت کرنے کے لئے صلیب دیا پھر سلطان نے حصین اور ابوزیان کی طرف جانے کا اشارہ کیا تو وہ فوجوں کے ساتھ روانہ ہوا اور اس نے زغبہ سے عرب قبائل کو جمع کیا اور ان میں سے ایک آدمی کو بھی باقی نہ رہنے دیا اور اس نے حصین پر حملہ کیا تو وہ جبل تیطری میں قلعہ بند ہو گئے اور وزیر اپنی فوجوں اور زغبہ کے حامی قبائل کے ساتھ ٹیلے کی جانب سے جبل تیطری پر اترا اور ان کی ناکہ بندی کر لی اور سلطان نے ریاح کے اشیاخ زواودہ کو لکھا کہ وہ جا کر قبلہ کی جانب سے تیطری کا محاصرہ کر لیں اور حاکم بسکرہ احمد بن مزنی کو ان کی امداد اور عطیات کے لئے لکھا اور مجھے بھی حکم دیتے ہوئے لکھا کہ میں اس کام کے لئے ان کے ساتھ چلوں پس وہ میرے پاس اکٹھے ہو گئے اور میں ۷۴ھ کے شروع میں ان کے ساتھ چلا اور ہم القطفا میں ان کی ایک جماعت کے ساتھ وزیر کے مکان میں جو تیطری کے محاصرہ میں تھا اترے پس اس نے ان کے لئے حدود خدمات بیان کیں اور ان پر جزا کی شرط لازم کی اور میں القطفا میں ان کے قبائل کی طرف واپس آ گیا اور انہوں نے جبل کے محاصرہ میں سختی کی اور انہیں ان کے اونٹوں اور سواریوں سمیت اس کی چوٹی پر جانے کے لئے مجبور کر دیا پس ان کے اونٹ اور گھوڑے ہلاک ہو گئے اور ہر جانب سے محاصرہ ہو جانے کے باعث ان کا دل تنگ ہو گیا اور بعض نے خفیہ طور پر تابعداری کرنے کے بارے میں خط و کتابت کی پس وہ ایک دوسرے پر شک کرنے لگے اور وہ رات کو جبل سے بھاگ گئے اور ابوزیان بھی صحرا کو جاتے ہوئے ان کے ساتھ تھا اور وزیر ان کے بقیہ سامان سمیت جبل پر قابض ہو گیا اور جب وہ اپنے صحرائی مامن میں پہنچے تو انہوں نے ابوزیان کے عہد کو توڑ دیا اور وہ جبال غمرہ میں چلا گیا اور ان کے اعیان تلمسان میں سلطان عبدالعزیز کے پاس آئے اور دوبارہ اس کی تابعداری میں آ گئے تو اس نے ان کی تابعداری کو قبول کیا اور انہیں ان کے اوطان میں واپس بھجوا دیا اور وزیر سلطان کے حکم کے مطابق اولاد یحییٰ بن علی بن سباع کے ساتھ حق اطاعت ادا کرتے ہوئے ابوزیان کو جبل غمرہ میں پکڑنے کے لئے گیا' کیونکہ غمرہ ان کی رعایا تھے پس ہم اس کام کے لئے گئے مگر ہم نے اُسے ان کے ہاں نہ پایا اور انہوں نے ہمیں بتایا کہ وہ انہیں چھوڑ کر وارکلا شہر کی طرف چلا گیا ہے جو ایک صحرائی شہر ہے اور وہ وارکلا کے حاکم ابوبکر بن سلیمان کے ہاں اترا پس ہم وہاں سے واپس آ گئے اور یحییٰ بن علی کے لڑکے اپنے قبائل کی طرف چلے گئے اور میں بسکرہ میں اپنے اہل کے پاس واپس آ گیا اور اس بارے میں جو کچھ ہوا اس کے متعلق میں نے سلطان سے گفتگو کی اور میں اس کے احکام کے انتظار میں ٹھہر گیا یہاں تک کہ اس نے مجھے اپنے دارالخلافہ میں بلا لیا اور میں اس کی طرف کوچ کر گیا۔

مغرب اقصیٰ کی طرف واپسی

اور جب میں شاہِ مغرب سلطان عبدالعزیز کی مشایعت میں لگا ہوا تھا جیسا کہ میں نے اس کی تفاصیل کا ذکر کیا ہے اس

وقت میں بسکرہ میں اس کے حاکم احمد بن یوسف مزنی کی پناہ میں مقیم تھا اور ریاح کی باگ ڈور بھی اس کے ہاتھ میں تھی اور سلطان کی جانب سے اکثر عطا جو انہیں ملتی تھی وہ الزاب کے ٹیکس سے مقرر تھی اور وہ اپنے اکثر امور میں اس کی طرف رجوع کرتے تھے مگر مجھے اس کا علم اس وقت ہوا جب اس کی جانب سے عربوں کے پیچھے چلانے کے بارے میں حسد پیدا ہوا اور اس کا سینہ کینے سے بھڑک اٹھا اور وہ اپنے جنون اور توہم میں پورا اترا اور چغل خور اس کے کان میں جو جھوٹی اور اختلافی باتیں ڈالتے تھے اس نے ان کی مانی اور اس وجہ سے اس کا سینہ بھڑک اٹھا' پس اس نے آہیں بھرتے ہوئے سلطان کے دوست اور مشیر و ترمار بن عریف کی طرف خط لکھا جسے اس نے سلطان کے پاس پہنچا دیا تو اس نے اسی وقت مجھے بلایا اور میں بسکرہ سے اہل و اولاد کے ساتھ ۲ ربیع الاوّل ۷۷۴ھ کو سلطان کے پاس جانے کے لئے کوچ کر گیا اور اسے ایک مرض لاحق تھا اور جونہی میں مغرب اوسط کے مضافات میں سے ملیانہ پہنچا تو مجھے اس کی وفات کی اطلاع ملی نیز یہ کہ اس کا بیٹا ابوسعید' وزیر ابوبکر بن غازی کی کفالت میں امیر مقرر ہوا ہے اور یہ کہ وہ مغرب اقصیٰ کی طرف کوچ کر گیا ہے اور وہاں سے سرعت کے ساتھ فاس جا رہا ہے ان دنوں ملیانہ کا حاکم علی بن حسون بن ابوعلی الہساطی تھا جو سلطان کے جرنیلوں اور اس کے گھر کے غلاموں میں سے تھا پس میں اس کے ساتھ عطاف کے قبائل کی طرف کوچ کر گیا اور ہم یعقوب بن موسیٰ کے لڑکوں کے ہاں اترے جو ان کے امراء میں سے تھے اور ان کے بعض آدمی مجھے جلدی سے عریف کے لڑکوں کے محلّہ میں لے گئے جو سوید کے امراء ہیں۔

علی بن حسون کی فوجوں کے ساتھ آمد: پھر کچھ دنوں کے بعد علی بن حسون اپنی فوجوں کے ساتھ ہمیں آملا اور ہم سب صحرا کے راستے مغرب کی طرف کوچ کر گئے اور سلطان کی وفات کے بعد ابوحمو اپنے صحرائی مقام عزلت سے جو تیکورارین میں تھا تلمسان کی طرف واپس آ کر اس پر اور اس کے دیگر مضافات پر قابض ہو گیا اور اس نے بنی یغمور کو جو پہاڑ میں عبیداللہ کے شیوخ ہیں اشارہ کیا کہ وہ ہمیں اپنی ملک کی حدود پر وادی صا کے راستے پر روکیں پس انہوں نے ہمیں روکا پس کچھ لوگ اپنے گھوڑوں پر جبل دبدو کی طرف بھاگ کر بچ گئے اور جو کچھ ہمارے پاس تھے انہوں نے وہ سب لوٹ لیا اور بہت سے سواروں کو پیادہ کر دیا اور میں بھی ان میں شامل تھا اور میں اس دن اس کے صحرا میں بے بال و پر ہو کر رہ گیا یہاں تک کہ میں آبادی میں گیا اور جبل دبدو میں اپنے اصحاب سے ملا اور اس دوران میں ایسی مہربانی ہوئی جسے بیان نہیں کیا جا سکتا اور نہ اس کا شکریہ ادا کیا جا سکتا ہے پھر ہم فاس کی طرف چل پڑے اور میں اسی سال کے جمادی الاوّل میں فاس میں وزیر ابوبکر اور اس کے عم زاد محمد بن عثمان کے پاس گیا اور میرا اس سے قدیم دوستانہ تعلق تھا یعنی اس وقت سے جب وہ اپنی حکومت کی جستجو میں سلطان ابوسالم کے اندلس سے گزرتے وقت جبل صفیحہ میں اس کے پاس گیا تھا جیسا کہ اس کتاب میں کسی دوسرے مقام پر بیان ہو چکا ہے پس وزیر نے مجھ سے حسن سلوک کیا اور میری عزت کی اور میرے وظیفے اور جاگیریں میرے گمان سے بڑھ کر اضافہ کر دیا اور میں ان کی حکومت میں بڑی عزت و شرف کے مقام پر رہا اور سلطان کے ہاں بھی قابل تعریف مقام حاصل تھا پھر سردی کا موسم گزر گیا۔

وزیر ابوبکر بن غازی اور سلطان ابن الاحمر کے درمیان منافرت کا پیدا ہونا: اور وزیر ابوبکر بن غازی اور سلطان ابن الاحمر کے درمیان ابن الخطیب کی وجہ سے اور ابن الاحمر نے اسے جوان سے دور کرنے کی دعوت دی تھی'

منافرت پیدا ہوگئی اور وزیر نے اس سے برا منایا اور دونوں کے درمیان فضا تاریک ہوگئی اور وزیر بنی احمر کے ایک القرابۃ کو تیار کرنے میں لگ گیا تا کہ وہ اس کے ذریعے مشغول کر دے اور ابن الاحمر عبدالرحمٰن بن ابی یفلوسن کو جو سلطان ابوعلی کا بیٹا تھا اور وزیر مسعود بن رحو بن ماسی کو رہا کرنے کا مشتاق ہوا جنہیں سلطان عبدالعزیز کے زمانے میں اس نے قید کیا تھا اور اس نے ابن الخطیب کو اس بارے میں اشارہ کیا جب وہ اندلس میں ان دونوں کی وزارت میں تھا پس اس نے اب دونوں کو رہا کر دیا اور انہیں مغرب میں حکومت کی جستجو کے لئے بھیجا اور ان دونوں کو بحری بیڑے میں سواحل عباسہ کی طرف بھیج دیا پس وہ وہاں اترے اور قبائل بطویہ میں پہنچ گئے اور وہ ان کے ارد گرد جمع ہو گئے اور امیر عبدالرحمٰن کی دعوت کے ذمہ دار بن گئے۔

غرناطہ سے اندلسی فوجوں کے ساتھ ابن احمر کی آمد: اور ابن احمر غرناطہ سے اندلسی فوجوں کے ساتھ آیا اور جبل الفتح پر اترا اور اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کی اطلاع وزیر ابوبکر بن غازی کو پہنچی جو بنی مرین کی دعوت کا قائم کرنے والا تھا پس اس نے اسی وقت اپنے عم زاد محمد بن عثمان بن الکاس کو سبتہ کی طرف اپنے ان محافظوں کی مدد کے لئے بھیجا جو جبل میں مقیم تھے اور خود وہ فوجوں کے ساتھ امیر عبدالرحمٰن سے جنگ کرنے کے لئے بطویہ آیا پس اس نے دیکھا کہ اس نے تازا پر قبضہ کر لیا ہے تو اس نے اس کا محاصرہ کر لیا اور سلطان عبدالعزیز نے اپنے باپ کے بیٹوں کے کچھ نمائندہ جوانوں کو جمع کیا اور انہیں طنجہ میں قید کر دیا پس جب محمد بن الکاس سبتہ آیا تو اس کے اور ابن الاحمر کے درمیان خط و کتابت ہوئی اور دونوں نے ایک دوسرے پر عتاب کیا اور ابن الاحمر نے اپنے ہمسر سے تخت خالی کروانے اور سعید بن عبدالعزیز جیسے بچے کو جس کے ابھی دانت بھی نہیں ٹوٹے تھے امیر مقرر کرنے پر سخت علامت کی پس محمد نے اس کی رضامندی چاہی اور اس نے درگزر کرنے کا مطالبہ کیا پس ابن الاحمر نے اسے آمادہ کیا کہ وہ طنجہ میں محبوس ایک بیٹے کی بیعت کرے اور وزیر ابوبکر نے بھی اسے ایسی ہی وصیت کی تھی کہ اگر امیر عبدالرحمٰن کی طرف سے اس پر تنگی ہو جائے تو وہ ان بیٹوں میں سے ایک کی بیعت کر کے اس سے علیحدہ ہو جائے اور محمد بن الکاس کو سلطان ابوسالم نے اپنے بیٹے کا اس کی حکومت کے زمانے میں وزیر بنایا تھا پس وہ جلدی سے طنجہ آیا اور اس نے سلطان احمد بن سلطان ابوسالم کو اس کے قید خانے سے نکالا اور اس کی بیعت کی اور اسے سبتہ لے گیا اور ابن الاحمر کو اس کا تعارف کراتے ہوئے لکھا اور اس سے اس شرط پر مدد چاہی کہ وہ اس کے لئے جبل الفتح سے دستبردار ہو جائے گا۔ پس اس نے اس کی حسب منشا اسے مالی اور فوجی مدد دی اور جبل الفتح پر قابض ہو گیا اور اسے اپنے محافظوں سے بھر دیا اور احمد بن سلطان ابوسالم نے اپنے باپ کے بیٹوں سے ان کے قید خانے میں معاہدہ کیا تھا کہ ان میں سے جس کو حکومت ملے وہ باقیوں کو اندلس بھجوا دے پس جب اس کی بیعت ہوئی تو اس نے ان سے عہد پورا کیا اور ان سب کو بھجوا دیا پس وہ سلطان ابن الاحمر کے ہاں اترے اور اس نے انہیں خوش آمدید کہا اور ان کے وظیفے میں اضافہ کر دیا اور یہ ساری خبر وزیر ابوبکر کو اس کی جگہ پر جہاں وہ امیر عبدالرحمٰن کا محاصرہ کئے ہوئے تھا پہنچ گئی اور وہ اپنے عم زاد کے فعل سے مضطرب اور بے چین ہو گیا اور دارالخلافے کی طرف لوٹ آیا اور فاس کے کدیۃ العرائس میں پڑاؤ کر لیا اور اپنے عم زاد محمد بن عثمان کو دھمکی دی تو اس نے عذر کیا کہ اس نے اس کی وصیت پر عمل کیا ہے پس وہ غصے سے بھڑک اٹھا اور اسے دھمکایا اور اس کے درمیان اختلاف کی خلیج وسیع ہو گئی اور محمد بن عثمان اپنے سلطان اور اندلسی فوج کے ساتھ کوچ کر گیا اور مکناسہ پر جھانکنے والے جبل زرھون پر اترا اور وہاں پڑاؤ کر لیا اور وہ اس کے ارد گرد جمع ہو گئے اور وزیر ابوبکر ان کی طرف بڑھا اور پہاڑ پر چڑھ گیا پس انہوں نے اس سے

جنگ کی اور اسے شکست دی اور وہ دارالخلافہ کے باہر اپنے مقام کی طرف واپس آ گیا۔

سلطان ابن الاحمر کی محمد بن عثمان کو وصیت: اور سلطان ابن الاحمر نے محمد بن عثمان کو وصیت کی تھی کہ وہ امیر عبدالرحمٰن سے مدد مانگے اور مغرب کے مضافات میں اس سے حصہ داری کرے اور اسے اپنے لئے مخصوص کرے پس محمد بن عثمان نے اس کے ساتھ اس بارے میں خط و کتابت کی اور اسے بلایا اور اس سے مدد طلب کی اور وترمار بن عریف ان کے اسلاف کا دوست تھا نیز اس کے اور وزیر ابوبکر کے درمیان فضا تاریک ہو چکی تھی کیونکہ اس نے اس سے جب کہ وہ تازا کا محاصرہ کئے ہوئے تھا امیر عبدالرحمٰن کے ساتھ صلح کے متعلق پوچھا تھا تو وہ رک گیا تھا اور اس نے اس پر اس کے ساتھ سازش کرنے اور اس سے ہمدردی کرنے کا الزام لگایا پس اس نے اسے گرفتار کرنے کا عزم کر لیا اور ان کے ایک جاسوس نے اسے خفیہ طور پر بتا دیا تو وہ رات کو سوار ہو کر معقل کے حلیف قبائل کے پاس چلا گیا جو امیر عبدالرحمٰن کے مددگار تھے اور ان کے ساتھ بنی ورتاجن کا سردار علی بن عمر ابویغلانی بھی تھا جس نے وزیر بن غازی کے خلاف بغاوت کی تھی اور سوس چلا گیا تھا پھر صحرا میں ان حلیفوں کی طرف چلا گیا اور ان کے درمیان رہ کر امیر عبدالرحمٰن کی دعوت کو قائم کرنے لگا پس وترمار وزیر ابوبکر کے پھندے سے بچ کر ان کے پاس آیا اور انہیں اس بات پر اکسایا جس میں وہ لگے ہوئے تھے پھر انہیں سلطان احمد بن ابی سالم اور اس کے وزیر محمد بن عثمان کی اطلاع ملی اور ان کے پاس امیر عبدالرحمٰن کا ایلچی انہیں بلانے آیا اور وہ تازا سے نکلا اور ان سے ملا اور ان کے درمیان اترا اور وہ سب کے سب سلطان ابوالعباس کی امداد کے لئے کوچ کر گئے اور صفروی پہنچ گئے پھر سب کے سب وادی النجا میں جمع ہوئے اور اپنے معاملے کے بارہ میں باہمی معاہدہ کیا اور دوسرے دن ہر کوئی اپنی جان سے تیار ہو گیا اور وزیر ابوبکر ان سے جنگ کرنے کے لئے آیا مگر اس نے اس کی سکت نہ پائی اور شکست کھا کر بھاگ گیا اور جدید شہر میں چھپ گیا اور لوگ اس کا محاصرہ کرتے ہوئے کدیۃ العرائس میں خیمہ زن ہو گئے یہ عید الفطر ۵ ۷۸۵ھ کا واقعہ ہے پس انہوں نے تین ماہ تک اس کا محاصرہ کئے رکھا اور اس کی ناکہ بندی کر دی یہاں تک کہ محاصرہ نے وزیر اور اس کے ساتھیوں کو مصیبت میں ڈال دیا پس اس نے مقرر کردہ بچے سعید بن سلطان عبدالعزیز کے معزول کرنے اور اس کے اپنے عم زاد سلطان ابوالعباس کے پاس جانے اور اس کی بیعت کرنے کی شرط پر صلح کو تسلیم کیا اور سلطان ابوالعباس اور امیر عبدالرحمٰن نے وادی النجا میں ملاقات پر ایک دوسرے سے تعاون اور مدد کرنے کا معاہدہ کیا تھا نیز یہ کہ مغرب کے بقیہ مضافات میں حکومت سلطان ابوالعباس کی ہوگی اور امیر عبدالرحمٰن کے لئے سجلماسہ درعہ اور وہ مضافات ہوں گے جو اس کے دادا سلطان ابوعلی کے پاس تھے جو سلطان ابوالحسن کا بھائی تھا پھر محاصرہ کے ایام میں امیر عبدالرحمٰن کو کچھ معلوم ہوا اور وہ مراکش اور اس کے مضافات کی جستجو میں تیز ہو گیا پس انہوں نے کچھ توقف کیا اور اس کے متعلق اس پر مکمل فتح تک شرط لازم کی اور جب سلطان ابوالعباس اور وزیر ابوبکر کے درمیان بات طے ہو گئی اور وہ جدید شہر سے اس کے پاس گیا اور اس کے مقرر کردہ سلطان کو جو ایک بچہ تھا معزول کر دیا۔

سلطان ابوالعباس کی دارالخلافہ میں آمد: اور سلطان ابوالعباس ۷۸۶ھ کے آغاز میں دارالخلافہ میں آیا اور امیر عبدالرحمٰن تیزی کے ساتھ چلتا ہوا مراکش کی طرف کوچ کر گیا اور سلطان ابوالعباس اور اس کے وزیر محمد بن عثمان نے اس کے بارے میں غور و فکر کیا اور اس کے تعاقب میں فوج بھیجی اور وہ اس کے پیچھے وادی بہت میں پہنچ گئے اور دن کا کچھ کم وقت اس

کے سامنے کھڑے رہے پھر ڈر کر پیچھے ہٹے اور اپنے جھنڈوں کو سنبھال لیا اور وہ مراکش چلا گیا اور اس کا وزیر مسعود بن ماسی اس سے اجازت لینے کے بعد اسے چھوڑ کر آرام کرنے کے لئے اندلس چلا گیا پس اس نے اس کام کے لئے اسے بھیج دیا اور اس نے مراکش جا کر اس پر قبضہ کر لیا اور میں ۷۴ھ میں وزیر کے پاس آیا تھا اور اس وقت سے میں حکومت کی عنایات کے زیر سایہ فاس میں مقیم تھا اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے میں علم کی قرأت و تدریس میں لگا ہوا تھا' پس جب سلطان ابوالعباس اور امیر عبدالرحمٰن آئے اور انہوں نے کدیۃ العرائس میں پڑاؤ کیا اور اہل حکومت کے فقہاء کاتب اور سپاہی ان کے پاس گئے اور اس نے بغیر کسی ناپسندیدگی کے سب لوگوں کو صبح صبح دونوں سلطانوں کے دروازوں پر جانے کی اجازت دی اور میں بیک وقت دونوں کے پاس صبح کو جاتا تھا اور میرے اور وزیر محمد بن عثمان کے درمیان جو بات تھی اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور وہ میرے لحاظ کا اظہار کرتا تھا اور مجھ سے بہت سے وعدے کرتا تھا اور امیر عبدالرحمٰن مجھ سے رغبت رکھتا تھا اور اکثر اوقات مجھے بلاتا تھا اور اپنے احوال کے بارے میں مجھ سے مشورہ کرتا تھا' پس اس وجہ سے وزیر محمد بن سلطان تنگ پڑ گیا اور اس نے اپنے سلطان کو بھڑکایا تو اس نے مجھے گرفتار کر لیا اور امیر عبدالرحمٰن نے اس بات کو سنا اور اسے معلوم ہوا کہ یہ مجھ سے اس کا گناہ ہوا ہے تو اس نے قسم اٹھائی کہ وہ ان کے خیموں کو اکھاڑ دے گا اور اس نے اپنے وزیر مسعود بن ماسی کو اس کام کے لئے بھیجا تو اس نے دوسرے دن مجھے رہا کر دیا پھر تیسری بات پر وہ دونوں الگ الگ ہو گئے اور امیر ابوالعباس دار الخلافہ میں آیا اور امیر عبدالرحمٰن مراکش کی طرف چلا گیا اور میں ان دنوں خوفزدہ تھا پس میں نے آسفی کے ساحل سے اندلس جانے کے عزم سے وزیر مسعود بن ماسی کے ساتھیوں پر اعتماد کرتے ہوئے اس لئے کہ مجھے اس سے محبت تھی امیر عبدالرحمٰن کے ساتھ ہو گیا اور جب مسعود واپس آیا تو اس نے میرے عزم کو موڑ دیا اور ہم کرسیف کے نواح میں وتر بار بن عریف کے ٹھکانے پر گئے تاکہ وہ حاکم فاس سلطان ابوالعباس کے پاس اندلس جانے کے لئے وسیلہ ہو اور ہم سلطان کے داعی کو اس کے ہاں ملے اور ہم فاس تک اس کے ساتھ گئے اور اس نے میرے کام کے بارے میں اس سے اجازت لی اور اس نے ٹال مٹول کے بعد اور وزیر محمد بن عثمان بن داؤد بن اعراب اور حکومت کے آدمیوں کی ناپسندیدگی کے باوجود مجھے اجازت دی اور جب سلطان ابوحمو نے تلمسان سے کوچ کیا' یحییٰ بھائی اس کو چھوڑ کر بلاد زغبہ سے سلطان عبدالعزیز کے پاس آ گیا تھا اور اس کی خدمت میں لگ گیا تھا اور اس کے بعد اس کے بیٹے سعید کی خدمت میں لگ گیا تھا جسے اس کی جگہ مقرر کیا گیا تھا اور جب سلطان ابوالعباس نے جدید شہر پر قبضہ کیا تو بھائی نے تلمسان جانے کی اجازت دے دی اور وہ سلطان ابوحمو کے پاس آیا تو اس نے دوبارہ اسے اپنی خفیہ خط و کتابت پر مقرر کر دیا جیسا کہ وہ اس کی حکومت کے آغاز میں مقرر تھا اور مجھے اس نے اس کے بعد اجازت دی تو میں قرار و سکون کے ارادے سے اندلس چلا گیا یہاں تک کہ وہ حال ہوا جس کا ہم تذکرہ کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اندلس کی طرف دوبارہ روانگی' پھر تلمسان کی طرف روانگی اور عرب قبائل کے پاس

پہنچنا اور اولادِ عریف کے پاس قیام کرنا

اور میں نے حاکم فاس سلطان ابوالعباس کے بگڑ جانے اور امیر عبدالرحمٰن کے ساتھ جانے پھر اسے چھوڑ کر بھاگنے اور علم سیکھنے کے ارادے سے اپنے اندلس واپس جانے کے لئے وسیلہ تلاش کرنے کے لئے ونزمار بن عریف کے پاس جانے کا واقعہ بیان کیا ہے پس یہ کام مکمل ہوا اور رکاوٹ کے بعد اس میں امداد ہوئی اور میں ربیع الاوّل ۷۷۶ھ میں اندلس گیا اور سلطان مجھے حسبِ دستور عزت کے ساتھ ملا۔

اور میں نے فاس کی طرف مبارک باد کے لئے جاتے ہوئے جبل الفتح میں سلطان ابن الاحمر کے کاتب ابوعبداللہ بن زمرک سے ملاقات کی جو ابن الخطیب کے بعد اس کا کاتب بنا تھا اور وہ اپنے بحری بیڑے میں سبتہ کی طرف گیا اور میں نے اُسے اپنے اہل اور اولاد کو غرناطہ لے جانے کی وصیت کی پس جب وہ فاس پہنچا اور اس نے میرے اہل سے ملے جانے کے متعلق بات کی تو وہ بگڑ بیٹھے اور انہیں اندلس میں میرا ٹھہرنا برا لگا اور انہوں نے الزام لگایا کہ میں بسا اوقات سلطان ابن الاحمر کو امیر عبدالرحمٰن کی طرف رغبت کرنے پر اکساتا ہوں اور انہوں نے مجھ پر الزام لگایا کہ میں امیر عبدالرحمٰن سے میل جول رکھتا ہوں اور انہوں نے میرے اہل کو میرے پاس آنے سے روک دیا تو انہوں نے ابن الاحمر سے گفتگو کی کہ وہ مجھے ان کے پاس واپس کر دے تو اس نے اس بات سے انکار کیا' پس انہوں نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ مجھے تلمسان کے کنارے کی طرف بھیج دے اور انہوں نے مسعود بن ماسی کے متعلق سنا کہ وہ اندلس جا رہا ہے پس وہ اسے سلطان کے سامنے لے گئے اور انہوں نے اس کے سامنے اظہار کیا کہ میں ابن الخطیب کی رہائی کے لئے کوشش کر رہا ہوں حالانکہ انہوں نے جدید شہر پر قبضہ پانے کی ابتداء میں ہی اسے قید کر لیا تھا اور ابن الخطیب نے اس کی طرف مدد مانگتے ہوئے اور توسل کرتے ہوئے پیغام بھیجا' پس میں نے اس کے بارے میں ارباب حکومت سے گفتگو کی اور میں نے اس بارے میں ان میں سے ونزمار اور ابن ماسی پر اعتماد کیا مگر یہ شکایت کامیاب نہ ہوئی۔

ابن الخطیب کا قتل: اور ابن الخطیب کو اس کے قید خانے میں قتل کر دیا گیا اور جب ابن ماسی' سلطان ابن الاحمر کے پاس آیا اور انہوں نے اسے میرے متعلق بھڑکایا تو میں نے ابن الخطیب کے بارے میں اور جو کچھ کیا تھا ان نے اسے سلطان کے سامنے پیش کر دیا تو وہ اس بات سے خوفزدہ ہو گیا اور اس نے میرے کنارے کی طرف جانے میں ان کی مدد کی اور ہنین میں اترا اور میرے اور سلطان ابوحمو کے درمیان فضا تاریک ہو چکی تھی کیونکہ میں الزاب میں عربوں کو اس پر چڑھا لایا تھا جیسا

کہ بیان ہو چکا ہے پس اس نے میرے ہنین ٹھہرنے کی طرف اشارہ کیا پھر محمد بن عریف اس کے پاس گیا تو اس نے میرے بارے میں اسے ملامت کی اور اس نے میرے بارے میں تلمسان پیغام بھیجا اور میں وہیں عباد قبیلے میں ٹھہرا اور فاس سے میرے اہل اور بیٹے میرے پاس آ کر ٹھہر گئے اور یہ عید الفطر ۷۷۶ھ کا واقعہ ہے اور میں علم کی اشاعت میں لگ گیا اور سلطان ابوحمو کو زواودہ کے بارے میں مشورہ کرنے اور ان سے دوستی کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی پس اس نے مجھے بلایا اور اس غرض کے لئے مجھے سفارت کا مکلف کیا تو میں اس سے خوفزدہ ہو گیا اور میں نے اس کام کو اپنے لئے اچھا نہ سمجھا کیونکہ میں نے اسے خلوت اور انقطاع پر ترجیح دی تھی اور میں نے بظاہر اس کی بات کو قبول کر لیا اور

تلمسان سے مسافر بن کر نکلا اور بطحا پہنچ گیا پس میں دائیں جانب مند اس کی طرف پھر گیا اور جبل کزول کے سامنے اولاد عریف کے قبائل کے پاس چلا گیا تو وہ مجھے عزت اور تحائف کے ساتھ ملے اور میں کئی روز تک ان کے درمیان ٹھہرا رہا یہاں تک کہ انہوں نے تلمسان میں میرے اہل اور بچوں کے بارے میں پیغام بھیجا اور سلطان کے پاس نہایت شاندار طریق سے میرے بارے میں معذرت کی کہ وہ اس خدمت کے ادا کرنے سے عاجز ہے اور انہوں نے مجھے میرے اہل سمیت قلعہ اولاد سلامہ میں اتارا جو ان بلاد بنی توجین میں ہے جو ان کے لئے سلطان کی جاگیر ہیں پس میں وہاں چار سال تک شواغل سے علیحدگی اختیار کر کے ٹھہرا رہا اور میں نے وہیں اس کتاب کی تالیف شروع کر دی اور میں نے اس عجیب طریق پر مقدمہ کو مکمل کیا جس کی طرف میں نے اس خلوت میں راہ پائی تھی پس میں نے اس میں فکر پر کلام کیا اور معانی کی بوچھاڑ کر دی یہاں تک کہ میں نے اس کا مکھن نکال لیا اور میں نے اس کے نتائج کو جمع کیا اور اس کے بعد تونس کی طرف واپسی ہوئی جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

تونس میں سلطان ابوالعباس کی طرف واپسی

اور جب میں اولاد عریف کے قبائل میں قلعہ ابن سلامہ میں اترا اور ابوبکر بن عریف کے اس محل میں ٹھہرا جس کی وہاں اس نے حد بندی کی تھی اور وہ سب سے بھرپور اور تریب تر جگہ تھی پھر وہاں میرا قیام لمبا ہو گیا اور میں مغرب اور تلمسان کی حکومت سے خائف تھا اور اس کتاب کی تالیف میں لگا ہوا تھا اور میں اس کے مقدمہ سے فارغ ہو کر عربوں، بربریوں اور زناتہ کے حالات تک پہنچ چکا تھا اور میں ان کتابوں اور دواوین کے مطالعہ کی طرف دیکھنے لگا جو صرف شہروں میں ہی پائی جاتی ہیں حالانکہ اس سے قبل میں بہت کچھ اپنے حافظے سے ہی لکھوا چکا تھا اور میں نے تنقیح و تصحیح کا ارادہ کیا پھر مجھے ایک مرض لاحق ہو گیا اور اگر فضل الٰہی اس کا تدارک نہ کرتا تو وہ طبعی حد سے بڑھ جاتا پس میرا میلان سلطان ابوالعباس سے گفتگو کرنے اور تونس کی طرف کوچ کرنے کی طرف ہو گیا جہاں میرے آباء کی قیام گاہ اور ان کے مساکن، آثار اور قبور تھیں پس میں نے سلطان کی اطاعت کی طرف واپس جانے اور اس سے گفتگو کرنے کے بارے میں جلدی کی اور ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ اس کی طرف سے آنے کی اجازت کا خط آ گیا پس سفر کے لئے حرکت شروع ہو گئی اور میں زیاح کے صحرا سے اجنبی عربوں کے ساتھ اولاد عریف کے ہاں سے کوچ کر گیا جو منداس میں غلہ تلاش کیا کرتے تھے اور ہم نے رجب ۷۸۰ھ میں کوچ کیا اور الدوسن تک جو الزاب کی اطراف میں ہے، صحرا میں چلے پھر میں یعقوب بن علی کے پڑ ذگاروں کے ساتھ التلل کی طرف گیا اور میں نے انہیں فرفار کی اس جاگیر میں پایا جس کی حد بندی اس نے الزاب میں کی تھی پس میں ان کے ساتھ کوچ کر گیا یہاں تک کہ ہم قسنطینہ کے میدان میں اس کے پاس اترے اور اس کے ساتھ حاکم قسنطینہ امیر ابراہیم بن سلطان ابوالعباس بھی اپنے خیمہ گاہ اور پڑاؤ میں موجود تھا پس میں اس کے پاس حاضر ہوا اور اس نے مجھے رضامندی سے بڑھ کر اپنے حسن سلوک اور عزت سے حصہ دیا اور مجھے قسنطینہ جانے اور میرے اہل کو اپنے احسان کی کفالت میں ٹھہرانے کی اجازت دی تاکہ میں ٹھہر کر اس کے باپ کے حضور پہنچ جاؤں اور یعقوب بن علی نے میرے ساتھ اپنے بھتیجے ابودینار کو ان کی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا۔

ابن خلدون کا سلطان ابوالعباس کے پاس جانا: اور میں سلطان ابوالعباس کے پاس چلا گیا اور وہ ان دنوں فوجوں کے ساتھ تونس سے بلاد الجرید کی طرف گیا تھا تا کہ ان کے شیوخ کو فتنہ کے ان تختوں سے اتارے جن پر وہ براجمان تھے پس میں اسے سوسہ کے باہر ملا تو اس نے مجھے خوش آمدید کہا اور مجھے مانوس کرنے میں کوئی کوتاہی نہ چھوڑی اور اپنے امور مہمہ میں مجھ سے مشورہ کیا پھر اس نے مجھے تونس واپس بھجوا دیا اور وہاں اپنے نائب کو جو اس کا غلام فارح تھا اشارہ کیا کہ وہ گھر اور وظیفہ اور چارہ مہیا کرے اور بہت احسان کرے پس میں اسی سال کے شعبان میں تونس چلا گیا اور سلطان کی عنایت سے بڑے آرام اور آسائش میں رہا اور میں نے اہل اور اولاد کو اطلاع بھیجی اور میں نے اس آسائش کی چراگاہ میں ان کو اکٹھا کر دیا اور سفر ختم کر دیا اور سلطان کی غیر حاضری طویل ہو گئی یہاں تک کہ اس نے بلاد الجرید کو فتح کر لیا اور ان کی جماعت نواح میں چلی گئی اور ان کے سردار یحییٰ بن یملول بھی چلا گیا اور اپنے داماد ابن مزنی کے ہاں اترا اور سلطان نے بلاد الجرید کو اپنے بیٹوں میں تقسیم کر دیا پس اس نے اپنے بیٹے محمد المنتصر کو توزر میں اتارا اور نفطہ اور نفزاوہ کو اس کے مضافات میں شامل کیا اور اپنے بیٹے ابوبکر کو قفصہ میں اتارا اور مظفر و منصور ہو کر تونس کی طرف واپس آ گیا پس وہ میرے پاس آیا اور اس نے اپنی ہم نشینی اور خلوت کے مشورے کے لئے مجھے قریب کیا جس سے ہمرازوں کو تکلیف ہوئی اور سلطان کے پاس چغلیاں کرنے میں مشغول ہو گئے مگر وہ چغلیاں کامیاب نہ ہوئیں اور وہ امام الجامع اور مفتی اعظم محمد بن عرفہ کے پاس بیٹھا کرتے تھے اور اس کے دل میں جب سے ہماری شیوخ کی مجالست میں مرسی میں ملاقات ہوئی تھی ایک الجھا ہوا نکتہ تھا اور وہ اکثر اس پر میری فوقیت کا اظہار کرتا تھا اگرچہ وہ مجھ سے عمر رسیدہ تھا' پس یہ نکتہ اس کے دل میں سیاہ ہو گیا اور اس کے دل سے الگ نہ ہوا اور جب میں تونس آیا تو اس کے اصحاب اور دیگر لوگوں میں سے طالب علم مجھ پر ٹوٹ پڑے جو مجھ سے علمی استفادہ کرنا چاہتے تھے اور میں نے اس بارے میں ان کی ضرورت پوری کر دی تو اسے یہ بات شاق گزری اور وہ ان میں سے بہتوں کو بھگانا چاہتا تھا مگر وہ نہ مانے تو اس کی غیرت شدت اختیار کر گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کے پاس ہمرازوں کی میٹنگ ہوئی اور انہوں نے سلطان کے پاس میری چغلی کرنے اور مجھے ملامت کرنے پر اتفاق کیا اور اس دوران میں سلطان اس بارے میں ان سے اعراض کیے رہا اور اس نے مجھے پورے انہماک کے ساتھ اس کتاب کی تالیف کا مکلف کیا کیونکہ وہ علوم حالات اور فضائل کے حصول کا بڑا شائق تھا پس میں نے اس میں بربر اور زناتہ کے حال مکمل کر لئے اور دونوں حکومتوں کے حالات اور اسلام سے قبل کے جو حالات مجھ تک پہنچے میں نے انہیں لکھا اور میں نے ان کا ایک نسخہ مکمل کر کے اس کی لائبریری میں بھیج دیا اور جن باتوں سے وہ سلطان کو برانگیختہ کرتے تھے ان میں یہ بات بھی شامل تھی کہ میں اس کی مدح نہیں کرتا اور میں نے شعر و شاعری کو بھی کلیتہً چھوڑ دیا تھا اور فقط علم کے لئے فارغ تھا اور وہ اسے کہتے کہ اس نے تیری سلطنت کو حقیر سمجھتے ہوئے شعر و شاعری کو ترک کیا ہے کیونکہ اس نے تجھ سے قبل بادشاہوں کی بہت مدح کی ہے اور یہ بات مجھے ان کے ہمرازوں میں سے ایک دوست کے ذریعے معلوم ہوئی پس جب میں نے اسے کتاب دی اور اسے اس کے نام کا تاج پہنایا تو اس روز میں نے اسے یہ قصیدہ سنایا جس میں اس کی مدح' سیرت اور فتوحات کا ذکر کیا اور شعر کے انتساب سے معذرت کی اور کتاب کو اس کی خدمت میں تحفۃً بھیجنے پر اس کی نوازش چاہی تو میں نے کہا:

"کیا تیرے دروازے کے سوا مسافر کے لئے کوئی امید گاہ ہے یا آرزوؤں کے لئے تیرے صحن سے گریز

بسر کرنے کی کوئی جگہ ہے یہ ارادہ ہی ہے جس نے تجھے جدائی پر اپنے اٹھایا ہے جیسے تیز اور صیقل تلوار اٹھائی جاتی ہے وہ دنیا کا ٹھکانہ اور آرزوؤں کی چراگاہ ہے اور بارش وہاں ہوتی ہے جہاں چمکنے والا بادل ہو اور خوبصورت بلند محلات ہوں جن کے سامنے ستاروں کے پھول جھکتے اور اکٹھے ہوتے ہوں جہاں سفید خیمے مہمان نوازی کے لئے اٹھائے جاتے ہوں اور ان کی اطراف صندل (خوشبودار لکڑی) سے مہکتی ہوں جہاں عزت کے لئے اس کے میدانوں میں رکھا ہو اور سایہ ہو جیسے پتلے نیزے لوٹاتے ہوں جہاں ایسے نیزے ہوں قریب ہے کہ ان کی لکڑی پہلی اور دوسری بار خون پلانے کے پتے نکالنے لگ پڑے جہاں مردانِ کارزار کو گھوڑے نے روشنی کی جگہ دور تک جانے سے جھکا دیں جہاں روشن چہروں کو حیا نے ڈھانپا ہو اور ان کے پہلوؤں میں کشادہ روئی دلکشی ہو جہاں شیر دل بادشاہ اور وہ لوگ جمع ہوں کہ جن کے پڑوس میں رہنے اور ٹھکانہ کرنے سے آدمی محفوظ ہو جاتا ہے مہدی کے پیروکار بلکہ توحید کے پیروکار منفصل خط لائے جنہوں نے اپنی عزت کی عمارات کو تقویٰ کی بنیاد پر بلند کیا ہے ان کے بلند کرنے اور بزرگی کی بنیاد رکھنے کے کیا کہنے بلکہ رحمان خدا کے مددگاروں نے ان کی محبت کو اس کی مخلوق کے دل میں ڈال دیا ہے پس وہ اس وجہ سے بلند اور فضیلت والے ہو گئے ہیں وہ ایسے لوگ ہیں جن کا باپ ابوحفص ہے اور تجھے کون بتائے فاروق ان کا جد اوّل ہے وہ ایسا نسب ہے جیسے نیزے کی گانٹھیں ٹیڑھی ہوں اور ان کو سیدھا کرنے والا آیا ہو وہ زمانے کی جماعت کا سردار ہے گویا وہ فجر کا تاج جو چاندوں سے جڑا ہوا ہے وہ پرانے اور نئے لوگوں پر فضیلت لے گیا اور اگر وہ امیر مقرر کرتے تو تو ان سے زیادہ عزت والا اور فضل ہوتا اور انہوں نے ملحقہ سرحدوں کی چوٹیوں پر عمارات بنائیں اور تیری بلند عمارت زیادہ مضبوط اور طویل ہے اور میں بلندیوں کے سمندر میں گھسنے والے سے کہتا ہوں اور رات بڑی تاریک ہے اس نے تاریکی کے غولوں پر حملہ کیا اور وہ ان سے نہیں ڈرتا اور اس کا تیز روشن چراغ ہے وہ نیزوں کے اوپر الٹنے پلٹنے والا ہے گویا وہ خیال ہے جو بستر کی اطراف سے لگا ہوا ہے وہ آسودگی کے راستوں سے کامیابی چاہتا ہے اور وہ اس کی وہ سرسبزی چاہتا ہے جس پر قحط نہیں آتا اور سواریوں کو آرام دینے والا ایک ایسے بخشش کرنے والے پر قابو پا چکی ہے جو آسودہ آدمیوں کی طرح دیتا ہے اور بہت دیتا ہے اس کے اخلاق کے کیا کہنے وہ بخشش میں کریم ہے وہ باغ کی طرح ہے جسے عمدہ شادابی سلام کہتی ہے یہ امیر المومنین دین و دنیا میں ہمارے امام اور پناہ گاہ ہیں یہ ابوالعباس بہترین خلیفہ ہیں اور اس کے اچھے خصائل جو نمایاں ہیں اس کی گواہی دیتے ہیں وہ دشمنوں کے غلبہ کے وقت اللہ سے مدد مانگتا ہے اور اپنے رب کی مدد پر توکل کرنے والا ہے وہ آرام کے ساتھ بلندیوں کی جانب بادشاہوں سے سبقت لے گیا ہے اور اگر وہ بلندیوں کی طرف سبقت کریں تو تو مانگوں سے بلند اور اکمل ہے تو اپنے قدیم کے ساتھ ان کے قدیم کو قیاس کر پس اس بارے میں امر واضح ہے انہوں نے تمہاری قوم کی اچھی طرح اطاعت کی اور وہ دین کا ناقابل شکست کڑا ہے تلمسان سے پوچھ جہاں زناتہ بھی موجود ہیں ان سے قبل بنو مرین بھی تھے جیسا کہ نقل کیا جاتا ہے اور اندلس سے اس کے شہروں کے متعلق پوچھ جب وہ مانوس اور زائل ہوں گے تو تجھے بتائیں گے اور مراکش اور اس کے محلات سے پوچھ ان کے کھنڈرات پوچھنے والے کو جواب دیں گے اپنے وفادار بادشاہ جس نے دلوں کو بھر دیا ہے اور مثال بیان کرنے سے بالا ہے اور زمانے کی اچھی طرح ہلاکت ہو گئی ہے پس وہ نرم پڑ گیا ہے حالانکہ وہ تھکا ماندہ اور عاجز تھا اور اس کی خبروں

سے جمعیت پریشان ہو جاتی ہے اور ان کی خلافت ضائع ہونے سے بلند ہوگی اور مخلوق نے اپنے دلوں کو تیری طرف پھیر دیا ہے اور انہوں نے تجھ سے اصلاح احوال کی امید کی ہے جب میں نے ان کے بلاد نے کا جواب دیا تو جلدی سے جنگ اور مہلت دینے والے عزم کے ساتھ اس کے پاس گیا اور میں نے نہ مڑنے والے سرکش کو مطیع بنا لیا اور سہل نہ ہونے والی مشکل کو آسان کر لیا اور میں نے نافرمانی طبائع کو نرم کر لیا .... اور جس حرم کو انہوں نے حلال کر لیا تھا اس سے انہیں ہٹا دیا اور صولہ اور اس کی قوم کے حملہ سے ذویب دوڑتا ہے اور معقل حملہ کرتا ہے اور مہلہل نے جس احسان کی ابتدا کی ہے اسے پورا کرتا ہے اور وہ اس کے بعد مہلہل بنا ہے۔''

اس جگہ صولہ سے مراد صولہ بن خالد بن حمزہ اولاد ابو اللیل ہے اور ذویب اس کا عم زاد احمد بن حمزہ ہے اور معقل عربوں کی ایک پارٹی ہے جو ان کی حلیف ہے اور مہلہل' بنو مہلہل بن قاسم ہیں جو ان کے ہمسر اور مد مقابل ہیں پھر وہ عربوں کے اوصاف کی طرف رجوع کرتا ہے۔

''لوگ ان کی شان سے تعجب کرتے ہیں وہ صحرا میں رہتے ہیں اور ان کے قبیلے کو مطیع سواریوں نے پھینک دیا ہے انہوں نے علاقوں پر گنبد بلند کئے ہیں اور ان کے پاس کم مو در از پشت گھوڑے اور چکدار تیز ہیں اور ہر بلند اور سنگریزوں والے پانی کی طرف پیاس راہنمائی کرتی ہے اور وہ اس سے پانی پیتے ہیں وہ ایسا قبیلہ ہے جن کے پینے کی چیز سراب ہے اور ان کا رزق ہوا ہے جسے آہن غرق بہادر اور تلوار لئے جاتی ہے وہ قبیلہ چٹیل ہے میدان میں رہتا ہے اور ان کے درے جدائی کی دوری ہے کہ وہ سفر کر جائیں یا آ جائیں اور وہ بادیہ نشین ہونے کی وجہ سے بادشاہوں کو ڈراتے تھے اور اب وہ آسودہ حال ہو گئے ہیں پس تو بدوی ہو گیا ہے اور آسودگی کی طرف توجہ نہیں دیتا اور نہ محلات کے سائے میں پناہ لیتا ہے اور نہ سے ہوگی کرتا ہے اور بسا اوقات تجھ سے دوپہر مصافحہ کرتی ہے اور کبھی تو اس میں جھنڈوں کے لہرانے سے سایہ حاصل کرتا ہے اور جب باریک کمر گھوڑے جنگ کے روز تازہ خون کا جام دیتا ہے تو ہنہنانے سے وہ دوبارہ جام پلاتا ہے' ہمارے ہتھیاروں کی جھنکار عزت کے معاملات میں ہوتی ہے اور اس قسم کے کاموں میں ان کا استعمال بہت اچھا ہوتا ہے وہ صحرا کے ابدر و نے کو پھاڑ دیتے ہیں اور نہ وہاں کمزوری آتی ہے اور نہ ان کی طرف جرار لشکر راہ پا سکتا ہے اور اس کے اوپر فوجیں اپنا دامن گھسیٹتی ہیں اور طویل گندم گوں نیزوں میں تبختر کے ساتھ چلتی ہیں اور جب بے ہتھیار آدمی عاریۃً ہتھیار مانگتا ہے تو وہ ان میں سے ہر ہتھیار بند کے ساتھ انہیں مارتے ہیں اور ہر گندم گوں نیزے کے ساتھ جس کی نہنی چکدار ہوتی ہے اور ہر تلوار کے ساتھ جس کا کنارہ لٹکا ہوتا ہے یہاں تک کہ ورخ فوج منتشر ہو گئی اور انہیں بے وطن کرنے والے ہوا تیزی کے ساتھ لے گئی اور وہ مصائب میں پڑ گئے پھر تیرے احسان نے انہیں نائل کیا اور اس کے بعد وہ عزت کے لئے جھک گئے اور تو نے اہل جزیرہ کو نا کام کر کے اکھیڑ دیا اور جن تعلقات کو انہوں نے قائم کیا تھا تو نے انہیں توڑ دیا اور تو نے ان کے شہروں اور ان کی سرحدوں کو حکومت کے لئے ایک ہار بنایا جو فتوحات کے ساتھ کھل جاتا تھا پس تو نے نفاق کے پیدا ہونے کی جگہ کو بند کیا اور تیزی تلوار کی دھار نہیں اینٹھتی اور نہ تیرا عزم رک سکتا ہے تو نے ایک قابل خوف خودداری اور سیاست کے ساتھ انہیں زد کا جو فرات کی طرح رواں دواں ہے اور زمانہ اور اس کا مزہ ان کے لئے شیریں ہو گیا حالانکہ اس سے قبل ان سے

حنظل بھی کڑوا ہو گیا تھا پس مخلوق ایک ہشیار بزرگ اور خوش اخلاق مالک کے ساتھ جاملی اور دلوں نے برضامندی کے ساتھ اس کی مطابقت کی اور طفل و جوان اس میں برابر ہو گئے اے مالک! زمانے اور زمانے کے لوگوں کو ان کی امید سے بڑھ کر امن اور عدل مہیا کر یہ وہ علاقہ ہے جس میں نہ غول بیابانی سے ڈرا جاتا ہے اور نہ اس کے میدان میں بچوں والا شیر حملہ کرتا ہے اور بھٹ تیتر کی جماعتوں کی طرح جماعتیں ہر ویرانے کو طے کر کے آتی ہیں اور انہیں گھٹی ہوئی کلائی والا خوفزدہ نہیں کرتا' پس وہ ذات پاک ہے جس نے تجھے سر بلند کیا اس نے آرزوؤں کو بیدار کر دیا ہے اور بے زیور گردن کو دوبارہ زیور پہنا دیا ہے گویا دنیا ایک دلہن ہے جو خوبصورتی کے حلوں میں ناز و ادا سے چلتی ہے اور اس کے عدل سے شہروں کے زمین دوز قید خانے کھلے میدان بن گئے ہیں اور ان میں کوئی بھول بھلیاں نہیں اور اس کی پیشانی کے نور سے ستاروں کی روشنی دگنی ہو گئی ہے اور اس نے میری نگاہ سے حجاب اٹھا دیا ہے اور اس نے متخیلہ حقیقت کو دیکھ لیا ہے۔

اور اس کی مدح سے عذر کرتا ہوا کہتا ہے:

اے میرے آقا! میری سوچ کم ہو گئی ہے اور طبع کند ہو گئی ہے اور ہر چیز مشکل ہو گئی ہے' میری ہمت حقائق کو پانے کے لئے بلند ہوتی ہے اور ان کے ادراک سے رکتی ہے اور الگ تھلگ ہو جاتی ہے اور میں برات بھر اپنی طبیعت سے کشاکش کرتا رہتا ہوں اور وہ رواں ہونے کے بعد گہری ہو جاتی ہے اور میں اس حال میں شب گزارتا ہوں کہ کلام میرے دل میں خلجان پیدا کرتا ہے اور نظم اور قوافی بھاگتے پھرتے ہیں اور جب میں کوشش کر کے اس سے عفو طلب کرتا ہوں تو اس کا کام نقادوں پر عیب لگاتا ہے اور وہ ذلیل ہو جاتے ہیں اور ایک سال کی کانٹ چھانٹ کے بعد میرے شعر میں کوئی ایسا قول نہیں جس پر عیب لگایا جا سکے اور اسے چھوڑا جا سکے' پس میں شاعروں سے چھپ چھپ کر اسے بچاتا ہوں کہ وہ میرا شعر ایک محفل میں جمع نہ ہوں اور یہ وہ پونجی ہے جس کی قبولیت کا بازار گرم ہے اور اس میں سردار اور بچپنا اختیار کرنے والا برابر ہے اور اگر میرے افکار تیرے پاس چاندنی رات کی طرح محلات کو پھاند تے ہوئے اور غلطی کرتے ہوئے آئیں تو تو انہیں قبول کرے یہ ان کے لئے فخر کا باعث ہو گا اور میں بلیغ شاعر ہوں گا۔

اور اس کی لائبریری میں مؤلف کی جو کتاب تھی اس کے متعلق کہتا ہے:

زمانہ اور اہل زمانہ جو تیری طرف چلے آتے ہیں اس میں ایسی عبرتیں ہیں جن کی فضیلت کو انصاف پسند قبول کرتا ہے وہ صحائف ان لوگوں کی باتوں کا ترجمہ ہیں جنہوں نے ترقی کے مدارج طے کئے پس تو ان سے مفصل اور مختصر طور پر بیان کرتا ہے اور تو تبابعہ' عمالقہ اور ان سے پہلے کے ثمود اور عاد اول کے اسرار کو بیان کرتا ہے اور ملت اسلامیہ کے قائم کرنے والے مضریوں اور بربریوں کا ذکر کرتا ہے تو نے پہلے لوگوں کی تمام کتابوں کی تلخیص کی ہے اور جو باتیں ان سے رہ گئی تھیں ان کا تو نے ذکر کیا ہے اور تو نے غریب کلام کو اس طرح نرم کیا ہے گویا تو نے لغات کو بیان کیا ہے اور وہ میرے نطق کے لئے آسان ہو گیا ہے اور تو نے اسے اپنے ملک کے کنگن کے لئے فخر کا باعث بنایا ہے جس سے محفلیں پر رونق ہو جاتی ہیں' قسم بخدا تو نے جو کچھ بیان کیا ہے اس میں کچھ زیادتی نہیں کی اور نہ ہی مجھے زیادہ کرنا اچھا لگتا ہے اور تیرا مقام بلندیوں میں بڑا مضبوط ہے کہا یہ کہ بچپنا اختیار کرنے والا اخلاق واقعہ بات کرے اور ہر فضیلت اور حقیقت کا وہ سرمایہ ہے اور لوگ خواہ بدل جائیں وہ

اس کی خوبی کو جانتے ہیں اور تیرے پاس حق ہے جو ہمیشہ امور میں مقدم ہوتا ہے پس باطل کہنے والا کیا دعویٰ کر سکتا ہے اور اللہ نے جو کچھ تجھے عطا کیا ہے اس کے اوپر کوئی خوبی نہیں پس تو مرضی کے ساتھ فیصلہ کرے تو بہت عادل ہے اور اللہ نے تجھے بندوں کے لئے زندہ رکھا ہے اور تو ان کی پرورش کرتا ہے اور اللہ انہیں پیدا کرتا ہے اور تیری نگرانی ان کی کفالت کرتی ہے۔

اور جب میں اس کی سوسہ کی چھاؤنی سے تونس کی طرف واپس لوٹا تو مجھے وہاں قیام کی حالت میں اطلاع ملی کہ اسے راستے میں ایک بیماری نے آلیا ہے اور اس کے بعد اُسے شفا ہوگئی تو میں نے اسے اس قصیدہ میں مخاطب کرتے ہوئے کہا:

زمانے کے چہرے ترش رو ہونے کے بعد مسکرائے اور تکلیف کے درمیان سے رحمت ہمارے پاس آ گئی اور خوشخبریوں کی پیشانیاں سیاہ ہونے کے بعد چمک اٹھیں اور قافلے کے حُدی خوانوں نے انہیں روشن کر دیا ہے اور انہوں نے ان کے ساتھ شب غم کو پھاڑ دیا گویا انہوں نے روشن انگارے سے تاریکیوں کو پھاڑ دیا' گویا وہ مخلوق میں ہمیشہ کے باغات ہیں اور قبروں والے بھی ان سے امیدیں رکھتے ہیں اور ان سے مخلوق کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں کیونکہ انہوں نے پیالوں کے بغیر نعمتوں کو نوش جان کیا وہ خوشی اور رضا سے مٹکتے پھرتے ہیں اور سورجوں کے ساتھ چاندوں کے بالمقابل جاتے ہیں وہ کون سوار ہے جو کیا سے سواری کی حالت میں ملا اور وہ مانوس ہم نشین ہے جو اسے ہم نشین کے پاس لے گیا اور وہ اللہ کی خاطر سفارش کرنے والا ہے اور مانوس مقام میں ہدایت کے بعد اس سے انس کرنے والا ہے اور اسے رحمت شمار کرتا ہے اور رحمانِ خدا کی تقدیس کرتا ہے اس نے اخلاصِ دعا سے علاج کیا اور وہ مشکل بیماری اور تکلیف سے شفا مانگتا ہے۔

تونس کی جامع زیتونہ کے امامِ اعظم کے متعلق کہتا ہے:

اے ابن خلافت اور جو لوگ ان کے نور سے راہِ حق کے مٹنے کے بعد راہِ حق پر چلتے ہیں۔ وہ اپنے عزم سے دین قویم کی مدد کرنے والا ہے اس کی امامت نے بغیر تنگ ہوئے اسے نکال دیا ہے اور اس نے دوپہر اور اندھیرے کی لذت میں آرزوؤں اور آرزوؤں کی لذات کو چھوڑ دیا ہے اس نے سیاست سے بری حالت کی نگہبانی کی اور وہ اچھے مالک اور سیاست دان کی لپیٹ میں آ گئی اور وہ ایک شیر ہے جو اپنے بچوں کی رکھ کی حفاظت کرتا ہے یہاں تک کہ انہوں نے بڑی محفوظ جھاڑی کی پناہ لی اور نباتات والے مقامات دلہن کے لباس میں ناز و نخرہ کرتے ہیں اور صحرا میں طسم و جدیس کے فن پر مہربانی ہیں اور کہنگی نے ان کی چوٹیوں کو تیرہ و چھوٹا یا ہے اور وہ متکبر جاسوسوں سے خوف کے باعث پیچھے رہ گئی ہیں کیونکہ تو لوگوں کے لئے محفوظ مقام ہے اور ہمارے نفوس و ارواح کی زندگی اور حفاظت کے لئے باقی ہے اور تو ہمارے دین کی حمایت کا کفیل ہے اور اگر تو نہ ہوتا تو اس کا عہد ضائع ہو جاتا اور بھلا دیا جاتا اور اللہ نے تجھے وہ کچھ دیا ہے جس سے اوپر کچھ نہیں اور تیرا مدد کرنا خوش قسمتی ہے جس کا الٹ نہیں ہوگا' ہمارے چہروں سے قبل چہرے تیری طرف بلند ہوتے ہیں اور اس میں حاکم و محکوم برابر ہیں اور جب تو قیام کرتا ہے تو تیرا رعب سفر کرتا ہے اور دشمنوں پر ہر تنور کو گرم کر دیتا ہے اور جب تو سفر کرتا ہے تو خوش بختی کے لئے ایک نشان ہوتا ہے جس کی تو لشکر میں اقتدا کرتا ہے اور جب کمال میں دلائل مطابقت کرتے ہیں تو وہ سنی سنائی اور قیاسی باتوں کو بھی بیان کرتے ہیں پس تو اپنی حکومت سے پرانی

حکومت کو نواز اور دشمنوں کو برے عذاب سے شفا دے اور میں شرمندگی کے ساتھ اس کی خدمت میں ایک دوشیزہ کو جو ہر نفیس زیور سے آراستہ ہے پیش کرتا ہوں اس نے مجھے معذور خیال کیا ہے حالانکہ اس کا شباب اور نور مٹ چکا ہے اور اس کے مٹنے کے ساتھ اس نے بڑھاپے کی صبح کو روشن کر دیا ہے اور اگر وہ نوازش نہ ہوتی جو آپ نے مجھ پر کی ہے تو میں اس کے بعد بطرز دس کا فرماں بردار نہ ہوتا خدا کی قسم میرے ساتھ جدائی کا مقابلہ نہ رہا ہاں کچھ مٹے ہوئے نشانات رہ گئے ہیں جن کے پاس سے میں گزرتا ہوں زمانے نے اس ادب کے بارے میں مجھ سے خیانت کی ہے جسے میں نے مجموعوں اور دروس میں پڑھا تھا پس اس نے میری فرع پر حملہ کیا اور مامن کو خوف زدہ کیا اور میرے پودوں کو درخت نشاط سے اکھیڑ دیا اور تیری رضا میری وہ رحمت ہے جسے میں شمار کرتا ہوں جو میرے دل کی آرزو وہاں کو زندہ رکھتی ہے اور میری تکلیف کو دور کرتی ہے۔

چغل خوروں کی شکایات میں اضافہ: پھر ہمرازوں نے ہر نوع کی چغلیوں میں اضافہ کر دیا اور جب وہ ابن عرفہ کے پاس جاتے تو وہ انہیں مزید بھڑکاتا یہاں تک کہ انہوں نے میرے اس کے ساتھ سفر کرنے کے بارے میں سلطان کو بھڑکا دیا اور تونس کے نائب قائد فارح کو جو سلطان کے موالی میں سے تھا تلقین کی کہ وہ میرے اس کے ساتھ ٹھہرنے سے پرہیز کرے کیونکہ وہ اپنے معاملے میں مجھ سے خائف تھا اور انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ابن عرفہ سلطان کے پاس اس کی شہادت دے یہاں تک کہ اس نے اس کے پاس گواہی دی کہ میں فریب کاری سے اسے قتل کرنے کی سازش کر رہا ہوں اور اس کے ساتھ سفر کرنے کا حکم دیا تو میں نے امتثال امر میں جلدی کی اور مجھے یہ بات گراں گزری مگر مجھے اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہ تھا پس میں اس کے ساتھ گیا اور تبسہ پہنچ گیا جو افریقہ تلول کے وطن کے درمیان ہے اور وہ اپنی فوج میں نیچے اترا ہوا تھا اور اس کے عرب توابع توزر کی طرف تھے کیونکہ ابن یملول نے ۷۸۳ھ میں اس پر حملہ کیا تھا اور اسے اپنے بیٹے کے ہاتھ سے چھین لیا تھا پس سلطان اس کی طرف گیا اور اس نے اسے وہاں سے بھگا دیا اور دوبارہ اپنے بیٹے اور اس کے مددگاروں کو وہاں لے آیا اور جب وہ تبسہ سے تیار ہوا تو اس نے مجھے تونس واپس کر دیا اور میں نے الریاحین کی جاگیر میں قیام کیا جس کے ملحقہ نوح میں میری کھیتی ہے یہاں تک کہ سلطان مظفر و منصور ہو کر واپس لوٹا اور میں نے تونس تک اس کی مصاحبت کی اور جب ۷۸۴ھ کا شعبان آیا تو سلطان نے الزاب کی طرف مارچ کرنے کا عزم کیا کیونکہ اس کے حاکم ابن مزنی نے ابن یملول کو اپنے پاس پناہ دی تھی اور اس کے پڑوس میں رہنے کے لئے کام کیا تھا پس مجھے خوف ہوا کہ وہ پہلے سال کی طرح میرے بارے میں وہی کام کرے گا اور بندرگاہ پر اسکندریہ کے تاجروں کا جہاز کھڑا تھا جسے تاجروں نے اپنے مال و متاع سے بھر دیا ہوا تھا اور وہ اسکندریہ کی طرف روانہ ہونے والا تھا پس میں سلطان کے سامنے پیش ہوا اور میں نے فرض کی ادائیگی کے لئے اس سے اپنا راستہ چھوڑنے کے بارے میں توسل کیا تو اس نے مجھے اس کی اجازت دے دی اور میں بندرگاہ کی طرف چلا گیا اور اعیان حکومت و شہر اور طالب علم میرے پیچھے ٹوٹ پڑتے تھے پس میں نے انہیں رخصت کیا اور نصف شعبان ۷۸۴ھ کو سمندر پر سوار ہو گیا اور انہیں چھوڑ کر وہاں چلا گیا جہاں اللہ کی جانب سے میرے لئے بہتری تھی اور میں آثار علم کی تجدید کے لئے فارغ ہو گیا۔

مشرق کی طرف سفر کرنا اور مصر کا قاضی بننا

جب میں نصف شعبان ۷۸۴ھ کو تونس سے چلا تو ہم نے تقریباً چالیس راتیں سمندر میں قیام کیا پھر ہم عید الفطر کے روز اسکندریہ کی بندرگاہ پر آئے اور اس وقت بنی قلاوون کی بجائے ملک الظاہر کے تخت نشین ہونے پر دس راتیں گزر چکی تھیں اور ہم انتظار میں تھے کیونکہ وہ اطراف شہر کو اپنے لئے مخصوص کرتا تھا اور میں اسکندریہ میں اسباب حج کی تیاری میں لگا رہا مگر اس سال حج کرنا مقدر نہ تھا پس میں یکم ذوالقعدہ کو قاہرہ چلا گیا اور میں نے دنیا کا کنارہ اور بستان علم اور محشر اقوام اور بشری چیونٹیوں کا بل اور ایوان اسلام اور تخت شاہی دیکھا' جس کی فضا میں ایوان اور محلات چمکتے تھے اور اس کی اطراف میں خانقاہیں' مدارس اور فوجیں جگمگاتی تھیں اور اس کے علماء کے چاند اور ستارے روشن تھے اور اس نے دریائے نیل کے کنارے پر ایک نہر اور آبپاشی پانیوں کے نکالنے کی جگہ بنائی جس کے پہنچنے والے پانی سے سیراب ہوا جاتا تھا اور اس کے چشمے نے پھل اور بھلائی ان کے پاس آتی تھی اور میں شہر کی گلیوں سے گزرا وہ گزرنے والوں کی بھیڑ سے پر تھیں اور اس کے بازار نعمتوں سے بھرے ہوئے تھے اور ہم مسلسل اس شہر کے متعلق اور اس کی آبادی کی درازی مدت اور اس کی وسعت احوال کے متعلق گفتگو کرتے رہے اور ہم نے جن شیوخ و اصحاب سے ملے خواہ وہ تاجر تھے یا حاجی ان کی باتیں اس کے بارے میں مختلف تھیں اور میں نے فاس کی جماعت کے سردار اور مغرب کے بڑے عالم ابو عبداللہ المقری سے پوچھا کہ یہ قاہرہ کیسا ہے؟ اس نے جواب دیا جو اسے نہیں جانتا وہ اسلام کی عزت کو نہیں پہچانتا اور میں نے بجایہ کے بڑے عالم شیخ ابو العباس بن ادریس سے بھی یہی بات پوچھی تو اس نے کہا کہ اس کے باشندے بادلوں سے آئے ہیں یعنی بہت زیادہ ہیں اور ہمارا ساتھی فاس کی فوج کا قاضی فقیہ کاتب ابو القاسم البرجی سلطان ابو عنان کی جانب سے ملوک مصر کے پاس سفارت سے واپسی پر اور ۷۵۶ھ میں قبر مبارک کو اس کا پیغام نبوی پہنچانے کے بعد سلطان ابو عنان کی مجلس میں حاضر ہوا' تو میں نے اس سے قاہرہ کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا میں مختصراً بیان کرتا ہوں کہ انسان جو کچھ سوچا وہ اسے خیالی صورت کے بغیر ہر محسوس سے وسعت خیال کے لئے قاہرہ میں دیکھے گا کیونکہ وہ ہر تخیل چیز سے وسیع تر ہے پس سلطان اور حاضرین حیران رہ گئے اور جب میں اس میں داخل ہوا تو میں نے کئی دن وہاں قیام کیا اور طالب علم مجھ پر باوجود قلیل البضاعت ہونے کے استفادہ کے لئے ٹوٹ پڑے اور انہوں نے مجھے عذر کا موقع نہ دیا۔

جامع ازہر میں ابن خلدون کا پڑھانا: پس میں جامع ازہر میں تدریس کے لئے بیٹھ گیا پھر سلطان سے ملاقات ہوئی تو اس نے میری عزت افزائی کی اور مسافرت میں میری دلجوئی کی اور اپنے صدقات سے مجھے بہت وظیفہ دیا اور اہل علم کے ساتھ اس کا یہی سلوک تھا اور میں اپنے اہل اور اولاد کا تونس سے آنے کا منتظر رہا اور سلطان نے اس پر شک سے کہ میں اس کے پاس آؤں انہیں سفر کرنے سے روکا پس میں نے سلطان مصر کو ان کا راستہ چھوڑنے کے لئے اس کے پاس سفارش کرنے کو کہا تو اس نے اس بارے میں اس سے گفتگو کی پھر صلاح الدین بن ایوب کے ایک وقت مدرسہ القمحہ کا ایک استاد فوت ہو گیا تو اس نے اس کی جگہ مجھے تدریس کا کام سونپ دیا' اسی دوران میں سلطان ایک وسوسہ کے باعث اپنی حکومت کے مالکیوں کے قاضی سے ناراض ہو گیا اور اسے معزول کر دیا اور وہ مذاہب کی تعداد کے لحاظ سے چوتھا تھا جن میں سے ہر ایک

اس خطہ کی آبادی کی وسعت کے لحاظ سے ان کی نیابت میں حکام سے ممتاز ہونے اور مقدمات کے ارتفاع میں قاضی القضاۃ بننے کا مدعی تھا اور شافعیہ کا قاضی مشرق و مغرب کے مضافات اور صعید اور فیوم میں اپنی ولدیت کے عموم اور یتامیٰ اور وصایا کے اموال میں آزادانہ غور و فکر کے لحاظ سے ان کی جماعت کا سردار تھا اور کہا جاتا ہے کہ ولایت کے ساتھ سلطان کا قدیم تعلق ہے اور یہ صرف اسی کے لئے ہوتی تھی۔

قاضی مالکی کی معزولی: پس جب اس نے ٧٨٦ھ میں قاضی مالکی کو معزول کیا تو سلطان نے مجھے اس کا اہل سمجھتے ہوئے اور میری شہرت کو بلند کرنے کے لئے چن لیا اور میں نے زبانی اسے اس کام سے چھٹکارا پانے کے لئے بات کی مگر اس نے یہ بات قبول نہ کی اور اپنے ایوان میں مجھے خلعت دیا اور اپنے بڑے خواص میں سے ایک کو بھیجا جس نے مجھے دونوں محلوں کے درمیان مدرسہ صالحیہ میں حکومت کے مقام پر بٹھا دیا پس میں نے اس مقام محمود کی ذمہ داریوں کو ادا کیا اور میں نے مقدور بھر احکام الٰہی کے لئے کوشش کی اور مجھے اللہ کے بارے میں کسی ملامت نے گرفت نہ کی اور نہ جاہ و سلطنت نے مجھے اس سے بے رغبت کیا میں دونوں جھگڑنے والوں کو برابر قرار دیتا رہا اور وسائل و سفارشات سے اعراض کرتے ہوئے کمزور کے حق کو حکمین سے وصول کرتا رہا اور دلائل کے سننے کی طرف دلجمعی سے مائل رہا اور گواہوں کی عدالت کے بارے میں غور کرتا رہا' پس ان میں نیک' فاجر کے ساتھ اور طیب' خبیث کے ساتھ ملا ہوا تھا اور حکام' تنفیذ کرنے سے رکتے تھے اور جو بات انہیں اچھی لگتی اس میں تجاوز کرتے کیونکہ وہ فریب کاری کے ساتھ اہل شوکت سے تعلق رکھتے تھے ان کی غالب اکثریت امراء سے ملی ہوئی تھی جو قرآن کے معلم اور نمازوں کے امام تھے اور وہ ان پر انصاف کو خلط ملط کر دیتے تھے اور وہ ان کے متعلق نیک گمان رکھتے تھے اور قاضیوں کے ہاں ان کی صفائی دیتے کہ جاہ و عزت میں ان کے حصہ دار بنتے اور ان کا تقرب حاصل کرتے تھے پس ان کی بیماری بڑی پیچیدہ ہو گئی تھی اور لوگوں کے درمیان تزویر و تدلیس سے مفاسد پھیل گئے تھے اور میں نے بعض مفاسد سے مطلع ہو کر سخت سزائیں دیں اور میں نے اپنے علم کی بنا پر ان کی ایک پارٹی پر جرح کی اور میں نے انہیں شہادت دینے سے روک دیا اور ان میں قاضیوں کے لئے کتابیں لکھنے اور ان کی نشستوں پر دستخط کرنے والے بھی تھے اور وہ دعاوی کے لکھانے کے ماہر تھے اور ان کو احکام کے تحریر کرنے اور ان کی شرط کی توفیق میں جو الجھن پیش آتی وہ اس کے لئے امراء سے کام لیتے' اس وجہ سے انہیں اپنے ہم طبقہ لوگوں پر فضیلت حاصل ہو گئی تھی اور وہ اپنی جاہ و عزت کی وجہ سے قاضیوں کے خلاف واقعہ باتیں سناتے تھے اس طرح وہ متوقع سزا سے بچ جاتے تھے اور ان میں سے بعض نے اپنے قلم کو عدالت کو الجھن ڈالنے کے لئے مسلط کیا ہوا تھا اور وہ فقہی اور کتابی وجہ سے اس کے حل کی طرف راہ پا لیتا اور جب کبھی جاہ اور عطیے کا داعی اسے اپنی طرف بلاتا تو یہ اس کی طرف جلدی سے جاتا اور خصوصاً کثرت مخلوق کے باعث وہ عطیات اس شہر میں انتہائی حدود سے تجاوز کر گئے تھے پس وہ شہر میں مقرر کردہ مختلف مذاہب کے باعث معروف و مشہور تھے اور جو شخص شہر میں شیخ و تعلیم کا مختار ہوتا وہ اس پر شرط عائد کرتے اور ان احکام کو دیوانہ کر کے اسے جواب دیتے جنہوں نے تلاعب اور رکاوٹ سے بچنے کے لئے بند باندھتا تھا اس سے اوقاف میں خرابی پھیل گئی اور املاک و عقود میں دھوکہ راہ پا گیا' پس میں اس کے قلع قمع کے درپے ہو گیا جس سے وہ مجھ سے ناراض ہو گئے پھر میں مذہب کے مفتیوں کی طرف متوجہ ہوا اور حکام ان کے کثرت معارضہ اور مخاصمین کو ان کے تلقین کرنے اور فیصلہ کے بعد ان کے فتویٰ دینے سے حیران تھے اور ان میں کچھ اصاغر بھی تھے جو طب اور عدالت کے دامن سے وابستہ تھے اور جونہی وہ فتوے اور تدریس کے مراتب تک پہنچتے تو وہ ان مناصب پر براجمان ہو جاتے اور انہیں بے اصولی باتوں سے حاصل کر لیتے اور بغیر کسی سند اور اہلیت کے ان کو جائز کر لیتے اور اس شہر میں فتویٰ کا قلم آزاد

تھا اور ہر مخالف اپنا رسہ کھینچتا اور اس کے کنارے سے ایک حصہ پکڑ کر اپنے مخالف پر فتح پانے کا قصد کرتا اور مفتی اختلاف کے شور وغل کے تتبع میں اس کی مرضی کے مطابق اسے فتوے دے دیتا۔ پس فتاوی متعارض اور متناقض ہو جاتے اور اگر فتوے فیصلہ کے نافذ ہونے کے بعد ہوتا تو شور وغل بڑھ جاتا اور مذاہب میں بہت اختلاف پایا جاتا اور انصاف مشکل تھا اور یہ شور و غل ختم ہوتا نظر نہ آتا تھا پس میں نے کھلم کھلا اعلانِ حق کیا اور جاہلوں اور خواہش کے بندوں کی لگام کھینچی اور انہیں ایڑیوں کے بل واپس کر دیا اور ان میں مغرب سے آنے والے جمع شدہ لوگ بھی تھے جو کسی معروف شیخ کی طرف منسوب نہ ہوتے تھے اور نہ ہی کسی فن میں ان کی کوئی کتاب تھی انہوں نے لوگوں کو مذاق بنایا ہوا تھا اور انہوں نے عزتوں کو گالیاں دینے اور عورتوں کو جمع کرنے کے لئے مجالس بنائیں پس انہیں میری بات نے ناراض کر دیا اور ان کو حسد سے بھر دیا اور وہ مجھ سے غصے ہو گئے اور اپنے قبیلے کے لوگوں کے پاس چلے گئے جو زاویہ نشین اور عبادت کے لئے مختص ہو چکے تھے تا کہ وہ اس کے ذریعے جاہ و عزت حاصل کریں اور اللہ پر جرأت کریں اور بسا اوقات حق دار مجبور ہو کر ان کے پاس فیصلہ کے لئے جاتے تو جو کچھ شیطان ان کی زبانوں پر القاء کرتا اس کے مطابق یہ لوگ فیصلے کرتے اور اس سے وہ اصلاح کا جواز نکالتے اور دین انہیں جہالت کے ساتھ احکام الٰہیہ سے معترض ہونے سے نہ روکتا پس میں نے ان کے ہاتھوں کی رسی کو کاٹ دیا اور اللہ کے حکم کو نافذ کر دیا اور وہ اللہ کے کچھ کام نہ آئے اور ان کے زاویے متروک ہو گئے اور ان کے وہ کنوئیں جن سے وہ ڈول نکالتے تھے ویران ہو گئے اور وہ میری بے آبروئی اور جھوٹ بول کر میرے لئے نئی مصیبت پیدا کرنے کے لئے احمقوں سے متفق ہو گئے اور اس جھوٹ کو لوگوں میں پھیلانے لگے اور میرے بارے میں سلطان سے فریاد کرنے لگے مگر وہ ان کی بات نہ سنتا اور جس بات سے مجھے پالا پڑا تھا میں اس بارے میں اللہ سے ثواب کی امید رکھتا تھا اور جاہلین سے اعراض کرتا تھا اور میں طبیعت کے پورے زور اور انصاف کی جستجو اور حقوق کو چھڑانے اور باطل کی عادت سے پہلو تہی کر کے مضبوطی کے ساتھ سیدھے راہ پر چلنے والا تھا اور جب مجھے جاہ و عزت کا جذبہ ٹھوکا دیتا تو میں سختی کے ساتھ اس سے رکتا مگر میرے ساتھی قاضیوں کا یہ حال نہ تھا لیکن انہوں نے میری اس بات کو اچھا نہ سمجھا اور مجھے دعوت دی کہ میں اکابر کی رضامندی اور اعیان کی رعایت میں ان کی متابعت کروں اور ظاہری صورت میں یا مخالف کو دور کرنے کے لئے جاہ کے حق میں فیصلہ کر دوں حالانکہ غیر کے وجود کے ساتھ حاکم پر حکم متعین نہیں ہوتا اور وہ جانتے ہیں کہ وہ ان کی مدد کر رہے ہیں اور کاش مجھے معلوم ہوتا کہ ظاہری صورت میں ان کا کیا عذر ہو گا جب انہیں اس کے خلاف علم ہو گا اور حضرت نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں جس شخص کے حق میں فیصلہ کروں اور وہ اس کے بھائی کا حق ہو تو میں اس کے حق میں آگ کا فیصلہ کروں گا۔ پس میں نے حق کی کفالت کرنے اور حق کو پورا کرنے اور جس نے مجھے یہ کام سونپا تھا اس کے ساتھ وفا کرنے سوا ہر بات سے انکار کر دیا پس سب لوگ میرے خلاف ہو گئے اور جو شخص بے قراری کے ساتھ میری مدد کے لئے آواز دیتا اس کے بھی خلاف ہو جاتے اور لوگ مجھے ملامت کرنے لگے اور انہوں نے ان گواہوں کو جن کو گواہی سے روک دیا گیا تھا' سنایا کہ میں نے اپنے علم جرح پر اعتماد کرتے ہوئے ان کے بارے میں بلاوجہ فیصلہ دے دیا ہے حالانکہ یہ اجماع کا قضیہ ہے پس لوگوں کی زبانیں چل پڑیں اور شور بلند ہوا اور بعض نے اپنی غرض کے تحت میرے خلاف فیصلہ کرنے کا ارادہ کیا پس میں نے توقف کیا اور مخالفین کو میرے خلاف برانگیختہ کیا اور اس نے اس معاملے میں غور و فکر کرنے کے لئے قاضیوں اور مفتیوں کو جمع کیا پس یہ حکومت سونے کی طرح خالص ہو گئی اور سلطان کو ان کی حقیقت معلوم ہو گئی اور میں نے ان کو ذلیل کرنے کے لئے ان کے بارے میں حکم الٰہی نافذ کیا اور وہ غصے ہو کر چلے گئے اور انہوں نے سلطان کے دوستوں اور حکومت کے بڑے بڑے آدمیوں سے سازش کی اور ان کے سامنے ان کی جاہ و عزت کے جانے اور

ان کی سفارشات کے رد ہونے کو بڑی طرح بیان کرتے اور جھوٹ بولتے ہوئے کہتے کہ ایسی باتوں کا حامل رضا مندی سے ناآشنا ہے اور اس جھوٹ کو میری طرف بڑی بڑی باتیں منسوب کر کے مشہور کرتے جو متحمل مزاج اور راست رو آدمی کو بھی بھڑکا دیتی ہیں اور وہ اپنے نگہبانوں کو میرے خلاف بھڑکاتے اور میرے بارے میں ان کے دل میں بغض بھرتے اور اللہ ان کو بدلہ دینے والا ہے پس ہر جانب سے میرے خلاف بکثرت شور وغل پیدا ہو گیا اور میرے اور ارباب حکومت کے درمیان فضا تاریک ہو گئی اور میرے اور اہل اور اولاد کو بھی میری یہ مصیبت پہنچی وہ مغرب سے کشتی میں آئے جسے شدید تیز ہوا نے آلیا اور وہ غرق ہو گئی اور گھر والے اور بچے اور موجودہ اشیاء ضائع ہو گئیں' پس مصیبت اور گھبراہٹ بڑھ گئی اور زہد کی طرف میلان بڑھ گیا پس میں نے منصب سے علیحدگی کا ارادہ کیا اور میں نے جس خیر خواہ سے اس بات کے بارے میں مشورہ لیا اس نے بادشاہ کی ملامت اور ناراضگی کے خوف سے میرے ساتھ اتفاق نہ کیا اور میں آس و یاس کے راستے پر حیران و ششدر کھڑا رہ گیا اور جلد ہی مجھے لطف ربانی نے آلیا اور سلطان کی نگاہ شفقت کے احسان نے مجھے گھیر لیا اور اس نے اس عہدہ کے چھوڑنے کے لئے میرا راستہ صاف کر دیا جس کا بوجھ اٹھانے کی میں سکت نہیں رکھتا تھا اور نہ ہی ان کے خیال کے مطابق اس کی رضا مندی کو جانتا تھا پس میں نے اس عہدہ کو اس کے حامل اول کو واپس کر دیا اور اس نے مجھے اس کی گرہ کھول کر آزاد کر دیا پس میں چلا اور سب لوگ افسوس اور دعا کے ساتھ تعریف کرتے ہوئے میری مشایعت کر رہے تھے اور نگاہیں مجھے مہربانی کے ساتھ دیکھتی تھیں اور امیدیں میری واپسی کے بارے میں سرگوشی کرتی تھیں اور میں آسودگی کے ساتھ پہلے کی طرح اس کی نعمت کی چراگاہوں میں خوش حال ہو گیا اور جس عافیت کے متعلق رسول کریم ﷺ نے اپنے رب سے سوال کیا تھا اس کی عنایت کے تحت تدریس علم یا کتاب پڑھنے اور تدوین و تالیف کے لئے اللہ سے امید کرتے ہوئے قلم کو کام میں لانے اور بقیہ عمر کو عبادت میں گزارنے اور سعادت کی رکاوٹ کو دور کرنے کے لئے مصروف ہو گیا۔

سفر ادائیگی حج

پھر علیحدگی کے بعد میں تین سال تک ٹھہرا رہا اور میں نے ادائیگی فریضہ کا عزم کر لیا پس میں نے سلطان اور امراء کو چھوڑ دیا اور انہوں نے کفایت سے زیادہ اعانت کی اور زاد راہ دیا اور میں نصف رمضان ۷۸۹ھ کو قاہرہ سے بحر سویز کی غربی جانب طور کی بندرگاہ کی طرف گیا اور وہاں سے دس شوال کو سمندر پر سوار ہوا اور ہم ایک ماہ میں الینبع پہنچے پس ہم نے قافلہ سے ملاقات کی اور وہاں سے میں نے ان کے ساتھ مکہ تک رفاقت کی اور ۲ ذوالحجہ کو اس میں داخل ہوا اور اس سال میں نے فریضہ حج ادا کیا پھر میں الینبع واپس آیا اور وہاں پچاس راتیں قیام کیا یہاں تک کہ ہمارے لئے سمندر پر سوار ہونا ممکن ہو گیا پھر ہم نے سفر کیا اور ہم طور کی بندرگاہ کے قریب آ گئے پس ہوا اس نے ہمیں روک لیا اور ہمیں سمندر کی شرقی جانب سفر کرنے کے سوا چارہ نہ رہا اور ہم ساحل قیصر پر اترے پھر بندر قنا اترے پھر ہم اس طرف کے اعراب کے ساتھ صعید کے دار الخلافہ قوص شہر میں آئے اور وہاں ہم نے کچھ دن آرام کیا پھر ہم دریائے نیل میں سوار ہو کر مصر آئے اور ایک ماہ میں وہاں پہنچے اور جمادی الاول ۷۹۰ھ میں' میں مصر میں داخل ہوا اور میں نے ملاقات میں سلطان کا حق ادا کیا اور میں نے اس کے لئے جو دعائیں کی تھیں ان کے متعلق اسے بتایا تو اس نے میری باتوں کو اچھی طرح قبول کیا اور میں نے وہاں اس کے احسانات کے تحت قیام کیا اور جب میں الینبع میں اترا تھا' میں نے وہاں بہترین ادیب فقیہ ابو القاسم بن محمد بن شیخ الجماعۃ اور ادیبوں کے شہسوار اور

بازار بلاغت کو رونق بخشنے والے ابواسحاق ابراہیم الساحلی سے ملاقات کی جس کا دادا طوحی کے نام سے مشہور ہے وہ حج کے لئے آیا تھا اور اس کے پاس حاکم غرناطہ سلطان ابن الاحمر کے پرائیویٹ سیکرٹری اور ہمارے دوست وزیر کبیر اور عالم ابو عبداللہ بن زمرک کا خط تھا جس میں اس نے مجھے نظم ونثر میں مخاطب کیا اور محبت کے زمانوں کا ذکر کیا ہے جس کا متن یہ ہے:

نجد کی عملداری پر چمکنے والے بادل سے پوچھو وہ مسکرایا تو میری پلکیں غم سے نمناک ہو گئیں اس نے ریت کے موڑ پر میری حویلیوں پر خوب بارش برسائی اور بادلوں نے دور سے اس پر بہت پانی بہایا اے کمزور سواریوں کو ہانکنے والو! انہیں چھوڑ دو وہ تشنہ اور سرگرداں ہو کر تجد جائیں گے اور ان کے سانسوں کو صبا کے ساتھ نہ سونگھو کیونکہ شوق کی آہیں اس قسم کی سواریوں سے آگے بڑھ جاتی ہیں انہیں عشق نے تیر کی طرح چھیل دیا ہے اور سخت زمین نے انہیں دور دراز ویرانے کی جانب گرا دیا ہے ان سے میں حیران ہوں کہ عشق مجھ سے کیسے کشاکش کرتا ہے حالانکہ ان کا غم وشوق میرا غم وشوق نہیں ہے اور اگر انہیں غذیب وبازک کے درمیان کے پانیوں نے شوق دلایا ہے جو بان اور رند کے درختوں کے گھنے سائے میں ہیں تو مجھے ان کی جھاڑیوں کے چاندوں نے شوق دلایا ہے اور انہوں نے کوچ کے روز ترحم کی ہوئی ٹہنی میں بات کی اور قبیلے کے خیموں میں کتنے ہی سورج ہیں اور فلک دراز میں سعد کا چاند ہے اور کتنی ہی تلواریں خوب صورت آنکھ سے سونتی گئی ہیں اور کتنے ہی نیزوں نے نازک قد والوں کو شکست دی ہے اور رامہ کے باشندوں سے احتیاط اختیار کرو وہ کمزور اور چشم بیمار رکھتے ہیں اور شیر کی طرح حملہ کرتے ہیں اور قیس قبیلے کی نگاہوں کے تیروں سے عذرا عشق سے پاک دل کو تکلیف دی جاتی ہے اور باغ حسن کی خوشبو ضائع ہو گئی ہے مگر رخسار سے سرخی کے سوا کچھ ضائع نہیں ہوا اور نگاہوں کی نرگس نے آنسوؤں کو موتی بنا کر چھوڑا پس اس نے گلاب سے گلاب کے پھول کا منقش باغ بنا دیا اور کتنی ہی شاخوں نے اپنے جیسی شاخوں سے معانقہ کیا اور ہر کوئی شوق سے دوسرے سے مدد مانگتی تھی وہ رخصت کرنا قبیح تھا جس نے باغ حسن کے لاتعداد محاسن کو ہمارے سامنے نمایاں کر دیا اللہ تعالیٰ لیلیٰ کا لحاظ کرے اگر میں اس کا راستہ جانتا ہوتا تو میں سواریوں کے پاؤں تلے اپنا رخسار بچھا دیتا اور اس نے مجھے اس حال میں شوق دلایا کہ خیال آنسوؤں کو خوف زدہ کر رہا تھا اور رات کے جھاگ دار سمندر میں تیر رہا تھا اور زلفوں کو حرکت دینے والے چمکنے والے چہرے کو ایسے نکالا جیسے وہ میان سے صیقل گر کی چمک دار تلوار نکالتا ہے اور اس نے اپنے ٹھہرنے کی جگہ تاریکی میں شوق کا ہاتھ ہلایا پس میں نے صبر کی جو پختہ گرہ لگائی تھی اسے کھول دیا اور پسلیوں کی حرکت نے روح کو بے چین کر دیا جو صبح کے وقت چادر کے ہلنے کی چغلی کرتی ہے اور وہ بیدار اٹھ کھڑا ہوا جس نے اپنی چادروں کو لپیٹ لیا تھا اور اس نے کچھ باتیں کر کے شیب کی طرف بھیجیں ہاں جنگل میں ایک بلند آواز دینے والا تھا جسے عشق کا کچھ پتہ نہ تھا مگر اس نے وعدہ پر میرے غموں کو آواز دی اللہ تعالیٰ لیلیٰ کی رات کو شاد کام کرے میری آنکھوں کو نیند نہیں آتی اور اس شب جب حاجی منیٰ کو گئے تو اس نے منیٰ کو میرے ارادے کے مطابق قریب کر دیا اور میں نے وہاں اپنی آرزوؤں سے زیادہ حاصل کیا اور دزدیدہ نگاہی کے سوا کوئی حیلہ نہ تھا اور شکایات ہار سے بکھرے ہوئے موتیوں کی طرح متفرق ہو گئیں اور اس کے بعد زمانے نے جو گناہ کیا میں نے اسے بخش دیا سوائے اس گناہ کے جو اس نے میری مانگ پر بڑھاپے کو لا بٹھایا۔ اس بڑھاپے سے میں نے اپنی جوانی کی خوبی کو پہچانا اور ہمیشہ ہی مخالف کی خوبی کو مخالف چیز سے پہچانا جاتا ہے اور

جس نے شب جوانی میں گمراہی حاصل کی۔ عنقریب بڑھاپے کی صبح آنے بیدار کر کے ہدایت کی طرف لے آئے گی اور ابھی عشق ہدایت کے راستوں سے الگ نہیں ہوا اور نہ ہی عشق کے راستوں پر ارادۃً چلا ہے میں اولین عشاق کی حد سے جو گزر چکے ہیں آگے بڑھ گیا ہوں اور دل کا چوتھا حصہ غم کے سوا ہر چیز سے خالی ہو گیا ہے اے ابوزید تجھ سے شکایات ہیں جنہیں تو نے دور کر دیا ہے اور تو میرے دونوں بیٹوں زید اور عمر کا ہم عمر نہیں ہے مجھے اپنی زندگی کے متعلق اطلاع دے اور تو ہمیشہ صاحب فضیلت رہے کیا تجھے بھی میرے جیسا شوق ہے اور تیرے تکلیف دہ شوق نے کتنی بار مجھ پر حملہ کیا پس شوق کے ہاتھ میرے چقماق کو روشن کرنے لگے اور ہوا تک نے ٹیلوں کی زلفوں میں ہاتھ پھیرا اور گہوارے میں بچے تک خوف زدہ ہو گئے' تیرے رخسار کے ساتھ صبح میرے سامنے آتی ہے اور اس میں ضیاء شفق کی طرح ظاہر ہوتا ہے اور روشن سورج نے تیرے چہرے کے دھو کے سے مجھے وہم میں ڈالا اللہ تیرے چہرے کو رد کرنے سے محفوظ رکھے اور تیرا چہرہ آنکھوں میں چاشت سے زیادہ روشن ہے اور تیرا ذکر شفا کے بارے میں شہد سے زیادہ شیریں ہے اور تو افق کی بلندی میں ایک سورج ہے ہم تیرے قرب پر فدا ہیں اور تو دور سے دیکھتا ہے اور غم میں اس کی آنکھ سورج کو نہیں دیکھتی اور نہ ہی آشوب چشم میں سورج کی روشنی فائدہ دیتی ہے وہ اس قوم سے ہے جنہوں نے بزرگی کو اپنی آنکھوں کی طرح بچایا جیسے انہوں نے مال کو مباح کر دیا جسے بخشش کے لئے لوٹا جاتا ہے اور جب وہ کسی دن پانی پر ہمدردی کے لئے جمع ہوتے ہیں تو وہ بزرگی کے گھاٹ پر ہی جمع ہوتے ہیں اور جب انہوں نے ان کے فریادی کو مدد دیتے ہوئے حملہ کیا تو وہ نشیب و فراز میں آگ جلاتے ہیں اور انہوں نے تعریف کے بعد صیقل شدہ تلوار اور دراز گردن گھوڑے کے سوا کوئی ذخیرہ جمع نہیں کیا اور قابل تعریف آدمی نے غنیمت کو تقسیم کیا جو کم مو خوشنما گھوڑوں کی ایال تک تھی' کیا تو بھولتا ہے مگر ہماری ان راتوں کو نہ بھولنا جن میں ہم نے دونوں آنکھوں کو جنت خلد سے اچک لیا اور ہم جوانی کی آزادی میں راتوں کی سواریوں پر سوار ہو کر آسودگی کے ساتھ لذات کی حد تک گئے' پس اگر ہم نے وہاں پیالوں کو گردش نہیں دی تو ہم وہاں انس کے شیریں گھاٹ پر وارد ہوئے ہیں اور میں تجھے مغرب میں ملا اور تو اس کا رئیس تھا اور تیرا دروازہ سرداروں کے جمع ہونے کی جگہ ہے پس تو نے موافقت کی یہاں تک کہ میں نے مسافرت کی شکایت نہ کی اور تو نے دوستی کی یہاں تک کہ میں نے کھونے کی دردمندی کو محسوس نہ کیا اور میں شکریہ ادا کرتا ہوا اپنے علاقے کو لوٹ گیا اور میں نے اس کے قابل تعریف اخلاق اور خوبیوں والے حسب کو آزمایا' یہاں تک کہ اے سمندر تو ہمارے پاس سمندر پار کر کے آیا اور میں نے مشقت کے بعد مندی کی زیارت گاہ کی زیارت کی اور وہ ذائقہ کے باوجود نعمتوں سے زیادہ لذیذ ہوتی ہے اور پہلو تہی کے باوجود خوش گوار وصل سے زیادہ مرغوب ہے اور اگر یہ بات بری ہے کہ تو نے جدائی کے ساتھ اپنا کجاوہ اٹھایا ہے اور اس کے عوض تو نے دوست اور تیز رفتار اونٹ لیا ہے' تحقیق مجھے اس بات نے خوش کیا ہے کہ تو نے بلندیوں کے افق پر خوش بختی کو دیکھا ہے اور تو مشرق کے افق پر ہدایت کا ستارہ بن کر طلوع ہوا ہے اور تو وعدہ کے ساتھ انوار کے ساتھ آیا ہے اور سواریاں ان کے سرداروں کو لے کر چلتی ہیں اور ان پر ایسے تیر ہیں جنہوں نے مقصد کے نشانے پر تیر مارا ہے اس کے گھر کی طرف جاتا کہ تو دیکھی بھالی جگہوں کی زیارت کرے کیونکہ عہد کی عمدگی نے وہاں جبریل آتا ہے جب مشکلات کی رات چھا جاتی ہے تو تو ہمارے لئے روشنی کے واسطے

چقماق جلا تا آتا ہے اور جب تو اس کی ضرورت کے لئے سواروں کے ساتھ کوچ کرتا ہے تو تو قرب و بُعد میں لشکر کو سلام کرتا ہے اور جہاں تو نے مجھ سے عہد کیا تھا میں بادشاہ کے دروازے پر جاہ و عزت کے سایوں کو دراز کئے ہوئے ہوں اور عہد کو مضبوط کر رہا ہوں اور میں کتابوں اور کاتبوں کے لشکر انشاء پردازی سے تیار کر رہا ہوں اور ان کے پیش کرنے میں میری خوش قسمتی ہے اور ہم امام محمد سے نہر جبرہ کے دراز سایہ میں پناہ لیتے ہیں اور جب ان کی برکت سے سخاوت کا سمندر رواں ہوتا ہے تو اس سے نشیب و فراز میں طوفان آ جاتا ہے اور ہم امید کی کشتیوں پر سوار ہو کر احسان کی طرف گئے بخشش کے سمندر روکنے سے نہیں رکتے' میری جانب سے انصار کو صدق اور ایفائے عہد کے متعلق کون پیغام پہنچائے گا اور خلیفہ کو اس کے رب نے فتح کی چابیاں دی ہیں جنہیں خوش بختی کھینچ لائی ہے اور تجھ سے درے مدح و ستائش کے باغات کی خوشبو کی لپٹ ہے اور جب ہمسر کی جانب سے سخاوت صف بستہ ہوئی ہے تو وہ لپٹ فوقیت لے جاتی ہے اور اگر اسی تعریف کی خوشبو پھیلے تو مشک کہتی ہے اے ہمسر تیرے کیا کہنے' اور بادلوں کی فضا میں جو صاف پانی ہے وہ گہوارے کے پہلو میں تجھ سے زیادہ واضح نہ تھا اور مسکراتے پھول کے دانتوں پر جو شبنم پڑی ہے وہ میری تعریف اور محبت سے زیادہ صاف و روشن نہیں اور نہ ہی چودھویں کا چاند اپنی تکمیل کے تاج کے ساتھ میری محبت سے زیادہ روشن اور میری تعریف سے زیادہ چلنے والا ہے اے ابن خلدون تو امام ہدایت بن کر زندہ رہے اور تو ہمیشہ ہی دنیا کی جنت خلد میں رہے۔

در اس نے اس قول کے ساتھ یہ قصیدہ پہنچایا:

میرے آقا شیخ الاسلام اور خزانہ رؤسائے اسلام اور حاملین سیوف و اقلام کو شرف بخشنے والے اور خواص کے جمال حکومتوں کے جوہر' بادشاہوں کے دوست' خلفاء کے منتخب' بلندی کے راز' فاضل یگانہ قدوۃ العلماء حجۃ البلغاء اللہ تم کو شاندار زندگی دے اور فخر کا جھنڈا اٹھائے اور فضل کے مینار کو بلند کرے اور بزرگی کے ستون کو اٹھائے اور سیادت کے نشانات کو واضح کرے اور سعادت کی شعاعوں کو چھوڑے اور انوار ہدایت کو بہائے اور محامد کی زبانوں کو چلائے اور معارف کے افق کو روشن کرے اور عنایت کے گھاٹ کو شیریں کرے' سلام کے تحائف کے ساتھ میں تجھے مخاطب کرتا ہوں اور تیری شان بلند ہے اور تیرے فضل کا مطلع بہت روشن ہے اگرچہ کسریٰ کا تعریفی سلام کم ہے اور تیرے نشان کی اتباع نہیں کی جا سکتی یہ گونگا سلام ہے جو واضح نہیں اور گنگنا ہٹ ہے جس سے وضاحت کرنے والی عربی نفرت کرتی ہے یہ جہلاء کی جہالت ہے جس کے حروف پر بلندی منطبق نہیں ہو سکتی اور پوشیدگی نے اس کے نشانات کو مٹا دیا ہے اور اس کے گھوڑے کے نشانات تباہ ہو چکے ہیں' اگرچہ دونوں سلاموں سے کبھی کبھی سواریاں دوڑی ہیں اور ایلچی نے حرکت کی ہے مگر اسلام کے تمغے سے ان دونوں کو کیا نسبت جو نسب کے لحاظ سے فخر میں اصل ہے اور سبب کے لحاظ سے فخر میں اصل ہے اور سبب کے لحاظ سے شرع سے زیادہ ملانے والے سے ہے پس بہتر یہ ہے کہ ہم تجھے وہ سلام کہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنے رسولوں اور انبیاء کو کہا ہے اور اس کے پڑوس میں ملائکہ نے اس کے دوستوں کو کہا ہے پس میں کہتا ہوں تم پر سلامتی ہو وہ اللہ کی رحمت کے بادل بھیجے گا اور محامد کے پھولوں کی کلیاں تحائف سے کھول دے گا اور برکات کو ساتھ لے گا جو اس سے اچھے مقام کی ہوں گی اور میں علم و دین کے ساتھ گردشِ حالات کے متعلق نیا سوال کروں گا جس کے انوار سے ہدایت پانے والوں کے چراغ روشن ہوتے ہیں اللہ ان کی بہتری میں

اضافہ کرے اور اسے کامیابی سے روشناس کرے اور وہ فلاح کی اتباع کرے اور میں اقرار کرتا ہوں کہ میرے پاس جو تعظیم ہے میں ہر گھڑی اس کی بلندی پر چڑھتا ہوں اور خوش اعتقادی ماہ تمام کے چہرے سے چھائیاں دور کرتی ہے اور میں تیرے روشن ہاتھ سے تعریف کے صحائف نشر کرتا ہوں اس کے باوجود اے آقا! آپ کے مخاطب کرنے کے بارے میں میرے سامنے مختلف راستے پیدا ہو گئے ہیں اور اگر میں آپ کے ہمہ گیر فضل اور خالص نسب میں اثر انداز ہونا شروع کر دوں تو قسم بخدا مجھے معلوم نہیں کہ تیرے فخر کی کونسی بیعت سے ظلم دور ہوتا ہے اور تیری ثناء کے کون سے سمندر میں قلم تیرتا ہے بات بہت بڑی ہے اور سورج زیور اور لباس سے انکار کرتا ہے اور اگر میں فراق کی شکایت کروں اور شوق میں تجاوز کروں اور سرکنڈے کی نوک صحائف کی ٹانگوں کو گرائی ہوئی سیاہی کے ساتھ رنگ سے رنگ دیتی ہے اور تیرے سوا جو لوگ ہیں وہ اس کے ساتھ گفتگو کرنے میں کاغذوں کے میدان میں سرکنڈوں کے گھوڑے دوڑاتے ہیں جو ابداغ واختراع کی انتہاء پر مستولی ہوتے ہیں پس یہ غم ہے جو روتا ہے اور فراق ہے جو شکایت کرتا ہے پس اللہ تعالیٰ میری خواہش کو جانتا ہے کہ میں تیری خبروں سے مسکراتی بجلیوں کے دانتوں کا سامنا کروں اور تیرے پاس پیغام لے جاؤں حتیٰ کہ سانسوں کے سفیروں کے ساتھ بھی لے جاؤں اور اس پیشانی کی سفیدی کو سورج کے چہرے اور بادلوں کی چمک میں دیکھوں اور میں نے آپ کی طرف اپنی جملہ کتب اور قصائد بھیجے ہیں اور نہ وہ یکتا قصیدہ جو ان جواہر کو عیب لگاتا ہے جنہیں سمندر نے اپنے لئے مخصوص کر لیا ہے اللہ تعالیٰ ان کی ارواح کو پاک کرے اور ان کے بارے میں تجھے بڑا اجر دے اور وہ ایک سو پچاس اشعار سے زیادہ ہے' مجھے معلوم نہیں وہ آپ کو پہنچا ہے یا ضائع ہو گیا ہے اور مسافت کی دوری سے اس کا پہنچنا مشکل ہو گیا ہے اور سوء ظن سے مجھے خیال آتا ہے کہ اس کے مقابلہ میں آپ سے کچھ صادر نہیں ہوا اور میں آپ کے ارادے کی بھلائی سے واقف ہوں اور اس وقت سے واقف ہوں جب ہم نے اس مشرقی افق میں عجیب پایا تھا اور مجھے آپ کی جانب سے کوئی کتاب نہیں ملی' اگرچہ میں جانتا ہوں کہ ان میں سے دو کتابیں اس مغربی افق میں ضائع ہو گئی ہیں۔

اور اس خط میں اشارہ موجود ہے کہ اس نے حاکم مصر ملک الظاہر کی مدح میں قصیدہ بھیجا تھا اور وہ مجھ سے تقاضا کرتا ہے کہ میں اسے موقع ملنے پر سلطان کے سامنے پیش کروں اور وہ حمزہ کے قافیہ میں ہے جس کا مطلع یہ ہے:

جب چمک دار بادل نے آواز دی تو کیا آنسو گرے یا موتی'

اور اس نے خط کے ضمن میں قصیدہ بھیجا اور عذر کیا کہ اس نے اس کی کاپی کا تقاضا کیا ہے پس میں نے ہمزہ لکھا اور اس کا قافیہ الف تھا اور اس نے کہا کہ اس کا حق یہ تھا کہ اسے واؤ سے لکھا جاتا اس لئے کہ وہ واؤ سے بدل جاتا ہے اور ہمزہ اور واؤ کے درمیان آسان ہو جاتا ہے اور حرف اطلاق اسے واؤ بیان کرتا ہے اور یہ فن کا مقتضی ہے اگرچہ بعض شیوخ کا قول ہے کہ جو شخص آسانی کے ساتھ ادا نہ کر سکتا ہو اس کی لغت میں اسے ہر حال میں الف لکھا جائے گا مگر یہ کوئی بات نہیں اور اس نے مجھے مذکورہ قصیدے کو مشرقی خط میں لکھنے کی اجازت دی تا کہ اس کا پڑھنا ان پر آسان ہو تو میں نے ایسا ہی کیا اور میں نے اصل اور اس کی کاپی سلطان کو پیش کی اور اسے اس کے پرائیویٹ سیکرٹری نے پڑھا اور ان میں سے مجھے کچھ بھی واپس نہ کیا اور میں نے اسے سلطان کے سامنے پیش کرنے سے قبل لکھنے کی کوشش نہ کی تو وہ میرے ہاتھ سے ضائع ہو گیا اور اس خط میں

ایک فصل تھی جس میں اس نے مجھے وزیر مسعود بن رحو کے حال سے متعارف کروایا تھا جو اس زمانے میں مغرب کا خودمختار امیر تھا اور اس نے ان کے خلاف جو بغاوت کی اور انکے احسان کی ناشکری کی اسے بھی بیان کیا تھا اور وہ اس میں بیان کرتا ہے کہ

مسعود بن رحو نے بیس سال اندلس میں آسودگی کے ساتھ دنیا کی قیادت کرتے ہوئے اور جاہ وعیش کو پسند کرتے ہوئے قیام کیا اور اسے عثمان کے بیٹوں کی صحبت کی اجازت دی گئی جیسا کہ آپ کو اس کی انشاء پردازی کی کتب کی تحریر سے معلوم ہو چکا ہے جو جبل الفتح میں الحضرۃ کے باشندوں کے لئے لکھی تھی پس وہ مملکت پر قابض ہو گیا اور دنیا کو حاصل کیا اور سلطان مرحوم کی کمزوری کے باعث مغرب کی امارت میں منفرد ہو گیا مگر یہ حقوق کے انکار سے ہوا اور اس کی بلند مجبور تلخ ہو گئی اور اس نے اپنی کھال کی سیاہی پر نافرمانی کی سیاہی کو فضیلت دی اور سبتہ سے سازش کی اور اس کے باشندوں کی فرمانبرداری ختم ہو گئی اور انہیں گمان ہوا کہ قصبہ ان کے لئے قائم نہیں رہ سکتا اور اس کے قائد شیخ الالیہ نے محاصرہ کو توڑ دیا اور کھلی جنگ کی اور ابوزکریا بن شعیب جو جنگ کو بھڑکانے والا تھا جنگ میں ثابت قدم رہا اور اس نے اندلس کے لئے مدد مانگی اور جلد ہی اسے جبل اور مالقہ سے مدد مل گئی اور پے در پے مدد ملنے لگی اور اہالیان شہر خوف زدہ ہو گئے اور اس کے شرفاء واپس آ گئے اور قصبہ میں داخل ہو گئے اور اہالیان شہر نے اپنے پڑوسیوں سے مدد مانگی اور ان کے پاس بھی اسی طرح مدد آ گئی پھر صالحین نے اس مقام کی محبت میں دخل دیا اور جنگ بند ہو گئی اور اس دوران میں انہوں نے دوبارہ غداری کی اور حالات نے دستبردار سلطان ابوالعباس کو قصبہ آنے کی دعوت دی اور یہ کہ وہ وہاں سے بنی مرین وغیرہ کی رغبت کے باعث مغرب چلا جائے حالانکہ سلطان ابوسالم مرحوم کے بیٹے نے ہی تم کو اپنے گھر کی ریاست دی تھی اور اپنے مددگاروں اور دوستوں پر تمہیں فضیلت دی تھی۔

اور اس کے بعد ایک اور فصل تھی جس میں اس نے مصر سے کتابوں کا تقاضا کیا تھا اور وہ اس میں بیان کرتا ہے کہ

اگر پوری تفسیر کا بھیجنا ممکن نہ ہو تو میرے آقا کو یہ بات پسند ہے کہ فاتحہ کے بارے میں فضلاء کے وقت اور ان کے اشیاخ کا کلام جس قدر ہو سکے مجھے بھیجا جائے کیونکہ میں اس کی تفسیر میں وہ کچھ لکھنا چاہتا ہوں جس سے مجھے اللہ کے ہاں نفع کی امید ہو اور آپ جانتے ہی ہیں کہ میرے پاس وہ تفسیر موجود ہے جسے عثمان التجانی نے بھیجا تھا جو طیبی کی تالیف ہے اور تفسیر ابو حیان کا پہلا جزو بھی ہے اور اس کے اعراب کا ملخص اور ابن ہشام کی کتاب المغنی بھی ہے اور میں نے براۃ کے بارے میں سنا ہے جو امام بہاء الدین ابن عقیل کی تفسیر ہے مگر مجھے بسملہ کے سوا کچھ نہیں مل سکا اور ابو حیان نے اپنی تفسیر کے دیباچہ میں بیان کیا ہے کہ ان کا شیخ سلیمان النقیب یا ابوسلیمان تھا مجھے اب معلوم نہیں کہ کس نے بیان کے بارے میں دو جزو کی کتاب تصنیف کی تھی جسے اس نے اپنی کتاب تفسیر کبیر کا مقدمہ بنایا تھا پس اگر میرے آقا توجہ کر سکیں تو کوئی حرج کی بات نہیں۔

اور کتاب میں متعدد اغراض کے بارے میں دیگر فصول بھی ہیں جن کے ذکر کرنے کی اس جگہ ضرورت نہیں پھر اس نے خط کو سلام پر ختم کیا اور اپنا نام لکھا محمد بن یوسف بن زمرک اور اس کی تاریخ ۲۰ محرم ۷۸۹ھ ہے۔

اور غرناطہ کے قاضی الجماعۃ ابوالحسن علی بن الحسن النبی نے مجھے لکھا

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ اپنے محبت والفت کے لحاظ سے میرے یکتا آقا اور قرب و

بعد میں روح کے ہمراز اللہ تمہیں زندہ رکھے اور تمہارے سیادت کو پورا بدلہ دے اور جب چاند ڈوب جائیں تو تمہاری سعادت کا چاند چمکتا رہے میں اپنے سلام کے بعد تمہیں سلام کہتا ہوں اور خبر تاطر ہے جو محبت آپ سے پیدا ہوئی تھی میں اس کا اقرار کرتا ہوں اللہ آپ کے ذکر سے اسے سنوارے اور اس کی خوشبو مہکتی رہے خواہ اس کی تزکی پر لمبا زمانہ گزر جائے اس کا شکر نہ مرجھائے اور جو ولایت آپ کے سپرد کی گئی تھی اور جس کی تلخی کو آپ نے برداشت کیا تھا اس سے تمہاری تاخیر کی اطلاع ملی تو میں نے مثال کے طور پر وہ شعر پڑھا جو ہمارے شیخ ابوالحسن بن الجیاب نے اپنے دوست شریف ابوالقاسم کے قضاء کے کام سے علیحدہ ہونے پر کہا تھا۔

جب لوگ تیری بلندی کی شان سے ناواقف ہوں تو تیرا جان انہیں اچھا نہ لگے اور اگر اسے اپنا سیدھا راستہ ملتا تو وہ ہمیشہ تیری آگ کا قصد کرتی اور بخشش طلب کرتی۔

پھر مجھے تمہاری علیحدگی کی کیفیت کا حال معلوم ہوا کہ وہ سلطان مؤید سے بے رغبتی کے باعث ہوئی تھی پس میں لوٹا اور میں نے ان اشعار میں تمہارے مشاہدات کو پایا ہے۔

اے سخاوت اور بشارت کے چاند اللہ تیرا حامی ہو تو نے احکام میں فخر کے مقام کو حاصل کیا ہے مگر تو نے تقویٰ کے باعث ان سے استعفا دیا ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ یہ صالحین کا طریق ہے اور تو سلامتی کے اس راستے پر چلا ہے جسے تو نے حشر و نشر کے لئے پسند کیا ہے اور حق بات یہ ہے کہ علم نے عزت کا وہ کام تیرے سپرد کیا ہے جس سے تو عمر بھر الگ نہیں ہو سکتا اور وہ شب و روز کے گزرنے کے باوجود جدت میں زیادہ ہوتا جاتا ہے اور روشن ستارے چلتے رہتے ہیں اور وہ نہیں چلتا اور جو احوال کو دیکھے گا ان کے درمیان وزن کرے گا اور ذلیل دنیادار کو کتنے خطرات درپیش ہیں اور وہ کئی قسم کی امارتوں کو چھوڑنے والا ہے اور برائی کا مقابلہ کرنے برا نہیں پس تجھے مبارک ہو اور تو نے اس میں بے رغبتی کرنے اور بوجھ سے بچنے کی وجہ سے اس کا اہل ہے اور تو اپنے حاسدوں کی پرواہ نہ کر وہ سنگریزے ہیں اور سنگریزے موتیوں کا مقام حاصل نہیں کر سکتے اور جو لوگوں کے ساتھ خالصۃً للہ حسن سلوک کرے وہ بہت اجر حاصل کرتا ہے تو بزرگی کی بلندی کے لئے زندہ ہے اور اس کے حرم کی حفاظت کرتا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے اس کے بارے میں خداتعالیٰ نے تیرے لئے آواز دی ہے۔

سیدی رضی اللہ عنہ وارضاکم

آپ نے اپنے خط میں اس سلطان کی مدح کو بڑا طول دیا ہے جس نے قضاء کے کام سے علیحدگی اختیار کرنے اور بری کرنے میں آپ کی مدد سے شادکام کیا ہے اور آپ نے دوستوں سے اس کے لئے دعا کا مطالبہ کیا ہے اور اس کام کی طرف آپ کی راہنمائی کرنے کے کیا کہنے پس اس کے لئے دعا کرنا ایسا ضروری امر ہے جس میں امور کی استقامت اور خواص اور جمہور کی بہتری ہے اور اس موقع پر اس علاقے کے علماء اور صلحاء کی آوازیں اس کے واسطے دعائے خیر کے لئے بلند ہوئیں اللہ تعالیٰ اسے بہتر طور پر قبول فرمائے اور آپ لوگوں میں سے ہر ایک کی خواہشات کو پورا کرے اور آپ بھی اسی طرح علم و جلالت اور فضل و اصالت والے ہیں اور آپ نے اس ملک میں بڑی عظمت اور سعادت حاصل کی ہے لیکن اللہ نے چاہا ہے کہ آپ کے عظیم محاسن کا اس ملک میں ظہور ہو اور ہر اعتبار سے کام کے بعد کام پیدا ہوتے رہتے ہیں پس جہاں آپ ہیں زمانہ دہیں فخر کرتا ہے اور تمہارے لئے محامد جمع ہیں اور جب مولانا سلطان ابوعبداللہ تمہارے خط سے آگاہ ہوئے تو انہوں نے

تمہارے مقاصد کی بہت تعریف کی اور آپ کی خوبصورت محبت اور صحیح اعتقاد ثابت ہو گیا اور اس نے آپ کی تعریف میں اپنی مجلس کو آباد کیا۔

پھر اس نے سلام کے ساتھ خط ختم کیا جو اس کے کاتب علی بن عبداللہ بن الحسن نے لکھا تھا اور اس پر صفر ۷۹۰ھ کی تاریخ ڈالی تھی اور اس میں اس کا اپنا تحریر کردہ ایک ملفوف تھا جس میں اس نے اچھا لکھنے میں کوتاہی کی تھی اس کا متن یہ تھا:

سیدی رضی اللہ عنکم وارضا کم

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی آرزوؤں میں کامیاب کرے میں آپ سے معذرت خواہ ہوں کہ میرا یہ ملفوف خط میری اپنی تحریر میں نہیں ہے اس وقت میں عارضہ چشم میں مبتلا ہوں اور آپ کو صحتِ کاملہ حاصل ہو اور آپ کی سخاوت مجھ پر حاوی رہے بسا اوقات آپ کو اس مدت میں مغرب میں نازل ہونے والے فتنہ کا انتظار رہتا ہے اللہ اس کا خاتمہ کرے اور مسلمانوں کے ملک کو پرامن بنا دے اور ان کے امیر واثق کی خدمت کا بہتر حصہ ان کے اور اس کے وزیر اور اس کے مشورہ کے مددگاروں کے لئے نمایاں ہوا ہے' جس کا ذکر کنا مرہون ہے اور اس نے انہیں پابجولاں رکھا ہوا ہے یہاں تک کہ سبتہ شہر کے خلاف بغاوت ہو اور اس حصہ کا قائد ایک عجمی ہے جسے مہند کہتے ہیں اور ان کے جواں سال ساتھی کو نصر اللہ کہتے ہیں اور قضیہ کے بارے میں بڑا تردد پیدا ہو گیا یہاں تک کہ تقدیر نے سلطان ابو العباس کی روانگی کو نمایاں کیا جسے اللہ نے دوسرے حصے میں فرج بن رضوان کی حشمت عطا کی اور سواروں سے جو کچھ معلوم ہوا ہے اس کے مطابق بھی کچھ ہوا ہے اب بات کرنے کی گنجائش نہیں۔

پھر اس نے خط کو ختم کیا' اگرچہ اس تالیف کی اغراض سے خارج ہیں مگر میں نے انہیں صرف اس لئے لکھا ہے کہ ان میں ان واقعات کی تحقیق پائی جاتی ہے حالانکہ وہ اپنی اپنی جگہوں پر بیان ہو چکے ہیں اور بسا اوقات محقق اس مقام سے ان کی تحقیق کا محتاج ہوتا ہے اور فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد اللہ کی مہربانی میں گھرے ہوئے قاہرہ واپس آ گیا اور سلطان سے ملا اور سلطان مجھے اپنے مشہور و معروف حسن سلوک اور عنایت سے ملا اور سلطان کو مصیبت نے آ لیا جس سے اللہ نے اسے آزمایا اور اس سے درگزر کیا اور اس کے انجام کو بخیر کیا پھر اس نے دوبارہ اسے تخت حکومت پر بٹھایا کہ اس کے بندوں کے مفاد پر غور کرے اور اسے وہ ہار پہنا دیا جو اس نے پہلے اسے پہنایا تھا اور اس نے دوبارہ مجھے خوش حال کر دیا اور میں گوشہ نشینی کی چادر زیب تن کر کے اور عافیت سے شاد کام ہو کر گھر میں گوشہ نشین ہو گیا اور ۷۹۷ھ کے آغاز میں درس و تدریس میں مشغول ہو گیا اور اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی مہربانی کے عطیات سے متعارف کروائے اور ہم پر اپنی پردہ پوشی کے دامن کو دراز کرے اور اعمالِ صالحہ پر ہمارا خاتمہ کرے اور یہ میرا آخری قول ہے اور جس غرض کے لئے میں نے یہ کتاب لکھنا چاہی تھی وہ پوری ہو گئی ہے۔

واللہ الموفق برحمتہ للصواب و الھادی الی حسن المآب و الصلوٰۃ والسلام علی سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ و الاصحاب و الحمد للہ رب العلمین۔

